فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنتہ کتاب مستطاب کہ در علم عقائد و طریقت اہل سنت وجماعت حقائق ومعارف ومسالک اہل سلوک اہل معرفت وحقیقت مع حجج قاطعہ براہین ساطعہ عقلی ونقلی وتفاسیر بعض آیات قرآنی وکلام ربانی واحادیث حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باحقائق ومعانی واصول صحیحہ کہ متعلق بآنہاست مسمٰی بہ

تذکرۃ الحق

مصنفہ حقیقت آگاہ عارف باللہ فقیر کامل حضرت مولنا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب محمد امیر حنفی چشتی معینی رحمہ اللہ تعالی مع ترجمہ (جلد اول) مسمی بہ

ماھیۃ الحق

از جناب عالی درجہ والا مرتبہ مولنا مولوی سید دوست محمد صاحب اجمیری کہ یکے از صاحبزادگان حضرت خواجہ خواجگان مولنا معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز است

بحسن انتظام اہتمام ملا سید محمد الواحدی پروپرائٹر

در مطبع وکٹوریہ پریس دہلی مطبوع طبائع گردید

کتاب بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحت نامہ کتاب تذکرۃ الحق مع ترجمہ کتاب ماہیتہ الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	مَن	مَنّ	۱۵	۱۳	مَن	مِن
″	۱۴	الحبوبین	المحبوبین	″	۲۳	عقیدہ اُس کا	عقیدہ اور اُس کا
″	۱۶	التابعان	التابعین	۱۷	۶	و دلہا	و دردلہا
۲	۸	فقر	فقیر	″	۷	مغنیات	معنیات
۳	۱۹	فرمودہ	فرمودہ	۱۹	۹	فہمائے	فہم ہائے
۴	۱۱	دیباجہ	دیباجہ	″	۲۰	دہمارے	نہ ہمارے
″	حاشیہ ۲	ترجمہ دیباجہ	ترجمہ دیباجہ	۲۰	۱۶	اصلی اور دائمی	اصلی دائمی
۵	۱۴	تعلق	متعلق	۲۱	۲	ذُکرِ	ذِکر
″	″	آ	مر	″	۱۴	وجود ہستی	وجود دہستی
۶	حاشیہ ۱	ترجمہ دیباجہ متن	دیباجہ متن کتاب	″	۲۳	ما نفسی	ما فی نفسی
″	″ ۲	ترجمہ دیباجہ متن کتاب	ترجمہ دیباجہ متن کتاب	۲۳	۱	از مواد	از بعض مواد
۷	۲	موفّق	مُوَفّق	۲۴	۳	موجود حادث موجود حادث	موجود حادث مر
۸	۲	دل	دل	″	۱۹	سے اسکا	سے اُسکا فنا
″	۱۰	دردمند	دردمند	۲۵	۳	واقع شود	واقع شود
۹	۴	الجھے کہ	الجھے اسلیئے کہ	″	۸	ایمان آورد	ایمان آورد ایمان آورد
۱۰	حاشیہ ۱	عرضداشت	عرضداشت	۲۸	۱	از بدیہا	از بدیہا
″	″ ۳	ترجمہ	ترجمہ	″	۱۶	او نہیں سے	او نہیں سے
۱۱	″ ″	جماعۃ امبنی	جماعۃ مبنی	″	۲۱	لایحیب	یحسب
۱۲	۲۱	۵۶۱	اعتزہ	۲۹	۱۲	یجیب الکافرین	ان اللہ لایحب الکافرین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۹	پیشنیاں	پیشینیاں
〃	۲۲	جنھوں نے آگے	جنھوں نے ان آگے
۳۲	۱۳	لاتنسئوا	لاتنسبوا
〃	۱۰	آں شدہ بدلیل قطعی ثابت نشدہ باشد	آں بدلیل قطعی ثابت شدہ باشد
۳۴	۱۷	فضل کرم	فضل وکرم
۳۷	۷	عقیدہ - دریں	عقیدہ - دین
۳۸	۲۴	صاف وپاک کرنا	صاف کرنا اور پاک کرنا
۴۰	۷	خدلان	خذلان
〃	۱۰	اٹیکہ	اینکہ
〃	۸	راضی حقتعالی از الست چیز	راضی ست حقتعالی ازاں چیز
〃	۱۸	بمقتضای	بمقتضائی
۴۲	۶	تعالی رابمناجی	تعالی بمناجی
۴۴	۹	غوث النقلین	غوث الثقلین
۴۶	۸	فیہما	فہما
〃	۲۱	توضیح بمضاف الیہ	توضیح مضاف بمضاف الیہ
۴۷	۱۷	وصف	وصفت
۴۸	۱۴	یعنی کہ گردیدن	یعنی تغیر کہ گردیدن
〃	۱۸	بمعلوم خو قرار	بمعلوم خود قرار
〃	۱۹	بابدیست ہوہو	بابدیہست ہوہو
۵۰	۲	تفید	یفید
〃	۳	الجوار	الجواز
〃	۵	منہ	منہ
〃	۱۰	عایہ	علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱۴	کہ از جوازش منع تام	کہ جوازش منع تام
〃	۱۷	اختیار مسوع	اختیار ممنوع
〃	۲۰	نباشد	باشد
〃	۲۱	انتزاع زہتین	انتزاع از جہتین
〃	۲۲	جیزی را	چیزی را
〃	۲۳	بر بای	بر بنائی
۵۱	۱۲	ادان شرط کردہ شد	ازاں شرط کردہ شد
〃	۱۸	متحقق	متحقق باشد
〃	۲۱	لازم یا قدم	لازم آید باقدم
۵۲	۴	عنہ	عنہ
۵۳	۳	فیشرط	فیشترط
〃	〃	محباج	محتاج
۵۴	۳	وہذا	وہذا
〃	〃	المجاری	المجازی
〃	۴	ببیعہ	بیبعہ
〃	۶	تقدیم علم الماہیتین معا صنرہ ریا	تقدم علم الماہیتین معا صنروریا
〃	۱۲	ترط	شرط
〃	۱۳	رابطہ	ربط
〃	۱۵	پسیری	چیزی
〃	۱۹	تخصیص وتعبیر	تخصیص تعبیر
〃	۱۸	وایں	وایں
〃	۲۲	یس علم	پس علم
〃	۲۴	متعاقب	متعاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۵	الاحتصاص	الاختصاص	۶۰	۲و۳	اَوّلاً حاصل ضرور صفت منتعب	اَوّلاً حاصل ضروری صفت منتقب
″	۱۳	لایجزی	لاتتجزی	۶۰	۱۳و۱۴	اخذ او در خارج	اخذ او از خود در خارج
″	۱۷	متحقق	متحقق	۶۱	۱۱	علی معنی ای مفرد ا قائم	علی معنی مفرد قائم
″	۲۲	در تغیر ماہیت این	در تغییر ماہیت باین	۶۲	۱۴	دانستہ نشود	دانستہ شود
″	۲۳	ماہیئت	ماہیت	″	۱۶	پراو وصفت	او صفت
″	۲۴	لایتجزی	لاتتجزیٰ	۶۳	۲	فیہا	فیہا
۵۶	۲۱	حیام	قیام	″	۳	نفیہا	نفیہا
″	۲۳	یاغیر موجود	باغیر موجود	″	۱۳	نوائد	فوائد
۵۷	۷	استنداده	استعداده	″	۲۱	جو	چوں
″	۱۰	ان المعنی المصدر	ان معنی المصدر	″	حاشیہ ۹	لزوم تنکیر	لزوم تنکر
″	۱۲	لاتغالیہ	لاتغالیہ	۶۴	۲	او بحرف	او بحرف
″	۱۵	توفیقی	توفیقی	″	۶	ثابت	ثابت
″	حاشیہ سطر اتن	الحقیقۃ	الحقیقیۃ	″	۱۱	لترتب	لترتب
۵۷	حاشیہ سطر ۵	تقدد	تقدم	۶۸	۱	لطلبہ	لطلبہ
۵۸	۴	لمنلئی	لمنبئ	″	۶	فقد	فقد
″	۵	مبنی	منبئ	″	۱۳	کسبکہ طاب	کسبکہ او طلب
″	″	الوجود	الوجود	″	۱۷	وترتبیش	وترتبش
″	″	ہو	ہو	″	۲۳	ثبوتش	ثبوتش
″	۱۵	تقدم رتبتی	تقدم رتبی	۶۹	۸	موجوداً	موجوداً
″	۱۷	تاخر رتبتی	تاخر رتبی	۷۰	۳	وجوداً غیر	وجوداً غیر
″	۱۹	تقدم رتبتی قوہ	تقدم رتبی قوہ	″	۷	المصداق	المصداق
″	″	تاخر رتبتی فعل	تاخر رتبی فعل	″	۲	مسلہ	مسئلہ
″	۲۱	رتبتی است	رتبی است	″	حاشیہ ۷	تعارض	متعارض
۵۹	۱۲	مبجوا ہو	لم یجوا ہو	۷۱	۵	متقدما فی علم	متقدم فی علم
″	حاشیہ ۸	بتقدم	متقدم	۷۲	حاشیہ نمبر ۲۶	(عبارت مکرر ہے دوسری صحیح ہے)	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	حاشیہ نمبر ۲۲ سطر ۱	ابوجود	الوجود	۸۳	۷	ممتنع	ممتنع
〃	۹ حاشیہ	وقلیل بداہت	وقبل بداہت	〃	۱۰	ماہیتہ	ماہیتہ
۷۳	۵	فواعتہ	فواقعۃ	۸۴	۱۰	الماء	الماء
〃	۸	بہ بہیا	بدیہیا	〃	۱۷	حقیقت زانچہ	حقیقت درانچہ
۷۴	۱۷	انکاری	انکاری	〃	۱۸	سوئی او	سوای او
〃	۲۲	یود	بود	۸۵	۹	ثالثا	ثالثا
۷۵	۹	تجددا ومجازا	تجددا مجازا	〃	۱۵	برزخ ورمتغایرین	برزخ درمتغایرین
۷۶	۸	اُخریٰ	اخری	〃	〃	ثالث	ثالث
〃	۱۱	اظہر	اظہر	۸۶	۱۰	فہو	فہو
〃	۱۵	بغبر	بغیر	〃	۲۲	عیزاست	غیرخوداست
〃	۲۲	صفت	صفت	۸۷	۳	بتوافق	بتوافق
۷۷	۳	من زیادتٍ علی الماہیۃ	من زیادتٍ علی الماہیۃ	۸۸	۱	بمقابلۃ	لمقابلۃ
〃	۵	بعودٍ فانی	بعودٍ فانی	〃	۲۴	آہنارا	آہنا
〃	۱۷	نغنن خود	نغنیِ خود	۸۹	۴	تحقق	تحقیق
۷۸	۱۵	ازانکہ	از انکہ	۹۰	۷	لاالاولی	لاالاولی
〃	۱۶	عوادض	عوارض	〃	〃	علیہ	علیہ
〃	۲۱	بہ فنانیست	فنانیست	〃	۸	قیل	قیل
۷۹	۱۷	دلیلی از	دلیلی است از	〃	۱۱	بالخلاف	بالخلاف
〃	۱۹	فتہ	رفتہ	۹۲	۵	وجہ	وجہ
۸۲	۱۰	حقیقیا	حقیقتاً	〃	۲۲	خبر	جز
〃	〃	الحقیقتین	الحقیقتین	۹۳	۲	لم یذکر	لم یذکر
〃	۱۴	اخلاف	خلاف	〃	۶	واز فیکم	واذ فیکم
〃	۱۶	درواست	واواست	〃	۱۱	واگروجہ	واگروجہ
〃	۱۸	بالنوارس	بالنوارش	〃	۱۲	مقصد دیگر	مقصد دیگرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	حاشیہ ۳	فی المصدر	فی مصدر
۹۵	″ ۲	کیفیت کہ از و	کیفیت ذات کہ از و
″	۱۹	لعنی	یعنی
۹۶	۱	ووجب التوحد للعبید	ووجب التوحد للعبد
″	۶	ممفهوم	مفهوم
″	۹-۱۰	نظر	نظر
″	حاشیہ ۱۳	یکدیگر بمفهوم بہ تبع	یکدیگر و بہ تبع
″	″ ۲۲	حقیقی یا حکمی بمقابلۂ یکدیگر۔	حقیقی یا حکم ... افراد حقیقی یا حکمی بمقابلہ یکدیگر۔
۹۷	۱	دکان مابہ تا حکیما	یہ عبارت مکرر تحریر ہوگئی
″	۴	موجودا	موجودا۔
″	۶	موجودا	موجودا
″	۱۶	داگراچہ	داگرانچہ
۹۸	۴	الاجزاء	الاجزاء
۹۹	۳	منطبقۃ توصفا	منطبقۃ وغیر منطبقۃ توصفا۔
″	۲۳	حبس	جنس
۱۰۰	۱۴	وبنا بریت لفتہ شود	وبنا برین گفتہ شود
۱۰۱	۳ و ۴	صفتہ ولا ماہیتہ الذاتیتہ	صفتہ الذاتیہ ولا ماہیتہ
″	۹	تحصل	تحصیل
۱۰۲	حاشیہ ۲	معرفہ	معرفت
۱۰۳	۷	علم الیقین باضافۃ	علم الیقین باضافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۳	اضافت	اضافت
″	۱۷	باخبار	اخبار
″	۲۲	حکم او	حکم کہ او
″	۲۴	خودہ وجود	خود و وجود
″	حاشیہ ۱۱	اجمال	اجمالی
″	″ ۱۲	تکثر	متکثر
″	″ ۱۳	متکثرہ	تکثر و
۱۰۵	۸	میکند	میکنند
″	″	ذکر کیفیۃ توحید	ذکر بیان توحید
″	۱۳	وحدث او	وحدت او
″	۱۵	و آحد متوحد	واحد احد متوحد
″	۱۸	نماہند	نمانند
۱۰۶	۳	فتثنیۃ	فتثنیتہ
″	۱۱	خوادر	خواہ
″	۱۲	وزروجودی	ونہ وجودی
″	″	قسام	قیام
″	۱۶	فدرت	قدرت
″	۱۷	متغدلہ	متعدد
″	۱۸	بشار	بشمار
″	۱۹	محلوق	مخلوق
۱۰۷	۳	بقصد	بنفسہ
″	۶	[illegible]	عدم
″	۱۳	بعدبجا	بعد ازبجا
″	″	حاث	حادث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۹	سایق	سابق	۱۱۴	۱۵	مفارضت	معارضت
۱۰۹	۴	خنی تمھل	حتی لاتمھل	〃	۱۹	عجز شانِ	عجزِ شان
〃	۲۲	مانع رارد	مانع دارد	〃	۲۴	تمیز آوردہ	تمیز آوردہ
〃	حاشیہ ۷	ولغیرہ	وبغیرہ	〃	〃 〃	حائز	جائز
۱۱۰	۲۴	رسالہ	رسالۃ	〃	حاشیہ ۴	تفرضی	تفرض
۱۱۱	۴	ذاتٍ	ذاتٍ	۱۱۵	۴	وان تُفرِّضَ	وان تُفرض
〃	۵	فکانھا	فکانھا	〃	۱۰	نفس کثرتہا ای فی نفس کثرتِ وعکسہا	نفسِ کثرت وعکسہ
〃	۱۴	مادہ	مادۃ				
〃	〃	نتوانکرد وجود باشد	نتواندکہ وجودیاشد				
		یاکہ بوجودی	یا بوجودی	〃	حاشیہ ۲	وخود	ووجود
۱۱۲	۳	فتکونَ	فتکونُ	〃	〃 ۳	نیابد	نیاید
〃	۱۸	واحد آنست	واحَدَ آنست	〃	〃 ۱۱	نسبت ثابت	نسبت دیگر ثابت
〃	حاشیہ ۵ ۷	یہ عبارت نہیں لکھی گئی	مرتبہ احدیت وسطہ احدیت نیست و نہ درو تمائز صفات بنا بر عینیت او لزوم کہ لاغیر است	۱۱۶	۲	فی تفس	فی نفس
				〃	۱۲	لقیامہ	بقیامہ
				〃	۱۹	فتثنیۃ	فتثنیۃ
				۱۱۸	۷	النضورُ	التصورَ
۱۱۳	۶	علی الحملۃ	علی الجملۃ	۱۱۹	۲	حقیقتا	حقیقیًا
〃	۱۰	لعدم وجدتٍ	لعدمِ وحدتٍ	〃	۱۳	نبعًا	تبعًا
〃	۱۲	تمیز ازلروم	تمیز ازلزوم	〃	۱۹	تبع و عدم	تبع عدم
〃	۱۳	خاصل	حاصل	〃	۲۱	بزئیتش	جزئیتش
〃	۱۵	وجود او لازمی بود	وجود او لازمی بود	۱۲۰	۱	معرفۃُ	معرفۃً
〃	۲۰	واحد احد متوحد	واحد واحَدَ ومتوحد	〃	۱۱	ولبضرورت	لبضرورت
〃	حاشیہ ۳	بوجود خود	بوجود خود	〃	۱۷	بفقد ان	بفقدان
۱۱۴	۷	بقدرا	بقدر استعداد	۱۲۱	۳۱	احتزار	محترز
〃	۱۳	مخالف	مخالف	〃	۲۲	امتناع وتوقف	امتناع توقف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۲۴	جزر جزر	نہ جُزر و جُزر	۱۲۷	۹	مر الذات ش	مر الذات ش
۱۲۲	۹ متن و حاشیہ	بیان کیفیۃ جبر و قدر الخ	بیان کیفیۃ جبر و قدر الخ	〃	۱۳	ہچیں	ہمچنیں
				۱۲۹	۱۱	لا ہما	لانہما
۱۲۳	۱	فہی کاسبۃ	فہی کاسبۃ	〃	۱۳	لانہ بمقابلۃ	لا بمقابلۃ
〃	۸	و سیتی	و نسبتی	〃	حاشیہ ۵	ملتزم اختیار	ملتزم از اختیار
〃	۱۴	بسوئے خود	بسوئے خود	۱۳۰	۱۲ 〃	آثار	آنکہ
〃	۲۵	عجز است	عجز است	۱۳۱	۷	ففی الایجاد متعب	ففی الایجاد متعب
حاشیہ	۵		حقیقت جبر و قدر	〃	۸	خطاء مبتدا مع خبر	خطاء مبتدا موخر مع
۱۲۴	۱	ای مخلوق	ای المخلوق	〃	〃	غطاء مبتدا موخر	غطاء مبتدا موخر مع
〃	〃	ان تُفکّر	ان تُفکّرہ	〃	۱۹	ایں غطاء است	ایں خطاء است
〃	۱۰	اسماء مع	اسماء مع	۱۳۲	۷	فراق	فرق
۱۲۵	۱۸	معلوم باشد	معلوم باشند	〃	۱۶	اشتراک وحدت	اشتراک و وحدت
〃	۱۹	بمشابہ	مشابہ	〃	۲۳	شدیس دریں	شد دریں
〃	۲۲	بعلم خود است درو احتیاج بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مختص	بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مختص	〃	حاشیہ ۱	ان فائز الاعتبار الخ	ان تمائز الاعتبار الخ
				۱۳۳	۶	بما ہیتہ	بماہیتہ عینہا
				〃	۷	غنتیہا	عینیتُہا
				〃	۲۰	آن متغائر	آن ہمہ متغائر
〃	۲۳	اسماء	اسماء ہمہ	۱۳۴	۱۰	التعصب تفکرت	الغضبُ تفکرت
〃	۲۴	در مرتبۂ	نہ در مرتبۂ	۱۳۵	۲۱	از حیثیت بوجود	از حیثیت وجود
۱۲۶	۶	انّ الکلام مع	انّ الکلام مع	〃	〃	انچہ واو اوست	انچہ کہ او او است
〃	۱۰	وانّ للہ مع	وانّ للہ مع	〃	ح ۳ و ۴	ما عرفناک الخ ـ عرفناک الخ	معنی ما عرفناک الخ معنی عرفناک الخ
〃	۱۲	تجاوزن کردن	تجاوز کردن	۱۳۷	۱۲	درمیان قدیم و حادث	درمیان قدیم و حادث مخلوق
〃	۱۹	نیا ید و	نیاید بدو			مرتبہ السیت	یعنی آنکہ درمیان قدیم و حادث
	۵	تجرد الطریق	تجرّد الطریق				کہ مخلوق است مرتبہ السیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	ح ۱۰	قدیم وحادث	قدیم وحادث مخلوق
۱۳۸	۳	یقتضی	تقتضی
〃	۱۰	فعلٍ وفاعلٍ	فعلٍ وفاعلٍ
〃	ح ۸	اثر او است	اثرِ امر است
〃	۲۱	محلوق	مخلوق
〃	۲۲	وکاتمنے	وکاتمنے
۱۳۹	۴	تعاقباً رتبیاً فلیس	تعاقباً رتبیاً لا حقیقیاً والا الامر ناقص وضعیف حتی الآمر والامر متعاقباً تعاقباً حقیقیاً لا رتبیاً فلیس
〃	۹	فہو	فہو
〃	۱۳	ہمیں کہی واسطۂ حجاب	ہمیں واسطۂ حجاب
〃	۱۷	پس امر	پس امر
〃	۲۱	بنود حادث شد	بنود وحادث شد
〃	ح ۴	کونیہ را حادثہ اثر او است	کونیہ حادثہ اثر امر است
〃	〃 ۶	حجاب قدیم	بر حجاب وقدیم
۱۴۱	۲	الظلّ	الظلّ
〃	ح ۸	قول سبحانہ	قول او سبحانہ
〃	〃 ۱۰	در کیفیتہ	در کریمہ
۱۴۲	۱۷	کہ او قدیم است	او کہ قدیم است
〃	۱۹	کم وبیش	کم وبیش
۱۴۳	۱۶	رونی حجاب	ورای حجاب
۱۴۴	۱۱	رضی اللہ عنہما	رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۱۴۵	۱۳	فیقول الحق الحق	فیقول الحق فیہ دون الحق الخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۵	۱۵	چیست کہ این	چیست این کہ
〃	ح ۹	کلا بیرجع	کلامہ یرجع
۱۴۶	۹	صل علے	صل وسلم علے
〃	۱۲	مذکور آید	مذکور آمد
۱۴۷	۹	من جبثیتہ	من حیثیتہ
〃	۲۳	سبکتر است	سبک سیر است
۱۴۸	ح ۲	قربت	قریب
۱۴۹	۱۸	امام اعظم است	امام ما کہ اعظم است
〃	۱۹	وجماعت قائل اند	وجماعت اند قائل اند
〃	ح ۲و۵	امام اعظم است	امام ما اعظم است
〃	〃 ۴	او تعالیٰ ایمان	او تعالیٰ را ایمان
۱۵۰	۹	حقیقتہ	حقیقیتہ
〃	ح ۳	بہ تویش	بہ تشویش
۱۵۱	۷	ولا بجال فیہ	ولا مجال فیہ
〃	۱۴	نفیٔ این ہردو	نفیٔ این ہردو
〃	۱۹	رتنبی است	رتبی است
۱۵۲	〃	علاوہ انہ ہردو	علاوۂ این ہردو
۱۵۳	ح 〃	آنکہ زائد بر ماہیت	آنکہ عارض زائد بر ماہیت
〃	〃 ۲	ماہیتہ بواسطہ	ماہیت است بواسطہ
۱۵۴	۲	ولا ماہیتہ	ولا ماہیتہ
〃	۴	صفتہ	صفتہ
〃	۱۲	ان تتبع	ان نتبع
〃	۲۱	آخراً	آخر
۱۵۵	۱۰	لقیا مہا	لقیامہا
۱۵۶	۱۴	منتقر	مستقر

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
″	۱۸	آیا	آیا	۱۶۸	۱۷	مشتنبه	مشتبه
۱۵۷	۱	واجتماع نقیضین	واجتماع نقیضین	″	۱۹	صفت را از ظل	صفت از ظل
″	۱۲	فیام	بقیام	″	″	یافته می شود	یافته شود
″	ح ۱۹	باشد لیس و نه	باشد و نه	″	ح ۱و۲	ان آنکه عصمت را	بیان آنکه عصمت نبی را
۱۵۸	۲۳	هردوا وصاف	این هردو اوصاف			لازم است یکه و مشتبه	لازم است یقیناً و مشتبه
۱۶۰	۱۵	که اضافات ذاتیه	که آنها اضافات ذاتیه	۱۶۹	۳	فی مقابلة	فی مقابلة
″	ح ۳	النشائیه	الناشئة	۱۷۱	۱۳	و کفر کداو	و کفر کداو
۱۶۱	۲۰	بفنن او	تفنن او	″	ح ۹و۱۰	و فارق در فصل اعجاز	—
۱۶۴	۶	و لا تشتبه	لا تشتبه			و کرامة و معونة و	و فارق درمیان اعجاز و کرامة
″	۱۵	یعنی فریسنده	یعنی به فریسنده			استدراج	و معونة و استدراج
″	۱۷	سوئی ظل	سوئی ذی ظل	۱۷۲	۱۲	بدآنکه	بدآنکه
۱۶۵	۲۶	برتبع	به تبع	″	۱۵	سورهٔ صعت	سورهٔ صف
″	ح ۷و۸	*	بیان آنکه هریک ازینها	″	۱۷	ایمان آوردند	ایمان بیاوردند
			اضافاً جامع وحدوداً	″	۲۱	هیچو مشبه به	از هیچو مشبه به
			مانع و بطور اصل برائی	″	۲۲	خلاف کرده	حذف کرده
			نبی و رسول است و بطور	۱۷۴	۱	بجوز	یجوز
			عرض و تبع برای ولی است	″	۲	لله سجا	لله سبحانه
″	″ ۹	فنفرق	متفرق	″	۵	تتر	تستر
″	″ ۱۰	آنکه	و آنکه	″	۲۱	تحقیق نیاید	تحقق نیابد
۱۶۶	۱۳	درتبرو باشند	در تبرو باشند	۱۷۵	۱۴	و آنکه	و آنانکه
″	۱۴	نا آن نکونها	نه آن نکو نها	″	″	نماز	نماز را
۱۶۷	۲	مع ۱ و علی	مع ۲ و علی	″	۲۲	بر بنائی	بنایه
″	۱۴	مگر الله یکتا ست او	مگر الله که یکتا ست او	″	ح ۹	و صالحین	صالحین
″	۲۱	و بدانکه جزاین	و بدانکه جزاین	۱۷۶	۳	مثبت	بمثبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٧٦	٤	یقتضی	تقتضی	١٨٥	١٧	چنانچہ دریں سورہ	چنانچہ ہم دریں سورہ
"	٢١	ہردو طور	ہردو بطور	"	٢٣	طریقہ ہم جائز شد	طریقت ہم جائز شد
١٧٧	٢٠	درحال	در ہر حال	١٨٦	١	والحقق	والتحقق
١٧٨	١٩	معانی مدار داینکہ	معانی لازم آرد اینکہ	"	١٦	بنابرا استغنا	بنابر استغنا
"	"	اینکہ بطلان	اینکہ برآئنہ بطلان	"	١٧	برآنان،	برآنان
١٧٩	٢١	فانہ منصور	فانہ منصور	١٨٩	٦	انتقض الحصر	انتقض ای ما انتقض الحصر
"	٢٣	منصور یعنی فتحمند	منصور یعنی فتحمند	"	١٥	کزد	کرد
١٨٠	٣	من توسع	من التوسع	"	ح ٤	+	تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الخ
"	٧	للہ سبحانہ	للہ سبحانہ				
"	١٢	ولرسولہ	ولرسولہ تعالے	١٩٠	٢	لا تعبدو یدل	لا تعبدو و یدل
"	٢٠	برائی مومن	برائی ہر مومن	"	١١	کسفاً	کشفاً
"	٢٢	وتو سوئی	وتولی سوئی	"	"	فتعارضا مما یجوز	فتعارض مما یجوز
١٨١	١٠	ما ہوالثابت	ما ہو الثابت	"	١٧	واگر کشف ورد	واگر او کشف ورد
"	١٣	واگر فصل	واگر فصل	"	٢٤	ہردورا	ہر دو را
"	٢٢	رسول او تعالی	رسول او تعالی صلعم	"	ح ٢	بحث تفسیر	بحث تفسیر
١٨٢	٩	النصرۃ	النصرۃ	"	١٢	متعارض آمہ	متعارض آید
"	١٨	وتولی یولی	و تولی یولی	١٩١	١٠	یتربصون	تربصون
١٨٣	١	استغاثۃ	فاستغاثۃ	"	١٥	ارشارت	اشارت
"	٣-٥	ان لم تجز	ان لم تجز بصیغہ غائب	"	٢٦	یتربصون	تربصون
"	١١	اولی الحسنہم	اولی تحسنہم	"	"	آرزو میکند	آرزو میکنید
"	١٥	یا ایہا الذین	یا ایہا الذین آمنوا	"	ح ٢	غیر او صلعم	غیر او صلعم است
"	ح ٦	اولی تربیان	اولی تر مع بیان	١٩٢	١٧	از ثابت بموجودات	ثابت از موجودات
١٨٤	٣ و ٤	ولو اذ ظلموا	ولو انہم اذ ظلموا	١٩٣	نعایت ١٩٦ صفحات اولٹ پلٹ ہو گئے ہیں حسب ذیل ملاحظہ کرو		
"	حاشیہ متن	+	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا الخ				
"	١٦	فاستغفر اللہ	فاستغفروا اللہ	"	تمام اسکے بعد صفحہ (١٩٥) مطالعہ کیجیے۔		
١٨٥	١٤	شخص	تشخص	"	١٤	بعینت	بعینیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ مطالعہ کیجیے		۲۰۴	۱۹	مجاز	بمجاز
۱۹۴	۴	لتعقیب	لتعقیب	〃	۲۲	براہ راست	بربرہ راست
〃	۱۲	نتواں شناسید	تو نتواں شناسید	۲۰۵	۳	بمعنی	بمعنی
۱۹۴	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۶ مطالعہ کیجیے۔		〃	۲۱	بعث پس چگونہ	بعث پس بعث چگونہ
۱۹۶	۱۶	آیا از کسی از شما	آیا کسی از شما	۲۰۶	۵	بحذفہ	بحذفہ
۱۹۷	۱۰	مخرف النذار	مخرف النذار	〃	۲۲	یعنی برآناں	یعنی تو برآناں
〃	۲۰	مر یاری	مرا یاری	۲۰۸	۱۲	مقدم	متقدم
〃	۲۳	وفرمودند	وفرمود	〃	۱۴	واگر	واگر
۱۹۸	۱	اللہ رحمکم اللہ	اللہ رحمکم اللہ	〃	۲۰	واگر	واگر
〃	ح ۴ و ۵	از عباد باشند ثابت	از عباد خاصہ و احیاء باشند ثابت اند	〃	۲۳	مقدم	متقدم
〃	ح ۱۱	تخصیصا	تخصیصًا	۲۱۰	۲۱	وبہ آنکہ	وبہ آنکہ
۱۹۹	۲۵	باطبابنت	باجابت	〃	ح ۷	وذہنیا	وذہنًا
〃	ح ۴	ارتفاع	انتفاع	〃	〃	اند باثربیت خود	اندکہ باثربیۃ خود
۲۰۰	۵	ولبدا ہتہ ای لبعث النبی عم لاسماع الخ	ولبدا ہتہ ای لبعث النبی عم للاسماع	۲۱۱	۱۰	یفعل ما یشاء	یفعل اللہ ما یشاء
〃	۱۹	بعث اسما و اسماع	بعث ارسال حق باسماع	〃	۱۴	اولوالعزمی نبوت	اولوالعزمی نبوت
حاشیہ		بیاسی معنی موتی از روئے	بیان معنی موتی از روئے	〃	۲۵	حیات دنیا وآخرت	حیات دنیا و در آخرت
		موضوع و مجاز	موضوع و مجاز	۲۱۲	۲۰	موجودت	موجودات
۲۰۲	۵	عن الاثبات لازم	عن الاثبات لازم	۲۱۳	۲۲	جوالاختیار	جواز الاختیار
〃	۲۳	ضمم کما شارت	ضمم کہ اشارت	〃	ح ۷	دریں زمان	در ہر زمان
۲۰۲	۵	والمؤخر	المؤخر	۲۱۴	۶	عدّوا	عدّوا
۲۰۴	۱	لا بہتدی	لا یہتدی	〃	۲۲	بردوست	بردوست
〃	۱۷	عدم اسماع	عدم انتفاع	۲۱۵	۷	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
〃	〃	وارشبارت	واشارت	〃	۱۲	رضی اللہ عنہما	رضی اللہ تعالیٰ عنہما
				〃	۱۹	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
				〃	〃	سخن گندہ	مثل سخن گندہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۵	۱۹	گندہ است از بالای	گندہ است کہ منبر یا کرہ	۲۲۴	۴	فیبعید اللہ	فیبعید اللہ
		زمین	است اوبر کندہ شدہ	″	۸	و لنتبعہم	لنتبعہم
			است از بالای زمین	″	۱۳	تقنید موت	تقیید موت
۲۱۶	۷	دار البوار	دار البوار	″	۲۱	شدن و برائے	شدن - برائے
″	۹	ممتنزعة	ممتنزعة	۲۲۵	۹	شما نیافتید	شما کہ نیافتید
″	۱۲	ابتدا از وقتِ موت	وابتدا برزخ از وقت موت	۲۲۶	۲	مما جازہ استحضارہ	مما جازہ استحضارہ
″	۱۹	اَحلّوا	براحلّوا	″	۱۶	می شود	می شوند
۲۱۷	۱	اَوْ مُبینة	اَوْ مُبینة	″	۱۹	ارتنہ	البتہ
″	۷	باضافۂ مغایر	باضافۂ مغایر	۲۲۷	۱	فالغیب مع	فالغیب معہ مع
″	۲۴	از حجابات	از مرتبہ حجابات	″	۱۲	منہا ای من الشہود والمثل والروح	منہا ای من الشہود والمثل والروح ۱۲
″	ح ۱	مخلوق ہیچو	مخلوق نہ ہیچو				
۲۱۸	۲۰	از روی عام	روی عام	۲۲۸	۴	مخذوف	محذوف
۲۱۹	۱۱	لم یُرَوْ	لم یُرَوْ	″	۱۰	والجواب	والجواب حقیقتاً ای عدم اتحاد الحقیقتین ۱۲
″	۱۵	عارض شود	عارض می شود	″	۱۱	لا یعلمہ	لا یعلمہ مفعول لہ انتصبہ الی القدیم ۱۲
″	۲۴	برقتل	برقتل	۲۲۹	۸	بنفسہ	بنفسہم
۲۲۰	۱	والموت	والموت	″	۹	بحصل	یحصل
″	۱۴	ہملہ	ہمال	″	۱۳	صدور	صدر
″	۱۵	نگفتن	نگفتن فقط	″	۱۶	وعیبی	وغیبی
″	۱۹	ردق	رتق	۲۳۰	۲	نکشفہا	یکشفہا
″	ح ۶	مطلق عام است	مطلق و عام است	″	۱۴	آنکہ دیدینہا	آں دیدینہا
		بعموم شاں واماں	بعموم شاں و آناں از	″	۲۵	درکمی آید	درکمی یابد
		از دعراس	مدبرات امراند	۲۳۱	۱۸	باحتیاج	احتیاج
۲۲۱	۳	یَذکرون	یُدَبِّرون	″	۱۹	مستقبل	مستقل
″	۹	وآن یوذ	وآن جُرُزْ	″	۲۱	وجود استقرار	وجود و استقرار
۲۲۲	ح ۱۶	ہمنجو رد	ہمنجو رد و	″	۲۲	دریں ردو	دریں ہردو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۶	عنیب عام از انبیار	عنیب عام عام از انبیار	۲۴۳	۸	تحقق علم	تحقق علم
〃	۱۸	منہ المسیح	منہ اسمہ المسیح	〃	۲۱	پیش	بیش
〃	۲۳	مرکزت	مرکزیت	۲۴۴	۱۱	وتکمیلہم	وتکمیلہم
۲۳۴	۴	وتخفیص	وتخصیص	〃	〃	عالم الشہود	عالم الشہود
۲۳۶	۱	بصلح	بصلح	〃	ح ۲	بیان التشخص	بیان التشخص
۲۳۷	۶	واختصاصہ	واختصاصہ	۲۴۵	۴	رغنت	رغنت
〃	متن و حاشیہ	ذکر کیفیۃ العلم	ذکر کیفیۃ العلم	〃	۱۴	مقصود است بدلائل	مقصودات بدلائل است
〃	〃	ذکر دربیان	ذکر دربیان	〃	۲۳	بردو	ہردو
۲۳۸	۱	ای مرتبۃ - لاہنا	ای مرتبۃ - لاہنا	〃	۲۴	وظل	وظل
〃	۱۷	خو سوے	خود سوے	۲۴۶	۳	اعتبار رفی	اعتبار ثانی
۲۳۹	۱	حادث	حادث	〃	۱۲	المعصۃ	المعصیۃ
〃	۱۴	دلوجود	دلو بوجود		〃	اومجہول	اومجہول
〃	۲۴	کہ مفعول اوست	کہ او مفعول اوست	۲۴۸	۳	موجودات	موجودات
〃	۲۷	ہمچو اثر مخلوق است	ہمچو اثر او مخلوق است	〃	۲۰	آنکہ از ظل است	آنکہ ظل است
۲۴۰	۷	شیٔ	شیٔ	〃	۲۳	خمسہ	خمسہ وحی یابد تمام او از وی
〃	۱۰	لیحتاج	لیحتاج	〃	〃	وحی بابد	وحی یابد
〃	۱۸	درو دیرو	درو دیرو	۲۴۹	۱۲	بحاشیۃ	لیست بحاشیۃ
〃	۱۹	وجودکہ	وجود دیکہ	〃	۱۸	مومن آئینہ مومن آئینہ	مومن آئینہ مومن
〃	۲۲	بتاخر رتبی	بتاخر رتبی			است	است
〃	ح ۴	بیان علم	بیان علم	〃	۲۳	مذکورہ آمد	مذکور آمدہ
〃	〃 ۶۵	بتاخر رتبی است	بتاخر رتبی است	〃	ح ۱۰	ہدایت	بدایت
۲۴۱	۵	التصدیق	التصدیق	۲۵۰	۱	المنقصۃ	لمنقصۃ
〃	۱۸	فروختن	افروختن	〃	۱۱	ویتشابہ	ویتشابہ
۲۴۲	۳	بحتا	بحتاھ	〃	۱۹	دنچہ گفتہ شد	آنچہ کہ گفتہ شد
〃	ح ۱۵	بذا	بذاتہ	〃	〃	نیز	تیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۳	ش حقیقة	ش اوحقیقة	۲۵۸	۲۳	تحقیق	تحقق
″	۷	مجاوری	مجازی	″	″	موبد	مویّد
″	۸	فی کیفیة	فی ذکر کیفیة	۲۵۹	۱	منشاء سہو	منشاء سہو
۲۵۲	۴	دالوصف	والوصف	″	۱۴	عبادی اسرفوا	عبادی الذین اسرفوا
″	۱۷	اگرچیزی دیگر	اگر یا چیزی دیگر	″	۲۲	کہ متابعت	کہ او متابعت
″	۲۰	لام	لازم	۲۶۰	۲۳	لایغفر	لایغفر ہست
″	۲۱	انکہ ماہیت	انکہ از ماہیت	۲۶۲	۱۲	دلیل منطبق	دلیل منطبق
″	۲۴	از طلاق	از اطلاق	″	″	مرکزیة	مرکز بیتہ
۲۵۴	۱۴	فطنٌ ظنٌ	فطنٌ ظنٌ	″	″	علی حقیقة	علی حقیقة
″	۱۵	برضای	برضای	۲۶۴	۱	علی دعوہ	علی دعولہ
۲۵۵	۶۹۵	ان الاختلاف فی	ان الاختلاف فی	″	″	دلیل نفسہ	دلیل بنفسہ
		المسلمین فی کیفیة	المسلمین فی کیفیة	″	۲	ختم	ختم
″	۱۴	چگونہ خواہد شد	چگونہ ثابت خواہد شد	″	۱۴	دلیل است	دلیل است
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	فالوجود مشترک	″	۱۷	آفریدہ	آفرید
″	۸	فالخذلان	فالخذلان	۲۶۴	۳	ممتنع	ممتنع
″	۲۳	متافت	متفاوت	۲۶۵	۱۴	این نبنی	این نہی
۲۵۷	۳	تغبر	تغیر	″	۲۴	مرو	بدرو
″	۹	عدمہ	عدمہ	۲۶۷	۱۴	رماخوذ	ازماخوذ
″	۲۲	دالنتہ شد ربِّ آل	والنتہ شد والنتہ شد	″	۲۰	ولایت	ولایت الخ
			ربِّ آل	۲۶۸	۲	ومشتبہة	ومشتبہة
۲۵۸	۱	بجمیع القبلیة	بجمیع من القبلیة	۲۶۹	″	ماتحت	ماتحت
	۶	برب	برب	″	۱۴	وسزاوارے	وسزاوار
″	۷	والکفر	والکفر	″	۱۷	محدوحہ انہ	محدوحہ کہ از
″	″	حجة	حجة	۲۷۰	۱۶	تکفیر	تکفیر
″	۱۹	من	ممن	″	۲۰	وغیرہ درحدیث	وغیرہ چنانچہ درحدیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۷	نئواں شد	نئواں اندشد	۲۸۷	ح ۵	من امرہم	من امرہم
〃	۱۴	عالم ہیں	عالم و دانا ہیں	۲۸۹	۱۷ و ۱۸	اللہ تعالیٰ نے سورۃ تحریمہ	اللہ تعالیٰ نے سورہ تحریمہ
〃	۲۱	فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماکان الخ	فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب رکوع پنجم میں ماکان الخ	〃	ح ۶	بیان ذکر تعظیم	ذکر بیان تعظیم
				〃	۱۷ 〃	بروئے خطاب	برے خطاب
۲۷۵	۵	فی نفسہ	من نفسہ	۲۹۰	۹	نئواند کرد	نئواں کرد
〃	۸	ترجمہ نیاید	ترجمہ و نیاید	۲۹۱	۱۱	مشاجرت	مشاجرات
〃	۱۹	کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی	کہ میری بیٹی کا تحت حکم رسول صلعم ہونا	〃	ح ۱	مشاجرت	مشاجرات
				۲۹۱	۳	سیماہم من اثر	سیماہم فی وجوہہم من اثر
۲۷۷	ح ۷	بیان تعظیم	وبیان تعظیم	۲۹۴	۴	محضّص	محضّص را
۲۸۰	۴	وہم ازینجا است	وتہم ازینجا است	〃	۲۰	دیکھو فرق	دیکھو تو فرق
۲۸۱	۵	چہ نیست	چہ نیست (استفہامیہ)	۲۹۵	۳	رزّین	زرّین
〃	۱۰	منع صوت	منع رفع صوت	〃	۸	مقتدائی ثابت است	مقتدی ثابت است
〃	۱۳	دلالت ہو رہی ہے	دلالت ثابت ہو رہی ہے	〃	۱۱	حسدیث	حدیثاً
۲۸۳	۱۰	ترجمہ کسانیکہ	ترجمہ و کسانیکہ	〃	۱۲	استنجا با	استنجا یا
۲۸۴	۱	ذات سبحانہ	ذات اللہ سبحانہ	۲۹۶	۳	خدائی عزوجل	خدائی را عزوجل
〃	〃	بواسطہ غیرہ	بواسطہ غیرہ سبحانہ	۲۹۷	۴	ازینجا دو تحذیرا ست	ازینجا رد و تحذیر است
۲۸۵	۱۶	نفی ہوسکتی	نفی نہیں ہوسکتی	〃	ح ۲	مشاجرت	مشاجرات
۲۸۶	۸	میسند	مپسند	۲۹۸	۲۱	منتسب	منتسب
〃	۱۰	وحذر ایذا وخیر خودہست	وحذر از ایذا مع وخیر خود است	۳۰۰	۳	ندر کثرت اعمال	نہ در کثرت اعمال
				۳۰۱	ح ۸	متنازعہ کا چند	متنازعہ کا نتیجہ چند
〃	۲۴	اور یہ ادب	اور یہ مفید ادب ہے	۳۰۲	۱۰ 〃	تعمیم ضروری	تعمیم منع ضروری
〃	〃	اور خیر کیلئے مفید ہے	اور خیر کیلئے بھی مفید ہے	۳۰۳	۵	با ثبات	با ثبات است
۲۸۷	۵	گمرہی کردور کنندہ	گمرہی کو دور کنندہ	〃	۲۱ و ۲۲	حضور والدین	حضور کی والدین
〃	۱۹	لابد منہ سے	لابد منہ ہے	〃	۲۵	اقتصائے	اقتضائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۳	انا النعسکم	انا الفسکم	۳۳۰	۱۶	اپنی پالنوالے کو	اپنے پالنے والے سے
〃	۸	تعلت	ثقلت	〃	۲۱	یعنی پالنے والے	یعنی پالنے والے
〃	۱۲	آخرت آیت	آخر آیت	۳۳۲	۲۳	معلوم ہونا	معلوم ہونا چاہیئے
۳۰۸	۳	حروج	خروج	۳۳۳	۷	واز قال	از قال
〃	۱۱	جانب ہیں	جانب ہیں ہیں	〃	۹	اجمعون الآ	اجمعون لا الا
〃	۱۴	ان تستغفروا	ان تستغفروا	۳۳۴	۸	غیرہ سجدہ عبودیۃ	غیر سجدۂ عبودیۃ
〃	ح ۱۷	یہ ایسی	بہ کہ ایسی	〃	۲۵	ثابت نہ ہونیکے	ثابت نہ ہونیکے
۳۱۰	۱۰	بات ابویہ	مات ابویہ	۳۳۷	۱	تنبیہ بو	تنبیہ پر
〃	۲۰	ذازرۃ	وازرۃ	〃	۵	محی السنہ	محی السنۃ
〃	ح ۴	قطعی پر	قطعی کفر پر	۳۳۹	۲	وتذرانہ از ہرچہ	و نذر از ہرچہ
۳۱۲	۱۳	آپ کے حضرت عبداللہ	آپکے والد حضرت عبداللہ	〃	۹	سرورنبیار	سرور انبیاء
۳۱۳	۲۱	الآیہ	الآیہ سورہ حدید کے تیسرے رکوع میں	〃	۱۳	جوادبر	جواز پر
				۳۴۰	۵	ماموربہ	ماموربہ
۳۱۹	۱۷	برکت لینلی پر	برکت لینے پر	〃	۱۷	اس خاص وجہ	اسی خاص وجہ
۳۲۰	۵	برفع تعارض	بہ رفع تعارض	۳۴۱	۲	ینبغی در محل جواز	ینبغی ولاینبغی در محل جواز
〃	〃	کرمہا اللہ	کرمہما اللہ	۳۴۲	۲۴	گذرکیا ہے	گذرسے کیا ہے
〃	۲۲	ذاتی وجود یا وجو	ذاتی وجود یا جود	۳۴۳	۶	بجموم	بغموم
۳۲۱	۸	واجب البقاع نودن	واجب البقاع بودن	〃	۱۵	تو اسکا	توکہ اس کا
۳۲۲	۶	مسلوبا لنہش	مسلوبا لنہش	۳۴۴	۱۶	دی رہی ہی	دی رہے ہیں
۳۲۶	۳	نشود	مراد نشود	〃	۱۷	مطابق	موافق
〃	۱۸	معلوم ہوکہ	معلوم ہوا کہ	۳۴۶	۸	فقلناک	فقتلناک
〃	۲۳	عبادت بندگی	عبادت وبندگی	〃	۱۱	ساتھ ہی	اور ساتھ ہی
۳۲۸	۲۰	علیہ الآیہ	علیہ	۳۴۸	۳	اداء ترک	اداء و ترک
〃	۲۴	مدلہ میں	بدلہ میں	〃	۶	بحزانی	تجزانی
۳۲۹	۲۱	اعتبار	اعتبار سے	〃	۱۱	خودرا باخفا	خودرا مگر باخفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۱۶	اوار تبرک میں	اوار و تبرک میں
〃	حاشیہ	*	بیان شان نزول کریمہ مَا کانَ لبشر الخ
۳۵۰	۵	اولی تر	غیب اولی تر
〃	۲۰	ہوئی	ہووے
〃	۲۵	یہ اونڈ و لو	یہ کہ اُن دونو
۳۵۲	۲۴	شامل ہے *	شامل ہے * اس تقدیر پر عبارت نظم شریف کریمہ کی یہ ہوگی وَلیطّوّفوا بالبیت العتیق یعنی اور چاہیئے کہ وی اللہ کا طواف بواسطہ بیت عتیق کریں۔
۳۵۴	۵	تبرک	تبرک فعل
〃	۲۱	اشارہ	اشارہ ہے
〃	۲۴ و ۲۵	عمل نیک ثابت نہو گا	عمل پر حکم عمل ثابت نہو گا
۳۵۵	۱۳	اگر یہاں میں	اگر لفظ یہاں میں
۳۵۷	۲۳	کرنا تا ممکن ہے	کرنا ممکن ہے
۳۵۸	۶	وکر ھوا لا	وکر ہوا لا
〃	۷	والمحققون	والمخففون
۳۵۹	۱۸	فائدہ اسکو اسکی متعلق	فائدہ اسی کے متعلق
۳۶۱	۱۸	واطہرط	واطہرط فان لم تجدوا
۳۶۲	۳	والمُش	والمیش
〃	ح ۵	بنابر	بناپر
〃	ح ۶	رجع	راجع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۲	ح ۹	اوریجودیں	اوریجودین انکی خاص کرنے میں فضیلت
۳۶۳	۱۳	الشاط	الشاۃ
〃	ح ۳	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
۳۶۴	۲۴	ہوئی	ہوئی ہے
〃	ح ۳	پہنچتو ہیں	بھیجنے میں
〃	〃 ۷	اور متعذر کو	اور ایصال متعذر کو
۳۶۵	ح ۲	کھانا کھلانا	کھانا اور کھلانا
۳۶۶	۱۵	ہر وقت میں سکو شامل ہے	ہر وقت میں سب کے لیئے درست ہو جیسے کسی نے تو اور اپنے مال سے مدرسہ جاری کر کے خود بھی اسمیں تعلیم کی اور دوسرونکو بھی مدرس کیا اور آیندہ کیلیئے اسکا صرفہ بھی مقرر کر دیا پس یہ خیر ہر قسم کی خیر کو یعنی مالی و بدنی و روحی ہر شخص کے واسطے خواہ آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت میں سبکو شامل ہے
〃	۲۵	اسپر زیادہ	اسپر اور زیادہ
۳۶۸	۱	گردندو ہرکہ	گردند ہرکہ
〃	〃	باشدو	باشد پس او
〃	۴	التصفات	الصّفنات
۳۶۹	۷	درشب برات	درشب عید برات
۳۷۱	۱۴	ایسا ہوکہ	ایسا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۱	۱۵	مخصوص ہو	مثع مخصوص ہو	۳۹۵	ح ۱-۲	+	حقیقۃ قبض بتصرف المتصرف
۳۷۷	۲۶	دمل	دلیل				متصرف کی روح سے اور یہ
۳۷۸	۱۶	میں استحقاق	میں جسمیں استحقاق				قبض حقیقی و واقعی ہے
〃	۲۱	بماکسبت	بماکسبت	۳۹۶	۲	مگر آنکہ	مگر آنکہ
۳۷۹	۱۳	بدلالہ	بدلہ	〃	۸	وجہہ	لوجہہ
۳۸۱	۲	نہ مومنین مضا	نہ مومنین	۳۹۸	۶	ش نقل	ش نقل ط
〃	۳	مد مومنین	مد مومنین مضا	〃	۱۹	منقول است	منقول است در طبرانی
〃	ح ۱۰	ملائکہ سے انسان کو	ملائکہ کو انسان سے	۳۹۹	۲۴	بدعت حسنہ است کہ	بدعت حسنہ است بالاجماع کہ
۳۸۴	۱۸	چنانچہ مدارک	چنانچہ تفسیر مدارک	۴۰۰	ح ۳	[illegible]	[illegible]
۳۸۵	۷	اماحوا	اباحوا	۴۰۱	۱۵	مگو	مگو
〃	۱۶	جنکی طرف	جسکی طرف	〃	۱۲	حافظ کہ ابن حجر برائے	حافظ ابن حجر کہ برائے
۳۸۶	۳ و ۴	مہلہ است بر چہار	مہلہ بر چہار	۴۰۳	۱۵	نیک از محاسن	نیک کہ از محاسن
۳۸۷	۹	باسم اللہ سبحانہ بقربیش	باسم اللہ سبحانہ بقربیش	〃	۱۹	تو بیہ را	ثوبیہ را
〃	۱۱	غیر خدائی	غیر خدائے عزوجل	〃	۲۴	وچگونہ است ہیں	وچگونہ است ایں ہیں
〃	〃	بما موصولہ	بما موصولہ	۴۰۴	۱	بمولدہ	لمولدہ
〃	〃	خلافت فصاحۃ	خلاف فصاحۃ	〃	۲۰	اشتغابال	اشتغال
〃	〃	بعدمش	بیعدمش	〃	۲۱	دریں	و دریں
〃	〃	بی تحقیق	بی تحقق	۴۰۵	۷	ولا فادات	ولا فادت
۳۸۸	۲۰	کہ فائدہ	کہ اگر فائدہ	〃	۱۰	ذاہر	ظاہر
۳۸۹	۵	در زبح	در ما فتح	۴۰۶	۲۴	مفسیدہ	مفسدہ
۳۹۴	۸	خروج بذاتہ	خروج بذاتہ	۴۰۷	۱	علیک و	علیکم وما
〃	۲۳	جبتک غیر	جبتک مالک کے سوا کوئی غیر	۴۰۹	۱۳	دیگر بران	دیگر بران
				〃	۲۳	کہ حسن نیست	کہ نیست حسن
۳۹۵	۵	العیاذا	العیاذ	۴۱۰	۷	القیاس نقولہ	و القیاس یقولہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۰	۱۶	سندا کمال	شدا کمال
″	۲۴	قیاس	وقیاس
۴۱۱	۷	یعارض	یعارض جناء"
″	″	التخصیص بالحسنة مضا	التخصیص مضا بالحسنة
″	۸	الذی	الذی
۴۱۲	۲	میلاد صلعم	میلاد النبی صلعم
″	۱۰و۱۱	لا یبطلہ	لا یبطلہ وحتی لا تبطل
″	۲۳	بشار	بشار
″	۲۴	باطل نہ کند۔	باطل نہ کند۔ وتا آنکہ فرمود صلعم درمنام یوسف حجازی لا تبطل المولد یعنی عمل مولد را باطل نہ کنی
۴۱۳	۲۳	برائی	برائے
۴۱۴	۱	الفرض المطلق۔ ینفی لمؤمن	الفرض المطلق جزء من جزء المطلق أولی الاجزاء۔ ولا ینبغی لمؤمن
۴۱۷	۵ سطر حاشیہ تحت دلائل	والمنظرہ الشمائل	والمنظر والشمائل
″	۱۶	او صلی اللہ	او صلی اللہ
۴۲۰	۱	کراہتہ	کراہتہ
″	۱۵	قیام کردند	قیام کنند
۴۲۱	۱۱	قیاس ابن تقیید	قیاس برائے ابن تقیید
″	۱۵	بندہ سوئی	بندہ کہ سوئی
۴۲۱	ح ۱۸ الخ	*	قیاس تنظیم و ترقیع ذاکر ذکر او صلعم
″	۲۴	بوجہی نیکو	بوجہی کہ نیکو
۴۲۲	۱۳	فوت عمل و	فوت عمل شود و
۴۲۴	۱۷	خدائی صلعم	خدائی تعالیٰ صلعم
۴۲۷	۷	و علّم علیہ	علیہ وسلّم
۴۲۸	۱۲	چارہ	وچارہ
۴۳۱	۹	انبہنی	آہتّبنی
″	۲۰	ایں حدیث ز	ایں حدیث را
″	۲۱	بیدار کرد	ساختہ کرد
″	ح ۳	*	احادیث در ثبوت وقوف او صلعم بر قبور مومنین
۴۳۲	۱۹	وکسند	وکسند دیگر
″	۲۱	سلامتی باد	یعنی سلامتی باد
″	۳	پیشنیاں و پشنیاں	پیشینیاں و پیشیناں
۴۳۳	۵	باجنجہم	باجنجتہم
۴۳۴	۱۱	عندالاسطونة	عندالاسطوانة
″	۲۳	ہمیں است	وہمیں است
۴۳۸	۱۶	درآوری	درو آری
″	۲۲	آورد وانز	آورد انز
۴۴۰	۱۳	فضل مراتب	افضل مراتب
۴۴۱	۸	یصدوہ	یصدرہ
″	۱۵	حالت حمات	حالت حمات
″	۲۲	بکوشید	بکوشد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۲	۸	عن الاشتغال	عن اشتغال	۴۵۹	۱۱	بصلاحہ وعلمہ	بصلاحہ وعلمہ
〃	۱۹	گمرآں	نگراں	〃	۲۲	بروئی	بروے
۴۴۳	۱۱	حتی یاتاک الیقین	حتیٰ اتاک الیقین	〃	۲۴	بصلاحہ	بصلاحہ
〃	۲۵	وعبات	وعبدت	〃	۲۵	برائی صلاح او	بسبب نیک بختی او
۴۴۴	۱۸	وہمراہ سفرہا	وہمراہ او در سفرہا			وعلم او	وعلم او
۴۴۷	۳	لایعرف عیناً	یعرف عیناً	۴۶۰	۶	عن الحال	عن الحار
〃	۷	ابن	بن	〃	۱۶	کراہت	کراہیت
〃	〃	المدینۃ	المدبنۃ	〃	۲۰	پس اوگرفت	پس او گرفت
۴۴۸	۲	للہ مثار	للہ مثا	〃	۲۴	ودرہی	ودرہی از وچیزے
〃	۲۳	فرزندان	وفرزندان				ظاہر نشدہ
〃	〃	ودرود خدا	درود خدا	۴۶۱	۱۷	می دیدی	می دیدند یعنی برخاستند
〃	〃	رحمت خدا	ورحمت خدا			رحاسسدلا انکہ	ازانکہ می دانستند ایں
۴۵۰	۱۳	وسرتنت	وتربت			می دانسدس	را یعنی قیام شان را
۴۵۱	۷	لئلا تفضی	لئلا تفضی			الوی ہام سارا	از کراہت او صلعم
〃	۱۴	نیست	ونیست			ارنکہ.... سار	بنا بر تواضع
۴۵۲	۲۴	این تیمیہ	بر ابن تیمیہ			لوا صبع	
۴۵۳	۱	السلف	لکن السلف	〃	۲۰	ہمہ ادخال	ہمہ افعال
〃	۱۳	سلف	لیکن سلف	۴۶۴	۱۴	قوام عرش	قوائم عرش
۴۵۵	۶	وقال علیہ	قال وعلیہ	۴۶۵	۲ح	ہمہ عالم باد	ہمہ عالم متوقف باد
〃	۱۱	بحث آدمی	بحث ادب	〃	۳	وہرانبیاء	وہمہ انبیاء
۴۵۶	۲۵	نیست ست	نیست	۴۶۶	۳	ویجب	یجب
۴۵۷	۱۳	کسی راکہ اورا	کسیکہ اورا	〃	۱۷	در ہرنفس	در نفس
۴۵۸	۱۷	میکنفنہ اورا	میکنند اورا	۴۶۸	۱۵	س ساد سداں	پس شاد شد باین عبد
۴۵۹	۳	استجاب	استحباب			عبدالمطلب وبر	المطلب وبرخاست او و
〃	۷	الی المخم	الی الفخم			خاست وکسیکہ او بود	کسیکہ با او بود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۸	۱۶	صلعم را و داں	صلعم را و داخل کرد
		او و او درجوف کعبہ	اورا درجوف کعبہ
٫٫	۲۴	دروغ بستن برائے	دروغ بستن براو
		او رضی اللہ عنہا	رضی اللہ عنہا گفت حضرت
			عائشہ رضی اللہ عنہا
٫٫	ح ۳و۴	(چھوٹ گیا)	قیام شکر از و صلعم
			برختم قرآن بروایت
			ابوہریرہ رض و ابوجعفر
			ازجد و پدر خود رضی اللہ
			عنہم
۴۶۹	۱۰	شکرہ	شکرہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۷۰	٫٫	الصرصری	الصرصری ای الترجیع
۴۷۲	۱۵	قردہ	وقردہ
۴۷۵	۸	مُفضِی	مُقتضِی
٫	ح ۳	الفضارُ	الفضارَ
۴۷۹	٫٫ ۳تا۶	(چھوٹ گیا۔)	حقائق معنی کریمہ بتحقیق
			الفاظ چنانچہ اذا بشرط
			مخصوص بزمانہ عام و
			محقق الوقوع است۔
			وتعلیم دعا بطریق کہ درو
			قرینہ مخصوص حاصل شود
۴۸۱	۷	مستغار	مستعارہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۳	۱۵	مفید	مقید
٫٫	ح ۱	*	بیان نقض تاویلات
			در کریمہ مذکورہ
۴۸۶	۴	چوں درلحد	وچوں درلحد
٫٫	۱۸	ماتا ہے	مارتا ہے
۴۹۰	۱۲	وہ مطلب	وہ طلب
۴۹۱	۱۰ من حاشیہ	ذکر بیان تفسیر	ذکر بیان تفسیر ۲۸
۴۹۵	۱۴	الی از انجلہ	از انجلہ
۴۹۸	۷	مع احبیت	مع من احببت
٫٫	۱۴	طرف	ظرف
۵۰۰	۵	از انجاست	از نجاست
۵۰۱	۸	متشابہات	از متشابہات
٫٫	۱۵	نظر کرکے	نظر کے
۵۰۲	۱۷	رسول سے تہا۔ پس ای حضرات	رسول سے تہا۔ بغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہوسکتا ہے یعنی فعل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لئے دلیل نہیں گردانا جاسکتا جو مصلحت دین کی ضرورت پہ مبنی تہا کہ مقصود اسکا بعث رسول صلعم سے تہا۔ پس اے حضرات۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

فہرستِ مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق

از جانب مترجم

دیباچہ کتاب ماہیۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق از مترجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ هَدٰٮنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِىَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ ۔ فَاَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ۔ فَھُوَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ حَرِیْصٌ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۔ ذٰلِکَ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۔ فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِنُوْرِہٖ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ خُصُوْصًا خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَبَقِیَّۃِ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ ۔ وَالسِّبْطَیْنِ الْمَقْتُوْلَیْنِ الْمَحْبُوْبَیْنِ مَعَ اُمِّھِمَا الزَّھْرَآءِ الْبَتُوْلِ الْمُطَھَّرَۃِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ وَجَمِیْعِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَزْوَاجِ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ۔ وَعَلٰی اَتْبَاعِھِمِ التَّابِعِیْنَ وَتَبَعِ التَّابِعِیْنَ خِیَارِ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْاٰخِرَۃِ ۔ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ فَیُدْخِلُھُمْ رَبُّھُمْ فِیْ رَحْمَتِہٖ ۔ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۔ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی

علیھم اجمعین ✦ لھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا ابدا ✦ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ✦ فیا اسفا علی الفراق فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ✦ اللھم صل وسلم علی محمد نبیک ونورک وعلی انوارہ اجمعین وعلینا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ امین ✦

اما بعد ایں کتاب مسمی بہ تذکرۃ الحق از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ سالک کامل مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملۃ والدین مظہر علمائی راسخین کاشف اسرار غیبی واقف علم لدنی صوفی صافی شیخ الوقت فقر کامل حضرت اوستادی ومولائی مولانا مولوی محمد عبد الوحید الملقب بہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ ✦ کہ از حقائق ومعانی ومعارف ومسالک صوفیہ کرام۔ وبر جمیع عقائد حقہ اہل سنۃ وجماعۃ با تفاسیر احادیث شریفہ وآیات کریمہ مؤید ما فی الباب۔ مملو ومشحون ہست۔ ودیگر آیات منیفہ وآثار شریفہ ومسائل دینیہ کہ در وی احتمالات واشتباہات واختلافات از متقدمین ومتاخرین علما وصوفیہ منقول آمدہ با مطالب اخری ہم بدو ثبت آمدہ۔ وبدلائل مثبتہ وبراہین قاطعہ وحجج واثقہ عقلی ونقلی کہ ہر کس را ازاں گزیرے نباشد از انقلاع آنہمہ اختلافات ونظریات کردہ شدہ طریق حق وسبل السلام وانمودہ شد۔ شان جلیل ورتبہ رفیع دارد۔ مدحش بیرون ازان ہست کہ بگفتن برآید۔ وضرورتش زاندازہ واست کہ بسنجیدن درآید ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ✦ فیا ایھا الناظر لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال ✦ پس ببینی کہ حق حق ہست اللھم انت الحق وتحق الحق۔ اما درر غرر مطالب وجواہر زواہر معانی این مکتوب بمنتہائی حسن ادب چوں در عبارت قصیر المبانی کثیر المعانی بصورت الہامی باجمال الفاظ نغبیہ آمدہ ہمچو گوہر شاہوار در خلوتخانہ صدف وچوں لعل بدخشاں در صمیم کان مستور۔ اخذ مطالب وفہم معانی ہر کس را از جاہا دشوار۔ وکشف معضلات وحل مشکلات از خون جگر ودقت نظر خالی نبود۔ وضروریات دین ودریافت مسائل حقہ مقتضی بر وقوف مطالبش لابد منہا۔ آرزو داشتم کہ بہرہ اندوبر گیرم ولیکن

شرمسار کہ نہ بہرہ ادب و نہ از علم مایہ دار۔ و شوق دامنگیر کہ بگیر ہرچہ برآید۔ کہ بکار آید۔ پس بکم مائگی و از
بے استعدادی خود درخود نگونسار۔ و از ہمت و شوق خود بفضل و کرم حق افتتاح کار را طلبگار۔
بحمد اللہ کہ نسیم رحمت حق وزید و غنچہ باب امید شگفتہ و واگردید **شعر** رحمت ہزار جان بامید مائلی +
محروم از درت نہ شود ہیچ سائلی + ناچار دیدم بعض مسائل کہ بزبان فارسی بعبارت سہل آمدہ مطالبش
برچینیم و او را بزبان اردو نگاشتم **شعر** ہرچہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست + ورنہ تشریف
تو بر بالائے کس کوتاہ نیست + ہمت و فیضان حضرت مصنف رحمہ اللہ کہ مؤید من اللہ است یار
آمدہ رہبری فرمود و بسی اشتہای شوقم افزود کشاں کشاں بتدبر و تفکر بہر گوشہ کتاب در ہر مسئلہ
بخوض آمدم ہمت کریم کار فرما آمد۔ اگرچہ حل مشکل از ہرچہ باید نیامد اما ترجمہ اش بزبان اردو از فارسی
و بفارسی از عربی کردہ آمد۔ آخر بر استعداد خود سنجیدیم از و بیرون یافتم۔ شکر نعمت باری بجا آوردم
شعر منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیکنم + منت بدار اینکہ بخدمت بداشتت +
باز دو سہ بار نظر نمودم تصحیح در آوردم۔ رحمت خدا بر و باد کہ ہمتش مرا یار آمد ورنہ از یں بے مایہ چہ
آید۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پس کتاب تذکرۃ الحق با ترجمہ اش کہ نامش ماھیۃ الحق باد ہر دو
بہ ترتیب فوق و تحت علیحدہ علیحدہ از یں ناچیز دوست محمد اجمیری کہ یکے از بندگان خواجہ بزرگ
حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری است قدس اللہ سرہ العزیز
نوشتہ آمد۔ و دریں مجلد دو فہرست نہادیم یکی از مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کہ برائی اصل کتاب ترتیب دادہ۔
و دوم از مترجم کہ او را بسط نمودہ تا ہر یکی را در طلب مقصود آسانی شود و باللہ التوفیق و ھو خیر
الرفیق تمنا از انصاف مندان ناظرین ہست کہ اگر سہوے و خطائے در ترجمہ ایں بیمایہ بمطالعہ کتاب
ملاحظہ فرمایند بفحوای کریمہ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا حسب مدعائی متن صحت فرمودہ بجان منت نہند و
العفو عند کرام الناس ماموں را کار فرمودہ درگزارند کہ انسان بنسیان در آمدہ۔ و چوں از یں ترجمہ
کشف مطالب کتاب برآید و بہرہ از و بیابند و حظ و نفع بردارند از دعائی خیر ایں فرومایہ را فراموش
ندارند و ان اللہ ولی التوفیق یہدی من یشاء و انہ لذو الفضل العظیم۔ والحمد للہ رب العالمین۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباجہ شرح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُرْسِلِ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعَالَمِیْنَ رَحْمَۃً الْمُصَلِّی الْمَخْصُوْصِ مِنَ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ بَقَاءً بِوُجُوْدِہٖ وَمِنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ دُعَاءً بِشُھُوْدِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ +

ازیں پس آنست کہ دردمند مستمند نظر بمدعا کہ مبادا بتغیر دلالۃ و ربطِ الفاظ مقصودش از فہم قاصد دور افتد بنوشتنِ شرح و حاشیہ ما یحتاج الیہ از دلالۃ و ربطِ بعضِ متن کفایۃ بعض بعبارت و بعض بعلامت نمود۔ پس علامت از فاعل **فا** ست و از مفعول **مف** و از مبتدا **مب** و از خبر **خب** و از مضاف **مض** و از مضاف الیہ

ترجمہ دیباجہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شرح

ترجمہ

محمود و ثنا یعنی تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ساری جہان پر بھیجنے والا ہے کہ وے رحمت ہیں مخصوص رحمت بھیجنے والے کی خدائے رحمٰن سے اپنی وجود کے بقا کے سبب۔ اور رحمت ہیں ملائکہ اور مومنین کی دعا کی بنا پر جو موافق مراد خدا کے ہے اپنی شہود و ظہور کے سبب۔ اسطرح اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ یعنی اے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر کہ وے نبی امی یعنی اصل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب اور سارے پیروان پر۔

اس کے بعد یہ ہے کہ دردمند مستمند نے مدعا پر نظر کر کے کہ ایسا نہ ہو دلالت اور ربط الفاظ کے تغیر کے سبب اسکا مقصود قاصد کی فہم سے دور پڑ جاوے شرح اور حاشیہ لکھنے میں بعض متن کی اسقدر کہ دلالۃ و ربط سے اسکے لیے ضرورت تھی کچھ عبارت پر اور کچھ علامت پر کفایت کی۔ پس علامت فاعل کی فا ہے اور مفعول کی مف اور مبتدا کی مب اور خبر کی خب اور مضاف کی مض اور مضاف الیہ

الیہ مضا واز موصوف مو واز صفت صف واز ممیز مم واز تمیز تم واز ذوالحال ذ پیوستہ واز حال حا واز معطوف علیہ معع واز معطوف مع واز متعلق بہ متعب واز متعلق متع واز مردد مر واز تردید تر واز مبدل منہ مبد واز بدل بد واز اسم انّ و مثلہا اسم واز خبر انّ و مثلہا خب بر لفظ واز متن م واز شرح متن ش واز حاشیہ ح میان سطر واز ربط ہمہ گر علامت ہندسہ موافق بر نشں واز مقدم م واز مؤخر خ بر علامت واز مرکب در مرکب خطے ــــ بر علامتین واز مرجع ضمیر ہندسہ موافق زیر نشں منتہی تا ۹ در متن و در شرح جدا ازاں و در حاشیہ جدا ازاں۔ و باید کہ ترتیب نگاہدارد و بضرورت رجوع بدور سابق تکرار ہندسہ وچوں بسر آید از سر آید و مِنَ اللّٰہِ العَلِیِّ التَّوفِیْقِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وبارك وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ الیہ کی مضا اور موصوف کی مو اور صفت کی صف۔ اور ممیز کی مم اور تمیز کی تم اور ذوالحال کی ذ ملا ہوا اور حال کی حا اور معطوف علیہ کی معع اور معطوف کی مع اور متعلق بہ کی متعب اور تعلق کی متع اور مردد کی مر اور تردید کی تر اور مبدل منہ کی مبد اور بدل کی بد اور اسم انّ اور اُسکے مثل کی اسم اور خبر انّ اور اُسکے مثل کی خب یہ علامتیں مذکورہ لفظ کے اوپر ہیں۔ اور متن کی م اور متن کے شرح کی ش اور حاشیہ کی ح یہ سطر کے درمیان ہیں۔ اور علامت کی آپس میں ربط کی غرض سے انپر اُسی کے موافق ہندسہ کر دیا گیا ہے اور علامت مقدم کی م اور مؤخر کی خ علامت کے اوپر۔ اور علامت مرکب در مرکب کی ایک خط ایسا ــــ دو علامتوں پر ہے۔ اور مرجع کی ضمیر کا موافق ہندسہ اُسی ضمیر کے نیچے کہ نہ ۹ تک پورا ہوا ہے متن میں علیحدہ ہے اور شرح میں اُس سے جدا اور حاشیہ میں اُس سے جدا۔ اور چاہیئے کہ ترتیب نگاہ رکھے اور ضرورت کی صورت میں تکرار ہندسہ کا اُسی پہلے دور پر رجوع کرتا ہے کہ جب عدد مذکور نہ ۹ تک تمام ہوتے ہیں تو ابتدا سے شروع ہوتے ہیں۔ اور خدا سے برتر سے ہے توفیق کا ملنا۔

خداوندا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو نبی رحمت ہیں اور آپکے آل پر جیسا تو اُسی محبوب رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہو اور اُنکو ہم میں شفیع کر اور اُس کے سبب سے ہم پر رحم کر۔

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الضابط بنورہ فنستعنہ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد الرابط بظہورہ فنستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ خصوصاً علی ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین وعلی خاتم الولایۃ ودلیلہا والحسنین المحبوبین وعلی اتباعہ فعلی الذین ہم متبعون ش باید دانست الحمد مصدر مجہول است چہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ در افادت مقصودہ محتاج غیر نبود وموافق است بمعنی لغت بخلاف مدح کہ احتیاج غیر دارد در وجود وحقائق محتویہ خطبہ بفحوای آنست کہ حل مطالب قرآن مجید کہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم است در باء است

ترجمہ دیباچہ متن کتاب تذکرۃ الحق

ترجمہ دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو اپنے نور سے ضابط یعنی نگاہ رکھنے والا ہے پس اُسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اور درود اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کہ اپنے ظہور سے رابط یعنی ربط دینے والے ہیں پس آپ ہی سے ہم سفارش چاہتے ہیں۔ اور رحمت آپکے آل واصحاب پر ہوجیو خاصکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی پر کہ خاتم ولایت اور دلیل یعنی رہنما ولایت ہیں اور حضرت حسنین پر کہ دونو محبوب ہیں اور آپ کے پیرو ان پر پھر اُن لوگوں پر کہ وے پیروی کیے گئے ہیں یعنی جو میرے مقتدا ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ سمجھنا چاہیئے الحمد مصدر مجہول بمعنی محمودیت ہے یعنی تعریف کیا جانا اسلیئے کہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ کا یعنی وہ اسم مفعول جو اپنے فاعل کے معروف اور موسوم نہونیکے سبب اُسکا قائم مقام ہو وہ افادت مقصودہ یعنی مراد کے موافق نفع پہنچانے میں غیر کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اور موافق ہے یعنی لغت سے بخلاف مدح کہ یہ وجود میں غیر کی احتیاج رکھتا ہے اور خطبہ کے محتویہ حقائق یعنی وے حقائق جو اس خطبہ کو حاوی ہونیوالے ہیں اس مضمون کے موافق ہیں کہ قرآن مجید کے مطالب جو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حل ہوچکے ہیں وے سب اسکی باء میں ہیں ؁

ترجمہ دیباچہ متن کتاب تذکرۃ الحق (از مصنف علم معرفت خود و کتاب)

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقطۂ آں وکفایت کرد در صفاتِ اصحاب و آل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر ترتیبِ تخصیصِ حقیقۂ شان کہ موفقِ ایں اسرار را در محلش تواند دریافت والا کار دشوار تر از دشوار۔

م اما بعد ایں مکتوب مسمّٰی بہ تذکرۃ الحق از در ومند عائذ موسوم بہ محمد عبد الوحید از والدیہ ش ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ م ومخاطب بہ امیر از مرشدیہ ش یعنی جناب حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ م قریشی نسباً کیانی لقباً ش از عمی حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ تعالیٰ شنیدم کہ یکی را از ابناء حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنتِ کیان مسلّم از اولادش ہستیم ازیں باعث قریشی نسب وکیانی لقب ہستیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب م کرسوی وطناً ش کرسی قصبہ است قریب لکھنو۔ م اجمیری مسکناً ش بامر خواجۂ غریب نواز حضرت محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار الخیر اجمیر مسکن گرفتہ

ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقطہ اسکے ہیں۔ اور اصحاب اور آل رضی اللہ عنہم کی صفات میں انکی حقیقت کی ترتیب تخصیص پر کفایت کی یعنی ایسی خاص ترتیب پر کہ انکی حقیقت مرتب ہے کہ صاحب توفیق ان بھید ونکو انکے محل میں معلوم کرسکتا ہے ورنہ کام مشکل سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ یہ کتاب جس کا نام تذکرۃ الحق رکھا گیا اس دردمند عائذ یعنی پناہ ڈھونڈھنے والے سے ہے جسکا نام والدین کی طرفسے محمد عبد الوحید ہے۔ اس نسب نامہ کے ساتھ کہ ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ اور لفظ امیر کے ساتھ اپنے دونوں مرشد یعنی حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور جناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے خطاب پای ہوی ہے۔ نسب میں قریشی اور لقب میں کیانی ہے۔ کہ میرے چچا حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے میںنے سنا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے کسی ایک کو کیانی سلطنت مسلّم وحاصل تھی ہم انکی اولاد سے ہیں اسی باعث سے قریشی نسب اور کیانی لقب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور وطن کے اعتبار سے کرسوی کہ کرسی ایک قصبہ ہے لکھنؤ کے قریب اور مسکن کے اعتبار سے اجمیری ہے کہ حضرت خواجۂ غریب نواز محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے دار الخیر اجمیر میں مسکن اختیار کیا۔

ہو حنفی شریعتاً ونقشبندی مجددی وچشتی معینی طریقتاً۔ سوئی محبوبی است بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ کہ دل وجان درگرو جمالش باد تا باشد کہ سیاہیش بنور جمالش بدلی یابد۔ ومی سپارد کار خود بخداوندگار فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔ وازاں رہ کہ گذران تا آنجناب رافت مآب بگذرد تنبیہاً للعوام بر قدر ضرورت بترجمۂ آیاتِ منیفہ واخبار شریفہ وتصریح مدعا بازیادت دیگر منافع پرداخت۔ ونکوشید مگر در تحقیقِ حق کہ مزہقِ باطل است۔ وآرزوئے ندارد ہرکہ توافقش کند یا تخالفش براوست۔ مگر پیش استشنار است انہ ندارد اے آرزوئے دارد ہم بمتابعۃ کریمہ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

وتدبر کلام منعوت بجوامع الکلم وکلام قصیر المبانی کثیر المعانی درمند کہ بیشتر با دعوی متضمن دلیل است وباحکم غایت البحث ومطلب متاخرہم وبا جوابِ ایراد وحصولِ موارد نیز کہ خود ازاں ناشی است۔

ترجمہ اور شریعت کی راہ سے حنفی اور طریقت کی راہ سے نقشبندی مجددی اور چشتی معینی ہے۔ یہ ایک محبوب کی طرف لکھی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے۔ اور دل وجان اُسکے جمال کا گرویدہ ہو تا اُسکے نورِ جمال سے اسکی سیاہی شاید کچھ بدل جاوے۔ اور اپنا کام اپنے مالک کے سپرد کرتا ہے۔ پس کیا اچھا ہے مالک اور کیسا عمدہ وہ مددگار ہے۔ اور اس اُمید پر کہ کوئی جلنے والا اُس رافت بھری جناب تک پہنچ جاوے عوام کی تنبیہ کے لیئے ضرورت کی مقدار پر بعض آیات منیفہ اور اخبار شریفہ کا ترجمہ اور مدعا کی تصریح میں کچھ فائدہ اور بڑھا کر مشغول ہوا۔ اور بجز حق کی تحقیق کے جو باطل کا مٹانیوالا ہے دوسری کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اسکی آرزو نہیں کہ کوئی اُسکی موافقت کرے یا مخالفت یہ اُسکی اُسی پر ہے مگر تمنا ہے اس آیت کریمہ کی متابعت میں کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ الخ یعنی یہ کتاب کہ ہمنے اُسکو تیری طرف اوتاری مبارک یعنی برکت بھری ہے اسلیئے کہ وے اُسکی آیتوں کو سوچیں اور اسمیں فکر کریں اور اسلیے کہ عقلمند یاد کریں اور یہ کہ وہ کلام جو جوامع الکلم کے ساتھ وصف کیا گیا ہے اور دردمند کا کلام جو الفاظ کم اور معانی بہت رکھتا ہے اسمیں فکر کریں کہ اکثر دعوی کے ساتھ دلیل کو متضمن ہے یعنی بیشتر کلام دعوی مع دلیل واقع ہوا ہے جس میں غایت وانجام بحث کے ساتھ حکم بھی لگا ہوا ہے اور مطلب متاخر بھی یعنی آخر میں مطلب بھی۔ اور ساتھ ہی اسکے اسمیں ایراد کا جواب اور موارد کا حصول بھی جو اس سے خود پیدا ہوتے ہیں یعنی اعتراض

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَقٌّ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ فَیَا اَیُّھَا النَّاظِرُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَ انْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ تنبیہ باید دانست خیر کثیر کہ عبارت است از علم حقائق جز بآداب نبخشند کما قال سبحانہٗ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الآیہ۔ پس بے ادب را نہ سزد کہ تعصبًا با کلام دردمند درآویزد چہ دلالتِ لفظی بے علم ماہیت مختصہ نتواند شد۔ ہمانا کریمہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ الآیہ تنبیہ فرماست **بیت** معشوقہ چوں نقاب ز رخ بر نہ کردہ است ✤ ناداں حکایتے بتصور چرا کند ✤ وظاہر آنست برآنچہ نداند صبر چوں تواند تاں آداب دانی فائز الحقائق مؤید العلم اگر در تحقیقِ حقائق ✤ یا تعبیرش خطائے دریابد بکرم عمیم در اصلاح انفات فرمودہ بے محو عبارت محررہ ربط مناسب تحریر فرماید بجان منت از آں انصاف مند و دعا بخیرش ازیں دردمند

ترجمہ اے میرے خدا تو حق ہے اور حق کو حق کرتا ہے۔ اور اے دیکھنے والے تو اس کتاب میں یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہی بلکہ جو کچھ کہا اسمیں نظر کر۔ **تنبیہ** سمجھنا چاہیئے خیر کثیر کہ عبارت حقائق کے علم سے ہے وہ بجز آداب والوں کے غیر کو نہیں بخشتے ہیں جیسا فرمایا خود سبحانہ نے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ الخ یعنی یہ وہ کتاب ہے جسمیں شک وشبہ نہیں اسمیں پرہیزگاروں کے واسطے رہنمائی ہے۔ پس بے ادب کو لائق نہیں کہ دردمند کے کلام میں تعصب کی راہ سے اُلجھے کہ لفظی دلالت بغیر علم ماہیت کے منعقد نہیں ہوسکتی ہے یعنی خصوصیت نہیں پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کریمہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا الخ جو سورۂ بقر رکوع ۳ میں ہے تنبیہ فرماہی ہے۔ یعنی اُسی سے بہتیرے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے راہ پر لاتا ہے۔ اور نہیں گمراہ کرتا ہے اس سے مگر انھیں بیحکموں کو جو خدا کے عہد کو مضبوط کرکے بعد میں توڑ ڈالتے ہیں **بیت** معشوقہ نے نقاب نہ الٹا ابھی رخ سے ✤ ناداں بات کرتا تصور پہ ہی کیسے ✤ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نہیں جانتا ہے اُسپر صبر کیسے کرسکتا ہے۔ ہاں کوئی آداب داں کہ حقائق کو پہنچا ہو اور علم سے تائید پائے ہوئے ہو اگر حقائق کی تحقیق یا اسکی تعبیر میں کچھ خطا معلوم کرے تو بخشش عام سے اصلاح میں النفات فرماکر لکھی ہوئی عبارت کو بغیر مٹائے مناسب ربط کے ساتھ تحریر فرمادیوے تو اُس صاحب انصاف کا احسان جان پر ہے اور دعائے خیر اُسکے لیئے اس دردمند سے ہے ✤

تا خلق از خطیئات بضلالت نرود و موجب دعائے تحسین یا استغفار ازاں محبوب مظہر الحق شود۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ ٭

عرضداشت بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٭ اے محبوب محبوباں حمدت از جمالت عیاں است ومدحت در جلالت نہاں بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ جَمَالِکَ وَجَلَالِکَ بتمنائے ما ببیں بجلوہ دلربائی خود بہبیں ٭ از دوری ضروری چہ تواں ناچار بعرض نالہ دل والہ کہ گاہ بیگاہ سر میزند ٭ خامۂ عجز نہاد را پیش دست گرفتم تا سرنیاز بخطِ اظہار راز نہادہ اشک درد میریزد شعر

ترجمہ تا مخلوق خطاؤں کے سبب گمراہی میں نہ پڑے اور اس محبوب مظہر حق سے دعائے تحسین یا استغفار کا موجب ہوے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمّد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ٭

ترجمہ

یہ عرضداشت محبوب کی طرف ہے خدا تعالیٰ اُسکے جمال میں برکت دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اُسکے رسول پر کہ نام پاک اُن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اُن سے سفارش چاہتے ہیں۔ اور اُنکی آل اور اُنکے اصحاب اور اُنکے سب پیروان پر درود پڑھتے ہیں۔ اے محبوبوں کے محبوب تیری حمد تیرے جمال سے ظاہر اور ہویدا ہے اور تیری مدح تیرے جلال میں پوشیدہ ہے۔ خدائے برتر تیرے جمال اور تیرے جلال میں برکت دے اور اُنکو زیادہ کرے۔ ہماری آرزو کو نہ دیکھ اپنے دلربا جلوہ کو دیکھ یعنی ہماری تمنا پر خیال نکر اپنے دلربا جلوہ پر نظر کر۔ دوری ضروری کے سبب کیا کرسکتا ہے اور ناچار جدائی میں کیا بنا سکتا ہے۔ لاچار ہو کر دل شگفتہ و والہ کی فریاد و نالہ عرض کرنیکو جو موقع بیموقع خود بخود نکل پڑتا ہے خامۂ عجز نہاد کو میں پیشدستی بنایا تو سرنیاز اظہار راز کے خط پر رکھکر درد و غم کے آنسو برسارہا ہے شعر

عرضداشت مصنف بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ

ترجمہ عرضداشت مصنف جو محبوب کی طرف ہے خدا اُس کے حسن و جمال میں برکت دے

باشد کہ بدیں بہانہ روزے ✤ برخط نگری و یادم آری ✤ روئے ندارم کہ
تراخواہم روئے داری کہ مراخواہی۔ والعذر عند المحبوب مقبول
والرحمۃ منہ مامول۔ کل یعمل علی شاکلتہ
والسلام علیک وعلی من لدیک۔ اللھم صل وسلم علی محمد
نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سنۃ وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی
اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ دریں وقت صراط مستقیم صحۃ عقائد محبان
اہل سنۃ وجماعۃ بمحبتہ ومعرفۃ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کہ از مبلغ کمال تحقیق حق است
بخاشاک اختلاف مبتدعان محرومش واختلاط مطالب شان مستور شد

ترجمہ کسی دن اس بہانہ سے تو شاید ✤ مرا خط دیکھ لے اور یاد کرے ✤ تیرا کیا منہ جو تجھ کو چاہوں یہ
تیری ہی خوبی اور خوبروئی ہے جو میری پرسش و آبرو ہے۔ اور عذر محبوب کے سامنے مقبول ہے۔ اور رحمت
کی اُس سے اُمید موصول ہے۔ ہر کوئی اپنے ڈھنگ کا کام کرتا ہے۔ اور سلامتی تجھ پر اور اُن پر جو تیرے پاس میں
ہو جیو اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا

ترجمہ

یہ ذکر اہل سنۃ وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں ہے خدائے برتر اُن سے راضی و خوشنود رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
اس زمانہ میں سیدھا راستہ محبان اہل سنۃ وجماعۃ کے صحیح عقیدوں کا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت و معرفت
کی طرف جو تحقیق کی پوری حد کو پہنچ کر حق ہے۔ وہ اُس کے مبتدعان محروم یعنی بدعتی
لوگوں کے خاشاک اختلاف کے سبب اور اُن کے مطالب کے اُس میں مل جانے سے
پوشیدہ ہو رہا ہے۔

بیشتر خلق بمقتضائے بیش سیرتی ناشناختہ بآشوبستانِ حرمانِ بدعت میروند۔ ہمانا فرمود صلعم کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّار۔ فیا اسفا علی الفراق شعر

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

منتظرِ تائیدِ الٰہی باظہارِ سببے بودم تا بمدینۃ السلامۃ رسند فَمَنْ اٰمَنَ فِیْهَا اٰمِنَ۔ ناگاہ نامۂ سامیہ عقائد نظامیہ زیب دستِ تمنا

شد فطوبیٰ للطّالبین پس بعینہا بمقابلہ

شرح فقہ اکبر ملّا علی رحمہُ اللہ

تعالیٰ بازیادت ترجمہ

وشرح نوشتہ

شُد

ترجمہ اس وجہ سے بہت سی مخلوق اپنی بھیڑ عادت کے تقاضے سے انجانوں کی طرح بدعت کی محرومی کے آشوب جنگل میں چلے جارہے ہیں۔ یہی بات ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہی پس اے افسوس جدائی اور فراق پر۔ **شعر** خلافِ پیمبر چلا جو کوئی + نہ پہنچے گا منزل کو ہرگز کبھی +

میں منتظر تھا تائید خدا کا کسی سبب کے ظاہر کرنے کی نسبت تاکہ وے شہر سلامتی کو پہنچ جاویں کیونکہ جو ایمان لایا اس میں نڈر ہو گیا۔ کہ اچانک کتاب بزرگ عقاید نظامیہ آرزو مند کے ہاتھ لگ گئی فَطُوبیٰ لِلطّالِبِین پس خوشخبری ہو جیو طلبگاروں کو۔ پھر بعینہ وہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرکے معہ زیادتی ترجمہ اور شرح کے لکھدی گئی + + +

عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد و ثنائی بے عد مر خالق ودود جل شانہ را ٭ و درود نا محدود بر محبوب کونین رسول الثقلین محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر آل و اصحاب او اما بعد ہر گاہ ایں مؤلف بے بضاعۃ محمد فخر الدین کہ تولید صوری و معنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز دارد ٭ برائے زیارت قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود الاجودھنی ایدنی اللہ بلطفہ الخفی والجلی کہ در حق طالبان حق کبریت احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاک پٹن رسیدہ بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزۂ آنحضرت ازراہ کرم و عنایت فرمودند کہ عقائد اہل سنتہ وجماعۃ کہ بہنج قدوہ انام

ترجمہ کتاب عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جسکا شمار نہ ہو خاص خالق ودود جل شانہ کو یعنی پیدا کرنیوالیکو کہ دوست و مہربان ہی اوی اُسکی بہت بڑی شان ہی۔ اور بیحد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سرا ہے ہوئے پر۔ اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کیلیے بھیجے ہوے پر کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اور آپکی آل و اصحاب پر ہو جیو۔ اسکے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلف بیمایہ محمد فخر الدین جنکی ظاہری اور باطنی پیدایش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز سی ہوئی ہے زیارت کیلیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدائے برتر انکے لطف خفی وجلی سے میری مدد کرے) کہ زیارت حق کے طلبگاروں کی حقمیں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچکر اُس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا اُس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم وعنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنتہ وجماعۃ کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت سہل آرید کہ موجب یاد آوری درجناب فیض انتساب **ش** یعنی حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ **م** شود حال آنکہ استطاعۃ خود از جہۃ اختلاف مسائل اینقدر نمی یافتم و طاقۃ عدم قبول سوال ایشاں نیز نمیداشتم لہذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق الی صراط المستقیم مرشد الانام فی مناہیج الدین القویم **ش** امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ **ھم** بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در زدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنون **ش** اے پیش گرفتہ **ھ** بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلام امام انام کہ بنائے اہل سنۃ وجماعۃ حنفی است بہرہ یاب گشتہ ایں ہیچمدان را بدعائے تبعیت اہل سنۃ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و خیریت خاتمہ افتخار بخشند توقع کہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرام الناس مامول بخشند و اصلاح فرمایند +

ترجمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہووے آسان عبارت میں تحریر کردیں کہ اس جناب فیض انتساب یعنی حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں یاد آوری کا موجب رہے + حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اسقدر اپنی استطاعت نہیں پاتا تھا اور نہ اُن کے سوال کو نہ مان کر رد کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اسلیے فرشتہ عادات قدسی صفات۔ مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو امام اکبر رضی اللہ عنہ کی تالیف و جمع کی ہوئی ہے ہاتھ مارا + اور آسان عبارت میں اُس کو بیان کیا + اور ہر مسئلہ کا شروع لفظ عقیدہ سے کیا تاکہ عام و خاص امام انام کے کلام سے جو اہل سنت وجماعت حنفی کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہو کر اس ناچیز کو پیروی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اور خیریت خاتمہ کی دعا کرکے افتخار بخشیں۔ اُمید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجاوے تو موافق حکم العفو عند کرام الناس مامول یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی اُمید ہے معاف فرما کر درست کردیں۔

عقیدہ ۱ - اصل توحید وما یصح الاعتقاد بہ ترجمہ چیزیکہ صحت می یابد اعتقاد بآں بہ ایں است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم بتوحید حق تعالیٰ در ذات و تفرید در صفات و بملائکہ کہ بندہ ہائے حق تعالیٰ اند و مبرا اند از ذنوب و معاصی و منزہ اند از ذکورت و انوثت و بکتابہائے حق تعالیٰ مثل توریت و انجیل و زبور و فرقان وغیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیاء و رسل و بزندگی بعد موت و بآمدن قیامت و بتقدیر خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش ضمیر عاید بسوئے مرتبہ م از حسن و قبح و نفع و ضرر ش اینہمہ بیان مرتبہ بصلہ از بیانیہ م بقید زمان و مکان۔ عقیدہ ۲ حساب افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق است۔

عقیدہ ۳ حق تعالیٰ واحد است ش نہ بطریق عدد کہ توہم شود بعد او دیگر م یعنی کسے او را شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات + عقیدہ ۴ و مشابہ نیست او را کسی از مخلوقات قال نعیم ابن حماد من شبّہ اللہ بشیٔ من خلقہ

ترجمہ - عقیدہ ۱ توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کرکے یوں کہے کہ میں ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر۔ اور میں ایمان لایا فرشتوں پر کہ وہی حق تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں۔ اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جنکا شمار مقرر نہیں اور میں ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر۔ اور میں ایمان لایا مرنیکے بعد زندہ ہونے پر۔ اور میں ایمان لایا قیامت پر۔ اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کر دینے پر یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا جاتا ہے۔ عقیدہ ۲ فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور دوزخ اور پل صراط اور حوض کوثر حق ہے عقیدہ ۳ حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کیطرح اُسکے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اُس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔ عقیدہ ۴ اُس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جسنے خدا تعالیٰ کو اُسکی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اُس کی مخلوق میں سے

فقد کفر۔ ترجمہ گفت نعیم پسر حماد ہر کہ مانند کرد اللہ تعالیٰ را بچیزے از خلق او پس تحقیق کفر کرد۔ عقیدہ ۵ ہمیشہ بود در ماضی و ہمیشہ بود در باقی باسماء خود و صفات ذاتی و فعلی خود۔ صفات ذاتی او ہفت اند حیات و قدرت و علم و کلام و سمع و بصر و ارادت۔ و صفات فعلی او تخلیق و ترزیق و انشاء و ابداع و صنع و غیر آں۔ عقیدہ ۶ اسماء و صفات حق تعالیٰ بتمامہا ازلی اند کہ نیست آنہا را ابتدائیست و ابدی اند کہ نیست آنہا را انتہائیست۔ عقیدہ ۷ اللہ تعالیٰ عالم است بصفۃ علم ازلی خود و قادر است بقدرت خود کہ صفۃ ازلی اوست و متکلم است بکلام نفسی خود کہ صفت اوست در ازل۔ و خالق است بتخلیق خود و فاعل است بفعل خود کہ صفت اوست در ازل۔ عقیدہ ۸ مفعول مخلوق است و حادث و فعل اللہ تعالیٰ غیر مخلوق است و قدیم۔

ترجمہ تو یقینی اُس نے کفر کیا عقیدہ ۵ ہمیشہ تھا وہ گذری ہوے زمانہ میں اور ہمیشہ رہیگا باقی میں بھی اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی اور فعلی صفتوں کے ساتھ۔ اور اسکی ذاتی صفتیں سات ہیں یعنی صفت حیات کہ زندگی ہے۔ اور صفت قدرت یعنی قادر ہونا۔ اور صفت علم یعنی جاننا اور صفت کلام یعنی بولنا۔ اور صفت سمع یعنی سننا۔ اور صفت بصر یعنی دیکھنا۔ اور صفت ارادت یعنی قصد و ارادہ کرنا۔ اور اسکی فعلی صفتیں تخلیق یعنی پیدا کرنا۔ اور ترزیق یعنی رزق دینا۔ اور انشا یعنی مادہ سے بنانا۔ اور ابداع یعنی بغیر مادہ بنانا۔ اور صنع یعنی کاریگری۔ اور اسکے سوائے۔ عقیدہ ۶ خدا تعالیٰ کے نام اور صفتیں سب ازلی یعنی ہمیشہ کی ہیں جنکی ابتدا نہیں۔ اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں جنکی انتہا نہیں ہے عقیدہ ۷ خدائے برتر عالم یعنی جانتا ہے اپنی صفت علم سے جو ازلی ہے۔ اور قادر یعنی صاحب قدرت ہے اپنی صفت قدرت سے جو ازلی ہے۔ اور متکلم ہے یعنی کلام کرتا ہے اپنے کلام نفسی سے جو اُسکے نفسکی صفت ہے ہمیشہ سے کہ اُسکے کلام کرنیکی ابتدا نہیں اور خالق یعنی پیدا کرنیوالا ہے اپنی تخلیق یعنی پیدا کرنیکی صفت سے۔ اور فاعل ہے یعنی کرنیوالا ہے اپنے فعل سے کہ اسکی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے۔ یہ سب اسکی صفتیں ازلی ہیں لہذا وہ ہمیشہ سے عالم قادر خالق فاعل وغیرہ ہے۔ عقیدہ ۸ مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جسکو خدا تعالیٰ فاعل حقیقی نے کیا وہ عدم سے وجود میں آکر مفعول بنا اُسے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا پھر وجود میں آیا لہذا حادث

عقیدہ۔ صفاتِ حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق + پس ہر کہ گفت صفات حق تعالیٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد دریں مسئلہ برابر ست کہ طرفین او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است

عقیدہ۔ قرآن مجید ش دریجا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملا علیؒ م کہ شان او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدستہا بواسطۂ نقوشِ حروف و اشکالِ کلمات و در دلہا محفوظ است نزدیک تصورِ مغیبات ش آنچہ غائب باشد و شاید کہ ایں لفظ معنیات باشد م بالفاظِ متخیلات و برزبانہا مقروء است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وسلم منزل است بواسطۂ حروفِ مفردات و مرکبات درحالات مختلفات۔

عقیدہ۔ تلفظِ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتابتہائی ما قرآن مجید را و خواندنہائے ش شاید کہ بجائی لفظ خواندنہا لفظ حفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی م ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ + عقیدہ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں۔ حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حقتعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالت شک میں اسکی شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایکطرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وہ کافر ہے۔ عقیدہ۔ قرآن مجید۔ کہ اس سے مراد یہاں کلام نفسی خدا تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ اسکی شان سب سے بڑی ہے۔ کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطہ سے کلموں کی صورتوں میں۔ اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصور کر کے یا معنی دار کا تصور کر کے خیالی لفظوں سے۔ اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے انھیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سننے میں آتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکب حرفوں کے وسیلہ سے اُتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے عقیدہ۔ ہمارا تلفظ یعنی لفظ کر کے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو۔ اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے قرآن شریف کو مخلوق ہے۔

ازجہت آنکہ گفتن و نوشتن و خواندن از جملہ افعالِ عباد است و فعلِ مخلوق مخلوق است۔ عقیدہ ۱۲ قرآن مجید یعنی کلام نفسی حق غیر مخلوق است و نیست کہ حلول کند در مصاحف و غیر مصاحف بکتابت یا باشارت عقیدہ ۱۳ چیز یکہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن مجید از اخبار و آثار حضرت موسیٰ و جمیع انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام و از فرعون و ابلیس بتمامہ کلامِ اللہ تعالیٰ قدیم و غیر مخلوق است ؎

عقیدہ ۱۴ کلامِ موسیٰ و لو کان مع ربہ و کلام سائر انبیاء و مرسلین و فرشتہائے مقربین مخلوق است و حادث عقیدہ ۱۵ قرآن مجید کلام حقتعالیٰ است از روئے حقیقت نہ از روئے مجاز پس قدیم است مانند ذات حق تعالیٰ و شنید موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ را قال اللہ تعالیٰ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ترجمہ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را کلام کردن۔

ترجمہ اسلیے کہ کہنا اور لکھنا اور پڑھنا یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور مخلوق کا فعل مخلوق ہے عقیدہ ۱۲ قرآن مجید یعنی کلام نفسی خدا تعالیٰ کا غیر مخلوق ہے اور ایسا نہیں ہے کہ مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں میں یا زبانوں پر حلول کر جاوے یعنی سما جاوے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو۔ عقیدہ ۱۳ جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا خبروں کی نسبت اور حضرت موسیٰ اور تمام انبیا صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے آثار کی نسبت اور فرعون اور ابلیس کی نسبت وہ سارا کا سارا خدا تعالیٰ کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے۔ عقیدہ ۱۴ کلام موسیٰ علیہ السلام کا اگرچہ اپنے رب کے ساتھ تھا اور کلام تمام نبیوں اور رسولوں کا اور ان فرشتوں کا جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں مخلوق اور حادث ہے عقیدہ ۱۵ قرآن مجید حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ مجازی طور پر پس قدیم ہے حق تعالیٰ کی ذات کی طرح۔ اور سنا ہے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے کلام کو جیسا فرمایا خدائے تعالیٰ نے کَلَّمَ اللّٰہُ الخ یعنی خدائے تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰ سے کلام کرنا۔

عقیدہ ۱۶۔ تحقیق بود اللہ تعالےٰ متکلم در ازل و نہ بود کلام با موسیٰ بل اصل موسیٰ۔ عقیدہ ۱۷۔ تحقیق بود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردنِ خلق عقیدہ ۱۸۔ ہرگاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با موسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم خود کہ حق تعالیٰ را قبل از خلقت موسیٰ بود۔ عقیدہ ۱۹۔ صفاتِ حقتعالےٰ بتمامہا واقع اند بخلاف صفاتِ مخلوقین کہ صفات ایشاں ہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزّہ نیستند اگرچہ اشتراک اسمی واقع است۔ عقیدہ ۲۰۔ اللہ تعالیٰ میداند حقائقِ اشیاء را و کلیاتِ اشیاء را و جزئیات اشیاء را و ظاہرِ اشیاء را و باطنِ اشیاء را بعلم ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانند علم ما زیراکہ ما میدانیم اشیاء را بآلات و تصوّر صور نہائے کہ در ذہنہا موافق فہمہائے ما حاصل آید۔

عقیدہ ۲۱۔ قادر است اللہ تعالیٰ نہ مانند قدرتِ ما زیراکہ قدرت او قدیم است بدون آلات و بدون مشارکت و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاءٔ آنہم بآلات و مددگار۔

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۶۔ بیشک خدا تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ عقیدہ ۱۷۔ بیشک خدا تعالیٰ خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے عقیدہ ۱۸۔ جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حقتعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا۔

عقیدہ ۱۹۔ حقتعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اُس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے عقیدہ ۲۰ خدا تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور انکی کلیات کو اور ان کی جزئیات کو اور انکے ظاہر کو اور اُن کے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں سے اور صورتوں کے تصور کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں۔ عقیدہ ۲۱ خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اسکی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اسکو ان کی احتیاج نہیں۔ بخلاف ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگار کی مدد سے ؛

عقیدہ[۲۲] - می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانند دیدنِ ما و می شنود نہ مانند شنیدنِ ما زیراکہ ما می بینیم اشکالہا و رنگہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات مولفہ را بآلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائی مرکب و حقتعالیٰ می بیند اشکال و الوان و صورِ مختلفہ را بنظر اصلی خود۔ و می شنود آواز ما را و کلمات مفردات و مرکبات را بسمعِ خود کہ صفۃ ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است **عقیدہ**[۲۳] میگوید حقتعالےٰ نہ مانند کلامِ ما زیراکہ ما کلام میکنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف۔ و اللہ تعالیٰ کلام میکند بدون واسطۂ آلات و حروف از کمال ذات و صفات خود۔ **عقیدہ**[۲۴] - حروف مخلوق است مانند آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق است و قدیم است با ذات - **عقیدہ**[۲۵] - اللہ تعالیٰ و تبارک شے است یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثل اشیاء مخلوقہ از روئے ذات و صفات و معنی بودنِ حق تعالیٰ شئے نہ مانند اشیاء است -

ترجمہ - عقیدہ[۲۲] - خدا تعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگونکو۔ اور ہم سنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو عضائے مرکب یعنی کان آنکھ منہ میں پیدا کیے گئے ہیں۔ اور حقتعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صورتونکو اپنی اصلی اور دائمی نظر سے۔ اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اسکی ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں۔ **عقیدہ**[۲۳] - حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہماری کلام کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے۔ اور خدائے تعالیٰ کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے -

عقیدہ[۲۴] - حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے ساتھ یعنی ذاتی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے۔ **عقیدہ**[۲۵] - خدائے برتر اور صاحبِ برکت شے ہے یعنی موجود ہے ذات و صفات کے ساتھ۔ اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات و صفات کی رو سے بلکہ معنی حقتعالیٰ کے شے ہونیکے اشیاء کی مانند نہیں ہیں -

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است چنانچہ اشیاء صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ وحق تعالیٰ از ہمہ منزّہ است وَلَا شَرِیْكَ لَهٗ در ذات و در جمیع صفات۔ **عقیدہ ۲۶** ۔نیست حد و نہایت حقتعالیٰ را ونیست ضد و منازع و ممانع در بدایت نہ در نہایت ونیست شبیہ مر حقتعالیٰ را۔ **عقیدہ ۲۷** حق تعالیٰ را ید است و وجہ است ونفس است چنانچہ لائق ذات او است مِمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔ وَالْيَدِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وَالنَّفْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَلَهٗ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ **ترجمہ** از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شوندہ است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودن او تعالیٰ دست خدا بر دستہائے شان است۔ و از ذکر نفس مثل فرمودن او تعالیٰ حکایتًا از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفس من است

ترجمہ ذات حق تعالیٰ کی وجود ہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیاء صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں۔ اور حقتعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔ اُسکا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ **عقیدہ ۲۶** حق تعالیٰ کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنیوالا اُسکا نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حقتعالیٰ کے لیے شبیہ و شکل ہے **عقیدہ ۲۷** ۔حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اُسکی ذات کے لائق ہے اس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی مُنہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اُس کا قول ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اُس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اُس کا قول ہے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

ومیدانیم آنچہ در نفسِ تست۔ و برائے او تعالیٰ صفات بیچگون ہستند یعنی کیفیاتِ صفات غیر معلوم اند۔ **عقیدہ ۲۸** - نباید گفت در مقامِ تاویل چنانچہ بعض خلف کہ مخالفِ سلف اند میگویند کہ عبارت از ید قدرت است یا نعمت حق است زیراکہ در تاویل ابطال صفۃِ حق است و آں قول اہلِ قدر و اہلِ اعتزال است ولیکن ید حق صفتِ حق است بلاکیف کہ ما نمی شناسیم کیفیتِ ید او را کہ صفۃ او است چنانچہ عاجزیم در معرفۃ کنہ بقیہ صفات او **فضلاً عن معرفۃ ذاتہ** **عقیدہ ۲۹** غضب حق تعالیٰ و رضائے او دو صفۃ اند از صفاتِ او ولیکن بلاکیف **عقیدہ ۳۰** - پیدا کرد حق تعالیٰ اشیاء را بغیر مادہ کہ سابق باشد بر مخلوقات چنانچہ اللہ تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ است **خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ** ترجمہ پیدا کنندہ ہر چیز است ×

ترجمہ ۲۷ اور جو تیرے جی میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ اور خدا تعالیٰ کی صفتیں بلا کیف ہیں یعنی بدون سمجھے کہ کیونکر اور کیسی ہیں اسلیئے کہ کیفیاتِ صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہو سکتی ہیں کیونکہ محدود بحد کو بے حد نہیں پاسکتا اور بغیر احاطہ کیے کیفیت وحقیقت نہیں جانی جا سکتی پس ازلی وابدی صفات کی کیفیات اُن کے قدیم و دائم ہونے کے سبب کوئی مخلوق حادث جو حد میں محدود ہے نہیں جان سکتا ناچار اسکے بلاکیف ہونے پر ایمان و اعتقاد لائیگا۔ **عقیدہ ۲۸** - مذکورہ بالا صفات و الفاظ کی تاویل کرکے یوں نہ کہنا چاہیے جیسا پچھلے جو اگلوں کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ید سے مراد قدرت ہے یا نعمت حق ہے اسلیے کہ تاویل کرنے میں صفت حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفت قدرت یہ بھی ایک صفت حق ہے۔ اور یہ قول تاویل قدریہ اور معتزلہ کا ہے۔ اور نہ ہم اسکو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں لیکن یدِ حق صفت حق ہے بلا کیف کہ ہم اُس ید کی کیفیت کو جو خدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا اسکی باقی صفات کی کنہ اور حقیقہ کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھکر اسی طرح ذات کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہذا اسکو بلاکیف ایک صفت حق جانتے ہیں۔ **عقیدہ ۲۹** حقتعالےٰ کا غضب اور اسکی رضا بھی اسکی صفات میں سے دو صفتیں ہیں لیکن بلاکیف۔ **عقیدہ ۳۰** حقتعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادہ کے کہ مخلوقات پر پہلے سے ہو یعنی اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادہ کے اشیاء کو پیدا کیا جیسا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے **خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ** یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

حالانکہ خلقتِ بعض اشیاء از مواد منافیٔ عقیدۂ سابق نیست زیراکہ اصل مواد از مخلوق غیر موجود است۔ **عقیدہ ۳۱** - بود اللہ تعالیٰ عالم در ازل باشیاء قبل وجودِ اشیاء دراں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود وحکم کردہ مطابق علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است وبعض متعلقاتِ آں علم حادث است چنانچہ نص صریح دال اوست **وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ** ۝ **ترجمہ** پوشیدہ نگردد ازو برابر ذرہ در آسمانہا ونہ در زمین ونیست خوردتر ازاں ونہ بزرگتر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتاب روشن یعنی لوحِ محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ **عقیدہ ۳۲** نمیباشد در دنیا ونہ در آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بمشیتِ او و علمِ او و قضاءِ او یعنی حکمِ او و قدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیرِ او وکتابتِ او در لوحِ محفوظ کہ بوصف است نہ بحکم یعنی نوشتہ است حقتعالیٰ در جمیع اشیاء آں اشیاء بوصفِ موجودِ حادث

ترجمہ تو اس کلیہ میں مادّہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتداء ہر چیز کی بے مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادّوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے۔ **عقیدہ ۳۱** خدا تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود کے پہلے اس حال میں کہ مقدر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں۔ پس علم خدا تعالیٰ کا قدیم ہے اور اس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نص صریح اسکی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے **وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ الآ** یعنی اور اس سے چھپا نہیں رہتا ہے ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اس سے خرد تر اور نہ اس سے بزرگ مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا **عقیدہ ۳۲** نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اس کی مشیت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اسکے حکم سے۔ اور اسکے قدر سے کہ موافق مقدار اسکے اندازہ کرنے کے ہے۔ اور اس کے لکھدینے کے ہے لوح محفوظ میں جو موافق وصف موجود حادث کے ہے۔ نہ موافق حکم کے۔ یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

با ہینکہ خواہد شد چنیں و چنیں موافق قضاء نہ بر وجہ امر زیرا کہ اگر می کرد امر ہماں وقت بوجود می آمد۔ و قضاء و قدر یعنی حکم اجمالی و تفصیلیٔ اوست۔ و مشیتہ ارادۂ حق تعالیٰ کہ متعلق بآں است **ش** یعنی موجود حادث حادث ہم صفۃ حق تعالیٰ است در ازل بلاکیف **عقیدہ ۳۳** میداند حق تعالیٰ معدوم را در حالتِ عدمِ آں معدوم و میداند کہ آں معدوم وقت موجود شدن بکدام حال پیدا خواہد شد۔ **عقیدہ ۳۴** میداند اللہ تعالیٰ موجود را در حالتِ وجودِ او و میداند کہ بکدام نہج خواہد بود فناءِ او۔ **عقیدہ ۳۵** میداند حقتعالیٰ قائم را در حالت قیامِ او پس ہرگاہ می نشیند قائم میداند حق تعالیٰ او را قاعد در حالِ نشستنِ او از غیر تغیر شدنِ علم او در ازل یعنی علمِ حق تعالیٰ از نشستن و برخاستن و حیات و ممات و صلوٰۃ و صوم و سائر مقامِ موجود تغیر نمی یابد بایں نہج کہ در ازل نبودہ باشد حالا حادث شدہ باشد بایں قسم **ش** یعنی بایں قسم اختلاف احوال مذکورہ بالا **ھ** ولیکن تغیر و اختلافِ احوال از قیام و قعود

ترجمہ کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ اگر امر تا تو اسی وقت وجود میں آجاتا۔ اور قضا اور قدر اُسکے حکم ہیں اجمالی اور تفصیلی اور مشیت کہ حقتعالی کا ارادہ جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حقتعالی کی ہے ازلی بلا کیف **عقیدہ ۳۳** حقتعالی جانتا ہے معدوم کو اس معدوم کے نہ ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونیکے وقت کس حال میں پیدا ہوگا **عقیدہ ۳۴** خدا تعالیٰ جانتا ہے موجود کو اُسکے ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا۔

عقیدہ ۳۵ حق تعالیٰ جانتا ہے **قائم** کو اُس کے کھڑے ہونے کی حالت میں پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالیٰ اُسکو قاعد جانتا ہے اُس کے بیٹھنے کی حالت میں بغیر تغیر ہونے اُس کے علم کے ازل میں یعنی علم ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور اُٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اُسکی ساری جگہ سے تغیر نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہووے اب احوال مذکورۂ بالا کے اس قسم کے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہوی۔ اور لیکن تغیر اور اختلاف احوال کا بسبب قیام اور قعود

و امثالِ آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین + عقیدہ ۳۶ - پیدا کرد حقتعالیٰ خلق را سادہ از آثار کفر و انوار ایمان باینکہ گردانید ایشاں را قابل اینکہ ازینہا عصیان و احسان ش عبادت بحضور دل ھ واقع شود بعد ازاں خطاب کرد حق تعالیٰ ایشاں را در وقت تکلیف ش اینوقت در شرع بلوغ است کہ تقدیر کردند ش علماء بہ پانزدہ ۱۵ سال ھ بعبادت و امر کرد ایشاں را بایمان و طاعت و منع کرد ایشاں را از کفر و معصیتہ پس ہر کہ کفر کرد کفر کرد بہ فعلِ خود و اختیارِ خود و انکارِ خود و اصرارِ خود بر جہل و استکبارِ خود بخذلانِ اللہ تعالیٰ یعنی ترک نصرت اللہ تعالیٰ اورا و ہر کہ ایمان آورد بفعلِ خود و انقیادِ خود و اقرار بر زبانِ خود و تصدیق بجنان س بفتح جیم بمعنی دل م خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیق اللہ تعالیٰ آنرا و یاری اللہ تعالیٰ اورا بمقتضائے فضلِ خود کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَذُو فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب فضل است بر آدمیان +

ترجمہ اور اُس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ عقیدہ ۳۶ پیدا کیا حق تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثارِ کفر اور انوارِ ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اسطرح کہ انکو قابل اسکے بنا دیا کہ انسے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضور دل سے ہو۔ بعد اسکے خطاب کیا حق تعالیٰ نے انکو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ۔ اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علما نے پندرہ ۱۵ برس کیا ہے۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا انکو کفر و معصیت سے۔ پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدا تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اُسکے لیے خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے۔ اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مقید ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدا تعالیٰ کے خدا تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے اُسکے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَذُو فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ یعنی یقینی خدا تعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر +

عقیدہ ۳۷۔ بیروں آورد ذریت حضرت آدم علیہ السلام را تا روز قیامۃ بس یعنی ہر قدر که تا روز قیامۃ پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلب حضرت آدمؑ اولاً بعد ازاں از اختلاف اصلاب فرزندان و ترائب بنات آدمؑ که بعض آں سپید بودند و بعض آں سیاہ و انتشار ساخت بسوئے یمین و یسار آدمؑ بعد ازاں خطاب کرد ذریات آدمؑ را بقول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی آیا نیستم پروردگار شما و امر کرد ایشاں را بایمان و احسان و منع کرد ایشاں را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ جل شانہ را بربوبیۃ و ذاتہائے خود را بعبودیۃ از قول بلیٰ از روئے ایمان حقیقی یا حکمی فَهُمْ يُولَدُونَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ ترجمہ پس آنہا پیدا کردہ میشوند بریں آفرینش ہ۔ عقیدہ ۳۸۔ شخصے که کفر آورد بعد ایمانِ میثاقے تبدیل کرد و تغییر ساخت ایمان فطری را بکفر و کسی که ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہارِ ایمان بایں روش که ایمان لسانی را مطابق تصدیقِ جنانی ساخت ثابت ماند بر دین خود که اصل فطرت بود و مستمر شد بر اقرارِ خود که بقولِ لفظِ بلیٰ بود۔

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۷۔ باہر لایا خدا تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو دن قیامت تک یعنی جسقدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونیوالے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے بعد اُس کے اُن کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹوں کے سینوں سے کہ بعض اُن کے سپید تھے اور بعض اُن کے سیاہ۔ اور آدم علیہ السلام کے دہنے اور بائیں اُنکو پھیلا کر اسکے بعد ذریت آدم علیہ السلام سے خطاب کیا اِس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمھارا پروردگار۔ اسکو روز میثاق کہتے ہیں۔ اور حکم کیا اُنکو ایمان اور احسان کا اور اُنکو کفر و عصیان سے منع کیا۔ پس سب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے رب ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیت یعنی بندہ ہونے پر قول بلیٰ یعنی ہاں سے۔ یہ اقرار ایمانِ میثاقی ایمان حقیقی کی راہ سے تھا یا حکمی کی فَهُمْ يُولَدُونَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ یعنی پس وے پیدا کیے جاتے ہیں اسی پیدائش پر عقیدہ ۳۸ جس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اُس نے ایمان فطری کو کفر سے بدل دیا اور تغیر کر دیا۔ اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اُس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اسطریقہ سے کہ زبانی ایمانکو دلکی تصدیق کے مطابق کر لیا وہ اپنے دین پر جو اصل فطرۃ کا تھا ثابت رہا اور اُس اپنے اقرار پر جو لفظ بلیٰ کے قول سے تھا جاری رہا

عقیدہ ۳۹ جبر نہ کردہ است ہیچکس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشان را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشان را اشخاص عقیدہ ۴۰ ایمان و کفر فعل عبد است یعنی باعتبار اختیار ایشان نہ بروجہ اضطرار عقیدہ ۴۱ می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر میکند کافر در حالت کفر و ہرگاہ ایمان می آرد بعد از ارتکاب کفر میداند اللہ تعالیٰ او را مومن در حالِ ایمانِ او از غیر تغیر علمِ او تعالیٰ و صفۃِ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا چنین است در شرح فقہ اکبر ملا علی۔ ھ یعنی از کفر بندہ و ایمانِ بندہ علمِ حق تعالیٰ متغیر نمی شود و نہ صفۃِ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا۔ ھ۔

عقیدہ ۴۲ جمیع افعالِ عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسب ایشان است بر سبیلِ حقیقۃ و نیست بطریق مجاز و نہ بر سبیلِ اکراہ و غلبہ بلکہ اختیارِ ایشان است در فعلِ ایشان باعتبارِ اختلاف و میلان ذواتہائے ایشان لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ترجمہ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئیہا و بروے باشد آنچہ کسب کردہ

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۹ خدا تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنی مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر اور نہ انکو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے انکو اشخاص۔ عقیدہ ۴۰ ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار اُن کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر۔ عقیدہ ۴۱ خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں۔ اور جب کفر اختیار کرنیکے بعد ایمان لاتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکو مومن جانتا ہے اُسکے ایمان کے حال میں بغیر متغیر ہونے خدا تعالیٰ کے علم کے اور خدا تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفۃ غضب و رضا کے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حقتعالیٰ کا علم متغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسکی صفت غضب و رضا۔ عقیدہ ۴۲۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ انھیں کا کسب ہے۔ اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ اُن کے فعل میں انکا اختیار ہے اُن کے اختلاف کے اعتبار سے اور اُن کی ذاتوں کے اسطرف میلان کرنے سے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ انھیں کے لیے ہونگی اور جو کچھ کوشش کر کے بُرائی

بجهد او بدیها عقیده ۴۳ الله تعالی خالق افعالِ عباد است موافق ارادہ خود کما قال الله تعالیٰ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ و فعلِ عباد نیز داخل در تحت شیٔ است عقیده ۴۴ تمام افعالِ عباد از خیر و شر کسب ایشاں بارادۃ و علم حق تعالیٰ و قضا و تقضاست عقیده طاعۃ بتمامها ش از فرض و واجب و مندوب هر قلیل و کثیر ثابت است از امرِ الله تعالیٰ اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ترجمه فرمان برید الله تعالیٰ را و فرمان برید رسول را صلعم ☆ وسبب محبتِ حق تعالیٰ است اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ترجمه تحقیق الله تعالیٰ دوست می دارد پرہیزگاران را ☆ و از رضائے حق تعالیٰ است لقوله تعالیٰ فی حق المؤمنین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ترجمه خوشنود شد الله تعالیٰ از ایشاں ☆ و علم و مشیئۃ و قضا و تقدیر حق تعالیٰ است و معصیۃ بتمامها ش از کفر و شرک و کبیرہ و صغیرہ ہر از علمِ حق تعالیٰ و قضای حق تعالیٰ و تقدیر حق تعالیٰ است و مشیئۃ حق تعالیٰ و نیستند سببِ محبت حق تعالیٰ چنانچہ آیت قرآن مجید مشعر است اِنَّ اللهَ لَا

(اے سبب رضای حقتعالی است ۱۲)

ترجمہ برائیاں کابیں انکا بوجھ انھیں پر رہیگا۔ عقیدہ ۴۳ بندوں کے فعلونکو خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے ارادہ کے موافق جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا خالق کل شیٔ یعنی ہر چیز کا خالق ہے اور تحت شے ہیں بندونکے فعل بھی داخل ہیں تو اُن کا خالق بھی وہی ہے۔ پس اُسی نے پیدا کیے اور وہی پیدا کرتا ہے عقیدہ ۴۴۔ بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی کے اونھیں کے کمائے ہوے ہیں حقتعالیٰ کے ارادہ اور علم سے اور حق تعالیٰ کی قضا سے عقیدہ ۴۵ فرماں برداری تمام قسم کی فرض اور واجب اور نفل و مستحب تھوڑی اور بہت ثابت ہے خدا تعالیٰ کے حکم سے اطیعوا الله و اطیعوا الرسول یعنی تابعداری کرو خدائے تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول صلعم کی۔ اور یہ تابعداری سبب ہے خدائے تعالیٰ کے لیے محبت کی۔ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ہ یعنی یقینی خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگارونکو۔ اور یہی سبب ہے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے مومنین کے حق میں رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ یعنی خوشنود ہوگیا خدا تعالیٰ اُنسے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے علم اور مشیت و قضا اور تقدیر سے ہے اور نافرمانی بھی ہر قسم کی یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ اور صغیرہ خدا تعالیٰ کے علم اور قضا اور تقدیر اور مشیت سے ہے لیکن سبب محبت خدا تعالیٰ کی نہیں ہے جیسا آیت قرآن مجید کی آگاہ کر رہی ہے

یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ۔ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نمیدارد کافران را ۔ و نیسندند معاصی بر رضاء حق تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ سورۂ زمر رکوع ا و نہ بامر او تعالیٰ چنانچہ در کلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم نمی فرماید بہ بیحیائی ۔ عقیدہ ۴۶ جمیع انبیاء علیہم السلام پاک اند از صغائر و کبائر و قبائح مانند قتل و زنی و لواطت و سرقہ و قذف محصنہ و سحر و فرار از جہاد و ظلم بر عباد و قصد فساد در بلادش عمداً و سہواً از کبائر نہ سہواً از صغائر بعد تشرف بہ نبوت نہ قبل و معصوم اند از کفر قبل از نبوت و ایں ہمہ بالاجماع است خلاصہ از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم

عقیدہ ۴۷ ۔ تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظہور نبوت یا بعد مناقب رسالت زلات و خطیئات ۔ عقیدہ ۴۸ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

ترجمہ لا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ۔ یعنی یقینی خدا تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے ۔ اور معصیتیں خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے سورۂ زمر میں اول رکوع میں وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہیں جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یعنی خدا تعالیٰ بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے عقیدہ ۴۶ تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل ۔ اور زنا اور لواطت اور چوری ۔ اور پارسا عورتوں پر بہتان باندھنے ۔ اور جادو اور جہاد سے بھاگنے ۔ اور بندوں پر ظلم کرنے ۔ اور شہروں میں فساد پھیلانے سے انہیں کبیرہ گناہوں سے جانکر اور بھولکر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں ۔ اور صغیرہ سے جانکر پاک ہیں نہ بھولکر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونیکے بعد نہ اس سے پہلے ۔ اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونیکے پہلے بھی ۔ اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا ۔ عقیدہ ۴۷ بیشک ہوے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالۃ کے بعد یعنی رسالت کے اوصاف حمیدہ کے بعد

عقیدہ ۴۸ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

بن مناف بن قصیّ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَیّ بن غالب بن فِہر بن مالک بن نضر بن کِنانہ بن خزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معدّ بن عدنان **ش** وریں قدر بہ نسب آنحضرت صلعم اختلاف نیست۔ و روایت کردہ شد از آنحضرت صلعم کہ منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار بن معد بن عدنان از شرح فقہ اکبر ملا علی۔ **م** خاتم الانبیاء است و حبیب اللہ تعالیٰ و بندۂ خاص حضرت جلّ و علیٰ و رسول اللہ تعالیٰ و تبارک و عبادت نہ کردہ است صنم را و شریک نہ کردہ است با اللہ تعالیٰ کسے را گاہے نہ قبل از نبوت نہ بعد از نبوت و نہ مرتکب شدہ است صغیرہ و کبیرہ را **س** نہ قبل از نبوت نہ بعد **م**

عقیدہ ۴۹۔ افضل الناس بعد وجودِ مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ابن ابی طالب۔

ترجمہ ابن مناف ابن قصیّ ابن کلاب ابن مُرّہ ابن کعب ابن لُوَیّ ابن غالب ابن فِہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مُدرکہ ابن الیاس ابن مُضر ابن نزار ابن معدّ ابن عدنان جنکا نسب شریف یہ ہے۔ خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنیوالے نبیوں کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہوسکتا۔ اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں۔ اور حضرت جلّ و علیٰ کے بندۂ خاص ہیں۔ اور رسول خدا تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بت کو آپنے کبھی نہیں پوجا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوت کے نہ بعد نبوت کے۔ اور نہ صغیرہ اور کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوت سے پہلے اور بعد۔ اسقدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ معہ آنحضرت صلعم ۲۲ بائیس پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپنے منسوب فرمایا اپنی نفس مبارک کو نزار ابن معد ابن عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملا علی میں ہے۔ **عقیدہ** ۴۹ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ابن ابی طالب ہیں +

عقیدہ - بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اصحاب باقی دوام بر تبعیت حق اند چنانچہ بودند در زمانِ ماضی یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بے تغیرِ حالِ ایشاں ونقصان در کمالِ ایشاں ۔ نقصان عطف است بر تغیر یعنی بے نقصان ۔ پس بوقوعِ مشاجرات وغیرہا تغیرے بحال ونقصانے در کمال واقع نشد عقیدہ دوست میداریم ما اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم را ۔ آل نیز شامل اصحاب است ۔ و زشت نمیگوئیم کسے را از ایشاں بخلاف روافض وخوارج لقولہ تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشینان کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ واز مددگاران کہ اہل مکہ را مدد کردند وآنانکہ متابعت کردند سابقان را در ایمان وطاعت مراد اند سائر صحابہ خوشنود شد خدا تعالیٰ از ایشاں بقبول طاعۃ ایشاں وخوشنود شدند ایشاں از خدا تعالیٰ بانچہ یافتند از نعیم دینیہ ودنیویہ خلاصہ از تفسیر حسینی

ترجمہ - عقیدہ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہوئے انکی حال کے اور بدون نقصان کے اُنکے کمال میں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونیکے سبب کچھ تغیر اُنکے حال میں اور کچھ نقصان اُنکے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ عقیدہ ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں۔ اور ہم اُن میں سے کسی کو بُرا نہیں کہتے ہیں۔ بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ وبے ادب ہیں۔ اور ان کی دوستی اس فرمان خدا تعالیٰ کے سبب ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنھوں نے اہل مکہ کی جو مہاجر ہو کر آئے تھے مدد کی۔ اور جنھوں نے آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہو گیا خدا تعالیٰ اُنسے اُنکی طاعت کو قبول فرماکر۔ اور راضی ہو گئے وے خدا تعالیٰ سے اُس چیز پر جو دینی اور دنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔

ولقولہ علیہ السلام لا تسبّوا اصحابی ترجمہ برائے فرمودن علیہ السلام زشت نگوئید اصحاب مرا۔ **عقیدہ ۵۲** یاد میکنیم ہر یکے را از اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بخیر اگرچہ صادر شد از بعض ایشاں آنچہ در صورت شر است بنا بر حسنِ ظن با ایشاں لقولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ترجمہ بہترین ہر قرنے کہ گذشت وگزرد قرن من است۔ ولقولہ علیہ السلام اذا ذکر اصحابی فاسکتوا ترجمہ وبرائے فرمودن پیغمبر علیہ السلام ہرگاہ ذکر کردہ شوند اصحاب من پس خاموش باشید **ش** ازیں حدیث شریف اشارت است کہ در معاملات صحابہ از ہیچو مشاجرات وغیرہا حذر کنید ونیز از نکوہش وافراط وتفریط بخود رائی **م** **عقیدہ ۵۳** تکفیر نمیکنیم ہیچ مسلمانے را از ذنوب اگرچہ مرتکب کبیرہ باشد مادام کہ معتقد حلت معصیتی کہ حرمت آں بدلیل قطعی ثابت شدہ باشد نیست چنانکہ خوارج میکنند **ش** اسے تکفیر میکنند مرتکب کبیرہ را از شرح فقہ اکبر ملا علی۔ **م** **عقیدہ ۵۴** زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیرہ اسم ایمان

ترجمہ - اور ان کی دوستی بسبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السلام کے ہے لا تسبّوا اصحابی یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ **عقیدہ ۵۲** ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں انہی حسن ظن کے سبب اگرچہ بعض سے اُنکے وہ چیز جو شر کی صورت میں ہو صادر ہوگئی بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے خیر القرون قرنی یعنی ہر قرن وزمانہ کہ گذرا اور گذرتا ہے اُنہیں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے۔ اور بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے اذا ذکر اصحابی فاسکتوا یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جاویں تو چپ رہو۔ اس حدیث شریف سے اشارت ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے جو ان میں وقوع میں آئے پرہیز کرو۔ اور ملامت اور خودرائی سے افراط وتفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے بھی اُنکی نسبت میں بچو۔ **عقیدہ ۵۳** - کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ اُس سے ہوا ہووے جب تک اُس گناہ کے حلال ہونے کا جس کا حرام ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہوچکا ہو معتقد نہیں ہے جیسا خوارج گناہ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں ایسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ **عقیدہ ۵۴** مسلمان سے گناہ کبیرہ ہوجانیکے سبب اسم ایمان یعنی وصف ایمان زائل نہیں ہوتا ہے۔

ش اے وصفِ ایمان از شرح فقہ اکبر ملّا علی ھم چنانچہ معتزلہ گویند ش کہ مرتکبِ کبیرہ بیروں شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت میکنند مرتبہ میان کفر و ایمان با آنکہ اتفاق دارند بر اینکہ صاحب کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ اکبر ملا علی ھم بلکہ نام میداریم مرتکبِ کبیرہ را مومن از روئے حقیقۃ نہ از روئی مجاز۔ عقیدہ ۵۵۔ نمیگوئیم کہ ضرر نمیکند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ ش چنانکہ مرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملّا علی ھ عقیدہ ۵۶۔ مسح بر خفین ثابت است از سُنّت برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷ تراویح در شبہائے ماہ رمضان سُنت است۔ عقیدہ ۵۸۔ نماز عقب صالح و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ فاسق باشد در انحال کہ مردہ باشد بحسن خاتمہ عقیدہ ۶۰ ما قائل نیستیم بآنکہ تحقیق حسناتِ ما مقبول اند و سیئاتِ ما مغفور مانند قول مرجیہ

ترجمہ جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنیوالا ایمان سے باہر ہوجاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے پس وے درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے انکا اسبات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ بلکہ گناہ کبیرہ کرنیوالی کا نام ہم مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی رو سے۔ عقیدہ ۵۵۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونیکے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیساکہ فرقہ مرجیہ اور ملاحدہ اور اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۵۶ مسح موزوں پر سُنّت سے ثابت ہے واسطے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین رات دن۔
عقیدہ ۵۷ تراویح ماہ رمضان کی راتوں میں سُنّت ہے۔ عقیدہ ۵۸ مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اُس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے۔
عقیدہ ۶۰ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور برائیاں بخشدی گئی ہیں مانند قول مرجیہ کے۔

لیکن میگوئیم کسیکہ عمل خواہد کرد حسنہ بشرائط مصححہ آں حسنہ دراں حال کہ خالی باشد از عیوب مفسدۂ ظاہری و معانی مبطلہ باطنی چوں کفر و عجب و ریا تا آنکہ خارج شود از دنیا ضائع نخواہد شد ش اے ایں عمل حسنہ م اللہ تعالیٰ در قرآن مجید میفرماید اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ضائع نمیکند اجر عابدانِ حاضر دل ٭ بلکہ قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حقتعالیٰ بہ فضل و کرم خود و ثواب براں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدۂ خود۔

عقیدہ ۶۱۔ کسیکہ کرد سیئات را سوائے شرک و کفر و توبہ نہ کرد تا آنکہ مرد مومن غیر تائب پس او متعلق بارادۂ حق سبحانہ و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند بعدل خود مقدار استحقاق عقاب آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند بفضل و کرم خود۔ عقیدہ ۶۲۔ ریا ہرگاہ کہ واقع شود در عملے از اعمال پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکہ ثابت نخواہد شد ش اے آں عمل م وہمچنیں عجب ضائع کنندہ عمل است ش از اقتصار بر ریا و عجب از سائر آثام اشعار است

ترجمہ لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کریگا اُس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اسطرح سے کہ وہ نیک عمل اُن عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور اُن باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنیوالی ہیں خالی ہووے جیسے کفر اور عجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دکھلانے کو وہ عمل ہو یہانتک کہ وہ عامل دنیا سے خارج ہووے۔ یہ عمل نیک اُسکا ضائع نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک خدا تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقتعالیٰ اپنے فضل کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اُسپر بندوں کو اپنے وعدہ کے موافق ثواب دیگا۔

عقیدہ ۶۱ جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اَور بُرے کام کیے اور توبہ نہ کی یہانتک کہ مومن مرا بے توبہ کیے ہوئے پس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ میں متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اُس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرما وے۔ عقیدہ ۶۲۔ جب کسی عمل میں اعمال سے ریا واقع ہو جائے گی تو اُس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا اور اسی طرح عجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے

باینکہ دیگر سیئات ابطال حسنات نمیکنند از شرح فقہ اکبر ملا علی عقیدہ[۶۳]
معجزات از انبیاء علیہم السلام وکرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت
گردیدہ است از کتاب وسنت۔ عقیدہ[۶۴]۔ خرق شق دریدن یعنی خلاف
عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طئی ارض وفرعون
در روانی نیل ودجال در کشتن وزندہ کردن وچنیں روایت کردہ شدہ است
در اخبار کہ بوند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را معجزات
زیرا کہ معجزات مختص بانبیاء علیہم السلام اند ونہ بکرامات زیرا کہ کرامات
مختص باصفیا اند لیکن نام میداریم الخوارق را از قضاء حاجات مراعدارا
از روے استدراج مکرٌ بِہِمْ فِی الدُّنْیَا وَعُقُوْبَۃٌ لَّہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ
ترجمہ فریب است بآنہا در دنیا وعذاب است برائے آنہا در آخرت × کما
قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُہُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ ترجمہ زود
باشد کہ بگیریم ایشاں را پایہ پایہ یعنی اندک اندک وبہلاکت نزدیک گردانیم از انجا کہ ندانند

ترجمہ اسبات کا کہ دوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے ہیں جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ[۶۳]
معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سنت سے۔
عقیدہ[۶۴]۔ خرق عادت۔ خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں اور مراد یہاں خلاف عادت کے ہیں جو حق تعالیٰ
کے دشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور
دجال کے مار ڈالنے اور جلانے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے
ہیں۔ پس ہم اُن خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص
ہو گئے ہیں۔ نہ اُن کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیا یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے
ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہکر پکارتے ہیں اور یہ دشمنان خدا کے لیے
انکی حاجتیں پوری کرکے خدا تعالیٰ کا انکو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مکرٌ بِہِمْ فِی الدُّنْیَا وَعُقُوْبَۃٌ
لَّہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ دنیا میں ان کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ
تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُہُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے عنقریب ہم انکو آہستہ آہستہ
یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ نجان سکیں گے

یعنی ہرگاہ کہ گناہ ہے میکنند نعمۃ مرایشاں را زیادت میگردانیم تا در طغیان و عصیان می افزایند از تفسیر حسینی۔ پس در غفلت می افتند و فریفتہ می شوند بآں شی اسے قضاء حاجات کہ از روئے استدراج است ھم و می پندارند آنرا انعام واحسان و زیادہ میشوند از روئے عصیان اگر باشند فجار و از روئے کفر اگر باشند کفار۔ **عقیدہ**[۶۵] ہست اللہ تعالیٰ خالق پیش از پیدا کردن مخلوق و ہست رازق پیش از رزق دادن شی باشد کہ تکرار فرمود امام علیہ الرحمۃ ایں مطلب را برائے آگہی اینکہ واجب است بریں اعتقاد از شرح فقہ اکبر ملا علی ھر۔ **عقیدہ**[۶۶] مومناں خواہند دید حق تعالیٰ را در جنت بچشم سر بلا تشبیہ و بلا کیف و کمیۃ۔ **عقیدہ**[۶۷] نخواہد شد میانِ حق تعالیٰ و خلق مسافت یعنی نہ در غایت از قرب و نہ در نہایت از بُعد و نہ بوصفِ اتصال و نہ بنعتِ انفصال و نہ بحلول شی در آمدن در چیزے ھم و اتحاد شی یک شدن ھم **عقیدہ**[۶۸]۔ و ایمان اقرار بزبان است و تصدیق بجنان ؎

ترجمہ یعنی وے جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اسوقت خاص ان کے لیے نعمت بڑھا دیتے ہیں تو وے سرکشی اور نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ پھر وے غفلت میں پڑجاتے ہیں۔ اور ان حاجت روائیوں پر جو بطور استدراج ہیں فریفتہ ہوجاتے ہیں۔ اور انکو انعام اور احسان سمجھتے ہیں اگر بدکار ہوتے ہیں نافرمانی اور گناہ زیادہ کرتے ہیں۔ اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں **عقیدہ**[۶۵] خدا تعالیٰ خالق ہے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے۔ اور رازق ہے رزق دینے سے پہلے۔ شاید امام علیہ الرحمۃ نے فقط ہدایات کی آگہی کے لیے اس مطلب کو مکرر فرمایا کہ اسپر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے **عقیدہ**[۶۶] مومن حق تعالیٰ کو جنت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اور بغیر کیف اور کمیت کے کیونکہ خدا تعالیٰ تشبیہ اور صورت ہونے اور کیفیت یعنی کیسا اور کس طرح اور کیونکہ ہونے سے اور مقدار اور اندازہ ہونے سے پاک ہے۔ **عقیدہ**[۶۷] حق تعالیٰ اور خلق کے درمیان مسافت یعنی فاصلہ نہ ہوگا نہ نہایت نزدیک ہونیکی صورت میں اور نہ نہایت دور ہونیکی صورت میں۔ اور نہ اتصال یعنی نزدیک ہونیکی صفت کے ساتھ۔ اور نہ انفصال یعنی جدا ہونیکی صفت کے ساتھ۔ اور نہ حلول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہوجانا جسکو گھس جانا کہتے ہیں اور نہ اتحاد یعنی ایک ہوجانیکے طریق پر جسمیں دوئی کا اطلاق نہ ہو **عقیدہ**[۶۸] ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنیکا اور دل سے تصدیق یعنی سچ ماننے کا ؎

عقیدہ ۱۹ ایمانِ اہلِ ایمان از ملائکہ و اہلِ جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء و سائر مومنین زیادت و نقصان نمی پذیرد عقیدہ ۲۰ جمیع مومنین مستوی اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال۔ عقیدہ ۲۱۔ اسلام تسلیم ش اے قبولِ باطن ھ و انقیادِ ش فرمانبریِ ظاہر ھ امر و نہیِ اللہ تعالیٰ را میگویند پس در طریقِ لغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیر اسلام پس ایمان و اسلام مانند شئے است کہ ہرگز از یک دیگر جدا نمی شود چنانچہ پشت با شکم۔ عقیدہ ۲۲۔ دریں اطلاق ش گفتن یا صند تقیید ھ کردہ میشود بر ایمان و اسلام و شرائع بتمامہ۔ عقیدہ ۲۳۔ می شناسیم حق تعالیٰ را چنانکہ حقِ معرفت است حسب مقدورِ خود و طاقتِ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود را بتمام صفاتِ ثبوتیہ۔ ش اسے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ ھ و سلبیہ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ او تعالیٰ نیست ھ در کتابِ خود و در قرآن مجید ۶ مدٰ است

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۹ ایمان ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے وے فرشتوں میں سے ہوں یا جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسم انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مومنین۔ عقیدہ تمام ایمان والے اصلِ ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ عقیدہ ۲۱۔ اسلام خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں۔ پس لغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے۔ پس ایمان اور اسلام مانند ایک شے کے ہے کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے۔ عقیدہ ۲۲ دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لیے۔ عقیدہ ۲۳ ہم حقتعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا حقتعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں۔ ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اُس سے مسلوب ہیں۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ترجمہ نیست مثل او سبحانہ چیزے وحال آنست کہ او شنوا و بینا است عقیدہ نیست قادر کسیکہ عبادت کند اللہ تعالیٰ را چنانچہ او سبحانہ سزاوار اوست لیکن بندہ عبادت میکند اللہ تعالیٰ را بامر او تعالیٰ چنانکہ امر فرمودہ است۔ عقیدہ تمام مومنین مستوی اند در معرفۃ فی نفسہا و تیقن در امر دین و توکل بر خدا و محبۃ برائے خدا و رسول و رضاء بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی ایقان بہ ثبوت ذات او تعالیٰ و تحقق صفات او تعالیٰ۔ و متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان و در چیزیکہ ذکر کردہ شد است بتمامہ نش اے در غیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوت ابرار در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقہ اکبر ملا علی و تواند شد کہ از ماسوائے ایمان مراد تصفیہ و تزکیہ و تخلیہ باطن باشد از ماسوی اللہ تعالیٰ باستقامۃ بر یقینیات ص

ترجمہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ نہیں ہے مثل اُس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ عقیدہ نہیں ہو کوئی قادر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اُسکا سزاوار ہے لیکن بندہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اُسکے حکم سے جیسا اُسنے حکم فرمایا ہے۔ عقیدہ تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہے یعنی نفس اسی معرفت میں۔ اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو۔ اور خدا پر توکل کرنے میں۔ اور خدا اور رسول کے لیے محبت میں۔ اور تقدیر اور قضا پر راضی ہونے میں۔ اور غضب اور عقوبت سے خوف کرنے میں۔ اور خوشنودی اور ثواب پانیکے لیے امیدواری میں۔ اور ایمان یعنی یقین کرنے میں ذات خدا تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدا تعالیٰ کے متحقق ہونے پر۔ اور مومن متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان ہیں اور اُن چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئیں ہیں یعنی غیر تصدیق و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گناہیں اختلاف کے موافق۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدا تعالیٰ سے ہو قیام پانیکے لیے یقینیات پر

عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ فضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضل خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدل خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا میکند از ثواب و اجر دو چنداں چیزیکہ مستحق ہست باں از فضل خود و گاہے می پوشند گناہ را از فضل خود بواسطۂ شفاعۃ و بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعۃ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعۃ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم برائے مؤمنین گنہگاران و برای اہل کبائر از مومنین کہ مستوجب عقاب اند حق است۔ عقیدہ شفاعۃ ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفال مومنین صابرین علی البلویٰ ثابت است عقیدہ وزن اعمال بر ترازو کہ دو کفہ خواہد داشت در روز قیامۃ حق است عقیدہ۔ قصاص میان نوع انسان در روز قیامۃ حق است یعنی حسنات ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلۂ ظلم إِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيرُ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درہما و دینارہا۔ عقیدہ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیئات مظلومین بگردن ظالمین نہادن حق است۔

ترجمہ۔ عقیدہ خدا تعالیٰ فضل کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے۔ اور عذاب کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر۔ اور کبھی عطا کرتا ہے دوگنا ثواب اور اجر اُس چیز کا جسکے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے۔ اور کبھی چھپاتا ہے گناہ کو اپنے فضل سے بواسطہ شفاعۃ یا بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعۃ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی گنہگار مومنین کے لیے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے کہ لائق سزا ہیں حق ہے۔ عقیدہ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور شہداء اور فقراء اور اطفال مومنین صابرین کی یعنی اُن مومنین کے بچوں کی جنکے والدین نے اُنکی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے عَلَى الْبَلْوٰى ثابت ہے یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سبکا اتفاق ہے عقیدہ اعمال کا وزن ہونا یعنی تلنا ترازو میں جسکے دو پلڑے ہونگے قیامۃ کے دن حق ہے۔ عقیدہ قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان بنی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دینگے مقابلہ ظلم میں إِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيرُ اسلیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہونگے کہ اُنسے اُنکا بدل ہوسکے۔ عقیدہ۔ اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہونگی تو بدلۂ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے +

عقیدہ ۸۲ - حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حق است وپل صراط حق است
عقیدہ ۸۳ - جنت ونار کہ موجود اند الیوم قبل از قیامۃ حق اند وفانی نخواہند شد
نش بعد دخول جنتیان ودوزخیان بخلاف جبریہ ہم - عقیدہ ۸۴ - عقاب و
ثواب اللہ تعالیٰ فانی نخواہد شد ہمیشہ نش بخلاف جبریہ ہو - عقیدہ ۸۵
اللہ تعالیٰ ہدایت نش راہ راست بردن ہم میکند سوئے ایمان وطاعۃ از فضل
خود ہر کسے را کہ بخواہد وضلالت میدہد بکفر ومعصیت از عدل نش ای عدل
بالحکمۃ ہم خود ہر کسے را کہ بخواہد - عقیدہ ۸۶ اضلال اللہ تعالیٰ عبارت از خذلان است
وتفصیل خذلان اینست کہ توفیق نیابد بندہ آں چیز را کہ راضی حقتعالیٰ از آں چیز است
وآں خذلان از عدل نش اے عدل بالحکمۃ ہم ا ہمچنیں عقوبت مخذول بر معصیت
از عدل نش اے عدل بالاستحقاق ہم - عقیدہ ۸۷ - نیستیم قائل اینکہ شیطان
سلب میکند ایمان را از بندہ مومن از روئے قہر وجبر لیکن میگوئیم بندہ میگذارد ایمان را باختیار
خود باغوائے شیطان یا بہوائے نفس پس ہرگاہ ترک میکند بندہ ایمان را پس سلب میکند ایمان را از آں بندہ شیطان

ترجمہ - عقیدہ ۸۲ حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے -
عقیدہ ۸۳ جنت اور دوزخ جو آج موجود ہیں قیامۃ سے پہلے حق ہیں - اور فنا نہ ہونگی یعنی جنتیوں اور
دوزخیوں کے داخل ہونیکے بعد بخلاف جبریہ کے - عقیدہ ۸۴ عذاب اور ثواب خدا تعالیٰ کا
فنا نہ ہوگا ہمیشہ بخلاف جبریہ کے - عقیدہ ۸۵ - خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے
ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسیکو کہ وہ چاہتا ہے - اور گمراہ کرتا ہے کفر وگناہ کی طرف
اپنے عدل سے جو بمقتضائے حکمت ہے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے - عقیدہ ۸۶ گمراہ کرنا خدا تعالیٰ کا
عبارت ہے خذلان سے - اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی
جس سے حق تعالیٰ راضی ہے - اور یہ خذلان حکمت کی بنا پر خدا کے عدل سے ہے - اور اسی طرح مخذول کا
عذاب کیا جانا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا - عقیدہ ۸۷ ہم اسبات کے قائل نہیں ہیں
کہ شیطان ایمان کو بندہ مومن سے سلب کر لیتا ہے قہر اور جبر کرکے - لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو
اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے - پس جب بندہ ایمان کو ترک
کر دیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کر لیتا ہے +

عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَنْ رَّبُّکَ وَ مَادِیْنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ ترجمہ۔ کیست ربّ تو و چیست دینِ تو و کیست پیغمبر تو ہ در قبر یا در مستقر یعنی جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چنانکہ غریق و حریق و خوردہ گرگ وغیرہ حق است عقیدہ (۸۹)۔ اعادہ روح بسوئے جسد بندہ در قبر حق است ٭ عقیدہ (۹۰)۔ ضغطۂ۔ ضغطہ ہندی دبانا۔ ضغطۂ قبر برائے مومن مانند معانقہ مادرِ مشفقہ ہست از شرح فقہ اکبر ملا علی قاری و برائے جمیع مومنان را حق است ٭ عقیدہ (۹۱) عذاب قبر حق است جمیع کافران را و بعضی عصات مومنین را۔ و ہمچنیں تنعیم بعض مومنین حق است عقیدہ (۹۲) تعبیر تمام اسمار کہ ذکر کردہ اند آنرا علمار بزبانِ فارسی از صفات حق تعالیٰ عزت اسمائہ و تعالت صفاتہ جائز است مگر ید کہ تعبیر بدست بفارسی جائز نیست۔ عقیدہ (۹۳) جائز است کہ گوید بروئے خدا بلاتشبیہ و بلا کیف۔ عقیدہ (۹۴)۔ نیست قرب اللہ تعالیٰ از ارباب طاعت و بُعد اللہ تعالیٰ را از اصحاب معصیت

ترجمہ عقیدہ (۸۸) سوال منکر نکیر مَنْ رَّبُّکَ وَ مَادِیْنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ حق ہے یعنی کون ہے تیرا رب۔ اور کیا ہے تیرا دین۔ اور کون ہے تیرا نبی۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ جہاں کہیں کہ ہووے جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا۔ اور آگ میں جلا ہوا۔ اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ عقیدہ ۸۹۔ روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے عقیدہ ۹۰ ضغطۂ قبر یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لئے حق ہے۔ مومنین کے لیے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے لگا لینے کی مانند ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ ۹۱ قبر کا عذاب سب کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے۔ اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت دینا حق ہے عقیدہ ۹۲۔ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزت اسمائہ و تعالت صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اسکے اور برتر ہیں صفات اسکی۔ علماء نے جنکی تعبیر فارسی میں بیان کی ہے وہ تعبیر اسمار کی جائز ہے مگر ید کہ تعبیر ید کی فارسی میں دست کے ساتھ جائز نہیں ہے عقیدہ ۹۳ جائز ہو کہ کہے بروئے خدا بلاتشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے بغیر تشبیہ اور بدون کیف کے ہی عقیدہ ۹۴ خدا تعالیٰ کی نزدیکی فرمانبرداروں سے اور دوری گنہگاروں سے

از طریقِ طول و قصر و مسافت نہ و نہ بر معنی کرامت و ہوان ولیکن مطیع قریب است از حق تعالیٰ بلاکیف و عاصی بعید است از حقتعالیٰ (یعنی خواری بالخوبی) بلاکیف اسے بوصف تنزیہ **ش** قرار داد امام علیہ الرحمۃ قُرب و بُعدِ حق تعالیٰ را از بندہ و قُرب و بُعدِ بندہ را از حق تعالیٰ از بابِ متشابہاتِ بلاتاویل از شرح فقہ اکبر ملا علی **م** **عقیدہ ۹۵** قُرب و بُعد و اقبالِ **ش** ضدِ اعراض **م** اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورتِ بندہ در جنت و وقوفِ بندہ در قبا میان یدینِ حق تعالیٰ بلاکیف است۔ **عقیدہ ۹۶** ۔ قرآن مجید کہ نازل شدہ است نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و مکتوب است در مصاحف ما بین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علیٰ ما ہو المشہور۔ **عقیدہ ۹۷** ۔ آیاتِ قرآن مجید کہ تمامہا در معنی کلام است یعنی در مقامِ مقصود است برابر است کہ دراں ذکر رحمت اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکرِ غضب اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلتِ لفظی و عظمۃ معنوی

ترجمہ ۔ لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی اور ہوان یعنی خواری اور [illegible] بلکہ مطیع قریب ہے حقتعالیٰ سے بلاکیف۔ اور عاصی بعید ہے حق تعالیٰ [illegible] تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جسمیں اُسکی پاکی ہوتی ہو۔ امام علیہ الرحمۃ [illegible] حقتعالیٰ [illegible] بعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قرب اور بعد کو جو حقتعالیٰ سے [illegible] متشابہات سے اُسکو قرار دیا ہے۔ یہ ہی خلاصہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری [illegible] قرب اور دوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدا تعالیٰ کا مناجات کرنے والے [illegible] مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت [illegible] کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلاکیف ہے۔ **عقیدہ ۹۶** ۔ قرآن [illegible] تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان لکھا [illegible] خدا تعالیٰ کا کلام ہے [illegible] وہ مشہور ہے۔ **عقیدہ ۹۷** قرآن مجید کی آیتیں جو سب کی سب [illegible] جو ہماری مراد ہے خواہ اُنمیں خدا تعالیٰ کی رحمۃ کا ذکر ہو خواہ [illegible] کی مدح ہو یا خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلت لفظی اور عظمۃ معنوی

ولیکن بعض آیات را فضیلتِ ذکر و مذکور است، مانند آیۃ الکرسی زیراکہ مذکور در آیۃ الکرسی جلالت و عظمتہ اللہ جلَّ جلالہ و صفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذاتِ حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلتہ یکی فضیلتِ ذکر دوم فضیلتِ مذکور و بعضی آیات را فضیلتِ ذکر است فقط نہ فضیلتِ مذکور چنانچہ سورہ تبّت یدا و مانند ایں از احوالِ فجّار عقیدہ ۹۸۔ اسماء اللہ تعالیٰ چنانچہ اللہ واحد و صفاتِ حق تعالیٰ چنانچہ لَہُ الْمُلْکُ و لَہُ الْحَمْدُ بتمامہ مستوی اند در فضیلۃ و عظمتہ ش مطلقًا یعنی بقطع نظر از وجوہِ فضیلۃ بعض بر بعض م و نیست تفاوت در اطلاقِ آنہا بر ذات و صفات حق تعالیٰ و ایں منافیِ عظمتہ بعضی اسماء و صفات بر بعضی اسماء و صفات نیست ش عظمۃً جزئیۃً یعنی مع لحاظ وجہ فضیلۃ و عظمتہ بعض بر بعض م عقیدہ ۹۹ و آلدین رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مُردند بر کفر ش دریں مسئلہ اختلافِ علماء است و جانب صحتِ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجّح بدلائل و زیادۃ فریق است م

ترجمہ ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دو نو طرح کی فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی اسلیے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہ کی جلالت و عظمت اور اُسکی اُس صفت کا مذکور ہے جو حقتعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتونکو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے نہ فضیلتِ مذکور جیسا سورہ تبّت یدا اور اسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت۔ عقیدہ ۹۸ خدائتعالیٰ کے نام جیسے اللہ اور احد اور خدائتعالیٰ کی صفتیں جیسے لَہُ الْمُلْکُ اور لَہُ الْحَمْدُ یعنی اُسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے لیے حمد ہے۔ یہ مطلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی اُن وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کی بعض پر فضیلت ہے۔ اور ذات و صفات حق تعالیٰ پر اُن کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء و صفات کی عظمت کی جو اُن کو بعض اسماء و صفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت بعض کے بعض پر۔ عقیدہ ۹۹ والدین رسولِ خدائتعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونیکی جانب دلیلوں سے ترجیح اچھی ہوئی ہے

رسول علیہ السلام انتقال ازیں عالم برایمان کردند۔ ابوطالب عم حضرت رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرد کافر۔ حضرت قاسم وحضرت طاہر وحضرت ابراہیم بودند فرزند رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عقیدہ[۱۰۰] حضرت بیوی فاطمہ وبیوی زینب وبیوی رقیہ وبیوی ام کلثوم بنات رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودند عقیدہ[۱۰۱] ہر وقتیکہ مشکل شود بر انسان اہل ایمان شئ از دقائق علم توحید پس واجب است بران انسان انکہ اعتقاد کند چیز یراکہ صواب است نزد حق تعالیٰ بطریق اجمال شی یعنی ہر چہ صواب است نزد حق تعالیٰ ہماں مقبول مختار من است وتفصیل نکند تادام کہ یابد عالم ربانی عارف بحقیقۃ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بروجہ کمال وتاخیر نکند۔ عقیدہ[۱۰۲]۔ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسد در بیداری بسوئے آسمان حق است وثابت است بطریق متعددہ پس کسیکہ رد کند آں خبر را وایمان نیارد بمقتضائے آں خبر ضال است ومبتدع +

ترجمہ۔ رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابوطالب چچا حضرت رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافر ہے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے عقیدہ[۱۰۰] حضرت بیوی فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی ام کلثوم سلام اللہ علیہن رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں عقیدہ[۱۰۱] جس وقت انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہوجاوے تو اس انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے۔ یعنی جو کچھ حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول ومختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہانتک کہ کسی ایسے عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے عقیدہ[۱۰۲] خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے پس جو کوئی اس خبر کو رد کریگا اور اسکے موافق ایمان نہ لائیگا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے

عقیدہ ۱۰۳ خروج دجال و یاجوج و ماجوج و طلوع شمس از غرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام از آسمان و سائر علامات روز قیامت بنابر چیزیکہ وارد ست بآں اخبار صحیحہ بلکہ آیات صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میکند ہر کس را کہ می خواہد بسوئے صراط مستقیم **تش** ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملا علی۔ زیں پس دعاء است از مترجم و صلوٰۃ از دردمند م

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّدِيْنًا قَوِيْمًا
بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى
اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَ
شَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۰۳ خروج یعنی نکلنا دجال کا۔ اور یاجوج ماجوج کا۔ اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے۔ اور ساری علامتیں روز قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کے بلکہ صاف آیتیں اسکی نسبت وارد ہیں
عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ جس کسیکو کہ چاہتا ہے سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملا علی قاری کی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مترجم کی دعا ہے اور دردمند کی درود ہے۔

دعائے مترجم

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّدِيْنًا قَوِيْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے خدا ہمکو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا صاحب صراط کی حرمت کے کہ مالک ہیں راستہ کے۔ اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔ درود دردمند اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور انکی انوار پر جیسا تجھے وہ محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور اسکو ہمارا سفارشی کر اور

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۞ اعلم ان الکلام فی اصول تعصمک عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل۔ ان حقایق الاشیاء ثابتۃ ش فیہما مغایرت علی انواع الاضافۃ تامل فیہا۔ والشیٔ یطلق علی ما لہ وجود فیہما واقعتان بنفسہما۔ وان نفینا فثابتتان لثبوت منتقدم للنفی ۰

ترجمہ اصول

این ذکر در بیان کیفیت اصول است کہ از خطاہای فہم در حقائق حقہ نگاہ دارندہ اند و درینہا گفتگو و کلام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنیم خدای را و یاری خواہیم ازو۔ و درود خوانیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم۔ و بر آل او و یاران او و پیروان او تمامہا۔ بدانکہ ہر آئینہ این کلام در اصول است کہ آنہا از خطاہائے فہم در حقایق حقہ ترا نگاہدارند۔ و درانہا بحث و کلام است **اصل**۔ ہر آئینہ حقایق اشیاء ثابت است یعنی حقیقتہائے چیزہا۔ و درین ہر دو مغائرت است بر اقسامِ اضافت یعنی در حقایق کہ مضاف است بسوی اشیاء مضاف الیہ درین ہر دو مغائرت موجود است۔ زیرا کہ اضافت در شیئین موجود می باشد۔ و این مغائرت بر اقسام اضافت است چنانچہ اضافت لامی بمعنی برائی کہ تخصیصی ہم نیست چون حقایقِ اشیاء یعنی حقیقتہا کہ برای اشیاء اند یا مخصوص باشیا مثل اسم زید کہ برای تخصیص است و اضافت منی بمعنی از کہ بیانئے ہم ازواست چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ از اشیا اند مثل انگشتری طلا کہ درین بیانِ مضاف از مضاف الیہ است۔ و اضافتِ تخلیلی چون حقایق اشیاء ہمچو آب شیر کہ درین مضاف بمضاف الیہ تخلیل یافتہ۔ و اضافتِ توضیحی چون حقایق اشیاء ہمچو شہر مکہ کہ درین توضیح بمضاف الیہ است وعلیٰ ہذا القیاس۔ پس باید کہ درینہا فکر و تامل کن۔ و اشیاء جمع شئے است و لفظ شئے گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد یعنی ہستی و بودن ازو دانستہ شود۔ پس ہر دو یعنی شئے و حقیقتش بنفسِ خود واقع ہستند یعنی واقعی ہر دو ہستند۔ و اگر ہر دو نفی کردہ شوند پس برائی نفی ثبوتی پیش ازین ہر دو ضروری است کہ نفی بدان جاری شود ورنہ نفی بر عدم باطل است پس بنا بر ثبوتِ منتقدم برائی نفی ہر دو ثابت اند

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

والعلم بہا متحقق ش فیہ اشارۃ الی ثبوتہا بل ثبوتہما بالاضافۃ
اذ العلم لا یتحقق بالعدم فاذا تحقق فصح الحکم م فالحقیقۃ
اما بمعنی الذی ہو مصداق متقدم لحصول شبہ لصنع شیٔ
فہو ثابت۔ واما بمعنی علت معلول کما فی قیام محتاج بمحتاج
الیہ قیاما حقیقیا او مجازیا وہو اظہر ش ای لا یحتاج الی
دلیل م واما بمعنی ماہیۃ شیٔ وہی وجود نفسہا الواقع
فان تکن وہمیۃ ای متحصلۃ من وہم فمعنی وہمیۃ
اما ان لا یکون لہا وجود مطلقا فالعدم مجہول فکیف حکمہ
واما ان یکون لہا وجود منتزعا غیر مستقر بذاتہ فالوجود
بہذا الوجہ واقع ش وان لم یکن واقعا فالعلم بہ ممتنع

ترجمہ وعلم بانہا متحقق است۔ ودریں اشارت است بہ ثبوت حقائق اشیاء بلکہ ثبوت ہر دو بنابر ربط اضافت از انکہ علم بعدم متحقق نمی شود وہر گاہ کہ تحقق یافت پس حکم صحیح شد کہ آں ہر دو ثابت اند یعنی اشیاء وحقائق اشیاء۔ اکنوں حقیقت یا بمعنی آنکہ او مصداق متقدم است برائے حصول شبہ صنع شی را یعنی چیزے پیش شوندہ کہ از وبرائے صنع وساخت دیگر شی شبہ حاصل کنند تا او مصداق یعنی تصدیق کنندہ پیشین باشد واو ثابت است ورنہ شبہ از کجا حاصل آید۔ یا حقیقت بمعنی علت معلول است یعنی علت اشیاء چنانچہ در قیام محتاج بمحتاج الیہ یعنی علت ظاہر تر است کہ احتیاج دلیلے ندارد خواہ قیام حقیقی باشد چوں قیام عرض بجوہر یا فعل بصفت وصفت بذات۔ یا مجازی چوں قیام حادث بقدیم وسیاہی بکاغذ یا حقیقت بمعنی ماہیتہ شی است و او بودن نفس شے است کہ واقعی باشد۔ پس اگر آں ماہیت وہمی است یعنی از وہم حاصل شدہ چنانچہ بعض عقیدہ کردند۔ پس معنی وہمیہ یا آنکہ اورا وجود مطلق نباشد۔ پس عدم مجہول است اورا حکم چگونہ باشد ویا آنکہ اورا وجودے منتزع باشد کہ غیر مستقر بود بذات خود یعنی بذات خود قرار پذیر نباشد۔ پس دریں وجہ وجودے کہ منتزع است گو بذات خود قرار ندارد اما واقعی است چرا کہ اگر واقع نیست پس علم بدو ممتنع است حالانکہ علم ہست پس ایں وجود ضرور واقع است +

م وانما التغير منتزعٌ ش من حيث الاتخاذ م من متغير ففي العلم موجودان واقعاً ش اي وجوداً واقعاً فهذا دليل على واقعية وجود المنتزع م والا ش اي ان لم يكن بمعنى وجودٍ واقعٍ م فبالمعنى الاول للواجب تعالى توهم ش اي علم العدم م نُفي له وحق انه الوهم علم غير مستقر بمعلومه لا معلوم غير مستقر في وجوده *

فالمعلوم بحقيقته كما هو هو فان الماهية الموجودة بين عدمين تسرع الى فنائها حتى لا يستقر علمها بها فهذا حقيقة الوهم والوهمية لا كحلقةٍ من شعلةٍ جوالةٍ لانها بحقيقتها معدومةٍ وبوجود الحلقة من جولان الشعلة يلزم انها كهي حدوثاً وقدماً فلا يصدق التشبيه لوجودٍ حادثٍ من قديم *

ترجمه ودیگر آنکه جز این نیست که تغیر از متغیر منتزع است وانتزاع بحیثیت اتخاذ یعنی فرا گرفتن است یعنی گردیدن است ممکن نیست که گردنده فرا گرفته شود پس در علم هر دو واقعی موجود اند یعنی وجود واقعی دارند - این دلیل است بر واقعی بودن وجود منتزع یعنی منتزع هم وجود واقعی دارد پس حاصل معنی وهمیه آنکه ادراک وجود منتزع باشد که در وجود واقع هست - ورنه باعتبار معنی اول برای واجب تعالی توهم محض است یعنی علم بر عدم است که وجود مطلق ندارد چنانچه در معنی وهم گفته شد - واین معنی را نفی کرده شد بانیکه عدم مجهول است وحکم بر مجهول باطل است وحق آنکه هر آئینه وهم علمی است که بمعلوم خود غیر مستقر است یعنی آن علم بمعلوم خود قرار پذیر نیست بسرعت فنای خود نه اینکه معلوم در وجود خود غیر مستقر است پس معلوم بحقیقت خود چنانکه باید نیست مو بمو - چنانچه وجود باری تعالی که موجود معلوم است همچنانست که هست کما هو هو ولیکن علم مخلوق بدو بحدوث خود بسرعت فنا غیر مستقر است که قرار نمی پذیرد * وهر آئینه ماهیتی که موجود هست درمیان دو عدم یعنی سابق ولاحق چنان است یعنی خود آن ماهیت تیز می دود که علم او باو قرار نمی پذیرد واین حقیقت وهم ووهمیت است نه چون حلقه که از شعله جواله پدید آید که مذهب بعض کسان است از آنکه این حلقه بحقیقت خود معدوم است - ونیز بتسلیم وجود حلقه که از جولان شعله است لازم آید اینکه آن حلقه از روی حدوث وقدم مثل شعله است پس این تشبیه برای وجود حادث از قدیم صادق نیامد

فامّا الکلام فی وجودٍ خارجٍ من علمٍ و وجودٍ ذهنیٍ فان لم یکن لمعلوماتٍ حادثۃ وجودٌ خارج فالحسُّ ای اللمس وان کان منتزعا بقیام مجازی من حاسٍ ومحسوس او بقیامٍ حقیقی من روحٍ و جسدٍ باطلٌ لان الحسّ لا یوجد الا فی وجودٍ خارج وهو مجمع علٰی وجوده بداهتا. واما بمعنی اثر شیئٍ مثلاً فی مُبرِدٍ برودتٌ فان قیل الاثر بالنسبۃ لا بالحقیقۃ فتحقق الاثر بالنسبۃ بسلب الاثر بالحقیقۃ من الطرفین باطلٌ فکیف وانما الثبوتُ متقدم علی السلب ش لان السلب لا یوجد الا بتقدم الثبوت م فحق انه ثابت بحقیقته ومسلوب بنسبۃٍ ش لانّ الحقیقۃ اقدم من النسبۃ اذ النسبۃ لا تقوم الا بالحقیقۃ م وانما التاثیر وسلبه بالنسبۃ لا بالحقیقۃ ❊

ترجمہ ولیکن سخن است در وجود خارج از علم و وجود ذہنی۔ پس برائے معلومات حادثہ اگر وجود خارج نیست۔ پس حس یعنی لمس کہ سودن است باطل باشد اگرچہ این حس از حاس و محسوس بقیام مجازی منتزع است یا بقیام حقیقی از روح و جسد ازانکہ این حس یافتہ نہ شود مگر در وجودِ خارج حالانکہ بر وجود او مجمع است کہ او از بداہت است۔

یا حقیقت بمعنی اثر شئے است چوں در مُبرِد برودت یعنی خنکی در خنک شئے۔ و اگر گفتہ شود کہ اثر ثابت بہ نسبت است نہ بحقیقت کہ قول بعض حکما است این چگونہ راست آید۔ ازانکہ تحقق اثر کہ بہ نسبت است بسلب اثر بحقیقت از طرفین باطل است و بہ ثبوت نہ پیوستہ کہ اثر بحقیقت ازاں ہر دو اشیا کہ در دواں نسبت قائم است اگر سلب بود بدونش اثر بہ نسبت۔ تحقق یابد پس اثر بہ نسبت بدون اثر بحقیقت کے راست شود وہمیں است کہ ثبوت متقدم است یعنی پیش شوندہ بر سلب و تا وقتیکہ ثبوت پیشتر نہ آید سلب از کجا آید لہذا سلب بغیر تقدمِ ثبوت یافتہ نہ شود۔ پس حق آنست کہ اثر ثابت بحقیقت خود است و مسلوب بہ نسبت است ازانکہ حقیقت از نسبتہ اقدم یعنی پیشتر است زیرا کہ نسبت بدون حقیقت قیام نیابد۔ و جز این نیست کہ تاثیر و سلب تاثیر بہ نسبت آمدہ نہ بحقیقت ❊

اصل۔ ان الانتزاع لیتحقق من جھۃٍ وھو اتخاذ
ش بخاءٍ وذالٍ فوقانیتین والاتخاذ یفید علی
تخصیص المخصص ممنوع الجواز م شیء من شیء اتخاذا
ش بحاءٍ ودالٍ مھملتین م فلا یحتاج فی حدہ
بشیءٍ اٰخر منہ لعدم الاشتراک بایّ وجہٍ وقد یحتاج
بتحققہ الی شیء اٰخر منہ فمن جھتین او جھات
ش اے فیتحقق من جھتین او جھات م وان
قیام شیءٍ بشیء علی وجھین حقیقی وھو تحقق النسبۃ
بین القائم والقائم بہ ای المنسوب والمنسوب الیہ علی عینیتہ
بہ بوجہٍ مع زیادت القائم علیہ ش ای علی القائم بہ متعلق زیادت

ترجمہ اصل۔ ہر آئینہ انتزاعی کہ از جہتی محقق شود۔ واو اتخاذ است یعنی فرا گرفتن چیزی را از چیزے
در وجہ اتحاد ورنہ در وجہ خلاف و ضد اخذ (بخاء و ذال معجمتین) از جانبین ممتنع است۔ ایں اتخاذ مفید است
بر تخصیص مخصص ممنوع الجواز یعنی ایں فرا گرفتن سودمند است بر خاص کردن خاص کردہ شدہ با چنیں خاص
کردن کہ از جوازش منع تام باشد از انکہ در جواز طرفین مساوی باشد۔ و در اتخاذ طرفین بسبب منع جواز مساوات ندارد
بلکہ فقط یکطرف وجوب ثابت باشد چوں قول او تعالیٰ خُذُوا مَا آتٰی بِہِ الرَّسُوْلُ یعنی بگیرید چیزے کہ آورد
ایں رسول آورد پس دریں آیت شریفہ از مَا اَتٰی بِہِ الرَّسُوْلُ یعنی آنچہ کہ آورد ایں رسول آوردہ۔ جواز
اختیار و عدم اختیار ممنوع است بلکہ اختیار کردنش واجب است۔ پس در اخذ یعنی در گرفتن یک سمت وجوب
ثابت آمد و جواز ممنوع۔ الحاصل ایں انتزاع کہ از جہتی متحقق باشد بسبب عدم اشتراک بہیچ وجہ در حدِ خود بچیزے
دیگر اصلاً محتاج نشود یعنی بچیز اتحاد من وجہٍ بہیچ وجہ اشتراک بچیزی آخر ندارد پس در حد خود از چیزے
بچیزے دیگر محتاج نباشد۔ وگاہے ایں انتزاع بتحقق خود بچیزی آخر از آں جہت در حد محتاج نباشد ایں
انتزاع از جہتین یا از جہات ثابت و متحقق شود۔ و چونکہ انتزاع و اتخاذ بوجہ اتحاد در شیئین باشد
لہذا در بینا چیزے را بچیزے از قیام چارہ نیست۔ و ہر آئینہ قیام چیزی بچیز بر دو وجہ است یکی حقیقی و او تحقق
نسبت است درمیان قائم و قائم بہ یعنی منسوب و منسوب الیہ بر بناے عینیت قائم با قائم بہ مع فرق
زیادت قائم بر قائم بہ یعنی در قیام حقیقی قائم را با قائم بہ نسبت بطور عینیت ثابت باشد۔ اگرچہ
وجہ زیادت قائم بر قائم بہ ہم متمائز شود

م والزیادۃ شرطت فیہ لان الانتساب لایتحقق الا فی
الموجودین ومجازی وھو لیس کذلک ش ای تحقق
النسبۃ بالعینیۃ بوجہ مع الزیادۃ م بل مع المغایرۃ
ولا یتحقق الا بتحقق واسطۃ ہما بالقیام الحقیقی الذی یسعہ
فھو حاجب موصل بین القائم والقائم بہ ۔ فاما من جہۃ
ش ای الانتزاع الذی یتحقق من جہۃ م اما تضمنی
وھو انتزاع من وجود من حیث ترتب الوجود تضمنا منہ
فاما قیاما حقیقیا کالفعل من الصفۃ والصفۃ من الذات
فلزم حدوثھما ش ای المنتزع والمنتزع منہ
م او قدمھما علی حکم منتزع منہ وحدوث منتزع
کوجود الحاجب الموصل وقدم منتزع منہ علی سالہما

ترجمہ وجہ زیادت در قیام حقیقی اول شرط کردہ شد ۔ انتساب متحقق نباشد
مگر در موجودین پس نسبت درمیان موجودین کہ منسوب و منسوب الیہ باشند زیادت رامیخواہد
و قیام حقیقی عینیت را و دیگر قیام مجازی کہ او ہمچنین نیست کہ مذکور آمد یعنی تحقق نسبت بعینیت مع
وجہ زیادت بلکہ تحقق دریں نسبت با مغایرت آمدہ ۔ واین نسبت متحقق نباشد مگر بتحقق واسطہ
چیزے کہ با منسوب الیہ قیام حقیقی وارد و منسوب مجازی راہم درخود فرو گیرد یعنی او را گنجایش
و فراخی دارد ۔ پس او حاجب موصل است کہ درمیان قائم و قائم بہ وصل و پیوند دہد و نیز حجاب
آرد ۔ و انتزاعے کہ از جہتی متحقق ۔ یا تضمنی است و آں انتزاع و اتخاذ است یعنی بیروں کشیدن و
فرا گرفتن بحیثیت ترتب وجود از وجودی بتضمنش در گرفتہ یعنی ایں انتزاع باینطور است کہ وجود
از وجودی ترتیب دادن است بضمن او در گرفتہ ۔ و دریں انتزاع تضمنی یا قیام حقیقی است چو
فعل از صفت و صفت از ذات پس بقیام حقیقی حدوث ہر دو لازم یا قدم ہر دو بنا بر حکم منتزع
منہ در منتزع یعنی اگر منتزع منہ قدیم است قدم منتزع ہم لازم آید و اگر آں حادث ہم حادث
و حدوث منتزع چوں وجود حاجب موصل و قدم منتزع منہ چوں ذات و صفات واجب
تعالیٰ پس در حدوث یا در قدم ہر دو بر حال خود اند +

شئٍ حدوثاً او قدماً مرواماً مجازياً فهما على احدهما كوجود حادث مخلوق عن قديم شبهاً عنه واما التزامي وهو انتزاع من عدم لازم مبنى عليه بوجود حادث تضمناً منه من حيث ترتب الوجود التزاماً من وجود شبهاً عنه فمن وجود خارج ملتزم الا في هذا وجه التزامي يتعلق بالوجود ووجه تضمني يتعلق بالعدم فاحفظ النظر عن الزيغ وهذا لا يحتاج بتحققه الى جهة اخرى وماً من جهتين كالتحت والفوق وهذا يحتاج بانتزاعه الى جهة وبتحققه الى جهة اخرى وماً من جهات كالقرب والبعد وهذا لا ينتزع الا من جهتين محكومتين في حكم واحد للانتزاع ولا يتحقق الا بجهة ثالثة۔

اصل - ان اختصاص شئ بشئ على قسمين حقيقي هو احتياج بينهما اما قياماً حقيقياً واما قياماً مجازياً كما في الانتزاع من جهة وهذا

ترجمہ - ودریں انتزاع تضمنی یا قیام مجازی است پس ہر دو در حدِ خود اند چوں وجود حادث مخلوق کہ منتزع است تضمناً بقیام مجازی از قدیم بغرض حصولِ شبہ از قدیم۔ ویا انتزاعی کہ از جہتی تحقق یا شد التزامی است واو انتزاع است از عدم لازم کہ بوجود حادث بروآگہی است یا بیطور کہ ایں انتزاع از عدم ضمناً بحیثیت ترتب وجود است بطور التزام کہ لازم آمدن است از وجود بغرضِ حصولِ شبہ تا وجودی از وجود بغرضِ حصولِ شبہ بطور التزام مترتب شود۔ پس ایں انتزاع از وجودِ خارج ملتزم است یعنی از وجود خارج کہ لزوم گیرندہ ولازم شوندہ است انتزاع شدہ ترتب وجود بود۔ آگاہ باش کہ دریں انتزاع التزامی وجہ التزامی بوجود تعلق دارد ووجہ تضمنی بعدم تعلق دارد پس از کجی نظر را نگہدار۔ وایں انتزاع بتحقق خود سوئی جہت دیگر محتاج نباشد۔ وآنچہ ثبوتش از جہتین است چوں تحت وفوق است یعنی زیر وبالا۔ وآیں بانتزاع خود سوی جہتے محتاج باشد وبتحقق وثبوتِ خود سوئی جہتی دیگر۔ وآنچہ تحققش از جہات است چوں قرب وبعد است یعنی نزدیکی ودوری۔ وایں انتزاع نباید مگر از دو جہتی کہ ہر دو در حکم واحد برائی انتزاع محکوم اند ومتحقق نشود مگر بجہتہ ثالث۔

اصل - ہر آئینہ اختصاص یعنی خاص گردیدن وشدن وخاص گردانیدن وکردن چیزی بچیزی بر دو قسم است یکی حقیقی واو احتیاجی است درمیان ہر دو۔ وایں احتیاج یا بطور قیام حقیقی باشد یا مجازی چنانچہ در انتزاع جہتی مذکور آمد

حصولِ ذکر کیفیت اختصاص

اصل کیفیت اختصاص بیان معانی حقیقی ومجازی وانتزاعی ودور ومختصر

ش ای الاختصاص الحقیقی م لا یحتاج فیما فیہ ش
ای فیما وقع فی الاختصاص الحقیقی م الی اختصاص مخصّص
فیشترط علم محتاج من جھۃ محتاج الیہ ضرورتا ش ای
وجوبا م لا عکسہ وھذا ش ای الاختصاص الحقیقی م بمعنی
ربط بینھما ش ای بین الشیئین او بین المحتاج والمحتاج الیہ
م وھنا الاختصاص بمعنی لازم ش الذی بمقابلۃ متعد
م وبمعنی اختصاص مخصّص ایضا فیشترط علمھا بربطھما
الدائر ش ای بینھما قبل اختصاص المخصّص م وھنا
الاختصاص بمعنی متعد ش الذی بمقابلۃ لازم م فیشتبہ
بمجازی ش الذی بمقابلۃ الحقیقی م ومجازی وھو اختصاص
مخصّص شیئا بشیٔ ولا احتیاج بینھما قیاما حقیقیا ولا مجازیا

ترجمہ واین اختصاصِ حقیقی محتاج بسوئی اختصاصِ مخصّص نباشد یعنی بسوئی خاص گردانیدنِ خاص
کنندہ درانچہ کہ او دریں اختصاصِ حقیقی واقع آمدہ۔ پس علمِ محتاج از جہتِ محتاج الیہ ضرورتًا شرط باشد یعنی
ایں شرط واجب است نہ عکسِ او یعنی از جہتِ محتاج علمِ محتاج الیہ کہ ایں شرط واجب نیست۔ وایں اختصاص
حقیقی بمعنی ربط است درمیان دو شئی یا درمیان محتاج ومحتاج الیہ۔ وآنجا اختصاص بمعنی لازم است یعنی
خاص شدن کہ مقابلِ متعدی باشد چوں اختصاصِ فعل بہ صفت وصفت بذات کہ دریں اختصاصِ لازم
بسبب ربطِ درمیانی ذات را علمِ صفت یعنی دانستنِ صفت واجب است نہ عکسِ او۔ وایں اختصاصِ حقیقی
بمعنی اختصاصِ مخصّص ہم آید۔ پس بسبب ربطی کہ پیش از اختصاصِ مخصّص درمیان ہر دو دائر است علمِ
محتاج ومحتاج الیہ ہر دو شرط باشد۔ وآنجا اختصاص بمعنی متعدی است یعنی خاص گردانیدن کہ مقابلِ
لازم باشد۔ وایں اختصاص مشابہ بمجازی بشود کہ درمقابلِ حقیقی آید کہ بیانش می آید چوں اختصاص
اسمِ زید بہ زید کہ پیش از مخصّص باو خاص است۔ پس دریں اختصاص متعدی مشابہ بمجازی
وقتِ اختصاص۔ مخصّص را علمِ ذات واسم ہر دو بسبب ربطی کہ درمیان ذات واسم پیش از اختصاصِ
مخصّص دائر است مشروط باشد۔ ہمچنیں علم اختصاصِ لفظِ اللہ بذاتِ واجب۔
دوم مجازی واو خاص کردنِ مخصّص چیزی را بچیزی است۔ و درمیان ایں ہر دو شئی احتیاج قیام حقیقی ومجازی نیست۔

فهٰهنا يشترط علمهما معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومين
من قبلُ ويكون بمعنى ربطٍ بينهما بعد اختصاص مخصّص مجازًا
فيشبه بحقيقي - وهذا ش اي الاختصاص المجازي م
لا يتحقق الا بتحققٍ واسطةٍ ما باختصاصٍ حقيقيٍ الذي يسعه
فلابد للمخصّص من فعلٍ يستجمع الربط بينهما ش الضمير
الى الشيئين المحتملات الربط مجازًا م مجازًا وهما ش اي
الشيئان م مفعولاه فكان الفعلُ في نفس المخصّص باختصاصٍ
حقيقيٍ فما يشبه بمجازي في حكمه وما يشبهه بحقيقي في حكمه
ففي ما يشبه بمجازي لا يكون تقدمُ علمٍ للماهيتين معًا ضروريًا
الا الماهيةِ محتاجٍ فالى قدمٍ ضروريٌ ش اي تعاقب العلم
الى قدمٍ هو محتاج اليه محتاجٍ ضروريٌ لحصولِ الدلالةِ القطعية

ترجمہ پس اینجا وقتِ اختصاص شرط باشد کہ علمِ ہر دو معًا بود مع شرطِ اینکہ معلومین
از پیش موجود باشند - وآں اختصاص مجازی بمعنی رابطِ مجازی است کہ درمیان ہر دو شے بعد
خاص گردانیدنِ خاص کنندہ است پس مشابہ باشد بحقیقی - وایں اختصاصِ مجازی متحقق
نہ شود مگر بہ تحققِ واسطۂ چیزے کہ با مخصّص اختصاص حقیقی داشتہ باشد آنچناں کہ
اختصاصِ مجازی را آں واسطۂ شے گنجائش دارد - پس مخصّص را از فعلے چارہ
نیست کہ آں فعل درمیانِ ہر دو شے ربط را مجازًا گرد آرد - وآں ہر دو شے ہر دو
مفعولِ آں فعل باشند - پس ایں فعل در نفسِ مخصّص باختصاصِ حقیقی بود - وایں فعل
بلفظِ تخصیص تعبیر کردہ شود - پس آنچہ کہ مشابہ بمجازی است در حکم خود است وآنچہ کہ مشابہ بحقیقی است در حکم خود است
پس در آنچہ کہ مشابہ بمجازی است تقدیمِ علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری نباشد
مگر برائے ماہیتِ محتاج - پس بسوئے قدم ضروری است یعنی پس علمِ ماہیتِ محتاج
در تعاقبش علم سوئے قدم کہ او محتاج الیہ است محتاج را برائے حصولِ
دلالتِ قطعیہ ضروری است - پس علم ہر دو متعاقب بیکدیگر حاصل شود نہ معًا کہ ایں ضروری
نباشد بلکہ ضرورت برای حصول دلالتِ قطعیہ است کہ او از علمِ متعاقب حاصل شود -

م فیتحقق الاختصاصُ بتحقق شرطِ المعلومایں معًا وفت الاختصاص لا بشرط المعلومایں معًا قبل الدلالۃ وفی الممکن لیس کذلک ش ای تعاقب العلم الی محتاج الیہ ھو الممکنُ محتاج لیس بضروری لعدم حصولِ الدلالۃ القطعیۃ م فیتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومایں معًا وفت الاختصاص مع شرطِ المعلومایں قبل الدلالۃ وفی ما یشبہ بحقیقی بکون تقدم علم منفصل للماہیتین معًا متعاضرتین یا والبحثُ مشتمل فی اختصاص الذی بدلالۃ والذی لا بہا ش ای بدلالۃ م

اصل ۴ اِن الجوہر والعرض لموجودان معبّران بالخصوصیۃ ش ای خصوصیۃ النسبۃِ فیہما وخصوصیۃ اللفظِ للمعنی م والا فماہیتان موجودتان وبالحال لا حاجۃ فی تعبیر ماہیۃ بانہا جوہر او عرض فقد یطلق لفظ الجوہر علی عینہا لا یراد فیہا الخصوصیۃ المذکورۃ فہی التی لا یتجزّٰی اذ ھی غیر متجزیۃ

اصل ۴ ذکر کیفیۃ الجوہر والعرض

ترجمہ پس ایں اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشند نہ بایں شرط کہ معلومین معًا پیش از دلالت متحقق باشند وسوئے ممکن ایں چنیں نیست یعنی تعاقبِ علم بسوئے محتاج الیہ کہ او ممکن است محتاج را بسبب عدمِ حصولِ دلالت قطعیہ ضروری نیست۔ پس ایں اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشند بشرطیکہ معلومین پیش از دلالت موجود باشند۔ ودر آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است تقدمِ علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری باشد۔ وایں بحث مشتمل است در اختصاصے کہ او بدلالت است وآنکہ بدلالت نیست۔

اصل ۴ ہر آئینہ جوہر وعرض ہر دو البتہ موجود اند کہ تعبیر کردہ شوند بخصوصیت لنسبت کہ درمیان ہر دو است وخصوصیت لفظ برائے معنی۔ ورنہ پس دو ماہیت اند کہ ہر دو موجود اند۔ ودر بہر حال در تعبیر ماہیت بایں کہ ایں ماہیت جوہر است یا عرض حاجت نیست۔ وگاہے لفظِ جوہر بر عینِ ماہیت گفتہ شود کہ در و خصوصیتِ مذکورہ مراد نہ بود۔ پس او ہماں است کہ لا یتجزّٰی باشد یعنی جزء جزء نہ شود۔

اصل ۴ کیفیۃ جوہر وعرض وتعریف شان مع کیفیۃ وحقیقۃ جزء لا یتجزّٰی و کیفیۃ قیام حقیقی ومجازی فیما بین شان واینکہ اطلاق شان در حوادث است نہ در ذات وصفات باری تعالی کہ آں توقیفی اند۔

فی بدوِ وجودھا من عدمٍ وجوبا ش کما ذُکِرَ فی شرح ذکرکیفیۃ توحید اللہ تعالیٰ م ولمّا الجزءُ لا یصح فی تعبیرھا لفظُ الجزء اذھو یقتضی بمقابلتہ الجزءَ ش کما ذُکِرَ فی کیفیۃِ الاصول فی اصلِ کیفیۃ الکل والجزء م فموجود یُعبّرُ بعرض بنسبۃ قیامہ ش ای بحصول نسبۃ القیام باٰخرہٖ حقیقۃً وھما ثابتان فالعرض فی الحال موجودٌ واقعٌ ثابتٌ علی الذات وان لم یکن ھٰکذا فکیف ثبتت نسبۃ القیام بین معدومٍ وموجودٍ ش ای العرض المعدوم والجوھر الموجود اذ لا یکون موجودٌ واقعٌ حِسّیًّا وقع او غیرہٖ بغیر موجودٍ واقعٍ من ایّ جھۃٍ عینہ م فبطلت نسبۃُ القیام ش ھی وجہ التعبیر بالعرض فالعرضیۃ باطلۃٌ م وکیفیۃ العینیۃِ والزیادتِ مجھولۃٌ فی التحقیق۔

ترجمہ از انکہ او در بدوِ وجود یعنی در ابتدائے ہستی خود کہ از عدم است وجوبًا یعنی بالضرور غیر متجزی است یعنی منقسم و جزء جزء شوندہ نیست۔ چنانچہ در شرح ذکر کیفیۃ توحید اللہ تعالیٰ مذکور آمدہ است۔ و ہرگاہ کہ او جزو جزء نمی شود لفظِ جزء در تعبیرش صحت نمی پذیرد از انکہ جزء جزء را بمقابلہ خود میخواہد۔ چنانچہ در ذکر کیفیۃ اصول در اصل چہل و چہارم کیفیتِ کل وجزء بیان کردہ شد۔ پس موجودیکہ بعرض تعبیر کردہ شود بابہ نسبتِ قیامِ حقیقی خود باٰخر خود است یعنی نسبت قیامیکہ او را حقیقتًا حاصل است باٰخرِ خود کہ موجود دیگر است۔ ازین نسبتِ قیام کہ او را بدیگر حاصل آمدہ وازو عارض شدہ بعرض تعبیر کردہ شد و آن ہر دو ثابت اند یعنی عرض مع موجود آخر خود کہ باو قیام گرفتہ وا و ما قام بہ است یعنی آنچہ کہ او بدو قائم است پس این عرض کہ بقیام حقیقی بموجود آخر آمدہ در حال موجود واقع ثابت اند بر ذات و اگر چنین نیست پس نسبتِ قیام درمیانِ معدوم و موجود چگونہ ثابت شود یعنی درمیانِ عرضِ معدوم و جوہر موجود زیراکہ نمی شود موجود واقع کہ حسی واقع شدہ است یا غیر حسی۔ بغیر موجود واقع از ہیچ جہتی عین او یعنی موجود واقعی کہ وقوعش حسی یا غیر حسی یا غیر موجود واقعی از ہیچ جہتی عین او نباشد۔ پس نسبتِ قیام باطل شد کہ وجہ تعبیر بعرض ہمین نسبت است۔ پس عرضیت باطل است۔

والمسئلۃ تشیر الی مسئلۃ قیام الافعال بالصفات الحقیقۃ والصفات الحقیقۃ بالذات والصورۃ بالھیولی فی وجہ القیام تلمیحا فاقتصرت علی الاشارۃ فان قصدت فھمت لکنھما یطلقان فی حوادث واسمائہ وصفاتہ سبحانہ توقیفیۃ فلا یجوز اطلاقھما فی ذاتہ وصفاتہ واسمائہ سبحانہ ۔ او مجازا ففی الحال موجود واقع لا زائد بل مغائر فی حقیقتہ لا تحقق عینیتہ فالمجاز لا یحقق الا بان یتضمنہ بقیام حقیقی فی موجود اخر وھو استعدادہ لقیام النسبۃ بہ والاخر بجوھر ش ای یعبر بجوھر م وھو محل قیام عرض فقط فالمجاز لا یحقق بمرتبۃ قدیمۃ +

اصل ۵ ذکر کیفیۃ معنی مصدر

اصل ۵ . ان المعنی المصدر ھو صفۃ لمنبئ علیہ من فعل فاعلہ لانہ منشاء انتزاعہ فھو قوۃ واستعداد بانفعالہ فی فاعلہ ولافعالہ بہ

ترجمہ واین مسئلہ در وجہ قیام بطور تلمیح اشارت میکند سوئی مسئلہ قیام افعال با صفات حقیقیہ ۔ وصفات حقیقیہ با ذات ۔ و قیام صورت با ہیولی ۔ پس بریں اشارت کوتاہ کردم اگر قصد کنی بفہمی ۔ ولیکن ہردو یعنی جوہر و عرض در حوادث اطلاق کردہ شوند ۔ و اسماء و صفات حق سبحانہ توقیفی ہستند یعنی بوافق گردانیدن شارع متوقف آمدند واز ہیں غیر کہ شارع ازو خبر دادہ گفتہ نشوند اگرچہ در حد خود بحصر نیامدند ۔ پس اطلاق آں ہردو یعنی جوہر و عرض در ذات و صفات و اسمائی حق سبحانہ جائز نیست ۔ یا قیام عرض بجوہر خود کہ ایں جوہر ازو موجود دیگر است بطور مجاز باشد بخلاف قیام حقیقی کہ او چنانست کہ گذشت ۔ پس ایں عرض کہ با آخر خود قیام مجازی داردم در حال موجود و واقع است نہ زائد بلکہ در حقیقت خود مغائر کہ عینیتش متحقق نمیشود ۔ پس ایں مجاز متحقق نمیشود مگر اینکہ متضمن باو چیزی باشد کہ در موجود آخر بقیام حقیقی است و ہمو است استعداد او برائے قیام نسبت باو ۔ وآں آخر کہ موجود دیگر است بجوہر تعبیر کردہ شود ۔ و ہمو محل و جائے قیام عرض است فقط ۔ پس مجاز بمرتبہ قدیمہ ثابت نشود +

اصل ۵ ہر آئینہ معنی مصدر کہ او صفت است کہ از فعل فاعل او بر و البتہ آگہی کردہ آید از انکہ آں معنی مصدر انتزاع فعل را منشا ہست کہ نشو فعل از انجا است ۔ پس آں معنی مصدر قوت واستعداد ہست با نفعال خود در فاعل فعل یعنی قوت و استعداد بفعل در آمدن و بکار پذیرفتن خود است در فاعل فعل ۔ و نیز قوت و استعداد ہست برائے انفعال فاعل با نفعال یعنی برا آکار کردن فاعل بواسطہ قوت انفعال معنی مصدر ۔ حاصل آنکہ معنی مصدر قوتے

اصل ۵ کیفیۃ معنی مصدر کہ تعریف در مراتب تقدم و تاخرش بر فعل در معنہ مذکور است

ففيه مرتبتان رتبتيان تقدمًا لفاعليته وتاخرًا لمفعوليته فيتقدم من فعل فاعله الا لامتيازه به **ش** اى لا يتقدم من فعل فاعله لامتيازه بفعل فاعله فلا ينتزع منه بل مبنىٌّ منه۔

اصل ذكر كيفية الوجود۔

اصل ان الوجود لمبنىٌّ عليه من الموجود وهو ضده عدم فلا يقتضى عدمًا بمقابلته ولا يجتمعان فى محل واحد فالوجود بديهىٌّ +

اصل ذكر كيفية الثبوت

اصل۔ ان الثبوت لمبنىٌّ عليه من ثابت ويفرق من الوجود بجريان نفى و سلب عليه كما سنذكره ان شاء الله تعالى۔

ترجمہ پس در معنی مصدر دو مرتبہ رتبی است یکی تقدم یعنی پیش بودن برای فاعلیت و دوم تاخر یعنی پس افتادن برائی مفعولیت۔ پس آں معنی مصدر از فعلِ فاعلِ خود مقدم و پیش بود مگر برائی امتیازِ خود بفعل یعنی از فعلِ فاعل خود مقدم نمیباشد بسبب امتیازِ خود بفعلِ فاعلِ خود۔ مراد آنکہ معنی مصدر از فعلِ فاعلِ خود مقدم بود از آنکہ استعداد انفعالی کہ ہمو معنی مصدر است پیش از فعل در فاعل مہیا بود تا بداں قوت واستعداد فاعل انفعال یعنی کار کردں تواند و مقصودِ خود از قوۃ بفعل آرد کہ سرانجام واجرائی فعل شود وہمیں مرتبہ تقدم رتبی ہست معنی مصدر را کہ مخصوص برائے فاعلیت آمدہ از آنکہ فاعل شدن برو متوقف است ولیکن چونکہ امتیاز معنی مصدر بفعلِ فاعلِ خود ہست بنا برین تقدمش بفعل فاعل خود نمیگردد از آنکہ امتیازش بوقوعِ فعل متوقف آمدہ تا انفعالِ فعل از فاعل نیاید امتیازِ معنی مصدر نشود وایں مرتبہ تاخر رتبی دارد معنی مصدر را کہ مخصوص برائے مفعولیت است۔ الحاصل فاعل معنی مصدر را بواسطۂ استعداد انفعالی کہ برائے فاعلیت آمدہ در استعداد انفعالی کہ مفعول راست از مرتبۂ تقدم رتبی قوۃ بمرتبۂ تاخر رتبی فعل می درآرد۔ پس باعتبار قوت واستعداد ایں معنی مصدر تقدم از فعل دارد و بوجہ امتیاز متاخر از فعل۔ وایں تقدم و تاخر رتبی ہست واللہ اعلم بالصواب۔ پس ایں معنی مصدر از فعل منتزع نیست بلکہ از و مبنیٌ ہست یعنی از فعل آگہی

اصل کیفیتِ وجود و آگہی برو وبیانِ ضد او و بداہت او +

اصل ہر آئینہ وجود از موجود مبنیٌ علیہ ہست یعنی آگہی دادہ شدہ و آں ضدِ عدم است۔ پس وجود عدم ایمقابلِ خود نمیخواہد۔ و نہ ہر دو در محلِ واحد مجتمع شوند چرا کہ ضدین در جائے واحد گرد نیایند۔ پس معلوم شد وجود کہ بر او از موجود آگہی ہست بدیہی ہست۔

اصل کیفیتِ ثبوت و آگہی برو و بیان ضد و فرق درمیان نفی و سلب و تعریف ثبوت و بداہت او۔

اصل ہر آئینہ ثبوت از ثابت مبنیٌ علیہ ہست یعنی آگہی دادہ شدہ۔ و آیں از وجود فرق کردہ شود بسبب جاری شدن نفی و سلب برو یعنی بر ثبوت نفی و سلب جاری شود نہ بر وجود۔ وہمیں درمیانِ ہر دو فرق تفارق است چنانچہ عنقریب ما اورا بیان خواہیم کرد انشاء اللہ تعالیٰ وآں در اصل نفی است کہ می آید

ولا يقتضي نفيًا بمقابلته الّا سلبًا فالثبوت هو بموضعٍ خارجًا بمقابلةٍ سلبيةٍ عن موضعٍ فالثبوت بديهيٌ ⁂

اصل ان العدمَ نقيضُ الوجودِ فلا يقتضي الوجودَ ولا يجتمع به فمبنيٌ عليه من معدومٍ حقيقيٍ او حكميٍ ش الحقيقي بعدم لاحق والحكمي بعدم سابق م ملتزمًا بوجودِ حادثٍ من جهةِ حدوثه لا منتزعَ منه لان الانتزاعَ لفي اتحادٍ فالعدم نظريٌ ⁂

اصل ان النفيَ لا يجري على عينٍ ثابتٍ و ش الواو حالية لبيانِ حالتِ الثبوت وحكمه في ضمن الثابت عطفا م الثبوتُ المبنيُ عليه منه ثابتٌ ولا على عدمٍ فقط ش لانه عليهما غير معقولٍ

ای ثابت ومعدوم ۱۲

ترجمہ ⁂ ایں ثبوت بمقابلۂ خود نفی را میخواہد مگر سلب را پس ثبوت آنکہ او بموضعی باشد بطور خارج بمقابلۂ سلبِ خود از موضع (یعنی ثبوت در خارج بموضعی است کہ سلبش بمقابلۂ او از موضع ہست پس بمقابلہ سلب یعنی ضد خود در خارج ثابت بدیہی آمدہ از آنکہ بر ثبوت از ثابت آگہی ہست بنا برین در ضمن ثابت او ہم ثابت ہست) پس معلوم شد کہ ایں ثبوت کہ بر واز ثابت آگہی ہست بدیہی ہست ⁂

اصل ہر آئینہ عدم البتہ ضد وجود ہست پس وجود را نمی خواہد و نہ باو گرد آید (کہ اجتماع ضدین منع ہست) و او از معدومِ حقیقی یا حکمی مبنیٌ علیہ است یعنی آگہی دادہ شدہ باینکہ ایں عدم ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ ہست وجودِ حادث را از جہتِ حدوث آں وجود نہ از و منتزع ہست از آنکہ انتزاع و خذ یعنی گرفتن شئے ز شئی ہر آئینہ در اتحاد آید (و در وجود و عدم مغائرت کلی ہست بضد پس اتحاد چگونہ بر آمد البتہ وجودِ حادث را ایں عدم از جہتِ حدوث التزام یافتہ کہ حدوث را از عدمِ سابق ولاحق چارہ نیست. معدومِ حقیقی آں باشد کہ عدم باو لاحق بود یعنی بدنبالش پیوستہ و باو بہم شدہ باشد. و حکمی آنکہ در سابق او عدم یعنی عدم پیش او سبقت کردہ پیشش حکمِ عدم کردہ شد۔ پس معلوم شد کہ ایں عدم (کہ بر واز معدومِ حقیقی و حکمی آگہی ہست بالتزام وجودِ حادث) نظری ہست نہ بدیہی ⁂ **اصل** ہر آئینہ نفی بر عینِ ثابت و ثبوت ہر دو جاری نمی شود کہ از اں ثابت بر ثبوت کہ او ہم ثابت ہست آگہی دادہ شدہ ہست پس در ضمن ثابت ثبوت ہم ثابت ہست پس باعتبار بیانِ حالتِ ثبوت کہ وصف و حالش گذشت در ضمنِ ثابت حکمہ

لكنه يجري على ترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كان صالحًا
لترتبه بانتزاعه منه في خارج شبيهًا الصنعة أو لا حاصل
ضروري وهو موقوف الحكم للاثر ش فان لم يحصل
لا يمكن حكم النفي للاثر م من ثبوت متقدم خارج ش اعلم
إنْ ترتب اثر متاخر فعينه ثابت وإن لم يترتب فعدم
فانّ النفي لترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كما هو
المذكور حصرًا الا من غيره م فيقتضي الثبوت قبله
لا بمقابلته خارجًا فمنبئ عليه من منفي ملتزمًا بثبوت
مما ثبته . ش اي ثبوت حاصل مما ثبت م فالنفي نظري فاعلم انّ
النفي بالوصف هو مخبر به لا بالذات هي مخبرة عنها اذ هي ثابتة

ترجمہ ولیکن از ثبوت ذہنی اثری کہ پیش ترتب شود بر آں ترتب اثر ایں نفی جاری می شود۔ خواہ
ایں ثبوت ذہنی صلاحیت داشتہ باشد ترتب اثر را با نتزاع و اخذ او از آں ثبوت ذہنی
در خارج بطور شبہ برائے صنع اثر یا نداشتہ شد۔ یعنی ایں ثبوت ذہنی را برائے ترتب اثر با نتزاع و اخذ او
در خارج بغرض صنع بطور شبہ صلاحیت حاصل باشد یا نباشد۔ و اینکہ ثبوت ذہنی از ثبوتے کہ پیش ازیں در
خارج باشد ضروری حاصل باشد و آں ثبوت پیشیں ثبوت متقدم است از ثبوت ذہنی۔ حالانکہ ایں ثبوت
ذہنی برائے اثر موقوف الحکم است یعنی حکم نفی برائے اثر موقوف بر ثبوت ذہنی است و اگر ایں ثبوت ذہنی مذکور
از ثبوت متقدم خارج حاصل نشود حکم نفی برائے اثر ممکن نشود۔ بدانکہ اگر اثر متاخر کہ پس ثبوت ذہنی است
مترتب شد پس او عین ثابت است و اگر مترتب نشد پس عدم است پس ہر آئینہ نفی برائے ترتب اثر کہ است
کہ از ثبوت ذہنی متاخر و باز پس آمدہ چنانچہ او بطور حصر مذکور آمدہ نفی از غیر او است۔ و نفی ثبوت را قبل خود
میخواہد نہ بمقابلہ خود در خارج۔ و ایں بیان تمامہ ہماں است کہ مصنف رح در اصل بحث ثبوت پیش ازیں در
وجہ تفارق سلب و نفی از وعدہ ذکر فرمودہ فاعلم واحفظہ۔ پس نفی از منفی مبنی علیہ است یعنی بر
از منفی آگہی دادہ شدہ و اینکہ ملتزم آمدہ بثبوت یعنی ثبوت لازم شدہ است کہ آں ثبوت حاصل است از اں چیزی کہ ثابت
شدہ است۔ پس معلوم شد کہ ایں نفی کہ برا و از منفی آگہی است بالتزام خود بہ ثبوت کہ حاصل است از ثابت نظری است
نہ بدیہی۔ و بدانکہ ہر آئینہ ایں نفی از وصف یا اسم کہ او مخبر بہ است یعنی باو کہ خبر دادہ شود نہ از ذات باشد کہ او مخبرہ
عنہا است یعنی نسبت او خبر دادہ شدہ۔ از انکہ ذات ثابت است و نفی از ثابت نمی شود کہ خلاف بداہت و عقل است

ولا بالوصف المنطبق بالذات عيناً اذ هو مع الذات عين ثابت + **اصل** ١٠ - ان السلب لا يجرى الا على ثبوت الذى هو مبنىٌ عليه من ثابت ويقتضيه قبله وبمقابلته خارجاً فالسلب هو عن موضعٍ بمقابلة ثبوتٍ بموضعٍ خارجاً فمبنىٌ عليه من مسلوبٍ ملتزماً بثبوتٍ مما ثبت ش اى بثبوت حاصلٍ مما ثبت م فالسلب نظرىٌ - **اصل** ١١ ان الوضع بالتخصيص ش شيئاً لشىءٍ حال الوضع م لتحقق دلالةٌ ش من شىءٍ على شىءٍ م ليقتضى دلالةً استلزاماً والدلالة لا توجد الا بالوضع ش المعرّف على وصف التخصيص م **اصل** ١٢ ان اللفظ الموضوع الدالّ ان اعتبر فيه دلالةٌ على معنىً مفرد فهو كلمة ولو كان مركباً على اصل معنىً فان دل على معنى اى مفردٍ قائمٍ بنفسه ولم يفهم به تقيد زمانٍ كالذات فهو اسمٌ

اصل ١٠ ذكر كيفية السلب

اصل ١١ ذكر كيفية الوضع

اصل ١٢ ذكر كيفية اللفظ

ترجمہ ونہ نفی از وصفی باشد کہ با ذات منطبق بعین باشد از انکہ او با ذات عین ثابت ہست و ثابت نفی نہ کردہ شود۔ ما حصل وصفیکہ از ذات منطبق بعین باشد در ثابت ہمچو ذات ہست و نفی از عوارض باشد نہ از ذات ونہ از وصفیکہ با ذات منطبق بعین باشد چرا کہ ذات بحث کردہ نشود مگر از عوارض + **اصل** ١٠ - ہر آئینہ سلب جاری نمیشود مگر بر ثبوتیکہ او مبنیٰ علیہ از ثابت ہست یعنی از ثابت بر وآگہی ہست۔ وآیں سلب ثبوت را در خارج پیش از خود میخواہد بمقابلہ خود۔ پس سلب آنست کہ او سلب ہست از موضع بمقابلہ ثبوت کہ او در خارج است بموضعی۔ وآیں سلب از مسلوب مبنیٰ علیہ ہست یعنی از مسلوب بر وآگہی است۔ وآیں ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ است ثبوت را کہ او از چیزی حاصل ہست کہ ثابت آمدہ۔ پس سلب معلوم شد کہ نظری ہست نہ بدیہی چرا کہ از مسلوب بر وآگہی است و با ینکہ او بہ ثبوت ملتزم آمدہ کہ از ثابت بر وآگہی حاصل است۔ **اصل** ١١ ہر آئینہ وضع کہ خاص کردن چیزی برای چیزی است تا دلالت از چیزی بچیزی ثابت ومتحقق شود ایں وضع دلالت را البتہ بطور استلزام میخواہد ای ہمچو لازم گرفتن۔ با ینوجہ کہ دلالت نیافتہ شود مگر با ینوضع۔ پس ایں وضع بنا بر وصف تخصیص معرّف ہست یعنی خاص کردن چیزی بچیزی معرفت حاصل کردہ معرفہ کردہ شد و ہمیں ہست کہ بلام تعریف اینجا آوردہ شد + **اصل** ١٢ ہر آئینہ لفظی کہ بنا بر وضع دلالت کنندہ است چوں در و دلالت بر معنی مفرد اعتبار کردہ شود پس آں کلمہ ہست اگرچہ آں لفظ بر اصل معنی مرکب باشد۔ واگر دلالت کند بر معنی مفرد

اصل ١٠ کیفیۃ سلب و بر ثبوت اینکہ نظری است و تعریفش و التز...

اصل ١١ ذکر کیفیۃ تحقق وضع و دلالت و ... فیما بین تخصیص و وضع۔

اصل ١٢ ذکر کیفیۃ تحقیق و اقسام او و حدود اسم و فعل و حرف و کلام مشتبہ مع دلالت معنی و تحقیق قیام بہ

وَاِنْ دلَّ علیٰ معنیً قائمٍ بالغیر اصلاً و فُهِمَ به تقیید زمانٍ کالوصفِ الواقع فهو فعلٌ وَاِنْ دلّ علیٰ معنیً قائمٍ بالغیر عرضًا ولم یُفهم به تقیید زمانٍ کالابتداءِ والانتهاءِ فهو حرفٌ فان اشترک اللّفظُ بالمعنیین ش ای بمعنی فعلٍ وبمعنی اسمٍ م کالفاعلِ والمفعولِ فهو صفةٌ مشبهةٌ ش باسم م ولذا قد یجرد لواحد منهما ولمّا کان الوضعُ مقتضی الدلالةِ والدلالةُ موجودةٌ بالوضعِ فلا یمکن انّ الوضعَ لیس بدالٍ وما هو لایدل فخرج من الوضعِ وانِ اعتُبِرَ فیه دلالةٌ علیٰ معنیً مرکبٍ فهو کلامٌ ولو کان مفردًا علیٰ اصلِ لفظٍ ❊ اصل ان الاسم قد یکون معرفةً وقد نکرةً اصلاً فالنکرةُ قد تعرَّفُ او تُخصّص عرضًا والفعلُ والحرفُ هما وصفان قائمان بغیرهما لقد کانا نکرةً اصلاً فلیحکمان معرفا او مخصصًا عرضًا علیٰ حکمِ ماقام به ❊

ترجمه واگر دلالت کند بر معنی آنکه بطورِ اصل قائم بغیر است یعنی از خود بغیر قائم است وتقیید زمان بدو دانسته نشود ہمچو وصفِ واقع یعنی وصفی که واقع شده است پس او فعل است ۔ واگر دلالت کند بر معنی مفردی که قائم بغیر است بطورِ عرض وقیدِ وقت بدو دانسته نشود ہمچو ابتدا وانتہا پس او حرف است ۔ واگر لفظ بدو معنی ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مشترک آمده باشد چون فاعل ومفعول پس او صفت مشبه است یعنی صفتی است که باسم مشابہت گرفته ۔ وازیں سبب گاہی ازہردو معنی بہ یکے مجرد شود وتنہا کرده آید وہرگاه که وضع دلالت را مقتضی باشد یعنی خواہنده ۔ ودلالت موجود باشد یعنی یافته شود بایں وضع ۔ پس ممکن نباشد که وضع دال یعنی دلالت کننده نباشد یعنی رہنما ۔ وآنچه که او دلالت نکند اے رہنما نباشد پس او ازیں وضع خارج شد ۔ وچوں درو دلالت بر معنی مرکب اعتبار کرده شود پس او کلام است اگرچه بر اصل لفظ مفرد باشد ۔ **اصل** ۔ ہرآئینه اسم گاہی معرفه باشد وگاہی نکره بطورِ اصل وایں نکره بطورِ عرض گاہے معرفت یا خصوصیت داده شود وفعل وحرف که ہردو وصفانند که باغیر خودہا قائم اند البته ہردو بطورِ اصل نکره ہستند ۔ پس ہردو ازروئے تعریف یا تخصیص حکم کرده شوند بطورِ عرض بر حکمِ ماقام به یعنی بر بنائے حکم چیزے که آں ہردو بطورِ عرض بدو قائم اند حکم کرده شوند ❊

اصل ۱۴ ان الصفۃ تکون عیناً للذات من وجہ قیامھا الحقیقی بھا فنھا الاخبار اثباتاً او نفیاً فقد تکون عیناً منطبقاً بالذات س کالوجود م فلا یمکن نفیھا للزومہ نفی الذات وعنھا الاخبار

اصل ۱۵ ان الاسناد ھو اقامۃ ش علی المجاز م شیٔ بشیٔ نوعان س احدھما الاسناد م الحقیقی وھو بقیامہ الحقیقی بمسند الیہ ولزمہ التنکر مسند بہ اصلاً فیحکم معرفاً او مخصصاً علی حکم مسند الیہ عرضاً و ش ثانیھما الاسناد م المجازی وھو بقیامہ المجازی بمسند الیہ ولکن الاسناد المجازی لا یتحقق الا بان یتضمنہ ما بالاسناد الحقیقی فھما یصحان فی المعرفۃ بالاصل

ترجمہ اصل ۱۴ ہر آئینہ صفت برائی ذات عین باشد بوجہ قیام حقیقی خود بذات پس بدو ہست اخبار بطور اثبات یا نفی یعنی خبر دادن اثبات و نفی بصفت ہست وبس۔ وگاہی ایں صفت عین باشد منطبق بذات چوں وجود۔ پس نفی ایں صفت ممکن نو اند بود بسبب لزومش نفی ذات را یعنی ایں صفت باذات چناں منطبق بعین باشد کہ نفی ایں صفت نفی ذات لازم آرد۔ پس بسببِ لزومِ نفیِ صفت نفی ذات را نفی ایں صفت ممکن نباشد حالانکہ اخبار از ذات ہست یعنی از ذات خبر دادہ شود بواسطۂ صفت از انکہ ذات خود بحث کردہ نشود مگر بعوارض پس اخبارش ازو بعوارض وصفات باشد واز اں صفات بحکم بذات منطبق بعین باشد چوں کل صفات خبر دادہ شود لاکن ایں صفات کہ بطور عین منطبق بذات شدہ اند نفی کردہ نہ شوند مثل دیگر صفات کہ از انہا اثبات و نفی ہردو کردہ آید+

اصل ۱۵ ہر آئینہ اسناد کہ او قائم کردنِ چیزی بچیزی است بنا بر مجاز۔ او بر دو قسم ہست یکی از اں ہردو اسنادِ حقیقی ہست واو بمسند الیہ بقیام حقیقی خود باشد۔ واورا نکرہ بودن لازم ہست با مسند بہ بطور اصل یعنی مسند بہ کہ فعل وصفت باشد چو اسناد بدو کردہ شود بسبب لزومِ اسناد بمسند بہ کہ در اصل خود نکرہ ہست اسناد حقیقی را نکرہ بودن نیز بدو لازم ہست۔ پس بنا بر قیام حقیقی حکم کردہ شود بر حکم مسند الیہ از روی تعریف یا تخصیص بطور عرض۔ و دوم از اں ہردو اسنادِ مجازی ہست واو بمسند الیہ بقیام مجازی خود باشد ولیکن اسناد مجازی ثابت ومتحقق نباشد مگر بانکہ متضمن باشد بدو چیزی کہ با اسناد حقیقی ہست۔ پس ہردو یعنی اسناد حقیقی ومجازی صحت می

اصل ۱۴ ذکر کیفیۃ الصفۃ

اصل ۱۵ ذکر کیفیۃ الاسناد

اصل ۱۴ کیفیۃ اخبار صفۃ بنفی واثبات بوجہ قیام حقیقۃ وعینیت ذات وبیان صفت منطبقہ بذات وعدم امکان نفی ازوے

اصل ۱۵ کیفیۃ اسناد حقیقۃ وحدا و لزوم تنکیر با وتعریف وتخصیص بعرض مع امثال وتفصیل وجوہ تخصیص وتنکیر ومعرفہ وتعریف معرف ومنکر منکر وتخصیص معرف ومنکر مخصص بوصف یا باسم دیگر

بش كالعلم م من جهة لا فى المنكر لاهما لهما الا بتخصيصه بالعرض ش كما باسم او بحرف او بقرينة م من جهتين فضرورة التخصيص لا بد منه استقامتا للمعنى فقرينة كافية فينتسبها الاسناد حتى يجرّه الى ان يستقيم المعنى به فكانا مفيدين لثبوتهما فى حدهما ش فمثال الحقيقي فى معرفة بالاصل من جهة زيد قائم والمجازي غلام زيد وَمثال الحقيقي فى المخصص بالعرض من جهتين فباسم هذا الرجل قائم وبحرف الرجل قائم

ترجمہ چوں علم کہ دراصل معرفہ است ہمیں جہت معرفت اور البتہ ہست۔ نہ در منکر یعنی در منکر ہر دو اسناد صحت نمی یابند و راست بایند بسبب اہمال آں ہر دو یعنی ہر دو در یں صورت مہمل افتند مگر بخاص کردن منکر بعرض از دو جہت چنانچہ باسم یا بحرف یا بقرینہ۔ از آنکہ حکم قیام بہ ما قام بہ است پس عرض آنکہ عارض است و حکم تخصیص یا تعریف است لہذا آں منکر را بعرض خاص کردن از دو جہت صحت پذیرفتن اسناد ضروری است پس ضرورت تخصیص کہ از و چارہ نیست برائے استقامت معنی قرینہ تخصیص کافی است و آں قرینہ را اسناد نشومی آرد یعنی پیدا میکند تا آنکہ می کشد آں تخصیص منکر را بسوئے آنکہ بدو معنی استقامت می یابد۔ پس آں ہر دو اسناد مفید شوند برائے ثبوت خود ہا در حد خود ہا۔ پس مثال اسناد حقیقی در معرفہ باصل از جہتی چوں زید قائم است یعنی زید استادہ است۔ کہ اسناد قیام با زید کہ معرفہ باصل است اینجا حقیقتاً از جہتی صحت یافتہ است۔ ومجازی غلام زید است یعنی غلام مملوک خاص برائے زید است۔ اینجا اسناد غلام بزید متضمن ملکیت زید کہ در او اسناد حقیقی است ہم از یک جہت صحت یافتہ۔ ومثال اسناد حقیقی در مخصص بعرض از جہتیں۔ یعنی اسناد حقیقی در نکرہ کہ بعرض اسم یا حرف یا قرینہ خاص کردہ شدہ است از دو جہت صحت اسناد گیرد ایں است پس چوں باسم ہذا الرجل قائم

اے ایں مرد قائم است۔ وبحرف الرجل قائم یعنی مرد

خاص استادہ ہست۔

وبقرینۃ رجلٌ قائمٌ۔ والمجازی هذا الغلام للرجل و الغلامُ لرجلٍ۔ وغلامُ رجلٍ فالمقصود فی الکلام بالاسناد المخصص بقرینۃ من هو قائمٌ۔ ومن هو مملوكٌ لرجلٍ مالکہ لا الجنسیۃ فتعلق العلم بالمعلوم بوجه الذی لا یزیل العموم فالتعریف تعیینٌ من حیث الذات فلا یقبل التعمیم اصلا فالمعرف منه۔ والتنکیر تعمیمٌ من حیث الوصف فلا یقبل التعیین اصلاً فالمنکر منه۔ والتخصیص تعیینٌ یقتضی العموم بمقابلته لا یزیله۔ فتعریف المعرف تاکیدٌ وتعریف المنکر مهمل لاقتضائه التعمیم اصلاً فالتعارض ولکن جاز تخصیصه لاقتضائه العموم

ترجمہ وبقرینہ رجلٌ قائمٌ بجواب قرینہ من هو قائمٌ یعنی بجواب کسی کہ پرسید کیست کہ او استادہ است گفتہ شد مرد استادہ است۔ ودریں ہر سہ امثلہ اسناد حقیقی از دو جہت صحت یافتہ۔ ومثال اسناد مجازی در مخصص مذکور نیست چوں باسم هذا الغلام للرجل یعنی ایں غلام برای مرد است ونجرف و الغلام لرجلٍ یعنی غلام خاص برای مرد است۔ وبقرینہ غلامُ رجلٍ بجواب قرینہ من هو مملوك لرجلٍ مالکہ یعنی کیست او کہ ملک کردہ شدہ برائے مردی کہ مالک اوست گفتہ شود غلامُ رجلٍ یعنی غلام مرد است۔ ودریں ہر سہ امثلہ ہم اسناد مجازی از دو جہت صحت پذیرفتہ پس مقصود دریں کلام باسناد کہ بقرینہ خاص کردہ شدہ بقرینہ من هو قائمٌ است یعنی کیست کہ او قائم است وبقرینہ من هو مملوكٌ لرجلٍ مالکہ است یعنی کیست کہ او مملوک است برائے مردی کہ مالک اوست۔ پس مقصود در کلام ازیں قرائن تخصیص است نہ جنسیت کہ تخصیص را نشاید وبسبب تنکر اسناد مہمل گردد۔ پس علم با معلوم بایچنیں وجہی متعلق شد کہ عموم را آں وجہ زائل نمیکند پس حاصل آنکہ تعریف تعیین است یعنی مقرر کردن است از حیثیت ذات پس تعمیم را آں تعیین ہرگز اصلاً نمی پذیرد وازوست ایں معرفت۔ وتنکیر تعمیم است یعنی عام کردن است از حیثیت وصف پس تعیین را در اصل خود آں تعمیم نمی پذیرد۔ وایں منکر ہم ازوست۔ وتخصیص تعیینی است کہ عموم را بمقابلہ خود میخواہد واو زائل نمیکند آں تعیین۔ وتعریف معرف تاکید است۔ وتعریف منکر مہمل است ازانکہ خواست او تعمیم را از در اصل است۔ پس تعارض پیدا می شود و سبب تعمیم ... مہمل از منکر است تعریف یعنی ... مہمل گردانید لیکن تخصیص منکر جائز است ... خواہد عموم را

م وتخصيصُ المعرَّفِ يُشيرُ الى زوالِ اقتضائه ش اى لا يقبل التعميمَ اصلا م عرضا ش تمييزٌ من الزوال اے بعرض التخصيص م فيقبلُ التعميمَ لا اصلا ش تمييزٌ من الزوال اى لا يشيرُ الى زوالِ اقتضائه من اصله م وتخصيص المنكر يُشيرُ الى زوالِ اقتضائه ش اى لا يقبل التعيين اصلاً م عرضًا فيقبل التعيين لا اصلاً ش شرح المميزين كما تبيّن م ولا يُفرق فى وجه المقصود من التعريف والتخصيصِ ولكن فيهما اشارةٌ الى اقتضائهما وفيها مطلبٌ اٰخرُ هو تعيينٌ فى حد ذات المعرَّفِ وتعميمٌ فى حد وصف المنكّر ش بينظرا هلُ النظرِ فى محلهما م ويجوز نفىُ المنكّرَ المخصَّصِ بالوصف عن نفسه ش اذ نفىُ الوصفِ جائزٌ والمنكّرُ المخصَّصُ شاملٌ به م

ترجمہ وتخصیصِ معرّف اشارت میکند سوئے زوالِ خواستِ او بطور عرض وخواستِ معرّف آنست کہ تعمیم را نمی پزیرد در اصلِ خود وآں زوالِ خواستِ معرّف بعرضِ تخصیص است کہ ازیں اشارت رفتہ پس تعمیم را می پزیرد ایں معرّف بطور عرض بسبب تخصیص نہ بطور اصل یعنی بسبب تخصیص خواستِ خود را از اصلِ خود نمیگرداند بلکہ بطور عرض بسبب عرضِ تخصیص کہ بدیں زوال اشارت میکند۔ پس در تخصیصِ معرّف قبولِ تعمیم عارضی است وعدم قبولِ تعمیم اصلی است۔ وتخصیص منکر اشارہ میکند سوئے زوالِ خواستِ خود بطور عرض۔ وخواستِ منکر آنست کہ تعیین را نمی پزیرد از روئے اصل۔ وایں زوالِ خواستِ منکر بعرضِ تخصیص است کہ ازیں اشارت رفتہ۔ پس منکر ازیں تخصیص تعیین را می پزیرد بطور عرض نہ بطور اصل یعنی خواستِ خود را از اصلِ خود ازیں تخصیص زائل نمی گرداند بلکہ بطور عرض بسبب عرضِ ایں بدیں زوال اشارت می کند۔ پس در تخصیصِ منکر قبولِ تعیین عارضی است وعدم قبول تعیین اصلی۔ واز تعریف وتخصیص در وجہِ مقصود فرق کردہ نمیشود ولیکن در ہر دو اشارتے ہست سوئے خواستِ ہر دو۔ ودر ایں اشارت مطلبی ہست دیگر وآں تعیین ہست در حدِ ذات معرّف وتعمیم است در حدِ وصفِ منکر کہ در محلِ ہر دو اہلِ نظر بہ بیند نہ ہر کس۔ ونفی منکر مخصّص بوصف از نفسِ او جائز است ازانکہ نفیِ وصف جائز است ومنکر کہ خاص کردہ شدہ است بوصف شامل بدو است پس از نفسِ منکر کہ مخصّص بوصف است

لا ش يجوز نفيُ المنكرِ المخصَّصِ بالاسمِ والحرفِ اذ هما لمعرفةٍ بالذات في ثابت ش ولا نفيَ عن نفسِ ثابتٍ م

اصل[16] ان معارضَ الثابتِ يأوّل بما لا يعارضه لا الثابتُ لتقدمه على المعارض والا الثابتُ باطلٌ وكيف بطلانه۔

اصل[16] ذکر کیفیۃ معارض الثابت +

اصل۔ ان نفيًا بضدِ ثابتٍ باطلٌ ش اذ لا يجري نفيٌ بضدِ ثابتٍ على ثابتٍ فعدمٌ والعدمُ لا يحكم فباطلٌ م وبتخالفه ش اي ثابت م ماوّل ش اذ له الوجود فيحكم بتاويلٍ م بما لا يعارض ثابتًا فليتامل في الضدِ و التخالفِ فيصيب ان شاء الله تعالى۔

اصل[17] ذکر کیفیۃ النفی بالضد والمتخالف

اصل[18] ان الامرَ طلبٌ لترتبِ اثرٍ جائزٍ امكانٍ من ثبوتٍ ذهنيٍ صالحٍ له حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ ش امر ومامور

اصل[18] ذکر کیفیۃ الامر

ترجمہ ونفی منکرے کہ باسم وحرف مخصص یعنی خاص کردہ شدہ است جائز نیست از انکہ آں ہر دو در ثابت ہیچو معرفہ بالذات اند۔ ونیست نفی از نفس ثابت یعنی از نفس ثابت نفی نباید۔ **اصل**[16] ہر آئینہ معارض ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ آں ثابت را معارض نباشد نہ ثابت تاویل کردہ شود کہ او بر معارض تقدم و پیشی یافتہ است ورنہ ثابت باطل است وبطلان او چگونہ می شود کہ از پیشتر ثابت آمدہ۔

اصل[16] کیفیۃ در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت بسبب بطلان او۔

اصل[17]۔ ہر آئینہ نفی کہ ضد ثابت است نفیش باطل است از انکہ آں نفی بر ثابت جاری نمی شود پس آں نفی عدم است وعدم حکم کردہ نہ شود پس باطل آمد۔ ونفی کہ بتخالف ثابت ہست مأوّل است از انکہ برائے او وجود ہست پس بتاویل حکم کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نباشد۔ پس باید کہ در ضد و تخالف فکر کنی واگر خواست خدا تعالیٰ است پس برسی

اصل[17] کیفیۃ نفی بضد ونفی بتخالف وبطلان نفی بضد بسبب عدم اجرائی حکم بعدم واثبات نفی بتخالف وامکان تاویل او بنا بر وجود او وعدم معارضت ثبوت۔

اصل[18]۔ ہر آئینہ امر طلب است برائی ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ مترتب شدہ جائز باشد ودر امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ آں برائے ترتب اثر صلاحیت دارد وآں از ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ وایں ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم آمر و مامور باشد۔

اصل[18] کیفیۃ تعریف امر بعبر [illegible] بسبب وجود دلیل ظاہر و عدم [illegible] جواز [illegible] و [illegible] موجود معارض و [illegible] امکان [illegible] طلب و ترتب [illegible]

م ممن هو اهلٌ لطلبه ولا يقصده ولا يجوز الجواز باختيار للمامور ولا دليل على استعلاء الطلب وعدم استعلائه ظاهرًا فممّن هو قاصده تاكيدٌ احتمالًا لامكان فقد القصد لا الطلب فالامر لعين موجود معلوم ولممنوع امكان طلبًا وترتبا لغوٌ وفقدًا ايضًا ش اى لممنوع امكان فقد القصد لغوٌ م لكنه قد يأوّل تشريفًا بالخطاب ولمجهول ثبوت متقدم خارج موجودًا او معدومًا وممتنعٌ فالمامور به نظريٌّ۔ اصل ۱۵ ان النهي منعٌ عن ترتب اثر جائز امكانٍ من ثبوت ذهني صالح له

ترجمہ پس ایں امر وطلب از آں کسی است کہ او برائی طلب ترتب اثر اہل است حالانکہ قصدش نداشتہ باشد۔ وایں امر برائی مامور جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی مامور را بعد اجرای امر اختیار نیست در جواز تعمیل وبرائی استعلا طلب یعنی بر غلبۂ آں وبر استعلا نبودن آں از روئی ظاہر دلیلی نیست پس از کسیکہ طلب ترتب اثر را قاصد است یعنی قصد وآہنگ طلب دارد تاکید است بر آں قصد بنا بر احتمال برائی امکان فقدِ قصد یعنی تاکید ازیں احتمال است کہ ممکن است کہ قصد خود گم کردہ از طلب باز ماند لہذا امر درینصورت برائی تاکید قصد است نہ برائی طلب پس امر برائے عین موجودِ معلوم وبرائی ممنوع امکان کہ از روئی طلب وترتب است یعنی طلب وترتبش غیر ممکن ومحال باشد امرش لغو است وہم برائی ممنوع امکانِ فقدِ قصد یعنی امر بر قاصدے کہ گم کردن قصدش از وی ممکن نیست بلکہ امکان گم کردنِ قصد در وی ممنوع باشد آنگونہ بران المحال الیقینی باشد پس امر درینصورت نیز لغو است اگر باشد برائی تشریف خطاب تاویل کردہ شود چنانچہ ماتن فرمودہ لاکن آں فقدِ قصد یعنی گم کردگی آہنگ کہ ممنوع امکان باشد از روئے تشریف بخطاب گاہے در وتاویل کردہ شود۔ وامر برائے مجہول ثبوت متقدم خارج کہ از روئے موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی برائے ثبوتیکہ در خارج متقدم است ومجہول آمر ومامور کہ ثبوتش خواہ از موجودش بود یا از معدومش امرش ممتنع است پس مامور بہ یعنی بآنکہ حکم کردہ شدہ است نظری است + اصل ۱۵ ہر آئینہ نہی منع ست از ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ مترتب شدنش جائز باشد و در امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ برائی ترتب اثر صلاحیت در فتنہ باشد

اصل در کیفیۃ النہی

حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ **ش** ناهٍ ومنهيٍ
م ممن هو اهلٌ لمنعه او يقصده ولا يجوّز الجوز باختيار
للمنهي ولا دليلَ على استعلاء المنع وعدم استعلائه ظاهراً +
فممن هو لا يقصده تنبيهٌ احتمالاً لامكانِ القصد لا المنعَ
فالنهي عن عينِ موجودٍ معلومٍ وعن ممنوعِ امكانٍ منعاً وا
ترتباً لغوٌ وقصداً ايضاً **ش** اى ممنوع امكان قصدٍ لغوٌ
م لكنه قد يأوّلُ تشريفاً بالخطاب وعن مجهولِ ثبوتٍ متقدمٍ
خارجٍ موجوداً او معدوماً ممتنعٌ فالنهي به نظريٌ + **اصل** [۲۰]
انّ الخلافَ خلافه **ش** الضمير الى الخلاف اى وجودٌ غيرِ مثله
وليس بضده فيقتضي وجوداً غيرِ مثله **م** وليس بعكسه
فيوجدانِ في محلٍ واحدٍ +

اصل ۲۰ ذكر كيفية الخلاف

ترجمه واز ثبوت متقدم حاصل شده باشد۔ واین ثبوت که در خارج متقدم از ثبوت ذهنی است معلوم ناهی و منهی باشد یعنی آنکه منع کننده است و آنکه منع کرده شده است با و دانسته باشد۔ پس این منع ترتب از ان کسی است که او برای منع آن اهلیت داشته باشد در حالیکه قصدش بدارد۔ واین نهی برای منهی یعنی نهی کرده شده جواز با ختیار را جائز نمیدارد یعنی نهی را بعد اجرای نهی اختیار نیست در جواز تعمیل و برای استعلاء منع یعنی بر غلبه آن و بر استعلاء نبودن آن از روی ظاهر دلیلے ثابت نیست۔ پس از ان کسیکه او منع ترتب اثر را قصد نمیکند این نهی تنبیه است برای قصد نکردن بنا بر احتمال برائے امکان قصد یعنی تنبیه ازین احتمال است که ممکن است که قصد کند و باز نماند لهذا نهی درینصورت برائے قصد نکردن آگهی است نه برای منع است۔ پس نهی از عین موجود معلوم و از ممنوع امکان که از روئی منع و ترتب است یعنی آنکه منع و ترتبش غیر ممکن و محال است لغو باشد و از ممنوع امکان قصد یعنی آنکه قصدش غیر ممکن و محال است نهی از وے نیز لغو باشد اگر باشد دران قصد گاهے تاویل کرده شود چنانچه ماتن فرموده لاکن آن قصد که ممنوع امکان است از روئے تشریف بخطاب گاهے از و تاویل کرده شود۔ و نهی از مجهول ثبوت متقدم خارج که از راه موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی ثبوتیکه در خارج متقدم است و مجهول نهی و منهی که ثبوتش خواه از موجودش بود یا از معدومش نهیش ممتنع است۔ پس نهی بآن نظری است + **اصل** [۲۰] هر آئینه خلاف خلاف خلاف است یعنی وجودیکه غیر مثل او باشد ای مثلش نباشد۔ و بضدش نباشد پس وجود دیگر خواهد غیر مثل خود۔ و آن خلاف که خلاف خلاف است عکس خلاف نیست۔ پس این هر دو در محل واحد یافته شوند

اصل ۲۱ - ان المعارض بالخلاف یأوّل وبالضد لا ش یأوّل - م لان الخلاف یقتضی وجودًا غیر مثلہ بمقابلتہ فیسع تاویلہ والضد لا فلا ش ای لا یقتضی وجودًا غیر مثلہ فلا یسع التاویل م فلزم التساقط +

اصل ۲۲ - ان العکس وجود مثلہ فی العکس +

اصل ۲۳ ان الوجود الخارج ما ہو المصداق لما فی علم متقدمًا منہ ش ای المصداق متقدمًا م ما فی علم ای الشبہ ہو معلوم م او متاخرًا ش ای المصداق متاخرًا عما فی علم ای الشبہ ہو مصنوع م حسیًا او غیرہ +

اصل ۲۴ ان الوجود الذہنی فی حصولہ موقوف علی مصداقہ المتقدم فلیس مستقلاً فی وجودہ ولا بمصداق

ترجمہ اصل - ہر آئینہ معارض کہ بخلاف ہست تاویل کردہ شود - و معارض کہ بضد است چنین نیست یعنی او را تاویل نیست ازانکہ خلاف وجود غیر مثل خود بمقابلہ خود میخواہد پس گنجایش دارد تاویل وجود غیر مثل را و ضد در مقابلہ خود وجود غیر مثل خود کہ ضد او باشد نمیخواہد یعنی ضد ضد را نمیخواہد پس تاویل را گنجایش نہ دارد و تساقط لازم آید + اصل ۲۲ ہر آئینہ عکس وجودی است مثل او در عکس -

اصل ۲۳ - ہر آئینہ وجود خارج آنچہ کہ او مصداق باشد متقدم یعنی تصدیق کنندہ چنین کہ پیش شوندہ باشد برائے آنچہ کہ در علم است یعنی این وجود خارج مصداق است متقدم از آنچہ کہ در علم است کہ او شبہ است ازاں مصداق کہ او معلوم متقدم است - یا این وجود خارج مصداقی متاخر باشد حسی یا غیر حسی از آنچہ کہ در علم است کہ شبہ مصداق متقدم است - و این مصداق کہ متاخر است مصنوع است ازاں شبہ کہ در علم از مصداق متقدم حاصل آمدہ پس از و بصنع در آمدہ مصنوع شد +

اصل ۲۴ - ہر آئینہ وجود ذہنی در حصول خود موقوف بر مصداق متقدم خود است پس در وجود خود مستقل نیست و نہ این مصداق است ازانکہ مصداق در وجود خود خارج مستقل باشد +

اصل ۲۱ ذکر کیفیۃ المعارض بالخلاف

اصل ۲۲ ذکر کیفیۃ العکس

اصل ۲۳ ذکر کیفیۃ الوجود الخارج -

اصل ۲۴ ذکر کیفیۃ الوجود الذہنی

اصل ۲۱ کیفیۃ تعارض و اقسام او مع تاویل و عدم تاویل +

اصل ۲۳ کیفیۃ وجود خارج و اقسام او بمصداق متقدم و متاخر تعریف ہر دو مع دلائل

اصل ۲۴ کیفیۃ حصول وجود ذہنی و [illegible]

ولذا يمكن ان يقال ليس للذهني وجودٌ اي وجودٌ مستقلٌ و ان يقالَ للذهني وجودٌ اى وجودٌ غير مستقلٍ فان يفهم كذا فلا نزاعَ والا فالقولانِ باطلانِ وعُلِم من هذا انّ الذهنيَ فى حالِ معلوميته خارجيٌ لانه مصداق متقدمٌ لما فى عِلمٍ له ش اى للذهني هو مصداقٌ متقدمٌ فى علمٍ آخر له هو ولا يحصل الذهنيُ ان كان مصداقٌ متقدمٌ معدومًا لا متاخرٌ اصلٌ ان الوجودَ البديهيَ ما تحقق وجودُه واقعًا حسيًا او غيره وان لم يكن غيرُ حسيٍ بديهيًا فما اُطلق على انتزاعي منه ش اى قولهم انّ البديهيَ ما يُدرك بنفسه والنظريَ ما يُدرك بدلالة فحسيٌ بديهيٌ وغيرُ حسيٍ نظريٌ فيقول الحزينُ اِن نظرتَ فى تعريفِ النظريِ وجدتَه بعرضِ دلالةٍ وتفكرٍ كما قالوا توقف ادراكُه على دلالة وتفكرٍ فقط

ترجمه وازیں رہ ممکن است کہ گفتہ شود کہ برائی ذہنی وجودی نیست یعنی مستقل نیست و اینکہ گفتہ شود ذہنی را وجودی است یعنی غیر مستقل پس اگر ہمچنیں کہ گفتہ شد فہمیدہ شود در و نزاعی نیست ورنہ پس ہر دو قول باطل اند۔ وازیں دانستہ شد اینکہ ذہنی درحال معلوم شدنِ خود خارجی است ازانکہ ایں ذہنی مصداق متقدم است برائی انچہ کہ در علم است کہ برائی ذہنی ایں علم آمدہ یعنی ایں علمِ آخر کہ برائی ذہنی است ازیں علمِ آخر ذہنی مصداق متقدم واقع شدہ۔ وایں وجود ذہنی حاصل نیاید اگر مصداق متقدم معدوم باشد نہ مصداق متاخر یعنی ایں وجود ذہنی برائی حصول شئِ خود موقوف بر مصداقِ متقدم است نہ بر مصداقِ متاخر پس بیوجودِ مصداق متقدم حاصل نیاید بلکہ در حصولِ شئِ باو محتاج است لہٰذا درصورت معدوم شدن معدوم باشد۔ وبرائے مصداق متاخرہ اورا احتیاجی است ونہ برو موقوف است۔ اصلٌ[۲۵] ہر آئینہ وجود بدیہی آنکہ وجودش از روئی واقع بطورِ حسّی یا غیر حسّی متحقق آمدہ۔ واگر غیر حسّی بدیہی نباشد پس بر وجود انتزاعی کہ از غیر حسّی است چہ گفتہ واطلاق کردہ شود۔ یعنی قولِ آناں اینکہ بدیہی آنست کہ بنفسِ خود ادراک شدہ باشد۔ و نظری آنکہ بدلالت ادراک شود۔ پس حسّی بدیہی است و غیر حسّی نظری۔ ومیگوید این حزیں کہ در تعریفِ نظری اگر تو نظر کنی نظری را بعرضِ دلالت و تفکر بیابی یعنی موقوف بعارض شدنِ اینہا اورا بیابی چنانچہ گفتند کہ ادراکش بر دلالت و تفکر موقوف آمدہ وبس

اصلٌ[۲۵] ذکر کیفیة الوجود البدیہی +

اصل[۲۵] کیفیت بدیہی مع تعریف وتقسیم او واقوال دیگراں کہ نظری او است و نظر براں مع دلائل +

لکن ماهیة التی توقف ادراکها علی دلالة فی تحقق وجودها واقعة بذاتها کما هی هی وان یحصل نظری اخر کانتزاع من النظری الاول ای غیر حسی وشرط ان نظریا لایحصل الابدیهی علی قولهم فما الحکم علی الاول ولایمکن حکم البداهة والنظر علی حقیقة واحدة فما یحکم علی الوجود الانتزاعی من غیر حسی م وان یشترط وجودا واقعا فغیر حسی فیه ش ای داخل فی البدیهی لوجوده الواقع م اصل ۲۶ ان الوجود النظری ما هو بانتزاعه فی علم ش حال الانتزاع او صفته ای لیس بخارج من علم فلیس بواقع م حکما عقلیا فاذا تحققت انتزاعیته خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو فی الحال ش ای کائنا فی حال تحقق انتزاعیته خارجة من علم م بدیهی

ترجمہ لیکن ماہیتی کہ ادراکش متوقف است بر دلالت در تحقق وجودِ خود آں ماہیت بذاتِ خود واقع است چنانکہ او او است۔ پس نظری بنا بر توقفِ ادراکش بر دلالت ہمچو ماہیت وجود واقع دارد و بذاتِ خود چنانکہ او او است واقع بود کہ تفصیلش در اصل او عنقریب خواہد آمد آنجا نظرکنی۔ و اگر نظری دیگر چوں انتزاع از نظریٔ اول کہ غیر حسی است حاصل کردہ شود حالانکہ بر قولِ شاں شرط کردہ کہ نظری حاصل نمی شود مگر بہ بدیہی پس چہ حکم است بر نظریٔ اول کہ غیر حسی است بنا برین بر قولِ شاں نظریٔ اول کہ غیر حسی است بدیہی می شود و غیر حسی ہم ببداہت درآید۔ و حکمِ بداہت و نظر بر حقیقتِ واحدہ امکان ندارد پس بر وجودِ انتزاعی از غیر حسی چہ حکم کردہ شود۔ و اگر وجود بدیہی شرط کردہ شود از روئے وجودِ واقع پس غیر حسی در او است یعنی بسبب وجودِ واقع خود در بدیہی داخل است۔ **اصل ۲۶** ہر آئینہ وجودِ نظری آنکہ او با انتزاع خود است از روئے حکم عقلی کہ آں انتزاع در علم است یعنی خارج از علم نیست پس واقع نیست۔ و چوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس آں انتزاعیت بوصفِ خود واقع آمد پس دراں حال او بدیہی است یعنی بوقتِ ثبوت و تحققِ انتزاعیتش خارج از علم بودنش ثابت بدیہی است۔

اصل ۲۶ در کیفیة الوجود النظری

اصل ۲۶ در کیفیة وجود النظری

در کیفیت وجود نظری کہ ... علم ... خارج از علم ... انتزاع و نسبتہ ...

هذا التعريف بذاته ش اعلم ما قال في المتن فاذا تحقق وجود ما هو بانتزاعه خارجًا من علم فواقع بوصفه فهو في الحال بديهي بل قول ما قال ففيه نكتةٌ اي ما هو بالانتزاع في علم حكمًا عقليا الى ان يتحقق انتزاعيته خارجة من علم نظريٌ فاذا تحققت خارجةً من علم فواعةٌ بوصفها فهو في الحال بديهي لان منشاء الثبوت للنظر هو الانتزاع الحالُ بين المنتزع والمنتزع منه لا وجودَ المنتزع المتحقق ولكن لمّا تحقق فتحققُ انتزاعيته خارجةً من علم يجعله به بديهيا م وكذلك لنسبةٌ وإنباءٌ ش مثلًا ان الملك مفهومٌ انتزاعيٌ من جهتين من مالكٍ ومملوكٍ فالى ان لا يتحقق خارجًا من علمٍ نظريٌ فاذا تحققت انتزاعيته خارجةً من علمٍ فهو في الحال بديهيٌ فهذا مثالٌ للنسبة والانتزاع والانباءِ كلها في الجهتين ومثلًا انّ فعلًا لازمًا مفهومٌ انتزاعيٌ من جهةٍ من صفةٍ وذاتٍ

ترجمہ ایں است تعریفِ وجود نظری کہ بذاتِ اوست۔ بدانکہ دریں تعریفِ نظری کہ گفتہ شد ایں بگفت کہ چوں وجودیکہ او بانتزاعِ خود خارج از علم متحقق شد پس بوصفِ خود واقع آمد پس او فی الحال بدیہی است۔ لیکن گفت آنچہ گفت کہ درو نکتہ است یعنی آنچہ کہ او بانتزاع است در علم از روی حکم عقلی تا آنکہ انتزاعیتش خارج از علم متحقق شود نظری است وچوں خارج از علم متحقق شد پس بوصفِ خود واقع آمد پس او فی الحال اے دراں حال بدیہی است ازانکہ منشارِ ثبوت برائے نظر ہمو انتزاع است کہ درمیان منتزع ومنتزع منہ حال است یعنی فرود آیندہ نہ وجودِ منتزعِ متحقق۔ ولیکن چوں متحقق وثابت شد پس ثبوت وتحقق انتزاعیتش خارج از علم تحقق خروج از علم اورا بدیہی گرداند۔ وہمچنین است نسبت وانباء۔ مثلاً آنکہ ملک مفہوم انتزاعی است از جہتین کہ از مالک ومملوک است پس تا آنکہ او خارج از علم تحقق نیابد نظری است وچوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس او دراں حال بدیہی است۔ واینہا مثال است نسبت وانتزاع وانباء ہمہ ساکہ درجہتین باشد۔ ومثلاً آنکہ فعل لازم کہ مفہوم انتزاعی از جہتی است کہ از صفت وذات است

فالی ما ان لایتحقق بنفسہ من منتزع منہ خارجا من علم نظریؐ فاذا تحققت انتزاعیتہ خارجۃً من علم فہو فی الحال بدیہیؐ فھذا امثالٌ للنسبۃِ والانتزاع والانباءِ کلّھا التحلیلی فللنظری حالۃٌ قلیلۃٌ م فالنظری قبلَ البداھۃِ ش ای اذا کان الامر کما قیل فی النظری والبداھۃ فالنظری ثابتٌ قبلَ البداھۃ م فما یجمعھما ش الفاءُ لجزاءِ الشرطِ المحذوف ای اذا کان الامرُ کذا ای النظری قبلَ البداھۃ ۔ وما للاستفہام للانکار فالحاصل ما من شیءٍ یجمعھما ویمکن ان یکون مَا نافیۃً والمستتر الی ما ھو بالانتزاع فی علمٍ ۔ ھذا شاملٌ لجواب سوالٍ متوھمٍ من عبارۃ المتن ای النظری ما ھو بالانتزاع فی علمٍ فاذا تحققت انتزاعیتہ خارجۃً من علمٍ فواقعۃٌ بوصفھا فھو فی الحال بدیہیٌ ؂

ترجمہ پس تا آنکہ او از منتزع منہ خارج از علم بنفس خود متحقق نشود نظری است و چوں انتزاعیتش خارج از علم ثابت شد و تحقق یافت پس او ہماں وقت بدیہی است ۔ و ایں مثال است نسبت و انتزاع و ابنا صدرا کہ تحلیلی است پس نظری را حالتی است قلیل ۔ و ایں نظری چنانکہ در نظر و بداہت او گفتہ شد قبل بداہت است یعنی ثابت است و چوں ثابت شد کہ نظری پیش از بداہت است فما یجمعھما یعنی پس چیست کہ ہر دو را گرد آورد و مجتمع کرد ۔ ایں استفہام است انکاری از آنکہ دریں جملۂ مذکورہ حرف فا جزائی شرطِ محذوف اذا کان الامر کذا است یعنی ہرگاہ کہ امر چنیں است ۔ و حرف ما استفہام انکاری ۔ پس حاصل مضمون جملہ مذکورہ آنکہ ما من شیءٍ یجمعھما یعنی نیست از چیز یا چہ چیز نیست کہ ہر دو را مجتمع ساخت ۔ خلاصہ آنکہ چوں امر چنیں است کہ نظری پیش از بداہت است پس چہ چیز است کہ ہر دو را مجتمع ساخت ۔ و ممکن است کہ در جملۂ مذکور حرف ما نافیہ باشد و ضمیر مستتر در فعل یجمع راجع بسوئے ما ھو بالانتزاع فی علم بود یعنی گرد نیاورد ہر دو را بجہ کہ او با انتزاع است در علم ۔ پس ایں عبارت شامل است جواب سوال را کہ متوہم از عبارت متن است با ایں طور کہ نظری آنکہ با انتزاع است در علم و چوں انتزاعیتش خارج از علم تحقق یافت پس بوصف خود واقع آمد پس او ہماں ساعت بدیہی شد

هو ان اجتمع النظری والبداهة شیء واحد ای ما هو بالانتزاع فی علم - فجوابه انما اذا کان النظری قبل البداهة فما اجتمعهما مر وعلی الاصل العلمیات بدیهیة فی حدها ؛

اصل ۲۳ - ان تعبیر الخارج والذهنی بوصفهما مع لحاظ العلم بوجودهما ؛ اصل ۲۴ - ان تعبیر البدیهی والنظری بوصفهما بلحاظ وجودهما فقط ولو لا المجهولین ؛

اصل ۲۵ - ان التجدد لا یوجد بوجود الذی وجد الا بوجود الذی یتجدد مجازا ش تمییز من تجدد الذی مصدر لفعله ای تجددا ومجازا مر مثله باتحاد مجازی لا حقیقتا ش تمییز من تجدد الذی کما مر

ترجمه اینجا این توهم پیدا آمد که نظری وبداهت هردو جمع آمده شی واحد بر آمدند یعنی نظری وبداهت شی واحد است که جمع آورده وآن نیست یعنی آنچه که او با نتزاع است در علم هرگاه که او در علم آید نظری نامیدند وچون خارج از علم شد بدیهی گفتند پیش شیء واحد را باعتبار محل نامش نو گرفتند ورنه در خارج همان آمد که در علم بود - پس جوابش همین است که چون نظری پیش از بداهت ثابت شد فما اجتمعهما یعنی نظری وبداهت هردو مضمون اینجمله آنچه که او با نتزاع است جمع نیاورد ازانکه نظری پیش از بداهت است واین پیشی وپسی درمیان هردو فارق است - واین قاعده مسلمه بر بنای اصل است که علمیات در حد خود همه بدیهی هستند

اصل ۲۳ - هر آئینه تعبیر خارج وذهنی بوصف خودها با لحاظ علم است بوجود هردو یعنی تعبیر خارج وذهنی بوصف این هردو است مع لحاظ علم بوجود هردو ؛

اصل ۲۴ - هر آئینه تعبیر بدیهی ونظری بوصف خودها بلحاظ وجود هردو است فقط اگرچه هردو مجهول باشند یعنی تعبیر بدیهی ونظری بوصف همین هردو است فقط بلحاظ وجود هردو اگرچه مجهول هردو هستند ولحاظ علم درین هردو درکار نیست ؛

اصل ۲۵ - هر آئینه تجدد یافته نشود بوجودی که یافته شد مگر بوجودی که متجدد میشود از روی تجدد مجازی مثل وجودی که یافته شد بسبب اتحاد مجازی - نه بوجودی که از راه تجدد حقیقی متجدد میشود نه بلکه از راه تجدد حقیقت می یابد

اصل ۲۳ ذکر کیفیة تعبیر البدیهی والنظری

اصل ۲۴ ذکر کیفیة التجدد

اصل ۲۳ کیفیه تعبیر بدیهی ونظری که هم بوصف است ودرانها لحاظ وجود است فقط

اصل ۲۵ کیفیة تجدد ومثل وغیره بمطالب دیگر

فاعلم ان التجدد صفة لوجود الذي يتجدد بمقابلة وجود الذي وُجِد لا لوجود الذي وجد م فلا بغيره ش اي اذا كان التجدد بالمثل باتحاد مجازي فلا يوجد التجدد بغير مثل وجود الذي وجد م في العوارض مع الذات ش لان تجدد العوارض يلزم التجدد في الذات لقيامها الحقيقي بها وهي منشائها م فالتجدد والتجديد بها ش اي هو مفهوم جديد ومتعلق ثابت م وقع بازائه مفهوم قديم منه من وجود وجد يتعلق به من جهة صفة التجدد به لا من جهة اخرى فيهما ش اي في نفسهما دون تعلق بصفة التجدد ومع اشارة الى معنى بينهما م فلو وجد تها وكيف التقابل فيهما بها ش اي ليس التقابل بالجهة الاخرى في نفسهما م فالحدوث بالتجدد اظهر ش لان التجدد يستلزم عدما سابقا م فللحادث حالة فارّة غير قارّة بين عدم سابق ولاحق منبئين عليهما به فههنا وجود الحال ش

ترجمه پس بدانکه تجدد یعنی نو شدن صفت هست برائی وجودی که متجدد هست یعنی نو شونده بمقابلهٔ وجودی که یافته شد نه صفت هست برائی وجودی که یافته شده ـ پس این تجدد بمثل یافته نشود بغیر مثل یعنی هرگاه که تجدد بمثل باشد باتحاد مجازی پس این تجدد نیافته شود بغیر مثل وجودی که یافته شده ـ و این تجدد در عوارض مع ذات باشد از انکه تجدد عوارض در ذات تجدد لازم گیرد بسبب قیام حقیقی آن عوارض با ذات که او منشاء عوارض هست ـ پس تجدد و تجدید ثابت هست بانچه که او مفهوم جدید است که بمقابلهٔ او مفهوم قدیم از و واقع شده حالانکه این مفهوم قدیم از وجودی است که یافته شد و این وجود متعلق میشود بمفهوم جدید از جهت صفت تجدد که بدو هست نه از جهت دیگر که در هر دو هست یعنی در نفس هر دو مفهوم جدید و قدیم باید درمیان هر دو سوای تعلق بصفت تجدد تعلقی که از جهت دیگر است اگرچه جهت دیگر را بیابی ولیکن مفهوم قدیم بجدید تعلق بنا بهمین جهت صفت تجدد که او بمفهوم جدید است و ازین رو تقابل اشاید ـ وچگونه باین جهت دیگر در نفس هر دو مفهوم جدید و قدیم تقابل باشد یعنی این تقابل بجهت دیگر در نفس این هر دو نیست ـ پس حدوث باین تجدد ظاهرتر است از انکه تجدد عدم سابق را مستلزم بود و لزوم میخواهد ـ پس برائی حادث حالت فارّه غیر قاره هست درمیان عدم سابق ولاحق که از حادث برین هر دو عدم آگهی حاصل آید

تجدد صفت متجدد هست که در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نه صفت وجود سابق از و و تجدد بمثل اتحاد مجازی است نه حقیقی

ثبوت تجدد و تجدید بمفهوم جدید بمقابله مفهوم قدیم و تعلق بینهما بجهت تجدد نه از دیگر اگرچه باشد

و ظهور حدوث از تجدد بعدم سابق و حالت وجود حادث و زمان حال

اى وجودَ الزمانِ الحالِ ص مع بقاءِ تشخصٍ حاصلٍ زائدٍ على الماهيةِ منها ولا هو عينُ نفسِها ش التشخصُ هو تعيّنٌ معيّنٌ من غيرِ اعتبارِ عرضٍ بأيِّ وجهٍ من زيادتٍ على الماهيةِ فلا يتجدد معها او عينيةٍ بالماهيةِ فيتجدد معها م فالتجددُ بمثلٍ فانٍ حقٌّ لا بعودِ فانٍ عن المحل + وان لم ش اى ان لم يكن التجددُ بمثلٍ فانٍ وهو يستلزمُ عدمًا سابقًا حقًّا وكان عودُ الفانى عن المحل م فبقاءٌ غيرُ محتاجٍ فى مستقرٍّ ش المجرورُ متعلقٌ ثابتٍ خبرُ المبتدءِ فجزاءُ الشرطِ ص ففى جهةِ الموجودِ شركُ افعالٍ وفى جهةِ الموجِدِ تعطلٌ وهذا باطلٌ

ترجمہ وجودِ زمانِ حال از اینجا است۔ و اینحالت مع بقاء تشخص حاصل کہ از ماہیت است زائد بر ماہیت ہست۔ و نہ این تشخص عین نفس ماہیت است یعنی حادث را درمیانِ عدمِ سابق ولاحق کہ بریں ہر دو بحادث آگہی حاصل آید حالتی است قرار کنندہ کہ گاہی او را قرار نیست وہمیں حالت وجودِ زمانِ حال ہست با وجودِ اینحالت تشخص او باقی ماند و این تشخص عینِ نفسِ ماہیت نیست بلکہ زائد بر ماہیت است حالانکہ از ماہیت حاصل است۔ و این تشخص کہ او تعینِ معین است کہ معین از غیرِ اعتبارِ عرض ہیچ وجہی آمدہ یعنی تشخص تعینِ معین است حالانکہ آں معین از غیرِ اعتبارِ عرض ہیچ وجہے معین آمدہ است ای در تعینِ خود آں معین ہیچ وجہی اعتبارِ عرض ندارد۔ این تشخص یا از زیادت است بر ماہیت پس با ماہیت متجدد نشود یا از عینیت است با ماہیت پس با ماہیت تجدد یابد۔ پس تجدد کہ بمثلِ فانی است حق است نہ بعودِ فانی از محل یعنی تجدد بمتجدد کہ ہمچو شئی فانی باشد حق است نہ اینکہ تجدد بعود شئ فانی باشد یعنی بعد فنا شدن شئ فانی عود کرد و تجدد بعودِ فانی شد این لغو است ہرگز راست نیاید و حق نباشد۔ واگر این تجدد بمثلِ فانی ہست حق نباشد حالانکہ او عدم سابق را مستلزم است و لزومش خواہد بلکہ عود فانی باشد از محل یعنی آنچہ کہ از محل فنا شدہ عود کرد پس فانی از محل عود کرد در یں صورت بقای غیر محتاج ثابت در مستقر باشد یعنی در قرارگاہ بقا ثابت آید کہ محتاج بکسی نباشد۔ پس در جہتِ موجود یعنی مخلوق شرکِ افعال پدید آید و در جہتِ موجِد یعنی خالق کہ نو آورندہ مخلوق ہست تعطل و انماید یعنی بیکار ماندن و آں بقائے غیر محتاج در مستقر باطل است

تعریفِ تشخص مع فائدہ بقائے او و انقسام او

وحقیقتِ تجدد بمثلِ فانی ونفی بعود وبقائی غیر محتاج مع دلائل بسیط

لان ش لتعليلُ نفيِ عودِ فانٍ عن المحل وبقاءٍ في محلٍ عن المحل م فناءَ العوارضِ ش دونَ الماهيةِ م عن المحل انتقالًا ش لا فناءً لنفسِها م يقتضى بقاءَها فى محلٍ والمحلُ ما قامت به ش اى الماهية التى قامت به العوارضُ بقيامها الحقيقي م لا ما قامت فيه ش اي الزمان والمكان م وبقاءُ العوارضِ بقيامِها الحقيقي بماهيةٍ اُخرى دون ما قامت به ممتنعٌ فإن فى محلٍ ش اى إن بقت فى محلٍ من الزمانِ والمكان م بما قامت به ففى المحل ليس الفناءُ عن ما قامت به فاذا البقاءَ غيرُ محتاجٍ ش ففى المحلِ اى فى هذا الزمان والمكان متعلقُ متقدمٍ بليس جزاءُ شرطٍ والفاءُ للتفسير واذا لِلشرطِ على الجملة المحذوفة اى اذا كان الامر كذا فالبقاءُ غيرُ محتاجٍ جزائه م والماهيةُ لا تقوم الا بنفسها فليس لها محلٌ ش المقصود ان يثبت التجددُ فى الماهية ولم يسلَّمْ فناءُ نفسِها كما هو قولنا فما لها من محلٍ اى ما قامت به ونُفِيَ ما قامت فيه كما هو المذكور فكيف م وإن يُقصَد ما قامت فيه فلغوٌ ولزم البقاءُ غيرُ محتاجٍ ش

ترجمہ از انکہ ہر آئینہ فنائے عوارض از محل بدون ماہیت کہ از زاد انتقال است نہ فنا است برائے نفسِ عوارض بلکہ ایں فنا کہ نقل است بقائی عوارض در محل میخواہد۔ و محلِ عوارض ما قامت بہ است یعنی ماہیتے است کہ عوارض بقیامِ حقیقی خود بدو قائم اند۔ نہ محل ما قامت فیہ است یعنی زمان و مکان کہ عوارض وغیرہ درو قیام دارند نہ بدو قائم بوند چنانکہ عوارض با ماہیت و صفت با ذات۔ حالانکہ بقائے عوارض بقیامِ حقیقیٔ خود بماہیتِ دیگر بدون ما قامت بہ ممتنع است واگر در محلے از زمان و مکان بما قامت بہ باقی ماند پس دریں محل یعنی دریں زمان و مکان از ما قامت بہ بہ فنا نیست۔ و ہرگاہ کہ ایچنین است بقائے غیر محتاج ثابت شد و ماہیت قائم نمی شود مگر بنفسِ خود پس نیست او را محل۔ مقصود آنکہ تجدد ثابت می شود در ماہیت حالانکہ فنائی نفسِ ماہیت مسلم نبا مرد و تسلیم کردہ شد چنانچہ او قولِ ما است۔ پس حیثیت برائی ماہیت از محل یعنی ما قامت بہ۔ و ما قامت فیہ نفی کردہ شد چنانچہ او مذکور آمد۔ پس چگونہ تجدد در ماہیت ثابت خواہد شد۔ واگر ما قامت فیہ برائی محلِ ماہیت قصد کردہ شود پس ایں لغو است کہ بقائی غیر محتاج لازم آید۔

دلیلِ اول نفی عود فانی و بقائے غیر محتاج۔

محلِ عوارض ما قامت بہ ست نہ ما قامت فیہ کہ بدون اول بقائی شاں ممتنع است بسبب قیام حقیقی

قیام ماہیت بنفسِ خود است حاجتِ محل ندارد و فنائی نفسِ او غیر مسلم۔

برائے ماہیت محل ما قامت فیہ لغو است۔

لان التجدد واقعٌ فی نفس المتجددِ لا من حیثِ انتقالٍ من المکانِ والزمانِ والقیامِ فیہما ولزم البقاءُ غیرُ محتاجٍ لعدمِ التجددِ فی نفسہا م و التجدد باطلٌ ش ان تُفرضُ انتقالُ المکانِ والزمانِ والقیامُ فیہما فالتجددُ الذی اِنّما لایقع الا فی نفس المتجددِ باطلٌ م ولیس المحل للمحل ش ولو مِن مّا قامت بہ او ما قامت فیہ لان المحل متجددٌ ولیس لہ محلٌ اٰخرُ لقیامِ ما فنیٰ م واَنَّ العلمَ بالمعلوم فی حدہ اِنِ انتقلَ منہ فعاد الیہ فکیف فی علمِ المعلومِ الذی لا ینفکُّ عنہ ولولا الجھلُ فی حدٍ من الانتقالِ الی العود ش و اَنَّ معطوفٌ علیٰ اَنَّ مجرور اللام علۃً نفیِ عودِ فانٍ ومِن لابتداء الانتقالِ والیٰ لغایۃِ العودِ م فالدھرُ موجودٌ واقعٌ فی زمانٍ حالٍ واقعٍ ش لان التجددَ لایقع الا فی وجودٍ واقعٍ فی زمانٍ حالٍ

ترجمہ ازانکہ تجدد واقع است درنفسِ متجدد نہ ازحیثیتِ انتقال ازمکان وزمان ونہ ازحیثیتِ قیام دریں ہر دو ہست۔ وبقائی غیرمحتاج بسبب عدم تجدد درنفسِ ماہیت لازم آید۔ وتجدد باطل شود باینکہ اگر انتقالِ مکان وزمان وقیام دریں ہر دو فرض کردہ شود پس تجددی کہ او جزایں نیست کہ واقع نشود مگر درنفسِ متجدد باطل ہست۔ وبرائی محل محل نیست اگرچہ از مَاقامت بہ یا از مَاقامت فیہ باشد ازانکہ ہرآئینہ محل متجدد است وبرائی او محل دیگر نیست بسبب قیامِ ما فنیٰ یعنی محل متجدد را محلی دیگر نیست ازانکہ قیام بچیزے است کہ فانی شد درتجددِ خود۔ ایں اول دلیلے از مصنف برائے نفیِ عودِ فانی ازمحل۔ وبرائے نفیِ بقادرمحل ازمحل کہ سابق درشرح عبارت عربی بدو اشارت رفتہ از الفاظ تعلیل نفیِ عودِ فانی الخ و در ترجمہ بہندسہ اینجا اورا باتمام رسانید۔

ودلیل دوم بطورعطف ازینجا دربیان آوردہ چنانچہ گفت۔ وازینکہ ہرآئینہ علم بمعلوم درحدِ خود ہست اگرازو منتقل شدہ باز سوئی او عود کرد پس چگونہ ایں انتقال وعود ہست درعلمِ معلومی کہ از معلوم انفکاک نمی پذیرد یعنی جدائی نمی یابد اگرچہ درحدے کہ از انتقال تا عود ہست جہل نیست پس ایں دہر است کہ موجود واقع است درزمانِ حال کہ واقع است وازانکہ تجدد واقع نمی شود مگر درموجود واقع درزمان حال +

دلیل دوم نفی عود فانی وبقائے غیرمحتاج مع وجود دہر باطل بہبائے دہریہ +

[illegible] +

فالماضي بعدمٍ لاحقٍ به يستلزم فناءَ ش الضمير المجرور يرجع الى
موجودٍ واقعٍ في زمانٍ حالٍ متعلقٌ لاحقٍ صفةٍ لعدمٍ مجرورٍ
متعلقٍ ثابتٍ خبرِ مبتدءٍ ويستلزم فناءَ صفةٌ لهما اي للموصوف
والصفةِ معًا م والمستقبل بعدمٍ سابقٍ به يستلزم تجددًا
ش تركيبُ الجملةِ كتركيبِ جملةٍ سابقةٍ عليها م ويتحقق الدعوى
بالتجددِ ش اي يتحقق الدعوى لوجودِ زمانٍ حالٍ وعدمٍ ماضٍ
ومستقبلٍ بالمتجدد اي الحادث لانه يستلزم العدمين م و
ان لم يكن كذا فيشتمل بالدهر الباطلِ للدهرية في بقاءٍ غيرِ محتاجٍ
ولزوم التناسخ في العودِ ش بعدم العدمين م ومن دونه
انَّ فناءَ فانٍ بنفسه والتجددُ بمثله بديهيٌ ش لما يدركان
بداهتًا فلا يحتاجان بدليل م وان نفرض بقائه في محلٍ اٰخر
والعود فليس عليهما دليلٌ ش اي على بقائه في محلٍ اٰخر وعود
نفسِ الفاني م فاعلم الحق ومن قوله تعالى على ما ندّعي

بيان وجود ظهور ماضی

ترجمہ پس ماضی ثابت ہست بعدمی کہ لاحق بموجودی است کہ در زمانِ حال واقع آمدہ ولاحق
شدنِ عدم مستلزم فنا ہست پس آں موجود بعدمِ لاحق بماضی در آمدہ وماضی بعدم لاحق ثابت آمدہ۔ و مستقبل

وجود وظہور مستقبل

ثابت ہست بعدمی کہ سابق بروہست یعنی بموجودی کہ در زمان حال وقوع میابد وسبقت عدم مستلزم تجدد یافتہ شد
پس آں موجود بعدم سابق بمستقبل آمدہ مستقبل بعدم سابق ثابت آمدہ۔ واین دعوی متحقق میشود
بہ تجدد یعنی ثابت می شود این دعوی بنا بر وجودِ زمانِ حال وعدمِ ماضی ومستقبل بہ متجدد یعنی بحادث
از آنکہ حادث عدمین را مستلزم شود۔ واگر چنین نیست پس بدہرِ باطل کہ برائی دہریہ است شامل خواہد شد

تجدد بمثل بدیہیست وفنائی فانی بنفس خود ہست

در بقائی غیر محتاج ولزوم تناسخ در عود بسبب نبودنِ عدمین۔ وعلاوہ ازین اینکہ فنائی فانی بنفس
خود وتجدد بمثلِ او بدیہی ہست از آنکہ ہر دو بطور بداہت مدرک شوند وہر دو بدلیل محتاج نیند۔ واگر بقائے
او در محل دیگر۔ وعود ہر دو فرض کنی پس ہر دو دلیلے نیست یعنی بر بقائے او در محلِ دیگر
وعود نفسِ فانی۔ پس بدان حق را کہ گفتہ شد واز قول او تعالی
ہست بر آنچہ ما دعوے کنیم ؛

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ فَاعْلَمْ اَنَّ النَّسْخَ يَتَنَاوَلُ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَوْ مِثْلِهَا لَا ش اَىْ لَا يَتَنَاوَلُ م اَلتَّجَدُّدَ اِلَّا يَصِدُ بِمِثْلِهَا فَقَطْ فَبِخَيْرٍ مِنْهَا وَالْقَدِيْرُ هٰهُنَا يَدْفَعُ لَبْسَ عَجْزٍ فِىْ خَلْقٍ مُجَدَّدٍ بِالْعَوْدِ ش يَتَعَلَّقُ بِلَبْسٍ م كَمَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ هُمْ يَرْجِعُ اِلٰى مُشَخَّصَاتٍ مَوْجُوْدَةٍ بَعْدَ فَانٍ وَفِىْ لَبْسٍ اَىِ الْتِبَاسٍ بِالْفَانِىْ بِتَجَدُّدِ مِثْلِهٖ ذَاتًا وَعَرَضًا اَوْ فِىْ لِبَاسٍ اٰخَرَ فَبَلْ لِلتَّرَقِّىْ اَوْ هُمْ اِلَى الْكُفَّارِ وَفِىْ لَبْسٍ اَىْ فِىْ شَكٍّ مِنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اَىْ خَلْقَ يَوْمِ الْبَعْثِ فَبَلْ لِاِضْرَابٍ عَلٰى قَوْلِ الْكُفَّارِ

تفسیر آیہ ما ننسخ من آیۃ الخ

ترجمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (در سورہ بقر رکوع ۱۳) یعنی چوں ما آیتے نسخ و موقوف کنیم یا او را فراموش گردانیم بہتر ازو یا مثل اومی آریم یا میرسانیم آیا ندانستی کہ ہر آئینہ خدائی برتر بر ہمہ چیز قادر و بزرگ ہست۔ پس بدانکہ ہر آئینہ نسخ فرا گیرد وشامل شود بِخَيْرٍ مِنْهَا اَوْ مِثْلِهَا را یعنی بہ بہتر ازو و با مثل او۔ نہ تجدد کہ فرا نمیگیرد و شامل نمیشود مگر صادق شود فقط بِمِثْلِهَا را یعنی تجدد بمثل او ست و بس۔ و لفظ بِخَيْرٍ مِّنْهَا و لفظ قَدِيْرٌ اینجا لبس عجز در خلق مجدد بعود را رفع و دور میکند یعنی التباس و شک عجز در خلق مجدد یعنی نو آمدہ کہ از عود پیدا می شد ازیں ہر دو الفاظ رفع میشود چنانچہ فرمود خدائی سبحانہ (در سورہ ق رکوع ۱) اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ یعنی آیا پس ماندہ شدیم بآفرینش اول۔ اینچنین نیست۔ بلکہ ایشان از آفرینش نو در لبس یعنی شک افتادند۔ اینجا ضمیر ہم سوئی مشخصات میگردد کہ بعد فانی موجود آمدہ۔ و مراد از فِىْ لَبْسٍ التباس ست بفانی بسبب تجدد بمثل او کہ از روئی ذات و عرض است۔ یا مراد بہ فِىْ لَبْسٍ فِىْ لِبَاسٍ اٰخَرَ ہست یعنی در لباس دیگر است و لفظ بَلْ برائی ترقی ہست۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ این مشخصات موجودہ کہ بعد فانی از خلق جدید اند در لباس دیگر اند۔ یا این مشخصات موجودہ بعد فانی اول بسبب تجدد مثل خود در التباس و شک اند بفانی کہ آیا فانی شدہ اند یانہ۔ یا ضمیر هُمْ راجع بکفار است۔ و بہ فِىْ لَبْسٍ مراد فِىْ شَكٍّ مِنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ہست یعنی خلق یوم البعث۔ و بَلْ برائی اضراب ہست یعنی روگردانیدن از قول کفار۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ کفار در شک و شبہ ماندہ اند از خلق

تفسیر آیہ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ الخ

فاعلم انّ التجدّد حسیٌّ ش کما ھو ظاھرٌ م و نظریٌّ باستدلال منع بقاءٍ غیر محتاجٍ۔ فیا ربّ کیف خلقتنی فی الخلاف ش ای فی خلاف ھذہ المسئلۃ وغیرھا م و انی اخافک ش ای فی التخالف م وما توفیقی الا بک ش علی الحق م و توکلت علیک لتھدینی م فافتح لی ابواب رحمتک ش وھی الحق م و انت خیر الفاتحین۔ وصلّ وسلّم علی محمّدٍ نبیّ الرحمۃ وعلی انوارہ ش یراد بانوارہ وجود الانبیاء والاولیاء والملئکۃ حتّی مافیہ نورہ صلعم م و شفّعہ فینا و ترحّمنا بہ و انت خیر الراحمین ۰

اصل[۳۰] ذکر کیفیۃ الاشتراک ومنعہ حقیقیًا

اصل[۳۰] انّ الشرکۃ تقتضی التغائر والاتحاد فالتغائر ظاھرٌ و الاتحاد لا یوجد الا فی شیئین مجازًا فاشتراک الحقیقتین حقیقیًا فی ما تمتاز ان ممتنعٌ الا مجازًا

تجدّد حسی و نظری

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ تجدّد حسّی ہست چنانچہ او ظاہر است۔ و نظری ہست باستدلال منعِ بقائے غیر محتاج یعنی بسبب دلیل آوردن بر منعِ بقائی کہ احتیاجِ غیر ندارد ایں تجدد نظری ہست۔ پس ای ربِ من چگونہ مرا آفریدی در اختلافِ ایں مسئلہ وغیرِ او حالانکہ من ہر آئینہ بتو می ترسم در بین تخالف۔ و مرا توفیق بر حق نیست مگر بتو۔ و من بر تو توکل و اعتماد کردم کہ مرا رہنمائی۔ پس برائے من درہائے رحمتِ

تفسیر درود مصنف ازو

خود کشادہ کن در و است حق۔ وحال اینکہ تو بہتر کشایندگان ہست وصلّ وسلّم علی محمّدٍ نبیّ الرحمۃ وعلی انوارہ درُزول رحمت کن و سلام بفرستِ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی رحمت ہست و بر انوار او۔ مراد با نوارش وجود انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہست تا آنکہ در و نورِ او صلعم است وَ شفّعہ فینا و ترحّمنا بہ و انت خیر الراحمین ۰ و اورا درمیان ما شفیع گرداں و با و مارا رحم کن کہ تو بہتر رحم کنندگان است ٭

اصل[۳۰] کیفیۃ اشتراک و منع او کہ حقیقتًا ہست بہ نسبت اقتضاء تغایر و اتحاد ہر دو و بنا بر تغایر نیز ممتاز اند و بنا بر اتحاد مجازی اشتراک مع دلایل و امثال وغیرہ و ثبوت با ہم متعارض شدہ تساقط ہر دو وہم حقیقت لازم آید پس آب چگونہ نار شود ٭

اصل[۳۰] ہر آئینہ شرکت تغایر و اتحاد ہر دو را می خواہد۔ پس تغایر ظاہر است۔ و اتحاد نیافتہ شود مگر مجازًا در دو شے۔ پس اشتراکِ حقیقتین حقیقیًا در انچہ کہ ہر دو تمیز کردہ شوند ممتنع ہست یعنی شریک شدن دو حقیقت دراں چیز کہ آں ہر دو حقیقت تمیز کردہ و شناختہ شوند از روئے حقیقت منع آمدہ مگر مجازًا ٭

ش لانهما ان تغايرتا حقيقةً فالاتحادُ بينهما مجازاً فكيف المتغائران في حدهما يتحدان حقيقةً يا ربِّ الا مجازاً بوصفٍ جامعٍ مر وحقيقةٌ واحدةٌ لا تقتضي التغائرَ والاتحادَ في حدِها فكيف هي دائرةٌ فيما به الامتيازُ وهو التغايرُ وفي ما به الاتحادُ وهو في شيئين يا ربِّ وأما اشتراكُ العارضين فالعارضان اما بقيامٍ حقيقيٍّ واما بقيامٍ مجازيٍّ على حقيقةٍ او حقيقتين فبما مُنع اشتراكُ الحقيقتين ممتنعٌ الا مجازاً ومن دونه إن يكنِ العارضانِ في ماهيةٍ قديمةٍ فلزم حدوثُها بتغيرِهما عن حدِهما فرضاً باطلاً ش لان الاشتراكَ يُغيرُهما عن حدِهما الذي يمتازانِ به وهما لا يتغيرانِ مر وإن يكونا في ماهيةٍ حادثةٍ فالفناءُ لا يُمهلُهما حتى يستحيلا وما ترى مُستحيلاً ش كما في قوله تعالى

ترجمہ از آنکہ آں ہر دو اگر متغائر بحقیقت اند پس اتحاد درمیانِ ہر دو بطور مجاز است۔ پس ای پروردگار من دو متغایر در حدِ خود ہا از روئے حقیقت چگونہ متحد شوند مگر بطور مجاز بوصفِ جامع متحد آیند۔ و حقیقتِ واحدہ تغایر و اتحاد ہر دو را در حدِ خود نمیخواہد پس ای رب من اود رچیزے کہ امتیاز بدو ہست و او تغایر است و درانچہ کہ اتحاد بدو ہست و این در دو چیز باشد چگونہ دائر شود یعنی این حقیقت واحدہ در تغایر و اتحاد با وصف چنین امتیاز و تعدد شیئین موجودین چگونہ دائر باشد۔ ولیکن اشتراک عارضین پس این ہر دو عارضان یا بقیام حقیقی و یا بقیام مجازی بر حقیقت یا بر حقیقتین عارض شدہ اند۔ پس بانچہ اشتراک حقیقتین ممنوع ہست اشتراکِ عارضین ممتنع آمدہ مگر مجازاً۔ و از سوائے او اگر این ہر دو عارض در ماہیت قدیمہ باشند پس بہ تغیر ہر دو از حدِ خود ہا بطور فرضِ باطل حدوثِ ماہیتِ قدیمہ لازم شود از انکہ اشتراک تغیر میدہد ہر دو عارض را از حدِ آں ہر دو کہ بدو ہر دو ممتاز اند حالانکہ ان ہر دو عارض متغیر نمی شوند۔ واگر این ہر دو عارض در ماہیتِ حادثہ باشند پس فنا مہلت نمی دہد آں ہر دو را تا انکہ استحالہ یابند یعنی ہر دو از حال بگردند و انچہ تو می بینی مستحیل یعنی گردندہ از حال او شخص اند بر ماہیت ہست۔ چنانچہ در قول او تعالیٰ ہست (در سورہ مومنون رکوع ۱)

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ فالقیٰ عصاہ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ الآیہ وفی غیرہما ایضا م ھو التشخص الزائد علی الماہیۃ ینسخ بغیر مثلہا وان یمہل تفرضا باطلا فبقاؤہا غیر محتاج فالحق ماقیل ش ای امتناع اشتراک الحقیقتین حقیقتا فیما تمتازان۔ م و من ورائہ ان الکلام دائر فی الاشتراک وھو فی المتغایرین من حقیقتین اوعرضین علی حقیقۃ اوحقیقتین فان تعارض المتغایران للاشتراک فتساقطا ہما وحقیقۃ یقومان بہا فیارب کیف تبقی حقیقۃ ساذجۃ ویصیر ماء نارا افافقھوا یا اولی الالباب ما قیل ش ای مارد وما اثبت م وقیل استحالۃ الماء نارا بدیہی فافھموا ان فناء نفسہ بدیہی ام فنائہ عن المحل واستحالتہ

ترجمہ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ یعنی باز آفریدیم نطفہ را پارہ خون بستہ پس آفریدیم پارۂ خون بستہ را پارہ گوشت وآفریدیم پارہ گوشت را استخوان تا آخر۔ ودیگر فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ الآیہ یعنی بیانداخت عصائے خود کہ ناگاہ اژدہائی بود ظاہر۔ وہم در غیر ایں ہر دو۔ کہ فنا آں تشخص زائد بر ماہیت را نسخ میکند ونیست میگرداند سوئی غیر مثل ماہیت۔ واگر از روی تفرض باطل فنا مہلت میدہد پس بقائے ماہیت غیر محتاج است پس حق ہمو است کہ گفتہ شد یعنی امتناع اشتراک حقیقتین از روی حقیقت۔ درانچہ ممتاز اند ہر دو واز سوئی او آنکہ کلام در اشتراک دایر است واو در متغایرین است از حقیقتین باشد یا از عرضین بر حقیقت یا بر حقیقتین۔ پس اگر متغایرین برائے اشتراک متعارض آیند پس متساقط شوند ہر دو وہم حقیقت کہ آں ہر دو بدو قائم اند۔ پس اے رب چگونہ باقی ماند حقیقت ساذجہ وآب آتش گردد پس اے دانشمندان دریابید انچہ گفتہ شد یعنی انچہ رد کردہ وانچہ اثبات کردہ شد وگفتہ شد کہ استحالۂ آب بسوئے آتش بدیہی است یعنی ایں بدیہی است کہ آب آتش گردد۔ پس بفہمید آنکہ فنائے نفس او بدیہی است یا فنائے او از محل واستحالۂ او ✤ ✤

وعلى القائل ان يأتِ عليهما بدليلٍ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۞ **اصل ۳۱** - انّ البرزخ في المتغايرين تغايرهما فهو وصفٌ مانعٌ في نفسهما لا الثالث بينهما مستجمعٌ بوصفهما والدليل عليه لفظًا وجودُ المتغايرين ومعنًا مفهومُه وهذا برزخ حقيقيٌ ولا يحتاج الى غيرهما للفرق والمعرفة وان يكن ثالثًا بينهما مستجمعًا بوصفهما كقولهم فقولهم لا مستجمعَ المتغايرين في وجه التغايرِ وهو مانعٌ فلا يمكن ان يكون عين الاخر ش اى التغاير الاخر هم فلما كان التغايرُ بماهيةٍ عينها فلا يمكن عينيتها بوصفِ التغايرِ الاخر انتهى وان يكن ثالثًا بينهما مستجمعًا بوصفِهما على وجهٍ مجهولٍ بقيامهما الحقيقي به او المجازي فالوجود مستجمعُ المتغايرين في نفسه ومتغايرُ المتغايرين غيرَ به فلزم برزخٌ بينهما مستجمعٌ لتغايرهما فكان التسلسلُ والدورُ ۞

اصل ۳۱ ذکر کیفیۃ البرزخ

ترجمہ و برگوینده است اینکه برفنای محل و استحاله ہر دو دلیلی آرد - وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (در سورۂ نجم رکوع ۲) یعنی و ہر آئینہ ظن از حق و راستی ہیچ بے نیاز نمیکند ای در ہندی اور اٹکل کام نآوے ٹھیک بات میں کچھ **اصل ۳۱** ہر آئینہ برزخ و متغایرین تغایر ہر دو متغایرین است و آن تغایر وصفی است - مانع که در نفس آن ہر دو متغایرین است نہ ثالث است در میانِ ہر دو که وصف آن ہر دو را مستجمع یعنی گرد آرنده باشد - و دلیل بر و از روی لفظ وجودِ ہر دو متغایر است و از روی معنی مفہوم او - و این برزخِ حقیقی است و این برای فرق و معرفت سوی غیر آن ہر دو محتاج نباشد - و اگر این برزخ درمیان ہر دو ثالث باشد ہمچو قول شان مستجمع بوصفِ ہر دو - پس قولِ شان اینکه در وجه تغایر این ثالث ہر دو متغایر را مستجمع نیست که تغایر مانع است پس ممکن نیست که تغایر عینِ تغایرِ دیگر باشد - و ہر گاه که تغایر بماہیت عینِ ماہیت باشد پس عینیتِ او بوصفِ تغایرِ دیگر ممکن نباشد یعنی وصفیکه ہماں تغایر است چوں عینِ ماہیتِ یکی باشد پس ممکن نباشد که عینیتِ ماہیت وصفِ تغایرِ دیگر باشد ای چوں تغایر عینِ ماہیت باشد پس نتوانذ که عینیتِ ماہیت که تغایر است وصفِ تغایرِ دیگر گردد انتہی - و اگر این برزخ درمیانِ ہر دو متغایر ثالث است مستجمع بوصفِ ہر دو بر وجه مجہول بقیام حقیقیِ ہر دو بثالث یا بقیام مجازی - پس این ثالث وجودی است که مستجمع متغایرین است در نفسِ خود و ہم متغایرِ متغایرین است که ہر دو

وما ہو ثالث بینہما غیریۃ وفی نفسہ ولا غیرہ ش لا کما
فالجملۃ مع تقدیرہ ای لا غیرہ بثالث بینہما غیریۃ وفی نفسہ عطف
علی الجملۃ الاولی م والعجب من ان الثالث بین الاثنین وانما
ہو الثانی بین الثلث والا ہذا الکلام فی برزخ حقیقی وہو المفرق
والبتۃ وجود بسیط متاخر من المتغایرین ش من من اشارۃ
الی الانتزاع من المتغایرین م مستجمع باثار الطرفین وصفا بقیامہا
الحقیقی بہ او المجازی الذی یحتاج بالحقیقی فہی وصف جامع فی
الوجود ش ای ہذا الوجود المتاخر م فی نفسہ ش تاکید فی
الوجود م فرقا ومعرفتا لہما ش ای للفرق والمعرفۃ للمتغایرین
م لا ہو واقعا بینہما للفصل او الوصل حقیقۃ فہو برزخ فی حد
نفسہ تشخصا زائدا ای مستجمع وہذا برزخ مجازی ویحتاج الی
غیرہ لفرقہ ومعرفتہ وان قیل ہو موصل الطرفین او مفرق
حقیقۃ فیرد ما قیل فی الصدر علی نفسہ وفیہ ش ای فی
معنی البرزخ المجازی م برزخ مثالی

ترجمہ ونہ ایں وجود ثالث ماند درمیان ہر دو متغایرین کہ ہر دو غیر ایں وجود اند وہر دو کہ مستجمع در نفس
ایں وجود اند۔ ونہ غیر او ثالث ہست درمیان ہر دو کہ غیر ایں وجود اند ودر نفس وجود اند۔ وعجب ست ازیں کہ ثالث
درمیان دو باشد وحال اینکہ جز ایں نیست کہ او ثانی ست درمیان سہ۔ وآگاہ باشید کہ ایں سخن در برزخ حقیقی ست
واو مفرق یعنی جدا کنندہ ست۔ والبتہ وجود بسیط متاخر یعنی پس آیندہ کہ منتزع از متغایرین است مستجمع با آثار
طرفین ست از روئے وصف بقیام حقیقی آثار باں وجود یا بقیام مجازی کہ محتاج حقیقی باشد۔ وآں آثار
دریں وجود متاخر در نفس خود صفتی است جامع بنا بر فرق ومعرفت برائے ہر دو متغایرین وجودی است واقع
درمیان ہر دو بنا بر فصل یا وصل از روئے حقیقت پس ایں وجود بسیط متاخر مستجمع آثار برزخ است در حد نفس خود
از روئے تشخص زائد یعنی مستجمع۔ وایں برزخ مجازی است کہ محتاج سوئے غیر است بنا بر فرق آں غیر ومعرفت آں۔ واگر
گفتہ شود کہ ایں برزخ موصل یعنی پیوند دہندہ طرفین ست یا مفرق یعنی برندہ ست از روئے حقیقت پس آنچہ
در صدر گفتہ شد وارد شود بر نفس او۔ ودر معنی برزخ مجازی برزخ مثالی است

وھو علمٌ مستجمعُ مثالِ الطرفین فالمثالانِ لا یتحدانِ فیما یمتازانِ به الا مجازاً او شؐ المثال ھؐ الواحد لا یوافقُ لمصداقین متقدمین لعلمِ الا لمصداقِ متقدمٍ ومتاخرٍ لصنعٍ بتوافقٍ مجازيٍ بجامعیةٍ لاحقیقیٍ بمانعیةٍ ولا یساویان فی حدھما او ان کانا ماھیۃً واحدۃً فلزم الدور بان الماھیۃ شؐ الالف واللام للعھد الذھني ھؐ کانت ماخذ وجود الشبه فالشبه شؐ الالف واللامُ للعھدِ الذھنی ھؐ کان ماخذ وجودھا ومثالُ الذی لصنعٍ یحتاج الی مثالِ الذی لعلمٍ وفی المثالین برزخٌ حقیقیٌ کما ذکر ولطافةُ المقاصدِ فی البحثِ لا یدرک الا اللطیف اصل[۳۲] ان المنع لیس بخصوصیته علی تعمیمٍ مسلّمٍ فی وجه الاشتراکِ لان الممنوع منه فکیف شؐ ای فکیف المنعُ علی المسلّمِ ھؐ الا فی وجه غیرِ مشترکٍ ✦

۳۲ اصل ذکر کیفیۃ المنع

ترجمہ واو علم است مستجمع مثال طرفین پس این ہر دو مثال در انچہ بدو شناختہ شوند ہر دو متحد نشوند مگر مجازاً۔ وایں مثال واحد موافق نمیشود برائے ہر دو مصداق کہ برائے علم ہر دو متقدم اند مگر موافق آید برائے مصداق متقدم و متاخر کہ برائے صنع است بتوافق مجازی کہ بجامعیت است نہ بتوافق حقیقی کہ بامانعیت ہست۔ و ہر دو مصداق متقدم و متاخر در حدِ خود ہا مساوی نباشند واگر ہر دو مصداق مذکورہ ماہیت واحدہ باشند پس دور لازم آید بایں طور کہ ایں ماہیت معہود ذہنی ماخذ وجود شبہ باشد و ایں شبہ کہ برائے معہود ذہنی است ماخذ وجود او باشد۔ و ماخذ مثالی کہ برائے صنع است ہر آئینہ محتاج سوئے مثالی شود کہ برائے علم است و در ہر دو مثال برزخ حقیقی است چنانچہ مذکور آمد۔ و لطافت مقاصدی کہ در بحث است ادراک نکند مگر لطیف ✦

اصل[۳۳] ہر آئینہ منع نیست بخصوصیتش بر تعمیم مسلّم در وجہ اشتراک کہ تعمیم مسلّم است بر ہمیں مسلم از خصوصیتش منع نباید از انکہ ممنوع از و ہست کہ مسلّم است یعنی مسلّم آنست کہ منع از و ممنوع است مگر در وجہ مشترک یعنی در وجہیکہ اشتراک نباشد ✦

۳۳ اصل در ذکر کیفیت منع کہ بر تعمیم مسلم از خصوصیتش منع نباید

اصل ۳۳ ان التخصیص بمقابلۃ تعمیمٍ فیفید لمقصودٍ فلا ینفی جواز امرٍ مخصِّصٍ لغیر مخصَّصٍ لہ لا شتراکہ فی عمومٍ ان لم یکن ممتنعًا لغیرہٖ **ش** لان الوجہ الممنوع لا یشترک فی العموم **م** وان لم یجز فاشتراک العموم باطلٌ ومغایرتُ مخصَّصٍ من معمَّمٍ فی وجہ التخصیص واجبۃٌ والتخصیص لا یزیل اشتراکہ الذی فی عمومٍ ولا یعارضہ ولا یعتبر عمومٌ ولا خصوصٌ الا فی العوارض **ش** لا فی الذات **م** ✦ **اصل** ۳۴ ان الاستثناء محصورٌ فی وصفٍ وما قام بہ حقیقتًا **ش** ھو فاعلہ **م** او مجازًا **ش** ھو مفعولہ **م** فالوصف وجہ الاستثناء وما قام بہ حقیقتًا او مجازًا مستثنٰی منہ ومستثنٰی والمتعلقات الزائدۃ غیر الوصف **ش** الذی حصر الاستثناء فیہ **م** للمستثنٰی منہ ✽

اصل ۳۳ ذکر کیفیت التخصیص ✦

اصل ۳۴ ذکر کیفیت الاستثناء

ترجمہ - اصل ۳۳ ہر آئینہ تخصیص ثابت است البتہ بمقابلۂ تعمیم پس برائے مقصودے مفید آید۔ و آں تخصیص نفی نمیکند جوازِ امرِ مخصِّص برائے غیر مخصَّص لہ بسبب اشتراکِ مخصَّص در عموم یعنی امری کہ خاص کردہ شدہ است ایں تخصیص جوازش را برائے ہر آنکہ او را ایں امر خاص نکردہ شد نفی نمیکند ازیں سبب کہ در عموم مخصَّص کہ خاص کردہ شدہ است ازیں عموم اشتراکے دارد بنا بر اصل خود در تعمیم بشرطیکہ ایں امر مخصَّص برائے غیر مخصَّص لہ ممتنع نباشد از انکہ وجہِ ممنوع در عموم مشترک نباشد۔ واگر امرِ مخصَّص جائز نباشد پس اشتراکِ عموم باطل است۔ و از معمَّم کہ عام کردہ شدہ است مغایرتِ مخصَّص اے خاص کردہ شدہ در وجہِ تخصیص واجب است۔ و تخصیص اشتراکی را کہ در عموم است زائل نمیکند و نہ او را معارض باشد۔ و عموم و خصوص معتبر نباشند مگر در عوارض نہ در ذات ✦

اصل ۳۴ ہر آئینہ استثناء محصور است در وصف و بانچہ قیامِ وصف باو حقیقی بود و او فاعلِ او است۔ یا قیام باو مجازی بود و او مفعولِ او است۔ پس ایں وصف وجہِ استثناء است و ما قام بہ حقیقتًا یا مجازًا یعنی فاعل یا مفعول کہ قیامِ وصف باو حقیقی باشد یا مجازی مستثنٰی منہ است و مستثنٰی۔ و متعلقاتِ زائدہ غیر ازاں وصفیکہ در وے حصرِ استثناء است آنہا را برائے مستثنٰی منہ

اصل ۳۳ کیفیت تخصیص کہ ثابت بمقابلہ تعمیم است نفی جواز امر مخصص برائے غیر او نمیکند مع دلائل

اصل ۳۴ ذکر کیفیت استثناء مع حصر او در وصف و فاعل و مفعول و اقسام او و بیان لغو مستثنٰی و استثناء ✦

وَالمستثنیٰ شامل لهما لا الوجه الاستثناء فتغایر وجه الاستثناء بالضد للمعنی المذکور وتغایر المستثنیٰ منه والمستثنیٰ بالخلاف ضروریان وان لم فبطل الاستثناء واهمل معناه فالاستثناء یفید الحصر والتحقیق لما فیه من اثبات لا من نفی اذ لیس الحصر والتحقیق الا فی موجود ش

مثلاً جاء فی زید ن العالم

الا عمرو ن الجاهل

وهکذا

ترجمہ اور مستثنیٰ ہر دو را تعلق دارد لیکن نہ با بر وجہ استثنا یعنی تعلق شامل ہر دو بر وجہ استثنا نباشد۔ پس حصر استثنا در فاعل و مفعول بود و صفت شامل باشد کہ قیام وصف بفاعل فی الحقیقۃ باشد و با مفعول بطور مجاز لہذا وجہ استثنا وصف آید و مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ہر دو از فاعل و مفعول۔ و تر دواند در جملہ باشند برائے ہر دو شامل ہر دو باشد نہ بر وجہ استثنا۔ پس تغایر وجہ استثنا برائے معنی مذکور بضد ضروری و تغایر مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ بخلاف ضروری است یعنی ہر دو جملہ استثنا متغایر یکدیگر باشند کہ دراں مغایرت وجہ استثنا را معنی ضد از اول ضروری باشد و مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ را دریں مغایرت معنی خلاف باہمدگر ضروری است۔ و اگر چنیں نباشد کہ گفتہ شد در وجہ مغایرت بالضد و بالخلاف ضروری پس استثنا باطل شود و معنیش مہمل گردد۔ و ایں استثنا برای آنچہ کہ در وی از اثبات است حصر و تحقیق را فائدہ دہد نہ در نفی است زیرا کہ حصر و تحقیق نیست مگر در وجود۔ پس استثنا در جملہ مثبتہ حصر کند و او را محقق گرداند منفی را از آنکہ حصر و تحقیق در ثابت موجود آید نہ در نفی کہ او غیر موجود است۔ مثلاً جاء فی زید ن العالم الا عمرو ن الجاهل یعنی زید کہ عالم است نزدم آمد مگر عمرو کہ جاہل است نیامد۔ و عکس او چوں ما جاء فی عمرو ن الجاهل الا زید ن العالم یعنی عمرو کہ جاہل است نزدم نیامد مگر زید کہ عالم است بیامد

ف و استثنا را در صورت اتصال جنسیت مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ متصل خوانند کہ مثالش بگذشت۔ و در انفصال و انقطاع فریقین مذکورین منفصل و منقطع چوں در انفصال مثلاً جاء فی القوم الا حمارا یعنی قوم نزدم آمد الا حمار کہ در جنسیت قوم و حمار انفصال است کہ از یک جنس نیند و باہم فصل دارند۔ و در انقطاع چوں لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عهدا یعنی با ختیار شفاعت نخواہند کسی مگر اختیار دارد کسی کہ استوار گرفت از رحمت کنندہ عالمیان پیمان۔ کہ تفصیلش در تفسیر ایں آیہ است۔ اما چوں از فریقین یکی مذکور نبود بفراغ ذکرش او را مفرغ خوانند چوں لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی کجاوہا نہ بندید برای ہیچ مسجد مگر برای سہ مساجد و تفصیلش در تفسیر ایں حدیث آمدہ است

اصل [٣٥] إنّ الاستدراكَ محصورٌ في وصفٍ وما قام بهٖ حقيقتًا ش هو فاعله مر او مجازًا ش هو مفعوله مر فالوصف وجه الاستدراك وما قام به حقيقتًا او مجازًا مستدرَكٌ في الجملة الاولى ومستدرَكٌ منه في الجملة الثانية والمتعلقات الزائدة غير الوصف ش الذى حصر الاستدراك فيه مر للمستدرَك والمستدرَك منه لا لوجه الاستدراك فمقصودُ الاستدراكِ الثانيةُ اي الجملة لا الاولى لصراحتها دلالةً عليه ولكن الاستدراك لا يتحقق بغير ذكر الاولى فلذا قيل مستدركًا ش تأمّل في معنى لفظ المستدرَك اي الجملة والمستدرَك منه فوضح تغييرُ الماتن فيهما مر فتغايرُ منقلب وجهِ الاستدراكِ بالخلاف للمعنى المذكور ضروري

اصل ذكر كيفية الاستدراك [٣٥]

ترجمه۔ اصل ہر آئینہ استدراک محصور است در وصف وبما قام به حقیقتًا یعنی با نچه که قیامِ وصف باو فی الحقیقت است وہو فاعلِ وصف است۔ ومجازًا یعنی قیامِ وصف بطورِ مجاز بدو بود کہ ہو مفعول است۔ پس این وصف وجہِ استدراک شود۔ وما قام به حقیقتًا او مجازًا که فاعل ومفعول است چنانچه معلوم شد در جملۂ اولیٰ مستدرک ودر جملۂ ثانی مستدرک منه باشد۔ ومتعلقاتِ زائدہ که غیر آن وصف اند که در حصرِ استدراک آمدہ برائی مستدرک ومستدرک منه باشند نه بنا بر وجہِ استدراک یعنی تعلق شان بهر دو بر وجہِ استدراک نباشد۔ پس مقصودِ استدراک که طلب دریافتِ مقصود ومراد است جملۂ ثانیه است نه جملۂ اولیٰ که صراحتش دلالت است براو یعنی بر جملۂ ثانی که مراد است این دلالت ضرورت طلب دریافت ندارد وانچه در وی ضرورت طلب است قصدش بسوی مقصود است می برد وآن جملۂ ثانیه است که مطلوب است ومقصود ولیکن بغیر ذکر جملۂ اولیٰ استدراک متحقق نشود پس بنا برین گفته شد که ما قام به در جملۂ اولیٰ مستدرک است که قیام استدراک یعنی طلبِ دریافت از ین جملۂ اولیٰ بسوی ثانی متحقق شده۔ نیک بنگر در معنی لفظ مستدرک ومستدرک منه که تعبیر ماتن درین هر دو بوضوح پیوست ونیک بر آمد۔ پس تغایرِ وجہِ استدراک بخلاف برائی معنی مذکور ضروری است یعنی وجہِ استدراک که در جملۂ اولیٰ که مستدرک است گفته آید ضروری است که متغایرِ آن در جملۂ ثانی که مستدرک منه است بخلاف معنی مذکور وجہ استدراک مذکور باشد پس این تغایر بخلاف در وجہِ استدراک اندر ومعنی در هر دو جمله ضروری آمد +

اصل ایضًا استدراک وحصر وصف واقسام او وفاعل او ومفعول او ومثال او +

ضروری وغیره +

قولہ ان یتغایر المستدرکُ منہ من المستدرکِ فیذکر وجہ الاستدراک والمستدرکُ والمستدرکُ منہ وجوباً بعدم دلالۃ علیہم بتغایرھم ش مثلاً جاءنی زیدٌ لکن عمروٌ ذھب الی خالدٍ م اولم یتغایر ش المستدرکُ منہ م فقد یُحذف جوازاً فصاحۃً بوجودِ الدلالۃِ علیہ بتوحدہ ش مثلاً ما جاءنی زیدٌ لکن ذھب الی عمرٍو ولکنہ ذھب الخ م وقد یُحذف وجہُ الاستدراک العام ش الذی مایستقیم المعنی بہ م فی الجملۃِ المستدرکۃِ وجوباً فصاحۃً وبلاغۃً لتوسعہ ش مثلاً ما زیدٌ الا عالمٌ م وان کان تغایرُ وجہِ الاستدراک بالضد للمعنی المذکور فلہ ان لم یتغایر المستدرکُ منہ من المستدرکِ

ترجمہ پس اورا یا آنکہ مستدرک منہ از مستدرک متغایر باشد و دریںصورت واجب است کہ وجہ استدراک و مستدرک و مستدرک منہ ہر سہ مذکور آیند کہ بسبب مغایرت شاں دلالت بریں ہمہ نماندہ چوں زید نزدم آمد لاکن عمرو سوئے خالد رفت۔ یا مستدرک منہ متغایر نباشد و دریںصورت جائز است کہ از روئے فصاحت گاہے آں حذف کردہ شود کہ بوجہ یگانگت و توحدش دلالت بروے موجود است چوں زید نزدم نیامد لاکن سوئے عمرو رفت۔ اینجا زید کہ مستدرک منہ است در جملۂ ثانی بوجہ اتحاد محذوف شد۔ و ہم جائز است کہ ضمیر بجایش آوردہ مذکور گردد چوں زید نزدم نیامد لاکن او سوئے عمرو رفت۔ و حضرت مصنف ہر دو امثال مذکور را در عبارت شرح کتاب یکجا جمع آوردہ ہمچنیں فرمود مثلاً ماجاءنی زید لکن ذھب الی عمرو ولکنہ ذھب الخ یعنی زید نزدم نیامد ولیکن سوئے عمرو رفت ولیکن او رفت الخ۔ وگاہے وجہ استدراک کہ عام باشد چنانکہ معنی بدو راست آیند و قیام پذیرند در جملہ مستدرکہ از روئے فصاحت و بلاغت واجب است کہ برائے توسع وجہ استدراک حذف گردد چوں زید نیست مگر عالم اینجا وجہ استدراک در جملۂ اولیٰ مستدرکہ۔ و در جملہ ثانی مستدرک منہ ہر دو محذوف است یعنی مستدرک منہ بوجہ توحد۔ و وجہ استدراک بسبب عموم معنی مستقیمہ یاوکہ اصلش چنین است ما زید جاہلٌ الا زید عالمٌ یعنی زید جاہل نیست لیکن زید عالم است۔ و اینجا در وجہ استدراک تغایر بالخلاف است و مستدرک و مستدرک منہ متحد۔ و اگر تغایر وجہ استدراک برائے معنی مذکور بضد باشد یعنی وجہ استدراک در ہر دو جملہ

اگر از روئے معنی متغایر بضد آید پس ادرا آنکہ مستدرک منہ از مستدرک متغایر نباشد

ش وإلا فهو الاستثناء مثلاً جاءني زيدٌ إلا عمرًا وما
جاءني زيدٌ إلا عمرٌو م فالاستدراك مهملٌ إلا لمقصدٍ آخر الذي
يُذكر بعد المستدرك منه ففي الحال الأول الاستدراك استفادتنا
لحصرٍ وتحقيقٍ في جهةِ الثبوتِ لا في جهة النفي إذ ليس الحصرُ
والتحقيقُ إلا في موجودٍ ولم يُذكر وجهُ الاستدراكِ
بوجودِ الدلالة عليه بضديته ش مثلاً لا ينفع
سعيهم إلا بمشية الله تعالى أي ينفع سعيهم بمشيةِ اللهِ
تعالى م بخلافِ لكن ش لا يُستفاد منه الحصرُ
والتحقيقُ م لا يُستفاد منه الحصرُ والتحقيقُ في الثبوتِ
المتغاير بالضد من النفي السابق ش إذ الثبوتُ بعد
النفيِ بالضدّ يفيد الحصر والتحقيقِ مثلاً ما كان
زيدٌ أخا أحدٍ منكم ولكنّ أميرًا وعادلاً م

ترجمہ ورنہ پس او استثناء است چون نیامد زید مگر عمرو۔ و زید نیامد مگر عمرو۔ و فقط تحقیق است که وجه
استدراک در جملۂ ثانی متغایر بضد نباشد یا برای معنی مذکور که در جملۂ اولی است و فریقین یعنی مستدرک و مستدرک منه
متغایر نباشند بلکه متوحد باشند استدراک مهمل است مگر برای مقصد دیگر که آن بعد مستدرک منه ذکر کرده شود
پس درین حال حرف الا برای استدراک فائدہ حصر و تحقیق میدہد در جہت ثبوت نه در جہت نفی از آنکه حصر و تحقیق
مگر در موجود۔ و وجہ استدراک مذکور نیامد که از ضدیت نفس دلالت بر وی موجود است چون سعی شان نفع ندہد مگر بمشیت
تعالی یعنی کوشش شان از مشیت خدا تعالی سود مند شود۔ اینجا الا بمعنی برای استدراک است از آنکه در ہر دو جملہ
استدراک که انقطاع و غیر انقطاع است متغایر بالضد۔ و مستدرک و مستدرک منه که سعی ہم است متوحد و وجہ
استدراک مستدرک منه غیر مذکور بسبب وجود دلالت بنا بر ضدیت او۔ گویا این حصر الا را بمعنی استثنا میخواہد مگر مراد
که بعد مستدرک منه مذکور آمد یعنی مشیت او تعالی استفادۂ استدراک میدہد فائدہ حصر و تحقیق در جہت ثبوت نه در نفی
از آنکه حصر و تحقیق غیر موجود نباید و بر غیر موجود بنا بر توسیع و نفی حکم بر عدم باطل بخلاف لکن که از وی فائدہ حصر و تحقیق
نباید کرد ثبوت که نفی سابق متغایر بضد باشد فائدہ حصر و تحقیق از وی حاصل آید زیرا که ثبوت بعد نفی که بنا بر ضد است
حصر و تحقیق مفید چون نیست زید برادر کسے از شما ولیکن امیر و عادل است۔ پس درین مثال لاکن مفید حصر و تحقیق را
فائدہ از آنکه ثبوت امارت و عدالت زید که بعد نفی اخوت زید که متغایر بضدیت است برای حصر و تحقیق آمد و عدالت زید ثبوت

وان لم یتغایر وجہ الاستدراک للمعنی المذکور فمہمل الا استینافاً لمقصدٍ اٰخر الذی یذکر ولم یذکر ش وجہ الاستدراک مع وجود الدلالۃ علیہ بعدم التغایر فصاحۃً جوازاً ش مثلاً لوشئت لضربتکم لکن لاکرامکم ولوشئت لضربتکم لاکن اذ فیکم زیدٌ اے ماضربتکم لاکرامکم واذ فیکم زیدٌ م

اصل ۳۶ - ان فی المفضَّل والمفضَّل علیہ تغایراً حقیقیاً واتحاداً مجازیاً ش کما زیدٌ اعلم من عمرٍو م وقد یحذف المفضلُ علیہ للتوسّع ش کما اللّٰہ اکبر م والّا فبطلا۔

ترجمہ - واگرچہ استدراک برائے معنی مذکور متغایر نیست پس مہمل است مگر بطور جملہ استینافیہ یعنی جملہ نو برائے مقصد دیگر کہ ذکر کردہ شود۔ ووجہ استدراک دریں صورت جائز است کہ برائے فصاحت نیاید کہ بسبب متغایر نبودن وازمتوحد شدن دلالت بروموجود است چوں اگر خواستمی ہر آئینہ زدمی شمارا لاکن برائے اکرام شما۔ واگر خواستمی البتہ زدمی لاکن برائے آنکہ زید درمیان شما ہست یعنی من شمارا نزدم برائے اکرام شما۔ وبرائے اینکہ زید درمیان شما ہست۔ ایں آخر جملہ ہائے مستانفہ اند کہ در ہر دو مثال مذکورہ بحذف وجہ استدراک بنا بر توحدش بالاجمال آمدہ بودند باوجود تغایر وجہ استدراک ہر دو جملہ مستدرکہ را بنا بر استیناف بمقصد آخر رفع اہمالش نمودہ راست آوردہ ورنہ اہمال ظاہر ہے اصل ۳۶ - ہر آئنہ در مُفضَّل و مُفضَّل علیہ یعنی فضیلت دادہ شدہ وآنکہ برو فضیلت دادہ شود۔ تغایر حقیقی واتحاد مجازی است چنانچہ زیدٌ اعلم من عمروٍ یعنی زید از عمرو دانا تر است۔ پس زید وعمر کہ اول مفضل ودوم مفضل علیہ است تغایر حقیقتاً درو ظاہر است و در جنسیت بایکدیگر اتحاد مجازی است۔ وگاہے مفضل علیہ بنا بر توسع حذف کردہ شود چنانچہ اللّٰہ اکبر یعنی خدا از ہمہ بزرگتر است۔ اینجا مفضل علیہ محذوف شدہ توسع آوردہ۔ ورنہ در عدم تفرع یعنی توسع ابطال ہر دو آید یعنے مفضل ومفضل علیہ چراکہ مفہوم تفضیل کہ متوقف بر تقابل است از حذف یکے تقابل نماند وتوقف مفہوم تفصیل ہر دو پس نہ مفضل باشد نہ مفضل علیہ۔ وایں درست نہ آید مگر درگرفتن توسع در صورت حذف مفضل علیہ +

اصل ۳۵ در ذکر استدراک

اصل ۳۶ مفضل ومفضل علیہ

اصل ۳۵ در ذکر اصل ۳۶ تغایر مفضل ومفضل علیہ واتحاد مجازی وحذف مفضل علیہ +

اصل ۳۷ انّ الحصرَ هو الحصرُ المحصورِ فليس خارجٌ منه ش
ای ثابتاً من بعض المحصور م فلا يجری عليه انتقاضٌ
فانِ استُثنِیَ او استُدرِكَ او خُصِّصَ بعضٌ منه فی الكلام
فهو بمعنی جمعٍ لا حصرَ ش فالحصر لا يرجع الی المستثنیٰ
والمستدرَك والمخصوصِ م والتاكيدُ كالحصرِ فی الحكم +

اصل ۳۸ ان الربط فی مصدرٍ متعدٍ لا يتحدُ فی
فاعل ومفعول لانه بقيام حقيقی فی فاعل و بقيام
مجازی فی مفعول اذ هما متغايران بنسبةٍ لهما لكنه
يقتضی الدلالة الی كل واحدٍ منهما به فلا يدرك
كل واحدٍ غيره الا مجازاً والكلام فی الادراك
الذی بالربط المصدری لا بوجه غيره اصل ۳۹ انّ الجانب
الاوّلَ فی الجواز قوی لانه موجودٌ +

ترجمہ۔ اصل ۳۷ ہر آئینہ حصر او حصر محصور است یعنی گرد آوردن گرد آوردہ شدہ پس آنکہ خارج حصر است از محصور نیست یعنی از بعض محصور ثابت نیست ۔ پس انتقاض بروجاری نشود یعنی نقض وشکستہ شدن ۔ واگر بعض از محصور در کلام استثناء کردہ شد یا استدراک یا خاص کردہ شد پس او بمعنی جمع است نہ حصر ۔ پس ایں حصر سوئے مستثنی ومستدرک ومخصوص باز نمیگردد ۔ و تاکید در حکم ہمچو حصر است یعنی انچہ حکم حصر است تاکید راہمچنین است +

اصل ۳۸ ۔ ہر آئینہ ربط در مصدر متعدی در فاعل ومفعول متحد نمی شود از انکہ او در فاعل بقیام حقیقی است ودر مفعول بقیام مجازی زیراکہ فاعل و مفعول ہر دو بہ نسبتی کہ برائے ہر دو است متغایر اند یعنی باہم دگر مغایرت دارند لیکن ربط دلالت رامی خواھد بخود سوئے ہر واحد ازہر دو ۔ پس ہر واحد غیر خود را ادراک نمیکند یعنی درنمے یابد مگر مجازاً ۔ وایں کلام در ادراک است آنکہ بربط مصدری است نہ بوجہ غیر او +

اصل ۳۹ ۔ ہر آئینہ درجواز جانب اول قوی است از اں کہ او موجود است +

اصل ۳۷ ذکر کیفیۃ الحصر والتاکید

اصل ۳۸ ذکر کیفیۃ الربط فی المصدر

اصل ۳۹ ذکر کیفیۃ الجواز

اصل ۳۷ کیفیت حصر ... خارج حصر ... انتقاض ... نقض ... تاکید ... حصر است

اصل ۳۸ کیفیت ربط کہ در مصدر متعدی در فاعل ومفعول بسبب تغایر ہر دو بقیام حقیقی ومجازی متحد نمیشود

اصل ۳۹ کیفیت جواز کہ جانب اول قوی است

اصل - ان الذات لا تبحث بنفسها لمفهومیتها بالوجدان علماً بالضرورت الا بعوارضها فلا تتبع الا بعوارضها وهكذا العوارض لا تتبع بنفسها الا بما قامت به لانها لا تقوم الا بماهية والعرض على العرض ممنوع وان اقر ماهية فالعرض مفقود وان وجد فما نقول - اصل ان التعميم لا يقع في الذات نفسها الا في اختصاصها بوجوه جائزة ش هي ليست بضرورية فيجوز سلبها م او واجبة ش هي كانت ضرورية فلا يجوز سلبها م

اصل - ان التبيين يقع من العوارض لا من الذات فمن عوارض جائزة ش هي ليست بضرورية فيجوز سلبها م لرفع الابهام في وجه مخصوص ومن واجبة ش هي كانت ضرورية فلا يجوز سلبها م لرفع الجهل عن وجه مخصوص

ترجمہ - اصل - ہر آئینہ ذات بنفس خود بحث نمیکردہ شود ازانکہ مفہومیت یعنی دانستہ شدن و فہمیدن ذات بوجدان است بطور علم ضروری ازانکہ وجدان بعلم است پس ضروری است کہ ذات را بعلم دریابد۔ مگر ذات بحث کردہ شود بعوارض خود۔ پس ذات تتبع کردہ نشود مگر بعوارض خود وہمچنیں عوارض بنفس خود تابع وپیرو نمی شوند مگر بہ ما قامت بہ یعنی بچیزی کہ باو قائم اند ازانکہ عوارض قیام نمی یابند مگر با ماہیت ۔ وہر آئینہ عرض بر عرض ممنوع است ۔ واگر ماہیت اقرار کردہ شود پس بر عرض مفقود وگم است ۔ واگر یافتہ شود پس آنچیز است کہ مامیگوئیم یعنی ماہیت +

اصل ہر آئینہ تعمیم در ذات واقع نمی شود نفس ذات مگر در اختصاص او بوجوہ جائزہ یعنی تعمیم در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر این تعمیم در ذات واقع گردد در خاص شدن او از وجوہ جائزہ آنکہ نیستند ضروریہ پس سلبش جائز است یا از وجوہ واجبہ آنکہ ضروریہ ہستند پس سلبش جائز نیست +

اصل ہر آئینہ تبیین یعنی بیان کردن از عوارض واقع شود نہ از ذات پس یا واقع شود از عوارض جائزہ آنکہ ضروری نیستند وسلبش جائز باشد این تبیین مذکورہ برائے رفع ابہام یعنی برداشتن شک وپیچیدگی است در وجہ مخصوص ویا از عوارض واجبہ آنکہ ضروری ہستند وسلبش جائز نباشد این تبیین از عوارض واجبہ برائے رفع جہل است از وجہ مخصوص

ترکیب رسم ... [illegible]

اصل ذکر کیفیۃ التعمیم

اصل ذکر کیفیۃ التبیین +

اصل کیفیت کہ از ہر بنفس خود بحث نیاید مگر بعوارض مع دلائل

اصل کیفیۃ تعمیم کہ در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر با اختصاص او بوجوہ جائزہ یا واجبہ بجواز سلب وعدم سلب +

اصل کیفیۃ تبیین آنکہ تبیین از عوارض واقع شود نہ از ذات خواہ از عوارض جائزہ برائے رفع ابہام در وجہ مخصوص یا از واجبہ برائے رفع جہل از وجہ مخصوص وتوحد وتغایر در طرفین من وجہ واجب است دو وجہ توحد مبین است بالکسر +

ووجب التوحد في المبيَّن والمبيِّن من وجهٍ والتغاير من وجهٍ وهما ظاهران منهما فوجه التوحد مبيّن ❊

اصل - انّ التشبيه باضافةٍ لا بحقيقةٍ اذ وجه التشبيه وصفٌ مانعٌ بحقيقته ش فالتشبيه بحقيقةٍ ممتنعٌ ❊

اصل - انّ مفهوم كلٍّ ليتعلق باجزائه بمعنى جميعها فمفهوم كلٍّ يقتضي مفهوم جزءٍ له ومفهوم جزءٍ يقتضي مفهوم كلٍّ له وهما متخالفان في مفهومهما فلا ينطبق بعضهما على بعضهما وبقطع نظرٍ عن مفهومهما لا بحث فيهما فانّ مفهوم كلٍّ متوقفٌ على مقابلة مفهوم جزءٍ له ومفهوم جزءٍ على مقابلة مفهوم كلٍّ له فان كان ما به مفهوم كلٍّ موجوداً حقيقياً ضرورياً في حده وهو واحدٌ حقيقيٌ فكان ما به مفهوم جزءٍ له موجوداً حكمياً

ترجمه - در مُبيَّن و مبيِّن يعني بيان كرده شده و بيان كننده توحد من وجه واجب آمد يعني از وجهي در مبيَّن و مبيِّن يگانگت مقرره ضروري است - و تغاير من وجه يعني از وجهي جدائيگي ضروري است و هر دو از هر دو ظاهر اند يعني از توحد و تغاير كه از هيچ وجه باشد - پس وجه توحد مبيّن است يعني اين وجه از بيان كننده بر خيزد -

اصل - هر آئينه تشبيه باضافت يعني به نسبت است نه بحقيقت از انكه وجه تشبيه وصف مانع است بحقيقت خود يعني اين وصف در حقيقت خود از شركت مانع غير است پس تشبيه بحقيقت ممتنع است مگر باضافت آن حقيقت از انكه نسبت بدون حقيقت تمام نمي بايد ❊

اصل - هر آئينه مفهوم كل البته متعلق باشد باجزائي خود يعني همه اجزاء - پس مفهوم كل مفهوم جزء را ميخواهد براي خود - و مفهوم جزء ميخواهد مفهوم كل را براي خود حالانكه هر دو در مفهوم خود با هم متخالف اند - پس بعضي هر دو بر بعضي هر دو منطبق نمي آيند - و از مفهوم هر دو قطع نظر كرده در هر دو بحثي نيست - پس هر آئينه مفهوم كل متوقف يعني وا ايستاده است بر مقابله مفهوم جزء كه براي او ست - و مفهوم جزء متوقف است بر مقابله مفهوم كل كه براي او ست - پس اگر آنچه كه بان مفهوم كل است در حد خود موجود حقيقي ضروري باشد حالانكه او واحد حقيقي است ❊

اصل ٣٣ ذكر كيفيت مفهوم كل و جزء

اصل ٤٣ كيفيت آنكه تشبيه بنسبت باشد نه بحقيقت كه وصف مانع بحقيقت خود است ❊

اصل ٤٤ كيفيت مفهوم كل و جزء و تعريف كل و هر دو بمقابله خود هر دو را ميخواهد و متوقف با همديگر اند كه چون يكي موجود حقيقي باشد بمقابله او ديگر موجود حكمي و تعريف عليحده بيان تخالف هر دو و عدم انطباق يكي بر ديگري و آنكه كل واحد حقيقي يا حكمي بمقابله يكديگر مفهوم و به تتبع يكديگر ورنه هر دو مفهوم باطل و مفهوم جزء بمقابله مثل خود ثابت كه حاصل از افراد است اگرچه مختلف اند بخلاف فرد واحد هيچ حاصل مفهوم كل آنكه بر كثرت مختلفين دفعتاً خاص شود بحيثيت اجزاء كه اين وصف مانع است - و اجزاء بمقابله كل خود [illegible] ❊

فکان ما بہ مفہوم جزء لہ موجودا حکمیا ش ای غیر موجود منفرضا بالوجود م غیر ضروری فی حدہ لا تبعا بوجود ما بہ مفہوم کل ان لم یکن امکان جواز وجودہ ممتنعا وھو افراد حکمیۃ وان کان ما بہ مفہوم جزء موجودا حقیقیا ضروریا فی حدہ وھو افراد حقیقیۃ فکان ما بہ مفہوم کل موجودا حکمیا ش ای غیر موجود منفرضا بالوجود م غیر ضروری فی حدہ تبعا بوجود ما بہ مفہوم جزء ان لم یکن امکان جواز وجودہ ممتنعا وھو واحد حکمی فان لم یکن التبع لامتناع الوجود الحکمی فالتوقف ش الفاء تفید معنی العطف علی التبع والجزاء لشرط مقدر ای اذا لم یکن التبع بامتناع الوجود الحکمی بطل بعضھما فلم یکن التوقف بینھما المتوقف علی وجودھما م بطل مفہوم کل وجزء لعدم وجود بعضھما لعدم التبع ولعدم وجودھما لعدم التوقف

ترجمہ پس آنچہ کہ باو مفہوم جزء است برای آنچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی غیر ضروری باشد در حد خود بطور تبع بوجود آنچہ کہ مفہوم کل باو است از آنکہ موجود حکمی تبع باشد موجود حقیقی را۔ اگر امکان جواز وجود موجود حکمی ممتنع نباشد وآں موجود حکمی افراد حکمیہ است یعنی افراد اند غیر موجودی کہ بوجود فرض کردہ شدہ اند و اگر آنچہ کہ باو مفہوم جزء است موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد حالانکہ او افراد حقیقیہ اند از مفہوم کل۔ پس آنچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی باشد یعنی غیر موجودی کہ بوجود فرض کردہ شدہ کہ غیر ضروری است در حد خود کہ حکمی است۔ بطور تبع بوجود آنچہ کہ مفہوم جزء باو است ❊ اگر امکان جواز وجود او ممتنع نباشد وآں موجود حکمی واحد حکمی است۔ پس اگر بنا بر امتناع وجود حکمی این تبع کہ یکی را بدیگرے است نباشد بعض ہر دو باطل گردد پس توقفی کہ متوقف است بر وجود ہر دو درمیان ہر دو یکی را بدیگری نماند۔ وبدون توقف مفہوم کل وجزء باطل گردد از آنکہ بسبب عدم تبع۔ وجود بعض ہر دو مفہوم معدوم شود وبسبب عدم توقف وجود ہر دو معدوم شود۔ یعنی بسبب امتناع وجود حکمی تبع نماند واز ان ہر دو بعض باطل شود پس این توقف در میان ہر دو است کہ یکی بر دیگری متوقف است نباشد وبسبب نبودن این توقف وجود ہر دو معدوم شود پس مفہوم کل وجزء

فاعلم ان مفہوم جزءٍ لا یتحقق الا بمقابلۃِ مثلہ ش ہو جزءٌ م بخلافِ فردٍ واحدٍ فلا یحصل الجزءُ الّا بافرادٍ ولو مختلفین ش فلیس اتحادُ مجازیٌ فیہا شرطًا فی ھذا الوجہِ م ولمّا الاجزاءُ بمقابلۃ کلھا والافراد بمقابلۃ بینہا فالاجزاءُ لیست بافراد والافراد لیست باجزاء فاذا توقف مفہومُ بعضِھما علی بعضہما ففی ایّ وجہٍ ش من الوجہین المذکورینِ ای اِن کان ما بہ مفہومُ کلٍ موجودًا حقیقیًا ضروریًا فی حدہٖ وان کان ما بہ مفہومُ جزء موجودًا حقیقیًا ضروریًا فی حدہٖ م لا یتحقق الا وجودًا حکمیًا ش ای الّا یتحقق مفہومُ بعضِھما وجودًا حکمیًا م فالحاصل انما مفہوم کل ما ہو یحص علی کثیرین ولو مختلفین دفعۃً من حیث انہا اجزاء لہ فھذا وصفہ المانعُ

ترجمہ پس بدانکہ ہر آیینہ مفہومِ جزء ثابت و متحقق نہ شود مگر بمقابلۂ مثلِ خود کہ جزء است بخلاف فردِ واحد وحاصل نمی شود این جزء مگر با فراد اگرچہ مختلف باشند پس دریں وجہ اختلاف اتحادِ مجازی دریں افراد شرط نیست۔ و ہرگاہ اجزاء ثابت اند بمقابلۂ کلِ خود و افراد ثابت اند بمقابلۂ کہ درمیان شان است پس اجزاء افراد نیستند و افراد اجزاء وچونکہ مفہوم بعضِ ہردو بر بعضِ ہردو متوقف و استادہ است پس درہیچ وجہے از ہر دو وجہ مذکورین یعنی آنچہ کہ باو مفہوم کل است درحد خود اگر موجودِ حقیقی ضروری باشد و آنچہ کہ باو مفہوم جزء است اگر موجودِ حقیقی ضروری درحدِ خود باشد۔ ثابت نشود و تحقق نہ پذیرد مگر وجود حکمی یعنی مگر مفہوم بعض ہردو بطور وجودِ حکمی متحقق خواہد شد۔ مطلب آنکہ چوں مفہوم بعض ہردو یکی بر دیگری متوقف آمدہ۔ پس درہیچ وجہے از ہر دو وجوہ مذکورہ یکی ضرورتًا موجودِ حقیقی متحقق گردد بمقابلہ او موجودِ حکمی لامحالہ مفترض خواہد شد از آنکہ مفہوم یکی بر دیگری متوقف است ورنہ مفہوم ہردو کل و جزء باطل۔ پس حاصل ہمین است کہ مفہوم کل آنکہ او بر کثیرین دفعتًا خاص شود باینطور کہ ہر آئینہ ایشان اجزاء اند مرآں کل اگرچہ آں کثیرین مختلف باشند وبس

۴۵ اصل ذکر کیفیۃ مفہوم جنس

اصل ۴۵ اِنَّ مفہومَ جنسٍ ش ثابتٌ م بافرادٍ حقیقیۃٍ ش ای لہا وجودٌ واقعٌ م متقابلۃٍ موصوفۃٍ بعینیۃٍ منطبقۃٍ توصُّفًا عارضیًا بوصفٍ بمعنی مصدرٍ جعلیٍ او اصلیٍ مُنبیءٍ علیہ بہا یکون اتحادٌ مجازیٌ بینہا فلا بفردٍ ش ای لا یثبت مفہومُ جنسٍ بفردٍ واحدٍ م فالاتحادُ المجازیُ شرطٌ مُثبِتٌ لمفہومِ جنسٍ فمغایرتُ مجازیۃٍ فی افرادٍ مجازیۃٍ ش ای مالہا وجودٌ واقعٌ م لاتحقّقُ افرادیۃً حقیقیۃً فبطل مفہومُ جنسٍ حقیقیۃً الا مجازًا فافرادُ الوصفِ المقیدۃ بافرادٍ موصوفۃٍ بہٖ توصُّفًا عارضیًا موصوفۃٌ توصفًا ذاتیًا جنسٌ ایضًا

ترجمہ اصل ہر آئینہ مفہوم جنس کہ ثابت است با فراد حقیقیہ یعنی افرادے کہ برای آنہا وجود واقع است و آن افراد حقیقیہ متقابل یعنی متقابل بہمدگر باشند و موصوف بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور توصف عارضی بوصفی باشند یعنی این موصوف شدن افراد بطور عارضی بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است کہ بر معنی بآن افراد حقیقیہ آگہی می شود این مفہوم جنس درمیان افراد اتحادی مجازی باشد۔ پس مفہوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد آنکہ مفہوم جنس کہ ثابت با فراد حقیقیہ می باشد یعنی ازان افراد کہ وجود آنہا واقع باشد نہ از فرد واحد او اتحادی ہست مجازی درمیان ہمان افراد کہ آنہا باہم تقابل دارند و اینکہ بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور عارض وصف شدہ موصوف بوصفی باشند کہ بمعنی مصدر جعلی آید یا اصلی کہ ابنار و آگہی بران مصدر با فراد حاصل شود۔ پس این اتحاد مجازی شرط مثبت یعنی ثابت کنندہ آمد برای مفہوم جنس۔ و مغایرت مجازیہ در افراد مجازیہ یعنی افرادیکہ آنہارا وجود واقع نیست افرادیت حقیقیہ متحقق و ثابت نکند پس مفہوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد وصفیکہ مقید با فرادی است کہ موصوف بدان وصف از راہ توصف عارضی اند یعنی بطور شدن عارضی آن افراد وصف مقید کہ موصوف از راہ توصف ذاتی یعنی بطور وصف شدن ذاتی آنہم اند جنس آمدند یعنی چنانکہ افراد بوصفی از راہ توصف عارضی موصوف شدہ مفہوم جنس درمی یابند کہ گذشت ہمچنان افراد این وصف مقیدہ مذکورہ از راہ توصف ذاتی بدان موصوف شدہ نیز جنس می باشد

فمصدرٌ جعليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى واللفظِ ومصدرٌ اصليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى لا اللفظِ ولذا يُقال مصدرٌ اصليٌ وصفًا عامًا وفاعلٌ وا مفعولٌ اسمًا عامًا باعتبار الذاتِ وصفةً عامّةً باعتبارِ الزمان فالحاصل انما مفهوم جنس ما هو يعم على كثيرين متفقين من حيث انهم متقابلين فهذا وصفه المانع + اصل ان مفهوم نوعٍ ما هو يعم على كثيرين متفقين من حيثِ وصفهم فهذا وصفه المانع + اصل انّما ماهيةُ التى يظهر منها عارضٌ تعبّر بهيولى والعارضُ بصورةٍ فى محاورةِ قومٍ فقط فانّى أُصرحُ اى ان كان العارضُ زائدًا على الماهية بقيام حقيقي بها اصلًا لمنشأ يتها له وهو صفةٌ ذاتيةٌ لها فليس بحادثٍ منها

اصل ذکر کیفیۃ مفہوم نوع

اصل ذکر کیفیت الہیولیٰ والصورۃ +

ترجمہ - پس مصدرِ جعلی وانچہ موصوف ہست بدو جنس است بر اصلِ معنی ولفظ - ومصدرِ اصلی وانچہ بدو موصوف ہست بر اصلِ معنی جنس است نہ بر لفظ - وبنا بریں گفتہ شود مصدرِ اصلی بطور وصفِ عام یعنی از روی وصف عام ہست - وفاعل ومفعول باعتبارِ ذات اسم عام و باعتبارِ زمان صفتِ عام - پس حاصل ہمیں آمد کہ مفہومِ جنس آنکہ او بر کثیرین متفقین عام باشد ازیں حیثیت کہ ہر آئینہ ایشاں مقابل بہمدگر باشد - وہمیں وصف اوست مانع + اصل - ہر آئینہ مفہومِ نوع آں کہ او - عام باشد بر کثیرینِ متفقین از حیثیت وصف شاں - وہمیں است وصف مانعِ او +

اصل ہر آئینہ ہمیں است کہ ماہیتی کہ ازو عارض ظاہر شود بہیولی تعبیر کردہ شود وعارض بصورت در محاورۂ قومی فقط - پس البتہ من تصریح میکنم یعنی اینکہ اگر آں عارض زاید بر ماہیت است بقیام حقیقی باں ماہیت بطور اصل بنا بر آنکہ برائے عارض آں ماہیت منشاء واقع شدہ و او صفت ذاتیہ است برائے ماہیت پس آں عارض از ماہیت حادث نیست +

اصل کیفیۃ ہیولی وصورت بمقابلہ ماہیت وعارض بہ نسبت بقیام حقیقی کہ ثابت بماہیت باشد مع عرض اگر عارض بقیام مجازی است از ماہیت مسلوب است واز صفاتہائی مسلوبہ بدیہیہ انکار نمی تواند کہ اجتماع اضداد لازم آید +

تذکرہ ... [illegible]

وَإِن كان زائدًا على صفةٍ ذاتيةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بها اصلًا لمنشأيتها له فبالماهيةِ عرضًا بواسطةِ الصفةِ الذاتيةِ فهو حادث منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغيّر صفته ولا ماهيته الذاتية لكن تغيّر قيامه وقعوده قائمان بقيامٍ حقيقيٍ بصفته الذاتية اصلًا لمنشأيتها لهما فبماهيته بواسطةِ صفتهِ الذاتيةِ عرضًا فهما يحدثان منهما م فما هو بقيامٍ مجازيٍ لبس بصورةٍ لها اذ هو ماهيةٌ اوعارضٌ فإن كان ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش اي ماهيةٍ لا عارض م وإن كان عارضًا فله محلٌّ قيامه صفت قائمٌ بقيامٍ مجازيٍ وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بينهما في معنى هيولىٰ وصورةٍ فلا على نسبةٍ بقيامٍ مجازيٍ

ترجمہ و اگر آں عارض زائد بر صفتِ ذاتیہ است بقیامِ حقیقی باں صفت بطور اصل بنا بر آنکہ برائی عارض آں صفت منشاء واقع شدہ پس ایں عرض بواسطۂ صفتِ ذاتیہ عرض ماہیت آمدہ و او حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ او۔ چنانچہ زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ است پس دریں مثال متغیر نمی شود صفتِ ذاتیہ و نہ ماہیت زید را ولیکن قیام و قعود او متغیر شد کہ ہر دو بقیامِ حقیقی بصفتِ ذاتیہ بطور اصل قائم اند از آنکہ ایں صفتِ ذاتیہ برائی ہر دو منشاء ظہور و جائے نشو است پس بواسطۂ صفتِ ذاتیہ بماہیتش بطور عرض قائم اند۔ پس ہر دو قیام و قعود از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ حادث می شوند۔ پس آنچہ کہ او بقیامِ مجازی است نیست صورت برائی او یعنی برائے ماہیت از آنکہ او ماہیت است یا عارض۔ پس اگر او ماہیت است پس او قائم است بنفسِ خود در معنای خود یعنی در معنی ماہیت نہ عارض۔ و اگر او عارض است پس برائے او است محلِ قیام کہ قائم بقیامِ مجازی است و ایں محل ماہیت است قائم بنفسِ خود در معنای خود۔ پس ہر دو یعنی عارض مع محل کہ ماہیت است بنا بر نسبت بقیامِ حقیقی اند کہ درمیانِ ہر دو است در معنی ہیولیٰ و صورت و نیستند بنا بر نسبت بقیامِ مجازی کہ درمیانِ ہر دو است

فاعلم ان ما هو بقيامٍ حقيقيٍ من صفات التي ثابتة في ماهيةٍ وما هو بقيامٍ مجازيٍ من صفات التي مسلوبة من ماهيةٍ فإن انكرت مسلوبة التي بديهية لزم اجتماع اضداد بالتي ثابتة ✦ اصل ۱۴۲ انما الاطلاق بمقابلة التقييد وعكسه ش اي وانما التقييد بمقابلة الاطلاق م وهما على ماهيةٍ واحدةٍ والا بطلا فالتقييد على ماهيةٍ بقيامٍ حقيقيٍ من جهةٍ اخرىٰ بمغايرتٍ حكميةٍ بالاطلاق فزاد عليها لا الاطلاق ش كما ذكر في ذكر كيفية العلم والمعرفة الخ بزيادةِ شيئٍ من هذا م وتقييد الذات ليس من حيث اوصافها بمغايرت الوصف بالذات حقيقة في حدهما لكنه من حيث نفسها بالوصف لا بالذات ✦

اصل ۱۴۲ ذکر کیفیت الاطلاق والتقیید

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ آنچہ کہ او بقیام حقیقی است از صفاتی است کہ در ماہیت آں صفات ثابت اند۔ وآنچہ کہ او بقیام مجازی است از صفاتی ست کہ از ماہیت آں صفات مسلوب اند۔ پس اگر صفاتہائی مسلوبہ آں کہ بدیہیہ اند انکار کردہ شوند اجتماع اضداد لازم آید با آنکہ ثابتہ اند۔

اصل ۱۴۲ - اطلاق ہمیں است کہ بمقابلۂ تقیید شناختہ شود وعکس او یعنی تقیید ہماں است کہ بمقابلۂ اطلاق تمیز کردہ شود وہر دو بر ماہیت واحدہ اند ورنہ ہر دو باطل۔ پس تقیید کہ بر ماہیت است بقیام حقیقی از جہت دیگر ثابت بمغایرت حکمیہ باطلاق است۔ پس ایں تقیید زاید شد بر ماہیت نہ اطلاق چنانچہ در ذکر کیفیت العلم والمعرفت الخ بزیادت چیزے ازیں بیان کردہ شد۔ وتقیید ذات از حیثیت اوصاف ذات نیست بسبب مغایرت وصف باذات از روئے حقیقت در حد ہر دو یعنی در حد وصف وذات لیکن تقیید از حیثیت نفس ذات یا لوصف است نہ بالذات یعنی ذات را با وصف در حد خود ہا چوں مغایرت حقیقی است پس تقیید ذات از حیثیت اوصاف نیاید ولیکن از حیثیت نفس ذات باشد بنا بر وصف نہ بنا بر ذات ✦

اصل ۱۴۲ کیفیت اطلاق وتقیید ومثال

اصل ۴۹ ذکر کیفیۃ الاضافۃ

اصل[49] ان الاضافۃ لا تصح بین عامٍ وخاصٍ وعامین ولا بین موجودٍ ومعدومٍ ومعدومین الا بین موجودین خاصین فعلیک تامل فی البیان + اصل[50] انما الدلالۃ الی مدلولہا قاطعۃ عن غیرہ فمتضمنۃ اخبارٍ محتملٍ تصدیقٍ ش لا تکذیب م فالتصدیق متضمن لتسلیمٍ فحصل یقینٌ ش ھو علمٌ بدیہۃٍ ای واقعٍ م فقد یکون ش تامٌ م علمُ الیقینِ باضافۃٍ الی مفعولٍ وقد عینُ الیقین باضافۃٍ بیانیۃٍ ش ای نفسُ الیقین م وقد حقُّ الیقینِ باضافۃٍ الی فاعلٍ للمحصّلِ + اصل[51] الحکمُ ھو تعیینُ شیءٍ یدورُ بین فاعلٍ ومفعولٍ فحکمٌ تصدیقٍ باجمالِ مصدَّقٍ ھو لازمٌ تفصیلٍ وجودٌ واحدٌ فی حدہ فتفصیلُ مصدَّقٍ لازمٌ اجمالٍ وجودٌ متکثرٌ فی حدہ

اصل ۵۰ ذکر کیفیۃ الدلالۃ

اصل ۵۱ ذکر کیفیۃ الحکم

اصل ۴۹ کیفیۃ الاضافت وشناخت شاں۔

ترجمہ۔ اصل[49] ہر آئینہ اضافت یعنی نسبت درمیانِ عام وخاص و درمیانِ دو عام صحت نمی پذیرد ونہ درمیانِ موجود ومعدوم و دو معدوم مگر درمیانِ دو موجود کہ ہر دو خاص باشند۔ پس دریں بیان بر تو تامل لازم است۔

اصل ۵۰ اصل کیفیۃ دلالت وتصدیق وتسلیم وتیقن وعلم الیقین وعین الیقین وحق الیقین ومعنی شاں +

اصل[50] دلالت ہمیں ہست کہ سوئے مدلولِ خود از غیر او قاطع باشد یعنی بُرندہ۔ پس ایں دلالت متضمن باخبار باشد یعنی خبرے از و حاصل آید کہ محتمل تصدیق باشد نہ تکذیب وتصدیق متضمن تسلیم است پس یقین حاصل آمد کہ او علم بدیہہ ہست یعنی واقع۔ وایں یقین گاہے علم الیقین باشد باضافت سوئے مفعول یعنی در انحال اضافتِ علم مصدر سوئے یقین مفعول بمعنی یقین را داشتن است۔ وگاہے عین الیقین باضافتِ بیان یعنی نفسِ یقین۔ وگاہے حق الیقین باضافت سوئے فاعل برائے حاصل کنندہ یعنی حاصل کنندۂ یقین را یقین محقق شد۔ اصل[51] حکم او تعیین یعنی مقرر کردن چیزی است کہ دائر باشد درمیانِ فاعل ومفعول۔ پس حکمِ تصدیق مع اجمالِ مصدَّق کہ آں اجمال تصدیق شدہ لازم تفصیل است در حدِ خود وجودِ واحد است۔ وتفصیلِ مصدَّق کہ لازم اجمال است ایں در حدِ خود وجود متکثر ہست یعنی بسیار شوندہ

اصل ۵۱ اصل کیفیۃ حکم تصدیق وبیان اجمال وتفصیلی مع اجمال تفصیل مصدق در وجود واحد وتکثر و توحد متکثرہ عکس او +

فَمِنْ هُنَا تَوَحُّدٌ مَعَ تَكَثُّرٍ وَتَكَثُّرٌ مَعَ تَوَحُّدٍ ش
اى توحدُ وجودِ حكمِ تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ مع تكثُّرِ
وجودِ حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ وعكسُه اي وجودِ
حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ مع توحدِ وجودِ حكمِ
تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ م فحكمُ تصديقٍ باجمالِ
مصدَّقٍ اَهْوَنُ وَانْفَعُ لِلْمصدِّقِ ش كما تقول اٰمنتُ
باللّٰهِ كما هو باسمائِه وصفاتِه وقبلتُ جميعَ احكامِه
م اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ
حَبِيْبِكَ وعلى الٰه كما تُحِبُّه وترضاه وشفِّعه فينا وترحّمنا بِه

ترجمہ پس ازینجا است توحّد با تکثر و تکثر با توحد یعنی توحدِ وجودِ حکمِ تصدیق باجمالِ مصدّق مع تکثرِ وجودِ حکمِ تصدیق بتفصیلِ مصدّق و عکس این یعنی تکثرِ وجودِ حکمِ تصدیق بتفصیلِ مصدّق با توحّدِ وجودِ حکمِ تصدیق باجمالِ مصدّق ۔ پس حکمِ تصدیق باجمالِ مصدّق برائے مُصدِّق یعنی تصدیق کنندہ آسان تر و سودمند تر است چنانچہ تو گوئی اٰمنتُ باللّٰہِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ یعنی ایمان آوردم بخدائے برتر چنانکہ او با اسمائی خود و صفات خود است و ہمہ احکام او قبول نمودم و پذیرفتم اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ حَبِيْبِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ یعنی الٰہی از من رحمت نازل فرما و برکت بدہ و سلام رساں ہمیشہ کہ انجا منش نباشد بر رسول تو و حبیب تو کہ محمّد است صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر الٰہ او از انبیاء و اولیاء و ملائکہ تا آنکہ درو تو بینش دائر و سائر باشد آنچناں کہ دوست داری تو او را و از و خوشنود شوی و او را درمیانِ ما شفیع گرداں و مغفرت خواہ و بدو ما را رحم فرما و نزول رحمت کن ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ وَجَمِيْعِ اَتْبَاعِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ اٰمين ✤

(۵)

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن کیفیۃ توحید

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + اعلم القول عمن یہدین ان الحادث یقتضی قدیماً واحداً احداً متوحداً بضرورۃٍ وان لم یکن فالحادث ممنوعٌ والتوافق ممتنعٌ

ترجمہ ذکر کیفیت توحید خدا کہ پاکیزگی است او از چیزی از آنچہ کہ وصف میکنند مع متن وشرح وحاشیہ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم متن بتفصیل

بیان توحید ذات پاک سبحانہ

ستایش کنیم خدائی را و یاری خواہیم از و۔ و درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم وبدو شفاعت خواہیم۔ و بر آلِ او و یارانِ او و پیروانِ او ہمہ بناہا۔ بدانکہ این قول از آن کس است کہ مرا ہدایت میکند باینکہ ہر آئینہ حادث بالضرور قدیم واحد احد متوحد می خواہد ورنہ پس این حادث ممنوع بود۔ ازانکہ تخلیقِ قدیم موصوف وجود گرفتہ پس احتیاجش بالضرور لازمی است و در صورت علم احتیاج تخلیقش باطل وحدوث حادث ممنوع وہم در صورت نبودنِ قدیم یا بوجہ لزوم تنازع در وجود یا بلزوم محدث او وجود ایجادث نیز منع باشد حالانکہ او موجود ظاہر بدیہی ہست پس چگونہ ممنوع شود و نفی قدم و وحدت چگونہ آید۔ ناچار باشد کہ این حادث قدیم موصوف بالضرور مقتضی شود۔ و توافق ممتنع است۔ یعنی اگر قدیم واحد متوحد نباشد و بچند شرکای قدیم اتفاق آوردہ توافق نمودہ است این توافقش بوجوہ ممتنع آید باینطور کہ آنہمہ باہم موافقت دارند یا مخالفت۔ در صورتِ موافقت جائز باشد کہ ایشان بنا بر رفع معارضت توافق کردہ اند کہ احتیاج بدو داشتند یا بمعارضت قدرت نداشتند۔ اگر بسبب رفع معارضت محتاج توافق آمدند این لزوم احتیاج قدرتِ قدیمہ را باطل میکند چون قدرتِ قدیمہ باطل شد قدم ہم نماند پس توافقش چگونہ برآید۔ و بنا بر عدم قدرت بر معارضت عجز شان ظاہر است و این عجز قدرتِ قدیمہ و قدم ہر دو را باطل میکند و از ابطالِ قدم و قدیم ابطالِ توافق پیدا۔ و در صورتِ مخالفت ازانکہ توافق متخالفین در آنچہ ایشان تخالف نمودہ اند بوجہ تخالف شان توافق باہم گرچگونہ بندد لہذا در وجہیکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین ممتنع ہست۔ پس توافق قدم در ہر دو صورتِ موافقت و مخالفت ممتنع آمد و قدیم بجز واحد احد متوحد نیاید و شرکت و کثرت در و ممنوع و توافق ممتنع +

وبالتفرضِ الباطلِ توافقاً لادليلَ على المتوافقين والمتوحّدُ
ليس بمتعددٍ وانتزاعُ الحادثِ بقيامِهِ الحقيقي من
قديمٍ يبطلهُ فتثنيةُ وجمعهُ بكلِّ الوجوهِ
باطلٌ وإنما اللهُ إلهٌ واحدٌ سبحانَهُ
وتعالى عمّا يصفون ۔ اَللّٰهُمَّ صلِّ
وسلِّمْ على محمّدٍ نبيِّ الرحمةِ
وعلى انوارهِ كما تحبُّهُ
وترضاهُ وشفّعهُ
فينا وترحّمنا بهِ

ترجمہ و بتفرض باطل از روی توافق دلیلے بر متوافقین نیست ۔ ازانکہ در نفس نسبتِ قیام خواہ حقیقی باشد یا مجازی اشتراک نیست ۔ و نہ وجودی میان نسبت برائے قیام خود مشترک باشد و وجود برائے وجودے کہ متحقق شد از نسبتِ دیگر ثابت نمیگردد ۔ و اگر برائے ہر فرد نسبتِ قیام علیحدہ پنداشتہ خالق ہر فرد جدا گانہ فرض کردہ بدین گونہ معارضت باہمی برداشتہ شود دراں صورت برائے رفع معارضتِ جائزہ لزوم احتیاج دائر خواہد شد حالانکہ لزوم احتیاج برائے رفع معارضت مذکورہ بر بطلانِ قدرتِ قدیمہ و قدم و توافق ظاہر و موجود است ۔ و متوحد متعدد نیست کہ بشمار جزو جزو شدن تواند ۔ و انتزاعِ حادث بقیامِ حقیقی خود از قدیم بطلانِ قدیم کند ۔ چرا کہ حادث مخلوق کہ در عدمین محدود است فانی شدنی است پس بہر کہ این فانی قیام حقیقی دارد او ہم بفنائے این سبب قیام حقیقی فنا پذیرد ۔ پس تثنیہ و جمع قدیم بہر وجہ باطل شد حالانکہ این یقینی است کہ اللہ إلٰہ واحد است از اں اوصاف پاک و برتر است کہ آنان وصفِ او میکنند ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نبيِّ الرحمةِ وعلى انوارهِ كما تحبُّهُ وترضاهُ وشفّعهُ فينا وترحّمنا بهِ ۔ خدایا رحمت نازل کن و سلام بفرست بر محمّد کہ نبی رحمت است و بر انوار او چنانچہ دوست داری او را و از و خوشنودی و شفیع کن او را در میان ما و رحم کن ما را باو ۔ ✣ ✣ ✣ ✣

شرح متن بذکورہ آنکہ علم توحید ...
بر دلالۃ حادث متوقف است بر تعریف حادث و خلق او
حادث و مادہ معدوم مجہول و لا یتجزی بنفسہ و لا بغیرہ بدیہی است و عدم با شد با دلائل **

فشرحه بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حامدًا و مصلیًا مسلمًا و
اَعلم انما علم توحید قدیم فضا یتوقف علیٰ دلالۃ الحادث بنفسه
الیه فقال م اِنَّ الحادث ش اعلم انّ معرفۃ حدوث
وقدمٍ متوقفۃٌ بعدمین خ ای عدم سابق وعدم
لاحق ش فالحادث ما هو بین عدمین و العدم
بالتغیر بدیہی فکیفیۃ خلقه مجہولۃ والمادۃ له معدومۃ
ولا یتجزّی بنفسه ح ای لاینفسم ش ولا بغیرہ ح ای لا
یترکب ش من بدو وجودہ من عدمٍ ح سابقٍ ش الی
فنائہ الی عدمٍ ح لاحقٍ ش وجوبًا و التجزی بغیرہ لازم
ترکبٍ والترکب یقع فی الاجسام لا فی البسائط

ترجمۂ شرح و حواشی مع ایراد متن بالتفصیل۔

ترجمہ ۔ اکنوں شرحِ او است یعنی ترجمۂ شرح مع متن وحاشیہ وغیرہ بتفصیل بزبان پارسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توقف علم قدیم بدلالۃ حادث۔

بعد بجا آوردنِ حمد و صلوٰۃ و تسلیم بدانکہ یقینی است کہ دانستنِ توحیدِ قدیم بر دلالتِ حادث توقف یافتہ تا حادث
بنفسِ خود جانبِ قدیم دال نباشد فہم علم توحید محال باشد پس علم حادث مقدم باشد برائے دلالت
لہٰذا حضرتِ ماتن حادث را مقدم فرمود و گفت اِنَّ الحَادِثَ یعنی تحقیق ایں حادث۔ بدانکہ ہر آئینہ
معرفت حدوث و قدم متوقف یعنی باز ماندہ است بعدمین کہ یکی ازاں عدم سابق باشد و دیگرے لاحق۔ پس
حادث آنست کہ درمیان عدمین واقع شود۔ و عدم کہ اول و آخر حادث است از تغیر حادث واقعی معلوم
می شود کہ ظاہر است۔ و کیفیت آفرینش حادث مجہول است باینکہ ابتدائی خلق حادث از عدم واقع
شدہ۔ و مادہ برای او معدوم ازانکہ مادہ سبقت میخواہد و عدم سابق از خلق است پس مادہ
در عدم معدوم۔ و ضروری است کہ حادث از ابتداے آفرینشِ خود از عدم سابق تا فنائش
بعدم لاحق نتواند کہ بنفسِ خود جز و جزو شود کہ منقسم باشد و نہ بغیرش اجزا پذیرد کہ مرکب
باشد۔ زیرا کہ بغیرِ خود اجزا گرفتن ترکب را لازم گرداند۔ و ترکب در اجسام
واقع شود نہ در بسایط *

تعریف حادث و آنکہ بغیر مادہ از عدم بکیفیت نامجہول آمدہ و لا یتجزی بنفسہ و بغیرہ است و عدم بدیہی است مع دلائل **

فثبت الدعوی من جهةٍ والکلامُ فیهما مطلقاً فان ترکّب لزم موجودان للترکب من قبل ح الترکب ش فلا بدو الوجود للترکب ح وکلامنا فی بدوِ الوجودِ ش وان بدا وجودُ الترکب من عدمٍ لزم موجودان سابقان للترکب فی مرتبة عدمٍ او عدمُ مرتبةِ عدمٍ وهما باطلان ولزم الترکبُ للموجودین السابقین للترکّب فلزم تسلسلٌ لا ینتهی بنفی الوجودِ من عدم الذی منه بدایتُ الوجود فالوجودُ ازلیٌ بلا بدایتٍ فذلک شراکٌ حقیقیٌ فی قدمٍ او دهرٌ لا خالقَ لوجوده وفنائه وان انتهی بالوجود الذی لا ترکّبَ له حصل انه لا تجزّی بنفسه ولا بغیره من بدوِ وجودِه من عدمٍ الی فنائه الی عدمٍ وجوباً مع ان الوجودَ الذی فانٍ عدمٍ ازلیٌّ بلا بدایتٍ لا تجزّے بنفسه ولا بغیره +

ترجمہ اینجا دعوئے جہتی از جہاتِ حادث کہ عدم سابق را باشد ثابت گردید حالانکہ کلام دو ہر دو جہات مطلق آمدہ یعنی ہمیں دعوئی برائی جہتِ دیگر حادث کہ عدم لاحق باشد دلیل باشد پس اگر حادث مرکب باشد برائے ترکب او پیش از ترکب دو موجود لازم شوند حالانکہ ابتدائے وجود ترکب را نیامدہ وکلامِ ما در بدوِ وجود است۔ و اگر وجودِ ترکب از عدم پیدا آمدہ ابتدا شدہ در مرتبۂ عدم نیز برائے ترکب دو موجودِ سابق لازم آیند یا عدم مرتبۂ عدم لازم شود بنا بر وجود ہر دو موجود سابق و ایں ہر دو امر باطل است چرا کہ برائے ترکبِ ہر دو موجودِ سابق نیز ترکب لازم شود و تسلسلے لازم آید کہ بنفی کردن وجود از عدم کہ بدایت وجود از وست منتہی نہ شود۔ پس ایں وجود ازلی باشد کہ ابتدائے ندارد۔ و ایں شرک حقیقی است در قدم یا دہر است کہ برائے وجودِ او و فنائے او خالق نیست۔ و اگر حادث بوجودی کہ برائے او ترکب نیست آخر شد ہمیں برآمد کہ حادث بالضرور بنفسِ خود و نہ بغیرش از ابتدائے وجودِ خود از عدم سابق تا فنائیش بعدم لاحق جز و جزو نہ شود باآنکہ ہر آئینہ وجودی کہ آں از عدم فانیست ازلی ہست کہ بدایت و ابتدا او نیست او نہ بنفسِ خود جزو جزو شود و نہ بغیر خود +

فالكلام في تحقيق كيفية تجزّي بنفسه وبغيره فانهما في مرتبة تشخص زائد على ماهية لا في مرتبة تشخص ماهية اذ هي سريعة في فنائها كما يفهمان في ذكر كيفية الاصول في اصل ذكر كيفية تجدد شئ حتى تمهل للتركب ففي حال التركب ماهية التي في مرتبة بدو وجودها غير منجزية مطلقا بنفسه وبغيره شئ ولوجوده الى غيره محتاج كما قال سبحانه بديع السموات والارض الاية والبديع من خلق المخلوق من غير مادة كما قال سبحانه ام خلقوا من غير شئ هو عدم اعلم ان الشئ يطلق على ماله وجود فغيره عدم فثبت خالق بوصف مانع وبتوحيده بتخليق من عدما من غير مادة

کیفیة تجزی بنفسه وبغیره *

آیت ۱۳ سورۂ انعام

تفسیر آیہ ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شئے

ترجمہ زیں پس سخن است در تحقیق کیفیت تجزّی بنفسہ و بغیرہ والبتہ ایں ہر دو در مرتبۂ تشخصی ہستند کہ زائد بر ماہیت است نہ در مرتبۂ تشخص ماہیت زیراکہ ماہیت در فنائی خود چناں سبک سیر است کہ برای ترکب مہلت نمی یابد۔ چنانچہ در ذکر کیفیت اصول با صل ذکر کیفیت تجدد مفہوم میشود۔ پس در وقت ترکب آں ماہیت کہ در مرتبۂ بدو وجود خود ہست مطلقاً غیر متجزی است یعنی جزو جزو پذیر نیست نہ بنفس خود و نہ بغیرش۔ و برای وجود خود جانب غیرش محتاج۔ زیراکہ ہرچہ از عدم بوجود آید خود نیاید مگر باحتیاج غیر چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورۂ انعام رکوع ۱۳۔ بدیع السموات والارض الایہ یعنی نو آورندۂ آسمانہا و زمین ہست۔ اینجا لفظ ارض بمعنی زمین اسم جنس ہم دلالت بر کثرت از سموات میکند اگر جمع آمدے خلاف فصاحت بودے و کلام الٰہی جل جلالہ مبنی بر کمال فصاحت و بلاغت ہست۔ و بدیع کسی است کہ آفرید خلق را بغیر مادہ ایش چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ طور رکوع ۲۔ ام خلقوا من غیر شئ آیا آفریدہ شدہ آناں از غیر شئ کہ آں عدم است چوں بدانکہ شئے اطلاق کردہ شود و گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد پس غیر او عدم باشد الکنوں ثابت شد کہ بغیر مادہ از عدم آفرینندہ ہماں خالق است کہ وصف مانع دارد و متوحد باشد زیراکہ از عدم بوجود آوردن سوائے خالق حقیقی دیگرے را محال ہست پس چنیں خلق را فاعل مخصص و متوحد باید کہ صفتش بر غیر ممنوع و برای غیر مانع باشد و توحدش توسع را نخواہد *

در بیان کیفیت تجزی بنفسہ و بغیرہ

معنی بدیع۔

تفسیر آیہ ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شئے والتعریف شئے *

فَاِذًا لَا اِسْتِبْعَادَ فِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ بَعْدَ صِدْقِ الرِّسَالَۃِ بِتَحْقِیْقِ الْمَقَالَۃِ وَالْعَدَمُ قَوْلٌ رَاجِحٌ عِنْدِیْ مِنْ اَقْوَالٍ فِی التَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ وَغَیْرِہٖ مَنْظُوْرٌ فِیْہِ عِنْدَ مُتَامِّلٍ فِی النَّظْمِ وَالدَّعْوٰی فَفِیْ قَوْلِ مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَیْ مِنْ غَیْرِ خَالِقٍ نَظَرٌ بِاَنَّ لَفْظَ خُلِقُوْا یَقْتَضِیْ خَالِقًا بِتَوَسُّعِہٖ فَکَیْفَ الْاِسْتِفْہَامُ مِنْ خَالِقِہِمُ الْمَخْصُوْصِ بِتَوَحُّدِہٖ ✱ وَفِیْ قَوْلِ مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَیْ مِنْ غَیْرِ مَادَّۃٍ بِاسْتِفْہَامٍ لِنَفْیٍ فَحَاصِلُہٗ خُلِقُوْا مِنْ مَادَّۃٍ نَظَرٌ بِاَنْ لَا یَثْبُتَ خَالِقٌ بِوَصْفٍ مَانِعٍ لِاشْتِرَاکِ خَالِقِیْنَ فِیْ وَصْفٍ جَامِعٍ بِخَلْقٍ مِنْ مَادَّۃٍ وَاِنَّ اللّٰہَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ بِاِبْدَاعٍ مِنْ غَیْرِ مَادَّۃٍ فَکَیْفَ یَثْبُتُ دَعْوٰی حَشْرٍ وَدَعْوٰی رِسَالَۃٍ بِتَحْقِیْقِ الْمَقَالَۃِ اَمْ ہُمُ الْخَالِقُوْنَ ✱ بِوَصْفٍ مَانِعٍ

ترجمہ - والحال ہیچ استبعاد و دشواری در خلقِ جدید نماندہ بخوبی مفہوم شد کہ خلقتِ جدید را از عدم آوردن اینچنیں فاعلی را سزد نہ غیرش را - و ہم رسالتِ رسول بتحقیق مقالتش کہ از صدقِ کلامِ رسولِ صادق محقق ہست راست آمد - بایں کہ آں رسولِ امین است مبین امانتِ حق را حق حق نمود و آنکہ خالق را چنیں تخلیق بغیر مادہ مانع الوصف فرمود پس صدق ارسالش رسولِ صادق را وانماید و دعوی رسالت چنیں کس را شاید - و از اقوالِ تفسیر کبیر قولِ غیر شیء بمعنی عدم نزدِ من راجح و قوی تر است ای نزد شارح رحمۃ اللہ علیہ از آنکہ اقوال دیگر بر متامل در نظم کتاب و ثبوت دعوی منظور فیہ آمدہ کہ خالی از خدشات نمیباشند - چنانچہ در قول من غیر شیء بمعنی من غیر خالق ایں جائی نظر است کہ لفظ خُلِقُوْا بوجہ مجہولیتِ فاعل خالق خود متوسع بخواہد پس استفہام خالق مخصوص بتوحد خود از خالق آنہا کہ متوسع اند چگونہ صورت بندد - و در قول من غیر شیء بمعنی من غیر مادۃٍ بسبب استفہام کہ برائے نفی است حاصلش خُلِقُوْا مِنْ مَادَّۃٍ باشد معنی آنکہ آیا پیدا کردہ شدند آناں از غیر مادہ - چونکہ اینجا استفہام برائے نفی آمدہ لہذا حاصل معنی چنیں شد کہ آنہا از مادہ آفریدہ شدند - پس ہمیں جائی نظر است و خدشہ ایں ہست کہ خالق مانع الوصف بسبب اشتراک خالقین در وصف جامع کہ آں از مادہ آفریدن ہست ثابت نگردد - و وصفِ مانع آنست کہ شرکت غیر را بخود مانع باشد چنانکہ در غیر آں وصف یافتہ نشود - و وصف جامع آنست کہ شرکتِ غیر را بخود جامع باشد چنانکہ آں وصف در غیر یافتہ شود - پس وصفِ جامع بخلق از مادہ اشتراک خالقین ہست کہ ازیں اشتراک خالق بوصف مانع ثابت نگردد حالانکہ بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ یعنی خدا برتر بوجہ ابداع خود از غیر مادہ نیکوترین آفرینندگان است پس دعوی حشر و دعوی رسالۃ بتحقیق مقالت چنانکہ در تفسیر آیت مذکورہ ما فی البحث مذکور آمدہ چگونہ ثابت گردد - و حال نیست کہ آیت مذکورہ باثبات رسالہ و حشر استدلال گرفتہ - و اثبات حشر بعد تحقیق مقالتِ رسول صادق نیز بدیں گونہ بر آمدہ کہ خالق بغیر مادہ از عدم بوجود آورندہ را باز بحشر موجود کردن چہ دشوار گردد - و آں نیست اَمْ ہُمُ الْخَالِقُوْنَ ہ الخ یا آنہا خالقانند بوصف مانع - یعنی آناں ایں وصف ندارند کہ بغیر مادہ از عدم آفرینند - الحاصل حادث بغیر مادہ خلق شدہ و در پیدائش خود محتاج آمدہ لہذا حضرت خالق نزد و -

م يقتضي ش لاحتياج وجوده ص قديماً ش اى ما هو ليس بين عدمين فكيفية قدمه مجهولة وازلي بلا بدايةٍ وابدي بلا نهايةٍ وليس له موادٌ ولا يحتاج لوجوده الى غيره ولا يتحد به م واحداً ش هو يتصف بصفاتٍ لها زائدة على ذاتٍ بغيرها منها لتمائزها بنفسها هنا فكانها تحدث ولا يقابله عددٌ وهو واسطة احداثٍ لفاعليته ح اللام الجارة لعلةٍ والضمير المضاف اليه الى واحدٍ ش لفظاً ح تمييزٌ من الفاعلية اى بناءً على لفظ فاعل الذى يستعمل لحدوثِ فعلٍ فهذا دليلٌ على معنى كانها تحدث ش ومعناً ح معطوفه اى بناءً على معنى فاعلِ الذى يحتاج الى شبهِ مفعولٍ

ترجمہ يقتضي قديماً ميخواهد قديم را۔ يعنى اقتضائى حادث براى قديم بنا بر احتياج وجود اوست۔ وقديم آنست كه درميانِ عدمين نباشد پس كيفيتِ قدمِ او مجهول است۔ وازلى است بى بدايت ازانكه حدِ بدايت مميز است از عدمِ سابق۔ وابدى است بى نهايت ازانكه حدِ نهايت مميز است از عدمِ لاحق۔ و نيست براى او ماده چه عدمِ ماده نتواند كه وجودى باشد يا كه تو وجودى نام نهاده شود حالانكه او تعالىٰ واجب الوجود است۔ واحتياج ندارد براے وجودِ خود جانبِ غير خود۔ ونه متحد مى شود بغير خود چه اتحادِ شيئين ممتنع است فكيف اتحاد الحادث بالقديم لمنع اجتماع الضدين يعنى اتحاد حادث با قديم با وجود منع اجتماعِ ضدين چگونه صورت بندد۔ بناءً عليه فرمود واحداً يعنى آں قديم كه مطلوب حادث است واحد است۔ واو موصوف است بصفاتى كه براى آنها بر ذات ازاں صفات زيادت باشد كه از ذات غير دانند چه غير نيستند لتمائز نفس صفات متمائز است پس گويا ايں صفات حدوث يافته حالانكه ايں حدوث زيادت مى باشد۔ ونه او را عددِ مقابل باشد يعنى ثانى وغيره۔ واو واسطۂ احداث است بنا بر فاعليتِ خود از روے لفظ ومعنى۔ چه در لفظ لفاعليته لام جاره براى علت آمده۔ وضمير لاحقه مضاف اليه راجع براى واحد۔ ولفظاً كه در شرح است تمييز از فاعليت است۔ يعنى صفتِ واحد واسطۂ احداث است بر بنا رِ لفظ فاعل كه مستعمل مى شود براى حدوث فعل۔ پس ايں دليل است براى ايں معنے كه گويا آنها حادث مى شوند۔ ولفظ معناً معطوف است از لفظاً مذكور۔ يعنى صفت واحد واسطۂ احداث است هم بر بناى معنے فاعل كه محتاج جانب شبه مفعول مى شود

وشبهُ الذات لا يحصل الا بعوارضها التي هي لا عينها فواحدية هي مصداق متقدم لحصول شبهٍ لصنعٍ من ذاتٍ بصفات التي هي لا عينها فتكون واسطة احداث.

احداً ش هو متصف بصفات التي هي في واحدية عينية فلا تميز لها زيادة على ذاتٍ بغيريتها منها هنا ولا يقبل تجزءً في وجوده ولا هو واسطة احداثٍ للزومه ح اللام الجارة لعلةٍ والضمير المضاف اليه الى احدٍ ش لفظاً ح تمييز من اللزوم اي بناءً على لفظ صفةٍ مشبهة التي تستعمل للزوم صفةٍ فهذا دليل على لزوم صفاتٍ عينيةً في احديةٍ لا غيرية

ترجمہ وشبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارض او کہ آنہا لاعین او ست یعنی غیر او ہستند۔ پس واحدیت کہ او مصداق متقدم است برائی حصول شبہ برای صنعت از ذات بصفات آنکہ او لاعین او ست یعنی غیر او ست پس واحدیت واسطہ احداث باشد۔ حاصل معنی آنکہ واحدیت صفت زائد بر ذات است موصوف بغیریت کہ تمایزش اینجا بغیر او حاصل است از لفظ صفت کہ زائد است از ذات پس گویا کہ او حادث شدہ۔ و ہمین صفت واسطہ احداث ہست در بیان فاعل و مفعول کہ از روی لفظ و معنی بلفظ واحد فاعل ہویدا است چہ لفظ فاعل مستعمل برای حدوث فعل میشود و از روی معنی اینکہ فاعل احتیاج شبہ مفعول میدارد و شبہ ذات بغیر عوارض زائدہ بر ذات حاصل نمی شود پس واحدیت برای حصول شبہ صنعت مصداق متقدم خواہد شد و مصداق متقدم برای صنع واسطہ احداث است۔ نہ مرتبہ وصفت احدیت چنانچہ فرمود۔ احداً یعنی آن قدیم ہم احد است۔ واحد آنست کہ موصوف بود بصفاتیکہ در واحدیت ہست ولاکن اینجا آنکہ عین او ست۔ پس زیادت بر ذات مع غیریت او از وی اینجا چون واحدیت شناختہ نمیشود۔ و او در وجود خود تجزی نہ پذیرد تا آنکہ جزو جزو شود۔ و نہ او بنا بر لزوم خود واسطہ احداث است از روی لفظ و معنی چہ در لفظ للزومہ لام جارہ برائی علت ہست۔ و ضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع جانب احد و لفظاً در شرح تمییز از لزوم یعنی بر بنائی لفظ احد کہ صیغہ صفت مشبہ ہست آنکہ برائی لزوم صفت مستعمل می شود پس این دلیل است بر لزوم صفات بطور عینیت کہ در احدیت از روی عین اند و غیریت را در آن گنجایش نیست چون در واحدیت کہ زیادت صفات بر ذات در اینجا غیریت را وا نماید ؁

شبہ ذات بعوارضش آید مصداق متقدمش واحدیت ہست و ہمین واسطہ احداث ہست۔

شبہ ذات حاصل نمی شود مگر بعوارض او و مرتبہ واحدیت مصداقش متقدم است و ہمین واسطہ احداث است و در وی ہست تمایز صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبہ لاعین ہست

مرتبہ احدیت نہ واسطہ احداث و نہ در وی تمایز صفات نہ بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت

ش ومعنًا ح معطوفہ ای بناءً علیٰ معنےً احدیۃ فیہا لیس تمایزُ صفاتٍ بلزومہا بعینیۃٍ فلا یحصل شیۃٌ لصنعٍ من ذاتٍ فلا تکون واسطۃَ احداثٍ م متوحدًا ش ہو تلزمہ وحدۃٌ فی وجودہ فلیس بمتعددٍ م بضرورۃٍ ش متعلقٌ بفعلٍ یقتضی م وان لم یکن ش الواو حالیۃٌ فحالٌ من قدیمٍ او للعطفِ علی الجملۃِ واِن شرطیۃٌ ولم یکن تامۃٌ والضمیرُ المستترُ الیٰ قدیمٍ واحدٍ احدٍ متوحدٍ فاعلُہ او ناقصۃٌ فموجودًا خبرہ محذوفٌ م فالحادثُ ممنوعٌ ش فہذا الحادثُ بعدمِ القدیمِ او بتنازعٍ فیہ لعدمِ وحدتٍ ممنوعُ الوجودِ واِنّما ہو بدیہیٌ م والتوافق ممتنعٌ

ترجمہ ولفظ معنًا دریجا معطوف بر لفظ مذکور است کہ تمیز از لزوم است یعنی بر بنائی معنی احدیت کہ در و تمائز صفات نیست بسبب لزوم صفات کہ بعینیت است۔ پس برائی صنع شیہ از ذات حاصل نشود کہ او خود صفت مشبہ بذات است پس واسطۂ احداث نخواہد شد۔ متوحدًا و نیز صفت متوحد قدیم را ضروری است واو آنست کہ وحدت و یکتائی در وجود او لازمی بود پس تعدد در و نگنجد۔ بضرورۃٍ۔ وایں متعلق بفعل یقتضی است کہ خبر حادث است یعنی ناچار می خواہد۔ از انکہ حادث را بجانب قدیم کہ واحد احد و متوحد ضرورت احتیاج است۔ وان لم یکن واگر نبود آں قدیم کہ واحد احد و متوحد است یا اگر آں قدیم موجود نیست اینجا واو حالیہ است کہ از قدیم حال است یا برائی عطف بر جملہ۔ وان شرطیہ بنا بر استدلال قدیم از حادث۔ ولم یکن فعل تام کہ فاعلش ضمیر مستتر است راجع جانب قدیم واحد احد متوحد یا فعل ناقص کہ موجودًا خبرش محذوف است۔ فالحادثُ ممنوعٌ پس وجود ایں حادث ممنوع بود یعنی اگر آں قدیم واحد احد متوحد است نباشد پس وجود ایں حادث بسبب عدم قدیم یا بوجہ تنازع در و یعنی در قدیمین ممتنعین کہ در احداث حادث بنا بر عدم وحدت لازمی است ممنوع خواہد شد حالانکہ حادث بالبداہت اے بالواقع موجود است۔ والتوافقُ ممتنعٌ۔ وتوافق ممتنع است۔

متوحد در وجود خود لزوم وحدت دارد۔

متوحد در وجود خود لزوم وحدت دارد و تعدد را نشاید۔

ش الواو للعطف على الجملة والتوافق اتحاد مجازي
فان قيل توافقا في خلق الحادث فكيف امتناع وجوده
قيل توافق المتخالفين في وجه تخالف في ما شيئ
ممتنع وتوافق المتوافقين في ما شيئ بلزوم احتياج رفع
معارضة جائزة مبطل قدرة قديمة فقدم وان لم
يقدرا لمعارضة فعجزهما مبطل قدرة قديمة
فقدم ش لاقتضائه عدما سابقا ولاحقا م وبالتفرض
الباطل توافقا ش الواو كالاولى والتفرض ما
يجوزه العقل وقد ما وجد فوصف بباطل اي لا يجوزه
العقل على ما ذكر وتوافقا تمييز للتفرض الباطل

تعریف توافق و اقسامش

توافق متوافقین و متخالفین

ترجمہ این واو عطف بر جملہ است - و توافق اتحاد مجازی را گویند - و اگر بطور سوال
و دعوی گفتہ شود کہ چون ہر دو در پیدائش حادث اتفاق نمودند پس امتناع وجودش چگونہ خواہد شد
بطریقہ جواب گفتہ شود کہ توافق متخالفین بوجہ تخالف در آنچہ کہ خواستہ شدہ است ممتنع است
یعنی در وجہیکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین بوجہ مخالفت ممتنع است - و توافق
متوافقین در آنچہ کہ خواستہ شدہ است باطل کنندہ قدرت قدیمہ است از آنچہ جائز باشد کہ معارضت
پیدا شود و برای رفع معارضت احتیاج لازم آید یعنی در وجہیکہ ایشان اتفاق نمودہ اند جائز شد
کہ بنا بر احتیاج رفع معارضت کہ لازم بود این اتفاق ورزیدند - درین صورت بسبب لزوم احتیاج
توافق متوافقین قدرت قدیمہ را باطل میکند - چون قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم ہبا شد پس توافق
چگونہ بر آید - و اگر ہر دو معارضت نمی توانند پس عجز شان بطلان قدرت قدیمہ و قدم ہر دو میکند چہ
قدیم آنست کہ درمیان عدمین نباشد بلکہ فارغ از عدمین باشد - و این عجز عدم سابق و لاحق ہر دو
میخواہد و ازین بطلان بطلان توافق ظاہر - و بالتفرض الباطل توافقا این واو مثل سابق عطف
بر جملہ است - و تفرض آنست کہ عقل او را جائز دارد و چونکہ او یقینا غیر موجود است لہذا بباطل موصوف
کردہ شد یعنی عقل او را جائز نمی پندارد ہمچنانکہ مذکور شد - بعدہ توافقا را از فرض باطل
تمیز آوردہ یعنی ہر چند نزد عقل چنانچہ مذکور شد توافق جائز نیست و ایشان بفرض باطل
بود با وجود بطلان توافق جائز دارند ✣

اشتراک در نفس نسبتہ قیام نیابد و خود در نسبتین برائے قیام مشترک نیابد و نہ وجودے برائے وجودے ثابت شدہ کہ بنسبت دیگر ثابت آید

ص ولا دلیل علی المتوافقین ش لانّہ لیس اشتراکٌ فی نفس نسبۃِ قیامٍ و لو حقیقۃً او مجازاً ولیس الوجودُ مشترکاً فی نسبتین لقیامہ ولا یتحقق وجودٌ لوجودٍ محقّقٍ من نسبۃٍ اُخریٰ وان تفرض خالقٌ فرداً لکلِّ فردٍ وھم لا یعارضون فی خلق علٰی وجہ مفارقۃِ نسبۃِ قیامٍ فاحتیاج رفع معارضۃٍ ظاہرٌ ولا دلیل علی المتوافقین الّا علٰی واحدٍ۔ ص و المتوحِّد لیس بمتعددٍ ش الواو کالاولیٰ والجواب عن التثلیث ای المتوحد لا یقبل التجزّی عدداً واعلم انّ وحدتًا فی کثرتٍ وعکسہا فمعناھا امّا انّ وحدتًا فی نفسِ کثرتٍ ای فی نفسِ کثرتٍ وعکسہا ح ای انّ کثرتًا فی نفسِ وحدتٍ ش فباطلٌ وامّا ان وحدتًا فی کثرتٍ ای فی نفسِ کلِّ فردٍ من الافرادِ تقتضیہم فنحوہٗ عکسہا

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس آن

ترجمہ لا دلیل علی المتوافقین۔ دلیلے بر متوافقین نیست آنکہ در نفس نسبت قیام خواہ حقیقتاً باشد یا مجازاً اشتراک نیست ورنہ وجودی بیان دو نسبتہ برائی قیام خود مشترک باشد ورنہ وجودی برائے وجودی کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت گردد۔ و اگر فرض کردہ شود کہ برائی ہر فرد خالق علیحدہ ہست و ایشان باہم دگر در آفرینش معارض نیند چراکہ نسبت قیام ہر فرد جداگانہ آمدہ در اتخال احتیاج رفع معارضت ظاہر چنانچہ بر بطلان قدرت قدیمہ و قدم و توافق از لزوم احتیاج رفع معارضت مذکور شد پس بر متوافقین ہیچ دلیلے دانستہ نشود مگر بر واحد و این تفرض واقعی باطل است بہیچ نوع پسندیدگی و پذیرائی را نشاید۔ و المتوحِّد لیس بمتعدِّدٍ۔ و متوحد متعدد نیست۔ این واو ہم بنا بر عطف بر جملہ است۔ و این جملہ جواب از تثلیث است یعنی متوحد بطور عدد جز و جزوئی تواند و تجزّی می نمی پذیرد۔ و بدانکہ ہر آئینہ وحدت در کثرت و کثرت در وحدت پس مراد از آن یا وحدت در نفس کثرت و کثرت در نفس وحدت است و آن باطل است۔ و یا مراد از وحدت در کثرت اینکہ وحدت در نفس ہر فرد از افراد است کہ کثرت آنہا را میخواہد پس حق است نہ عکس او۔

اشتراک در نفس نسبتہ قیام نیست۔ و نہ در نسبتین برائے قیام وجود مشترک باشد و نہ وجود برائی وجود ثابت گردد کہ بہ نسبت ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس او

ح اى ان كثرتا فى نفسِ وحدتٍ ش لانّ توحّدًا ليس فى نفسِ تعددٍ وعكسه ح اى تعددًا ليس فى نفسِ توحدٍ م وانتزاعُ الحادث بقيامهِ الحقيقي من القديم يبطله ش الواو كالاولى والردّ على توحيدِ الفلسفة والتثليث لان انتزاعَ الحادثِ المخلوقِ الذى اثرٌ لامرهِ تعالى بتكوينهِ بقيامهِ الحقيقي من القديم يبطل القديم - م فتثنيتهُ وجمعهُ بكلّ الوجوه باطلٌ ش هذا جزاءُ شرطٍ محذوفٍ وهو اذا كان الامرُ كما ذُكر فى ردّ المتخاصمين والتثنيةُ مثل الواحدِ فى وصفهِ والجمعُ مماثلُ الواحدِ فى وصفهِ

ترجمہ یعنی اینکہ کثرت در نفسِ وحدت چراکہ توحد یعنی در نفسِ تعدد نیست و نہ عکس این یعنی تعدد در نفسِ توحد - وَانْتِزَاعُ الْحَادِثِ بِقِيَامِهِ الْحَقِيْقِيِّ مِنَ الْقَدِيْمِ يُبْطِلُهُ - و انتزاع حادث بقیامِ حقیقیِ خود از قدیم بطلان قدیم کند - و این واو مثلِ سابق عطف است بر جملہ - و در این ردّ است بر توحید فلسفہ و تثلیث - از آنکہ انتزاع حادث از قدیم کہ قیامش با قدیم حقیقتاً باشد مبطل قدیم است چہ حادثی کہ مخلوق است اثر امر او تعالی است کہ بتکوینش یعنی بہ ہست کردنش بر آمدہ چون انتزاعش از قدیم بطور قیام حقیقی باشد بسبب عینیتش در قدیم حدوثِ خلق وانماید و بطلانش کند پس ناچار انتزاع حادثِ مخلوق از قدیم بطور قیام مجازی باشد نہ حقیقی چہ در صورتِ قیام حقیقی از قدم و حدوث اجتماع ضدّین لازم آید و آن نمی تواند بلکہ بطلانِ یک دیگر کند فَتَثْنِيَتُهُ وَجَمْعُهُ بِكُلِّ الْوُجُوْهِ بَاطِلٌ پس تثنیہ و جمع قدیم بہر وجہ باطل شد - این جزاء است از شرطِ محذوف کہ او اِذَا كَانَ الْاَمْرُ كَمَا ذُكِرَ فِىْ رَدِّ الْمُتَخَاصِمَيْنِ است یعنی چون امر چنان باشد کہ در ردِّ متخاصمین مذکور شد پس تثنیہ و جمعش بہر صورت باطل شد - و تثنیہ چنانکہ واحد در وصف خود موصوف است بوصف خود مثل واحد آمدہ و ہمچنین جمع مماثل واحد است بوصف واحد و تا اینجا حقیقتِ مثل ندانی قید وصف نہ پنداری ۔

تحقیق معنی مثل

وَاعلَم اَنَّ المِثلَ یَقتَضِی اتحاداً و تغایراً ولکن التغایر حقیقیٌ والاتحادَ مجازیٌ فاِن فقدَ احدُ الوجهین بطلَ المثلُ فقیّد و اکّد بِمِثلِ وصفِهٖ لِاَنَّ الاتحادَ اقویٰ فی وجهِ التثنیۃِ وَالجمعِ لانہ وجہُ تشبیہٍ فی المِثل وھو مقصودٌ والضمیرُ فیھما الی القدیم ﴿وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ﴾ ش الواوُ حالیۃٌ عن مقولۃِ القول او کالاولیٰ فما ثبت بعد الردِّ بالتحقیقِ اِنَّمَا اللّٰہُ الخ ﴿سُبحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَصِفُونَ﴾ ش ھٰذا تخفیفُ الکلام علیٰ سبیلِ المحاورۃِ ای سَبَّحتُہٗ سُبحَانًا والواو حالیۃٌ والجملۃُ الفعلیۃُ حالٌ عن ضمیرٍ لاحقٍ فی سبحانہٗ وضمیرٌ مستترٌ فی یَصِفُونَ عامٌّ الی معھودٍ ذھنیٍّ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحمَۃِ وعلی النوارۃ کما تُحِبُّہٗ وَتَرضَاہُ وَشَفِّعہُ فِینَا وَتَرحَمُنَا بِہٖ

ترکیب لفظ سبحانہ

ترجمہ لہٰذا بدانکہ مثل اتحاد و تغایر را می خواہد لیکن باید کہ تغایر حقیقی باشد و اتحاد مجازی۔ پس اگر یکی ازیں دو وجہ فقدان یابد مثل باطل گردد پس قید و تاکید وصف بمثل ازیں سبب آمد کہ وصف اتحاد در وجہ تثنیہ و جمع قوی تر است زیرا کہ در مثل ہمیں وجہ تشبیہ واقع شد و ہمیں مقصود است۔ و ضمیر در تثنیہ و جمع جانب قدیم است۔ وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است۔ ایں واو حالیہ است از مقولہ قول یا مثل سابق عطف است۔ پس آنچہ ثابت شد بعد رد بہ تحقیق ہمیں است کہ اللہ ہست الٰہ واحد و معبود یکتا و کسی دیگر معبود نیست و پرستش را نہ سزد۔ سُبحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَصِفُونَ پاکی ستودم او را چنانکہ پاک ہست حالانکہ او برتر است از آنچہ کہ وصف میکنند و در توصیفش یا آنچہ موسنکر وصف میکنند بوصف محدود۔ ایں تخفیف کلام در سُبحَانَہٗ بر سبیل محاورہ ہست کہ از سَبَّحتُہٗ سُبحَانًا آمدہ۔ و نیز ایں واو حالیہ است کہ بعدش جملہ فعلیہ حال واقع شدہ از ضمیر لاحقہ کہ در سُبحَانَہٗ آمدہ۔ و ضمیر مستتر در یَصِفُونَ عام است کہ سوئی معہود ذہنی ہست۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحمَۃِ وعلی النوارۃ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ترجمہ ایں درود

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصوّر مفہوم الواجب کلیا

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اللّٰھم قیل جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً فجاز لک شریک ولا الہ الا انت وحدک یا ایہ المستفھم ان المفہوم ھو المصداق والتصور یتبعہ

تحقیق مفہوم کل وجزئی و ہمیں مصداق است۔

ترجمہ۔ بیان کیفیت آنکہ منع ہست جائز داشتن نفس تصور مفہوم واجب را کلی۔ یعنی آنکہ از واجب تعالیٰ فہم کردہ شود پس ایں مفہوم نفس تصور او را در فہم خود کلی پنداشتن۔ و آنرا جائز شمردن منع است ++

بیان آنکہ نفس تصور مفہوم واجب را کلی پنداشتن جائز شمردن منع است +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد میکنیم خدا را و ازو مدد میخواہیم۔ و درود میفرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشفاعت میخواہیم ازو۔ و بر آل و اصحاب و پیروان او تمام را باد۔ خدا وندا گفتہ شد کہ "نفس تصور مفہوم واجب را کلی پنداشتن جائز است"۔ پس بدیں قول ترا شریک جائز آمد حالانکہ نیست معبود بجز تو و یکتائی تراست۔ ای مستفہم البتہ آنکہ مفہوم است ہمو مصداق است و تصور او را تابع بود **ف** چراکہ تصور کہ محلش دماغ است وجودی است ذہنی غیر مستقل کہ برائے حصول شبہ صنع مصداق متقدم او را ضروری است کہ وجودی باشد خارج مفہوم و معلوم و آں پیش از وجود ذہنی یعنی از تصور مبادا کہ از آں شے معلوم کہ مصداق متقدم است شبہ گرفتہ شود برائے صنع مصنوع کہ مصداق متاخر باشد پس تصور واسطہ و سبب شود درمیان مصداق متقدم معلوم و متاخر مصنوع۔ بدیں وجہ تصور بذاتہ مقصود نیست مگر از برائے سبب و واسطہ پس لامحالہ غیر مستقل خواہد شد و ہر چہ غیر مستقل ہست ذی قدر مراتب را نشاید۔ و چونکہ در حصول شبہ برائے صنع او را مصداق متقدم ضروری است کہ حقیقتاً چہ حصول شبہ بدو دارد تبع او بمصداق لازم است۔ و ازیں احتیاج و تبع واجب منزہ است +

بیان حقیقت تصور و مصداق او۔

تحقیق مفہوم کل و جزء و ہمیں مصداق است۔

وَإِنَّ مفهومَ كُلٍّ متوقفٌ على مفهومِ جزءٍ له فإنْ كانَ ما به مفهومُ كُلٍّ موجودًا حقيقةً ضروريًا في حدِّه وَهو واحدٌ حقيقيٌّ فكان ما به مفهومُ جزءٍ له موجودًا حكميًا غيرَ ضروريٍّ في حده تبعًا بوجودِ ما به مفهومُ كُلٍّ إن لم يكن امكانُ جوازِ وجودِه ممتنعًا وَهو افرادٌ حكميةٌ ومفهومُ جزءٍ لا يتحققُ الّا بمقابلةِ مثلِه وهو جزءٌ فلا يحصلُ الّا بافرادٍ

بیان تحقیق مفہوم کل و جزء حقیقی و حکمی و بعد از آں وفرق آنہا

ترجمہ والبتہ اینکہ مفہوم کل متوقف ہست بر مفہوم جزو کہ برائی کل است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم کل است اگر حقیقتاً موجود باشد کہ ضروری است در حد خود۔ و او واحد حقیقی است۔ پس آنچیز کہ بدو مفہوم جزو ہست برائی او حکماً موجود شود کہ غیر ضروری است در حد خود بسبب تبع وجود آں چیز کہ بدو مفہوم کل ہست بشرطیکہ امکانِ جوازِ وجودش ممتنع نباشد۔ و آں افراد حکمی ہست۔ **ف** ازینجا معلوم شد کہ مفہوم کل بے مفہوم جزء نتواں دانست چراکہ فہم ہر واحد بدیگری متوقف آمد۔ اگر یکی موجود حقیقی باشد دیگری برای فہم آں بنابر توقف فہم یکی بدیگری تبعاً موجود حکمی خواہد شد یعنی وجود فرضی پنداشتہ نہ موجود اصلی۔ و آنچہ موجود حقیقی باشد در حد خود ضروری باشد کہ ہمیں واحد حقیقی است۔ و آنچہ موجود حکمی باشد در حد خود غیر ضروری باشد چراکہ آں بر تبع موجود حقیقی ضروری بنابر توقف فہم فرضاً پنداشتہ آمد لہذا بطور حکم افراد فرض کردہ شود پس آں افراد حکمی باشد۔ بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد چہ بسبب امتناع وجود افراد حکمی مفہوم تبع برنیاید۔ و از نبودن تبع مفہوم وجود یکی ازاں ہر دو یعنی کل و جزء حاصل نہ شود۔ چوں یکی ازاں ہر دو معدوم بود عدم توقف لاحق شود حالانکہ فہم ہر یکے ازاں بدیگری متوقف بود پس لامحالہ عدم ہر دو پیدا آید و ازیں صورت مفہوم کل و جزء باطل گردد یعنی از عدم تبع و عدم وجودِ یکی ازاں ہر دو و از عدم توقف عدم وجودِ ہر دو الحاصل مفہوم کل و جزء ہر دو باطل شود۔ دیگر آنکہ مفہوم جزء بغیر مقابلہ مثلش کہ آں ہم جزء باشد متحقق نشود و ایں مفہوم حاصل نیاید مگر بافراد۔ **ف** زیراکہ جزء را بمفہوم خود اگرچہ احتیاج مفہوم کل است لیکن بے تیش بغیر مقابلہ جزء دیگر کہ مثلش باشد ثابت نشود پس لامحالہ افراد را خواہد و بغیر تحقق افراد مفہوم جزء حاصل نگردد۔ و چونکہ مفہوم یکی ازاں ہر دو بدیگری متوقف ہست پس در وجہیکہ آنچہ از وجہ جزء مفہوم شود چوں موجود حقیقی باشد مفہوم کل وجود حکمی گیرد و علی ہذا عکس آں بنابریں ہر یکے را ازاں ہر دو وجود حقیقی و وجود حکمی حاصل است۔ و از توقف یکے بدیگرے افراد ہم متحقق است +

جزء بمقابل مثل خود می خواہد و مقتضی افراد

وَاَفْرَادُ الْوَاجِبِ مُمْتَنِعَۃٌ بِاَنَّ مَعْرِفَۃَ الْوَاجِبِ بِدَلَالَۃِ الْحُدُوْثِ فَاِنْ کَانَ اَفْرَادُ الْوَاجِبِ فَاِنْ تَوَافَقُوْا فِیْ اِرَادَتِہِمْ لِاِحْدَاثٍ فَبَطَلَتْ قُدْرَۃٌ قَدِیْمَۃٌ عَنْہُمْ لِاِحْتِیَاجِ رَفْعِ مُعَارَضَۃٍ جَائِزَۃٍ تَوَافُقًا ش مفعول لہ لرفع مر فَالْوُجُوْبُ ش ای فبطل الوجوب بِبُطْلَانِ الْقُدْرَۃِ مر وَاِنْ لَمْ یَقْدِرُوْا عَلٰی مُعَارَضَۃٍ فَلِعَجْزٍ ش متعلق بطل ای فبطل الوجوب لعجز مر لِاِقْتِضَائِہٖ عَدَمًا سَابِقًا وَلَاحِقًا وَاِنْ تَخَالَفُوْا فَکَانَ وُجُوْدُ الْحَادِثِ مَمْنُوْعًا بِتَنَازُعٍ وَاِنَّمَا الْحَادِثُ بَدِیْھِیٌّ۔

بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است

ترجمہ و واجب را افراد ممتنع است۔ باینکہ معرفتِ واجب بدلالتِ حدوث است۔ کہ مصنوع بصانع گواہ است۔ پس اگر واجب را افراد باشند۔ و آنہمہ افراد برائی احداثِ حادث یعنی برائی خلقِ مخلوق۔ اگر در ارادہائی خود ما اتفاق نمودہ اند و بضرورتِ احتیاجِ رفعِ معارضتِ جائزہ بنا بر موافقت پس قدرتِ قدیمہ ازانہا باطل شد **ف** زیرا کہ جائز باشد کہ درمیانِ آن افرادِ متوافقۂ واجب معارضت و نزاع پیدا آید و بغرضِ رفعِ این معارضت و نزاع احتیاجِ یکی بدیگری لازمی است تا اتفاق ماند کہ بدینضرورت اتفاق نمودہ اند۔ پس جائیکہ ضرورت و احتیاج باشد قدرت کجا ماند چہ جائیکہ قدرتِ قدیمہ۔ چون قدرت نماند وجوب ہم برفت ازانکہ بطلانِ وجوب ببطلانِ قدرت ظاہر است لہذا واجب را افراد نشد بجز وحدت و یکتائی۔ و اگر آن افرادِ واجب باہمدگر بمعارضت و نزاع قدرت ندارند پس بسبب عجز شان کہ او سابق و لاحق عدم را میخواہد وجوبِ شان باطل شد۔ چہ نقصانِ قدرت عجز خیزد۔ و عجز بہ تنگیِ خود محدود۔ و ہر محدود باول و آخر منتہی است۔ و ہر حدود نہایت را از اول و آخر عدم پیدا۔ و ہر چہ بین العدمین است حادث ہست و ہر حادث ممکن باشد نہ واجب پس بسبب عجز و عدم قدرت وجوب باطل شد لہذا وجوب را افراد نیامد کہ وجوب را یکتائی سزا است و زیبا۔ و اگر آن افرادِ واجب باہم مخالفت نمودہ اند پس وجودِ حادث بسبب نزاعِ باہمی ممنوع بود حالانکہ وجودِ حادث ہمین موجود بدیہی است **ف** چونکہ نزاع و مخالفت ہمدگر فتنہ و فساد گیرد چرا کہ یکی آن خواہد کہ دیگری نہ پسند و از خواستِ خود ہر یکی بدیگری مانع آید پس از بہرِ منع و نزاع و خلافِ وجودِ حادث صورت نہ بندد و فساد پذیرد۔ پس وجودِ حادث ممنوع بود حالانکہ حادث موجود بدیہی است کہ ہر کس علانیہ بیند و میداند و از کسی پوشیدہ نیست۔ پس این وجود کہ ممکن است دلیلی است بر واجب و آن یکتا باشد تا فساد در وجودِ حادث نیاید کہ انکارِ بداہت گردد و آن خلافِ عقل و نقل خواہد شد چنانچہ از قولِ لاحقِ ماتن ہویدا است ❊

فلا تثبتُ دلالةُ الیهم الّا علٰی واحدٍ کما قال سبحانه
فی سورةِ الانبیاء رکوع ۲ ولو کان فیهما آلهة
الّا اللهُ لفسدتاه فبامتناعِ وجودِ الافرادِ حقیقتاً وحکماً الذی
حصلت به مع الاجزاءُ فالتوقفُ مش الفاءُ یفیدُ العطفَ
علی الاجزاءِ مع والجزاءِ لشرطٍ مقدرٍ ای اذا حصل ...
الاجزاءُ فحصل التوقفُ الذی لمفهومِ کلٍ علی ...
مفهومِ جزءٍ له ولعکسه ح ای لمفهوم جزءٍ علی مفهومِ کلٍ
له مر بطل مفهومُ کلٍ و جزءٍ

ترجمہ - پس برای افرادِ واجب دلالت ثابت نمی شود (بسبب امتناع وجودِ حادث) مگر بر و ...
چنانچہ فرمود سبحانہ کہ در سورہ انبیاء از رکوع دوم است - ولو کان فیہما آلہۃ الّا اللہ لفسدتا ...
واگر بودی درین ہر دو معبودان کثیر بجز ذاتِ اسم معبود یکتا برباد شدندی ہر دو ف یعنی بسبب کثرتِ افرادِ واجب آسمان
و زمین ہر دو از نزاع و مخالفتِ ہمہ گر فساد پذیرفتی و از فساد و بربادی ہر دو وہر چہ در و است و از معدوم شدن تحقق
حادثِ ممکن بر واجب دلیلی نماندی و دلالت ثابت نشدی - حالانکہ ہر دو آسمان و زمین وہر چہ در وست پیدا
و صراحتاً موجود است و دلیل و دلالت بر واجب و صانع پیدا و ظاہر - پس معلوم شد کہ خالق و صانع ہمہ
کہ واجب است موجود است و او بجز ذات واحد افراد را نخواہد تا حادث ممکن بر جا ماند کہ پیدا است لہٰذا
واجب را افراد ممتنع آمد چنانچہ از فرمودہ او سبحانہ ظاہر است کہ اگر سوای معبود برحق اللہ در آسمان و زمین
معبودِ کثیر بودی ہر دو برباد شدی - پس بسبب امتناع وجودِ افرادِ حقیقی و حکمی آنکہ بدو اجزا حاصل آمدند و از آنہا
توقف کہ مفہوم کل و جزء و عکس آں بدو حاصل است مفہوم کل و جزء باطل گردد - اینجا فای فالتوقف
مفید است برای عطف بر اجزاء - و نیز فای جزا است شرط مقدر را یعنی چونکہ از وجود افراد کہ ...
از اجزا بر آمدند چنانچہ مذکور شد و از اجزا توقف حاصل آمد تا مفہوم کل بمفہوم جزء کہ برای کل است و ...
یعنی مفہوم جزء بر مفہوم کل کہ برای اجزاء است حاصل شود چرا کہ مفہوم ہر یکی از آں بر دیگری متوقف است ...
از توقفِ مفہوم فیما بین ہر دو حاصل آید - پس از امتناع وجودِ افراد امتناع اجزا نیز ممتنع و توقف نشود ...
بوجودِ افراد حاصل میشدند - و از عدم اجزا و عدم توقف مفہوم کل و جزئی ماندہ اند کہ نماند و مفہوم ہر یکی از آنہا
بہ نمانند و مفہوم دیگر متوقف آمدہ است - و این امر بدون اجزا افراد ممکن نیست چون وجود افراد ممتنع باشد ...
نماند و مفہوم کل و جزء باطل گردد نہ کل کل ماند نہ جزء جزء ✦

ش ارجع لتوضيح حقيقة مفهوم كلٍ وجزءٍ الى اصلٍ فى ذكر كيفيتهما مع شرحهما فتوضح مر قال سبحانه فسبحان الله رب العرش عما يصفون (سورة انبياء ركوع ۲) فاعلم ان البحث مشترك فى منع جواز مفهوم كلٍ للواجب ذهنا وخارجا. اللهم صل وسلم على محمدٍ نبى الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمہ - چوں حقیقت مفہوم کل وجزء بوضاحت میطلبی بسوئے اصلی کہ در ذکر کیفیت ہر دو مع شرح ہر دو است رجوع کن پس واضح خواہی یافت ومیکو فہم کنی - فرمود سبحانہ در سورۂ انبیاء کہ از رکوع دوم است فسبحان الله رب العرش عما یصفون ہ پس پاک ہست آں خدائی کہ مالک تخت ہست از آنچہ آنہا وصف کنند - وبداںکہ این بحث کہ در منع جواز مفہوم کل واجب تعالی را است ذہنی وخارجی ہر دو را مشترک ہست یعنی مفہوم کل برائی واجب تعالی جائز داشتن چنانچہ از روئے ذہن منع ہست از روئے خارج ہم منع است یعنی بہر دو نوع ممنوع آمد - اللهم صل وسلم على محمد نبى الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به یعنی خدایا درود وسلام بفرست بر محمد صلی الله علیه وسلم کہ نبی رحمت ہست وبر جمال او چنانکہ تو او را دوست داری واز وخوشنود شوی وشفیع کن او را در مایان ورحمت فرما از و مارا +

(۷)

ذكر كيفية الجبر والقدر وما هو حق

ذکر کیفیۃ الجبر والقدر وما ہو حق +

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمدٍ ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين. اعلم ان للعرض الحادث محلا حادثا لقيام الحقيقى فله نسبة الى خالقه فينسب بها اليه

بیان تفارق نسبۃ خلق ونسبۃ قیام [illegible] مع [illegible]

ترجمہ - (بیان کیفیت جبر وقدر وآنچہ او حق است +) بسم الله الرحمن الرحيم ه

حمد میکنیم خدائی را واز و مدد میخواہیم - و درود می فرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی الله علیه وسلم وشفاعت میخواہیم از و - وبر آل واصحاب وپیروان او تمام را باد +

بیان فرق نسبت خلق ونسبت قیام [illegible]

بدانکہ عرض حادث را محلی است حادث کہ برائی قیام حقیقی او محل را از حدوث چارہ نیست پس عرض را بخالق خود بنسبت خلق نسبتی است کہ بداں نسبت بسوئے او نسبت کردہ شود +

وَنِسْبَةٌ اِلٰی مَاهِیَّةِ الَّتِی قَامَ بِهَا فَیُنْسَبُ بِهَا اِلَیْهَا نِی کَاسِبَةٌ لَهٗ کَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الآیہ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ الآیہ فَلَا بُدَّ مِنْ اَنَّ هُوَ الْمَنْسُوْبُ بَیْنَ اِلَیْهِمَا فَاِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةِ اِلَی خَالِقِهٖ هُوَ قَدَرٌ لِلْقَدَرِیَّةِ۔ وَاِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةِ اِلٰی مَاهِیَّةِ الَّتِی قَامَ بِهَا هُوَ جَبْرٌ لِلْجَبْرِیَّةِ فَلَیْسَ لَنَا الْجَبْرُ وَالْقَدَرُ لٰکِنْ شَیْءٌ لَنَا مِنْ قُدْرَتِنَا اِضَافِیَّةً شَیْءٌ اَیْ مَخْلُوْقَةٌ مُسْتَلْزِمٌ عَجْزًا حَقِیْقِیًّا مُنْبِئًا عَلَیْهِ مِنْهَا فَالْاِضْطِرَارُ وَالْاِخْتِیَارُ مِنْ کَیْفِ الْکَسْبِ الْمُضَافِ

بیان قدرۃ اضافی و فرق اضطرار و اختیار بمع تمائز آنہا۔

ترجمہ ونسبتی او را بسوی ماہیت ہست کہ بداں ماہیت آں عرض قائم است پس بسوی ماہیت بدان نسبت آں عرض منسوب شود۔ و آں ماہیت عرض را کسب کنندہ ہست چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ صافات رکوع ۳ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الآیہ آفرید شمارا و آنچہ عمل کنید الخ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ الآیہ در سورہ بقرہ رکوع ۱۲ و برائے شما است آنچہ کسب کردید الخ۔ پس چارہ نیست از اینکہ ہمیشہ آں عرض برائے ہر دو باشد کہ بسوی شاں نسبت کردہ شدہ است۔ پس اگر کجی کرد از نسبتی کہ سوی خالق عرض است ہمیں قدر است کہ برائے قدریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبت خلق کہ از خالق ہست غفلت کردند و در ہر عمل و فعل خود کہ آں عرض ماہیت ہر فاعل و عامل است بسبب قیام حقیقی آں عمل و فعل کہ با ماہیت است از آں خود پنداشتند از آنکہ عرض را با ماہیت قیام حقیقی باشد پس بسوی خود گماشتہ خود را فاعل و مختار ہر فعل و عمل دانستند و ہمیں مذہب اہل قدر است کہ در ہر عمل و فعل خود را فاعل مختار و عامل قادر دانند براہ غلط آمدند و از قدریہ نامیدند چرا کہ خود را قادر و خالق فعل و عمل پنداشتہ از قادر و خالق حقیقی کہ نسبت خلق ہر فعل و عمل بدو ہست کہ فرمود خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الخ رو گردانیدند و راہ گم کردند۔ و اگر کجی کرد از نسبتی کہ برائی ماہیت ہست کہ عرض بدو قائم است ہموں جبر است کہ برائی جبریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتی کہ سوی ماہیت است کہ محل و قیام آں عرض است۔ و ہم کاسب عرض غفلت کردند و ہمہ فعل و عمل خیر و شر از خالق پنداشتہ بسوی او گماشتند و خود را مجبور محض دانستند و از نسبت کسب عرض کہ با ماہیت خود ہست رو گردانیدند حالانکہ در ہر دو قیام حقیقی است کہ ہیچ عینیت آمدہ انفکاک و جدائی درمیان شاں دشوار است و از اختیار کسب غفلت ورزیدہ خود را مجبور محض گماشتند جبریہ نامیدند۔ و ایں است کجی کردہ راہ گم کردند و جبر پنداشتند جبری شدند۔ و برائی ما جبر و قدر نیست لیکن برائی ما قدرت اضافی است خلق شدہ کہ مستلزم عجز حقیقی است کہ از قدرت اضافی بر و آگہی میشود۔ یعنی قدرت اضافی کہ از خلق خالق پیدا شدہ عجز حقیقی را از خالق خود نمی خواہد کہ در قدرت خود احتیاج خلق بخالق دارد و ایں احتیاج عجز است و قدرت اضافی ہرچہ حاصل است از عطیہ خلق خالق ہست۔ پس اضطرار و اختیار کہ از کیفیت کسب است مضاف است

متن ای مخلوق ھو وھما متمایزان منھما لکاسب ان تفکر فیھما۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ترجمہ یعنی مخلوق است وہر دو اضطرار و اختیار برائی کاسب متمائز اند از اضطرار و اختیار کاسب چوں وہر دو فکر کنی تمیز ہر دو از حالت کاسب بخوبی میشود اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ذکر کیفیۃ اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ وذاتہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان اسماء اللہ تعالیٰ قدیمۃ فنعتصم باسم اللہ القدیم فنحجب بحدوث الحروف لترکیبھا بھا والصوت لتکلمہ تعالیٰ بہ فی مرتبۃ الحجاب وما ھما بحادثین الا صفتہ تعالیٰ القدیمۃ المنزھۃ عن الکیف کالافعال الممتنعۃ من الصفات والمتشابھات

ترجمہ ۔ ایں ذکر بیان اسمائی خدائے برتر وصفات او و ذات اوست کہ ہمہ برتر اند ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ بدانکہ ہر آئنہ اسمائی خدائے تعالیٰ ہمہ قدیم اند ۔ پس ما چنگ می زنیم باسم اللہ کہ قدیم است ومحجوب است بحدوث حروف بنا بر ترکیب اسماء باں حروف وحدوث صوت برائے کلام کردن اللہ تعالیٰ باں آواز در مرتبۂ حجاب ۔ حالانکہ آں ہر دو یعنی حروف وصوت حادث نیستند مگر صفت قدیمہ خدائے برتر اند منزہ از کیف چوں افعال کہ از صفات ممتنع اند وچوں متشابھات ۔

لانه سبحانه مستجمعٌ بجميع الصفات فی استعداده تعالیٰ
فانْ اُعرِضَ عن هذا فانما اسماءُ حادثةٌ مخلوقةٌ فيلزم
شبهُ خلقها من الواجبِ اوّلاً و اُعرِضَ عنه فكيف خلقها و
اعجبُ القولِ اِنَّ اسمائُه تعالیٰ عينُ الذاتِ ومع هذا احدوثُ
الحروفِ الّا انظر الی دلالةٍ لفظيةٍ وهی باختصاصٍ مجازيٍ
فی شيئين ش ای لفظٍ وماهيةٍ اقتضاءَ المحلِ م معلومين
قبلَ الاختصاصِ بفعلِ مخصِّصٍ فانما ههنا الاختصاصُ
بفعلِ مخصِّصٍ قديمٍ بعلمِه مافيهِ الذی يشبهه بمجازيٍ ٭
فالاسماءُ قديمةٌ قائمةٌ بالقديمِ متمائزةٌ فی مرتبةِ زيادتها علی الذاتِ
لا فی مرتبةِ عينيتِها فی الذاتِ ولابُدَّ للاسماءِ من الحروفِ والتركيبِ فظاهرٌ

ترجمہ از انکہ حق سبحانہ در استعداد خود مستجمع بہمہ صفات است یعنی ہمہ صفات را گرد آرندہ است۔ و اگر ازیں
اعراض یعنی روگردانی کردہ گفتہ شود کہ اینحروف و صوت صفت قدیمہ منزّہ از کیف نیستند پس جز ایں نیست
کہ ایں اسمار کہ حادث اند مخلوق اند بنا بر دلیلے کہ اسماء بحروف مرکب شدہ و صوت برائی تکلیم ناچار آمدہ۔ و ایں
ترکیب و تکلیم را حدوث لازم آمدہ۔ پس لازم شود شبہ خلق اسمار از واجب اوّلاً یعنی بنا بر اولیت حالانکہ
از خلق اسمار روگردانی کردہ گفتہ شد کہ اسماء قدیم اند پس چگونہ خلق اسماء ہست۔ و عجب تر ایں قول
است کہ اسمار او تعالیٰ عین ذات اند و با وصف ایں دعویٰ حدوث حروف۔ آیا نہ دید او سوئی دلالت
لفظیہ کہ ایں باختصاص مجازی است در شیئین یعنی در لفظ و ماہیت بنا بر اقتضار و خواست محل کہ ہر دو

شی معلوم باشد پیش از خاص شدن بفعل مخصص۔ پس جز ایں نیست کہ اینجا اختصاص بفعل مخصص قدیم کہ بعلم
مخصص است چیزی است و مخصص کہ آں بمشابہ مجازی شود۔ پس ایں اختصاص حقیقی مشابہ بمجازی را در معنی اختصاص
مخصص کہ بمعنی متعدی ہست در اصل اختصاص در ذکر کیفیت اصول کہ در یں اختصاص علم محتاج و محتاج الیہ ہر دو
مشروط ہست برائی مخصص بنا بر ربطے کہ درمیان محتاج و محتاج الیہ ہر دو پیش از اختصاص مخصص دائر است پس ایں اختصاص
مخصص قدیم کہ بفعل خود بعلم خود ہست در و احتیاج بعلم خود ہست در و احتیاج بقیام حقیقی است بہ مخصص اما تشابہ بقیام
مجازی دارد گو سمجھان نیست۔ و مصنف رحمۃ اللہ علیہ بمبر یں اصل اشارت فرمود کہ در اصل اختصاص گفتہ شد پس اسماء
قدیم اند قائم بقدیم کہ در مرتبہ زیادت اسمار بر ذات شناختہ شوند۔ در مرتبہ عینیت آں اسمار در ذات۔ و برائی اسمار از حروف و ترکیب چارہ نیست کہ

وللتکلیم من الصوت بوجوب تعدیتہ بمفعولین لہ فالثانی لتعرض قوۃ الی فعل للاول ومافیہ الا صوت تضمن حروفا و ترکیبا فکیف حدوثہما اعلم ان تعرض قوۃ الی فعل بفعل فاعل الی غیرہ فان احتاج الی غیرہ فلیس بحق الا الی الذی ھو قائم بہ فلزم ان مفعولا ثانیا فی تکلیم لتعرض قوۃ الی فعل بفعل فاعل الی غیرہ لقائم بہ واعلم ان الکلام ان کان بمخاطب بغیر صوت وحروف وترکیب لم یحصل بہ استماع ولفظ یفید معناہ للمستمع وکیف کتب اللہ تعالی وانہا من کلامہ سبحانہ مع صوت وحروف وترکیب فلفظ یفید معناہ واسمائہ القدیمۃ مع حروف وترکیب وان للہ تعالی وجہ وعین وید وقدم فی مرتبۃ القدم وقیل ھی کلہا من المتشابہات

ترجمہ وبرای تکلیم از صوت ہمچنین ہست از انکہ تکلیم را تجاوز کردن بسبب وجوب تعدیہ بدو مفعول چارہ نیست۔ ومفعول ثانی مفعول اول را برای تعرض یعنی پیش آمدن قوہ سوئی فعل است ونیست دریں پیش آمدن مگر صوت کہ متضمن آمدہ حروف وترکیب را۔ پس چگونہ حدوث صوت وحروف ہست۔ بدانکہ تعرض قوہ سوئی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او۔ پس اگر فاعل سوئی غیر خود محتاج شد پس ایں بحق نیست مگر آنکہ احتیاجش سوئی آنکہ او قائم باو ہست باشد حق ہست۔ پس لازم آمد آنکہ مفعول ثانی کہ در تکلیم برائی تعرض قوہ سوئی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او۔ البتہ قائم بفاعل است

وبدانکہ ہر آئینہ کلام اگر بہ مخاطب بغیر صوت وحروف وترکیب شود حاصل نیاید در استماع ولفظ کہ معنیش برائے مستمع مفید باشند وچگونہ اند کتابہائے خدائے برتر کہ ہر آئینہ آنہا از کلام او سبحانہ اند مع صوت وحروف وترکیب پس لفظ از انہا کہ مفید شود معنی خود را۔ واسمائے او سبحانہ قدیمہ اند مع حروف وترکیب۔ وبدانکہ ہر آئینہ برائے خدائے برتر وجہ وعین وید وقدم است یعنی روئے وچشم ودست وقدم مبارک در مرتبہ قدم۔ وگفتہ شد کہ اینہا ہمہ از متشابہات اند ✣

لابد للتکلیم من الصوت

وان للہ تعالی وجہ وعین وید وقدم فی مرتبۃ القدم وقیل کلہا من المتشابہات

بیان آنکہ خدا را وجہ وعین وید وقدم ہست در مرتبہ قدم وگفتہ شد کہ اینہمہ از متشابہات اند یا تاویل

ولا تأول بل یختار فی معنی موضوع مع مجہولیۃ کیفیتہا فکذا ان یختار الصوت والحروف والترکیب فی مرتبۃ القدم من المتشابہات لا یخالف المختار ش فتوافق القول قول طائفۃ من اہل الکلام والحدیث انہ ح ای الکلام ش حروف واصوات ازلیۃ مجتمعۃ فی الازل کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری فما نحن بمجرد الطریق م وان الصفات علی ثلثۃ فعلیۃ وحقیقیۃ وشانیۃ فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیۃ احتیاجا لوجودہا انتزاعا منہا والحقیقیۃ ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا من حیث انہا لا ہی عین ش ای نفس م الذات ش اذ الوصف لیس نفس الموصوف م ولا غیرہا ش من حیث انتزاع الوصف بقیام حقیقی بالموصوف م وتحدد ش بالحاء المہملۃ م الذات علیہا فلذلک سمیت صفۃ ذاتیۃ فقرار تشخص النفس علیہا

ترجمہ وتاویل کردہ شوند بلکہ در معنی موضوع اختیار کردہ شوند مع مجہولیت کیفیت آنہا پس ہمچنین است آنکہ اختیار کردہ شود صوت وحروف وترکیب در مرتبۂ قدم از متشابہات کہ مخالف مختار نشود پس این قول موافق شد قول طائفہ را از اہل کلام وحدیث اینکہ ہر آئینہ کلام حروف وآواز است ازلیہ کہ در ازل جمع آمدہ چنانچہ در شرح فقہ اکبر ست برائے ملا علی قاری۔ پس نیستیم ما کہ درین طریق تنہا ہستیم۔ وبدانکہ ہر آئینہ صفات بر سہ نوع اند فعلیہ وحقیقیہ وشانیہ۔ پس صفات فعلیہ کہ اَو اضافات یعنی نسبتہائی ذاتیہ اند متضمن بحقیقیہ یعنی حقیقیہ را فرا گیرندہ وبضمنش در آمدہ بنا بر احتیاج برائے وجود خود از حقیقیہ بطور انتزاع وانخاذ یعنی فرا گرفتن وحاصل نمودن۔ وصفات حقیقیہ کہ او متضمنۂ ذات اند بقیام حقیقی خود بذات بحیثیتے اندکہ اینہا نہ عین ذات یعنی نفس ذات اند از انکہ وصف نیست نفس موصوف ونہ این صفات حقیقیہ غیر ذات اند بدین حیثیت کہ انتزاع واخذ وصف بقیام حقیقی بموصوف است۔ ومتحدد ذات برین صفات متحدد است یعنی بازداشتہ شدہ پس بنا برین صفات ذاتیہ نام نہادہ شدند۔ وقرار تشخص نفس بر اینہا است +

فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیۃ

والحقیقیۃ ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا +

بیان اقسام صفات اضافات ذاتیہ متضمنہ حقیقیہ

وآنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بدو۔

والشانیۃ هي اضافات ذاتیۃ منضمنۃ الذاتِ ولا تحتاج فی وجودها الی الحقیقیۃ انتزاعًا کالفعلیۃ الّا احتیاجًا بوجہ لتحدّدِ الذاتِ علیہا فمحتاجۃ الیہا فی تضمن الذاتِ لا حاجۃ خاصۃ لوجودها الیہا فالاحتیاج الیہا بوجہٍ غیر معتبرٍ فتحققت اصالتُہا بمقابلۃ الحقیقیۃ فمتساویۃ بالحقیقیۃ فی استقرارِها فی تضمن الذات ولا تتحدّدُ الذاتُ علیہا وهي لا عینہا ولا غیرُها والفرقُ بین الحقیقیۃ والشانیۃ بتحدّدِ الذات وتوصّفِ الحقیقیۃ بالشانیۃ کالسمع بالوجودِ والقدرۃ بالعظمۃ ولا تتوصّفُ الشانیۃ بالحقیقیۃ کالوجودِ بالسمعِ والعظمۃ بالقدرۃ وتوصّفُ الشانیۃ بالشانیۃ کالرحم بالوجودِ والعظمۃ ولا تتوصّفُ الحقیقیۃ بالحقیقیۃ کالسمع بالبصر وقس علی هذا وقِدمُ الحقیقیۃ والشانیۃ بالعینیۃ والفعلیۃ بانتزاعہا من الحقیقیۃ بقیامہا الحقیقي +

بالخاء المهملة ۱۲

ترجمہ وصفات شانیہ کہ او اضافاتِ ذاتیہ یعنی نسبتہائی ذاتیہ اند متضمنہ ذات و در وجودِ خود سوی حقیقیہ بطور انتزاع مثل فعلیہ محتاج نیند مگر احتیاج بوجہی دارند بنا بر تحدّدِ ذات بر صفات حقیقیہ۔ پس در تضمنِ ذات سوی حقیقیہ محتاج اند از روئے حاجت خاصہ کہ برائی وجودِ خود سوئے حقیقیہ باشد پس این احتیاج سوی حقیقیہ بوجہی است غیر معتبر۔ پس اصالتِ صفات شانیہ بمقابلہ حقیقیہ ثابت و متحقق شد۔ پس با حقیقیہ در استقرارِ خود در تضمنِ ذات برابر اند۔ و ذات بر ینہا ہمچو حقیقیہ متحدّد نمی شود۔ و این صفات نہ عینِ ذات اند و نہ غیر ذات +

و فرق میانِ حقیقیہ و شانیہ بہ تحدّدِ ذات است۔ و وصف شدن حقیقیہ بشانیہ چوں وصف شدنِ سمع بوجود و قدرت بعظمت۔ و بخلاف آں شانیہ بہ حقیقیہ بوصف شدن نمی آید چوں وجود بسمع۔ و عظمت بہ قدرت۔ و فرق میانِ این ہر دو بوصف شدنِ شانیہ بشانیہ است چوں رحم بہ وجود و عظمت و بخلاف این حقیقیہ بہ حقیقیہ بوصف نمی شود چوں سمع بہ بصر۔ و ہمبریں قیاس کن۔ و قِدمِ حقیقیہ و شانیہ بعینیت است و قدمِ فعلیہ بسبب انتزاعِ او از حقیقیہ است بقیامِ حقیقیِ خود +

ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار

فاعلم ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار منتزع متضمن من صحت فعل بخلاف الترك ش اي الترك ليس منتزعا متضمنا من صحت فعل م فسلب الاختيار بعد ثبوته ترك فليس الترك مساوي صحته فعل في صفته قدرت فوضح حقيقته من عدميات والمنتزعات العدمية النظريه ليست مقاومة بصحت فعل ففي القدم بمنع سلب الاختيار انتزاع الترك ممنوع الوجود كالعدم وما يشتبه بالترك هو صحته فعل في حدها من قدرته تعالى في علمه تعالى فالقدرت ما صحة فعل منه فقط كما قيل انه تعالى على كل شيء قدير اي لترتب وجوده من صحته فعله ولا يحسبن منع الترك مستلزم جبر واضطرار لله سبحانه لانهما من خصائص الحوادث وهو سبحانه منزه عن شوائب الحدوث فعلمه تعالى به من ابناء الحوادث به لانه بمقابلة القدم

بحث آنکه ترک وجود نظری است ملتزم اختیار

تعریف قدرت

ترجمہ پس بدانکه ترک وجود نظری است که ملتزم از اختیار است یعنی از اختیار لازم شونده است آن اختیار که منتزع متضمن از صحت فعل است بخلاف ترک یعنی ترک منتزع متضمن نیست از صحت فعل ـ پس بعد ثابت شدن اختیار سلب او ترک است ـ پس ترک مساوی صحت فعل نیست در صفت قدرت ـ پس واضح شد که حقیقت ترک از عدمیات است ـ و منتزعات عدمیه نظریه را بصحت فعل مقاومت نیست یعنی مساوات و باهم برابری کردن ـ پس در قدم بسبب منع سلب اختیار انتزاع ترک مثل عدم ممنوع الوجود است یعنی وجودش در قدم ممنوع است ـ و آنچه مشابه میشود به ترک او صحت فعل است در حد خود از قدرت او تعالی در علم او تعالی ـ پس قدرت چیزی است که از و صحت فعل است فقط چنانچه گفته شد انه تعالی علی کل شیء قدیر یعنی هر آینه خدای برتر بر هر شئے بسیار توانانده است یعنی برائی ترتب وجود شئ از صحت فعل خود ـ و باید که هرگز گمان نکند کسی که منع ترک مستلزم جبر و اضطرار است برائے حق سبحانه ازانکه جبر و اضطرار هر دو از خصوصیتهائے حوادث اند و او سبحانه از شوائب یعنی آمیزش و آلودگی ای حدوث منزه و پاک است پس علم او تعالی به منع ترک از ابنائے حوادث است بدو یعنی بمنع ترک از حوادث آگهی است که علم او تعالی بدو است نه این علم او سبحانه بمقابلهٔ قدم است ◆

والارادة ما تخصيص فعل منه لصحته فقط والمشية مترادفها
كما قال سبحانه فاراد ربك ان يبلغا اشدهما الاية وما شاء و
فعال لما يريده و يخلق ما يشاءه فالمفعول يدل الى تخصيص صحة
الفعل به والبتة المشية بوقوع القريب وقيل التكوين
ما ايقاع صحة فعل مخصص منه حقيقية فقيل ليس بحقيقية
لان صحة فعل هي ايقاعه والا الحقيقية في وصفها تحتاج
الى الحقيقية وليس كذلك * فالتكوين من اضافات ذاتية
متضمنة الحقيقية انتزاعا فالفرق بين التخليق والتكوين كالانشاء
والابداع والبتة ان الافعال القديمة نظرا بصحة ربط بينها
ومفعول به تحتمل حدوثها او قدم مفعول به وانتزاع الفعل حدوثا
يلزم الحدوث بالصفات والذات بحكم منشابيتها وهي تعالى وتقدست عنه

ترجمہ و ارادت چیزی است کہ تخصیص فعل از و است برای صحت فعل فقط۔ و مشیت مترادف ارادت است
یعنی شریک ہم معنی است با ارادت چنانچہ گفت سبحانہ در سورہ کہف رکوع دہم فاراد ربك ان يبلغا اشدهما
الآیہ یعنی باز خواست پروردگار تو اینکہ ہر دو برسند بقوت خود ہا۔ و در سورہ ھود رکوع نہم ما شاء یعنی انچہ خواست
و در سورہ ھود رکوع نہم فعال لما يريد یعنی کنندہ است ہر چہ میخواہد یا باز خواہد۔ و در سورہ رقصص رکوع
ششم يخلق ما يشاء یعنی پیدا میکند انچہ او میخواہد پس درین امثال مفعول دلالت میکند سوی تخصیص صحت
فعل کہ با آن مفعول است۔ و البتہ مشیت بوقوع قریب است * و گفتہ شد تکوین آنکہ واقع کردن
است صحت فعلی کہ خاص کردہ شدہ است از و۔ از روی حقیقیہ یعنی تکوین آنکہ از صحت فعلی کہ تکوین
خاص کردہ شدہ است واقع کردن او است از روی حقیقیہ۔ و گفتہ شد کہ تکوین حقیقیہ نیست از انکہ صحت فعل ہمان
ایقاع فعل است۔ ورنہ حقیقیہ در وصف خود سوی حقیقیہ محتاج شود و ہمچنین نیست * پس تکوین از
اضافات ذاتیہ متضمنہ حقیقیہ است از روی انتزاع۔ پس فرق میان تخلیق و تکوین چون انشاء و ابداع است *
و البتہ آنکہ افعال قدیمہ بنظر کردن صحت ربط کہ درمیان شان و مفعول بہ است احتمال یا گمان کردہ شوند بحدوث
خود یا قدم مفعول بہ را حالانکہ انتزاع فعل از روی حدوث لازم گرداند حدوث را بصفات و ذات بنابر
حکم منشابیت او از انکہ منشاء وجود افعال ذات آمدہ و او سبحانہ برتر و پاک است از حدوث *

اَوْ قِدَمًا اَلْقِدَمَ بِمَفْعُولٍ بِهٖ ش اى انتزاعُ الفعلِ قدمًا يلزمُ الْقِدَمَ بمفعولٍ بهٖ م فَالْخَدشةُ على الطرفين ش اى انتزاع الفعل حدوثًا وانتزاع الفعلِ قدمًا م مدفوعةٌ بامرٍ وفعلٍ حجابيين ش كما ذُكِرَ حقيقتهما فى ذكرِ كيفيةِ اثباتِ مرتبة الحجاب بين القديمِ والحادثِ المخلوقِ م الى معلومٍ متعلقٍ بفعلِ فاعلٍ قديمين كما هو معلومٌ وليس بموجودٍ خارجٍ ومخلوقٌ من عدمٍ وليس له موادُّ ففى الايجاد بقطعِ نظرٍ عن الامرِ بصحةِ الفعلِ خطاءٌ وعن صحةِ الفعلِ بالامرِ غطاءٌ فاعلم انّ للحقيقية مادةُ الكشفِ وهي ما هو وصفها كفى البصر البصريةُ هى عينه وقِسْ على ذلك فمادةُ الانكشافِ فى حدِّ كلِّ واحدةٍ من الصفاتِ محدودةٌ غيرُ مشتركةٍ بغيرها لانّ الاشتراكَ حقيقةً ممنوعٌ ومجازًا العدمِ وصفٍ جامعٍ فهو باطلٌ كما ليس البصرُ سمعٌ +

ترجمہ یا انتزاع فعل از روئ قِدَم لازم گرداند قدم را بمفعول بہ۔ پس این خدشہ کہ بر ہر دو طرف است یعنی انتزاع فعل حدوثًا باشد یا قدمًا این دفع کردہ شدہ است بامر و فعل کہ ہر دو حجابی اند چنانچہ حقیقت ہر دو یعنی امر و فعل در ذکر کیفیت اثباتِ مرتبۂ حجاب درمیانِ قدیم وحادثِ مخلوق مذکور آمدہ۔ و آں ہر دو امر و فعل حجابی واقع شدہ اند سوئے معلومی کہ متعلق بفعل فاعل است کہ آں فعل و فاعل ہر دو قدیم اند چنانچہ او دانستہ شدہ معلوم ہست۔ و این معلوم متعلق موجود خارج نیست بلکہ آفریدہ از عدم ہست کہ برای او مواد نیست۔ پس در ایجاد بصحتِ فعل از امر نظر بریدن خطا است۔ و بقطع نظر از صحت فعل در ایجاد بامر غطاء است یعنی پردہ است یعنی این غطا ہست کہ در ایجاد بصحۃ فعل از امر نظر بریدہ شود۔ و ہمچنیں چوں در ایجاد بامر از صحت فعل قطع نظر کردہ شود غطاء پیش آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ برائے صفاتِ حقیقیہ مادہ کشف ہست و او چیز است کہ او وصف صفات ہست چوں در بصر بینائی کہ او عین او است و برین قیاس کن ہمہ صفاتِ حقیقیہ را۔ پس مادہ انکشاف در حد ہر واحد از صفات محدود است و باغیر او مشترک نیست از انکہ اشتراک حقیقتًا ممنوع است ومجازًا ہم باطل است بنا بر وصف جامع نبودن درین صفاتِ حقیقیہ چنانچہ بصر نیست سمع یعنی بینائی بگویائی حاصل نمی شود +

انّ للحقيقية مادة الكشف معها
بلا يجوز انفكاك المادة عنها

بحث آنکہ مر آئینہ حقیقیہ را مادہ کشف است با او
بیان انفکاک مادہ از ان جائز نیست +

فمادة الكشف معه فلا يجوز تقدم المادة عن الوصف لعدم انفكاكها عنه ولذلك اشتراكها بغيرها نفرضًا باطلًا ايضًا و وحدتها ايضًا ش اى لذلك المعية لايجوز اشتراكها بغيرها ووحدتها م فيارب كيف يمكن التقدم ش الحقيقى والرتبى ص والاشتراك والوحدة وان قيل كلها اعتبار ليس الفراق فى حدهم حقيقتًا يارب عجزت ان اكون مثلهما علم ان الجواب على بنائهم نعم ان تغير الفراق اعتبارًا ففى الفرق ماقيل فى الدعوى والحق ان تمائز الاعتبار فى شان الذى هو واسط بين مرتبة زائدة والذات لقيامها بها وموصلها بها عينية مجهولة لافى حد الزيادة هى موجودة واقعة ولا فى الذات البحت فما قيل فى الدعوى ثبت فى الزيادة

ترجمہ پس مادہ کشف مع اوست یعنی با صفتی است کہ ایں مادہ کشف وصف آں صفت است و تقدم مادہ از وصف جائز نباشد بسبب عدم انفکاک او یعنی جدا نبودن مادہ از وصف و بنا بریں معیت کہ مادہ را با وصف است در ہر واحد اشتراک مادہ با غیر خود از روئے فرض باطل ہم جائز نیست و نہ وحدت مادہ ہم جائز است یعنی مادہ از وصف خود تنہا باشد۔ پس اے رب من چگونہ تقدم حقیقی و رتبی و اشتراک و وحدت ممکن باشد۔ و اگر گفتہ شود کہ ایں ہمہ صفات حقیقیہ اعتبار اند کہ در حد شان حقیقتًا ہیچ فراق نیست اے رب من عاجزم کہ مثل شان شوم۔ بدانکہ ہر آئینہ جواب است بر بنائے شان کہ آرے اگر تو فرق را بطور اعتبار تغیر کنی یا اگر فرق تغیر کردہ شود بطور اعتبار پس در فرق چیزے است کہ در دعوی گفتہ شد یعنی اشتراک حقیقتًا و مجازًا ممنوع و باطل است کہ درین صفات حقیقیہ وصف جاری نیست چوں بصر سمع نباید۔ و حق ہمیں است کہ تمائز اعتبار در شانی است آنکہ او واسطہ است درمیان مرتبہ زائدہ و ذات برائے قیام حقیقی او باو و موصل او باو از روئے عینیت مجہول نہ تمائز اعتبار در حد زیادت است کہ او موجود واقعی است و نہ در ذات بحت۔ پس آنچہ کہ گفتہ شد پس در دعوی ثابت آمد در زیادت کہ موجود واقعی است نہ در واسطہ کہ موصل مرتبۂ زائدہ با ذات است بنا بر قیام حقیقی او باو اند روئے عینیت مجہولہ ؎

وَاِنْ تُغَیِّرِ الاعتبارُ محضًا لا من حیث الوجودِ فالعلمُ بالعدمِ وَاعلم اَنَّ الفرقَ فی الزیادةِ حسبُہا وفی الاعتبارِ حسبُہ فلیس فرارٌ عن الفرقِ فلما سُلِّمَ سُلِّمَ الدعویٰ واعلم اَنَّ الذاتَ مستجمعةُ المتغایرینَ عینیةً مجهولةً ولا تتعدَّدُ باستجماعِہم وَاِنْ قیل بتقدمِ المادةِ الواحدةِ علی ما قیل ای لم یکن مستجمعُ المتغایرین فی وجہِ التغایرِ وھو المانعُ فلما کان التغایرُ بماھیتہٖ لا یمکن عینیتہا بوصفِ التغایرِ الاٰخر لانہا لیست عینیةَ المتغایرینِ فی حدِّھم فتتعدَّدُ + فیقال ش فی الجواب م اِن المتغایرَ متخالفٌ معنًا والمتخالفُ یقتضی وجودًا بمقابلتہ فیجتمع المتخالفون فی محلٍ واحدٍ کما ھو بدیہیٌّ فی نفسِکَ لا اضداد اذ الضدُّ لا یقتضِی وجودًا بمقابلتہ ووحدتُ مادةِ الکشف والاشتراکُ فیہا نظریانِ لم یصحّا بعارضانِ البداھتَ فباطلان +

ترجمہ واگر تو تغییر کنی ایں اعتبار را اعتبارِ محض یا اگر تغییر کردہ شود ایں اعتبار از روئے محض نہ از حیثیتِ وجود پس ایں علم بعدم است و بروحکم نیست ۔ بدانکہ ہر آئینہ فرق در زیادت موافقِ زیادت ہست ودر اعتبار موافق اوست پس از فرق فرار نیست ۔ پس چوں فرق تسلیم کردہ شد دعوی تسلیم کردہ شد ۔ و بدانکہ ہر آئینہ ذات مستجمع ہمہ صفاتِ متغایر است از روئے عینیتِ مجہولہ و با وجود اجتماع اینہمہ متغایر تعدد نمی پزیرد یعنی عدد عدد نمی شود ۔ واگر گفتہ شود بنا بر تقدم مادۂ واحدہ بر آنچہ گفتہ شد یعنی اینکہ در وجہ تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد از انکہ اوصافِ متغایرہ در وجہ تغایر مستجمع نمی شوند کہ ایں تغایر وصف مانع ہست پس ہرگاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد در صورت عینیتِ او بوصف تغایر دیگر ممکن نشود از انکہ آں عینیت نیست عینیت ہمہ متغایر در حد آں متغایر پس ذات متعدد شود ۔ پس در جواب گفتہ شود کہ ہر آئینہ متغایر در معنی متخالف است و متخالف بمقابلۂ خود وجود را میخواہد پس تواند کہ ہمہ متخالف در محل واحد جمع آیند چنانچہ او در نفس تو بدیہی است ۔ نہ اضداد کہ اینہمہ در یکجا مجتمع نشوند از انکہ ضد بمقابلۂ خود وجود را نمی خواہد ۔ و وحدت مادۂ کشف واشتراک ہر دو در ینہا ای در صفاتِ حقیقیہ نظری اند کہ صحیح نیایند کہ آں ہر دو بداہت را معارض آیند پس ہر دو باطل باشند

اتحاد الذات مستجمعة المتغایرین ۱۲

عینیت ذات مستجمع متغایرین است +

وقيل ش في الجواب م بتعرض باطل لقولهم لزم تعارض خلاف في القولين ش اى انّ الذات مستجمعة المتغايرين الخ ولم يكن مستجمع المتغايرين الخ م او تعارض ضد ففي الخلاف كيفية الزيادة معروفة او العينية فالاهون ان نسلم معروفية كيفية الزيادة مع مجهولية كيفية العينية اذ الزيادت اظهر لامعروفية كيفية العينية مع مجهولية كيفية الزيادت اذ العينية اخفى وفي الضد كيفيتهما مجهولة لما اذا تعارض العلم والجهل في شيئ فبقي الجهل لانه لو عرف فقطعي فرفع النزاع فالاسلم ان لايخاض فيها لان المجهول لايخاض وههنا العجز عن درك الكنه درك فان لاينزغك التعصب وتفكرت فاصبت بالحق ان شاء الله تعالى فاعلم ان مفهوم الذات وجداني علما مع وجوده خارجا بضرورة بدلالة عوارضه فلا يوجد بنفسه ولا يحاط ٭

ترجمہ: متعرض باطل بنا بر قول شان در جواب گفته شود که تعارض خلاف درین هر دو قول یعنی آنکه ذات مستجمع همه متغایر است الخ و در وجه تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد الخ لازم آید. یا تعارض ضد پس در صورت خلاف کیفیت زیادت معروف است یا عینیت و آسان تر آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت زیادت مع مجهولیت کیفیت عینیت از آنکه زیادت ظاهر تر است نه آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت عینیت مع مجهولیت کیفیت زیادت از آنکه عینیت اخفی است یعنی پوشیده تر است. و در صورت ضد کیفیت هر دو مجهول است بنابر آنکه چون علم و جهل در چیزی باهم عارض آید پس جهل باقی ماند از آنکه او اگر شناخته شد پس قطعی است و نزاع برخاست. پس مسلم تر آنکه در مجهولیت خوض و فکر نکرده شود از آنکه مجهول خوض کرده نشود. و همین جا است که گفته شد العجز عن درك الكنه درك یعنی عاجز شدن از دریافت حقیقت همین دریافت است. و اگر ترا تعصب به وسوسه نه اندازد و فکر کنی پس بحق برسی اگر مرضی خدای برتر است و بدانکه هر آئینه مفهوم ذات از روی علم وجدانی است یعنی گم شده یافتگی مع وجود او در خارج بضرورت بدلالت عوارضش. پس بنفسه نیافته شود و نه احاطه کرده شود ٭

وکنہُ الشیٔ ماھیتہٗ لا یتقدّم ولا یتاخّر منہ شیٔ فاِن تقدَّم

منہ لیس کنہہٗ او اِن تاخَّر منہ لیس کنہہٗ لاکن یمکنُ ان یکون صِفہٗ

قائمۃً بہٖ فلیس کُنہہٗ ھم فقیل لا یُدرَکُ کنہُ ذات اللہ تعالیٰ و

صفاتہٖ وقیل یُدرک لانہ سبحانہ لا یجھلُ عن کنہہٖ فجاز فی

ظلہ فیمکن الاختلافُ بحسبِ حالٍ ہٖ فالعلمُ بہٖ سبحانہ کما ھو

بالتنزیہ و تشبیہہٗ لا یزیلُ التنزیہَ و یُمکنُ ان یأوّل الدرکُ

بالجھل عن کیف التنزیہ والجھلُ عنہ بالدرک فالجھلُ درکٌ

والدرکُ جھلٌ فتوافق القولانِ فقولُہ صلعم ما عرفناک حق

معرفتک ای عرف من حیث وجودہ لا من حیث کنہہٖ ای ما ھو و

عرفناک حق معرفتک مع الجھل عن معرفۃ الکنہ او مع معرفۃ

الکنہ علی حسب حالٍ فتوافقا ویمکن ان یکون ھذا قولہ صلعم

من المتشابھات اذ تعارض العلمُ والجھلُ فی شیٔ فبقی الجھلُ

ترجمہ وکنہ و حقیقت شی ماہیت شے است کہ از وی پیش نمیشود و نہ پس می آید۔ پس اگر از وی پیش

گرفت کنہ او نیست یا اگر از وی پس آمد کنہ او نیست لیکن ممکن است کہ وصف او باشد قائم بدو پس نیست

کنہ او۔ و گفتہ شد کہ کنہ ذات خدای برتر و صفات او ادراک نہ شود یعنی دریافت نہ کردہ شود و

گفتہ شد کہ ادراک شود از آنکہ حق سبحانہ از کنہ خود نا دانندہ نیست پس در ظل او جائز است پس

بحسب حال اختلاف ممکن باشد۔ پس این علم کہ خاص است باو سبحانہ است چنانکہ او با تنزیہ است

حالانکہ تشبیہ او تنزیہ را زائل و دور نمیکند۔ و ممکن است کہ تاویل کردہ شود درک بجہل از کیف تنزیہ

و جہل از وی بدرک۔ پس جہل درک است و درک جہل۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند

قول او صلعم است ما عرفناک حق معرفتک یعنی نشناختیم ترا حق شناخت تو مراد نشناختہ

از حیثیت بوجود او نہ از حیثیت کنہ او ما ھو ای چہ وا او است۔ و قول او صلعم عرفناک حق معرفتک یعنی

شناختیم ترا حق شناخت تو۔ این قول یعنی شناختیم ترا الخ مع جہل است از معرفت کنہ یا مع معرفت کنہ

برحسب حال۔ پس ہر دو قول باہم موافق آمدند۔ و ممکن است کہ این قول [illegible] از متشابہات

از آنکہ علم و جہل در چیزے باہم عارض آمدند پس جہل باقی ماند

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

وهو في حالہ صلعم ممنوع واعلم انہ سبحانہ وراءُ الوراءِ
عن درکِ حادثٍ لا فی حد ذاتہ وصفاتہ والا ش اے
ان کان وراءُ الوراء فی حدِّ ذاتہ وصفاتِہ فالثبوتُ من
نفیِ النفیِ المذکور م لزم النفیُ عن الثابت علی التسلسلِ فلا
یثبتُ القدمُ فما یدرکُ بالکیفِ ھو بتشبیہِ صفتٍ حادثٍ وما
یُدرکُ بلا کیفٍ ھو عدمٌ سابقٌ ولاحقٌ او دلالۃٌ وربطٌ
ختمَّ حد الادراکِ وھو سبحانہ وراءُ الوراءِ عن درکِ
حادثٍ فھذا حقٌ ولا نزاعَ والاستقرارُ علیہ اھونُ
واللہُ بالغُ امرہٖ ط قد جعل اللہُ لِکُلِّ شیءٍ
قدراً + اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃِ
وعلی انوارہ کما تحبہ و
ترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہم

ترجمہ: وایں درحالِ او صلعم ممنوع ہست۔ و بدانکہ ہر آئینہ او سبحانہ از درکِ حادث وراء الوراء است یعنی بیش از بیش است نہ در حدِ ذات او و نہ درصفات او۔ و رنہ اگر در حدِ ذات وصفاتِ خود وراء الوراء بودے پس از نفیِ نفیِ مذکور شوتے کہ متحقق است بدیں طور کہ ایں نفیِ آخر کہ نفیِ سابق است گویا نفیِ نفی میکند پس ثابت متحقق میشود ازیں ثبوتِ ثابت بنا بر تسلسل نفی از ثابت نفی لازم آمدے پس قدم ثابت نشدے۔ پس انچہ بکیف دریافت شود او است بہ تشبیہ حادث و انچہ بلا کیف ادراک شود او عدم سابق ولاحق است یا دلالت وربط است۔ پس حد ادراک تمام شد و او سبحانہ از درکِ حادث وراء الوراء است وایں حق است ونیست نزاع یعنی خصومت وکشیدگی۔ وقرار گرفتن برو آسان تر است واللہُ بالغُ امرہٖ ط قد جعل اللہُ لِکُلِّ شیءٍ قدراً کہ در سورۃ طلاق رکوع اول است۔ یعنی خدائے برتر رسا نندہ امرِ خود است۔ تحقیق خدائے برتر برائے ہر شے اندازہ بنا دہ است۔ اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔ ترجمہ اش در بحث سابق گذشت ٭

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٭ قال سبحانہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون الایہ **اصل** اذا موضوعۃ لزمانٍ متضمنۃ لمعنی شرطٍ فوجود شرطٍ بوقوع فعل فاعل مقید بزمانٍ وجزائہ متصل بزمانِ شرطہ کما یوم یقول لہ کن فیکون الایہ مصرح زمانٍ فان کان فعل متعدیاً فقعل واقع بین فاعلہ ومفعولہ تعلق خارجی لا ذھنی وخلاف الشرط والجزاء دلیل علی حدوث الشرط والجزاء ٭

اصل اذا ادا موضوع برائے زمان متضمن معنی شرط است

در فعل متعدی فعل کہ درمیان فاعل و مفعول واقع است تعلق خارجی است نہ ذہنی

ترجمہ این ذکر بیان مرتبہ حجابست درمیان قدیم وحادث و مرتبہ ایست ثابت کہ از حجاب تعبیر کردہ شود پس درین ذکر بیان اوست

بیان کیفیت مرتبہ حجاب کہ درمیان قدیم وحادث است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ درسورہ یٰسٓ رکوع آخر انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون الایہ یعنی جزاین نیست کہ امر او چوں ارادہ کند چیزے را آنکہ گوید او را بشو پس بشود۔ **اصل**۔ لفظ اذا برائی زمان موضوع است۔ متضمن است معنی شرط را پس وجود شرط ثابت شود بواقع شدن فعل فاعل کہ مقید بزمان باشد وجزائے شرط متصل بزمان شرط خود است لہٰذا اینجا جزائی شرط اذا از زمان شرط متصل شود چنانچہ این آیہ کریمہ کہ در سورہ انعام رکوع نہم است یوم یقول لہ کن فیکون الایہ تصریح کنندہ زمان است یعنی در آن روز گوید او را بشو پس بشود۔ واگر فعل متعدی باشد پس فعلی کہ درمیان فاعل و مفعول او واقع است آن فعل تعلق خارجی است نہ ذہنی۔ وتمام خلاف شرط و جزا دلیل است بر حدوث شرط و جزا۔

تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئاً الخ

قاعدہ حرف اذا ذوات او کہ متضمن معنی شرط و موضوع برائی زمان است

فوضح بتعلق بين الامر والارادة والقول كل واحد منهم حادث الذى ظاهر من فعل فاعل قديم بقيامه الحقيقى به اذ اذا يقتضى فعلا وفاعلا خارجين قبل ايقاع الفعل والا الايقاع من معدوم ممتنع عقلا لا حادث الذى كائن اثرا لامر بقيامه المجازى به۔ فالظاهر الذى وصف فاعل زائد على صفة زائدة على الذات حادث غير مخلوق اذ وصف الموصوف لقائم به بقيام حقيقى لا مخلوقه شئ اذ المخلوق بقيامه المجازى ۔ والكائن الذى اثر امر وفعل فاعل حادث مخلوق فالحادث الذى غير مخلوق حجاب بين فعل فاعل قديم وحادث الذى مخلوق يحفظ حدهما

ترجمہ۔ پس بہ تعلق کہ درمیان امر و ارادت و قول است ظاہر شد کہ ہر واحد از انہا حادث است ظاہر یعنی نمودار از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی خود باں فاعل قدیم یعنی ہر یک از اینہا کہ با فاعل قدیم قیام حقیقی دارد بواسطۂ فعل فاعل قدیم بطور حادث نمودار آمده ظاہر شد۔ از آنکہ اذا فعل و فاعل ہر دو را درخارج پیش از ایقاع یعنی واقع کردن فعل میخواہد ورنہ ایقاع از معدوم عقلاً یعنی از روئے عقل ممتنع است۔ نہ ہر واحد از انہا حادثی است کائن بطور اثر برائے امر بقیام مجازی خود باں فاعل قدیم یعنی اینہا حادث کائن نیند کہ امر را اثر باشند و با فاعل قدیم قیام مجازی دارند۔ بلکہ ہر سہ از فعل فاعل قدیم حادث نظہور آمده بواسطۂ این فعل با فاعل قدیم قیام حقیقی می دارند۔ پس ظاہری کہ از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی باں بحدوث نمودار آمده آنکہ او وصف فاعل قدیم است زائد بر صفتی کہ زائده است بر ذات این ظاہر حادث غیر مخلوق است از آنکہ وصف موصوف است کہ ہر آئینہ این وصف باں موصوف قائم بقیام حقیقی است نہ مخلوق آں موصوف است از آنکہ مخلوق بخالق خود قائم بقیام مجازی است۔ و کائنے کہ اثر امر و فعل فاعل است این کائن حادث مخلوق است۔ پس حادثی کہ غیر مخلوق است او حجاب است درمیان فعل و فاعل کہ ہر دو قدیم اند و درمیان حادثی کہ مخلوق است۔ ہمیں حجاب است کہ حد ہر دو محفوظ دارد یعنی فعل و فاعل ہر دو قدیم و حادث مخلوق را بحد خود ها نگاہ دارد ÷

والحادثُ المخلوقُ دليلٌ على الحجاب والقديمِ وحفظُ الحدين
بتعلّقِ القديمِ بلا واسطةِ الحجابِ بحادثٍ مخلوقٍ ممتنعٌ
عقلاً فليحفظِ الفكرَ عن الزيغ ومن ورائه إن كان الامرُ
قديماً فكان الذى اثرُه معه فى القدم تعاقباً رتبياً فليس
الاثرُ قديماً فليس الامرُ قديماً وقال صلعم كان اللهُ ولم يكن
معه شئٌ الحديث غيرُ قديمٍ وان كان الامرُ حادثاً مخلوقاً
لزم فوقه امرٌ اٰخرُ فتسلسلَ فثبت انّ الامرَ حادثٌ غيرُ
مخلوقٍ من حيثيةٍ وصفُ امرٍ بزيادته على صفتٍ زائدةٍ
على الذات فهو حجابٌ كما ذكر والكونيةُ الحادثةُ التى هى اثرٌ
للامرِ ان لم تكن بايقاع فعلِ الذى حجابٌ من فاعلٍ

ترجمہ واین حادثِ مخلوق دلیل است برین مرتبہ حجاب قدیم از حدوثِ خود بر حجاب حادث واز خلق
برخالقِ قدیم۔ ونگاہداشتِ ہر دو حد مذکورہ درین تعلق کہ قدیم را با حادثِ مخلوق است بلا واسطہ
حجاب عقلاً ممتنع است زیرا کہ ہمین کو اسطہ حجاب واسطہ تعلق است درمیان قدیم وحادثِ مخلوق
حاجب ونگاہدارندہ است حد ہر دو۔ پس باید کہ فکر را از کجی نگاہ دارد۔ وعلاوہ ازین اگر امر قدیم باشد
پس کائنی کہ اثرِ امر است با او باشد در قدم بطور تعاقبِ رتبی نہ از روے حقیقی در ینجا امر
ناقص وضعیف است تا آنکہ آمر حالانکہ اثر متعاقبِ امر است یعنی از امر پس آیندہ است از روے
تعاقبِ حقیقی در رتبی یعنی اثری کہ از امر است او پس امر در حقیقت می باشد بطور رتبہ وباید پس امر شمردہ
شود ورنہ این اثر با امر بسبب اتصال وقربت ثابت شود وامر ناقص وضعیف آید تا آنکہ آمر۔ پس ظاہر شد کہ اثر
نیست قدیم وا اینکہ امر ہم قدیم نیست فرمود صلعم کان اللہ ولم یکن معہ شئ الحدیث یعنی بود خدا
برتر وبا او چیزے نبود۔ مطلب آنکہ خدا کہ برتر قدیم است ہیچ شئ با او نبود یعنی با او نبود غیر قدیم پس چیزی کہ با او
نبود حادث شد قدیم نیست۔ واگر این امر حادثِ مخلوق باشد لابد او امری دیگر لازم شود پس تسلسل پیش آید
پس ثابت شد کہ ہر آئینہ این امر حادثِ غیر مخلوق است از حیثیتِ وصفِ آمر کہ این وصف زیادت است
بر صفتِ زائدہ کہ زائد بر ذات است واین حجاب است چنانچہ مذکور آمد۔ وکونیتِ حادثہ آنکہ او اثر است
برای امر اگر بوقوع کردن فعلی کہ او از فاعل حجاب است حادث وواقع نہ شوند۔

لزم استعداد الکونیة فی الکائن خارجاً قبل الامر والایقاع
فلزم قدم استعداد کونیة الکائن فلا شک یلزم
عدمهما شک ای الکونیة والکائن فکیف امر الوجود
علی الموجود وکیف قدم استعداد الکونیة فی شیئ الذی
موجود من العدم وقول الله سبحانه الا له الخلق
والامر تبارک الله رب العالمین ۝ دلیل علی کونیة
الکائن بتخلیقه فقط۔ والظروف متضمنة شرط
علی الاصل المذکور فالتجلی المذکور فی قوله سبحانه
فلما تجلی ربه للجبل الایجاب حادث وتفکر فیما لم
تذکر ظروف متضمنة شرط علیه فتجد علی الاصل المذکور

ترجمہ۔ استعدادِ کونیت در کائن پیش از امر و ایقاع از روی خارج لازم شود پس قدم استعدادِ کونیتِ کائن لازم آید یعنی استعدادِ کونیت را قدم لازم شود۔ و عدم ہر دو لازم نشود یعنی کونیت و کائن ہر دو را عدم لازم نیاید پس امر وجود بر این موجود چگونہ شود۔ و قدم استعدادِ کونیت در چیزی کہ او از عدم موجود آمدہ چگونہ ثابت شود یعنی چیزی کہ او از عدم بوجود آمدہ در وی قدم استعدادِ کونیت چگونہ ثابت آید۔ و قولِ خدای سبحانہ کہ در سورۂ اعراف رکوع ہفتم ہست الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین ۝ یعنی آگاہ شو کہ برای او ہست سبحانہ خلق و امر صاحب برکت ہست خدا کہ پروردۂ عالمیان ہست۔ این دلیل است بر کونیتِ کائن یعنی شدن شوندہ بہ آفریدنِ او سبحانہ فقط یعنی چون خلق و امر باو سبحانہ منحصر شد پس ہیچ آفریدہ آفریدہ نشود مگر بامر و خلق او سبحانہ پس کونیت ہیچ کائن نشود مگر با فریدنِ او پس شدنِ شوندہ با فریدنِ او سبحانہ است فقط و ظروف کہ متضمنۂ شرط اند بران قاعدۂ مذکورہ اند۔ یعنی وجودِ شرطِ شان بوقوعِ فعلِ فاعل ہست کہ مقیّد بزمان باشد و جزای شرطِ شان بزمانِ شرطِ خود متصل باشد۔ پس تجلی کہ مذکور است درین قولِ حق سبحانہ فلما تجلی ربہ للجبل الآیہ در سورۂ اعراف رکوع ہفدہم یعنی در ہر گاہ کہ پروردگار او برای کوہ تجلی فرمود الخ این تجلی حجاب حادث ہست۔ و ہمیرین فکر کن در انچہ کہ از ظروف متضمنۂ شرط مذکور نیامدہ پس بیابی بر قاعدۂ مذکورہ یعنی آن ظروف متضمنۂ شرط کہ مذکور نیامدہ بر این ظرفِ مذکورہ در آنہا فکر کنی پس بر اصلِ مذکورہ بیابی۔

فاعلم ان الحجاب معبرة بظل کما قال سبحانه کیف مد الظل الآیه والظل بقیامه الحقیقی به والمخلوق ظل الظل بقیامه المجازی به فیمکن ان الظل المذکور فی الآیة الکریمة یعبر باحد منهما مع لحاظ تفاوت فیهما سش قیاما حقیقیا ومجازیا کما فی ذکر کیفیة تفسیر الکریمة الم تر الی ربک کیف مد الظل ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحب وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ حجاب بہ ظل تعبیر کردہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم کیف مد الظل الآیہ یعنی چگونہ دراز کرد ایں سایہ را وظل بذی ظل بقیام حقیقی خود است ۔ ومخلوق ظل ظل یعنی سایہ از سایہ است بقیام مجازی خود بذی ظل ۔ وممکن باشد کہ ہر آئینہ ایں ظل کہ در آیت کریمہ مذکور است بیکے از ہر دو تعبیر کردہ شود مع لحاظ تفاوت دریں ہر دو یعنی از روئے قیام حقیقی ومجازی چنانچہ در ذکر کیفیت تفسیر ایں کریمہ کہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم است الم تر الی ربک کیف مد الظل یعنی آیا ندیدی سوئے پروردگار خود کہ چگونہ ایں سایہ را دراز فرمود واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وخدائے برتر بدرستے داناتر است ۔

اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به ۔ ترجمہ ایں درود شریف بالا نوشتہ آمد

ذکر کیفیۃ تحقیق حقیقۃ القرآن المجید

ذکر کیفیت تحقیق حقیقۃ القرآن المجید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علیٰ اٰلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ فاعلم انّ فی تحقیق حقیقۃ القرآن المجید انواعًا منہا انہ قدیم من حیث انہ کلام اللہ تعالیٰ ھو وصفٌ لنفسہ الکریم القدیم زائدٌ علی الذات فلا یمکن ان یسمعہ الحادث و یدرک حقیقتہ ولا یتقلّل ولا یتکثر ولا ینبعض ولا ینتفی وھو سبحانہ مع صفاتہ وراء الوراء عن الدرک الحادث و منہا انہ حادثٌ غیرُ مخلوقٍ فی مرتبۃ الحجاب من حیث انہ ظہر متنع مع حروفٍ و ترکیبٍ و صوتٍ یلیق بشانہ تعالیٰ من متنع کلامہ تعالیٰ

منہا انہ قدیم من حیث انہ کلام اللہ الخ صفۃ۔

فلا یمکن ان یسمعہ الحادث و یدرک حقیقتہ و لا یتقلل الخ

منہا انہ حادث غیر مخلوق فی مرتبۃ الحجاب مع حروف و ترکیب و صوتٍ الخ

ترجمہ ایں ذکر بیانِ تحقیقِ حقیقتِ قرآن مجید ست

بیان کیفیت تحقیق حقیقت قرآن مجید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علیٰ اٰلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ پس بدانکہ ہر آئینہ در تحقیقِ حقیقتِ قرآنِ مجید انواع ست۔ از آنہا یکی آنکہ او قدیم است ازیں حیثیت کہ او کلامِ خدائے برتر است کہ او وصف ست برائے نفسِ کریم کہ او قدیم است و ایں وصف زائد بر ذات است۔ پس ممکن نباشد کہ حادث اورا بشنود و حقیقتِ اورا ادراک کند یا حقیقتِ او فہمیدہ شود و نہ ایں قلت می پزیرد و نہ کثرت یعنی کم و بیش نمیشود و نہ بعض تواند و نہ نفی می شود بلکہ او سبحانہ مع صفاتِ خود وراء الوراء است از درکِ حادث۔ و از آنہا یکے آنکہ او حادث غیر مخلوق است در مرتبۂ حجاب ازیں حیثیت کہ او ظاہر شد از کلامِ او تعالیٰ مع حروف و ترکیب و صوتے کہ زیبا تواند و لایق شود بشانِ او تعالیٰ۔

آنکہ یکی قرآن مجید کلام صفت قدیم است تعالیٰ زائد بر ذات

ممکن نیست کہ حادث شنود و حقیقت او را ادراک کند و بیشتر از کلام قدیم کم و بیش و نعض و نفی نپذیرد

آنکہ قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبہ حجاب مع حروف و ترکیب و صوت آنچہ لائق او ست تعالیٰ

نہایم وصف نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیہ

فهو وصف قائم بنفسه الكريم القديم بقيام حقيقي زائد على الصفة الذاتية وان لم يكن بحروف وتركيب وصوت فلا نمكن استفادة وافادة للمستفيد ٭

هذا ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب الآية كما يكلم الروح بصفتها الذاتية بزيادة حادثة عليها بقيام حقيقي بها وفي انفسكم افلا تبصرون مع تفاوت كيفية القيام فيهما ش اى كلام الله تعالى الذى هو حجاب وكلام الروح الذى هو حجاب م قياما حقيقيا ومجازيا به سبحانه فانه يسمع من سمع عالم المثال ويفهم حقيقته كما قال سبحانه لا يمسه الا المطهرون

ترجمہ واو وصف است قائم بقیام حقیقی بنفس کریم او کہ قدیم است وایں وصف زائد بر صفت ذاتیہ است۔ واگر ایں وصف حجابی حادث غیر مخلوق بحروف وترکیب وصوت نباشد پس استفادہ وافادہ یعنی فائدہ گرفتن ودادن برائے مستفید یعنی نفع گیرندہ ممکن نباشد۔ وہمیں معنی یعنی مراد است ازیں آیت کریمہ کہ در سورہ شوریٰ رکوع پنجم است ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب الآية یعنی برائے بشر نیست اینکہ او را خدائی برتر کلام کند مگر از روئے وحی یا از روئے حجاب۔ چنانچہ روح کلام میکند بصفت ذاتیہ خود بواسطۂ زیادت حادثہ کہ بر صفت ذاتیہ است بقیام حقیقی بآں صفت یعنی زیادتی کہ بر صفت ذاتیہ حادث وپیدا یعنی ظاہر شدہ بدو قیام حقیقی دارد بواسطۂ ایں زیادت حادثہ روح بصفت ذاتیہ کلام میکند۔ وازیں آیت کریمہ کہ در سورہ ذاریات رکوع اول است وفي انفسكم افلا تبصرون ٥ یعنی در نفسہائے شما آیا پس نمی بینید۔ مع تفاوت کیفیت قیام کہ دریں ہر دو است یعنی کلام خدائے برتر آنکہ او حجاب است۔ وکلام روح آنکہ او حجاب است اندروئے قیام حقیقی ومجازی است باو سبحانہ۔ پس ہر آئینہ او شنیدہ می شود از شنوائے عالم مثال وحقیقتش فہم کردہ ودانستہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ واقعہ رکوع سوم لا يمسه الا المطهرون الآية

ای لا یسمعونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس الآثام الظاهرۃ والباطنۃ اذ ھو یتعلق بعالم المثال ولا یکون اھله الا المتقون فلا یمسُّ مضارعٌ ویتقلل ویتکثر وبتبعض و ینتفی کما قال سبحانه لا یکلمھم اللّٰہ یوم القیامۃ الآیۃ فکتب اللّٰہ تعالیٰ وکلامه تعالیٰ بالانبیاء و الاولیاء والملائکۃ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام من ھذا سش ای من انه حادث غیر مخلوق فی مرتبۃ الحجاب من حیث انه ظھر مع حروف وترکیب وصوت یلیق بشانه تعالیٰ من کلامه تعالیٰ وفی سنن ابی داؤد و البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضی اللّٰہ عنھما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

ترجمہ ای لا یسمعونه ولا یفھمون حقیقته الا المطھرون من رجس الآثام الظاھرۃ والباطنۃ یعنی اورا مس ولمس نمی کنند مگر پاکیزگان مراد آنکه اورا نمی شنوند ونہ حقیقتش می فھند مگر آنانکہ طاھر و پاکیزہ شدہ اند از نجاست گناہان ظاھرہ وپوشیدہ۔ از انکہ او بعالم مثال تعلق دارد واورا اھل نمی باشند مگر پرہیزگاران۔ پس لا یمسّ اینجا بمعنی مضارع است۔ ومی تواند کہ ایں نوع کلام قلیل وکثیر وکم وبیش شود وبعض ونفی شود چنانچہ فرمود حق سبحانہ لا یکلمھم اللّٰہ یوم القیامۃ الآیہ یعنی کلام نکند خدائے برتر ایشاں را روز قیامت الخ پس کتابہائی خدائے برتر۔ وکلام او تعالیٰ با انبیاء و اولیاء و ملائکہ علیٰ نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام ازیں نوع است۔ یعنی انکہ او حادث است غیر مخلوق در مرتبہ حجاب ازیں حیثیت کہ ہمراہ آئینہ او ظاھر شد مع حروف وترکیب وصوتے کہ زیبا شود بشان او تعالیٰ از کلام او تعالیٰ۔ ودر سنن ابو داؤد وبیہقی است در کتاب اسماء وصفات از عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

إذا تكلم الله بالوحي سمع أهل سماء الدنيا صلصلة كجر السلسلة على الصفا ولا يزالون كذلك حتى يأتيهم جبريل فإذا أتاهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل ماذا قال ربك فيقول الحق فينادون الحق الحق م وإلا فكيف يحيط الحادث قديما وكيف يتنفى ويتبعض ويتقلل ويتكثر قديما وما هو متكلم به على وصفه حدوثا وقدما ش هذا يوافق بقول صاحب المعتبر والرازي في المطالب العالية أن كلامه يرجع إلى ما يحدثه من قدرته وإرادته لقائم بذاته كما في شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري انتهى أي أن كلام الله تعالى الذي يرجع إلى ما

ترجمہ إذا تكلم الله بالوحي سمع أهل سماء الدنيا صلصلة كجر السلسلة على الصفا ولا يزالون كذلك حتى يأتيهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل ماذا قال ربك فيقول الحق الحق یعنی فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں کلام کند خدا بوحی بشنوند اہل آسمان دنیا صلصلہ یعنی آوازی مثل کشیدن زنجیر از کوہ صفا وہمچنیں میباشند تا آنکہ جبریل نزد شاں بیاید۔ پس ہرگاہ کہ جبریل بیاید نزد شاں دفع کردہ شود بیم از دل شاں گویند ای جبریل چیست کہ آں گفت پروردگار من پس گوید الحق یعنی حق ہست کہ میگوید پس ہمہ ندا میکنند ومیخوانند الحق الحق یعنی ایں حق ہست ایں حق ہست۔ اینجا فزع عن قلوبہم بمعنی دفع الفزع عن قلوبہم ہست از انکہ فزع از تفزیع بمعنی بے بیم گردانیدن آمدہ لصلہ عن کہ در صراح ہست پس حاصل آنکہ بیم از دل شاں دور کردہ شود۔ ورنہ پس چگونہ احاطہ کند حادث قدیم را وچگونہ میتواند کہ نفی شود وبعض بعض شود وقلیل وکثیر یعنی کم وبیش شود قدیم۔ وآنچہ او کہ کلام کردہ شد بدو بر وصف خود ہست از روئے حدوث وقدم۔

اینکہ گفتہ شد موافق می شود بقول صاحب معتبر ورازی کہ در مطالب عالیہ ہست کہ ہرآئنہ کلام او کہ باز گردد سوئے آنچہ کہ اورا حادث میکند از قدرت خود وارادت خود البتہ قائم بذات اوست چنانچہ در شرح فقہ اکبر است کہ برائے ملا علی قاری است۔ انتہی۔ یعنی ہرآئنہ کلام خدائے برتر آنچناں کہ باز گردد سوئے چیزے

اى مرتبة التى يحدث بها الله تعالى من قدرته وارادته لقائم بذاته تعالى م وان كان الحجاب غير ما ذكر بقيام مجازى ش اى مخلوقا م فيرجع الكلام فى تحقيق ماوراء الحجاب وسمع الحادث كلاما قديما فيرى مايقال ومنها انه حادث مخلوق من حيثية الكتابة والقرءة من مخلوق والمعنى فى ذهنه مع نسبة الحادثة بكلام الله تعالى من الحجاب واصله فالاية الكريمة لا يمسه الا المطهرون على معنى اخر اى لا يمسه الا المطهرون من الحدث ش الكبير والصغير م فلا يمس نهى والله تعالى اعلم بالصواب۔ اللهم صل على محمد نبى الرحمة وعلى جميع آله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ یعنی سوئی مرتبے کہ او را حادث کند خدائی برتر از قدرتِ خود و ارادتِ خود البتہ او قائم است بذات او تعالیٰ۔ و اگر ایں حجاب بقیامِ مجازی است یعنی مخلوق است غیر آنچہ مذکور آید پس ایں کلام باز گردد در تحقیق ماوراء حجاب و در شنیدنِ حادث کلام قدیم را پس دیدہ خواہد شد کہ چہ گفتہ شود۔ و از انواع کلام یکی آنست کہ او حادث مخلوق است از حیثیتِ کتابت و قرات یعنی نوشتن و خواندن از مخلوق۔ و از حیثیتِ معنی کہ در ذہن مخلوق است مع نسبتِ حادثۂ خود بکلام خدائی برتر از حجاب و اصل او یعنی ایں کلام کہ حادث مخلوق است از حیثیتِ فعلِ مخلوق مخلوق است بنا بر نوشتن و خواندن کہ فعلِ مخلوق است و از حیثیتِ معنی کہ ایں ہم صفت ذہنی مخلوق است از آں نسبتی کہ اصلش مرتبۂ حجاب است کہ حادث غیر مخلوق آمدہ۔ پس ایں نسبت کہ او را بواسطۂ حجاب بکلام خدائی برتر است نسبتی است بقیام مجازی بنا بر فارقی کہ درمیان قدیم و حادثِ مخلوق است۔ و واسطۂ قیام دریں ہر دو از روئی مجاز مرتبۂ حجاب است کہ حادث است اما غیر مخلوق است از آنکہ زائد است بر صفت ذاتیہ قدیمہ کہ با قدیم او را ایں واسطہ زیادت قیام حقیقی است پس بایں نسبت و واسطۂ ایں کلام حادث مخلوق کہ منسوب بکلام خدا از حجاب است کہ اصل او ست محترم آمدہ و لمس او بہ مطہرون مقید کردہ شد۔ پس اینجا ایں آیت کریمہ لا یمسہ الا المطہرون بمعنی دیگر است ای لا یمسہ الا المطہرون من الحدث الکبیر و الصغیر یعنی باید کہ او را مس نکنند مگر آنانکہ طاہر و پاکیزہ شدگان اند از حدث کبیر و صغیر یعنی از جنابت و حدث وضو۔ پس اینجا لا یمس بمعنی نہی است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی و خدائی برتر بہتر داننده است براستی و درستی ایں کلام۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمیع آلہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت معیت اللہ تعالی و قربتہ و احاطتہ بخلقہ تعالی

ذکر کیفیۃ معیۃ اللہ تعالی و قربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ۔ اعلم انما اللہ الہ واحد موجود خارج ش ای ما ھو مصداق لما فی علمہ متقدما منہ بوجودہ القدیم کما ھو باسمائہ و صفاتہ بغیر عرضیتہ وجوھریتہ و تقییدہ بزمان و مکان و اتحادہ و حلولہ بغیرہ ولم یکن معہ شئ غیرہ فخلق ولم یکن محل الخلق فبعضہ محل لبعضہ من حیثیۃ تشخصہما الزائد علی تشخص ماھیتہما لا من حیثیۃ تشخص ماھیتہما اذ ھو سریع فنائہم

ترجمہ این ذکر بیان معیت و قربت و احاطت او تعالی است بخلق او تعالی یعنی ہمراہی و نزدیکی و فرا گرفتن او تعالی است مخلوق خود۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ۔ بدانکہ جز این نیست کہ اللہ کہ معبود واحد است کہ فرمود انما اللہ الہ واحد الآیہ در سورۂ نساء رکوع بست و سوم۔ او موجود خارج است یعنی آنکہ او مصداق است یعنی آنچہ کہ تصدیق بدو ہست برای آنچہ کہ در علم است و آن مصداق متقدم است از آنچہ کہ در علم است پس این ذات واحد کہ مصداق متقدم است پیش از آنکہ او در علم او ہست موجود خارج بودن ضروری است۔ بوجود قدیم خود ہمچنانکہ او باسمای خود ہست و صفات خود ہست بغیر عرض بودن او و جوہر بودن او و قید شدن او بزمان و مکان و اتحاد او و حلول او بغیر او یعنی نہ او عرض شود و نہ جوہر و نہ بزمان و مکان قید شود و نہ از غیر خود متحد باشد و نہ در و حلول کند و نبود با او چیزی غیر او باشد کہ وصف خلق ہست کہ خلق شود۔ و نہ او برای خلق محل باشد چنانکہ در خلق بعض او بعض را محل است از حیثیت تشخص ہر دو۔ و این تشخص زائد ہست بر تشخص ماہیت ہر دو نہ این محل بعض است بعض را از خلق از حیثیت تشخص ماہیت ہر دو از آنکہ تشخص ماہیت سریع الفنا ہست یعنی فنای او یا ماہیت خود چندان سکتہ ایست کہ مہلت محل گرفتن و شدن نمی یابد۔

بد آنکہ خدای واحد موجود خارج است بوجود قدیم خود باسماء و صفات خود یعنی مصداق متقدم است برای آنچہ کہ در علم است

نہ او عرض و جوہر است و نہ مقید بزمان و مکان الخ

بیان کیفیت معیت و قربت و احاطت او تعالی بخلق

بیان آنکہ خدای واحد موجود خارج بوجود قدیم خود است ہمچنانکہ با اسما و صفات خود ہست یعنی آنچہ در علم او ہست او مصداق متقدم است

بیان آنکہ او از عرض و جوہر و تقیید زمان و مکان و اتحاد و حلول بغیر او پاک است و با او چیزی غیر او نبود کہ خلق شود و نہ او محل خلق است کہ بعض بعض را بحیثیت تشخص زائد شود نہ بحیثیت تشخص ماہیت

فاللّٰہ سبحانہ معیٌ بخلقہ وقریبٌ ومحیطٌ فی آنٍ واحدٍ ولا منافات بینہا اذ لکلٍ واحدٍ منہا وجہٌ خاصٌ لا یعارض غیرہ فالمعیۃ مستفادۃٌ بموجودین بغیر استیعاب اجزاء المعی والقربۃ مستفادۃٌ بموجودین باستیعاب اجزاء القریب والاحاطۃ مستفادۃٌ بموجودین بغیر استیعاب اجزاء المحاط فالفرق بین المعیۃ والاحاطت بمعناھما فالمعیۃ والقربت والاحاطۃ کلہا ذاتیۃٌ ش ای اللّٰہ سبحانہ معیٌ وقریبٌ ومحیطٌ بذاتہ تعالٰی وتقدست ھ فوصفیۃٌ ش اے معیۃ وقربۃ واحاطۃ صفاتہ ایضا ھ معہا ش ای مع الذات ھ وجوبًا قد دلّت نصوص القرآنیۃ علیہا صراحۃ

ترجمہ ـ پس اللہ سبحانہ بخلق خود معی است یعنی با اوست وقریب اوست ومحیط اوست در آن واحد ودرمیان ایںہا منافات نیست از انکہ ہر واحد از ایںہا وجہی خاص است کہ غیر خود را معارض نباشد ـ وآں اینکہ معیت مستفاد است بموجودین بغیر استیعاب اجزائی معی یعنی انچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است آں اجزائی معی را یعنی او را کہ با اوست فرا نگیرد ـ وقربت مستفاد است بموجودین باستیعاب اجزائی قریب یعنی انچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است آں اجزائی قریب ونزدیک شوندہ را فراگیرد ـ واحاطت مستفاد است بموجودین بغیر استیعاب اجزائی محاط یعنی انچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل آمدہ است آں اجزائی محاط یعنی فرا گرفتہ را فرانگیرد ـ

پس فرق درمیان معیت واحاطت بہ معنائی آں ہر دو است یعنی با او شدن وفرا گرفتن بغیر استیعاب اجزائے ہمراہ شدہ وفرا گرفتہ تفارق ہر دو از ایں ہر دو معنی نمایاں است ـ پس معیت وقربت واحاطت ہمہ ہا ذاتیہ اند یعنی خدائی سبحانہ معی وقریب ومحیط خلق است بذات خود کہ برتر و پاک است ـ وایںہا ہمہ پس وصفیہ اند مع ذات یعنی معیت وقربت واحاطت ہمہ بصفات او سبحانہ ہست بانیکہ او سبحانہ بدیں صفات مع ذات معی وقریب ومحیط خلق است یعنی ہمراہ ونزدیک وفرا گیرندہ است ـ
از روے وجوب کہ تحقیق دلالت میکنند برایںہا نصوص قرآنیہ یعنی آیات کلام شریف بطور صراحت ؞

تعریف معیت وقربت واحاطت

فرق درمیان معیت واحاطت

وبیان آنکہ معیت وقرب واحاطت کلہا ذاتیہ ووصفیہ بروئے دلالت نصوص قرآنیہ فقط وصفیہ بر قول مخالفین است

وصفیہ ہر دو کہ کرو کر دیکہ شدہ واحاطۃ

بیان اینکہ خدای تعالٰی معی وقریب ومحیط است

تعریف معیت وقربت واحاطت

فرق معیت واحاطت

بیان آنکہ ایں ہر سہ اوصاف ذاتیہ مع وصفیہ اند نہ فقط وصفیہ کہ قول مخالفین است ـ

بیان نصوص قرآنیہ دال بر آں

کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیہ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ الآیہ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ ونحن اقرب الیہ الآیہ واَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ محیطٌ الآیہ واِنَّ اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علماً الآیہ ومع ھذہ استوائہ تعالیٰ شانہ علی العرش بحالہ کما ھو عند اللّٰہ تعالیٰ علیٰ مذھب امامنا الاعظم رحمہ اللّٰہ تعالیٰ وانّما فِرَقٌ مخالفۃٌ لاھل سنۃٍ وجماعۃٍ قائلۃٌ بمعیۃٍ وقربۃٍ واحاطۃٍ کلّھا وصفیّۃٌ بنفیِ ذاتیۃٍ بحُجَجٍ عقلیّۃٍ بلزوم الجھتین فی الذاتیۃ ولیس قرارُھا بمقابلۃ النصوص القرآنیۃ ویُرَدُّ علیھم فی الوصفیۃ ما حجّوا بہ ش ای لزوم الجھتین ص

ترجمہ - چنانچہ فرمود سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیہ در سورۂ بقر رکوع نوزدہم یعنی ہر آئینہ خدای برتر با صبر کنندگان ہست یعنی ہمراہ ایشان ہست و با ایشان معی است الخ - وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ الآیہ یعنی و خدای برتر با شما است ہر جا کہ شما باشید الخ - وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ در سورۂ بقر رکوع بست و سوم یعنی و ہر آئینہ من نزدیکم الخ - وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ الآیہ در سورۂ ق رکوع دوم یعنی ما نزدیک تریم بسوی او الخ - وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ الآیہ یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شیء فرا گیرندہ است الخ - واِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا الآیہ در سورۂ طلاق رکوع دوم یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شیء را از روی علم فرا گرفتہ است الخ و با وصف این استوای او تعالیٰ شانہ یعنی قرار گرفتن و ظاہر شدن او کہ برتر است شان او بر عرش بحال خود ہست ہمچنانکہ او نزد خدای برتر است بر مذہب امام اعظم است رحمت کند او را خدای برتر - و جز این نیست کہ فرقہ کہ مخالف برای اہل سنت و جماعت قائل اند بمعیت و قربت و احاطت کہ اینہا ہمہ از روی وصفیہ اند بنفی ذاتیہ یعنی میگویند کہ خدای برتر بخلق معی و قریب و محیط باوصاف است نہ بذات بحجتہای عقلیہ بسبب لازم شدن جہتین در ذاتیہ یعنی گویند کہ در صورت معیت و قربت و احاطت بذات در ذات دو جہت لازم شوند حالانکہ این دلائل عقلیہ را بمقابلہ نصوص قرآنیہ قرار نیست کہ رد کردہ شود بر آنان در وصفیہ آنچہ آنان با و حجت گرفتند بلزوم جہتین یعنی آنچہ آنان در صورت ذاتیہ بدین صفات بلزوم جہتین حجت گرفتند پس این ہمہ حجتہای عقلیہ شان ہمچنان در صورت وصفیہ بر آنان رد کردہ شوند باینطور کہ در صورت وصفیہ ہم لزوم جہتین لازم آید و قاعدہ کہ آنان از و حجت گرفتند ہم بر آنان حجت شود پس ناچار بمعیت و قربت و احاطت ذاتیہ رجوع کنند یا قاعدہ شان باطل گردد

و استوای او تعالیٰ بر عرش بحال خود است نزد او چنانکہ مذہب امام اعظم است رحمۃ اللّٰہ علیہ

استوای بر عرش او تعالیٰ بحال خود است نزد او چنانکہ مذہب امام اعظم است رحمۃ اللّٰہ علیہ

وبدلائل الاحادیث الشریفة وهي ماولة بمقابلة النصوص القرانیة وبا ستدلال بان الله قد احاط بکل شيءٍ علماً وهولا یعارض الاحاطة الذاتیة وکذا المعیة والقربة الذاتیة بل ثبتت الذاتیة والوصفیة بدلالة النصوص القرانیة ۔ فقول بعضٍ من اهل سنةٍ وجماعةٍ بمعیةٍ و قربةٍ واحاطةٍ کلها وصفیةٌ بنفي ذاتیةٍ محمولٌ علی تشویش الفکر بمقابلة النصوص القرانیة الدالة علی الذاتیة فالمعیة من مرتبةٍ فعلیةٍ والقربة من مرتبةٍ حقیقیةٍ والاحاطة معهما فان لم تکن معیةٌ وقربةٌ واحاطةٌ کلها ذاتیةٌ لزم مکانٌ لمکونٍ قدیمٍ وکائنٍ مخلوقٍ

ترجمہ و انچہ تاں بدلائل احادیث شریفہ صحیحہا آوروند آنہمہ احادیث بمقابلہ نصوص قرآنیہ ماول شوند و انچہ تا بایہ آیت کریمہ استدلال یعنی دلیل گرفتہ اند کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا یعنی ہرآئنہ خدای برتر ہرشئی را از روی علم احاطہ کردہ و فرا گرفتہ است این کریمہ احاطت ذاتیہ را معارض نباشد ۔ و ہمچنیں معیت و قربت ذاتیہ است بلکہ ایں ہمہ ثابت اند ذاتیہ و وصفیہ ہر دو بدلالت نصوص قرآنیہ ۔

و قول بعض از اہل سنت و جماعت بنسبت معیت و قربت و احاطت کہ ایں ہمہ وصفیہ اند بنفی ذاتیہ مثل قول فرقہ ہای مخالف ایں قول محمول است بر تشویش فکر شاں کہ بمقابلہ نصوص قرآنیہ است از آنکہ نصوص بر ذاتیہ دال اند چنانچہ از آیات مذکورہ بصراحت پیدا شود کہ خدائے برتر معی و قریب و محیط است بذات خود بدلالت اسم ذات و ضمائر کہ اطلاقش بر ذات شود ۔ و معیت از مرتبہ فعلیہ است ۔ و قربت از مرتبہ حقیقیہ ۔ و احاطت مع فعلیہ و حقیقیہ ہر دو است یعنی از ہر دو مرتبہ است ۔ و اگر معیت و قربت و احاطت ہمہ ذاتیہ نباشند برائے مکون قدیم یعنی ہست آرندہ قدیم و کائن مخلوق یعنی بہست شدنی کہ مخلوق است

مکان لازم شود ۔

والظرفُ مقدمٌ علی المظروفِ فانظر ماذا تری فی الطرفین
ولکن فیما یَرُدُّ علی المخالفین الذی حجوا بہ مما من ضمن هذا
فالمعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ بتجاوزٍ بین مرتبتین لا جھتین
لنفی المکانین وما تری من مکانٍ لکائنٍ وھو بنسبۃٍ بینھما
لا بنسبۃٍ بین المکوّنِ والکائنِ لا ینافی نفی المکانینِ
علی الاصلِ المذکور فھو سبحانہ لیس بداخلٍ فی
شیءٍ غیرہ ولا بخارجٍ منہ ولا بحالٍ فیہ ولکنّہ
سبحانہ معیٌّ وقریبٌ ومحیطٌ کما ھو مذکورٌ ۔ فاعلم انّما
المعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ علی نوعین من مرتبۃٍ قدیمۃٍ فکیف
کلّہا مجہولٌ وعامۃٌ لکل شیءٍ ومضبوطۃٌ فی عقائدِ اھلِ سنۃٍ وجماعۃٍ

ترجمہ وظرف مقدم است بر مظروف پس نظر کن چیست این کہ می بینی در طرفین۔ ولازم شود آنچہ کہ از ضمن این است در آنچہ کرد کردہ میشود بر مخالفین کہ آنہا بدو حجت گرفتند یعنی قولِ مخالفین کہ بلزوم جہتین حجت آوردہ از آنچہ کہ رد کردہ شود در ہم از این ضمن لازم شود کہ مخالفین بر دو حجت گرفتند ۔ پس این معیت و قربت و احاطت
بتجاوز است درمیان دو مرتبہ یعنی حقیقیہ و فعلیہ نہ در دو جہت بسبب نفی این ہر دو را بمکان۔ از آنکہ نفی جہتین آنجا مکوّن و کائن ہر دو را مکان لازم آید و تقدم ظرف بر مظروف شود پس ببین کہ در طرفین چہ پیش آید یعنی تجا
بتجزّ از لزوم جہتین نفی از ہر دو بمکان تسلیم شود۔ و آنچہ تو می بینی از مکان کہ برای کائن است حال اینست کہ او
بنسبت است درمیانِ ہر دو یعنی درمیان مکان و کائن نہ بنسبت است درمیانِ مکوّن و کائن کہ
این بر اصلِ مذکور منافی نیست ہر دو مکان را۔ از آنکہ این ہمہ اوصاف بتجاوز اند بین مرتبتین لہذا
این تجاوز رتبی است نہ محلّی کہ محل و مکان فقط برای کائن است پس نسبتِ جہت در مکان و
کائن است نہ در مکوّن و کائن لہذا این تجاوز رتبی بر اصلِ مذکور نفی ہر دو مکان را منافی نیامد
کہ باہم یکی را دیگری نفی کند۔ پس او سبحانہ در چیزی غیرِ خود داخل نیست۔ و نہ از و خارج است۔ و نہ در و
حال است یعنی حلول کنندہ۔ ولیکن او سبحانہ معی و قریب و محیط است چنانچہ او مذکور آمدہ +
پس بدانکہ جز این نیست کہ معیت و قربت و احاطت بر دو نوع است یکی از مرتبہ قدیمہ است کہ کیفیت
تمامِ آن مرتبہ مجہول است و برای ہر شئی این نوع عام است و در عقائدِ اہلِ سنت و جماعت مضبوط است
یعنی مسئلہ این مرتبہ در عقائدِ اہلِ سُنت و جماعت ضبط کردہ شدہ است +

ومن مرتبۃٍ حجابیۃٍ فکیف کلّھا معلومٌ وخاصۃٌ للنبی و الولی وغیر مضبوطۃٍ فی عقائدِ اھلِ سُنۃٍ وجماعۃٍ لخصوصیتِہا واذا تحققتِ المعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ کلّہا فی الموجودین فلا فی موجودٍ واحدٍ واللہُ سبحانہ مع صفاتہ الذاتیۃِ موجودٌ واحدٌ وصفاتہ الحجابیۃُ قائمۃٌ بہ بقیامٍ حقیقی لا مخلوقۃ ش فی الجملۃِ ادفاعُ زعمِ الذین زعموا مرتبۃً قدیمۃً الی صفاتہ الذاتیۃ ومرتبۃً حادثۃً مخلوقۃً تاویلًا باطلًا الی صفاتہ الحجابیۃ مع نفی وجودِ دونہما خلقًا وحکمُوا علیہا ما حکمُوا نعوذ باللہ تعالٰی منہ وحقٌ انّ صفاتَ الموصوفِ لیست بخلقہ بل قائمۃٌ بہ تعالی اللہ عمّا یصفون ص اللھم صلّ وسلّم علی محمدٍ النبیّ نورک وعلی انوارہٖ کما تحبہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہٖ

ودوم از مرتبۂ حجابیہ کہ کیف اہمعلوم وخاص برای نبی وولی است و خصوصیت در عقائد غیر منضبط

وخدای سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است وصفات حجابیہ قائم بقیام حقیقی باو ست نہ مخلوق او است

ترجمہ و دیگر از مرتبۂ حجابیہ است کہ کیفیت تمام این مرتبہ معلوم است - واین نوع خاص است برای نبی وولی و مسئلہ این مرتبہ در عقائد اہل سنت وجماعت غیر مضبوط است یعنی ضبط نہ کردہ شدہ است بسبب خصوصیت او یعنی بسبب خاص شدن این مرتبہ برای نبی وولی ۔ ہرگاہ متحقق شود کہ معیت وقربت واحاطت ہمہ اینہا در موجودین است یعنی اینہمہ ثابت آیند در موجودین پس نیستند در موجود واحد وحالانکہ خدای سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است - وصفات حجابیہ او باو قائم اند بقیام حقیقی کہ نیستند مخلوق او ش این فی الجملہ اوفاع یعنی دفع کردن زعم آنان است کہ زعم کردند مرتبہ قدیمہ را تا صفات ذاتیہ - ومرتبہ حادثہ مخلوقہ را از روی تاویل باطل تا صفات حجابیہ مع نفی وجود سوای این ہر دو از روی خلق یعنی تا این دو مرتبہ حد وجود پنداشتند وعلاوہ از ہر دو از روی خلق نفی وجود انگاشتند وحکم کردند بر وی آنچہ حکم کردند نعوذ باللہ تعالی منہ یعنی پناہ میخواہیم بخدای تعالی از و - وحق اینست کہ صفات موصوف نیستند مخلوق موصوف بلکہ قائم اند بموصوف تعالی اللہ عما یصفون یعنی برتر است خدا از آنچہ کہ آنان وصف میکنند - اللھم صل وسلم علی محمدن النبیّ نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ خدایا درود وسلام بفرست بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ نبی است نور تو وبر انوار او ہمچنانکہ تو دوست داری او را واز او خوشنود شوی وشفیع گردان او را درمیان ما وبا و رحم کن برما

دیگر از مرتبہ حجابیہ کہ کیفیتش معلوم وخاص است برای نبی وولی وازان خصوصیت در عقائد منضبط نشدہ

بیان آنکہ خدای سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است وصفات حجابیہ بقیام حقیقی قائم باو است نہ از و مخلوق است

ذکر کیفیت منع تغییر الھیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ

ذکر کیفیۃ منع تغییر الھیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + انما الماھیۃ التی یظھر منھا عارض تغییر بھیولی والعارض بصورت فی محاورۃ قوم لا فی الشریعۃ الشریفۃ فانی اصرح ای ان کان العارض زائدا علی الماھیۃ بقیام حقیقی بھا اصلا لمنشائیتھا لہ وھو صفۃ ذاتیۃ فلیس بحادث منھا وان کان زائدا علی الصفۃ الذاتیۃ بقیام حقیقی بھا اصلا لمنشائیتھا لہ فبالماھیۃ عرضا بواسطۃ الصفۃ الذاتیۃ

تصریح عارض انچہ زائد بر ماہیت است بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است وانچہ زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی این عرض ماہیت است بواسطہ صفۃ ذاتیہ مع امثال +

ترجمہ این ذکر در بیان آنکہ تغییر ہیولی از ذات خدای سبحانہ منع است وتغییر صورت از خلق او

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + جز این نیست کہ ماہیتی آنکہ ازو عارض ظاہر می شود بہ ہیولی تعبیر کردہ شود وعارض بصورت در محاورۂ قومی نہ در شریعت شریفہ۔ پس من تصریح میکنم۔ یعنی اگر این عارض زائد است بر ماہیت بقیام حقیقی بآں ماہیت کہ اصل است برای عارض بسبب منشائیت خود یعنی ماہیت عارض را منشاء واقع شدہ کہ ازو نشو یعنی بالیدگی عارض است۔ پس این عارض صفت ذاتیہ است واین از ماہیت حادث نیست۔ واگر این عارض زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی بآں صفت کہ اصل است برای این عارض بسبب منشائیت خود یعنی این عارض را صفت ذاتیہ منشاء آمدہ کہ ازو نشو وبالیدگی این عارض است۔ پس این عارض بماہیت بطور عرض است بواسطۂ صفت ذاتیہ +

بیان کیفیۃ منع تغییر ہیولی از ذات او سبحانہ وصورت از خلق او +

بیان آنکہ زائد بر ماہیت بقیام حقیقی صفۃ ذاتیہ ہست کہ از ماہیت حادث نیست +

بیان آنکہ عارض زائدہ بر صفۃ ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت بواسطہ صفۃ ذاتیہ این ہر دو حادث است مع امثالہ

فهو حادثٌ منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغيّر صفته الذاتية ولا ماهية لكن تغيّر قيامه وقعوده قائمان بقيامٍ حقيقيٍ بصفته الذاتية اصلاً لمنشأيتها لهما فماهيةٍ بواسطةِ صفة الذاتية عرضًا فهما يحدثان منهما م فما هو بقيامٍ مجازيٍ ليس بصورتٍ لها اذ هو ماهيةٌ او عارضٌ فان كان ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش اي ماهية لا عارضٌ م وان كان عارضًا فله محلٌ قيامه قائمٌ بقيامٍ مجازيٍ وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بينهما في معنى هيولى وصورةٍ لا على نسبةٍ بقيامٍ مجازيٍ فهذه محاورتهم توافق في الشريعةِ الشريفةِ في ذاته سبحانه وصفاته الذاتية حتى مرتبةِ الحجاب ش كما ذكرتُ في ذكر كيفيةِ اثبات مرتبةِ الحجاب م ولكن ما لنا ان نتبع محاورتهم في الكلام

ترجمہ پس ایں حادث ہست از ہر دو یعنی از ماہیت وصفتِ ذاتیہ چنانچہ زیدٌ قائم وقاعد ہست پس از ایں قیام وقعود وصفت ذاتیہ او تغیر نمی یابد ونہ ماہیتِ او ولیکن متغیر می شود قیام او وقعود او کہ ہر دو بصفتِ ذاتیہ قائم اند بقیام حقیقی بنا بر اصل بسبب منشا بودن صفتِ ذاتیہ برائے ہر دو۔ پس بواسطہ ایں صفتِ ذاتیہ قیام وقعود ہر دو بماہیت عرض آمدہ۔ پس ہر دو از ہر دو حادث اند یعنی از صفتِ ذاتیہ وماہیت پس آنچہ کہ او است بقیام مجازی برائے ماہیت صورت نیست از آنکہ او ماہیت ہست یا عارض پس اگر او ماہیت ہست پس او قائم است بنفس خود در معنائے خود یعنی در معنائے ماہیت ہست نہ در معنائے عارض کہ عارض ماہیت باشد بلکہ ماہیت ہست بنا بر اعتبار معنی ماہیت آنکہ بنفس خود قائم باشد۔ واگر او عارض ہست پس برائے او محل قیام او باید کہ قائم بدیگری بقیام مجازی باشد وحال آنکہ ایں محل ماہیت او ہست کہ بنفس خود قائم است در معنائے خود وآں بدیں عارض شدہ قیام گرفتہ ہست پس ایں ہر دو ماہیت وعارض کہ اول آخر را محل آمدہ بنا بر نسبتی کہ بقیام حقیقی درمیان ایں ہر دو ہست در معنی ہیولیٰ وصورت اند نہ بنا بر نسبتی کہ بقیام مجازی ہست چنانچہ خلق را با خالق باختلاف محققین۔ پس ایں محاورۂ شاں موافق آمد در شریعت شریفہ در ذات او سبحانہ وصفات ذاتیہ او تا مرتبۂ حجاب۔ چنانچہ بیان کردم در ذکر کیفیت اثبات مرتبۂ حجاب۔ ولیکن نیست ما را اینکہ پیروی کنیم محاورۂ شاں را در کلام ٭

بیان ترجمہ ماہیت قائم بنفس خود ہست یا عارض بر او ... ماہیت محل عارض ہست کہ از وی قیام او ہست ... بقیام مجازی

ماہیت محل عارض است کہ از وقیام او ست ... مجازی است

محاورہ ہیولیٰ وصورت در ذات وصفات او سبحانہ تا مرتبۂ حجاب موافق آید ولیکن ما را اتباع محاورۂ شاں در کلام نبایدہ ٭

وَنورُ محمدٍ مخصوصٌ بذاته صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمن موجوداتٍ قديمةٍ شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها وغيره صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمن موجوداته صلعم شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها او من تضمن مسلوباته صلعم بقيامٍ مجازيٍ ملتزمًا بموجوداته صلعم ش كما تعرف في ذكر كيفيةِ تخليقِ نورِ محمدٍ صلعم من نورِ الله سبحانه و المخلوقُ كلُّه من نورِه صلعم م فلا يوافق تعبير الهيولى من موجوداتٍ قديمةٍ والصورةِ من نورِ محمدٍ صلعم ومن غيره صلعم ش لقيامها المجازي وانّ الصورةَ بقيامٍ حقيقيٍ م الّا في حدِّ ذاته صلعم وعوارضها بقيامٍ حقيقيٍ بها وهكذا في غيره صلعم فالهيولى مع صورتها حادثةٌ مخلوقةٌ فان لا يسلم فانكارٌ من مرتبةِ الخلق الثابتةِ بالنصيةِ بقوله سبحانه

ترجمه و نورِ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ مخصوص است بذاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق از عدم است کہ منتزع از تضمنِ موجوداتِ قدیمہ بطور شبہ ست ازاں موجودات و دریں انتزاعِ تضمنی اورا بموجوداتِ قدیمہ قیامِ مجازی است ۔ و غیر او صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم مخلوق است از عدم منتزع از تضمنِ موجوداتِ او صلعم است بطور شبہ ازیں موجودات و دریں انتزاعِ تضمنی ہم اورا بایں موجوداتِ او صلعم قیامِ مجازی است یا غیرِ او صلی اللہ علیہ وسلم کہ مخلوق از عدم است منتزع از تضمنِ مسلوباتِ او صلعم است بقیامِ مجازی کہ بموجودِ او صلعم ایں مسلوبات ملتزم آمدہ یعنی بدو التزام یافتہ بسبب خروج و خلق از عدم کہ او را سلب لازم است چنانچہ بشناسی ایں را در ذکرِ کیفیتِ تخلیقِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ از نورِ اللہ سبحانہ است و ہمہ مخلوقِ خدائی سبحانہ از نورِ او است صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پس موافق نشود تعبیرِ ہیولیٰ از موجوداتِ قدیمہ و تعبیرِ صورت از نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و از غیرِ او صلی اللہ علیہ وسلم بسبب قیامِ ایشاں ہر دو مجازی است و بانکہ ہر آئنہ صورت را بہیولیٰ قیامِ حقیقی است ۔ مگر ایں تعبیر وافق شود در حدِ ذاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم و عوارضِ آں ذات بسبب قیامِ حقیقی عوارض بذات ۔ و ہمچناں در غیرِ او صلعم ۔ و در یں صورت ہیولیٰ مع صورتِ خود حادث مخلوق است و اگر اینکہ گفتہ شد تسلیم نکردہ شود پس ایں انکار است از مرتبۂ خلق کہ ثابت است بدلائلِ نصیہ بفرمودنِ او سبحانہ در سورہ ملک رکوع اول

نورِ او صلعم مخصوص بذاتِ او مخلوق است از عدم کہ منتزع از تضمنِ موجوداتِ قدیمہ بقیامِ مجازی بطور شبہ است و غیرِ او صلعم ہمچنیں از و از تضمنِ موجوداتِ یا از تضمنِ مسلوبات ملتزم بموجودات

تعبیرِ ہیولیٰ از موجوداتِ قدیمہ و صورت از و و غیرِ او صلعم موافقت نکند مگر در حدِ ذاتِ او و عوارض او صلعم بسبب قیامِ حقیقی در ہر دو

در صورتِ مذکورہ ہیولیٰ مع صورت حادث مخلوق ہست ورنہ انکار آید از مرتبۂ خلق کہ بدلائلِ نقلیہ و عقلیہ ثابت است کہ دریں مذکور آمدہ یا لزومِ مسلوبات آید برائے ہیولیٰ قدیمہ کہ ایں باطل است

نورِ او صلعم کہ مخصوص بذات او ہست مخلوق است از عدم کہ منتزع از موجوداتِ قدیمہ بقیامِ مجازی بطور شبہ است و غیرِ او صلعم ہمچنیں از وست صلعم کہ از تضمنِ موجوداتِ او صلعم یا از تضمنِ مسلوبات ملتزم بموجوداتِ او انتزاع یافتہ و مخلوق از عدم است

تعبیرِ ہیولیٰ از موجوداتِ قدیمہ و صورت از نورِ او صلعم و غیرِ او موافق نیاید مگر در حدِ ذاتِ او و عوارضِ او صلعم بسبب قیامِ حقیقی در ہر دو در صورتِ مذکورہ کہ تعبیرِ ہیولیٰ و صورت از ذات و عوارضِ او صلعم شود ہر دو حادث مخلوق اند ورنہ انکار آید از مرتبۂ خلق کہ او بدلائلِ نصیہ و عقلیہ ثابت است کہ مذکور آمدہ یا لزومِ مسلوبات آید برائے ہیولیٰ قدیمہ کہ ایں باطل است

مَاتَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ ش عموما لخلق م و بقوله صلعم اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ کُلَّہٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث ش خلقُ نورہ صلعم و غیرہ صلعم کما ذُکِر م والعقلیۃ بدلالۃ متغیرٍ لازمِ العدمین ش السابق واللاحق م مُقتضی موجدہ ولزوم مسلوباتٍ لھیولی قدیمۃٍ بصورٍ من مسلوباتٍ بدیھیۃٍ عقلیۃٍ ونقلیۃٍ کما ھی ظاھرۃٌ الآنفھم ش کالتوالد والسنۃ والنوم وغیرھم م وھو باطلٌ ۔

ترجمہ مَاتَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ یعنی نمی بینی در آفرینش رحمن از تفاوت الخ اینجا در خلق رحمن عموم خلق است ۔ و ہم بقولِ او صلعم اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ کُلَّہٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث یعنی اول چیزی کہ خدائ برتر آفرید نورِ من است و ہم مخلوقِ خود را از نورِ من آفرید تا آخر حدیث ۔ خلقِ نورِ او صلی اللہ علیہ وسلم و غیر او صلعم ہمچنان است کہ مذکور شد ۔ و ہم این مرتبہ خلق ثابت است بدلائل عقلیہ بدلالت متغیر کہ تغیر شوندہ است باینکہ متغیر را بسبب تغیرش دو عدم لازم اند یکی عدم سابق و دوم لاحق پس این متغیر در تغیر خود خواہندہ موجدِ خود است از انکہ در ایجاد او و تغیر دہندہ موجد باید کہ وجودِ نو پیدا آرد ۔ و نیز در صورتِ عدم تسلیم ہیولی و صورت از مرتبہ حادثِ مخلوق برائی ہیولی قدیمہ لزوم مسلوبات شود بسبب صورہا کہ از مسلوبات اند کہ بدیہیہ عقلیہ نقلیہ اند یعنی ظاہر اند بعقل می آیند و از نقل ثابت اند چنانچہ این ظاہر است آنانی دانستہ شود ۔ چون توالد یعنی باہم زائیدن یکے بدیگری ۔ و سنۃ یعنی غنودگی ۔ و نوم یعنی خواب و غیر اینہا کہ مسلوب از ذات قدیم اند و موجود در مخلوق اند چرا کہ صورت با ہیولی قیامِ حقیقی دارد و از انکہ بر ہیولی عارض زائد است پس ہمچنانکہ عارض را با ماہیت قیام حقیقی است صورت را با ہیولی است ۔ پس حاصل آنکہ اگر ہیولی و صورت ہر دو از مرتبہ حادث نباشند بلکہ ہیولی از مرتبہ قدیم و صورت از مرتبہ حادث مخلوق پس تسلیم کردہ شوند برائی ہیولی قدیمہ مسلوبات حادثِ مخلوق کہ بسبب حدوثِ صورہا لازم آیند بنا بر قیام حقیقی در ہر دو باقاعدہ مذکورہ ۔ و وجودِ مسلوبات بصورہای شان بالبداہت و از عقل و نقل ظاہر است چنانچہ گفتہ شد ۔

پس این لزوم مسلوبات در خالق قدیم باطل است کہ از دہنہا مسلوب آمدہ

واجتماع نقیضین فی هیولیٰ بصورٍ متضادةٍ لمنشائیتها لها وهو غیرُ معقولٍ وان قیل للتحذُّرِ **ش** ای لتحذرٍ من انکارِ مرتبةِ الخلقِ الثابتةِ ولزومِ مسلوباتٍ لهیولیٰ قدیمةٍ بصورٍ من مسلوباتٍ واجتماعِ نقیضینِ فی هیولیٰ بصورٍ متضادةٍ **م** صورتٌ بقیامٍ مجازیٍ بهیولیٰ قدیمةٍ مع خلافٍ باصلهما فلا لزومَ المسلوباتِ لکنَّ ادّعاءَ وحدتِ وجودِ هیولیٰ قدیمةٍ مع صورتها بنفیِ وجودِ دونهما باطلٌ اذ ماهیةُ التی بقیامٍ مجازیٍ قائمةٌ بنفسها فی معناها مع عوارضها فلیست بعارضةٍ لها بقیامٍ حقیقیٍ فلیست بصورةٍ لها واللّٰهُ یهدی من یشاءُ الی صراطٍ مستقیمٍ اللّٰهمّ صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمة وعلیٰ جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به +

ترجمہ دہم درصورتِ عدمِ تسلیم ہر دو از مرتبۂ حادث مخلوق اجتماعِ نقیضین شود در ہیولیٰ بسببِ صورتہائی متضادّہ بنا بر منشائیتِ ہیولیٰ برائی صُوَر یعنی ہیولیٰ صُوَر را درصورتِ قیامِ حقیقی منشاء واقع شود کہ ازونشو و بالیدگیٔ صورتہا حاصل آید کہ اینہا عارض زائد اند بر وقیامِ حقیقی۔ پس بسببِ صورتہائی متضادّہ در ہیولیٰ بقیامِ حقیقی کہ ضدین درو گرد آیند اجتماعِ نقیضین پیش آید۔ و ایں ہم معقول نیست۔ اگر بنا بر تحذّر از انکارِ مرتبۂ خلقِ ثابتہ۔ ولزومِ مسلوبات برائی ہیولیٰ بصُوَر از مسلوبات۔ و اجتماعِ نقیضین در ہیولیٰ بصُوَر متضادّہ۔ گفتہ شود کہ صورتِ حادث را با ہیولیٰ قدیمہ قیامِ مجازی است با وصفِ خلاف باصلِ ہر دو کہ گفتہ آمد نسبتِ اصلِ ہر دو و قیامِ ہر دو در ابتدائی ایں ذکر۔ پس درینصورت لزومِ مسلوبات نیست لیکن ادّعائی وحدتِ وجود یعنی ایں دعویٰ کردن کہ وحدتِ وجودِ ہیولیٰ قدیمہ مع صورتِ اوست بانفیِ وجود سوائی ایں ہر دو یعنی سوائی ہر دو مذکورہ از وجود نفی کردہ شود ایں دعویٰ وحدتِ وجود باطل است از انکہ ماہیتی کہ آں بقیامِ مجازی است قائم بنفسِ خود ہست در معنائی خود مع عوارضِ خود۔ نہ اینکہ ایں ماہیت بماہیتی بطورِ عرضِ عارض شود و ماہیت را عرض نام نہادہ شود در عرض و ماہیت قیامِ مجازی باشد حالانکہ دریں ہر دو قیامِ حقیقی باید۔ پس ایں ماہیت عارض نیست برائی ماہیت بقیامِ حقیقی پس نیست صورت برائی ہیولیٰ واللّٰہ یہدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم یعنی خدائی برتر رہنما بد ہر کسی را کہ میخواہد سوئی راہ راست و درست۔ اللّٰہمّ صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمة وعلیٰ جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به +

یا درصورتِ عدمِ تسلیم تعبیر ہر دو واقرارِ حدوث اجتماعِ نقیضین بصُوَر متضادہ پیش آید کہ نا معقول نیست +

و ادعائی وحدتِ وجود ہیولیٰ قدیمہ مع صورت او بقیامِ مجازی با نفیِ وجود غیرِ ایں باطل است

ماہیت بماہیتی بطورِ عرضِ عارض نہ شود پس او را صورۃ نشاید

یا درصورتِ عدمِ تسلیم تعبیر ہر دو واقرارِ حدوث اجتماعِ نقیضین در ہیولیٰ بصُوَر متضادہ پیش آید کہ ایں ہم معقول نیست۔

ادعائی وحدتِ وجودِ ہیولیٰ مع صورتِ او بقیامِ مجازی وجودِ غیرِ ایں باطل است

ماہیتہ بماہیتی بطورِ عرضِ عارض نہ شود و نہ ماہیتہ بعرض نام نہادہ شود ہر دو بقیامِ مجازی باشد بہ ماہیتہ برائی ماہیتہ بقیامِ حقیقی عارض است پس صورت برائی چگونہ است +

ذکر کیفیة الرسالة والنبوة والولایة والاعجاز والاستدراج والاستغاثة وما فیها مع مطالب اخری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + اعلم انما رسالة ھی ارسال فرسول نعت منہا بمعنی مفعول ففیہا تعرض ذات بنفسہا من جہة الی جہة ونبوة منقوصة بواو ھی رفعة او مھموزة لام ھی انباء فنبی علی الوجہین نعت منہما بمعنی فاعل او مفعول ففیہما تعرض ذات بوصفہا من جہة الی جہة وقد تعبر الرسالة بالنبوة والنبوة بالرسالة لامتزاجہما بامتزاج الذات بالصفات

ترجمہ این ذکر بیان رسالت ونبوت وولایت واعجاز واستدراج واستغاثت است وآنچہ درو ہست مع مطالب دیگر +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ بدانکہ خبر این نیست کہ رسالت مصدر بمعنی ارسال یعنی فرستادن است۔ ورسول ازو نعت ووصف است بمعنی مفعول یعنی فرستادہ شدہ۔ پس درین صفت تعرض ذات بنفس خود ہست یعنی ذات را بنفس خود پیش آمدن وپرداختن است از جہتی سوی جہتی۔ ونبوت منقوصہ بواو یعنی این مصدر در صورت ناقص واوی بمعنی رفعت یعنی بلندی آید یا این مصدر مھموز لام است بمعنی انباء یعنی آگہی وخبر دادن ہست۔ پس لفظ نبی برین ہر دو وجہ نعت ووصف است ازان ہر دو مصدر ناقص واوی ومھموز لام کہ نبوۃ ونبأ است بمعنی فاعل ومفعول ای رافع ومرفوع یعنی بلند شوندہ وبلند کردہ شدہ یا بمعنی مخبر ومخبر است یعنی خبر دہندہ وخبر دادہ شدہ۔ ودرین ہر دو تعرض یعنی پیش آمدن وپرداختن ذات بوصف خود ہست از جہتی سوی جہتی۔ وگاہی رسالت بنبوت ونبوت برسالت تعبیر کردہ شود بسبب امتزاج ہر دو یا امتزاج ذات بصفات یعنی این تعبیر بنا بر بہم آمیختن ہر دو وصف رسالت ونبوت است بسبب بہم آمیختن ذات بصفات۔ چون در تعریف ہر دو اوصاف فکر کنی تعبیر ہر یکی بدیگری بنا بر آمیزش ذات بصفات دریابی +

ذکر الرسالة والنبوة والاعجاز والاستدراج والاستغاثة وما فیہا مع مطالب اخری +

معنی الرسالة والنبوة وصفتہم ومنشئہم

بیان رسالت ونبوت واعجاز واستدراج واستغاثت وآنچہ درو ہست مع مطالب +

معنی رسالت ونبوت ووصفت ولغت

معنی رسالت ونبوت واصلش +

فاصطلاحٌ فی معناهما شرعًا **ش** ای هما من الله سبحانه الی خلقه مرعلی معناهما لغتًا فالرسالةُ والنبوةُ مرکزیةٌ تعیّنٍ منشأٍ افادتِ منتزعاتِه بقیامهما الحقیقیِ والمجازیِ بِه فقِسْ علیهما **ش** اے علی الرسالة والنبوة مرحقیقتهما دلالة بهما الیها بظلیتهما منها۔

فهما عامتانِ بعمومهما لما تحتَ مرکزیتهما من موجوداتٍ ومسلوباتٍ ومخصوصتانِ بخصوصیتهما بالانس والجنِ عما تحتَ مرکزیتهما بحکمته تعالیٰ وازلیتان فی تعینهما فی علمه سبحانه ووجودهما فی ازلٍ حادثٍ وان لم تکونا معلومتین فکان الرسول مجهولاً فکیف فی المیثاقِ مسئولاً

ترجمہ پس اصطلاح در معنائی آں ہر دو از روی شرع کہ ہر دو از خدای سبحانہ است سوئی خلق بر بنائے معنائی آں ہر دو است از روئی لغت یعنی معنی اصطلاحی آں ہر دو در شرع بنا بر معنی لغوی آں ہر دو است وآں در شرع بر بنائی معنی لغوی رسالت ونبوت تعرض یعنی پیش آمدن وپرداختن رسول ونبی است بنفس وصفِ خود از خدائی سبحانہ سوئی خلقِ او پس ایں ارسال وفرستادنِ ذاتِ رسول بنا بر اطلاع واخبارِ اوصافِ اوست۔ پس ایں رسالت ونبوت مرکز تعینی واقع شدہ کہ آں تعین منتزعاتِ خود را منشاء افادت است بسبب قیامِ حقیقی ومجازی آں منتزعات بآں تعین۔ پس حقیقت رسالت ونبوت بریں ہر دو قیاس کن از روئی دلالتے کہ ایں ہر دو سوئی حقیقت است بسبب ظلیت ہر دو از حقیقت یعنی حقیقتِ رسالت ونبوت بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت قیاس باید کرد از روئی دلالتے کہ ایں ہر دو را سوئی حقیقت است بنا بریں دلالت حقیقت ہر دو بریں ہر دو قیاس باید کرد۔ مطلب اینکہ حقیقت ایں ہر دو بریں ہر دو قیاس شود با منظور کہ بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت دلالتے کہ ایں ہر دو را سوئی حقیقت است بنا بریں دلالت حقیقتِ ایں ہر دو باید فہمید وایں ہر دو بسبب عموم خود عام اند برائی ما تحت مرکزیت ہر دو کہ از موجودات ومسلوبات اند یعنی آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو اند از موجودات ومسلوبات۔ ومخصوص اند ایں ہر دو بسبب خصوصیتِ خود بانس وجن از آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو است بحکمت او تعالیٰ۔ ودر تعین خود در علم او تعالیٰ ہر دو ازلی اند ودر وجود خود در ازل حادث۔ واگر ہر دو معلوم او تعالیٰ نباشند پس ایں رسول مجہول شود پس چگونہ در میثاق مسئول یعنی پرسیدہ شود۔

مطلب في التعينات الذات والصفات الحقيقية والثانية والفعلية والتنزيهة الخ

ومقدم التعينات تعين ذات كما عرفتها ش اى الفا مفهوم وجداني علما مع وجودها خارجا بضرورة م فصفات حقيقية كما عرفتها ش اى هي متضمنة ذات بقيامها الحقيقي بها من حيث انها لا هي ولا غيرها و تحدد ذات عليها فقرار تشخص نفس عليها م فثانية كما عرفتها ش اى هي اضافات ذاتية متضمنة ذات ولا تحتاج في وجودها الى حقيقية انتزاعا كفعلية الا احتياجا بوجه لتحدد ذات عليها فمحتاجة اليها في تضمن ذات لا حاجة خاصة لوجودها اليها فالاحتياج اليها بوجه غير معتبر فتحققت اصالتها بمقابلة الحقيقية متساوية بالحقيقية في استقرارها في تضمن ذات ولا تحدد ذات عليها وهي لا عينها ولا غيرها م ففعلية كما عرفتها ش اى هي اضافات ذاتية متضمنة حقيقية احتياجا لوجودها.

تعينات که در و متقدم تعین ذات است ÷ تعین صفات حقیقیه ÷ این تعین صفات ثانیه ÷ این تعین صفات فعلیه ÷

ترجمه وجز این نیست که تعین ذات مقدم تعینات است چنانچه او را دانستی که هر آئینه ذات از روی علم مفهوم وجدانی است مع وجود او که خارج است بضرورت. پس تعین صفات حقیقیه است چنانچه دانستی آنها را که بقیام حقیقی بذات متضمن ذات اند ازین حیثیت که آنها نه عین ذات اند ونه غیر ذات. و ذات بر آنها متحدد شود یعنی باز داشته شده. و قرار تشخص نفس بر اینها است. پس تعین صفات ثانیه است چنانچه دانستی آنها را که اضافات ذاتیه اند متضمن ذات و در وجود خود سوی حقیقیه همچو فعلیه بطور انتزاع محتاج نباشند مگر احتیاج بوجهی است که ذات را بر صفات حقیقیه تحدد واقع شده. پس در ضمن آمدن ذات سوی حقیقیه محتاج اند نه برائی وجود خود سوی حقیقیه حاجت خاصه دارند پس این احتیاج که سوی حقیقیه است بوجهی است که اعتبار ندارد. پس اصالت ثانیه بمقابله حقیقیه متحقق شد. پس در استقرار خود با حقیقیه در تضمن ذات برابر اند. و ذات بر اینها همچو حقیقیه متحدد نباشد. و این صفات نیز همچو حقیقیه نه عین ذات اند ونه غیر ذات. پس تعین صفات فعلیه است چنانچه دانستی آنها را که آنها اضافات ذاتیه اند متضمن حقیقیه از روی احتیاج برای وجود خود که انتزاع وجود فعلیه از حقیقیه است

انتزاعًا منها م فتنزيهٍ انتزاعًا وصفًا لموصوفه لا احتياجًا
لوجوده منساويًا بذاتٍ فى استقراره لا ستجماعه كذاتٍ -
ففى كلِ واحدٍ منها تعينٌ اولٌ لانشاءٍ منشاءٌ اُولى عزمٍ وثانى
لغيرهِ ش اي تعينٍ ثانى لانشاءٍ منشاءٌ غير اولى عزمٍ م
على تعددِ صفاتٍ الّا فى تعيّنِ ذاتٍ لعدم تعددها ش اے
ليس التعينُ الثانى فى تعينِ ذاتٍ لعدم تعددِ ذاتٍ م
فحقيقةُ ش الحقيقةُ بمعني علةٍ معلول على مبدائيتها
م ابراهيميةِ التى تصطلحُ عن تعين صفاتٍ حقيقيةٍ لمبدئيته
تعينه عم ش لمبدئية تعينِ صفاتٍ حقيقيةٍ تعين ابراهيم
م فى اولية منشاء نبوتٍ استقلالًا ش اى على استقرار
وجودِ صفاتٍ حقيقيةٍ استقلالًا م اصلاً ش

ترجمه پس تعینِ صفتِ تنزیهیه است که انتزاعش از روی وصف است برائی موصوف خود نه ایں
انتزاع بنابر احتیاج است برائی وجودِ خود بلکه ایں وصف در استقرارِ خود بذات باهم مساوی میشود
بنابر استجماعِ خود همچو ذات یعنی چونکه دریں وصف استجماع جمیع صفات همچو ذات است بنابریں استجماع ایں
وصف با ذاتِ خود باهم مساوات دارد اگرچه ایں وصف هم برائی موصوف است باین استجماع - پس در
هر یکی ازینها تعینِ اول است برائی انشاکه او منشاء اولوالعزمی است - و تعین ثانی برائی غیر اولوالعزم
است که از و منشاء غیر اولوالعزم انشا باید بنابر تعددِ صفات مگر در تعینِ ذات بسبب عدم تعددِ ذات
یعنی در تعینِ ذات همچو تعین صفات تعین ثانی نیست ازانکه در ذات همچو صفات تعدد نباشد حقیقت
بنا بر مبدئیتِ خود یعنی بنا بر محل آغاز و آشکاره شدنِ خود بمعنی علتِ معلول است - پس حقیقت ابراهیمی
که از تعینِ صفاتِ حقیقیه اصطلاح کرده شود بنا بر مبدئیت تعین شان است تعینِ او علیه السلام
را یعنی تعینِ صفاتِ حقیقیه مبدء است تعین ابراهیم علیه السلام را بنابریں حقیقت ابراهیمی از تعین
صفاتِ حقیقیه اصطلاح کرده می شود - پس حقیقت ابراهیمی در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت
است بمعنی آنکه استقرار وجود صفات حقیقیه از روئے استقلال است در اولیت یعنی وجود ایں صفات با ذات بسبب
تحدِ ذات بریں صفات بطور استقلال در اولیت قرار گرفته همچنین حقیقت ابراهیمی که مبدأ انتزاع تعین او
ایں صفات آمده در اولیت منشاء نبوت را بطور استقلال و اصل آمده برآنچه او اصل نیست

لما ھو لیس باصلٍ والاصل بمقابلۃ فرعٍ واصلاً ای لا یحتاج الیٰ غیرہٖ فی استقرارہٖ فالاصلُ بمقابلۃ تبعٍ فالاصلُ علےٰ المعنیین فیشیرُ الی الفرعِ والتبعِ ھما للاولیاءِ م و حقیقۃُ موسویۃٍ التی ھی مصطلحۃٌ عن تعینِ شانیۃٍ لمبدئیتہٖ تعینہٖ عم فی اولیۃٍ منشاءُ نبوتٍ استقلالاً اصلاً تساوی منشاءُ نبوتٍ لحقیقۃٍ ابراھیمیۃٍ کما عرفتہ ش ای التساوی م فتعینُ فعلیۃٍ مبدءٌ لتعینِ اٰدم عم فی اولیتٍ فیُصطلح حقیقۃُ اٰدمیۃٍ وتعینُ تنزیہٍ مبدءٌ لتعینِ عیسی عم فی اولیتٍ فیُصطلح حقیقۃُ عیسویۃٍ فینکشفان باستقلالٍ لھما بالانتزاعِ احتیاجًا لوجودھما فعلاً ووصفًا

ترجمہ وایں اصل بمقابلۂ فرع است۔ وہم اصل آمدہ یعنی او در استقرارِ خود سوئی غیرِ خود محتاج نشود وایں اصل بمقابلۂ تبع است۔ پس اینجا اصل بریں ہردو معنی است کہ اشارہ میکند سوئی فرع و تبع ہردو۔ وایں فرع و تبع ہردو برائی اولیاء اللہ است۔ وحقیقتِ موسوی کہ از تعینِ صفاتِ شانیہ اصطلاح کردہ شدہ است بنابر مبدئیتِ تعین ایں صفات است تعینِ موسیٰ علیہ السلام یعنی تعینِ صفاتِ شانیہ مبدء تعینِ موسیٰ علیہ السلام است بنابریں حقیقتِ موسویہ بہ تعینِ صفاتِ شانیہ مصطلح آمد پس ایں حقیقتِ موسویہ در اولیت بطور استقلال واصل منشاء نبوت است ہمچناں کہ حقیقۃِ ابراہیمی منشاء نبوت واقع شدہ کہ دریں منشاء ہردو باہم مساوی آمدند چنانکہ ایں مساوات را در تعریف صفاتِ حقیقیہ و شانیہ شناختی۔ وتعینِ فعلیہ مبدء است برائی تعینِ آدم علیہ السلام در اولیت پس حقیقت آدمیہ اصطلاح کردہ شود از تعینِ صفاتِ فعلیہ۔ و تعینِ تنزیہیہ مبدء است برائی تعینِ عیسیٰ علیہ السلام در اولیت پس حقیقت عیسویہ مصطلح است از تعینِ وصفِ تنزیہیہ +

وایں ہردو تعینِ فعلیہ و تنزیہیہ باستقلال خود ہا منکشف آمدند یعنی واشوند بانتزاع بنابر احتیاج برائے وجود خود ہا از روئے فعل و وصف +

وحقیقۃٌ محمدیۃ التی تصطلح عن تعین ذاتٍ لمبدئیتہ
تعینہ صلعم فی اولیۃٍ منشاءُ رسالۃٍ استقلالاً لا اصلاً
تضمّن منشئ نبوتٍ باعتبارہما من حیث قیامہما بہ ٭
فاستکملت محبوبیۃُ محمدیۃٍ باستجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین بالاصالۃ ش متعلقُ استجماعٍ
ومعناہا ان لیس احتیاجٌ فی استجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین الی الغیر ففی استقرار استکمال
المحبوبیۃ اصالتاً بل الغیر یحتاج فی استقرارہ الی الحقیقۃ
المحمدیۃ حقیقتاً من وجہ قیامہ بہا م فصدق قولہ
صلعم اَنَا اَوَّلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَنَا اٰخِرُ الْاٰخِرِیْنَ الحدیث
فالاولیۃُ علی الوجودِ والاخریۃُ علی الظہور

ترجمہ وحقیقت محمدیہ آنکہ مصطلح است از تعینِ ذات بنا بر مبدئیت او تعین او صلعم را در
اولیت منشار رسالت است بطور استقلال و اصل کہ ایں منشارِ رسالت متضمن شدہ است ہر دو منشار نبوت
را کہ حقیقتِ ابراہیمی و موسوی ہست باعتبار ہر دو منشارِ آں از حیثیتِ قیام ایں ہر دو کہ باآں ہست۔ کہ
کیفیتش در مبدء تعینِ حقیقت ہر دو منشار کہ تعینِ صفاتِ حقیقیہ و شانیہ اند در حقیقت ابراہیمی
و موسوی مع تفارقِ باہمی وحیثیتِ قیامِ ہر دو با ذات مذکور آمد بفکر و تامل درانجا نظر کن بخواست
خدا ہمہ مطالب دریابی ٭ پس محبوبیت محمدیہ بسبب اجتماع ہر دو حقیقت مذکورہ کہ ہر دو مستقلہ و ہر دو
منتزعہ ہستند کہ مستجمع بالاصالت آمدند استکمال یافت و تمام کردن خواست و مراد آنکہ در اجتماع یعنی گرد
آوردن ہر دو حقیقت مستقلہ و ہر دو منتزعات مذکورہ ہر آئینہ حقیقتِ محمدیہ را سوی غیری احتیاج نیست
پس در استقرارِ استکمال محبوبیت ایں حقیقت محمدیہ از روی اصالت است بلکہ ایں غیر در استقرار خود سوی
حقیقتِ محمدیہ حقیقتاً محتاج شود از وجہ قیام خود بحقیقتِ محمدیہ۔ پس صادق آمد قول او صلعم اَنَا
اَوَّلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَنَا اٰخِرُ الْاٰخِرِیْنَ الحدیث۔ یعنی من اول ہمہ اولان ہستم و من آخر آخرام
تا آخر حدیث۔ و ایں اولیت بنا بر وجود است و ایں آخریت بنا بر ظہور ٭

فالرسالۃ بمعنی مصدر رابط بین مرسل ورسول فھی نسبۃ معروفۃ لا تشتبہ ولا تشترک وموصلۃ الی مرسل فلا تعرف ولا توصل ش الضمیر المستتر فی الفعلین الی النسبۃ م الا بتعریف رسول وھکذا ظلیۃ ظل من ذی ظل ش ای کرسالۃ رسول من مرسل ای بینہما ربط الظلیۃ فھی نسبۃ معروفۃ ولا تشتبہ ولا تشترک وموصلۃ الی ذی ظل فلا تعرف ولا توصل الا بتعریف ظل م و حقیقۃ ش الحقیقۃ بمعنی ماہیۃ م نبوت ایضا فی حکم الرسالۃ والظلیۃ فالرسالۃ افضل من النبوت بما وصفنا والنبوت افضل من الولایۃ ھی قربۃ مخصوصۃ حقیقیۃ و نظریۃ واستحالیۃ بقطع نظر عن المنشابیۃ وعن غیر الاتصاف بصفات اللہ سبحانہ فالاتصاف المحض مقصود فی الولایۃ

ترجمہ پس رسالت بمعنی مصدر ربطی ہست درمیانِ فرستندہ و فرستادہ شدہ۔ پس این نسبتی ہست معروفہ کہ نہ مشتبہ شود و نہ مشترک بلکہ سوئے فرستندہ موصل ہست یعنی رسانندہ۔ و این نسبت شناختہ نمیشود و ایصال نمیکند یعنی فرستندہ نمی رساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن رسول۔ و ہمچنین ہست ظلیتِ ظل از ذی ظل یعنی ہمچو رسالتِ رسول از مرسل مراد آنکہ درمیان ظل و ذی ظل ربط ظلیت ہست۔ و این نسبتی ہست معروفہ یعنی شناختہ شدہ کہ مشتبہ و مشترک نمی شود بلکہ سوئے ظل موصل ہست و این شناختہ نمی شود و بصاحب سایہ نمیرساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن و آگاہانیدن ظل۔ و حقیقت یعنی ماہیت نبوت نیز در حکم رسالت و ظلیت ہست۔ پس رسالت افضل از نبوت ہست بنا بر آنچہ بالسبب چیزے کہ وصف کردہ شدند ہر دو۔ و نبوت افضل است از ولایت۔ و این قربت مخصوصہ ہست بطور حقیقیہ و نظریہ و استحالیہ۔ و این قربت بقطع نظر ہست از منشابیت و بقطع نظر است از غیر اتصاف بصفات خدائے سُبحانہ۔ بلکہ در ولایت اتصاف محض مقصود است +

حقیقۃ نبوت +

بیان افضلیت رسالت از نبوت و نبوت از ولایت و صدق اوم

بن آنکہ رسالۃ بمعنی مصدر ہمچو بیتہ درمیان مرسل و مرسل و سا و ذی ظل ربط ونسبتی ہست حروفہ کہ مشتبہ و مشترک نشود موصل بذی ظل و ہمچنین حقیقۃ نبوت است +

بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و مصدر تعریف

فکلٌ من الرسالۃِ والنبوۃِ والولایۃِ جامعٌ اتصافاً ووعاً حدوداً ش ای تعریفاً بوصفہ م فاصلاً ش ای لا احتیاجَ الی الغیر بل غیرہ یحتاج الیہ م لنبیٍ ورسولٍ عم وعرضاً ش ای ہو قیامٌ مجازیٌ مع مرادیتہٖ فی ضمن النبی عم احتیاجاً الیہ عم م وتبعاً ش ای الاتصافُ بصفاتِ اللّٰہ سبحانہ فی تبع صفاتِ النبیِ صلعم م لولیٍ ۔ وتفرّق نظر بانْ لم یعرج الی اعتبارِ الرسالۃ والنبوۃ من اعتبار الولایۃ وہو مستجمعٌ لہ لبعضٍ وبانْ تعرّج فلم یتنزّل لبعضٍ فلم یستجمعا بہما فالاوّلُ ناظرٌ بفضیلۃِ الولایۃِ من الرسالۃِ والنبوۃِ والثانی بفضیلۃِ الرسالۃِ والنبوۃِ وان تنزّلَ فاستجمعہما ۔ فدلیلٌ بذاتہ ش ای لیس بمحتاجٍ الی غیرہٖ م علی دعوی رسالۃِ الرسولِ لحسناتہٖ الذاتیۃِ ش ای لیست بعرضٍ فلا تحتاج الی غیرٍ م باصالتٍ

ترجمہ پس ہریک ازیں رسالت ونبوت وولایت از روئی اتصاف جامع است ہمہ گرو از روئی حدود نامع یعنی از روئی تعریف بوصفِ خود ۔ پس ہرچہ ازینہا بطور اصل است یعنی آنکہ سوئی غیر محتاج نباشد بلکہ غیرش سوئی او محتاج شود برائی نبی ورسول علیہم الصلوۃ والسلام است ۔ وہرچہ بطور عرض است یعنی او کہ قیام مجازی دارد مع مراد شدنِ خود درضمن نبی علیہ السلام است بغرض احتیاج سوی نبی علیہ السلام ۔ وہرچہ بطور تبع است یعنی موصوف شدنش بصفاتِ خدائی سبحانہ در تبع صفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم این ہر دو یعنی عرضاً وتبعاً برائی ولی است رضوانُ اللّٰہ علیہم اجمعین ۔ ومتفرق وجدا شدہ است نظر اینجا بآنکہ سوئی اعتبارِ رسالت ونبوت از اعتبارِ ولایت عروج نکرد وبلند نشد ۔ او یعنی اعتبارِ رسالت اعتبارِ ولایت را مستجمع است برائی بعض کہ آنہارا گرد آرندہ آمد ۔ وبآنکہ نظر عروج کرد وبلند شد پس نزول نکرد وپست نشد برائی بعض ۔ پس ہر دو بہر دو مستجمع نشدند یعنی اعتبار رسالت ونبوت باخود ہا گرد نیامدند ۔ پس اول ناظر است بفضیلت ولایت از رسالت ونبوت ۔ ودوم ناظر است بفضیلت رسالۃ ونبوۃ ۔ واگر نزول کرد پس آن گرد آرندہ شد ہر دو را ۔ پس دلیلی کہ بذاتِ رسول است یعنی آن دلیلی کہ محتاج سوئی غیر او نیست بر دعوی رسالتِ رسول حسناتِ ذاتیہٗ رسول اند کہ باصالت اند یعنی آنکہ بہ تبع نیند ۔

یعنی دلیل کہ بذاتِ رسول است بر دعوی رسالت آن نیکوییہا وخوبیہائی ذاتیہٗ رسول اند کہ بعرض نیستند پس سوئی غیر خود محتاج نشوند ۔ وآنکہ باصالت اند یعنی بر تبع نیستند

ش ای لیست بتبعٍ م نفی صفت تبرءٍ عما وجب ش الضمیرُ المستترُ الی التبرءِ م فلمّا ثبت حُسنہُ الذاتی باصالتٍ فضدُّہٗ مسلوبٌ عنہ فحصل دلیلٌ الی الدّعوی بقولِ رسولٍ لا الٰہ الّا اللّٰہُ ش لانّ ھذہِ الحسنۃَ حُسنی الحسناتِ وھذا التبرّءَ خیرُ التبرأتِ والبحثُ العظیمُ فی اثباتِ لا الٰہ الّا اللّٰہُ م وانّہٗ رسولُ اللّٰہ ش لانّ لا یعرفُ رسولاً الّا رسولٌ دلیلاً بذاتہ م وبعرضہٖ مع تم احتیاجَ غیرہٖ الیہِ ش ای احتیاجَ غیرِ رسولٍ الی رسولٍ م فکشفُ حقائقِ حسناتٍ والہامٌ لخواصٍ وتواترُ اخبارٍ وشہرۃُ آثارٍ لعوامٍ وموقوفُ المعرفۃِ ش ای معرفۃِ الرسولِ والرسالۃِ والحسنات ای موقوفٌ علیہا م وصولٌ بظلٍ وقد تشتبہہا ش الضمیرُ المتصلُ الی الحسنات م متشابھاتٌ وما ھی بحسناتٍ

ترجمہ و این حسنات از انچہ کہ بیزاری و بری شدن و تبرّا واجب است در تبرّا باشند ۔ مراد آنکہ دلیل بذات رسول کہ در اثبات دعوی محتاج غیر نباشد بر دعوی رسالت رسول نکوئیہاے ذاتیہ رسول اند تاں نکوئیہا کہ عارض شدہ باشند و آنکہ بالاصالت باشند نہ بالتبع و آنکہ در تبرّا باشند از انچہ کہ بری شدن و بیزاری واجب است ۔ و ہرگاہ کہ نکوئی ذاتی رسول باصالت ثابت شد پس ضدش ازو مسلوب است ۔ پس دلیل سوی دعوی حاصل شد بقول رسول کہ گفت لا الٰہ الّا اللّٰہُ از انکہ این نکوئی نیک ترین نکوئیہا است ۔ و این تبرّا بہترین بیزاریہا است ۔ و بحث عظیم است در اثبات لا الٰہ الّا اللّٰہُ و نیز دلیلے حاصل شد بقول رسول کہ گفت انّہٗ رسولُ اللّٰہِ یعنی آنکہ او رسول خدا است ۔ از انکہ رسول را بجز رسول دیگر نمی شناسد از روی دلیل بذاتہ یعنی ازین رو کہ این دلیل بذات رسول است پس غیرش بجز رسول او را نمی شناسد ۔ و دلیلے کہ بعرض او است از روی احتیاج غیرش سوی او یعنی دلیلے کہ بسبب عارض آمدن احتیاج غیر رسول سوی رسول غیر را بعرض او است معرفتش باحتیاج است کہ غیر رسول را سوی او باشد ۔ پس آں کشف حقائق حسنات است یعنی واشدن حقیقت نکوئیہا و الہام است و این ہر دو برای خواص است ۔ و تواتر اخبار یعنی پے درپے اخبارش رسیدن ۔ و شہرت آثار یعنی اثرہای او شہرت گرفتن ۔ این ہر دو برای عوام است ۔ و موقوف المعرفت یعنی معرفتیکہ رسول و رسالت و حسنات برو موقوف است آں وصول بظل است یعنی پیوستن و رسیدن بسایہ رسول و گاہے متشابہات بحسنات مشتبہ شوند و حال آنکہ آنہا حسنات نباشند

بحث دلیل بذاتہ و بعرضہ بر دعوی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیہ و باصالت کہ حسن حسنات و خیر التبرات قول او است بتوحید و رسالت بکلمہ طیبہ ۔

دلیل بعوارض رسول برای خواص و عوام و بیان عوارض ۔

بیان موقوف معرفت رسول و رسالت و حسنات و بیان اشتباہ حسنات

فَیَہْدِی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مَنْ یَّشَآءُ فَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَعَلِیٌّ وِلَایَۃٌ تَابِعَۃٌ تَبِعَہَا **ش** بِالْوَاوِ عَطْفٌ عَلٰی دَعْوٰی رِسَالَۃِ الرَّسُوْلِ وَالضَّمِیْرُ الْمُضَافُ اِلَیْہِ اِلٰی حَسَنَاتِ الذَّاتِیَّۃِ فَخَبَرٌ عَلَی الْعَطْفِ **م** فَالْاِیْمَانُ بِبَدَاہَۃِ النُّبُوَّۃِ وَالْوِلَایَۃِ لِغَیْرِ النَّبِیِّ عم لَا یَتَحَقَّقُ اِلَّا بِاِدْرَاکِ صُحْبَۃِ مَنْ قَامَتْ بِہٖ فِیْ زَمَانِہٖ وَالصُّحْبَۃُ مِنَ التَّاثُّرِ فَمَنْ لَمْ یُدْرِکْہَا فَفِی الْجَاہِلِیَّۃِ وَلَوْ کَانَ عَارِفًا بِتَوْحِیْدِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَمَا لَکُمْ فِیْ اِعْتِقَادِ الْوِلَایَۃِ اَلَا تَفَکَّرُوْنَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا النُّبُوَّۃُ صِفَۃٌ مَانِعَۃٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ اِضَافِیَّۃٌ **ش** مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیْ مَخْلُوْقَۃٌ ثُمَّ مُشْتَرَکَۃٌ وَصْفِیَّۃٌ مِنْ مَوْجُوْدَاتٍ قَدِیْمَۃٍ

ترجمہ فَیَہْدِی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مَنْ یَّشَآءُ فَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پس خدائی سبحانہ ہر کرا خواہد راہ راست عنایت کند پس گواہی میدہیم آنکہ نیست ہیچ معبودے مگر اللہ یکتا است او نیست او را شریکے و گواہی میدہیم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ او ہست و رسول او۔ و دلیل بر دعوئی ولایت تابعہ تبع حسنات ذاتیہ رسول است یعنی حسنات ذاتیہ رسول بنا بر تبع آنہا دلیل اند نیز بر دعوئی ولایت تابعہ کہ ولایت ولی تحت و تبع رسالت رسول باشد و حسناتش تبع حسنات رسول پس حسنات ذاتیہ رسول بر رب ولایت تابعہ دلیل دعوئی ولی بر ولایت او آمدند پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت برائی غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانۂ او و این صحبت از تاثر است یعنی از اثر پذیرفتن پس کسیکہ او را ادراک نکرد پس در جاہلیت است اگرچہ عارف بتوحید رب العالمین ہست پس چیست برائی شما در اعتقاد ولایت آیا فکر نمی کنید۔

و بداں کہ جز ایں نیست کہ نبوت صفت مانعہ ہست برائے نبیٔ درود و سلام خدائے برتر بر نبی ما باد و بر برادران او کہ از انبیاء اند در حالے کہ ایں صفت اضافیہ ہست از خدائے برتر یعنی مخلوق خدائے برتر است و ایں صفت مشترکہ و صفیہ ہست کہ از موجودات قدیمہ او سبحانہ اشتراک وصفی دارد۔

فهي اعجازه الغير ش الضمير المضاف اليه يرجع الى النبيّ
عم فاعل المصدر والغير مفعوله م في تقابله عن صفته
فهذه الصفة فيه ما دامت نفسه معصومة والعصمة
غير منقطعة منها ش اي النبوة م يقيناً على انها
ش اي النبوة م لحسنة قاطعة عن غيرها ش اي
الحسنة م ولا تشتبه بغيرها ش اي النبوة م
فالعصمة على لزوم ش مقابل لتعديه م صفة لسبحانه
لذاته تعالى ليس نفيها عنه فكيف من ظلها ش
اي كيف يمكن نفيها من ظلها م فما وجد من صفته
في اي وقت اعجازه له من الله الرحمن الرحيم فلا يشترط
ش اي الاعجاز م بالتحدي ش اي بالمعارضة م والاعجاز
في البرزخ ش اي القبر م وليس التحدي هنا بل مخصوص
بوقته فالتحدي وقت من اوقات ش اي من اوقات ظهور الاعجاز

ترجمہ - پس این نبوت اعجاز یعنی عاجز کردن نبی است غیر نبی را در تقابل او از صفت خود - و آن صفت ثابت است در نبی مادامیکہ نفس او معصوم است - و عصمت از نبوۃ یقیناً منقطع و علیحدہ نباشد بنا بر آنکہ نبوت ہر آئنہ حسنہ یعنی نیکوئی است چنیں کہ قاطع یعنی برندہ است از غیر حسنہ و این عصمت مشتبہ نشود بغیر نبوت - پس این عصمت بنا بر لزوم خود کہ مصدر لازمی است مقابل متعدی صفتی است برای حق سبحانہ ذات او تعالیٰ را کہ از وی نفی این صفت نیست پس چگونہ ممکن است نفی این صفت را از ظل او + پس انچہ یافتہ می شود از صفت نبی در ہیچ وقت آن اعجاز است برائی نبی از خدائے رحمن رحیم + و آن اعجاز مشروط بہ تحدی نباشد یعنی بمعارضت با خصم در غلبہ جستن حالانکہ این اعجاز در برزخ یعنی در قبر ہم ثابت است و یافتہ می شود و اینجا تحدی نیست بلکہ تحدی بوقت خود مخصوص است پس تحدی وقتے است از اوقات ظہور اعجاز +

بان آنکہ عصمت نبی را لازم است نگردد مشتبہ بغیر نبیست

انچہ از صفت نبی در ہیچ وقت یافتہ شود اعجاز است باو از خدائے رحمن رحیم +

وكذا الولاية التابعة صفة سائغة باضافة ش من الله تعالى اى مخلوقة م مشتركة وصفية لنفس الولي فهي كرامة له في مقابلة غيره فهذا الصفة فيه مادامت نفسه محفوظة والحفظ غير منقطع منها ش اي الولاية التابعة م يقينا على انها ش اي الولاية التابعة م من حسنة قاطعة عن غيرها ش اي الحسنة م فظنا على انها ش اي الولاية التابعة م مجهولة الحقيقة في انها ش اي الولاية التابعة م من حسنة او من متشابهة. فما من متشابهة لبست بولاية حقيقة والله تعالى اعلم بصوابها لكن الحكم على الموجود والظاهر ش فالحكم على المعدوم باطل وعلى الحقيقة مجهول م فالحفظ على تغدية ش بمقابلة لزوم م صفة له سبحانه لغيره تعالى فنفيه جائز عن غيره تعالى وفي الجواز جانب اولى قوي فما وجد من صفته حسنا في اي وقت كرامة له من الله العزيز الرحيم

ترجمہ و تحقیق ولایت تابعہ برائی نفس ولی صفت سائغہ باضافت ہست از خدائی برتر یعنی مخلوق وآفریدہ شدہ اوست سبحانہ کہ مشترکہ وصفیہ است یعنی از موجودات قدیمہ اشتراک و صفی دارد۔ پس این کرامت کہ برائی ولی ہست در مقابلہ غیر خود ہست پس این صفت ثابت ہست در ولی مادامیکہ نفس او محفوظ است وآن صفت حفظ از ولایت تابعہ یقینا وظنا غیر منقطع است۔ یقینا بربنائی آنکہ این ولایت تابعہ از حسنہ ہست کہ از غیر خود قاطع وبرندہ است۔ وظنا بربنائی آنکہ این ولایت تابعہ مجہولہ حقیقت ہست یعنی حقیقت این ولایت تابعہ مجہول ہست در آنکہ او از حسنہ است یا از متشابہ۔ پس آنچہ کہ از متشابہ ہست آن در حقیقت ولایت نیست واللہ اعلم بصوابہا یعنی وخدائی برتر داناتر است بصواب او۔ لیکن حکم بر موجود وظاہر ہست وبر معدوم این حکم باطل وبنا بر حقیقت مجہول۔ پس این صفت حفظ بنا بر تغدیہ بمقابلہ لزوم صفتی است برائی حق سبحانہ غیر او تعالی را پس نفیش جائز است از غیر او تعالی۔ ودر جواز جانب اول قوی است۔ پس آنچہ یافتہ شود از صفت او بطور حسن در ہیچ وقت باتصاف جامع بارسول خدا یعنی بسبب متصف شدن ولی در صفت جامع بارسول خدا این کرامت ہست برائی ولی از خدای غالب ورحیم۔

باتصافٍ جامعٍ مع رسوله وكذلك الايمانُ ش هو في الشرع الشريفِ محبةُ الحق فلانه منها التصديق يُنبئه م وصفٌ مانعٌ۔ باضافةٍ ش من اللهِ تعالىٰ اى مخلوقٍ م مشتركٍ وصفي لنفسِ المومنِ العاصي فهو معونةٌ له في مقابلةِ غيره فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسه معانةٌ والمعونةُ غيرُ منقطعةٍ منه ش اي الايمانُ م يقينًا على انه ش اي الايمانَ م حسنٌ قاطعٌ عن غيره فظنًا على انه ش اي الايمانَ م مجهولُ الحقيقةِ في انه حسنٌ او متشابهٌ فما هو متشابهٌ ليس بايمانٍ حقيقةً واللهُ تعالى اعلم بصوابه لكن الحكمَ على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدوم باطلٌ و على الحقيقةِ مجهولٌ م فما وجد من وصفه حسنًا في ايِّ وقتٍ معونةٌ له من اللهِ العزيزِ الرحيمِ باتصافٍ جامعٍ مع رسوله

طلب الايمان وصف مانع الخ فهو معونة +

ترجمہ وتحقیق ایمان کہ او در شرع شریف محبت حق است۔ ومحبت حق را تصدیق تحقیق لازم وملزوم است۔ وصف مانع باضافت ہست از خدای برتر یعنی مخلوق خداے برتر است که مشترک وصفی است نفس مومن عاصی را که از موجودات قدیمه اشتراک وصفی دارد + پس این معونت است برائ مومن در مقابلۂ غیر خود + واین وصف معونت در مومن مادامی است که نفس او یاری داده شده ہست + واین معونت از ایمان غیر منقطع ہست۔ از روی یقین برین که ہر آئنه ایمان حسن ونیکوئی ہست که از غیر خود برنده وقاطع است + واز روی ظن۔ برین که ہر آئنه ایمان مجهول حقیقت است یعنی حقیقتش مجهول است درین امر که او حسن است یا متشابه + پس انچه که او متشابه ہست در حقیقت ایمان نیست والله تعالی اعلم بصوابه وحداے برتر داناتر است براستی ودرستی این حسن ومتشابه لیکن حکم بر موجود وظاهر است + بر معدوم باطل وبنا بر حقیقت مجهول + پس انچه یافته شود از وصف او بطور حسن در ہیچ وقت باتصاف جامع با رسول خدا معونت ہست او را از خداے عزیز ورحیم +

بحث حقیقۃ ایمان و تعریف شرعی وحقیقت معونت یقینًا وظنًا۔

والکفرُ ش هو فی الشرعِ الشریفِ استتارُ الحقِّ وانکارُه م وصفٌ مانعٌ مشترکٌ اسمیٌ بوجودِ مسلوباتٍ الزاماً فارغاً عن موجوداتٍ تضمناً للکافرِ باضافةٍ ش من اللّٰہ تعالیٰ ای بخلقه م فهو استدراجٌ له فی مقابلةِ غیرهٖ فهذا الوصفُ فیه مادامت نفسهُ مستدرجةً +

والاستدراجُ غیرُ منقطعٍ منه ش ای من الکفر م یقیناً علیٰ انّه من مسلوبٍ قاطعٌ عن غیره ظناً علیٰ انّه مجهولُ الحقیقةِ ممّا وقع فی الازلِ ش من سجدةِ العبودیةِ م واللّٰہ تعالیٰ اعلم بها لکنّ الحکمَ علی الموجودِ والظاهرِ ش فالحکمُ علی المعدومِ م باطلٌ وعلی الحقیقةِ مجهولٌ م فما وجدَ من وصفه فی ایِّ وقتٍ استدراجٌ له من اللّٰهِ العزیزِ الحکیمِ فالفرقُ عن الاعجازِ والکرامةِ والمعونةِ والاستدراجِ بالوصفِ المانعِ

ترجمہ: وکفر ک اور در شرع شریف استتار یعنی پوشیدن حق است وانکار او وصف مانع مشترک اسمی است بسبب وجود مسلوبات کہ این وجود شاں از روی التزام است یعنی کفر ہم وصفی است مانع کہ بنا بر وجود مسلوبات اشتراک اسمی دارد بنا بر لازم شدن مسلوبات باین وجود و فارغ است از موجودات براہ تضمن - واین وصف ثابت ہست برائی کافر باضافت از خدائے برتر یعنی آفریدن او تعالیٰ - پس این وصف استدراج است برائی او در مقابلۂ غیر او - واین وصف در کافر مادامی است کہ نفس او مستدرج است یعنی گزاشتہ شدہ + واستدراج از کفر غیر منقطع است یعنی جدا شوندہ نیست یقیناً بر بنائی آنکہ او کہ از مسلوب ہست از غیر خود قاطع و بُرندہ ہست پس از روی ظن بر بنائی آنکہ او مجہول الحقیقت است از انچہ کہ در ازل سجدۂ عبودیت واقع شدہ وخدائی برتر بایں سجدہ داناتر است لاکن حکم بر موجود وظاہر است - پس این حکم بر معدوم باطل و بر بنائی حقیقت مجہول - پس انچہ یافتہ شد از وصف او در ہیچ وقت ایں استدراج است برکافر از خدائے عزیز وحکیم یعنی غالب وصاحب حکمت بسیار - پس این فرق کہ از اعجاز وکرامت و معونت واستدراج است درمیان اینہا بوصف مانع اینہا است +

مطلب الکفر وصف مانع الخ فهو استدراج

ﷺ تقریباً جمعیت وصف مانع مسرت کفر واستدراج از کفر واقع شدہ در ازل +

استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً وظناً -

آنچہ از وصف کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز وحکیم وفارق در فعل اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج ہمیں وصف مانع است

اِعلم اَنَّ الاستعانۃَ تقتضِی الدعوۃَ حقیقتًا ش ای ھی نفسُ النداءِ للاستعانۃِ م او مجازًا ش ای ما یُفھم بہ الاستعانۃُ م فمِن غیرِ اللہِ تعالیٰ فیما یجوزُ فی المضافات ش ھی مخلوقاتٌ م لیست بشرکٍ مخصوصٍ ممنوعٍ کما فی سورۃِ الصفّ یٰاَیُّھا الَّذِینَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللہِ کما قالَ عیسَی بْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللہِ ؕ فی الایۃِ نکاتٌ باقتضاءٍ واشارتٍ اِعلم اَنَّ التشبیہَ بالقولِ والمقولۃِ لوجوبِھا لہ ش ای ثابتٌ بالقولِ والمقولۃِ لوجوبِ المقولۃِ للقولِ م فیقتضِی مشبہًا محذوفًا تعظیمًا لہ صلعم بالاحترازِ عن کالمشبّہ بہِ المذکورِ علٰی مقصودٍ ش تعظیمًا مفعولٌ لہ لِلمحذوفِ ای حذفَ المشبہُ بعظمتِ شانہ صلعم

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ استعانت دعوت را میخواہد حقیقتًا کہ او نفس ندا یعنی آواز دادن و خواندن است برائی یاری خواستن یا مجازًا یعنی آنچہ بدو استعانت مفہوم شود۔ پس این استعانت از غیر خدائی برتر در آں چیزی کہ در مضافات یعنی در مخلوقات جائز است شرکِ مخصوصِ ممنوع نیست یعنی آں شرک نیست کہ مخصوص ممنوع است یعنی خاص کردہ شدہ کہ منع کردہ شدہ است چنانچہ در سورہ صف پارہ ۲۸ و رکوع دوم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللہِ ؕ یعنی آنانکہ ایمان آوردند مددگاران خدا شوید چنانچہ گفت عیسی ابن مریم حواریان را کیست مددگار من سوئے خدا۔ دریں آیت کریمہ نکتہائی است موافق اقتضاء و اشارت ایں آیت شریفہ۔ بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ دریں آیت کریمہ بقول و مقولہ ثابت آمدہ بسبب وجوب مقولہ برائے قول یعنی اینجا قول برائے مقولہ واجب است بنا برام پس ایں تشبیہ مشبہ را محذوف میخواہد تعظیمًا یعنی بنابر تعظیم برائی او صلعم بغرض نگاہداشت و احتراز ہمچو مشبہ بہ مذکور بربنائی مقصودے۔ اینجا تعظیمًا لفظ محذوف را مفعول لہ است یعنی مشبہ خلاف کردہ شد بنابر عظمت شان او صلعم +

مطلب ان الاستعانۃ تقتضی الدعوۃ الخ لیست بشرک مخصوص

تفسیر کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ +

بحث استعانت کہ مقتضی دعوت است حقیقتًا یا مجازًا از غیر خدا مخصوص ممنوع شرک نیست +

تفسیر کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ الایۃ +

لانہ صلعم لا ینبغی لہ صلعم ان یقول من انصاری ویوم بہ قام بالمومنین بنفسہ سبحانہ لنفسہ سبحانہ فجاز لہ لہ صلعم ان یقولہ وبالاحتراز یتعلق تعظیما او محذوفا وعلی مقصود متعلق بیقتضی والمقصود تعظیم نبیہ حبیبہ صلعم ومافی علمہ سبحانہ مر وفی المشبہ بہ المذکور اضافۃ الی یاء المتکلم وھی مفعول بہ خص للنصرۃ والی اللہ حال من فعل الناصرین وفیہ اشارۃ بانباء ایمان بالواجب تعالی ورسالتہ علیہ السلام فلا تجرد الفعل من نسبتین بل تضمنت الاولی الثانیۃ فقالوا نحن انصار اللہ بترک النسبۃ الیہ عم اظہارا لاخلاص اللہ سبحانہ فی ضمن نصرتہ علیہ السلام لا اعراضا عنہا

ترجمہ از آنکہ سزاوار نیست او صلعم را کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من حکم کردہ شود بدو کہ ہمچنیں گوید پس امر فرمود بنفس او سبحانہ مومنین را برای نصرت نفس او سبحانہ۔ پس جائز است برای او صلعم کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من۔ ولفظ بالاحتراز اینجا بہ لفظ تعظیما یا با محذوفا متعلق میشود۔ وعلی المقصود متعلق است بلفظ یقتضی۔ مراد آنکہ حذف مشبہ بغرض احتراز از بیچ مشبہ بہ مذکور است یا احتراز بنا بر تعظیم او صلعم است۔ حاصل آنکہ ایں حذف مشبہ بغرض نگاہداشت عظمت او صلعم است پس ثبت مشبہ محذوف را بر بنای مقصود میخواہد۔ وآں مقصود تعظیم نبی او وحبیب او صلعم۔ وآنچہ در علم او سبحانہ مقصود است۔ ودر مشبہ بہ مذکور اضافت کہ سوئی یائی متکلم است وآں مفعول بہ ہست برائی نصرت خاص کردہ شدہ ہست او۔ والی اللہ حال است از فعل ناصرین۔ ودریں اشارت ہست بآگاہانیدن ایمان بواجب تعالی ورسالت او علیہ السلام۔ پس ایں فعل نصرت ناصرین از ہر دو نسبت مجرد و خالی نخواہد شد بلکہ نسبت اولی دوم را متضمن آمدہ۔ فقالوا پس بنا برین ناصرین گفتند نحن انصار اللہ یعنی ما مددگاران خدا ہستیم۔ وترک نسبت او علیہ السلام کردند و نہ گفتند نحن انصارک یعنی ما یاران مددگار تو۔ پس ایں ترک نسبت کہ سوئی او علیہ السلام است بنا بر اظہار است برائی اخلاص خدائے سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام نہ بنا بر اعراض است از نصرت +

فثبتت استعانته عم لنفسه فيما يجوز في المضافات فيما عجز عنه وفي هذا حكمةٌ لله سبحانه وهو اعلم بها وفي تعميم الخطاب براءةٌ عن الاستعانة من غير المؤمنين واستطلاعٌ على من يستجيب فهو مؤمنٌ وان لم يسلّم ما فكيف ينطبق وجه التشبيه وما من وجهٍ لحذف المشبه المقتضى بالضرورة ولتعميم الخطاب مع ان القوم مخاطبةٌ مخصوصةٌ وكيف يثبت ايمان الحواريين باعراضٍ عن نصرته عم وهو كفرٌ الا من نصرة الله سبحانه في ضمن نصرته عم لان لا تتحقق حقيقتها غير ما امر به النبي عليه السلام وقد كفر ما امر فكيف نصرة الله تعالى بدون تضمّنها في نصرة النبي عم وهي مطلوبة

ترجمہ - پس استعانت او علیہ السلام برائی نفس خود ثابت است در انچہ کہ در مضافات یعنی مخلوقات جائز شود در انچیزی کہ از و عجز آمده - و درین حکمۃ است خدائی سبحانہ را و او دانا تر است باو - و در تعمیم خطاب کہ اینجا برائی مومنین است برارت و بیزاری است از استعانتی کہ از غیر مومنین است و استطلاع یعنی خبر جستن و اگہی دادن است بر کسیکہ ہر آئنہ قبول کند پس او مومن است - و اگر تسلیم نکرده شود انچہ کہ تفسیر کرده شد پس چگونہ منطبق خواہد شد وجہ تشبیہ و نیست از وجہی برائی حذف مشبہ کہ این مشبہ بضرورت خواستہ شده است و نیست از وجہی برائی تعمیم خطاب با وصف آنکہ ہر آئینہ آنان کہ قوم مخاطب اند مخصوص اند - و چگونہ ایمان حواریین ثابت شود با عراض در و گردانیدن از نصرت او علیہ السلام حالانکہ این اعراض کفر است مگر از نصرت خدائی سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام ایمان شان ثابت خواہد شد - از انکہ حقیقت نصر خدائی تعالی بجز انچہ کہ نبی علیہ السلام او را امر فرمود ثابت و متحقق نہ شود یعنی در غیر آمر او علیہ السلام نصرت حق تحقق نیابد - و انچہ امر کرد تحقیق کفر کرده شد یعنی انکار کرده آمد اینجا پس چگونہ نصرت خدای تعالی است بدون تضمن نصرت او تعالی در نصرت نبی علیہ السلام یعنی نصرت خدای تعالی در نصرت نبی عم کہ او مطلوب است بدون نصرت او تعالی پس چگونہ متحقق خواہد شد مراد آنکہ نصرت حق بدون تضمن او در نصرت نبی متحقق نشود کہ او مطلوب است

تفسیر کریمہ انما ولیکم الله ورسوله الآ الذین آمنوا الخ

وَفِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ فَتَحَقَّقَتِ الْوِلَايَةُ الْعَامَّةُ عَلَى اخْتِصَاصِ اللُّغَةِ بِالْمَعَانِي ش هِيَ قُرْبَةٌ وَتَكَفُّلٌ وَخُلَّةٌ وَمَالِكِيَّةٌ وَتَصَرُّفٌ وَنُصْرَةٌ م بِالتَّحْصِيرِ وَالتَّحْقِيقِ ش مِنْ إِنَّمَا م حَالَ عَامَّةً لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَرَسُولِهِ تَعَالٰى صلعم وَالْمُؤْمِنِينَ الصَّالِحِينَ لِلْمُخَاطَبِ الْعَامِّ الْمُؤْمِنِ فِي كُلِّ حَالٍ وَزَمَانٍ وَمَكَانٍ عَلَى الْعَطْفِ ش يَتَعَلَّقُ بِفِعْلِ تَحَقَّقَتْ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى تَحَقُّقِ اتِّحَادِ الْمَقْصُودِ م لِقُدْرَةِ اللهِ سُبْحَانَهُ

[illegible]

ترجمہ ودر سورۂ مائدہ است در رکوع ہشتم إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ۝ یعنی جز این نیست که ولی ورفیق شما خدا ورسول اوست وآنکہ ایمان آوردند آنان نماز قائم وبرپا میدارند وزکوٰۃ میدہند وہمانا اندر رکوع کنندگان ۔ وہرکہ ولی ورفیق گیرد خدا ورسول او وآنان را کہ ایمان آوردند پس ہر آئنہ گروہ خدا است کہ ہمانان غالب شوندگانند ✤

بیان معنی لغوی ولایت بتحقیق بتخصیص در اتحاد مقصود بتخصیص بر ای خدا ورسول ومومنین عامہ صالحین از اینما آیت کریمہ بالا اشارۃ واقتضا راز تخصیص ایمان برکوع بنفی ولایت یہود ونصاری استنباط شد ✤

پس درین آیت کریمہ ولایت عامہ بر بنای اختصاص لغت بامعانی کہ آنہا قربت وتکفل وخلت ومالکیت وتصرف ونصرت اند تحقق یافتہ است بسبب تحصیر وتحقیق از لفظ اِنّما حالانکہ ہمی ولایت بطور عام برائے خدای سبحانہ ورسول او تعالیٰ صلعم وبرای مومنین صالحین بربنائے عطف ثابت شدہ بسبب مخاطب عام مومن ۔ در ہر حال وزمان ومکان ۔ اینجا علی العطف متعلق است بفعل تحققت در عبارت اصل مصنف کتاب ✤ ودرین اشارت است سوئے تحقق اتحاد مقصود یعنی کہ این ولایت عام متحقق مے شود باتحاد مقصود بر بنائے قدرت خدائے سبحانہ ✤

ولا عجاز النبیّ وکرامۃ الولیّ ببقاء صفاتھم مع توسّعہا وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلومًا او مجھولًا بما شاء اللہ سبحانہ

ش یثبت المدعا اقتضاء لانّ الولایۃ فی کل حال وزمان ومکان لعموم المخاطب یقتضی الاعجاز والکرامۃ ببقاء صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلومًا او مجھولًا بما شاء اللہ تعالیٰ ص لا لغیرھم من الفاسق والکافر والتخصیص بالرکوع اشارۃ الی خشوعھم واستثناءھم عن الیھود والنصاری لانّ صلوتھما لیست بالرکوع فلا تتحقق الولایۃ لھما کنایۃ فاعلم انّ الصلوۃ تستجمع العبادات البدنیہ کلھا والزکوۃ تستجمع العبادات المالیۃ کلھا فالصلاح یستجمع کلیھما خشوعًا للہ سبحانہ

ترجمہ وبنا بر اعجاز نبی وکرامت ولی۔ کہ بباقی ماندن صفات شاں مع توسّع آنہا است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است خواہ آنکس معلوم شاں باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائی سبحانہ۔ یعنی ایں مدعا ازیں آیت کریمہ اقتضاءً ثابت می شود ازانکہ ہر آئینہ ولایت درحال وزمان ومکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز وکرامت را مقتضی است می خواہد کہ ایں اعجاز وکرامت ببقائے صفات شاں بسبب حیات شاں است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است معلوم شان باشد آنکس یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائے تعالیٰ نہ برائی غیر شان است از فاسق وکافر وتخصیص ایمان برکوع اشارت است سوئے خشوع شان واستثنائے شان از یہود ونصاریٰ از انکہ نماز آں ہر دو برکوع نیست۔ پس ایں ولایت برائے ایں ہر دو طور کنایت متحقق نہ شود +

پس بدانکہ ہر آئینہ نماز کل عبادات بدنیہ را مستجمع می شود۔ وزکوۃ کل عبادات مالیہ را مستجمع آمدہ پس صلاح ونیکی ایں ہر دو را مستجمع است بنا بر خشوع برائے اللہ سبحانہ +

نماز مستجمع جمیع عبادات بدنیہ و زکوۃ مستجمع عبادات مالیہ و صلاح مستجمع ہر دو و خشوع و تواضع و لایت نبی و ولی باقتضا عموم

بسبب بقاء صفات بحیات دوام صلاح است در ہر حال

زمان ومکان برائی اینہا باشارہ وصراحت واقتضا ازیں آیت بالا +

فَاَبَاحَ التَّوَلِّی لِمَنْ یَّتَوَلَّ ش یدل علیٰ اَنَّ التَّوَلِّیَ مُبَاحٌ م اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِیْ کُلِّ حَالٍ وَزَمَانٍ وَمَکَانٍ ش باستلزامِ مَنْ تعمیمَ الشخصِ صراحتًا فتعمیمُ الزمانِ والمکانِ اقتضاءً م علی العطفِ ش یتعلق بفعلِ اَبَاحَ فاشارۃٌ الیٰ تحققِ اتحادِ المقصودِ م لِقدرتِ اللّٰهِ سبحانہ ولاعجازِ النبی وکرامۃِ الولی ببقاءِ صفاتهم مع توسّعها بدوامِ حیاتهم وتعلّقهم بمستعینٍ معلومًا او مجهولًا بما شاءَ اللّٰهُ سبحانہ ش یثبت المدّعا باقتضاءٍ لانَّ التَّوَلِّیَ فی کلِّ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ لعمومِ المخاطَبِ یقتضی الاعجازَ والکرامۃَ ببقاءِ صفاتهم بحیاتهم وتعلّقهم بمستعینٍ م والتولّی بمعنی تخویلِ تکفّلِ المهماتِ علی التقدیرِ لا بمعنی المحبۃِ لانّها واجبۃٌ الیٰ جهۃِ اللّٰهِ سبحانہ مقصدًا

ترجمہ پس برای کسیکہ متولی گیرد خدا و رسولِ خدا و آنانرا کہ ایمان آوردند یعنی گرویدند بخدا این تولی مباح آمد در ہر حال و زمان و مکان بر بنای عطف کہ تعلق بباحت میگرداند کہ مشیر تحقق اتحادِ مقصود است واین تولی را مَنْ یَّتَوَلَّ مباح کردہ است بہ تعمیم شخص و حال و زمان و مکان از انکہ مَنْ تعمیم شخص را بصراحت مستلزم است و تعمیم زمان و مکان را باقتضاء ۔ و این اباحت تولی با لتعمیم کہ بر بنای عطف مشیر اتحادِ مقصود است بنا بر قدرت خدای سبحانہٗ و بنا بر اعجاز نبی و کرامت ولی است بسبب باقی ماندن صفات شان با توسّع صفات بحیات دائمی شان و تعلق شان است بمستعین کہ ازیشان مدد و استعانت میخواہد خواہ او معلوم شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدای سبحانہ ۔ یعنی این مدعا بر کہ با قتضاء ثابت می شود ازین آیت کریمہ از ان است کہ تولّی در حال و زمان و مکان بنا بر عموم مخاطَب اعجاز و کرامت را مقتضی است و مجموعہ ایں سبب بقائی صفات شان بحیات شان و تعلق شان است بمستعین یعنی بمدد و یاری خواہندہ ۔ و تولّی بمعنی سپردنِ تکفّل است یعنی سپردنِ ضمانِ مہمّات و این بر بنای تقدیر است ۔ نہ بمعنی محبت از انکہ محبت واجب است سوی جہت خدائے سبحانہ بنا بر مقصد و مراد ۔

والی جهتین غیره سبحانه سببًا ش لقوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله الآیة وقوله صلعم الا لا ایمان لمن لا محبة له الحدیث م ولا بمعنی القرب لانه من جهة الله سبحانه ش لقوله تعالیٰ انی قریب م فبالاضطرار من جهة العبد والاباحة بالاختیار ش فلیست اباحة القرب من جهة العبد م فالتولی یقتضی الولایة العامة بمعانیها ونفی بعضها یلزم ان یبطل التولی من جهتین ش ای من جهة من تولّی لنفسه من غیره ومن جهة من تولّی لغیره من نفسه م للزومها للتولی ش اذ لا تکفل من بعید ولا ممن لا اهل لتکفل ولا من عدو مخالف

ترجمه وسوی جهتین غیر او سبحانه بنا بر سبب برای فرمودن او تعالیٰ که در سوره نساء است رکوع بیستم[٢٠] یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله الآیه یعنی ای آنانکه ایمان بیاوردند ایمان بیاورید بخدای تعالیٰ ورسول او صلعم الخ۔ وبرای فرمودن او صلعم الا لا ایمان لمن لا محبة له الحدیث یعنی آگاه باشید که نیست ایمان برای کسیکه نیست محبت او را تا آخر حدیث۔ ونه این تولّی بمعنی قرب است از آنکه او از جهت خدای سبحانه ثابت است بنا بر فرمودن او تعالیٰ انی قریب یعنی منم قریب[٢] پس این قرب از جهت بنده باضطرار است۔ حالانکه اباحت یعنی مباح گردانیدن باختیار می باشد۔ پس معلوم شد که اباحت قرب از جهت بنده نیست لا انکه باضطرار ثابت آمده۔ پس تولّی ولایت عامه را می خواهد بمراد معانی او۔ ونفی بعض معانی او آرد اینکه بطلان تولّی از جهتین باشد یعنی از جهت کسی که او برای نفس خود از غیر خود ولایت گرفت یعنی غیر خود را برای نفس خود متولی کرده تولیت حاصل نمود۔ وهم از جهت کسی که او برای غیر خود از نفس خود ولایت گرفت یعنی بکار کسی بنفس خود قیام کرد۔ واین لزوم بطلان تولّی که بنفی بعض معانی است بسبب لزوم آن معانی است که تولّی را لازم آمده از آنکه از بعید تکفل نیاید۔ ونه از کسی که نه برای تکفل اهل نباشد۔ ونه از عدوی مخالف ❊

بیان اباحت
آنکه اباحت باختیار است

بیان آنکه تولّی باعتبار معانی ولایت عامه را
یعنی می خواهد بنا بر شمول و تمییز

ولا من غیر مالکٍ للتولّی م ویقتضی شعورًا من جهتہ من یتولّٰی وما بہ التولّی ش اذلا تکفّل من جاھلٍ ممّن یتولّٰی وما بہ التولّی م وقدرۃً علٰی ما بہ التولّی ش اذ لا تکفّل من عاجزٍ لما بہ التولّی فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ اعجازًا وکرامۃً اختیاریّۃ علی انتصار المستنصرین جزاءُ شرطٍ مقدّمٍ ش ای مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا م علٰی ان اُقیم سبب مقام مسبّبٍ فانہ کمنصورٍ (ای بالجزاء) فصاحۃً فی الکلام وبلاغۃً للمرام وفیہ اشارۃٌ الی استغاثۃٍ بھم ش فالحاصل من یتولّ اللّٰہ ورسولہٗ والذین اٰمنوا فانہ منصورٌ (ای الجزاء) لانّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون علی انتصارہ م فانّ للّٰہ سبحانہ

ترجمہ ونہ از کسی کہ مالک تولّی نباشد یعنی تکفّل است از غیر مالک کہ تولّی را نشاید مراد آنکہ تکفل است از آں کسیکہ او استحقاق تولیت ندارد - وایں تولّی از جہتین شعور میخواہد برای کسیکہ ولایت میگیرد و چیزی راکہ باو ولایت گرفتہ از آنکہ تکفّل نباید از جاہل از کسیکہ متولّی می شود و از آنچہ کہ بدو تولیت ہست - وایں تولّی قدرت می خواہد برآنچہ کہ بدو تولی است از آنکہ از عاجز برای آنچہ کہ او را بدو تولّی است تکفل نباید - فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ پس ہر آئینہ گروہ خدا ہماناں ہستند کہ غالب شوندگاں اند - از روی اعجاز و کرامت کہ ہر دو اختیاری ہستند بر نصرت دادن یاری خواہندگان - وایں جملہ آیت کریمہ مذکورہ جزا است شرط مقدم را کہ آں مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا است بر بنای آں کہ سبب بجای مسبّب قائم کردہ شد - پس ایں جزا سبب است کہ بجای مسبّب کہ ہر آئینہ او ہمچو لفظ منصورٌ میباید از روی فصاحت درکلام و بطور بلاغت برای مقصود نہادہ شد - و دریں اشارت ہست سوی استغاثت با ایشاں یعنی بخدای تعالٰی و رسول او و مومنین صالحین - پس حاصل ایں شرط و جزا بصورت مقدرت ایں است وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّہٗ مَنْصُوْرٌ لِاَنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ عَلٰی اِنْتِصَارِہٖ یعنی ہر کہ متولّی کرد خدا و رسول او و آناں را کہ ایمان آوردند پس ہر آئینہ او یعنی جزا منصور یعنی الجزاء مخفی است از آنکہ تحقیق لشکر خدا است کہ ہماں غالب شوندگان اند بر دادہ شدن یا یاری دادن او - پس ہر آئینہ برای خدائے سبحانہ است ؎

غلبۃٌ حقیقۃٌ تظہرُ فی الاضافاتِ تضمناً ش ای ظہوراً تضمناً من صفاتِ اللہِ سبحانہ م بالاولویۃِ والاعجازُ والکرامۃُ قد یقعُ بعلمٍ وقد بجہلٍ من توسع حیث یشاءُ اللہ سبحانہ لعزتہ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا فتعزُّ مَن تَشَاءُ ش بالاعجازِ والکرامۃِ م وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فَاِنْ لم یُسلَّمْ ما قِیْلَ فبطل تعمیمُ الخطاب ش بکم ومن م فبطلَ الولایۃُ العامۃُ لکلِّ مومنٍ لِلّٰہِ سبحانہ وقال سبحانہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الآیۃ وکیف العجزُ فی الولایۃِ والتولّی الی اللہ القدیرِ فی فعلہ وفعلُ العبادِ من خلقہ الی ما شاءَ وتشارکُ مخصوصٌ الی الرسولِ والمومنِ فی ایِّ المعنی بالولایۃِ والتولّی وھی صفۃٌ جامعۃٌ ش للہِ تعالیٰ وللرسول صلعم وللمومنینَ الصالحینَ م

ترجمہ غلبہ حقیقی کہ بطور تضمن از صفاتِ خدای سبحانہ در اضافات یعنی در مخلوقات باولویت ظاہر می شود یعنی ظہورش اولی و مناسب تر۔ از راہ تضمن می شود۔ واعجاز و کرامت گاہے بعلم واقع شود یعنی دانستہ وگاہی بجہل یعنی نادانستہ بسبب توسع ہر جا کہ خدای سبحانہ خواہد برای عزتِ شان فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ از انکہ ہر آئینہ عزت خاص تمامہ برای خدا است پس ہر کرامی خواہد عزت می دہد باعجاز و کرامت وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ و او است کہ بر ہر چیزی قادر توی است +
وانچہ کہ گفتہ شد اگر تسلیم نکردہ شود پس تعمیم خطاب کہ بلفظ کم و من است باطل شود پس این ولایتِ عامہ کہ برای مومن عام است برای خدائی سبحانہ باطل شد حالانکہ فرمود حق سبحانہ در رکوع آیۃ الکرسی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الآیہ یعنی خدای تعالیٰ ولی است آنانرا کہ ایمان آوردند الخ۔ و چگونہ عجز است در ولایت و تولی سوی خدای قدیر در فعل او حالانکہ فعل عباد از خلق او است تا انچہ کہ او خواستہ است۔ و چگونہ شرکت مخصوص شود سوی رسول و مومن در ہیچ معنی کہ ولایت و تولی است حالانکہ ایں صفت جامع است برای خدای برتر و برای رسول او تعالی و برای مومنین صالحین

فَاِنْ لَمْ يُفَصَّلِ الاستقلالُ والاضافةُ فى المستعان فانّه الاستقلالُ ليس بشركٍ اوانّهٗ اجازاللّٰهُ سبحانه شركًا وهما ممنوعانِ نقلًا وعقلًا منه فيلزمُ التفصيلُ ليمتاز

ش اي الاستقلالَ والاضافة م واِلّا ش اى اِنْ لَمْ يُفَصَّلْ م فحكم بغير مفصَّلٍ فِى منعٍ وجوازِ الولايةِ وَ التَّوَلِّى فى نِسَبٍ مختلفةٍ اقرارٌ لما مُنِعَ واِنكارٌ لِما جازَ فَفِى الاوّلِ شركٌ وفى الثانى كفرٌ على الحاكِمِ فالانتصارُ و النصرتُ لمن يتولّٰى اللّٰه تعالىٰ ورسولَه تعالىٰ صلعم والمومنين الصالحين متحقّقٌ فخلافُ الثابتِ ماوّلٌ واِلّا فكيف ابطالُه

ش اى خلافُ ما هوالثابتُ من غلبةِ اللّٰهِ تعالىٰ ورسولهٖ تعالىٰ صلعم والمؤمنينَ الصالحين لا نتصارِ المستنصرين وَالنصرت ياوّلُ بما هو برفعِ الخلاف

عطف على الانتصار

شرح ترجمه واگر فصل وفرق نکرده شود باستقلال واضافت ومستعان پس هرآئینه او استقلال ست که شرک نیست یا آنکه هرآئینه اوست که خدای سبحانه شرک راجائز داشته واین هردو ممنوع است از روی نقل وعقل ازو پس تفصیل وجدا کردن لازم شود تاکه هردو استقلال واضافت تمیز کرده شوند ۔ ورنه یعنی اگر فصل نکرده شود ۔ پس حکم بغیر مفصَّل کردن و فیصله کرده شده در منع وجواز ولایت وتولّی درنسبتهای مختلف اقرار لِمَا مُنِعَ ہست یعنی اقرار است برچیزیکه منع کرده شده یا انکار است لِمَا جَازَ یعنی برای چیزیکه او جائز است این حکم انکار شود ۔ پس در اوّل یعنی در اقرار لِمَا مُنِعَ شرک است ۔ ودرثانی یعنی در انکار لِمَا جَازَ کفر ہست برحاکم ۔ پس انتصار ونصرت یعنی داد ستدن ویاری دادن برای کسی که متولّی گیرد خدای تعالیٰ ورسول او تعالیٰ را صلعم ومومنین صالحین را تحقق وثابت ہست وخلاف ثابت تاویل کرده شود ورنه ابطال ثابت پس چگونه شود ۔ یعنی تاویل کرده شود خلاف آنچه که او ثابت ہست از غلبۂ خدائے تعالیٰ ورسول او تعالیٰ ومومنین صالحین برائے یاری دادن مدد خواہندگان وخلاف نصرت تاویل کرده شود بآنچه که او خلاف را رفع ودور کند یا تاویل کرده شود ؎

وَبِالانتصارِ والنصرةِ حقيقتًا فی علمِ اللّٰہِ تعالیٰ وحکمتِہٖ
وَاِن لم یُاَوَّل فیلزم اَنَّ الثابت باطلٌ واِنَّہٗ لا یبطل
م ولا یُمکن ان یقعَ خلافُ ھٰذا الثابت ش ای
خلافُ ثبوتِ جوازِ الاستغاثۃِ منعُ عمومِ جوازِ الاستغاثۃِ
م فی ثابتٍ ویُاوَّل خلافُہٗ لاَنَّ لا منعَ بخصوصیتہ علیٰ
تعمیمٍ مسلَّمٍ ش لاَنَّ الممنوعَ من جزءِ التعمیمِ المسلَّمِ
فاِن مُنعَ فبطلَ التعمیمُ المسلَّمُ م وَالتوّلّی بالولی یلزم
تبعہ بخلافہٖ خلافُہٗ ش ای خلافُ تبعِ الولیِ خلافُ
التوّلّی م فکیف ترجی النصرۃُ ش ای لمّا وقعَ خلافُ
التوّلّی فکیف تُرجی النصرۃُ م ولمّا تحقق انتصارُ المستنصرین
لرسولہ تعالیٰ صلعم والمومنین الصالحین بالغلبۃ
من اضافۃِ اللّٰہِ تعالیٰ اختیارًا فاِنّہ صلعم کاشفُ
الشدائدِ ودافعُ المکائدِ فالاولیاءُ

مطلبُ التوّلّی بالولی یلزم تبعہ

ترجمہ بانتصار و نصرتی کہ حقیقتًا در علم خدا تعالیٰ است و در حکمت او۔ و اگر خلافِ ثابت تاویل نکردہ شود پس لازم شود اینکہ ثابت باطل است حالانکہ ثابت باطل نشود۔ و ممکن نباشد کہ خلافِ این ثابت واقع شود در ثابت یعنی خلافِ ثبوتِ جوازِ استغاثت منعِ عمومِ جوازِ استغاثت است + و خلافش تاویل کردہ شود ازانکہ ہر آئینہ بر تعمیمِ مُسلَّم بخصوصیتش منع نیست زیرا کہ ممنوع از جزءِ تعمیمِ مسلّم است۔ پس اگر منع کردہ شود پس تعمیمِ مسلّم باطل شود۔ و توّلّی بولی لازم گیرد تبعِ ولی را + و خلافِ تبعِ ولی خلافِ توّلّی است پس چگونہ امید کردہ شود نصرت یعنی ہرگاہ کہ خلافِ توّلّی واقع شود پس نصرت چگونہ امید کردہ شود + و ہرگاہ کہ انتصارِ مستنصرین یعنی دادستدن و مدد کردنِ مدد خواہندگان برائی رسولِ او تعالیٰ صلعم و مومنین صالحین بسبب غلبہ کہ از اضافت یعنی خلقِ خدا تعالیٰ است از روی اختیار ثابت متحقق شد۔ پس ہر آئینہ او صلعم کاشفِ الشدائد یعنی کشایندۂ سختیہا و دافعُ المکائد یعنی دور کنندۂ مکرہا ہستند پس اتباعِ اولیاءِ اللّٰہ ہستند

مطلب توّلّی بولی تبع ولی را لازم گیرد و نصرت بر اتباع موقوف است

آستغاثۃ هي في التولي تجوز حتى من الفاسق لشمول الايمان

ش ای حتیٰ تجوز من الفاسق م مع سلب الكراهۃ ان لم تجر الى الفسق بالكراهۃ لعدم تحقق ولاية الا من الكافر ش ای لا تجوز من الكافر م بسلب الايمان و ان لم تجر الى الكفر كما قال سبحانه يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا الكافرين اولياء من دون المؤمنين الآيۃ وهي مبدء الخير والشر في حدودها في الخير والشر قال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان الآيۃ فالمفعول به هو المستغين الا تنظرها في الممكنات لا بد منها فاستغاثۃ من الانبياء والاولياء اولى الحسنهم وقربهم بالحسنات ولتعظيمهم كما يشير

ترجمہ - پس استغاثی کہ اور در تولّی است جائز می شود تا آنکہ از فاسق جائز است بسبب شمول ایمان را مع سلب کراہت اگر این استغاثت با این فاسق سوئی فسق نکشد پس این استغاثت بکراہت جائز است بسبب عدم تحقق ولایت فاسق - مگر از کافر جائز نشود بسبب سلب ایمان او اگرچہ سوئے کفر نکشد این کافر با این استغاثت چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ نساء رکوع بست ویکم یا ایها الذین لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین الآیہ ای آنکہ ایمان بیاوردند کفار را اولیاء مگیرید بجز مومنین الخ - واین استغاثت در حد و د خود در خیر و شر مبدء خیر و شر است یعنی خیر و شر محل آغاز است وجائی ظہور کہ فرمود خدای برتر در سورۂ مائدہ رکوع اول تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیہ یعنی با ہمدگر یاری کنید بر نکوئی و پرہیزگاری و با ہمدگر یاری مکنید بر گناہ و بزہ کاری وستم آشکارا - پس درین آیت کریمہ مفعول بہ فعل تعاونوا ہمان مستغین است یعنی یاری وعون خواہندہ - آگاہ باش این استغاثت را در ممکنات آیا نمی بینی کہ از وچارہ نیست - پس از انبیاء و اولیاء اللہ بسبب خوبی و نکوئی شان وقرب شان بنیکوئیہا و بسبب تعظیم شان چنانچہ این آیت کریمہ ◆

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۰ ش ای تشیر الآیۃ الی اَوْلَوِیَّۃِ الاستعانۃ من الانبیاء والاولیاءِ وحُسنِھم وتعظیمھم م ویُؤَیِّدُہ قولہ تعالیٰ فی سورۃ النّسآءِ وَلَوْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۰

اِعْلَمْ اذ تدلّ علیٰ تعمیم الزّمانِ فالآیۃُ علیٰ استعانۃٍ ش ای الآیۃ تدل علیٰ استعانتہٖ م منہ صلعم دواماً واستواءِ ش عطفٌ علیٰ استعانۃٍ م حالۃِ موتہ وحیٰتہ صلعم وانّہٗ صلعم لحیٌّ باعلی الحیات کما سنذکرہ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ واجابۃِ ش عطفٌ علیٰ استواءٍ م استغفارہٖ المتحقق ش من صیغۃِ ماضٍ ای اِسْتَغْفَرَ م والتاکید والتحقّق ش من لام وماضٍ اے لَوَجَدُوا م

ترجمہ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۰ سوئے اولویتِ استعانت از انبیاء واولیاء وسوئے خوبیہائی وتعظیم شاں اشارت میکند استعانت ویاری خواستن اولی ہست۔ وبنا برتائید ایں مضمون قول او تعالیٰ ہست کہ یاری میدہد اورا درسورہ نساء بر کوع نہم آمدہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۰ واگر ہر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم نمودند نفسہائی خودرا۔ آمدند نزد تو ومغفرت خواستند بخدا۔ ومغفرت خواست ایں رسول برائی شاں البتہ یافتند خدائی را بسیار رجوع کنندہ وبسیار مہربان بداند لفظ اِذْ دلالت میکند بر تعمیم زمان۔ پس ایں آیت دلالت میکند بر استعانت از وصلعم از روئی دوام۔ وبر استواء یعنی برابر شدن حالت موت وحیات او صلعم۔ وہر آئینہ او صلعم البتہ حَیّ وزندہ است باعلی احیات یعنی برتہ زیست چنانچہ عنقریب او را ذکر خواہیم کرد اگر خواست خدا تعالیٰ ہست۔ وایں آیت دلالت میکند بر اجابت وقبولیتِ استغفار او صلعم کہ محقق است از صیغۂ ماضی اِسْتَغْفَرَ وتاکید وتحقیق اجابت از لام وفعل ماضی لَوَجَدُوا است

لوجدھم اللہ تعالیٰ توابًا رحیمًا فی حالِ استغفارِ الرسولِ
بتعمیمِ الشخصِ صراحتًا ش اے بتعمیمِ شخص الرسول
علیٰ دلالۃِ اللفظِ صراحتًا علی الوصفِ العامِ م وتخصیصِ
سوقَ الکلام ومحلَ النزولِ ش ای تخصیص شخصِ
الرسولِ مِن سوقِ الکلام ومحلِ النزول م ھو صلعم
ش ای مَن ھو مخصّصٌ بسوقِ الکلام ومحلِ النزولِ ھو
صلعم م لا باستغفارھم ش وھم کانوا منافقِین
م مجرّدًا عن وساطۃِ الرسولِ کما فی السورۃِ ومَن یعمل
سوءًا او یظلم نفسہٗ ثم یستغفرِ اللہ یجدِ اللہ غفورًا رحیمًا
بغیرِ التاکید والتحقّق فما للمؤمنین لو انھم اِذ ظلموا
انفسھم جاءوہ مستغفرًا واستغفر لھم وانہ صلعم
بالمؤمنین رءوفٌ رحیمٌ فجاز الحکم الی شیوخِ الطریقۃِ

ترجمہ بنا بر یافتن شان خدای تعالیٰ را بسیار رجوع کنندہ وبسیار مہربان درحال مغفرت خواستن این
رسول حالانکہ ازیں لفظِ رسول بتعمیم شخصِ رسول بربنائی دلالتِ لفظ بر وصفِ عام بطور صراحت است
وتخصیصِ شخصِ رسول دلالت از سوق وروانی کلام واز محل نزول است کہ آں رسول صلعم
است + یعنی آنکہ او کہ بسوقِ کلام ومحلِ نزول خاص کردہ شدہ ہو است صلعم برای استغفار مومنین
نہ باستغفار منافقین کہ آناں از وساطتِ رسول مجرّد واند چنانچہ دریں سورہ برکوع شانزدہم
آمدہ ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہٗ ثم یستغفرِ اللہ یجدِ اللہ غفورًا رحیمًا
یعنی ہرکہ کار کند بدی را یا ظلم کند نفس خود را باز مغفرت خواہد خدای را۔ خواہد یافت او خدا را بسیار بخشندہ
وبسیار مہربان۔ پس دریں آیتِ کریمہ استغفار بوساطتِ رسول آمدہ واجابتش بغیر تاکید وتحقق
است۔ وآنچہ برای مومنین است اینکہ اگر آنکہ ایشاں وقتیکہ ظلم کردند نفسہای خویش نزد آرندے آپ
صلعم مغفرت خواہاں ومغفرت خواست او صلعم برای شاں حالانکہ بر آئینہ او صلعم بمومنین
بسیار رافت کنندہ وبخشندہ وبسیار مہربان است۔ پس این حکم طلب مغفرت سوی شیوخِ طریقہ جاری شد

واعلم انّ التاکید والتحقق یتعلق بفعل الواجد صریحًا
وبفعل اللہ تعالٰی تلمیحًا بالمفعول الثانی لاستغنائہ عن
النقص فھٰذا ھو المعتقد فالتواب مبالغۃ لفعلہ تعالٰی
علیھم بخلاف الغفور فاعلم انّ فی الاٰیۃ الکریمۃ
تخصیصٌ علٰی تعمیمٍ ولا یزیلہ وھٰذا مذھب اھل سنۃٍ
وجماعۃٍ وللہ کون القصص فی مقصد الاٰیۃ من اعجازہ
صلعم وھو فی البرزخ فی کتبھم ان شئتم ش ذکر
الحافظ عبد اللہ فی المصباح الظلام جاء البدوی علٰی
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلٰثۃ ایام من وفات
النبی صلعم وقبض التراب من القبر وصبّ علٰی راسہ و
قال یا رسول اللہ نعم ص ظلمت علٰی نفسی وجئت فی حضورک

ترجمہ ۔ وبدانکہ ہر آئینہ تاکید وتحقق متعلق می شود بفعل واجد صریحًا ۔ وتعلق او بفعل خدائی برتر بطور تلمیح واشارت است بسبب مفعول ثانی بنا بر استغنار وبی نیازی او تعالٰی از نقص وکمی ۔ پس ہمین است کہ او اعتقاد کردہ شدہ یعنی تعلق تحقق وتاکید بفعل واجد بطور صراحۃ است وبفعل خدای تعالٰی این تحقق و تاکید بطور تلمیح واشارہ بسبب مفعول ثانی تواب ورحیم معلوم میشود واین بہ تلمیح واشارت اظہار کردن و سخن راندن او تعالٰی بنا بر استغنار ہست از انکہ او تعالٰی از نقص وکمی مستغنی است وہمین ہست کہ او اعتقاد کردہ شدہ ۔ وتواب مبالغہ است برائی فعل او تعالٰی بر آنان بخلاف غفور ۔ وبدانکہ ہر آئینہ درین آیت کریمہ تخصیص است بر تعمیم واین تخصیص تعمیم را زایل نمیکند وہمین مذہب اہل سنت وجماعۃ ہست وبخواہم سعی دریافت ودر رسید قصہ ہا را اگر بخواہید در کتب شان در مقصد این آیت کریمہ از اعجاز او صلعم حالانکہ او در برزخ است یعنی اعجازش صلعم در برزخ آمدہ ۔ کہ حافظ عبد اللہ در مصباح الظلام ذکر کردہ کہ یکی بدوی یعنی روستائی بعد سہ روز از وفات نبی صلعم ۔ بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد واز قبر شریف خاکی در مشت گرفت وبر سر خود ریخت وگفت ای رسول خدای تعالٰی من بر نفس خود ظلم کردہ ام ودر پیش حضور تو آمدہ ام ۔

لتطلب الاستغفار لی فجاء النداء عن القبر قد غفر اللہ لک م ومن باعدہ فھیہات ھیہات وعلیہا ش ای علی بناء مفہوم الآیۃ م اذ اجاءہ صلعم رجل متمنیا لعینہ فقال صلعم من لہ حاجۃ فلیحسن وضوئہ ولیصل رکعتین ولیقرء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی الحدیث قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح غریب وصححہ البیہقی وزاد فی آخر الحدیث فقام وقد ابصر وفی روایۃ ففعل فبرء وفی معجم کبیر طبرانی عن عثمان رض بن حنیف انہ فی خلافۃ عثمان بن عفان علمہ رجلا فقضت حاجتہ فقال رأیت رسول اللہ تعالی

ترجمہ کہ استغفار برائی من بخواہی پس از قبر شریف ندائی بیاید کہ تحقیق خدائی تعالی ترا بیامرزید و ہر کہ دوری گرفت ازو ایں افسوس وافسوس است۔ ویر بنائے مفہوم ایں آیت کریمہ ایں حدیث است ہرگاہ کہ مردی آرزومند برائی چشم خود پیش او صلعم آمد پس فرمود صلعم من لہ حاجۃ فلیحسن وضوئہ ولیصل رکعتین ولیقرء یعنی ہر کرا حاجتی باشد پس باید کہ وضوی خود نیکو کند و دو رکعت نماز گزارد و باید کہ بخواند اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی فشفعہ فی الحدیث یعنی خدایا من بتو میخواہم و بسوی تو روی آرم بواسطہ نبی تو محمد صلعم کہ نبی رحمت است ای محمد صلعم ہر آئینہ من بوسیلہ تو رو آوردم بسوی پروردگار خود درین حاجت من تا روا کردہ شود برائی من خدایا پس شفیع گرداں او را درمن تا آخر حدیث۔ گفت ترمذی ایں حدیث حسن است وصحیح وغریب۔ وبیہقی او را صحیح شمردہ و در آخر حدیث ایں زیادہ کرد فقام وقد ابصر وفی روایۃ ففعل فبرء پس برخاست وتحقیق او بینا آمدہ و در روایتے است کہ او کرد و بہ شد۔ و در معجم کبیر طبرانی ہست از عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ کہ ہر آئنہ او در خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ ایں عمل را بمردی آموخت پس حاجتش روا شد پس گفت او دیدم رسول خدا تعالی را صلعم

صلعم علّمه ضریر البصر وا ظنّ انّ قوله صلعم لیصلّ علی
قوله سبحانه واستعینوا بالصبر والصلوٰة الاٰیة او علیٰ ما
اراده صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب والحدیث الشریف
مع اختلاف بعض اللفظ فی الروایات ان شئتم ترجعوا الی
کتب الحدیث الشریف ❊ واعلم تعمیم مَنْ یقتضی تعمیم
الوقت کما هو ظاهر فانظر فی الاعجاز والکرامة الی المستغیثین
فتدرک وان تکن بشرک فلم توجد بین مستعان من الانبیاء
والاولیاء لبداهة حسناتهم عصمةً وحفظاً ومستعین من
اصحابهم شیٔ کما مذکور ومن خالد رضی الله تعالیٰ
عنه فی معرکةٍ یا محمدُ یا منصورُ اجب اجب فی فتوح الشام
ه وقال الله تعالیٰ فی آخر سورة یوسف

ترجمہ صلعم کہ ایں عمل آموخت ضریر بصر را یعنی کسیکہ بینائی او رفتہ باشد وگمان میکنم کہ ہر آئینہ ایں
قولِ او صلعم لیصلِّ یعنی باید کہ نماز بخواند بر بنائی قولِ او سبحانہ است واستعینوا بالصّبرِ والصّلوٰة
الآیہ یعنی ویاری خواہید بوسیلۂ صبر ونماز الخ ـ یا بنا بر آنچہ کہ او صلعم او را ارادہ فرمود واللہ تعالی اعلم بالصواب
یعنی وخدائی تعالیٰ داناتر است براستی ودرستی ـ وایں حدیث شریف مع اختلافِ بعض لفظ در روایات
آمدہ اگر میخواہید سوئی کتب حدیث شریف باز گردید ـ
وبدانکہ تعمیم مَنْ تعمیم وقت میخواہد چنانچہ او ظاہر است ـ پس بیں ونظر کن در اعجاز وکرامت سوئے
مستغیثین یعنی یاری خواہندہ پس دریابی ـ واگر ایں استعانت شرک بودی پس نیافتہ شدی درمیان
مستعان یعنی یاری خواستہ شدہ کہ از انبیاء واولیاء اند بسبب بداہت حسنات ونیکوئیہائی شاں کہ ایں
ہمہ بعصمت وحفظ آمدہ اند ـ ودرمیانِ مستعین یعنی یاری خواہندہ کہ از اصحابِ شاں اند ـ چنانچہ
مذکور است کہ از خالد است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در معرکہ یا محمدُ یا منصورُ
اَجِبْ اَجِبْ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ای فتحمند بپذیر بپذیر ـ وایں روایت در فتوح
الشام است وفرمود خدائے تعالےٰ در آخر سورۂ یوسف بر کوع دوازدہم [۱۲] ❊

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ إذ انتقض الحصرُ المُدَّعىٰ المستفادُ من تخصيصِ الذي في إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ش في سورةِ الفاتحة م لمنعِ استعانةٍ بوجوهٍ عامةٍ لغيرِ اللهِ سبحانه والحصرُ لا ينتقض فبطل الدعوىٰ إلا ش الاستثناءُ مِنْ انتقضَ الحصرُ المستفادُ مِن تخصيصِ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ لمنعِ استعانةٍ م بوجوهٍ خاصةٍ ش كالوهيةٍ تامةٍ وقدرةٍ كاملةٍ وهدايةٍ خاصةٍ هي توفيقُ مرضياتٍ م لله سبحانه وهو المرادُ وإن تدبرتَ قولَنا فيما يجوز في المضافاتِ لقد أصبتَ خيرًا وقال سبحانه في سورةِ يونس وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مطلب انتقض الحصر في إياك نستعين في سورة الفاتحة وتفسيره +

ترجمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی بگو کہ این راہ من است کہ می خوانم سوی خدا۔ بہ بینائی ہستم من وکسی کہ مرا پیروی کرد۔ و پاکی است خدای را و نیستم من از مشرکین۔ در این ہنگام حصر مدعی کہ مستفاد از تخصیص است آنکہ در اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی خاص از تو یاری میخواہیم۔ کہ در سورۂ فاتحہ است۔ برای منع استعانت بوجوہ عامہ برای غیر خدای سبحانہ بشکست بنا بر دعوی خود کہ مدعی از این تخصیص فائدہ حصر قائم کردہ بود۔ حالانکہ حصر نمی شکند۔ پس این دعوی حصر باطل شد۔ مگر بوجوہ خاصہ کہ برای خدای سبحانہ است این حصر مستفاد از تخصیص آیت کریمہ مذکورہ کہ برای منع استعانت است نہ شکست چون الوہیت تامہ و قدرت کاملہ و ہدایت خاصہ۔ و این ہدایت توفیق مرضیات است برای خدای سبحانہ یعنی موافقت کردن است با نچہ کہ پسندیہای خدا است۔ و ہمین مراد است۔ پس حصر در این وجوہ خاصہ موجود است و شکستہ نشد۔ و اگر قول ما در انچہ کہ جائز میشود در مضافات ای مخلوقات بیاندیشی و تفکر کنی البتہ تحقیق خیر و نیکوی را برسی۔ و فرمود سبحانہ در سورہ یونس برکوع یازدہم وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی و مخوان بجز خدا چیزی کہ ترا نہ فائدہ دہد و نہ ترا ضرر کند۔ و اگر کردی پس ہر آئینہ تو در آنگاہ از ستمگاران ہستی +

مطلب آنکہ حصر در ایاک نستعین بوجوہ خاص است نہ بوجوہ عام۔ و فرق در وجوہ خاصہ و استعانت در وجوہ خاصہ ممنوع و فیما یجوز فی المضافات جائز +

بحث تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الآیۃ

فنهي الدعوة الحقة لغيره تعالى عبادة كما لا تدع مع الله الٰها اٰخر ش اى لا تعبد و يدل على المعنى الٰها م لانه ش اى غيره تعالى م لا ينفع و لا يضر عموما فى الدنيا و الاٰخرة استقلالاً فهذا دليل على نقصانه بوجود غير مستقل و بحث الالوهية يقدم الى الكافر وما من غيرها لاثباتها ش اي ما يقدم من غير الالوهية يقدم لاثبات الالوهية م و ان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو ۚ اى كشفا مستقلاً او اضافيا متعارضا بارادته سبحانه لا اضافيا تابعا بها و ان يردك بخير فلا راد لفضله ۚ اي مستقلاً او اضافيا متعارضا بارادته سبحانه لا اضافيا تابعا بها و ان لم يشترط كشفا و ردا مستقلاً او اضافيا متعارضا فتعارضا مما يجوز فى المضافات الثابت ش بثاء مثلثة صفة لموصولة مجرورة مع صلتها

ترجمہ پس نہی و ممانعت کردہ شد دعوت حقہ برای غیر او تعالی از روی عبادت۔ چنانکہ آیت کریمہ است لا تدع مع الله الٰها اٰخر در سورۂ شعراء رکوع آخر۔ یعنی مخواں باخدا معبودے دیگر۔ اینجا لا تدع بمعنی لا تعبد است یعنی مخواں بمعنی بندگی مکن۔ و بریں معنی لفظ الٰها دلالت میکند۔ از آنکہ او آخر است یعنی غیر او تعالی است کہ نہ او نفع میدہد و نہ ضرر رساند عموماً در دنیا و آخرت از روی استقلال و ایں دلیل ست بر نقصان او بوجود غیر مستقل یعنی ایں وجود غیر مستقل دلیل نقصان اوست۔ و بحث الوہیت مقدم شود سوی کافر و آنچہ از غیر اوست برای اثبات اوست یعنی آنچہ مقدم شود از غیر الوہیت مقدم شود برای اثبات الوہیت کہ پیشکردہ شود و ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو ۚ در سورۂ یونس رکوع یازدہم۔ یعنی و اگر خدا تعالی ترا تکلیفے برساند پس او را ہیچ کشاینده نیست مگر او۔ اینجا از کاشف کشف مستقل مراد است یا اضافی کہ بارادہ او سبحانہ متعارض باشد نہ آں اضافی کہ تابع بارادت او سبحانہ باشد و ان یردک بخیر فلا راد لفضله ۚ یعنی و اگر ارادہ کند ترا بخیر پس فضل او را ہیچ ردکنندہ و بازدارندہ نیست۔ اینجا از ردّ رد مستقل مراد باشد یا اضافی متعارض بارادہ او سبحانہ نہ اضافی تابع باو۔ و اگر کشف و رد ہر دو را بمستقل یا اضافی کہ متعارض است شرط نکنند پس تعارض شود از آنچہ کہ ثابت است کہ او در مضافات یعنی مخلوقات جائز باشد۔

تفسیر کریمہ و ان یمسسک الله بضر

بیان اینکہ در آیۂ کریمہ لا تدع بمعنے لا تعبد است برای غیر او تعالی بدلالت لفظیہ

بحث تفسیر آیۂ کریمہ و ان یمسسک الله الخ کہ در وے کشف و رد مستقل مراد است یا اضافی متعارض بارادہ او سبحانہ نہ اضافی تابع باو و آنچہ کہ در مضافات جائز و ثابت است متعارض آمدہ

م يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ه فهذا النهي والتنبيه والاطمينان مقصودٌ لغيرهٖ صلعم كما يشير اليه يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ ولانه صلعم معصومٌ من كل ذنبٍ فلا يصح النهي له صلعم لامتناع قصده صلعم للمنهي عنه الّا لغيره صلعم ومحفوظٌ من كل ضرٍّ لقوله تعالى وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ فكيف اشرف الانسان كلهم بالايمان وعمل الصالحات ، ومرادٌ بكل خيرٍ لقوله تعالى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى فيما اراد الرسول صلعم وفيما اراد الله تعالى ولقوله تعالى قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ الاية فلا يصح التنبيه له صلعم الّا لغيره صلعم

ترجمہ - يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ه میرساند او خیر را ہر کرا میخواہد از بندگان خود - و او است بسیار بخشندہ و مہربان - پس این نہی و ممانعت عبادت غیر خدای عز و جل - و تنبیہ ایصال ضرر و او را غیر او کاشف نبودن - و اطمینان خیر رسانی و فضل او را ہیچ مانع و مزاحم نبودن - این ہمہ نہی و تنبیہ و اطمینان مقصود برای غیر او است صلعم چنانکہ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ سوی او ارشاد میکند و از آنست کہ او صلعم از ہر ذنب و گناہ معصوم است - پس نہی برای او صلعم بنا بر امتناع و باز ماندن قصد او صلعم منہی عنہ را راست نیاید یعنی قصد منہی عنہ کہ از وی ممانعت آمدہ از او صلعم بسبب عصمت او صلعم ممتنع است پس نہی برای او صلعم راست نیاید مگر برای غیر او صلعم - و از آنکہ او صلعم از ہر ضرر و گزند محفوظ است بسبب فرمودن او تعالی در سورۂ عصر پارۂ عم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی قسم است این زمانہ کہ انسان البتہ در نقصان است مگر آنانکہ ایمان آوردند و نیکوییہا کردند و باہم بیکدیگر براستی و حق وصیت و نصیحت کردند و بصبر تاکید نمودند - پس بدلیل این آیۂ کریمہ چون ہر مومن صالح از ضرر و خسر یعنی نقصان و زیان محفوظ است پس چگونہ اشرف انسان کہ تمام خودشان با ایمان و نکوکاریہا است محفوظ نباشد ، و از آنکہ او صلعم مراد است بکل خیر کہ او اشرف انسان است و تمامش بنکوییہا است (عطف این جملہ بر جملہ ہای معصوم و محفوظ است) بنا بر قول او تعالی کہ در سورۂ والضحی پارۂ عم است وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی و ہر آئینہ آخر بہتر است برای تو از اولی

بیان آنکہ در خطاب نہی غیر او مقصود بخیر او ست صلعم بنا بر مراد او صلعم تمام خیر از منصوصات قرآنیہ کہ ثبت آمدہ درین بحث

فتخصيصُ الخطابِ على تخصيصِ اللّطف بالمحبة فهذا النهي
عن الشركِ الحقيقيِ الممنوع لاعن استغاثةٍ من الانبياء عم
والاولياءِ رض فيما يجوز فى مضافاتهم من الموجودات فتصل
الى الله تعالى لتضمنها بها ش اي لمّا كانت مضافاتهم
من الموجوداتِ فهي اَوِ الاستغاثةُ تصلُ الى اللهِ تعالى
لتضمنِ مضافاتهم بالموجوداتِ م ولكنها ش اي الاستغا
م لا تجوز من الاصنامِ والخبائثِ لانّما مضافاتُهم من المسلوبات
فلا تصِلُ الى اللهِ تعالى لتضمّنها بها ش اي لما كانت مضافاتهم
من المسلوباتِ فهي اَوِ الاستغاثة لاتصل الى الله تعالى لتضمنِ
مضافاتهم بالمسلوباتِ م الا انظر فى المسئلةِ على البناءِ
فتُصيب خيرًا فالاستغاثةُ بالانبياءِ وندائهم فى كلّ وقتٍ
ش من الشهودِ والبرزخ م صحيحٌ على دوام الاعجاز بالعصمة

ترجمہ: تخصیص خطاب بنا بر تخصیصِ لطف است بمحبت۔ پس این نہی از شرکِ حقیقی است کہ ممنوع است
نہی از استغاثت است از انبیاء علیہم السلام و از اولیاء رضی اللہ عنہم در آنچہ کہ جائز می شود
در مضافاتِ شاں حالانکہ آں مضافات از موجودات اند۔ پس ایں استغاثت یا مضافا
سوئ خدائ برتر برسد و واصل شود بسبب تضمنِ ایں مضافات بموجودات یعنی ہرگاہ کہ
مضافات انبیاء و اولیاء از ثابت بموجودات ہستند پس ایں مضافات یا استغاثت واصل
شود یا و ارسد سوئ خدائ برتر بسبب تضمنِ مضافاتِ شاں بموجودات۔ و لیکن استغاثت از
اصنام و خبائث جائز نمیشود اندانکہ جز ایں نیست کہ مضافات شاں از مسلوبات ثابت آمدہ پس ایں
مضافات یا استغاثت سوئ خدائ برتر واصل نشود و وا نرسد بسبب تضمن ایں مضافات بمسلوبات یعنی
ہرگاہ کہ مضافاتِ بتاں و خبائث از مسلوبات ثابت آمدند پس ایں مضافات یا استغاثت واصل نمی شود
و وا نرسد سوئ خدائ برتر بسبب تضمنِ مضافاتِ شاں بمسلوبات۔ آیا نمی بینی در ایں مسئلہ بریں بنا کہ گفتہ شد پس بخیر
برسی۔ پس استغاثت با انبیاء و ندا با ایشاں در ہر وقت از عالمِ شہود و برزخ صحیح و درست است بنا بر دوام اعجاز کہ لعصمۃ است

مطلب
فالاستغاثة بالانبياء
وندائهم الخ

بحث آنکہ استغاثت و ندا
با انبیاء در ہر وقت از ہر عالم
صحیح است بنا بر اعجاز لعصمۃ و از خبائث و اصنام درست نیست ✤

واَمّا الاستعانة بالاولياء ونداؤهم فَاِنْ قِيلَ لا يسمعون ولا يعينون مطلقًا ش اي في الشهود والبرزخ م فهذا انكارٌ منهم وعجبٌ لِاَنَّ السمع والقدرة من صفاتٍ قائمةٍ بالذاتِ بالعينيةِ وهي بسيطةٌ فزوالهما يستلزم زوالها ولا خصوصية بزوالهما عن دونهما فكيف يثبت شعورُ نعمةٍ وعذابٍ في قبرٍ مخصوصًا ويسلب شعورُ ما دونهما مخصوصًا ومن حاليةٌ قوله تعالى حكايةً عن صالحٍ على نبينا وعليه الصلوة والسلام بعد هلاكِ قومه فتولّٰى عنهم وقال يٰقوم لقد ابلغتكم رسالة ربي ونصحت لكم ولٰكن لا تحبّون النّاصحين ۝ وحكايةً عن شعيبٍ على نبينا وعليهم الصلوة والسلام بعد هلاكِ قومه

ترجمه ولیکن استعانت باولیاء وندا بایشان پس اگر گفته شود که آنان نمی شنوند ونمی بینند مطلقا یعنی در عالم شهود و عالم برزخ پس این انکار کرده شان است. وعجب است ازانکه هر آئینه سمع و قدرت ازان صفات اند که قائم بذات اند بعینیت وذات بسیط است پس زوال هر دو صفت مذکوره لازم گیرد زوال ذات را بسبب قیام بعینیت صفات بذات. وبزوال این هر دو صفات خصوصیت نیست بغیر یا بدون این هر دو یعنی بجز این هر دو صفات زوال دیگر صفات نیا شد خصوصیتی دریں یافته نشود پس چگونه زوال این هر دو مخصوص باشد نه صفات دیگر. وشعور نعمت وعذاب در قبر اندراه مخصوص چگونه ثابت خواهد شد. چگونه شعور آنچه سوای این هر دو است بطور مخصوص سلب خواهد شد. حالانکه از قول او تعالی است بطور حکایت از صالح علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام بعد هلاک قوم او علیه السلام. در سوره اعراف رکوع دهم فتولّٰی عنهم وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ۝ یعنی پس روگردانید از ایشان گفت ای قوم من البته بتحقیق رسانیدم شما را رسالت وپیغام پروردگار من ونصیحت کردم شما را ولکن شما نصیحت کنندگان را دوست نمیدارید. ونیز حکایت فرمود خدای برتر از شعیب علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام بعد هلاک قوم او علیه السلام در سوره اعراف رکوع یازدهم

المرادُ بالسّمع معناہ الموضوعُ لا المجازیُّ ھو اجابة ایمانٍ بالحق اذ ھو معارضُ الثابتِ الشرعیِّ البدیھیِّ لقوله تعالیٰ لاتُسْمِعُ الموتیٰ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ وغایتُ البحثِ انَّ الفاءَ علیٰ تولّیٰ لتعقیبٍ بعد الجثم لعدمِ صحةِ غیرہٖ بنظمٍ سابقٍ کما لایخفیٰ علیٰ متاملٍ وتلک اقوال الانبیاء علیٰ نبیّنا وعلیھم الصلوٰة والسّلام کقوله سبحانه لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ومن حدیثٍ فی المشکوٰة ش فی کتاب الجهادِ فی الفصلِ الثالث م عن ابنِ عائذٍ

ترجمہ - دریں حدیث شریف از لفظ سمع معنیٰ موضوع او مراد اند نہ معنیٰ مجازی و او قبول کردن است ایمان بحق از انکہ معنیٰ مجازی معارض ثابت شرعی بدیہی آمد بنا بر فرمودن او تعالیٰ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ درسورۂ نمل رکوع ششم یعنی نتواں شنایند موتیٰ را و بگوش شاں نرسانی - و درسورۂ فاطر رکوع سوم مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی تو شنانندہ و بگوش رسانندہ نیست آں کس را کہ در گور ہا ہستند +

وانجام و غایت ایں بحث آنکہ حرف فا کہ بر تولّیٰ آمدہ برائی تعقیب است بعد جثم وہلاکی کہ بررو افتادند بسبب عدم صحت غیر ایں معنیٰ تعقیب باعتبار نظم سابق یعنی باعتبار نظم سابق کہ پیش ازیں آیت مذکورہ آمدہ کہ در بیان ہلاکی قوم است ایں فا کہ بر لفظ تولّیٰ آمدہ برائی تعقیب می شود یعنی در پس یکدیگر کردن و بجز معنیٰ تعقیب معنیٰ دیگر درست نمی آیند کہ نظم سابق بر و حجت است کہ بعد ہلاکی و جثم ایں چنیں واقع شدہ چنانچہ بر متامل و فکر کنندہ پوشیدہ نماند -

و آں اقوال انبیاء علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰة والسلام مثل قول او سبحانہ است کہ در سورۂ مومن رکوع دوم است لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی امروز برائی کیست ملک و بادشاہی - برائی خدائی واحد است کہ قہار یعنی بسیار غالب و چیرہ شوندہ است +

و چگونہ ثبوت شعور و سلب شعور نعمت و عذاب در قبر بطور مخصوص خواہد شد حالانکہ از حدیث است کہ در مشکوٰة در کتاب جہاد در فصل ثالث از ابن عائذ رض روایت آمدہ کہ

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ
نَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ۝ کما قوله صلعم
فی المشکوٰۃ عن قتادۃ الی ان قال فجعل ینادیهم باسمائهم
واسماء اٰبائهم یا فلان بن فلانٍ یا فلان بن فلانٍ ایسرکم
انکم اطعتم اللہ ورسوله فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا
حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقال عمر یا رسول اللہ
اللہ ما تکلم من اجسادٍ لا ارواح لها فقال النبی صلے
اللہ علیه وسلم والذی نفس محمدٍ بیده ما انتم
باسمع لما اقول منهم وفی روایةٍ ما انتم باسمع منهم
لکن لا یجیبون متفق علیه ۞

ترجمہ فتولی عنهم وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسلٰت ربی ونصحت لکم فکیف
اسٰی علی قوم کافرین ۞ پس بگردید از ایشاں و گفت ای قوم من البتہ تحقیق رسانیدم شمارا پیغامہائے پروردگار
من و نصیحت دادم شمارا ۔ پس چگونہ اندوہگین شوم بریں قوم کافرین ۔ ہمچنانکہ قول او صلعم است در
مشکوٰۃ از قتادہ رضی اللہ عنہ تا آنکہ گفت ۔
پس ندا بایشاں کردن گرفت بنامہائے شاں و نامہائے پدران شاں اے فلاں ابن فلاں
اے فلاں ابن فلاں ۔ آیا خوشنود می گردد اند شمارا اینکہ شما اطاعت کردید خدا و رسول
اورا ۔ پس ہر آئینہ ما یافتیم آنچہ پروردگار ما از روئے حق بما وعدہ فرمود ۔ پس آیا
یافتید شما آنچہ وعدہ فرمود پروردگار شما از روئے حق ۔ پس گفت عمر رضی
اللہ تعالٰی عنہ یا رسول اللہ چیست اینکہ حرف میزنید از اجساد کہ نیست
آنہارا ارواح ! آیا کلام مے کنی از اجساد بے روح فرمود نبی صلی
اللہ علیہ وسلم قسم باآنکہ نفس محمد بدست او است
نیستید شما شنوندہ تر برائے آنچہ کہ میگویم از ایشاں ۔
و در روایتے است نیستید شما شنوندہ تر از ایشاں لیکن
ایشاں جواب نمی دہند ۔ ایں حدیث در کتب صحاح متفق علیہ است
یعنی بر صحت ایں حدیث اتفاق کردہ اند ۞ ۞

قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ
فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَإِنَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ
الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَحَثَى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَصْحَابُكَ يَظُنُّونَ أَنَّكَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَدِيث
وَمِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ
قَبْرَ أَبِيهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ حَتَّى يَقُومَ ٭ وَمِنْ
قَوْلِهِ صلعم السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ
لَكُمْ وَأَنْتُمْ سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ
التِّرْمِذِيُّ فِي سُنَنِهِ دَلَالَةٌ إِلَى السَّمْعِ وَالشُّعُورِ وَأَهْلِيَّةِ الْخِطَابِ

ترجمہ که گفت برآمد رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم در جنازهٔ مردی پس هرگاه که نهاده شد گفت عمر ابن خطاب
ای رسولِ خدا بروی نماز مخوان که هرآئینه او مرد نافرمان است پس رسول خدا صلی الله علیه وسلم سوی آدمیان التفات
فرمود و گفت آیا از کسی از شما او را بر عملِ اسلام دیده است پس مردی گفت آری ای رسولِ خدا شبی در راهِ خدا او
پاسبانی کرده - پس بروی رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم نماز خواند وبروی یعنی بر قبرِ او خاک ریخت و فرمود
یارانِ تو گمان میکردند که تو از اهلِ نار هستی و من گواهی میدهم که هرآئینه تو از اهل جنت هستی تا آخر حدیث
و از حدیثِ عائشه است رضی الله تعالی عنها که نیست از مردی که گور پدر خود را زیارت کند و نزد او
می نشیند مگر آرام یابد باو صاحبِ گور تا آنکه بایستد٭
و از قولِ او صلعم است اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ الخ یعنی سلامتی باد بر شما ای اهل قبور بخشد
خدا برائی ما و برائی شما و شما پیشین هستید و ما پسین بنشانِ شما هستیم - این حدیث را امام حافظ ترمذی
در سُننِ خود برآورده است بنا بر دلالت سوی شنیدن و آگاه بودن و اهل شدنِ خطاب با اهل گور٭

وقولہ صلعم السّلام علیکم ما خصّ لہ صلعم بل وجد من اصحابہ صلعم حتی الآن ممّن تبعھم والّا فکیف منھم

ش ای اِن لم یکن غیر مخصوصٍ لہ صلعم فکیف کان منھم ای من اصحابہ صلعم وممّن تبعھم فالسّمع و الشعور واھلیۃ الخطاب امرٌ اجماعیٌّ م فخلاف الثابت مأوّلٌ بما لا یعارض الثابت ش الخلاف بما استدلّ بہ المخاصمون فی عدم السّماع والشعور فھو مأوّلٌ بما لا یعارض الثابت م وقال رسول اللہ صلعم اِن اراد عونًا فلیقل یا عبادَ اللہِ اعینونی یا عبادَ اللہِ اعینونی یا عبادَ اللہِ اعینونی د حصنِ حصین فحرفُ النداءِ للقریب والبعیدِ فلا محذور للبعید من الانبیاءِ لاعجازھم والاولیاء لکراماتھم وقال رسول اللہ صلعم اذا انفلتت دابتہ

ترجمہ وقول او صلعم السّلام علیکم برائی او صلعم خاص کردہ شد بلکہ از اصحاب او صلعم یافتہ شد تا ایں زمان از ہر کس کہ ایشاں را پیروی کرد۔ ورنہ پس چگونہ است از ایشاں یعنی اگر نبود او صلعم غیر مخصوص بود بلکہ مخصوص شد پس از آناں کہ از اصحاب او صلعم ہستند واز ہر کسی کہ ایشاں را پیروی کرد چگونہ آمدی۔ پس شنیدن وشعور واہلیت خطاب برائی اہل قبور امر اجماعی است۔ بنابریں خلاف ایں ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نشود یعنی خلاف بانچہ کہ مخاصمین بدو دلیل گرفتہ اندر عدم سماع وشعور پس او تاویل کردہ شود بانچہ کہ معارضِ ثابت نشود +

وفرمود رسول خدا صلعم یعنی اگر ارادہ کند کسے مدد را بخواہد پس باید کہ بگوید لے بندگانِ خدا مرا یاری کنید ای بندگانِ خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا مدد کنید سہ بار + ایں حدیث شریف در حصنِ حصین آمدہ از معجم طبرانی + پس دریں حدیث شریف کہ حرفِ ندا است قریب وبعید ہر دو را است + پس حذر وباکی نیست برائی بعید کہ از انبیاء اند بنابر اعجازِ شاں واز اولیاء بنابر کراماتِ شاں۔ وفرمود رسولِ خدا صلعم یعنی ہرگاہ کہ سواری فرار گریز شود

فلیناد اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ مو مص حصن
حصین والعباد عامۃ والاستعانۃ والنداء بوجود
قدرتھم وسمعھم فلا خصوصیۃ الاستعانۃ والنداء و
وجود القدرۃ والسمع لاحیاءھم فلا منع لامواتھم
فان الاستعانۃ والنداء لثابتین ولو من عباد خاصۃ
و احیاء ٭ فقولہ تعالیٰ لا تسمع الموتی الآیۃ یصرح
ش صفۃ لقولہ تعالیٰ لا تسمع الموتی م بقولہ
تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور الآیۃ ای جسد میت
والمراد بہ الکفار وھم احیاء ویسمعون یاول بمعنی مجاز
الذی یدل علیہ نظم القران المجید تشبیہا استعارۃ
فی وجہ مقصود تخصیصا ش ای فی وجہ مقصود انفاع بالاسماع

ترجمہ پس باید کہ ندا کند۔ مدد کنید ای بندگان خدا۔ و در روایتی است رحم کند خدای تعالیٰ شمارا۔ ایں حدیث شریف در حصن حصین است از بزار و از ابی یعلیٰ موصلی۔ و مصنف ابن ابی شیبہ ٭ و اینجا لفظ عباد عام است۔ و استعانت و ندا بسبب وجود قدرت شاں و سمع شان است پس ایں استعانت و ندا و وجود قدرت و سمع را برای زندگان شاں خصوصیت نباید پس برای اموات شاں ہم منع نباید۔ پس ہر آئینہ استعانت و ندا ہر دو البتہ ثابت اند اگرچہ از بندگان خاص باشد و از زندگان است ٭

پس قول او تعالیٰ لا تسمع الموتی الآیۃ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی تو موتی یعنی مردگان را شنوانیدن بگوش او نرسانی ایں قول تصریح کردہ میشود بقول او تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور الآیۃ در سورۂ فاطر رکوع سوم یعنی تو شنوانندہ بگوش رسانندہ نیست ہر کسی را کہ در گورہا ہستند یعنی جسد مردہ ہستند و مراد بآو کفار اند حالانکہ آنہا زندگان اند و می شنوند۔ پس ایں قول تاویل کردہ شود بمعنی مجازی آنکہ برو نظم قرآن مجید دلالت میکند کہ ایں بطور تشبیہ و استعارہ واقع شدہ است بسبب اہمال تعمیم از راہ خصوصیت نمودن در وجہ مقصود کہ آں انتفاع بالاسماع است

بیان آنکہ استعانت و ندا و وجود قدرت و سمع برا حیا مخصوص نیست و موتی را منع نباید و ہر دو ایں خواہ از عباد باشند ثابت

بیان تفسیر آیہ لا تسمع الموتی الآیہ و آیہ وما انت بمسمع من فی القبور الآیہ کہ درینجا مردہ از موتی و من فی القبور کافران مراد اند۔ و از اسماع معنی مجاز انتفاع بالاسماع در وجہ مقصود و بیان بعث مراد از تخصیصا کہ در تعمیم اہمال معنی موضوع است بدلائل نص قرآنی ٭

لمن یؤمن علی البعث م لا لغیرہما ش ای لا فی وجہ مقصود اسماع من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع م لاہمالہ کقولہ تعالیٰ صم بکم عمی فہم لا یعقلون ہ وہم یسمعون ویتکلمون ویبصرون ویعقلون وقولہ تعالیٰ وما انت بہادی العمی عن ضلالتہم ہ والاعمی یکون مہتدی کقولہ تعالیٰ عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایۃ فکیف علیٰ ظاہر اللغۃ ش ای معنی موضوع م فالحاصل ان الاسماع خاص بعثا علی مقصود ش الذی متعلق ببعث النبی عم م فماول بمعنی مجاز ای انفاع باجابۃ الحق لمن یؤمن بالاسماع۔

ترجمہ برائے کسیکہ ایمان بر بعث آرد یعنی مقصود ازیں قول کہ بسبب اہمال تعمیم بطور تشبیہ و استعارہ آمدہ آنست کہ کسیکہ ایمان بر بعث نبی علیہ السلام می آرد بگوش او در افگندہ بالخصوص او را بہرہ مند گردانیدن است + نہ ایں قول از راہ تعمیم بمعنی موضوع واقع شدہ است ادیں رو کہ ہر شنانندہ ہر شنوندہ را شنانیدن مقصود است ازانکہ دریں صورت اہمال تعمیم است کہ کلام بہ تعمیم مہمل میشود بلکہ نظم ایں آیت بطور تشبیہ و استعارہ بہ بیان آوردن ہمچو قول او تعالیٰ است در سورہ بقرہ رکوع دوم صم بکم عمی فہم لا یعقلون ہ یعنی کر و ناشنوا و گنگ و نابینا ہستند پس ایشاں نمی فہمند۔ حالانکہ آناں می شنوند و کلام میکنند و می بینند و می فہمند + ہمچو قول او تعالیٰ در سورہ نمل رکوع ششم وما انت بہادی العمی عن ضلالتہم یعنی و تو راہ نمانیست نابینایان را از گمرہی شاں۔ حالانکہ اعمی یعنی نابینا مہتدی ای راہ یافتہ می شود بنا بر فرمودن او تعالیٰ در سورہ عبس پارہ عم عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایہ یعنی ترشروئی کرد و روگردانید بانیکہ آمد پیش او نابینا و نہ در رسید ترا باشد کہ او تزکیہ و تہذیب یا بد یا بپذیرد پس ایں پند او را نفع دہد + پس چگونہ معنی ایں بر ظاہر لغت یعنی بر معنی موضوع محمول شوند۔ پس حاصل اینکہ اسماع یعنی شنانیدن دریں آیۂ مذکورہ خاص برائے بعث است بر بنائے مقصودی کہ متعلق بہ بعث نبی علیہ السلام است ۔ پس ماول است بمعنی مجاز یعنی نفع دادن و بہرہ مند گردانیدن باجابت و قبولیت حق برائے کسیکہ ایمان آرد کہ ایں انفاع با سماع ہست یعنی شنانیدن

علیٰ ما ذکر السبب مقام المسبب صحۃ للنفی والبعث
بثبوتٍ متقدمٍ ش فلیس عامًا بلا خصوص بعث النبیؑ
عم علیٰ مقصودٍ الذی یتعلق ببعث النبیؑ عم بمعنی موضوع
اذ ہو غیر مقصودٍ ہنا والنفی مخالفٌ لثابتٍ ای اسماع
الموتیٰ بمعنی موضوعٍ و لبداہۃ المقصود وہمل البعث
م و موتیٰ ومن فی القبور ہو جسدٌ متعطلٌ خصوص
العمل ہنا ش اذ الموت علیٰ مقصدٍ تعطیلٍ
من اٰثار الدنیا فالتعطل خاصٌ عملاً ہنا م فیراد بہا
الکفارُ استعارۃً علی المبالغۃ فی وجہ التشبیہ
بمعنی مجازٍ لبطلان معنی موضوعٍ ش لموتی اذ
اسماع الموتیٰ بمعنی موضوعٍ ثابت م فاصرح بصریحٍ اٰخر

ترجمہ بربنائی آنکہ سبب بجائی مسبّب ذکر کردہ شد۔ وتاویلش بنا بر صحت است برائی نفی وبعث
بہ ثبوتِ متقدم۔ زیراکہ اگر بعث ثبوت متقدم نباشد پس نفی ازچہ شود وصحتش بغیر ثبوتش نباید پس
ایں اسماع عام ہست بلا خصوصیتِ بعث نبی علیہ السلام بربنائی مقصودی کہ آں بہ بعث نبی
علیہ السلام متعلق می شود از انکہ او یعنی اسماع عام اینجا غیر مقصود است۔ وایں نفی مخالف
است ثابت را یعنی اسماع موتیٰ را کہ بمعنی موضوع است وآں کفار بودند احیاء کہ می شنیدند۔ ومخالف
است برائی بداہتِ مقصود کہ بعث ہست از انکہ بعث نبی عم برائی اسماع حق ہست واسماع حق متوقف
بر بعث پس نفی ایں اسماع مخالف ہست بداہت بعث را کہ مقصود است۔ وہم مہمل بعث است از انکہ
بعث اہمال جمد اسماع ہست ونفی اسماع اہمال بعث پس بربنائی معنی موضوع نفی اسماع چگونہ راست
آید۔ وموتیٰ وہر کہ در قبور است او جسدی است کہ خصوصِ عمل را اینجا متعطّل است یعنی دریں عالم
برزخ عمل برائی او مخصوص نیست از انکہ موت بر مقصد مرادِ تعطیل است یعنی خالی گذاشتن جسد است
از آثار دنیا پس دریں جا تعطّل از روی عمل خاص شدہ۔ پس از موتیٰ کفار مراد شود بطور استعارہ بربنائی
مبالغہ در وجہ تشبیہ بمعنی مجاز برائی بطلان معنی موضوع کہ برائی موتیٰ است از انکہ اسماعِ موتیٰ بمعنی موضوع
ثابت ہست ودریں معنی تصریح میکنم بصریح دیگر ✤

قال سبحانه فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ اعلم ان الاسماعَ بمعنى موضوع عامٌ من كل مسمِع لكل مستمِع بمعنى موضوع ولا يختص بالمقصود الذى يتعلق ببعث النبى عم فما يختص **ش** بالمقصود الذى يتعلق ببعث النبى عم كما قال سبحانه إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ م ماوّلٌ بمعنى مجازٍ هو انفاعٌ باجابة الحق لمن يؤمن **ش** اى مَن هو اهلٌ باجابة ايمانٍ بالحق م يالاسماع على ما ذُكِر السببُ مقامَ المسبّبِ

ترجمہ فرمود سبحانہ در سورۂ روم رکوع پنجم فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنی پس ہر آئنہ تو مردہ را نمی تواں شنانید و نہ کر را تواں شنانید خواندن و دعوت خود را بآواز یا باشارت ہرگاہ کہ اوشاں پشت دادہ باز گردیدند۔ و نہ تو تابینا۔ راہ نمائی از گمری شاں۔ نہ تواں شنانید تو مگر کسے را کہ بآیات ما ایمان می آرد پس ہماناں مسلمان اند۔

بدانکہ اسماع بمعنی موضوع یعنی شنانیدن و در گوش انداختن عام است از ہر مسمع یعنی شنانندہ و در گوش رسانندہ برائی ہر مستمع بمعنی موضوع یعنی ہر گوش دارندہ۔ و آیں اسماع بمعنی موضوع مختص نشود بمقصودے کہ آں تعلق می دارد بہ بعث نبی علیہ السلام۔ [illegible] مختص نشود مقصودی کہ تعلق بہ بعث نبی عم دارد چنانچہ گفت سبحانہ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنی تو نتواں شنانید مگر کسی [illegible] اسلام آرندگان۔ پس بمعنی مختص ماوّل است بمعنی مجازی [illegible] و انفاع است [illegible] باسماع یعنی کسیکہ او اہل است بقبولیت ایمان بحق۔ [illegible] انفاع [illegible] گردانید [illegible]

فالانتفاع قد یکون بالاسماع و قد یکون بالذی یُفید ہ ش
ای الانتفاع م فیشتمل معنًا بالاسماع علیٰ غلبۃِ المحاورۃِ
بالاسماع فسوف تعرف بحجۃٍ قاطعۃٍ واِنّ الموت قد یکون
بمعنی مجازٍ ای تعطّلٌ اذ الموت یعطّل کما قال سبحانہ
کیف یُحیِ الارضَ بعد موتہا ط ای تعطّلہا عن الانبات
فیہا فالموتیٰ متعطّلون عن اجابۃِ الحقّ لما فات عنہم
وقتُ اجابۃِ الحق فلا یفیدُہم الاسماع والذی یفید الاجابۃ
فعلیٰ ہذا مفعولٌ ثانٍ لِلاسماع متوسّعٌ بحذفہ فالموتیٰ
بمعنی مجازٍ ہم الکفّارُ استعارۃً فی وجہِ تعطلہم التامّ
عن اجابۃِ الحق والصّمُّ بمعنی مجازٍ ای متعطّلین عن استماع
ش ای استجابۃِ م الحق والدعاء دعاءُ الرسولِ صلعم الی
الحق حقیقتًا او مجازًا ای ما یفہم بہ الدعوۃ کالاشارت ولکن
الصّمَّ یُفید ہم الاشارت فلذا قال اِذا ولّوا مدبرین ٭

ترجمہ پس انتفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن گاہی بہ اسماع میشود و گاہی بآں کہ انتفاع را فائدہ دہد پس معنًا باسماع شامل شود بر بنائی غلبۂ وکثرت محاورہ باسماع وعنقریب در حجت قاطعہ مذکور شود خواہی شناخت۔ وہر آئینہ موت گاہی بمعنی مجاز شود یعنی تعطّل از انکہ موت معطّل میکند چنانچہ گفت سبحانہ در سورہ روم رکوع پنجم کیف یحیی الارض بعد موتہا یعنی زمین را چگونہ زندہ میکند بعد موت او یعنی تعطّل او از انبات کہ لازم است یعنی بعد معطّل شدن او از رویدگی درو۔ پس موتیٰ آنند کہ از اجابت حق متعطّل اند یعنی خالی گذاشتہ شوندہ اند از انکہ انچہ وقت اجابت حق بود از انہا فوت شد پس آنہارا اسماع و آنکہ فائدہ اجابت دہد مفید نخواہد شد پس بر بنائی این اجابت مفعول ثانی است برائے اسماع یعنی از لاتسمع کہ بحذف خود متوسع است پس موتیٰ بمعنے مجاز ہمان کفار اند بطور استعارہ در وجہ تعطّل تام شان از اجابت حق٭ وصمّ یعنی کرہم بمعنی مجاز ہستند یعنی متعطّلین از استماع حق یعنی از استجابۃ حق کہ خواست پذیرائی حق است۔ ودعاء خواندن رسول صلی اللہ علیہ وسلم است سوئے حق از روئے حقیقت یا از روئی مجاز یعنی انچہ باو خواندن مفہوم شود چون اشارت ولیکن صمّ کاشارت آنہارا فائدہ میدہد پس بنابرین گفت اِذا ولّوا مدبرین یعنی ہرگاہ کہ آنہا پشت دادہ باز گردیدند٭

فالادبار بیان التولیۃ علی نہایتہٖ فاذا لا یفیدھم الاشارۃ فھما بمعنی مجازٍ اے انکار الحق غایۃ الانکار فھم الکفار استعارتًا فی وجہٖ تعطلھم التام عن استماع الحق بالاسماع واستفادۃ الحق بالاشارۃ + واعلم ان لا یتوقف الجزاء المقدم علی الشرط والمؤخر وھما بمعنی موضوع اذ لیس عدم اسماع الصم علی شرط التولیۃ والادبار بمعنی موضوع فالشرط بمعنی مجاز یشیر الی التعطل التام بما لا یستفیدون بالاشارت فی حالۃ الادبار یلزم ان الجزاء بمعنی مجاز استقامۃ المعنی ش ای لاستقامۃ للمعنی ص والھادی والعمی بمعنی مجاز ای ھادی الی الحق للعمی ای متعطلین عن اھتدائھم علی صراط مستقیم الحق

ترجمہ پس این ادبار یعنی پشت دادن بیان تولیت است بمعنی روگردانیدن بر بنائی نہایت او یعنی انتہائی روگردانی پشت دادن است کہ دریں ہنگام اشارت بایشاں ہم سود ندہد حالانکہ ہر دو ادبار و تولیت بمعنی مجاز اند یعنی انکار حق غایت انکار پس از روئی استعارہ ہماں کفار اند بوجہ تعطل تام شاں از استماع حق باسماع یعنی از گوش داشتن حق بیکار محض شدہ کہ دعوت رسول بگوش شاں انداختن بوجہ تعطل تام شاں باجابت سود نمی بیند وہم استفادہ حق باشارت یعنی باشارت ہم بوجہ تعطل تام خود از دعوت حق فائدۂ اجابت حاصل نمی توانند + وبداں اینکہ جزاء مقدم بر شرط مؤخر اینجا متوقف نمیشود وقتیکہ ہر دو شرط وجزا بمعنی موضوع باشند زیراکہ عدم اسماع صم بر شرط تولیت و ادبار کہ ہر دو بمعنی موضوع آیند نیست یعنی تولیت وادبار ہر دو چوں بمعنی موضوع آیند عدم اسماع صم دریصورت بر شرط ہر دو نیاید ازانکہ ایشاں خود بہ کری چوں نمی شنوند در تواں شنا نیدن شاں شرط تولیت و ادبار نہادن یعنی قید پشت دادہ روگردانیدن چہ نفع دہد۔ پس جزائی مقدم عدم اسماع صم بر شرط مؤخر تولیت وادبار چگونہ متوقف گردد۔ پس ایں شرط بمعنی مجاز سوئی تعطل تام اشارت میکند بسبب آنکہ آنہا در حالت ادبار باشارت مستفید نتوانند یعنی فائدہ نمی برد رند وازیں لازم شود اینکہ برآئینہ جزا بمعنی مجاز است بنا بر استقامت برائی معنی۔ وہادی وعمی ہم بمعنی مجاز است یعنی ہدایت کنندہ سوئی حق برائی نابینایاں کہ متعطل وبیکاراں اند از ہدایت یابی خود شاں بر صراط مستقیم حق +

والاعمى الضالُ لا يهتدى على صراطٍ مستقيمٍ بالاسماع والاشارت والضلالةُ ضدُّ الاهتداءِ فهم الكُفّارُ استعارتًا فى وجهِ تعطّلهمِ التامّ عن اهتدائهم على الحقّ بالاسماع والاشارةِ فاختلافُ التشبيهِ على اختلافِ كيفيةِ المشبّهِ والمشبه به فإن تدبّرتَ اصبتَ إنْ شاءَ اللهُ تعالىٰ ش اي الموتى ليَستمعونَ ولا ينفعونَ بالاسماع بخلافِ الصُّمّ لا يستمعونَ فلا ينفعونَ بالاسماع ولكنْ يُمكِن انْ ينفعُوا بالاشارةِ فاشدُّونَ من الموتى فى وجهِ عدمِ الانفاع بخلاف العُميِ لا ينفعونَ بالاسماع والاشارةِ فاشدُّونَ من الصُّمّ فى وجهِ عدمِ الانفاع مــ

ترجمہ و الاعمی گمراہ بر صراطِ مستقیم باسماع و اشارت راہ نمی یابد و ضلالت ضد اہتدا است پس آنہا کفار اند بطور استعارہ در وجہ تعطل تام شاں از اہتداءِ خودشان بر حق باسماع و اشارت یعنی آنہا ہماں کفار اند کہ از منہ موئی خود بر حق باسماع و اشارت چوں بالکلیہ بیکار و متعطل محض شدند در وجہ تعطل تام خود بطور استعارہ بموتی و صم و عمی نام نہادہ شدند۔ پس اختلاف تشبیہ بر اختلاف کیفیت مشبہ و مشبہ بہ است که اگر فکر کنی برہی اگر خواست خدا تعالےٰ۔ یعنی حاصل اختلاف آنکہ موتی البتہ نمی شنوند باسماع نفع نمیگیرند بخلاف صم کہ آنہا نہ گوش دارند و نہ از اسماع نفع گیرند لیکن امکان دارد کہ از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتی در وجہ عدم اسماع سخت تر اند بخلاف عمی کہ آنہا باسماع و اشارت ہر دو نفع نمیگیرند پس از صم در وجہ عدم انفاع سخت تر اند۔ پس حاصل معنی آیت کریمہ مذکورہ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ الآیہ بہمانا سعی مختصر مجاز بطور استعارہ از روی تحقیق بالتعلق نسبت بمعنی موضوع ہمچنیں بر آمدند میفر باید او تعالی کہ اے رسول من پس ہر آئینہ تو نتوان شنانید بہرہ مندی دعوت حق کفار مردہ دلاں را کہ گویا موتی اند و نہ تو بہرہ مند گردانی بشنانیدن بخواندن سوئے حق بآواز یا باشارہ آں منکران سخت را کہ گویا کر ہستند از پذیرائی و استجابت حق ہر گاہ کہ انکار حق را بغایت انکار رسانید کہ گویا پشت دادہ روگردانیدند۔ و نہ تو آں گمراہاں را براہ راست حق رہنما ہستی کہ از گمرہی خود بیکار محض و متعطل تام شدہ گویا نابینا آمدہ اند پس خواندن خود را کہ دعوت سوئے حق ہست بآواز یا باشارہ تو ہمی تواں شنانید و بہرہ نفع بداں دعوت نرسانی و رہ راست حق و انمائی کہ مبعوث نشدہ گوندہ و شنانیدہ مگر کسی کہ ایماں آرد بآیات ما یعنی اہلیت قبولیت ایمان بحق دارد پس ہماں راہند اسلام آرندگان یعنی مسلماناں اند

بیان اختلاف کیفیت تشبیہ موتی و صم و عمی بنا بر اختلاف مشبہ و مشبہ بہ و بیان تو فیق و فرق فیما بینہم

اصل ترجمہ آیۃ بمعنی مجازی بطور استعارہ

۲۰
الحجۃ القاطعۃ
فی سماعۃ الموتی

الحجۃ القاطعۃ

اعلم ان نفی اسماع الذی مذکور فی الایۃ الشریفۃ ان تسمع
الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون ۵ الایۃ لا یمکن ان یکون
بمعنی موضوع اذ الذی عام من کل مسمع لکل مستمع الذی
بمعنے موضوع ولا یختص لمن یؤمن بل ھو شامل العموم
فلا یصح النفی بعدم ثبوت متقدم ولا یصح الاستثناء لاثبات
من منفی ونفی من عموم ولا یصح البعث فلا یصح العموم
خصوص الذی فی نظم لاحق ش ای الا من یؤمن
بایتنا م یلزم ان نفی اسماع بمعنی مجازی الذی خاص

ترجمہ الحجۃ القاطعۃ یعنی ایں حجت قاطعہ است کہ دلائل مخالفین قطع میکند و می
برد وازیں طور کہ فیصلہ کلی از و حاصل شود - بداں کہ نفی اسماع کہ دریں آیت شریف اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُسْلِمُوْنَ الایۃ مذکور است ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد از آنکہ معنی موضوع عام است از
ہر شنانندہ برائی ہر گوش دارندہ آنکہ ہر دو بمعنی موضوع باشد - و ایں معنی موضوع برائی کسیکہ ایمان می آرد خاص
نمی شود بلکہ او عام را شامل است - پس ایں نفی بسبب عدم ثبوت متقدم درست نیاید - و نہ ایں استثناء
بنا بر اثبات از منفی و نفی از عموم راست شود - و نہ ایں بعث کہ با سماع حق است صحت پذیرد -
پس عموم درست نباشد - از آنکہ نفی را ثبوت متقدم باید کہ از و نفی کردہ آید و در صورت نفی اسماع
عام از ہر مسمع و مستمع ثبوت متقدم ثابت نہ شود کہ از و ایں نفی کردہ شود پس ایں نفی چگونہ
درست آید - و استثناء مفید حصر و تحقق است کہ در موجود باشد نہ در معدوم و موجود ثابت است
پس استثناء حصر و تحقیق کند برائی آنچہ کہ در و از اثبات است نہ از نفی و ایں نفی از عموم است پس
اثبات و تحقق او از و چگونہ شود و استثناء چگونہ راست آید - و بعث برائی اسماع حق است و اسماع
بر و متوقف و در نفی عام او اہمال بعث پس چگونہ صحت پذیرد حالانکہ بعث برائی ایمان آرندگان ظاہر لہذا نفی عموم
مخالف ہدایت و ظاہر سن بمقابلہ ہدایت مقصود ایں عموم نفی اسماع بمعنی موضوع درست نباشد - و خصوصیکہ آں در نظم لاحق
است یعنی اِلَّا مَنْ یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا لازم میکند کہ ہر آئنہ نفی اسماع بمعنی مجازی است چنانکہ خاص است برائی کسیکہ ایمان می آرد

بیان آنکہ نفی اسماع عام از
آیہ کریمہ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا
مَنْ یُؤْمِنُ الخ ممکن نیست
کہ بمعنی موضوع باشد

لمن يؤمن استقامة المعنى هو انتفاعٌ باجابة الحق لمن يؤمن
ش اى من هو اهلٌ باجابة ايمانٍ بالحق م بالاسماع
و بالذى يفيده فهم مسلمون على التاثير والتاثر فحينئذٍ
يصح ش بالخصوص م ما لا يصح ش بالعموم اى
النفى والاستثناء والبعث م ومفعول لا تسمع متوسّع فيه بحذف
وهو الموتى والصمّ والعمى وهم الكفار على خصوص المحل من
نظمٍ سابقٍ بمعنى مجاز فحاصل الكلام الشريف انّ ما
بُعثت مسمعًا وهاديًا الّا لمن يؤمن اى من هو اهلٌ باجابة
ايمانٍ بالحق فقوله لا تسمع الموتى وما انت بمسمع من فى
القبور ولا تسمع الصمّ وما انت بهادى العمى كقوله تعالى
لست عليهم بمصيطرٍ وما انت عليهم بوكيل والله تعالى اعلم بالصواب
وانه صلى الله تعالى عليه وسلم محى الموتى ومسمع الصمّ ومبصر
العمى ولو بمعنى موضوعٍ او مجازٍ باعجازه صلعم فكيف النفى

ترجمہ واین اختیار معنی مجاز بنا بر استقامت معنی است واو انتفاع است باجابت حق برای کسیکہ ایمان آرد یعنی کسیکہ او اہل است باجابت ایمان بحق باسماع و بآن کہ او را مفید باشد پس ہمانان اسلام آرندگان بر بنائی تاثیر و تاثر یعنی اثر کردن واثر گرفتن از قول و فعل مسمع بحق ـ پس درینحالت بخصوص درست آید انچہ بعموم راست نشود یعنی نفی واستثنا ، ولعث ـ ومفعول لَا تُسْمِعُ بحذف خود متوسع است و آن موتی وصمّ وعمی است وآنہا کفار اند بر بنائی خصوص محل از نظم سابق بمعنی مجاز ـ پس حاصل کلام شریف آنکہ بتحقیق مَا بُعِثْتَ مُسْمِعًا وَهَادِيًا اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ اى من هو اهلٌ باجابة ايمانٍ بالحق یعنی تو برانگیختہ نشدہ شنوانندہ ورہنما مگر کسی را کہ ایمان آرد یعنی کسیکہ او اہل باشد بقبولیت ایمان بحق ـ پس قول او تعالیٰ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ـ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ـ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ ـ وَمَا اَنْتَ بِهَادِى الْعُمْىِ ہمچو قول او ہست تعالیٰ کہ در سورہ غاشیہ رکوع اول پارہ عمّ است لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی بر آن مصیطر یعنی داروغہ و برگماشتہ نیستی ـ وہمچو در سورہ انعام رکوع سیزدہم وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ یعنی و نیست تو بر آن وکیل ـ والله تعالیٰ اعلم بالصواب ـ حالانکہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم البتہ موتی را زندہ کنندہ است ـ وکر را شنوانندہ ـ ونابینا را بینا کنندہ اگرچہ بمعنی موضوع یا مجاز باعجاز خود صلعم پس چگونہ باشد نفی این ہا

بیان آنکہ اسماع بمعنی انتفاع باجابة حق کسی است کہ اہل است

بیان حاصل معنی آیت ان تسمع الا من یؤمن

بیان آنکہ او صلعم زندہ کنندہ [illegible]

اَعلم اَنّ کلامَ البعض فی نفیِ السمعِ والاِسماعِ لِموتی بمعنی موضوعٍ باستدلالِ الآیۃِ الکریمۃِ وللموتی حالۃٌ معروفۃٌ فی السمعِ والاسماعِ وتعلّقُ الروحِ بالجسدِ بکیفیۃٍ اُخریٰ عن اُولیٰ کیفَ یشاء اللہ تعالیٰ فلمّا لم یثبتِ النفیُ فی الوجہِ المخصوصِ **ش** ای فی السمعِ والاسماعِ لموتی بمعنیً موضوعٍ لوجودِ حالۃٍ معروفۃٍ لموتی وعدمِ دلالۃِ الآیۃِ الکریمۃِ علیہِ **م** بقی الثبوتُ العامُّ **ش** فی السمعِ والاسماعِ ولوحیٍّ ومیتٍ بمعنی موضوعٍ **م** علیٰ حالہ وما ذُکر **ش** فی النصِّ **م** نفیُ اِسماعِ مِن مُسمِعٍ بمعنی مجازٍ الذی قد ثبت لا اسماعَ بمعنے موضوعٍ الذی قد ثبتَ فکیفَ نفیُ سمعٍ من سامعٍ وتعذّرُ اسماعِ **ش** مُسمِعٍ **م** لایلزم تعذرَ سمعِ **ش** سامعٍ **م**

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ کلامِ بعض در نفیِ سمع و اسماع برائی موتی بمعنی موضوع باستدلال ایں آیتِ کریمہ است حالانکہ برائی موتی در سمع و اسماع حالتِ معروف ہست ہمچنانکہ در احادیث آمدہ ست و تعلقِ روح بجسد برائی موتی بکیفیتِ دیگر است از اُولیٰ کہ ہمچنان ہست کہ خدا تعالیٰ میخواہد۔ و ہرگاہ کہ ثابت نشد ایں نفی دریں وجہ مخصوص یعنی در سمع و اسماع برائی موتی بمعنی موضوع بنا بر بودن حالتِ معروفہ برائی موتی و بنا بر نبودنِ دلالتِ آیتِ کریمہ بریں نفی کہ وجوہش ذکر کردہ آمد۔ باقی ماند آں ثبوت کہ عام است در سمع و اسماع اگرچہ ہست برائی زندہ و مردہ بمعنی موضوع بر حالِ خود۔ و آنچہ در نص ذکر کردہ شد نفیِ اِسماع است از مسمع بمعنی مجاز آں کہ بتحقیق ثابت آمدہ از نص بتخصیص اِلّا مَنْ یُّؤْمِنُ۔ نہ نفیِ اِسماع است بمعنی موضوع از نص کہ آں ہم بتحقیق ثابت شدہ است بنص بنفیِ خاص از عموم ثابت بمعنی موضوع ورنہ نفی از کجا آمد بدون ثبوتِ متقدم۔ پس چگونہ است نفیِ سمع از سامع یعنی نفیِ شنیدن از شنوا بنص۔ و تعذرِ اسماعِ مُسمع لازم نمی آرد تعذرِ سمعِ سامع یعنی معذوری شنانیدن شنانندہ شنیدنِ شنوا را معذوری لازم نمیکند ❁

وَاِنْ قِيْلَ يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ ش اى بعض وقتٍ م لعدم العصمة والحفظ يحتمل سلبه فلا دليل على نفي الاعانة والسماعة و سلب الحفظ فى الوقت ش اى وقت الاستعانة والنداء م وهذا الاحتمال الى النهاية يلزم نفيهما ش الضمير الى الاعانة والسماعة وهما من الكرامة او الى الحفظ والكرامة م فى كل وقتٍ و هذا خلاف الثابت والجزء ش اى ادعاء ان يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ م من الكلّ ش اى هذا الاحتمال الى النهاية يلزم نفيهما فى كل وقتٍ م وان قيل يمكن ان يعينوا ويسمعوا فى وقتٍ بوجود الحفظ والحفظ يحتمل ثبوته لتقدمه من السلب فالثبوت اقوى ش لان الثبوت مقدم على السلب وفى الجواز جانب اول قوى لوجوده وهو الثبوت م فدليل امكان الاعانة والسماعة موجود فى الوقت

مطلب وان قيل يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ

ترجمہ ۔ و اگر گفتہ شود اینکہ مدد نہ کردن و نشنیدنِ شاں در وقتی چند از اوقات ممکن باشد بسبب عصمت نبودن در اولیاء ۔ و حفظ کہ احتمال دار و سلب خود را ۔ پس نیست دلیلی بر نفي اعانت و سماعت و بر سلبِ حفظ در بنوقت یعنی وقت استغاثت و ندا ۔ و ایں احتمال تا نہایت و انتہا نفی ہر دو را در ہر وقت لازم آرد یعنی نفی اعانت و سماعت در ہر وقت کند حالانکہ ایں ہر دو از کرامت اند پس کرامت کجا ماند یا ایں احتمال نفی حفظ و کرامت کند کہ مراد از ہر دو یا ایں ہر دو باشند ۔ و ایں امر خلاف ثابت ہست و جزء ہست از کل یعنی دعوی کردنِ امکان نشنیدن و مدد نکردن در وقتی چند ایں جزء ہست از کل یعنی از ایں احتمال تا نہایت کہ نفی ہر دو لازم آرد در ہر وقت ۔ و اگر گفتہ شود کہ مدد کردن و شنیدن در وقتی بوجود حفظ یعنی در وقت یافتہ شدن حفظ ممکن باشد در ہر وقت حالانکہ حفظ محتمل ثبوت خود باشد بسبب تقدم او از سلب پس ایں ثبوت قوی تر است از انکہ ہر آئینہ ثبوت مقدم ہست بر سلب ۔ و در جواز جانبِ اول قوی ہست بسبب وجود او و آں ثبوت ہست پس دلیل امکان اعانت و سماعت در بنوقت

بحث آنکہ اگر گفتہ شود کہ مدد نکردن و نشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمت او با احتمال سلب حفظ با تفصیل جوابش ۔

بحث آنکہ اگر گفتہ شود یاری کردن و شنیدن در وقتی ممکن است باحتمال حفظ مع جواز ثبوت حفظ بعقل و نقل تفصیلاً ۔ الخ

ش ای وقت الاستعانۃِ والنداءِ **م** وھذا الاحتمالُ الی النّھایۃِ یلزم ثبوتھما **ش** الضمیر الی الاعانۃِ والسماعۃِ وھما من الکرامۃِ او الی الحفظِ والکرامۃ **م** فی کلِّ وقتٍ وھذا ھو الثابت والجزءُ **ش** ای دعوٰی اَن یمکنَ اَن یعینوا ویسمعوا فی وقتٍ **م** منَ الکلِ **ش** اے من ھذا الاحتمالِ الی النّھایۃِ یلزم ثبوتھما فی کُلِّ وقتٍ **م** فالقولُ علیٰ قولہ سبحانہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاۗءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَیُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۝ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ الآیہ فکیف یحتمل سلبُ الحفظ وفی زادِ اللّبیبِ وخزانۃِ الجلالی قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا تحیّرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور الحدیث

ترجمہ یعنی وقتِ استعانت وندا موجود است ۔ وایں احتمال تا غایت وانتہا ثبوت ہر دو را لازم کند در ہر وقت یعنی ثبوت اعانت وسماعت کہ ہر دو از کرامت اند یا ثبوتِ حفظ وکرامت ۔ وایں ہمو ثابت ہست وجزء است از کل یعنی دعوٰی امکان اعانت وسماعت در وقتی ۔ ایں جزء است از کل یعنی ازیں احتمال کہ تا نہایت لازم کند ثبوتِ ہر دو در ہر وقت ۔ پس ایں قول بر بنائے قول او سبحانہ است در سورہ یونس رکوع ہفتم اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاۗءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیائے خدا اند کہ بر آناں نہ خوف است ونہ ایشاں اندوہگین شوند ہماناں برگزیدند ومی ترسیدہ بودند ۔ ایشاں را مژدہ است در زندگی دنیا ودر آخرت ۔ کلمات خدا را تبدیلے نیست ۔ ایں ہمو فوزِ عظیم یعنی رستگی بزرگ است ۔ وانیکہ در سورہ ابراھیم رکوع چہارم است وَیُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۝ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ یعنی ثابت وبرجا دارد خدائے بزرگ آناں را کہ ایمان بقول ثابت آوردند در حیات دنیا ودر آخرت ۔ وبہر آئینہ خدای برتر خلاف نمیکند میعاد را یعنی وعدہ کردہ را الخ ۔ پس چگونہ اکنوں محتمل باشد سلب حفظ ۔ ودر زاد اللبیب وخزانۃ جلالی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ در امور حیران وسرگشتہ شوید شما پس از اہل گور ہا مدد خواہید تا آخر حدیث ۔

ش قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی کل من یستمد فی حیاته یستمد بعد وفاته انتهٰی وفی المختصر الطیبی واما الاستمداد باھل القبور فقد انکرہ بعض الفقہاء فان کان الانکار بانه لا سماع لھم ولا علم لھم ولا شعور بالزائر واحواله فقد یثبت بطلانه وان کان بانه لا قدرۃ لھم ولا تصرف لھم فی ذٰلك الموطن حتی یمدوا بل ھم محبوسون عن ذٰلك ومشغولون بما عرض لانفسھم من المحنة فلیس ذٰلك کلیاً خصوصاً فی شان المتقین الذین ھم اولیاء اللّٰه فیمکن ان یحصل لارواحھم عند الرب من القرب فی البرزخ والمنزلة والقدرۃ علی الشفاعة والدعاء وطلب الحاجت لزائرھم المتوسلین بھم کما یحصل یوم القیٰمة انتهٰی م فیا ایھا الغافلون الا تنتبھون علی الحق واعلم ان الاعجاز والکرامة محیطان من بدایة الی نهایة ففی الحادث الخارج خارجاً ش ای محیطان فی الوجود الحادث الخارج من الذھن خارجاً م وفی الحادث الذی ذھناً ش ای ومحیطان فی الوجود الحادث الذھنی ذھناً م علی مرکزیتھما اصلاً

ترجمہ کہ گفت حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ ہر آنکہ در حیاتِ خود مدد خواستہ شود بعد وفاتِ خود مدد خواستہ شود - تا آخر شد - و در مختصر طیبی ہست - ولیکن یاری خواستن باہل گورہا پس تحقیق انکار کردہ اند او را بعض فقہا - پس اگر ایں انکار بآں ہست کہ برائی اہل قبور سماع نیست و نہ علم است برائی شاں و نہ شعور است بزائر و احوال او پس تحقیق ثابت میشود بطلانِ او - و اگر ایں انکار بآں ہست کہ برائی شاں قدرت نیست و نہ تصرف ہست شاں را دریں موطن کہ مسکنِ شاں ہست تا آنکہ یاری دہند بلکہ ایشاں محبوس اند و بازداشتہ شدند ازیں و مشغول اند بانچہ کہ پیش کردہ شد برائی نفسہائے شاں از محنت - پس ایں از روئی کلی نیست خصوصاً در شان پرہیزگاراں کہ آں ہمانند اولیائے خدا کہ در آیات کریمہ مسطورہ بالا ذکر کردہ آمدند - پس ممکن است اینکہ حاصل باشد ارواح شاں را نزد رب از قرب و نزدیکی در برزخ - و منزلت و قدرت بر شفاعت - و دعاء و طلب حاجت برائے زائرِ شاں کہ توسل کنندگاں و وسیلہ گیرندگاں اند بایشاں چنانچہ حاصل خواہد شد روز قیامت انتہی - یعنی تمام شد قول منا مختصر طیبی - پس اے غفلت کنندگاں آیا بیدار و ہشیار نمی شوید بریں حق و بدانکہ ہر آئینہ اعجاز و کرامت ہر دو از ابتدا تا انتہا محیط و فراگیرندہ اند پس محیط اند در وجودِ حادث کہ خارج از ذہن ہست از روئے خارج - و محیط اند در وجودِ حادث آنکہ ذہنی است از روئے ذہن بربنائے مرکز بودن ہر دو - بطور اصل

مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ

بیان ثبوت استعانت بعلم و شعور و قدرت و تصرف برائی اہل قبور خصوصاً از اولیاء اللہ از مختصر طیبی

محیط اند در وجود حادث خارجی و ذہنی ماتحت مرکز خود

قدیم قدیماً اند مکہ اثر افعال قدیمہ الٰہیہ اند باثریت خود بربنائے دال اند

ش ای المرکزیۃ لیست بتبع فللانبیاء عم مر و ذاتًا ش ای المرکزیۃ لیست بعرض فللانبیاء عم مر و عرضًا وتبعًا ش ای المرکزیۃ لیست باصل وذات فللاولیاء مر و فی الذھنی القدیم من مصداقٍ متقدم وھو من افعال اللہ تعالیٰ قدیمًا ید لان علیھا باثریتھما منھا فی العالم کما نبّہ اللہ تعالیٰ فی سورۃ ابراھیم اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ۣ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ قف ۙ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ۝

ترجمہ یعنی ایں مرکزیت بطور اصل است کہ نیست بتبع و از روئے ذات ہست نہ بعرض پس ایں مرکزیت اصلی و ذاتی برائی انبیا علیہم السلام ہست۔ و مرکزیت بطور عرض و تبع کہ اصلی و ذاتی نیست پس ایں برائے اولیاء ہست رضی اللہ عنہم۔ یعنی اعجاز و کرامۃ ہر دو بر بنائے مرکزیت خود محیط اند از ابتدا تا انتہا ما تحت مرکز خود ہر وجود حادث خارجی را کہ خارج از ذہن ہست در خارج و ہر وجود حادث ذہنی را در ذہن خواہ با عتبار اصل کہ تبع نباشد و ایں اعتبار اصلیت مرکز بوجہ اولو العزمی و نبوت ہست۔ و خواہ با عتبار ذات کہ عرض نباشد و ایں احاطت مرکزیت بوجہ نبوت بذاتہ ہست بغیر اولو العزمی۔ و خواہ با عتبار عرض و تبع کہ ہیچ اولیٰ اصلی و ذاتی نیست بلکہ بعرض و تبع اوست۔ پس مرکزیت اصلی و ذاتی برائی انبیاء اولو العزم و غیر اولی عزم است۔ و مرکزیت عارضی و تبعی در تحت اصلی و ذاتی بعرض و تبع ہر دو نوع انبیاء برائی اولیاء اللہ است کہ ہر وجود حادث خارجی و ذہنی ما تحت مرکز خود را محیط ہست از ابتدا تا انتہا۔ و در ذہنی قدیم ایں اعجاز و کرامت از مصداقِ متقدم اند کہ او از افعال خدائے تعالیٰ ہست از روئے قدیم کہ دلالت میکنند بریں افعال ہر دو اعجاز و کرامت باثریت خود کہ از اں افعال است دریں عالم۔ یعنی اعجاز و کرامت دریں عالم اثر افعال قدیمہ الٰہیہ آمدہ کہ باثریت خود از انہا بریں افعال قدیمہ او تعالیٰ دلالت می نمایند و بواسطہ مصداق متقدم کہ او ازیں افعال است در ذہنی قدیم اند از روئے قدیم۔ چنانچہ آگہی داد خدای برتر در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ الخ یعنی آیا ندیدی چگونہ خدائے برتر مثلے زدہ است یعنی بیان کردہ ست و آں ہست کہ کلمہ طیبہ ہمچو درختے است طیبہ یعنی پاکیزہ کہ بیخ او ثابت و مضبوط ہست و شاخہائے او در آسمان اند۔ میدہد ثمر خود بحکم پروردگار خود ہر وقت و خدائے برتر برائے آدمیان ایں مثلہا میزند و خواہد زد شاید کہ ایشاں یاد آرند و تامل کنند۔ و مثل کلمہ خبیثہ یعنی سخن گندہ و پلید ہمچو درخت پلید و گندہ است کہ برکندہ شدہ ہست او بالائے زمین کہ نیست او را ہیچ قرار۔ ثابت و مضبوط میدہد خدائے برتر آناں را کہ ایمان آوردند بقول ثابت در حیات دنیا و آخرت۔ و گمراہ میکند خدائے برتر ظلم کنندگاں را۔ و میکند خدائے برتر آنچہ می خواہد ✦

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَبِشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ تشخص مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تعالى صلعم روحًا وَ اِنْ قِيْلَ القُرْاٰنُ المَجِيْدُ وَمُحَمَّدٌ صلعم اَقْرَبُ لِلْاَوَّلِ وَلٰكِنْ لَا يَنْطَبِقُ التَّمْثِيْلُ كَمَا حَقَّهُ لِاَنَّهُ **ش** اي القران المجيد **م** تبيانٌ من عوارضه صلعم فى وجهٍ لا مثلهُ صلعم وفى وجهٍ عكسه **ش** اے محمد صلعم تبيانٌ للقران المجيد مصداقًا من عوارضه صلعم **م** بخلاف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لِاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مثلهُ وصفًا وتعريضٌ له وهو المقصودُ من ضربِ المثلِ فكان مصداقًا لمسلوباتٍ منفيةِ الالوهيةِ انتزاعًا منه صلعم ووجودًا به صلعم ودليلًا على موجوداتٍ منزهةٍ مثبتًا الالوهيةِ مظهرتًا بها **ش** اى بالموجودات المنزهة **م** اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ

ترجمہ آیا ندیدی سوی آناں کہ نعمت واحسان خدا بکفر وناشکری بدل کردند و فرود آوردند قوم خود را بدار ہلاکی یعنی بخانہ و سرائے کہ در آں ہلاکی وخرابی ہست۔ وآں جہنم است۔ در رسند او یعنی نشینند در آں۔ و این جا بیگاہ خراب است۔ بدانکہ ہر آئینہ مراد بکلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہست و بشجرہ طیبہ تشخص روحی حضرت محمد رسول اللہ تعالی صلعم است۔ واگر گفتہ شود کہ قرآن مجید از محمد صلی علیہ وسلم نزدیک تر است برائے اول ولیکن این تمثیل چنانکہ باید منطبق نشود ازانکہ قرآن مجید تبیان وشرح ہست از عوارض او صلعم در وجہے کہ از عوارض شرح آمدہ نہ مثل او صلعم است بتمامہ و در وجہی عکس او ہست یعنی محمد صلعم تبیان وشرح است برائے قرآن مجید از روئے مصداق از عوارض خود صلعم بخلاف لا الہ الا اللہ ازانکہ محمد رسول اللہ از روئے وصف مثل او ہست و تعریض است برائے او و ہمیں مقصود است از بیان مثل پس او صلعم مصداق باشد برائے مسلوبات منفیہ الالوہیت یعنی مسلوباتی کہ از الوہیت نفی کردہ شدند واز و صلعم منتزع آمدند واز روئے وجود باو صلعم اند۔ واو صلعم دلیل باشد بر موجودات منزہہ کہ مثبت الوہیتہ اند واز ادہ مظہریت او صلعم بوجودات منزہہ یعنی آں موجودات کہ منزہ و پاکیزہ آمدہ واز انہا اثبات الوہیتہ شدہ۔ مراد آنکہ او صلعم مصداق و دلیل میشود برائے مسلوبات منفیۃ الالوہیت و بر موجودات منزہہ مثبتہ الالوہیتہ از روئے انتزاع و وجود ازو وباو صلعم۔ واز روئے مظہریت بموجودات منزہہ۔ پس انطباق تمثیل کلمہ طیبہ باو صلعم بنا بر مظہریت موجودات والتزام مسلوبات کلی و تام میشود بخلاف قرآن مجید کہ او فقط شرح وتبیان عوارض او صلعم است و باعتبار مصداق از عوارض خود او صلعم تبیان قرآن مجید واقع شود۔ پس قرآن مجید بہ تمثیل چگونہ انطباق یابد بمسلوبات وموجودات کہ او صلعم انہمہ را مستجمع آمدہ حالانکہ قرآن مجید مقصر بیان عوارض او صلعم است۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی بیخ آں شجرہ پاکیزہ ثابت ومضبوط است۔

بیان آنکہ از شجرہ طیبہ تشخص روحی او صلعم مراد است و در تمثیل قرآن مجید کہ او تبیان عوارض او صلعم است و عکس آں ہست

بیان آنکہ مقصود از مثل مثال وصفی و تعریض است

رٍ فی موجوداتٍ قدیمۃٍ من حیثِ انتزاعِہا التضمنی منہا ففی ترکِ المستقرِ اشارۃٌ الیٰ انّ لا مکانَ لہ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ؕ من حیثِ تمکنہا فی عالمِ الشہودِ اشارۃٌ الیٰ توسعِہا وانّ کلاً من سفلیاتٍ یستفیضون من علویاتٍ وھما فی تضمنہ انتزاعًا منہ صلعم تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا ای اثمارُھا ھی مایترتّبُ من تضمنِہا من اضافاتِہا اختیاریۃً او اضطراریۃً بتوسع مفعولٍ ثانٍ فی نحو کُلَّ حِیْنٍۭ فی الدنیا والاٰخرۃ بِاِذْنِ رَبِّھَا ؕ تعالیٰ کما یشاء فمن الاذنِ جوازُ اختیارٍ مضافٍ ش من اللہ تعالیٰ ای غیر مستقلٍ مر فی الایتاءِ وسلبِہ لتشریفِہا وتعظیمِہا وتوافقُ الاذن مقصودٌ فلا یظہر خلافہ وورد فی الحدیثِ الصحیحِ انّما انا مبلّغٌ واللہُ یھدی وانّما انا قاسمٌ واللہُ یعطی ذکرہ السیوطیُ فی الجامعِ الصغیرِ

ترجمہ در موجوداتِ قدیمہ از حیثیتِ انتزاع تضمنیٔ آں شجر ازاں موجوداتِ قدیمہ۔ و در ترکِ مستقر و قرارگاہِ ایں شجر اشارت است سوئے آنکہ او را مکانے نیست یعنی ایں لامکانی ہست۔ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ؕ یعنی و شاخہائی او در آسمان اند از حیثیتِ تمکن یعنی جائی گرفتن و قائم شدنِ او در عالمِ شہود کہ اشارت ہست سوئے توسعِ او و آنکہ ہر آئینہ از سفلیات اند ہمہ از علویات مستفیض اند و فیض میگیرند۔ و ایں ہر دو در تضمن او بطورِ انتزاع از وے صلعم مستفیض زیں رو اشارت سوئے علویات آمد تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا یعنی میدہد ثمرہائی خود۔ و آں آنچہ مترتب میشود از تضمن شجر از اضافات او بطورِ اختیاری یا اضطراری ہر آنکس را کہ میخواہد۔ بتوسعِ مفعولِ دوم بحذف او و فعل داد کہ متعدی بدو مفعول است۔ کُلَّ حِیْنٍۭ یعنی ہر وقت در دنیا و آخرۃ۔ بِاِذْنِ رَبِّھَا ؕ بحکم پروردگار خود کہ برتر است ہمچنانکہ او میخواہد۔ اینجا اذن مضاف است سوئے رب۔ و ایں اختیار با جازت است از خدا تعالیٰ یعنی غیر مستقل است۔ پس از اذن مقصود جواز اختیار مضاف ہست یعنی اختیاریکہ نسبت دادہ شدہ از خدائی برتر است کہ غیر مستقل است در ایتا و سلب او یعنی دادن و باز گرفتن وے بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک کہ او است صلعم و مقصود توافقِ اذن ہست از آنکہ اذن جواز اختیار را میخواہد کہ از وے تعالیٰ اجازت اختیار است و جواز اختیار دادن و باز گرفتن ہر دو شامل است۔ پس در دادن و باز گرفتن از اذن جواز اختیار مقصود است و ایں بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک ہست کہ او صلعم اند۔ و اذن بنا بر موافقت میباشد نہ در خلاف لہٰذا توافق در و لازمی ہست و ہمیں توافقِ اذن است کہ مقصود است پس اذن پروردگار با اذنِ او صلعم موافق آمد پس خلافش ظاہر نخواہد شد۔ و در حدیثِ صحیح وارد شدہ اِنَّمَآ اَنَا مُبَلِّغٌ الخ یعنی جز ایں نیست کہ من رسانندہ ام و خدا برتر راہ نماید و جز ایں نیست کہ من قسمت بخش کنندہ ام و خدائے کریم بخشش میکند۔ ایں حدیث را سیوطی در جامع صغیر ذکر آوردہ

بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بدون دادن و باز گرفتن پس اذن او صلعم اختیاری و اضطراری [illegible] در زمان برائے ہر موجود ہست و ذکرش بنا بر تشریف و تعظیم او صلعم است

اِعْلَمْ اَنَّ التَّبْلِيْغَ وَالْهِدَايَةَ وَالْقِسْمَتَ وَالْاِعْطَاءَ عَامُّ الْمَفْعُوْلِ بِمَا صَدَرَ عَنِ الْفَاعِلِ وَبِمَا صَدَرَ عَلَيْهِ لِمَرْكَزِيَّتِهٖ صلعم لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ دَلَالَتُ النَّظْمِ

ش قَالَ ابْنُ الْحَجَرِ الْمَكِّيُّ فِيْ شَرْحِهٖ عَلَى الْهَمْزِيَّةِ اِنَّ النَّبِيَّ صلعم هُوَ الْخَلِيْفَةُ الْاَعْظَمُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ جَمِيْعِ شُيُوْنَاتِهٖ لَاسِيَّمَا فِيْ قِسْمَةِ الْاَرْزَاقِ وَالْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ وَالطَّاعَاتِ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ + وَلِاَجْلِ هٰذَا عَدُّوْا مِنْ خَصَائِصِهٖ اَنَّهٗ اُعْطِيَ مَفَاتِيْحَ الْخَزَائِنِ انتہی + وَفِي اللُّؤْلُؤِ الْمُطَهَّمِ بَيْنَ جَوَاهِرِ الْمُنَظَّمِ اَنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِيْ جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ وَاِرَادَتِهٖ يُعْطِيْ مِنْهَا مَنْ يَّشَاءُ وَيَمْنَعُ مِنْهَا مَنْ يَّشَاءُ وَالْعَالِمُ بِالصَّوَابِ هُوَ اللّٰهُ انتہی م وَقَالَ سُبْحَانَهٗ لِسُلَيْمَانَ عم هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ الْاٰيَةَ مُتَوَسِّعَةٌ لِمَعَانٍ +

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ دریں حدیث تبلیغ یعنی رسانیدن وہدایت یعنی راہ نمودن وقسمت یعنی بخش وبہرہ کردن واعطا یعنی بخشایش نمودن از روی دلالت نظم عام المفعول است یعنی ہریک مفعول خود عام ہمی خواہد اینکہ بآنچہ کہ صادر شدہ از فاعل وبآنچہ کہ آں برین صدور یافت بنابر مرکزیت او صلعم برائی ہر موجود یعنی ہرچہ کہ از فاعل حقیقی صادر شد وہرچہ برائی بروی صادر شد ایں ہر دو تبلیغ وہدایت وقسمت واعطا ہریک را عام مفعول است بنابر مرکز بودن او صلعم برائی ہر موجود ـ مراد آنکہ او صلعم رسانندہ وبہرہ بخش وہادی ومعطی است برائی ہر موجود بہرچہ بروی از خدای فاعل صادر شد وبہرچہ بروی برآں صدور یافت بنابر مرکزیت او صلعم کہ برائی ہر موجود است ـ گفت ابن حجر مکی در شرح خود کہ بر ہمزیہ است کہ ہر آئینہ نبی صلعم کہ او خلیفۂ اعظم از خدای برتر است در ہمہ شیونات یعنی در ہمہ مخلوقات بر ہمہ حالات خصوصًا در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات ـ واز اینجا است کہ گفت دریں حدیث صحیح اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی ہمیں است کہ من بخش کنندہ ام وخدا ہمی بخشد ـ واز بہر ہمیں شمار کردند از خصائص او صلعم اینکہ او صلعم کلیدہا گنجینہا دادہ شد ـ آخر شد قول ابن حجر مکی ـ ودر کتاب لولو المطہم بین جواہر المنظم است کہ او صلعم خلیفۂ اعظم خدائی برتر است آنچنان کہ گنجینہای کرم خود وخوانہای نعمتہای خود را او تعالی فرمانبر بہر دو دست او وارادہ او صلعم گردانید از انہا ہرکہ را میخواہد بخشش میکند وہرکہ را خواہد باز دارد از انہا ودانندۂ صواب ہمو است خدای برتر انتہی + وفرمود سبحانہ در سورۂ ص رکوع سوم آخر برائی سلیمان علیہ السلام هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی ایں بخشش ما است پس تو منت بنہ بردن یا باز دار بغیر حساب ـ ایں آیہ متوسع است معنیہا را +

بیان ... عطائنا فامنن او امسک الخ +

منها قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغير حساب اى ليس عليك حرج فيما اعطيت و فيما امسكت تفسير كبير و هكذا فى الجلالين ولما كان الاختيار فى الاعطاء والامساك لسليمان عم فكيف كان لسيد الرسل حبيب الله تعالى صلعم و يضرب الله الامثال فى المستقبل للناس كالمثل المذكور بوجود الاولياء لعلهم يتذكرون ٥ ترجيا بامكان اختيار مضاف شفقتا ورحمة لانه له و فضل على الناس والمراد بمثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض اى لا اصلها فى موجودات قديمة الا فى مسلوبات مثبتة عليها من موجودات ممكنة التزاما منها فما لها من قرار فى مقصد فعلم ان ليست الشجرة غير ما ذكر فيدرك الاعجاز والكرامة كما قيل فيا ايها العارفون احفظوا انظاركم عن الربح -

ترجمہ از آنست کہ گفت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت و فیما امسکت - از تفسیر کبیر است و ہمچنین است در جلالین یعنی بخش ہر کرا خواہی ... خواہی بی حساب یعنی بر تو حرج نیست در انچہ عطا کردی و در انچہ باز داشتی - و ہر گاہ کہ اختیار در اعطاء و امساک یعنی ... باز داشتن برای سلیمان علیہ السلام ہست پس برای سید رسل حبیب خدای برتر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چگونہ ... و ... ویضرب اللہ الامثال و بیان خواہد کرد خدای برتر مثلہا در زمانہ آیندہ للناس برای آدمیان ہمچو مثل ... بوجود اولیاء لعلہم یتذکرون ٥ شاید ایشان یاد آرند و تفکر کنند از راہ امید امکان اختیار مضاف کہ با ذن ہست از خدای برتر یعنی ... سید ما نبی اختیار کہ از راہ شفقت و رحمت ہست از انکہ او تعالی البتہ صاحب فضل و بخشش است بر آدمیان - و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض و سخن گندہ ہمچو درخت گندہ ہست از بالای زمین - اینجا مراد بمثل کلمۃ خبیثۃ بر شجرہ خبیثہ کہ بیخش برکندہ شدہ است از بالای زمین - از ان ہست کہ اصل و بیخ او در موجودات قدیمہ نیست - چنانکہ ... موجودات قدیمہ است - مگر در مسلوبات ہست کہ الٰہی دادہ شود بر آنہا از موجودات ممکنہ ... یعنی ... مسلوبات از یں موجودات ممکنہ است بسبب التزام عدم سابق کہ وجود ممکن از و بر آمدہ و عدم کہ از سوجود حقیقی سلب ... بوجود ... لزوم یافتہ و از ویر مسلوبات الٰہی آمد - فما لہا من قرار پس نیست او را ہیچ قرار در مقصد و مراد ... شد ... انچہ ذکر کردہ شد غیر او نیست پس اعجاز و کرامت چنانچہ گفتہ شد ادراک کردہ و شناختہ شود - پس ای اہل عرفان و شناسندگان نظرہا خود را ...

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْمَثَلِ اى لا اله الّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ اى بعد الحيٰوة الدنيا فى البرزخ فلا يحتمل سلب الايمان الحقيقى كما قال سبحانه هم المومنون حقا الاية وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۖ اى المعرضين بخذلان بحكمة وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ من هداية قوم وقيامهم عليها ومن اضلال قوم فنبه عن المضلين اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ وهى اُكُلُ الشجرة الطيبة كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ اى معهم قومهم دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا اى هم وقومهم تاكيدٌ وتفسيرٌ على احلّوا قومهم وَبِئْسَ الْقَرَارُ ظاهرٌ فاعلم انّما الروح اثرٌ من الامر فمنتزعةٌ منه اتحادًا فى ترتبها وتغايرًا فى تعاقبها

ترجمہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثابت ومضبوط خواهد داشت خدای برتر آنان را که ایمان آوردند بقول ثابت دریں مثل یعنی لا اله الّا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ـ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ در حیات دنیا و در آخرت یعنی بعد حیات دنیا در برزخ ـ و ابتدا از وقت موت است پس احتمال سلب ایمان حقیقی نباشد چنانچه فرمود سبحانه هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا الآیہ یعنی ہمانان اند ایمان آورندگان از روی حق ـ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۖ و گمراه میکند خدای برتر ظلم کنندگان را یعنی رو گردانندگان را بخذلان یعنی بترک نصرت و بے بهرگی بحکمت و دانائی وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ و میکند خدای برتر آنچه میخواهد از ہدایت قوم و قیام شان بران ہدایت ـ و از گمراه کردن قوم پس بیدار و ہوشیار فرمود از گمراه شدگان که آنها از ضائع گردانندگان و ہلاک کرده شدگان اند که گمرہی خود بدیں حالت رسیدند اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ آیا ندیدی سوی آنان که نعمت و احسان خدا را بدل کردند و آں نعمت ثمرہای درخت پاکیزه اند یعنی حسنات او صلعم كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ بکفر و ناشکری و فرود آوردند قوم خود را یعنی قوم خود را با خودها ـ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا بدار ہلاکی که جہنم است در رسند و بنشینند آنان و قوم شان بجہنم ـ ایہم تاکید و تفسیر است اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ یعنی در آوردند قوم خود را با خود بدار ہلاکی که جہنم است و در رسند و درا ـ وَبِئْسَ الْقَرَارُ و ایں جایگاه خراب ہست که ظاہر است ـ و بدانکه جز ایں نیست که روح اثری است که از امر است پس منتزع از امر است از روئے اتحاد در ترتب خود و بنا بر تغایر در تعاقب خود ـ یعنی ترتب وجود روح که از امر با نتزاع اثر او است بسبب اتحاد او است که مجازاً درمیاں ہر دو ہست و بنا بر مغایرتے ہست که حقیقتاً درمیاں ہر دو ہست که از پس آمدنش پیدا است ـ پس انتزاع و اخذ یعنی اثر گرفتن بنا بر اتحاد ہست در ترتب وجود و بسبب تغائر است در تعاقب روح که عقب امر است با قرار امر و ایں اتحاد و تغایر در ترتب و تعاقب در صورت انتزاع است ـ پس در بصورت حرف مِنْ دریں آیت کریمه در سوره بنی اسرائیل رکوع دہم قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ برائے انتزاع است پس روح منتزع است و مِنْ منتزعه ـ یا ایں روح مُبَیَّن از امر است و مِنْ مُبَیِّنَه

یعنی بیان کننده

مطلب انما الروح اثر من الامر

بیان آنکه قول ثابت کلمه طیبه است ـ و آخرت برزخ و ابتدائش موت و دریں ایمان حقیقی احتمال سلب نیست

بیان آنکه گمراہی بخذلان بحکمت است

بیان آنکه گمراه کردن شده و مردان گمراه است و الّا گمراہی از راه دانا گمراہی است

بیان آنکه روح اثر از امر است

بیان آنکه انما مر مفتر کافران منع قوم شان در دوزخ است

اَوْ مُبَیِّنَۃٌ لرفع جہلٍ عن وجہٍ واجبٍ لہا وھو حدوثٌ او قدمٌ لدلالۃٍ
مِنَ الجوابِ لا لِرفعِ ابہامٍ عن وجہٍ جائزٍ لہا وھو اَیُّمَا کَانَ لعدمِ دلالۃٍ
الی الحدوثِ او القدمِ فَمِنْ ذٰلِکَ **ش** ای کونہا مُبَیِّنَۃً **م** یرجع الامر
الی الانتزاع والا فکانت عینَ الامرِ علی التبیینِ فکانت من الحجابِ فلیست
مخلوقۃ وھٰذا باطلٌ حقیقتاً فتضاف الی اللّٰہِ تعالیٰ تضمناً والتزاماً
بالموجوداتِ لتوقفِ ترتبِ وجودِہا منہ سبحانہ فَمِنَ الموجوداتِ
الٰہیۃٌ کما قال سُبحانہٗ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ الآیۃ باضافۃٍ مغایرۃٍ و
مِنَ المسلوباتِ غیرُہا والامرُ من حجاباتٍ حادثۃٍ لا مخلوقۃٍ وان لم یکُ
حجاباً فلزم التسلسلُ بالخلقِ للامرِ وان یکُ بمعنی لا ھُوَ عینُ ذاتٍ ولا ھُوَ
غیرُہا فلزم قدمٌ لاثرہٖ وہِیَ حیۃٌ بحیاتٍ عینِہا فلا تموتُ فتعبدُ معبودَہا

ترجمہ واین بیان بنا بر رفع جہل است از وجہ واجب برای او یعنی برای روح وآن وجہی است کہ روح را جہل برداشتن از قدم وی است از آنکہ بیان بنا بر رفع جہل از وجہ واجب وجائز ہر دو می شود و واجب از جائز ضروری است پس رفع جہل از وجہ واجب دراینجا وجہ واجب کہ از وی رفع جہل است او حدوث است یا قدم بسبب دلالتی کہ از جواب است یعنی از جواب کریمہ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بگو کہ این روح از امر رب است۔ این بیان روح او امر رب کہ وجہ واجب قدیم است دلالت می شود کہ رفع جہل از وجہ واجب است پس ازین دلالت جواب دانستہ می شود کہ در کریمہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ یعنی از تو می پرسند نسبت روح سوال از حقیقت روح است در وجہ حدوث یا قدم او۔ ورفع جہل از وی برای روح واجب وضروری است۔ بنا برین رفع جہل نسبت روح از وجہ واجب ازین بیان جواب کردہ آمد کہ روح قدیم نیست بلکہ حادث از امر رب است۔ نہ آن روح بیان است برای رفع ابہام وپوشیدگی از وجہ جائز کہ برای روح است ہر چہ کہ او باشد از آنکہ سوی حدوث یا قدم دلالتی از وی یافتہ نشود۔ پس ازین نسبت کہ روح مُبَیِّنَہ است امر سوی انتزاع ہم باز میگردد۔ ورنہ پس روح بر بنای تبیین عین امر گشت واز مرتبہ حجاب شد پس مخلوق نیست واین باطل است از روی حقیقت وتحقیق۔ پس نسبت کردہ شود روح سوی خدای برتر از راہ تضمن والتزام بموجودات بنا بر توقف ترتب وجود خود از وی سبحانہ یعنی چونکہ وجود روح در ترتب یعنی راست ودرست شدن خود باو سبحانہ متوقف وپا بند ماندہ است بسوی او بطور تضمن والتزام بموجودات او تعالیٰ نسبت کردہ شود۔ پس از موجودات آن روح الٰہیہ است یعنی منسوب بہ الہٰ چنانچہ فرمود سبحانہ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ الآیہ در سورۂ حجر رکوع سوم۔ وسورۂ ص رکوع پنجم۔ یعنی دمیدم در وی از روح خود باضافت مغایرہ از آنکہ تغایر روح باضافت یای متکلم ظاہر است۔ واز مسلوبات آن روح غیر الٰہیہ است یعنی بخدای برتر منسوب نیست۔ وامر از حجابات حادثہ است مخلوق نیست۔ واگر امر حجاب نباشد پس تسلسل بخلق برای امر لازم آید۔ واگر امر بمعنی لا ھو عین ذات ولا ھو غیرہا باشد یعنی امر ہمچو صفات وافعال او تعالیٰ نہ عین ذات ونہ غیر ذات مراد باشد پس برای اثر او قدم لازم آید۔ وآن روح زندہ است بحیات خود کہ عین اوست پس نمی میرد۔ وعبادت میکند معبود خود را۔

بیان انقسام روح وآنکہ امر از حجابات حادثہ است غیر مخلوق ہمچو صفات لاعین ولاغیر
وبیان حیات وعبادت وتصرف روح از مثال ومشہود وحقیقت کسب اولیاء

تحقیقاً

وَتَصَرَّفُ مِن وَصفِها مُتَضَمِّنًا بِموجوداتٍ او مَسلوباتٍ بِما شاءَ اللهُ تعالیٰ
من عالمِ المثالِ وعالمِ الشهودِ فَصَحَّتِ الاُوَیسِیَّةُ هی عبارةٌ عن کسبِ
الذی فی المثالِ ففی الشهودِ من المثالِ - ولا منعَ بخصوصیّتِه علی تعمیمِ
مُسَلَّمٍ وَیُسَمّیٰ **ش** ای الکسب المثالی **م** اُوَیسِیًّا تشبیهًا باحتیاجِ اویسٍ
قرنی رض به صلعم مثالیًا وقد تُعطی جسدًا مثالیًا الذی لا یراه غیرُ صاحبِ
المثالِ وقد تُعطی جسدًا شهودیًا ولا یُدریٰ اَهُوَ الاوّلُ او آخرُهُ
فیتأثَّرُ من آثارِ عالمِ الشهودِ ویُریٰ عمومًا وقد لبعضٍ ولا یُعرَفُ اَهُوَ
مِنَ المثالِ اَوْ لا ویُعرَفُ بالاوّلِ او مِثلِه لا بخلافه **ش** کما ذُکِرَ حضورُ
حوّا وآسیه ومریم وقت ولادتِ حضرةِ رحمةٍ للعالمین صلعم وما فعلن
فی عقد الجوهر من سیّد جعفر البرزنجی ومن غیره فی تالیفه **م**

ترجمہ وبگرداند و تصرف میکند از وصف خود درحالیکه متضمن میباشد بموجودات یا مسلوبات باچه (یعنی) بقدر که خدای برتر خواسته است از عالم مثال و عالم شهود - پس صحیح آمد اُویسیت وآں عبارت است از کسب آنکه در مثال است پس در شهود از مثال - ومنع نیست بخصوصیت بر تعمیم مسلم - یعنی چوں عبادت و تصرفِ ایں روح از عالم مثال مسلّم آمد پس کسب واکتساب او در عالمِ مثال صحیح آمد - وایں صحت کسبِ مثالی که عام است بخاص شدنش باطل نمیشود از آنکه بخصوصیت تعمیم اصل تعمیم که مسلّم است منع نگردد - وایں کسبِ مثالی بطور اویسیت نام نهاده شود بنا بر تشبیه با حتیاج حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ باو صلعم اندر وی مثالی یعنی ایں کسب مثالی که با ویسیت نام نهاده می شود بنا بر تشبیه بحضرت اویس قرنی است رضی اللہ عنہ از آنکه حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ باو صلعم در عالمِ مثال بکسب احتیاج داشت - وگاهی ایں روح جسدِ مثالی بخشیده شود که آنرا بجز صاحب مثال غیر او نمی بیند - وگاهی جسد شهودی عطا کرده شود و نمی شناخته شود آیا او اول است یا آخر یعنی دیگر او - وایں متاثر می شود از آثار عالم شهود - و دیده می شود از روی عام وگاهے دیده می شود برائے بعض - و نمی شناخته شود آیا او از مثال است یا نیست بلکه شناخته شود باوّل یعنی همو اوّل است یا مثلِ او است و بخلاف او شناخته نمی شود - چنانچه مذکور است حاضر شدن حضرت حوّا و آسیه و مریم وقت ولادت حضرت رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم - وآنچه ایشاں کردند - در کتاب عقد الجوهر از سید جعفر برزنجی و از غیر او در تالیف خود +

بیان کیفیت جسد مثالی و شهودی

فائده ۹۰

وهذا ليس من لزوم ممنوع للتناسخ والموت هو موجود بوجوده فيحضر ويذبح وان لم ش اے ان لم يك موجودًا بوجوده م فكيف ش فكيف يحضر ويذبح م لا هو محض نزع روح عن جسد بل هو يعرضه ش اي الموت يعرض الجسد م فتنزع في الحال ولا يحتاج بعروضه الى سبب بل يعرض شئ في حال عروضه اولا ويبقى تعلق الروح بالجسد بكيفية اخرى عن اولى كيف يشاء الله سبحانه قال الله تعالى ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ۔ فقتل نفس التي هي معنى من هو تعطيلها عن مرادها الذي من مسلوباته تعالى باتصافها بما من موجوداته تعالى فمن قتل جسد غاية التعطيل كما قال سبحانه فاقتلوا انفسكم ذلكم خير لكم عند بارئكم وان لم يرد هذا فكيف قتل النفس بعدم تجزيتها فكيف الخير ش اے الخير الموقوف على

ترجمہ و این نیست از لزوم کہ برائی تناسخ ممنوع است یعنی لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیر او و این از لزوم نیست پس ممنوع نیست ۔ و موت کہ او بوجود خود موجود است پس حاضر کردہ شود و ذبح کردہ شود و رنہ پس چگونہ است یعنی اگر موجود بوجود خود نباشد پس چگونہ حاضر کردہ شود و ذبح کردہ شود ۔ نہ او محض کشیدن روح است از جسد بلکہ این موت جسد را عارض شود و در ہمان حال نزع روح شود ۔ و موت محتاج نباشد بعارض شدن خود سوی سببے بلکہ در حال عارض شدن موت بجسد چیزے عارض می شود یا نہ شود ۔ و بعد عارض شدن موت تعلق روح بجسد بکیفیت دیگر از اولی باقی ماند ہمچنانکہ خدائی سبحانہ خواہد ۔ کہ فرمود خدائی برتر در سورۂ بقر رکوع نوزدہم ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔ یعنی و مگوئید برائے ہر کس کہ کشتہ شود در راہ خدا مردگان ۔ بلکہ زندگانند و لیکن شما نمی دانید ۔ پس قتل نفس آنکہ او معنی و مراد است کسی را او تعطیل است یعنی بیکار کردن نفس از مراد او کہ آن از مسلوبات او تعالی است بوجہ اتصاف نفس بانچہ کہ از موجودات او تعالی است ۔ و از دست قتل جسد کہ غایت تعطیل است چنانچہ گفت سبحانہ در سورۂ بقر رکوع ششم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم ۔ یعنی بکشید نفسہائی خود را این کشتن نفسہائی شما برائی شما بہتر است نزد آفرینندۂ شما و اگر این معنی کہ گفتہ شد برائی قتل نفس مراد نہ شوند و خواستہ نہ شوند پس چگونہ قتل نفس باشد بسبب عدم تجزیۂ نفس یعنی نفس چون جزو جزو و پارہ شدن نمی تواند کشتنش چگونہ حاصل آید و چون کشتنش حاصل نشود پس خیرے کہ بر قتل نفس موقوف است چگونہ بر آید ۔

بیان اثبات وجود موت و کیفیت حقیقت آن و بعد موت تعلق روح بجسد

بحث تفسیر آیۂ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ الخ

بیان معنی قتل نفس و قتل جسد

بیان عدم تجزی نفس

تفسیر قولہ والقتل النفس الخ [illegible]

بیان [illegible]

قتل النفس

م والموتُ کنایةٌ مِن تعطّلِ النفسِ عمّا یتعلّقُ بالجسدِ لانه یُعطِّلها عنه
ش ای عمّا یتعلّق بالجسدِ م فنهي ش الموتُ الذی هو تعطّلٌ
مقصودٌ فی النهي حقیقتًا لا القولُ م نهیًا ش مصدرٌ مجهولٌ و
مفعولٌ مطلقٌ م خاصًا بقتلٍ فی سبیلِ اللهِ تعالی لا عامًا بغیرہ بل
احیاءٌ خصوصًا باعلٰی مِن حیاتِ التی بغیرِ قتلٍ فی سبیلِ اللهِ تعالی
تصریفًا کما قال سبحانه بل اَحیاءٌ عِندَ ربِّهم یُرزَقُون فرِحِین بما اٰتٰهم
اللهُ مِن فضلِهٖ فعندَ ربّهم یتعلّق بما قبلَه فالحیوةُ خاصّةُ التی
لا تشعرونها ولولا ش ای لا یتعلّق بما قبله م فعامٌّ تشعرُ لا
ش ای لا یتعلّق م بما بعدہ فیُرزقون بعمومِ الرازقِ فکان الرزقُ
من اللهِ تعالی ومن غیرِہ تعالی بما شاء اللهُ تعالی فالرزقُ مطلقٌ وعامٌّ
من الدنیا والاٰخرۃ باطلاقِ وعمومِ رازقٍ ومرزوقٍ به وما اٰتٰهم ش
کما یقال اللّٰهمّ ارزُقنی عِلمًا نافِعًا وعَمَلًا صالِحًا

بیانِ معنیٔ موت

ترجمہ وموت کنایہ از تعطّل نفس است از اٰنچہ کہ متعلق میشود بجسد از آنکہ موت نفس را از اٰنچہ کہ بجسد تعلق دارد معطل وبیکار میکند۔ پس در آیتِ کریمۂ بالا از حکم لا تقولوا الخ نہی وممانعت کہ از مردہ گفتن کردہ شد آں ہم تعطّل مقصود ہست دریں نہی حقیقتًا نہ صرف قول یعنی مردہ نگفتن۔ وایں نہی کہ نہی کردہ شدہ است بمردہ گفتن بمعنی تعطّلِ مقصود۔ خاص است بقتلی کہ در راہ خدا حاصل آمد نہ عام است کہ بغیر قتل ایں راہ نیست۔ بلکہ مقتولانِ راہِ خدا زندہ اند خصوصًا بہ برتر از حیاتی کہ بغیر قتل ہست در راہ خدا از روئ گردانیدن از حالی بحالی چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم بل احیاءٌ عندَ ربِّهم یُرزَقُون فرِحِین بما اٰتٰهم اللهُ مِن فضلِهٖ یعنی آں مقتولان راہ خدا زندہ اند نزد پروردگار شاں رزق دادہ شوند۔ فرحان وشادان ہستند باٰنچہ کہ خدای برتر از فضل خود دادہ است شانرا۔ پس دریں آیت کریمہ عِندَ ربِّهم متعلق بما قبل خود می شود۔ پس ایں حیات کہ تعلق بما بعد دارد خاص است چناں کہ شما ادراک نمی دانید وآں زندہ ماندن شاں است نزد پروردگار شاں۔ واگر عند ربهم بما قبلِ خود متعلق نباشد پس حیات عام ہست کہ دانستہ میشود لہٰذا بما بعد خود متعلق شد پس رزق دادہ شوند بعموم رازق بنا بر فعلِ مجہول کہ فاعلش مذکور نیست۔ پس ایں رزق از خدائ تعالی واز غیر او تعالی باشد بانچہ خدائ برتر خواستہ است۔ وایں رزق مطلق است وعام از دنیا وآخرۃ است بسبب اطلاق وعموم رازق یعنی رزق دہندہ ومرزوق بہ یعنی اٰنچہ بدو رزق دادہ شود وما اٰتٰهم یعنی اٰنچہ دادشانرا چنانچہ گفتہ شود اللّٰهمّ ارزُقنی عِلمًا نافِعًا وعَمَلًا صالِحًا خدایا مرا علم نافع وعمل صالح رزق کن

بحث تفسیر کریمۂ بل احیاءٌ عند ربهم الخ

بیانِ آنکہ حیات مقتولین راہ خدا خاص است ... رزق ... مطلق عام ... [illegible]

فلا یکون مخصوصًا بالماکولات والمشروبات والملبوسات ولا مانعًا م فمنا نو بالحسنات و معصومون من السیئات ومنہم المدبرات امرًا ش اے یذکرون لما یؤمرون م ولولا ش کذا ای لا یتعلق بما بعدہ فیتعلق بما یعد م فخاص لا یشعر ولا دلیل علیہ ش ای علی انہ خاص لا یشعر اذ ما قال اللہ تعالٰی ولکن لا تشعرون کما قال احیاءٌ ولکن لا تشعرون م ولا یراد حیات التی ھی صفۃ ذاتیۃ لانہا ما زالت ھی بل ما ھی صفۃ ذاتیۃ من الروح عمومًا ش ما نافیۃ وما موصولۃ لانہا باقیۃ بالروح فی البرزخ علی السویۃ للمقتول وغیرہ عمومًا بخلاف حیوۃ التی خصت للمقتول المخصوص م وان یرد قتل جسدٍ فیرد قولنا ش ای قولنا ان قتل جسدٍ غایۃ التعطل ولہ الحیوۃ کما ذکر م وان لم ش ای ان لم یرد قولنا م فما الخیر فیہ فالحیوۃ لقولہ تعالٰی ثابتۃ والموت اشارۃ

ترجمہ پس این رزق بماکولات ومشروبات وملبوسات یعنی باشیائے خوردنی ونوشیدنی وپوشیدنی مخصوص نباشد ونہ مانع غیر این باشد پس بحسنات ثواب دادہ شوند واز سیئات نگاہداشتہ شوند۔ واز ایشان ھُمْ مُدَبِّرَاتِ اَمْر اند یعنی تدبیر کنندگان الامر مراد آنکہ تدبیر میکنند برامر آنچہ کہ حکم کردہ شوند۔ واگر چنین است کہ با بعد خود متعلق نباشد پس متعلق بما بعد باشد پس خاص باشد آنچنان کہ ندانستہ شود۔ وبرین دلیلی نیست یعنی بر آنکہ او خاص است چنان کہ ندانستہ شود از آنکہ نفرمودہ خدائے برتر وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہمچنانکہ گفت اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی ہر کہ در راہ خدا کشتہ شود او را مردہ مگوئید بلکہ زندہ اند ولیکن شما نمی شناسید۔ واز این حیات آن حیاتی مراد نباشد کہ او صفت ذاتیہ است از آنکہ متحقق است کہ این صفت از روح عمومًا زائل نشد بلکہ ہر آنچہ کہ او صفت ذاتیہ است از روح بالعموم زوال پذیر نیست۔ زیرا کہ صفات ذاتیہ روح در برزخ بروح باقی ہستند برائے مقتول وغیر مقتول ہر دو علی السویہ عمومًا یعنی مقتول وغیر مقتول ہر دو در بقا صفت ذاتیہ روح خواہ این حیات باشد یا غیر آن عمومًا برابر اند وخصوصیتی نیست برائے کسے از این ہر دو بخلاف حیاتے کہ برائے مقتول مخصوص خاص کردہ شد۔ واگر ارادہ کردہ شود قتل جسد پس قول ما رد کردہ شود کہ ہر آئینہ قتل جسد غایت تعطل است وبرائے او حیات است چنانچہ ذکر کردہ شد۔

واگر قول ما رد نہ شود پس در وخیر نیست کہ گفتہ شد ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ۔ پس بنا بر فرمودن او تعالٰی این حیات ثابت است۔ و موت اشارتے است سوئے قتل۔

الی التعطل فلا یلزم التعطل للجسد وان لم ش ای ان لم یکن الموت
اشارۃ الی التعطل م فکیف النہی عما ثبت ش ای عروض الموت م و
الاثبات عما زال ش ای تعلق الروح بالجسد والحیوۃ کما فی الدنیا م
فما الاستبعاد فی التصریف من الجسد الشہودی والمثالی لانہ لا یستبعد
ممن قتل نفسا فی الحیوۃ الدنیا وجسدا ش الواو حالیۃ ای لبیان
حالۃ جسدہ اشارۃ الی ان لا استبعاد فی التصریف وجسدا تمییز بالعطف
علی نفسا م منہ ش ای بعض من قتل النفس م فالانبیاء اعلی الاحیاء
بالقتل الاول المذکور اصلا لا الثانی المشہور حصرا والاول یستجمعہ
ش ای الثانی م فاکبر لا ش ای لا یستجمع م الثانی الاول فاصغر
قال رسول اللہ تعالی صلعم رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
وقال صلعم الانبیاء احیاء فی قبورہم ویصلون الحدیث ش وقال
الحافظ السیوطی فی التنویر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ
وروحہ وانہ یتصرف ویسیر فی اقطار الارض وفی الملکوت وبہیئتہ التی

ترجمہ سوی تعطل پس لازم نمیشود این تعطل برای جسد. واگر موت اشارت از تعطل نمیشود پس نہی چگونہ شود از انچہ کہ ثابت شدہ است
از عارض شدن موت. وچگونہ اثبات شود از انچہ کہ زائل شدہ یعنی تعلق روح بجسد وحیات چنانچہ در دنیا است پس چہ استبعاد است در تصرف
ازین جسد شہودی ومثالی یعنی در برگشتن وگردانیدن جسد شہودی ومثالی چہ دوری وبعید شمردن واقع شود از انکہ این تصریف از کسیکہ کشتہ شد
از روی نفس مستبعد بود وبعید شمردہ شود در حیات دنیا حالانکہ از روی قتل جسد کہ از قتل نفس بعض است یعنی در تصریف استبعاد با وجود
نیست از روی قتل جسد. پس انبیاء برترین زندگانند بقتل اول مذکور یعنی بقتل نفس در راہ خدا بنا بر اصل بودن شان نہ ثانی مشہور
یعنی بقتل جسد از روی حصر. واول مستجمع شود ثانی را پس اکبر است. نہ ثانی اول را مستجمع باشد کہ بعض او است پس اصغر است کہ فرمود
رسول خدای تعالی صلی اللہ علیہ وسلم رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنی برگردیدیم از جہاد اصغر سوی
جہاد اکبر. وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورہم ویصلون الحدیث یعنی انبیاء زندگانند در گورہای شان ونماز
میخوانند تا آخر حدیث. وگفت حافظ سیوطی در کتاب تنویر آنکہ ہر آئینہ نبی صلعم زندہ است بجسد خود وروح خود وہر آئینہ او صلعم تصرف
میکند وسیر در رفتار میکند در کنارہای زمین ودر ملکوت وبہیئتی کہ

بیان آنکہ از موت تعطل برای جسد لازم نیاید.

بیان آنکہ در قتل نفس کہ از قتل جسد اولی واعظم است تصریف جسد شہودی ومثالی مستبعد نیست انبیا رشان بر اصل اعلی الحیات اند بقتل نفس فی سبیل اللہ.

وقتل نفس جہاد اکبر است از قتل جسد در راہ خدا کہ جہاد اصغر است.

بیان آنکہ انبیاء در گورہای خود زندہ ونماز خواندہ اند بجسد وروح [illegible] وسیر در ملکوت [illegible] میکنند [illegible] زہ قوت. [illegible] جسد شان [illegible] نعمت [illegible]

کان قبل وفاته ولم يبدل منه شئٌ وايضاً فيه واذن لهم اى الانبياء في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي وايضاً قال الحافظ في انباء الاذكياء بحيوة الانبياء ان حيات النبي في قبره وحيوة سائر الانبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الادلة القطعية في ذلك وتواترت بها الاخبار منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء في قبورهم ويصلون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم الله على الارض ان تاكل اجساد الانبياء واخرج ابو نعيم في اخبار المدينة عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام الحرة حتى عاد الناس ه وقال الله تعالى واعبد ربك حتى ياتيك اليقين ه اعلم ان اليقين مصدر كالنذير وهو تحقق علم البداهة وحتى للتبيين والعبادة تتعلق بالجوارح والقلب ويدل عليه اليقين والاحسان وان قيل على الاختلاف هو الموت فليس لغتاً بل يتحقق يقين بما هو حق بالموت عموماً فيراد به موت في مقصد

ترجمہ کہ پیش از وفات او را بود و از وے علیہم ہیچ تبدیل کردہ شد۔ و نیز درست کہ اذن دادہ شدہ برائے انبیاء در برآمدن از گورہائے خود ہا و در تصرف در ملکوت علوی و سفلی۔ و نیز گفت حافظ رح در کتاب انتباہ الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم در قبر او و حیات تمام انبیاء نزد ما از روئے علم قطعی معلوم است از آنچہ از دلائل قطعیہ قائم شدہ اند نزد ما۔ و اخبار بدیں متواتر آمدہ۔ از آن است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ انبیاء علیہم زندگانند در گورہائے شان و نماز میخوانند۔ و فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اینکہ خدائے برتر بر زمین حرام کردہ کہ جسدہائے انبیاء بخورد و بیرون آورد ابونعیم در اخبار مدینہ این حدیث از سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہ گفت می شنیدہ باشم اذان و اقامت از گور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایام حرۃ یعنی در زمانہ خرابیہائے یزید بن معاویہ تا آنکہ باز گردیدند آدمیان۔ و فرمود خدائے برتر و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین ه در سورۂ حجر ختم یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ ترا یقین آید۔ بدانکہ ہر آئینہ یقین مصدر است ہمچو نذیر و او است تحقق علم بدیہیہ۔ و حتی برائے تبیین است۔ و عبادت تعلق دارد بجوارح و قلب کہ یقین و احسان بر و دلالت مینمائی میکند۔ و اگر گفتہ شود بر بنائے اختلاف کہ او موت است پس نیست این معنی از روئے لغت بلکہ یقین متحقق میشود بآنچہ کہ او حق است بموت عموماً پس مراد شود موت یا در مقصد ے +

تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

بیان آنکہ از یقین موت مراد نیست لیکن بر مقصد کہ مراد شود و از موت عبادت مطلقہ ساقط نشود بلکہ سقوط فرض و وجوب عبادت و قتیہ +

فیسقط تقید الفرض والوجوب علی العبادۃ علی تقیید الموت وقتا ش ای وقتا مقیدا بتقیید الموت م ولا العبادۃ المطلقۃ علی اطلاق الیقین وقتا ش ای وقتا مطلقا باطلاق الیقین م فلا مضارۃ فیہما فیعبد اللہ سبحنہ فی عالم المثال - والامر الیہ صلعم تشریفا بالخطاب بمحبوبیتہ صلعم علی اصل معروف ش ہو عدم صحۃ الامر الیہ صلعم م والی غیرہ صلعم مرادا ویتعلق بتحقق الیقین ای اعبد ربک حتی یحقق الیقین علی حقیقۃ العبادۃ للمعبود وہو لا یزول وصفا للروح ولا منع بخصوصیۃ للاولیاء ولتبعہم بالانبیاء والثانی لغیر الانبیاء من التبع ش الواو حالیۃ لبیان حال الثانی ہو القتل جسدا م فلا فضل للشہداء علی الانبیاء ولکنہم مشترکون بالاولیاء فی الولایۃ التابعۃ علی قدر نصیب بتشرف وجہ خاص غایۃ تعطیل نفس عن مرادہا الذی من مسلوبات تعالی باتصافہا بما ہو من موجوداتہ تعالی تضمنا بقتل جسدا ٭

ترجمہ:- در یں صورت تقیید فرض و وجوب آں کہ از اشارت امر است بر عبادت بر بنائی تقید موت ساقط شود از روئی وقت یعنی فرض و وجوب عبادت دراں وقت کہ مقید بہ تقیید موت ہست ساقط شود نہ عبادت مطلقہ ساقط شود بر بنائی اطلاق یقین کہ مقید بوقتی نیست بلکہ باطلاق خود مطلق است بی قید بوقتی - پس در میان ہر دو معینہا کہ مختلف یعنی یقین و موت ہیچ مضارت یعنی نقصان و ضرر باہم نیست پس در عالم مثال خدائ سبحانہ عبادت کردہ شود - وامر سوئی او صلعم بنابر تشریف است بخطاب بسبب محبوبیت او صلعم بر اصل معروف کہ امر سوئے او صلعم صحت نیابد باعتبار عصمت او صلعم و باعتبار تعریف امر از آنکہ برائ ممنوع امکان فقد قصد امر لغو باشد مگر برائے تشریف خطاب چنانچہ گذشت دراصل ذکر کیفیت امر - و سوئے غیر او صلعم ایں امر بنا بر مراد ہست - وایں امر عبادت کہ دریں آیت ہست متعلق میشود بہ تحقق یقین یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ یقین متحقق شود بر حقیقت عبادت برائ معبود - وآں یقین زائل نمی شود کہ روح را وصف آمدہ - وآں منع نیست بخاص شدن سوئ اولیاء اللہ بسبب تبع شاں با نبیاء علیہم السلام - حالانکہ ثانی یعنی قتل جسد کہ برائ غیر انبیاء است از تبع است با نبیاء - پس برائے شہداء بر انبیاء فضل نیست ولیکن ایشاں با اولیاء در ولایت تابعہ مشترک اند بر قدر نصیب بسبب تشرف یعنی حصول شرف وجہ خاص کہ غایت تعطیل نفس است از مراد نفس وآں مسلوبات او تعالی اند بسبب اتصاف نفس بآنچہ کہ او موجودات او تعالی است تضمنا بقتل جسد ٭

وَفُضِّلَ بعضُهم على بعضِهم على قدرِ نصيبٍ فيصرّف تصرّفًا على من يُقتل في سبيل الله تعالى بفعله وهمّته اختياريّين واضطراريّين ودعائه وشفاعته لكنكم ما أصبتم بها ش اى حيوة التى بقتل النفس فى سبيل الله تعالى م فلا تشعرون فنفى الشعور دليلٌ على انّ ما اصبتم بها ومغايرتها من حيوة التى لغير مقتولٍ فى سبيل الله تعالى لانّ ما حصل شعر . وفّقنا الله بها ما شئت من يشاء بفضله وايّاكم وصلّى وسلّم على محمّدٍ نبى الرحمة وعلى جماله كما يحبه ويرضاه وشفّعه فينا وترحّمنا به +

ترجمه وفضيلت داده شد بعض شان بر بعض شان بر قدر نصيب پس بگرداند و تصرف ميكند از روى گردانيدن بر آن كسيكه كشته شد در راه خدا تعالى بفعل خود و بهمت خود هر دو اختيارى و اضطرارى و دعائى خود و شفاعت خود ليكن شما نيافتيد آن حياتى را كه بقتل نفس در راه خداى تعالى است فلا تشعرون يعنى پس شما نمى فهميد. پس نفى شعور دليل است برآنكه هر آئينه شما در نيافتيد آن حيات را و مغايرت ما از حياتى كه براى غير مقتول است در راه خدا تعالى زيرا كه هر آئينه آنچه حاصل شد دانش و آگهى داده شد و توفيق دهد ما را خداى برتر كه رهنمايد كسى را كه بخواهد بفضل خود خاص شما را وصلّى وسلّم على محمّد نبى الرحمة وعلى جماله كما يحبه ويرضاه وشفّعه فينا وترحّمنا به و رحمت و سلامتى باد بر محمد صلعم كه نبى رحمت است و بر جمال او چنانچه دوست دارد او را و خوشنود و مسرور باد و او را شفيع كن در ميان ما و رحمت كن ما را باو +

ذِكرُ كيفيّةِ غيبٍ في علمِه وما فيها

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلّى على رسوله محمّدٍ ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين + اِعلم انّ غيبًا امّا بمعنى ضدّ حضورٍ وشهودٍ فهو عدمٌ مجهولٌ

ترجمه اين ذكر بيان غيب و علم او است و هر چه در وى است

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلّى على رسوله محمّدٍ ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين

بدانكه هر آئينه غيب يا بمعنى ضد حضور و شهود است پس او عدم مجهول است. و يا بمعنى خلاف حضور و شهود است. و خلاف آنست كه وجود غير مثل او باشد يعنى اين وجود خلاف. همچو وجودى نباشد كه از و خلاف كرده شد.

قوله غيب بغير الله كه بمعنى ضد حضور و شهود است

وَاَمّا بمعنى خلافِ ش اے وجودٍ غيرِ مثلِه م حضورٍ وشهودٍ فغيبٌ
الذى بمعنى خلافِ حضورٍ ما يُنبَأُ عليه ممّا جازَ استحضارُه وقد
غابَ ش وهو غائبٌ م فالغائبُ ما يُنبئُ عنه ممّا جازَ عدمُ استحضارِه
وقد حضرَ ش وهو حاضرٌ م وقد يكونانِ ش اى الغيبُ والحضورُ م
بمعنى غائبٍ وحاضرٍ مجازًا فما حضرَ ما غابَ وعكسُه فالغيبُ لا يثبتُ الّا
بإنبائه من حضورٍ جائزٌ وان لم يشترط جوازُ الاستحضارِ وعدمِه فلزم
وجوبُهما فالغيبُ والغائبُ ممتنعانِ بامتناعِ انبائهما من الوجوب ش
اى ان لم يُشترط جوازُ الاستحضارِ وعدمِه فلزم وجوبُ الاستحضارِ او
وجوبُ عدمِ الاستحضارِ فانّهما ممتنعٌ من الوجوب فما ينبئُ الغائبُ فما
يُنبئُ عن الغيبِ وكيف عُلم انّه لغائبٍ فكيف انباءُ الغيبِ منه م هذا
تعريفُ الغيبِ والغائبِ بحقيقتهما - وان قيل غائبٌ وغيبٌ بمقابلةِ من لم
يحضرا له ش قيل بمقابلة غيرِ عالمِهما لكن الحضورَ اُعِمّ من كلِّ وجهٍ
م فلا يتحققان حقيقتًا الّا ش يتحققان م مجازًا بسلب الحضورِ وثبوته

ترجمہ غیبی کہ بمعنی خلاف حضور است چیزی است کہ بر او آگہی دادہ شود از انچہ کہ استحضارش یعنی حضور خواستنش جایز بود حالانکہ او غائب است پس غائب چیزیست کہ بر او آگہی دادہ شود از انچہ کہ عدم استحضارش یعنی حضور نخواستنش جائز شد حالانکہ او حاضر است - وگاہی ہر دو غیب و حضور بمعنے غائب و حاضر مجازًا میشود پس آنچہ حاضر است غائب نیست و عکسش یعنی انچہ غائب است حاضر نیست پس غیب ثابت نمیشود مگر بانباء او از حضور جائز - واگرچہ جواز استحضار و عدم او شرط کردہ نشود پس وجوب ہر دو لازم شود - پس این غیب و غائب ہر دو ممتنع آیند بسبب امتناع انباء ہر دو از وجوب یعنی اگر جواز استحضار و عدم استحضار شرط کردہ نشود پس وجوب استحضار یا وجوب عدم استحضار لازم شود پس بسبب وجوب انباء ہر دو ممتنع آید - پس غائب خبر دادہ نشود - وچگونہ کہ از غیب خبر دہد - وچگونہ دانستہ شود کہ ہر آئینہ او است غائب است - وچگونہ است خبر دادن غیب از وی یعنی از غائب - این تعریف غیب و غائب است بحقیقت آن ہر دو - واگر گفتہ شود کہ غیب و غائب بمقابلہ کسی است کہ ہر دو غیب و غائب او را حاضر نشدند - گفتہ شد این قول بمقابلۂ غیر داننده ہر دو وآن کسی است کہ ہر دو را دانندہ نیست لیکن این حضور کہ در ینجا است از ہر وجہ عام کردہ شد - پس غیب و غائب ہر دو حقیقتًا متحقق نخواہند شد مگر مجازًا بسلب وثبوت حضور یعنی سلب حضور غیب و غائب نام کردہ شود و بسبب حاضر بودن اگرچہ ثابت است یا ثبوت حضور غیب و غائب نام نہادہ شود بسبب دانستہ نشدن +

تعریف خلاف و غیب کے کہیے خلاف حضور است

تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او

بیان جواز و عدم جواز استحضار و وجوبش و امتناع غیب و غائب مع تعریف حقیقی شاں +

اقوال در تعریف غیب و غائب

ش الضمیرُ الی الحضور ھ فالغیبُ والغائبُ ثبتا بإنباءِ مما جاز استحضارهُ وقد غاب ومما جاز عدمُ استحضارهِ وقد حضر لا یتحققانِ فی حضورِ اللّٰہِ سبحانه بوجوبِ الاستحضارِ الا الذات لسلب الحضور وثبوتِ فھو بعرضیه فإن نفی السلب فلا یثبتُ الغیبُ فی علم اللّٰہ سبحانه لکن النوعین ش الغیب الحقیقی والمجازی ھ یتحققان فی حضورِ غیره تعالی وبمعنی خلافِ الشهودِ المثالُ والروحُ والقدمُ فعالمُ الاجسامِ شهودٌ وعالمُ المثالِ غیبٌ وعالمُ الروح غیبُ الغیبِ والقدم غیبُ الغیوبِ وهکذا للملائکة الشهودُ والمثالُ والروحُ مناسبًا لهم فعالمُ الملکوت عندنا کالمثالِ وعندهم الشهودُ اذ یدرکونه بحواسٍ ظاهرةٍ فالغیبُ عندهم مثالهم وغیبُ الغیبِ ورائه ولا تخرجُ الانسانیةُ من حدها باتصافها بصفاتِ الملکیةِ بل تعرج من الملکیةِ بافضلیتها منها فی اتصافها ظلا بموجوداتٍ قدیمةٍ ولا تدرک مرتبةٌ منها بنفسها الا بصفةٍ فی حدها فالشهود یدرک بحواسٍ ظاهرةٍ

ترجمہ پس غیب و غائب کہ ہر دو ثابت آمدند بخبر دادن از آنچہ کہ حضور او مستحضر جائز شد در انحالیکہ او غائب است و از آنچہ کہ حضور نحو استحضار جائز شد در انحالیکہ او حاضر است این ہر دو متحقق نشوند در حضور خدای سبحانہ بسبب وجوب استحضار مگر ذات ہر دو کہ بنا بر سلب حضور و ثبوت حضور اند. پس او بعرض او ہست یعنی بعرض است بحضور از انکہ سلب و ثبوت از عوارض حضور اند پس اگر نفی کردہ شود سلب پس غیب ثابت نماند در علم او سبحانہ. لیکن این ہر دو اقسام غیب حقیقی و مجازی متحقق می شوند در حضور غیر او تعالی. و غیبی کہ بمعنی خلاف شہود است مثال و روح و قدم است. پس عالم اجسام شہود ہست. و عالم مثال غیب. و عالم روح غیب الغیب. و قدم غیب الغیوب. و ہمچنین است ملائکہ را شہود و مثال و روح کہ مناسب ہست شان را. پس عالم ملکوت نزد ما ہمچو مثال است و نزد شان شہود از انکہ ایشان او را بحواس ظاہرہ ادراک میکنند و می شناسند. پس نزد شان غیب مثال شان ہست. و غیب الغیب وراء او یعنی پس و سوای او. و انسانیت بسبب متصف شدنش بصفات ملکیہ از حد انسانیت خارج نشود بلکہ عروج میکند و بلندی شود از صفات ملکیت بسبب افضلیت خود از ملکیت در متصف شدن خود بطور ظل بموجودات قدیمہ. و مرتبہ از شہود و مثال و روح بنفس مرتبہ شناختہ شود مگر بصفت در حد آن صفت. پس شہود شناختہ می شود بحواس ظاہرہ.

بیان فضیلت انسان بر ملائکہ و تمائز مراتب شہود و مثال و روح و تمائز ظاہر و باطن

ای مایتعلق بالشہود۔ والمثالُ بحواسٍ باطنۃٍ **ش** بمقابلۃِ حواسٍ ظاہرۃٍ
م ای مایتعلقُ بالمثالِ وھی مرتبۃُ صفۃٍ ظاہرۃٍ لہ والروحُ بصفۃٍ باطنۃٍ
للمثالِ وھی صفۃٌ ظاہرۃٌ للروح لاَنَّ الظاہرَ والباطنَ لایمتازانِ اِلّا
بانطباقِہما علیٰ ماھیّۃٍ واحدۃٍ بتقابلہما **ش** المجرورُ متعلقٌ بیمتازانِ مجذوف
بعد حرفِ الاستثناءِ **م** بینہما۔ والبتۃ ینزلُ الادراکُ من الروحِ الی المثالِ
ومنہ الی الشہودِ ویعرجُ من عکسِ النزولِ وان لم یکونا منطبقین علیٰ ماھیۃٍ
واحدۃٍ فکیف الامتیازُ بتقابلٍ بینہما فیہما بل بطلا والنزولُ والعروجُ
ش معطوفانِ علی الامتیازِ **م** لتغایرِ ماھیۃٍ لہما وعدمِ اتحادِ الحقیقتین
حقیقتًا **ش** عطفٌ علی التغایرِ والجوابُ اِن قیلَ اتحدَنا **م** وعدمِ انقلابٍ
حقیقۃٍ الی حقیقۃٍ اُخریٰ **ش** عطفٌ علیٰ ماقبلَہ والجوابُ اِن قیلَ
انقلبتا **م** والقدیمُ کہ یعلمُہ بنفسِہ اِلّا ھو فیدرکُ بدلالۃٍ بغیرہ لانّ ماعُلِم
اُحیطَ واحاطۃُ غیرِہ علیہ ممتنعۃٌ فہو الایمان بالغیبِ فی معرفۃِ اللہِ تعالیٰ

ترجمہ یعنی یا نچہ کہ متعلق میشود بشہود۔ ومثال بحواس باطنہ بمقابلہ حواس ظاہرہ یعنی انچہ کہ متعلق می شود بمثال از برائے مثال مرتبہ صفت ظاہرہ است۔ وروح شناختہ میشود بصفت باطنہ کہ برائی مثال ہست حال انیست کہ آں صفت ظاہرہ ہست برائے روح
ازانکہ ظاہر وباطن ہردو ممتاز نہ شوند مگر بمنطبق شدن ہردو۔ بر ماہیت واحدہ بتقابل ہردو ممیز کردہ شوند درمیان ہردو۔ والبتہ
ادراک از روح سوئی مثال نزول میکند واز مثال سوئی شہود۔ وہمچنیں عروج میکند بترتیب ازعکس نزول۔ واگر ہردو بر ماہیت
واحدہ منطبق نشوند پس امتیاز ظاہر وباطن کہ درمیان ہردو متقابل است درمیں ہردو چگونہ شود بلکہ ہردو باطل شوند۔ وہمچنیں
چگونہ نزول وعروج شود بسبب تغایر ماہیت کہ برائی ہردو ہست۔ وبسبب متحد نشدن ہردو حقیقت ازروئے حقیقت ازانکہ درہردو حقیقت
اتحاد ازروئے حقیقت نمی شود مگر بطور مجاز ورنہ دو حقیقت واحدہ است نہ دو۔ وایں نیز جواب است اگر گفتہ شود کہ ہردو متحد آمدند
بسبب منقلب نشدن حقیقت سوئی حقیقت دیگر۔ ازانکہ امتیاز ہردو متقابل است ودرانقلاب یکی بدیگری تقابل نمی ماند پس تمائز
ازکجا آید حالانکہ ہردو دراینچہ کہ امتیاز ودراشتراک شان در دو حقیقتا ممتنع است۔ چنانچہ بیانش واضح تر در ذکر
اصول در اصل سیوم در ذکر کیفیت اشتراک ومنش حقیقتًا مذکورہ آمدہ اگر خواہی آنجا ببیں۔ وایں جواب است
نیز اگر گفتہ شود کہ ہردو منقلب آمدند یعنی از حالی بحالی دیگر دیدند۔ وقدیم کہ ادراک بنفس او نمیشاند مگر او۔ پس بدلالت بغیر او شناختہ شود
ازانچہ دانستہ شود احاطہ کردہ شود واحاطت غیر او بر او ممتنع است۔ پس ہموں ایمان بالغیب است در معرفت خدائے تعالیٰ

وَهٰذَا شؔ لِے کلُّ ما ذُکِرَ فِی الصَّدْرِ من الغیبِ مؔ من بداهةٍ اَلَا تَرٰی فی نفسِكَ ماذا رایتَ فی الرؤیا هو عالمُ المثالِ وماذا تَعْلَمُ لا تَعْلَمُ مِن قبلُ وَاِن قیلَ امتناعُ حضورِ غیبٍ بِاَنَّ ما حضرَ ففی حضورٍ وهو شهودٌ فجوابُه یتعلَّقُ بما جازَ استحضارُهُ وغیبُ الذی خلافُ شهودٍ اٰخَرُ من غیبِ الذی خلافُ حضورٍ فهو بذاته فلا نفیَ له من علمِه سبحانه فاللّٰهُ عالمُ الغیبِ والشهادةِ شؔ ای جنسِ الغیبِ والشهادةِ من کلِ خلقٍ مؔ بتمامِها جزءً وکلًّا بنفسِهما فهو علّامُ الغیوبِ ففی عالمِ الغیبِ نکتةٌ بعلمِ اخفی الخفیاتِ واشدِّ غیبِ المغیباتِ واعلم اَنَّ حضورَ غائبٍ بمعنی خلافِ حاضرٍ لا یحصلُ بنفسِه والغیبُ منبیٌّ علیه شؔ ای من غائبٍ فنفیُ الغائبِ بنفیِ الغیبِ مؔ الّا شؔ یحصلُ حضورُ الغائبِ والغیبِ مؔ بانباءٍ من حاضرٍ بشرطِ جوازِ استحضارِهِ وحضورُ غائبٍ بمعنی خلافِ شهودٍ وبنسبةٍ الی من لم یحضرْ له یحصلُ بنفسِه لانَّ الغائبَ ههنا یتحققُ بنفسِه - وینکشفُ المغیباتُ برفعِ الحجبِ الی ما شاءَ اللّٰهُ تعالٰی

ترجمہ واین از بداہت است تمامہ آنچہ کہ از غیب در صدر مذکور آمدہ - آیا نمی بینی در نفسِ خود چیست آنکہ دیدی در خواب کہ او عالم مثال است و چیست این کہ میدانی کہ از این پیش نمی دانستی - و اگر گفتہ شود امتناع حضور غیب باین طور کہ آنچہ حاضر آمد پس در حضور او است و او شہود است پس غیب کجا ماند کہ حضورش گفتہ شود لہذا ممتنع آمد - پس جوابش متعلق می شود بما جائز استحضارہ یعنی آنچہ کہ حاضر آمدنش و حضور خود بنفسش جائز شد - و غیبی کہ خلاف شہود است دیگر است از غیبی کہ خلاف حضور است پس او بذات خود است پس نفی نیست او را از علم او سبحانہ چنانچہ در رکوع آخر سورۂ حشر است فاللّٰہ عالم الغیب والشہادۃ پس خدا دانندۂ غیب و شہادۃ است یعنی جنس غیب و شہادت از ہر خلق بتمام او بطور جزو و کل بنفس آن ہر دو فہو علّام الغیوب پس او غیبہا نیکو دانندہ است پس در عالم الغیب یعنی در غیب دانندگی نکتہ ایست بدانستن اخفی الخفیات و اشد غیب المغیبات یعنی پوشیدگیہای پوشیدہ تر و سخت تر غیب غیبہا - و بدانکہ ہر آئینہ حضور غائب کہ بمعنی خلاف حاضر است آن حضور بنفس غائب حاصل نمیشود حالانکہ غیب از و مبنی علیہ است یعنی بر غیب از غائب آگہی دادہ شود پس نفی غائب نفی غیب باشد - مگر حضور غائب و غیب حاصل میشود بآگاہ کردن حاضر بشرط جواز استحضار او کہ حضور آمدنش جائز باشد - و حضور غائب کہ بمعنی خلاف شہود است و بنسبت ہمت سوئی کسے کہ او را حاضر نشد آن حضور بنفس غائب حاصل شود بدانکہ غائب اینجا است کہ تحقق و ثابت میشود بنفس خود - و مغیبات منکشف میشوند ببر داشتن حجابہا تا آنچہ کہ خواستہ است خدائے برتر

بیان حضور غائب بمعنی خلاف شہود

اعجازاً وکرامةً ومعونةً بتصفیةٍ وتزکیةِ النفس بتقوی اللہ تعالیٰ باتیان ما اتی بہ الرسولُ من الایمانیاتِ والاحکامیاتِ فالرسول اولیٰ بکشفہا ورسولنا صلعم اعلیٰ ش لعلوّہٖ فی خلقتہ صلعم اسجماعًا م الخلقِ کلّہ بانکشافہا کما ھو بشواھدِ الخلقتِ علیٰ تفاوتِ درجاتہا مدیہیٌ واللہ تعالیٰ احقٌ بعلمہا لکن احاطۃَ علمٍ بکلّہا فی اٰنٍ وجوبًا لغیرہٖ تعالیٰ ممنوعةٌ وفی اٰوانٍ جوازًا لہ صلعم جائزۃٌ ش کما ذُکر فی ذکر کیفیۃِ احاطۃِ علمہٖ صلعم م فاما انکشاف المغیبات مع خلاف ما اتی بہ الرسول فھو استدراجٌ یحصل بانواعٍ ویصل بالمسلوبات فمشترک الاسم بخلاف ما فی اتیان ما اتی بہ الرسول انہ یصل الموجودات فمشترک الوصف واللہ یَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ولیس تعارضٌ فی المسئلۃِ لانّ علم الغیبِ بالاضافۃِ وھو ثابتٌ فخلافہٗ ماوّلٌ فرفع التعارض فی منعہٖ وجوازہٖ من العقلِ ش ای بادراکِ العقلِ اصالتًا م والنقلِ ش ای لایدرکہ العقلُ اصالتًا لعلوّہٖ لطافتہ الا بنقلِ الناقلِ الذی ایدہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ از روئے اعجاز وکرامت ومعونت بتصفیہ وتزکیہ نفس بتقوی خدا تعالیٰ بہ بجا آوردن آنچہ کہ او را ایں رسول از ایمانیات واحکامات آوردہ است پس رسول بکشف مغیبات اولیٰ است۔ ورسول ما صلعم کہ برتر بر خلق اند تمام او را بنا بر علوّ او صلعم در خلق خود از روئے اجماع پس از ہمہ برتر آمدند بانکشاف مغیبات چنانچہ او بدیہی است بشواہد یعنی بدیہیہائے خلقت بر تفاوت درجات آں کہ بدیہیہا است خدائے برتر سزاوار تر است بعلم آں مغیبات لیکن احاطۂ علم بتمام آں از روئے وجوب در آں واحد برائے غیر او تعالیٰ ممنوع است واز روئے جواز در آوان برائے او صلعم جائز است چنانچہ در ذکر کیفیت احاطت علم او صلعم ذکر کردہ شدہ۔ لیکن انکشاف مغیبات مع خلاف آنچہ کہ او را رسول آوردہ پس او استدراج است او بحاصل شود بانواع وبمسلوبات می پیوندد پس مشترک الاسم است بخلاف آنچہ یعنی آں مکاشفات کہ بجا آوردن آنچہ است کہ او را رسول آوردہ کہ ہر آئینہ او بموجودات می پیوندد پس باو مشترک وصف است یعنی در کشف ستہ راجی کہ خلاف ما اتی بہ الرسول ہست و با دائے ما اتی بہ الرسول کہ از ایمانیات واحکامیات است بر ہر دو اطلاق اسم کشف غیب میشود پس ہر دو در اسم مشترک آمدہ نہ در حقیقت بخلاف آں غیب کہ بجا آوردن آنچہ کہ او را رسول آوردہ کشف شد کہ ہر آئینہ ایں مکاشفات یعنی بموجودات می پیوندد پس ایں کشف کہ با دائے ما اتی بہ الرسول ہست بموجودات مشترک الوصف است و اللہ یَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ کہ در سورۂ نور در رکوع ششم آمدہ یعنی خدائے برتر رہنمائی می کند ہر کرا خواہد بسوئے صراط مستقیم کہ سزاوار است۔ ودر ایں مسئلہ تعارض نیست از انکہ علم غیب ثابت باضافت ونسبت است یعنی بحلی خالق وحال نیست کہ او ثابت آمدہ پس خلاف او ماوّل است۔ پس ایں تعارض کہ در منع غیب وجواز او است از عقل ونقل برفع شد مع انتشار آں غیب کہ بحسب حال است وعلم عادی است کہ بدرس وتدریس وکسب حاصل شود برآید۔ وانکار ثابت سفاہت یعنی فرومایگی وبیخردی است از انکہ آنچہ از عقل است او بادراک یعنی در رسیدن است باصل عقل وآنچہ از نقل است او را عقل اصالتًا در نمی آید بسبب علو وبلندی لطافت او مگر بنقل ناقلے

باد راکه اصالتاً م باستثناء بحسب الحال والعلم العادی وانکار الثابت سفاهة
فاما من العقل کما هو لا یخفی علی العاقل من المذکور واما من النقل فالآیات
فی الجواز ش ای جواز علم الغیب م فی آخر سورة البقرة یعلم ما بین ایدیهم
ای فی زمان حال وما خلفهم ای فی زمان مستقبل فعلم ماضٍ الذی
لا یثبت باستقلاله من کیف الممکن ش متعلق لا یثبت م بالحال
ش متعلق ثابت خبر مبتدء هو علم ماضٍ م اذ هو بعرض عدم لاحق
بوجود الحال فیقتضی عدماً فیحتاج الی الحال فی استقراره فیعلمه ش
مصدر مجهول اذ علم العدم بالوجود م بخلاف الحال والمستقبل اذ الحال
موجود مستقل والمستقبل بعدم سابق فیقتضی الوجود فلا یحتاج الی الحال فی استقراره
فیعلمه ش مصدر مجهول م فالکلام فی الاستقلال من حیث عدم
احتیاجه الی غیره وجوداً واستقراراً وعلماً ولا یحیطون بشیء من علمه
ای من علمه یتعلق بالمعلومات فی الزمانین ففیه نکتة بتنزه علمه
ومنع حصره مع حدوث معلوماته وحصرها وان لم یسلم هذا فکیف تجزیة
علمه البسیط الا بما شاء ای بمعلوم من معلوماته وشاء یدل علی تحقق الفعل

ترجمہ او را یاد را کہ اصالتاً توانائی دادہ است۔ ولیکن از عقل چنانچہ او بر عاقل پوشیدہ نمیماند از بیان مذکور۔ ولیکن از نقل پس آیات اند در جواز علم غیب در آخر سورہ بقرہ یعلم ما بین ایدیہم یعنی میداند در زمان حال آنچہ پیش شان ہست وما خلفہم و اندر زمان مستقبل آنچہ پیش شان است پس علم ماضی آن کہ باستقلال خود از کیف ممکن ثابت نمیشود ثابت بحال آن از آنکہ او بعرض عدم است کہ لاحق بوجود حال شدہ او را سوئے عدم کشیدہ گردانید پس ماضی بعرض عدم لاحق بوجود حال آن عدم را میخواہد و سوئے حال در استقرار خود باحتیاج دارد پس علم النتہ شدن خود با محتاج است از آنکہ علم بایں وجود است ورنہ عدم مجہول۔ بخلاف حال و مستقبل از آنکہ حال موجود مستقل است و مستقبل بعدم سابق است و مقتضی وجود است پس سوئے حال در استقرار خود احتیاج ندارد پس دانستہ شدن خود ہم بدو محتاج نباشد۔ و این کلام در استقلال است از حیثیت عدم احتیاج او سوئے غیر او و وجود و استقرار و علم ولا یحیطون بشیء من علمہ و آنان در نگیرند و احاطہ نمی توانند چیزی را از علم او یعنی از علم او کہ تعلق دارد بمعلومات در ہر دو زمان حال و مستقبل و دریں نکتہ ہست بتنزہ علم او و منع حصر او با وصف حدوث معلومات علم و حصر آن معلومات۔ و اگر این پذیرفتہ نشود و تسلیم نیاید پس تجزیہ علم بسیط او چگونہ شود یعنی علم بسیط حق چگونہ تجزیہ یابد و جزو جزو شدن تواند الا بما شاء مگر بآنچہ کہ خواستہ است یعنی در نگیرد معلوم را از معلومات او آن قدر کہ خواستہ او است اینجا لفظ شاء بر تحقق فعل دلالت میکند بنا بر صیغہ ماضی کہ برای تحقق است۔

تعلم العادیات وغیرہا فی ای زمان لغیر اللہ سبحانہ اضافتا بالاستثناء

من المستثنی منہ یدل علی منع الاستقلال عن غیر اللہ سبحانہ تعمیما

متحقق فلا دلیل علی منع علم الغیب لغیر اللہ سبحانہ الا علی جوازہ وفی

سورۃ القصص واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ

فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین

وفی ال عمران واذ قالت الملئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ

اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ٥

من الایتین علم الغیب لغیر الرسول ثابت **ش** عند اہل سنۃ وجماعۃ

خلافا للمعتزلین **ھ** وفی سورۃ الجن عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا

الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا

اعلم انہ تعالیٰ عالم الغیب **ش** الذی بخلاف الشہود وبنسبۃ الی من یحضر لہ

ترجمہ پس علم عادیات وغیر عادیات در ہیچ زمان غیر خدای سبحانہ را از روی اضافت بخلق خالق ثابت ومتحقق است بسبب استثناء

از مستثنیٰ منہ کہ بر منع استقلال از غیر خدای سبحانہ دلالت میکند کہ بطور تعمیم است پس دلیلی نیست بر منع علم غیب برای غیر خدای سبحانہ

مگر بر جواز او۔ ودر سورہ قصص است رکوع اول واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ ہ فاذا خفت علیہ

فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ہ ووحی

کردیم والہام دادیم مادر موسیٰ را اینکہ شیر نوشانی او را یعنی از شیر خورانیدن او۔ چون بترسی بر او پس او را در دریا بیافگن و مترس

وغمناک مشو۔ ما او را سوی تو باز گردانندہ ایم واو را از رسولان آوردندہ ایم۔ ودر سورۂ آل عمران برکوع پنجم است واذ قالت

الملئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ

ومن المقربین ٥ وچون فرشتہا گفتند ای مریم ہر آئینہ خدا ترا بشارت ومژدہ میدہد بکلمہ از وکہ نام او مسیح عیسیٰ ابن مریم است

او با قدر وجاہ است در دنیا وآخرت واز مقربان خدا است۔ ازین ہر دو آیت علم غیب برای غیر رسول ثابت است نزد

اہل سنت وجماعت ومعتزلہ را اختلاف است درین۔ ودر آخر سورۂ جن است عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا

من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا یعنی دانندۂ غیب است

پس یاری میدہد بر غیب خود کسی را مگر آنکس را کہ پسند فرمود از رسول وہر آئینہ او در کشد وبرگمارد از پیش او واز پس او ملائکہ را بطور

نگہبان۔ بدانکہ ہر آئینہ او تعالیٰ دانندۂ غیب است آنکہ بخلاف شہود است وبہ نسبت الی من یحضر لہ است یعنی غیب است

بہ نسبت کسی کہ او را حاضر نیامد

تفسیر زیر آیت کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

تفسیر کبیر عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

م العام له سبحانه وغيره ش عادتًا او بغيرها ويدل على عمومه عدم
اختصاصه لمختص م والاظهار بمعنى الامداد الذي يقع فيما وقع قبله
ش اي الاظهار م فلا يظهر على غيبه الخاص له سبحانه ش لا لغيره
سبحنه عادتًا ويدل على الغيب الخاص اضافة الغيب الى الضمير م الا من ارتضى من رسول فلا نفي
من علم الغيب العام لعام من الانبياء وغيرهم من المؤمنين ومن علم الغيب الخاص لخاص من الانبياء
ولما الاستثناء عن نفي علم الغيب الخاص بجوزه لغيره سبحانه فالعام
ش فيجوز علم الغيب العام م بالاولوية ش عند اهل سنة و
جماعة خلافًا المعتزلين اذ عندهم الرسول من ملك ولمتوهبين م
فيدل على جواز احاطة كلية علمًا بالغيب للرسول لعموم اللفظين ش
اي الغيب والرسول م فلسيد الرسل صلعم بخصوصية قرينة الكلام بمقدار
ش متعلق بيدل وان وقع صفة او حالًا للاحاطة الكلية علمًا فمتعلق
ثابتة م احاطة مركزيتهم في شرح الصدر ش

ترجمہ این غیب عام است برای او سبحانہ و غیر او بطور عادت باشد یا بغیر عادت۔ و دلالت میکند بر عموم این غیب عدم اختصاص او برای مختص۔ و اظہار بمعنی امداد است آنکہ واقع شود در آنچہ کہ او پیش از اظہار و امداد وقوع یافت۔ پس او سبحانہ امداد و یاری ندہد بر غیب خاص خود کہ او سبحانہ راست نہ غیر او سبحانہ را از روی عادت۔ و برین غیب خاص دلالت میکند اضافت غیب کہ سوی ضمیر است۔ مگر یاری دہد کسی را کہ پسند آورد از رسول۔ پس نفی نیست از علم غیب عام از انبیاء و غیر شان از مومنین و نہ نفی است از علم غیب خاص خاص را از انبیاء۔ و ہرگاہ این استثناء کہ از نفی علم غیب خاص است اولا یعنی علم غیب خاص را برای غیر او سبحانہ جائز دارد پس بر استثناء علم غیب عام باولویت جائز دارد نزد اہل سنۃ و جماعت درحالیکہ خلاف است برای معتزلہ زیرا کہ نزد شان این رسول مراد است از فرشتہ۔ و خلاف است برای وہابیہ ہم۔ و این استثناء دلالت میکند بر جواز احاطہ کلیہ بطور علم لغیب برای رسول بنا بر عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ در ریں آمدہ اند یعنی این استثناء بسبب عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ درین کریمہ آمدند دلالت میکند کہ رسول را احاطہ و علم احاطہ کلی لغیب جائز است۔ پس دلالت میکند برای سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام کہ دلالت بمقدار احاطہ مرکزیت شان است حالانکہ این احاطہ مرکزیت شان در شرح صدر ثابت آمدہ۔ یا پس دلالت میکند برای سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام بر جواز احاطہ کلی لغیب بطور علم کہ ثابت است بمقدار احاطہ مرکزیت شان حالانکہ این ثابت است در شرح صدر۔

متعلق ثابتة حال لاحاطة مركزيتهم مر ولو فى اِنْ او واِنْ ش كما ذُكِرَ فى ذكر كيفية احاطة علمه صلعم كما هو عند اهل سنة وجماعة من المتصوفين مر وانّ ش مفعول علم على العطف مر لفظ مَنْ معمم ولفظ مِنْ مخصص لان ليس تبيين مِنْ الّا لتخصيص من تعميم وتخصيص بعد تعميم لاينفى جواز امر مخصص لغير مخصص له لاشتراكهما ش اى مخصص له وغير مخصص له مر فى العموم ان لم يكن ش الضمير المستتر الى الامر المخصوص مر ممتنعًا فى وجه الجواز جانب اوّل قوىّ ش الجملة حال من جواز الذى مضاف الى الامر فالواو حالية والّا عطف على الجملة مر ولا ينفى نقصان فهم المستفهم هذه البلاغة الى المرام فى فصاحة الكلام مع التوسع للمقاصد وانّ الرسول غير الملك ش عند اهل سنة وجماعة خلافا للمعتزلين فعندهم هو ملك مر وانّه انسان بدلالة يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا لان الملك غنىّ من الملك فى امره وفى سورة النحل ويوم نبعث فى كل امة شهيدا عليهم من انفسهم وجئنا بك

ترجمه اگرچه در آن واحد باشد یا در آوان چنانچه در ذکر کیفیت احاطهٔ علم او صلعم ذکر کرده شد همچنان که او ست نزد اهل سنت و جماعت از متصوفین یعنی از صوفیه رحمهم الله تعالی. و بدانکه هر آئینه لفظ مَنْ بالفتح که در مَنِ ارتضٰی ست مُعمّم یعنی عام دارنده ست. و لفظ مِنْ بالکسر از مِنْ رسولٍ مخصص است یعنی خاص کننده. اما آنکه اینجا بر مِنْ تبیین نیست که از کسی بیان کرده باشد مگر برای تخصیص ست از تعمیم. و تخصیص بعد تعمیم نفی نمیکند جواز امر مخصص را برای غیر مخصص له یعنی امر که خاص کرده شده ست جواز ش نفی نمیکند جواز امری که برای او تخصیص نه کرده شده ست بنابر اشتراک هر دو مخصص له و غیر مخصص له در عموم اگر آن امر مخصوص ممتنع نباشد حالانکه در وجه جواز جانب اول قوی ست و نه نفی میکند نقصان فهم مستفهم این بلاغت را که سوی مرام است در فصاحت کلام مع توسع برای مقاصد یعنی این کلام فصیح که برای مقاصد توسع دارد و بلاغت سوی مرام میرساند همچنین بلاغت و فصاحت متوسع بمقاصد موصل بمرام را از نقصان فهم مستفهم نفی نتوان کرد. و بدانکه رسول در کریمهٔ مذکوره غیر ملک ست یعنی فرشته نیست نزد اهل سنة و جماعة حالانکه خلاف ست معتزلین را که نزد شان او ملک و فرشته است. و حال نیست که هر آئینه او انسان ست بدلالت يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا یعنی بطور نگاهداشت از پیش و پس او مقرر میکند ازانکه فرشته از فرشته در امر خود بی نیاز و غنی ست. و در سورهٔ نحل و رکوع دوازدهم وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ و در آن روز هر گروه شهید یعنی گواه خواهیم برانگیخت بر آنان از نفسهای شان یعنی از جنس های شان و بیاریم ترا

شہیدًا علی ھؤلاءِ ولیس الشہادۃ الا بعلمِ المشہودِ بہ فلما یشہد فکیف یجہل فہذا تدلُّ علی ان الرسول عم کثیر العلم بالمغیبات فی اٰنٍ ش لکثرۃ المعلومات فی اٰنٍ فی حدیمٍ کزہٍ واخرج البزارُ والطبرانی فی الاوسطِ وابونعیم بسندٍ صحیحٍ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال رایتُ ماتعمل اُمتی بعدی فاخترتُ لہم الشفاعۃ الحدیث ھ وکم من اٰیۃٍ فی القراٰن المجید تدل علی الدعوی والاٰیاتُ فی المنع ش ای منعِ علمِ الغیب ھ فی سورۃِ النمل قُل لا یعلمُ من فی السمٰوٰتِ والارضِ الغیبَ الا اللہ وما یشعرون ایّان یُبعثون ۝ وفی سورۃِ لقمان اِنّ اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفسٌ ماذا تکسب غدًا وما تدری نفسٌ بایّ ارضٍ تموتُ ان اللہ علیمٌ خبیرہ وفی سورۃ الانعام وعِندہٗ مفاتح الغیبِ لا یعلمُہا الا ھو وغیرُہا لیست معارضۃً للاولیٰ لانّ الغیبَ باضافۃ اللہ سبحانہ ثابتٌ فتاوّل ش الضمیرُ المستترُ الی اٰیاتٍ فی المنع والاصلُ انّ معارضَ الثابتِ اِن کان خلافہٗ لاضدہٗ یاوّل بوجودِ غیرِ مثلہ لانّ ما ثبت لا ینفی الا الذہنی

ترجمہ گواہ بریں ہمہ کساں۔ وشہادت نیست مگر بعلم مشہود بہ یعنی گواہی نباشد مگر بعلم چیزی کہ بدو گواہی دادہ شود کہ دیدہ است اورا۔ پس ہرگاہ کہ شاہد باشد پس چگونہ جاہل باشد پس این آیت دلالت میکند برانکہ این رسول علیہ السلام کثیر العلم است بمغیبات دریک آن بسبب کثرتِ معلومات دراٰن واحد در حدیمرکز خود۔ وبزار وطبرانی در اوسط بر آوردہ است وابونعیم بسند صحیح کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود دیدم انچہ عمل خواہد کرد امت من پس من۔ برائی شان شفاعت را پسندیدم تا آخر حدیث۔ وبسی است آیات در قرآن مجید کہ بریں دعوی دلالت میکند۔ وآیاتیکہ در منع علم غیب اند۔ در سورہ نمل رکوع پنجم است قُل لا یعلمُ من فی السمٰوٰتِ والارضِ الغیبَ الا اللہ وما یشعرون ایّان یُبعثون یعنی بگو ای حبیب من نمیدانند کسیکہ در آسمانہا و زمین است غیب مگر اللہ۔ ونیشان نمیدانند کہ کدام وقت برانگیختہ وبرداشتہ شوند۔ ودر سورہ لقمان است رکوع چہارم اِنّ اللہ عندہٗ علمُ الساعۃِ وینزّلُ الغیثَ ویعلمُ ما فی الارحامِ وما تدری نفسٌ ماذا تکسبُ غدًا وما تدری نفسٌ بایّ ارضٍ تموتُ اِنّ اللہ علیمٌ خبیرٌ یعنی ہرآئینہ خدای برترک نزد اوست علم قیامت وفرود آرد باران را۔ وداند انچہ در رحمہای مادران است ونمیداند ہیچ نفس کہ فردا چہ حاصل خواہد کرد۔ ونمیداند ہیچ نفس کہ در کدام زمین یا بچہ خاک خواہد مرد۔ ہرآئینہ خدا برتر بسیار دانندہ آگاہندہ است۔ ودر سورہ انعام است رکوع ہفتم وعندہٗ مفاتحُ الغیبِ لا یعلمُہا الا ھو ونزد اوست کلیدہای غیب نمیداند آنہارا مگر او۔ وایں ہمہ آیات مذکورہ وغیر آنہا معارض نیستند آیاتِ اولی را کہ در اثبات غیب اند۔ زانکہ ہرآئینہ غیب باضافت ونسبت یعنی بخلق خدای سبحانہ ثابت است۔ پس این ہمہ آیات کہ در منع غیب اند تاویل کردہ شوند بوجہیکہ بخلاف است۔ وقاعدہ نیست کہ ہرآئینہ معارض ثابت اگر او خلاف ثابت باشد نہ ضد وتاویل کردہ شود بوجود غیر مثل او زانکہ انچہ ثابت شدہ است نفی نکردہ شود مگر ذہنی

بیان آیاتیکہ در منع علم غیب اند مع تاویلات آں

الذی الصالح لوجودٍ خارجٍ وھو غیر ثابتٍ بنسبۃٍ اخری فباوّل النفی لا الثبوت لتقدامہ مر بوجہٍ بالخلاف فرفع التعارض باستثناءٍ بحسب الحال او بحسب العادتِ المخصوصۃِ فلا ش ای فلا یثبت م منعاً مطلقاً والّا التعارض و مخالفۃ البداھۃ عمافی نفس المعرض ومن الاعجاز والکرامۃ فی المغیبات ش الالف واللام للجنس مر لانہ افلا یتدبرون القراٰن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً فالخمسۃ المشھورۃ من المغیبات افرادھا فاربعۃ منھا فی الاعجاز والکرامۃ الا الساعۃ ش فارجع لثبوتھا الی کتب السیر من الاحادیث فی اعجاز النبی صلعم ومن غیرھا فی کرامۃ الاولیاء رضہ فتدرک م واللہ تعالٰی اعلم والموفق والحفیظ ۔

اللّٰھم صل وسلم علٰی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلٰی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ آنکہ وجود خارج را صلاحیت دارد حالانکہ او غیر ثابت ہست بہ نسبت دیگر پس نفی تاویل کردہ شود نہ ثبوت بسبب تقدم او پس رفع تعارض ثابت باستثناء ہست بحسب حال یا بحسب عادتِ مخصوصہ یعنی آنچہ حسب حال یا حسب عادت مخصوصہ است از استثناء آں ازاں عیب تعارض رفع شود ۔ پس منع مطلق ثابت نشود ورنہ تعارض است ۔ ومخالفت بداہت از آنچہ کہ در نفس معرض است یعنی رو گردانندہ و از اعجاز و کرامت کہ در جنس مغیبات ہست لازم ہست یعنی از اعجاز و کرامت کہ در ہر جنس مغیبات ثابت ببداہت است ازیں بداہت آنچہ کہ در نفس معرض است مخالفت لازم آید و مخالفت از بداہت باطل پس اعراض ازو چگونہ گردد ۔ افلا یتدبرون القراٰن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کہ در سورۂ نساء رکوع یازدہم است ۔ یعنی آیا پس فکر نمی کنید و نمی اندیشید در قراٰن ۔ واگر از نزد غیر خدا بودے البتہ دریافتندے درو اختلاف بسیار ۔ پس آں پنج مشہورہ از مغیبات افراد ہا ہستند ۔ و چہار ازاں ثابت اند در اعجاز و کرامت مگر ساعت و قیامت ۔ پس برائے ثبوت اینہا رجوع کن سوئے کتب سیر از احادیث در اعجاز نبی صلے اللہ علیہ وسلم و از غیر آں در کرامت اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین پس بیابی ۔ و خدائے برتر دانا تر ہست و توفیق دہندہ ہست و نیک نگاہ دارندہ ۔

اللّٰھم صل وسلم علٰی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلٰی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا ومافیہا مع المطالب الاخریٰ

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا ومافیہا مع المطالب الاخریٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ✦ اعلم ان العلم صفۃ متوسعۃ لمعلومات جامعۃ ومانعۃ واختصاصہ بمعیّنٍ معرفۃ وھذا علیٰ حکم التغدیۃ فیھما فللعالم علم حصولی

بیان علم حصولی وعلم حضوری ✦

ھو صفۃ علمٍ منسوب بحصولہ العالم ش الضمیر المتصل الی علم مفعول المصدر ھ ای یحصلہ بغیریتہ بہ ش ای بعالم ھ بزیادتہ علیٰ مرتبۃ ذاتہ فیحتاج لعلم معلوماتہ الی غیرہ وحضوری ھو صفۃ علمٍ منسوب بحضورہ لعالم ای بحضورہ فی نفسہ بعینیتہ بہ فی مرتبۃ ذاتہ فلا یحتاج الی غیرہ ش ھو الزیادۃ فالحاصل ان عالمًا بعلمہ الحصولی

ذکر بیان علم ومعرفت وعارف ومعروف ومتعلقات او ✦

ترجمہ ذکر در بیانِ علم ومعرفت وعارف ومعروف ومتعلقات او وآنچہ درو است با مطالب دیگر ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بدانکہ ہر آئینہ علم صفتی است متوسعہ برای معلوماتی کہ جامعہ ومانعہ باشند واختصاص یعنی خاص شدن این علم بمعلوم معیّن معرفت است۔ واین علم بر بنای حکم تغدیہ است درین ہر دو یعنی علم مصدر متعدی است کہ بمعلوم متعدی شود خواہ صفت متوسعہ باشد بمعلومات خواہ بمعلوم معین مختص۔ پس بنا برین حکم تغدیہ عالم را از دو علم چارہ نیست یکی علم حصولی است و صفت علم است کہ نسبت کردہ شدہ است بحصول بسبب حصول عالم اورا یعنی این علم را عالم حاصل میکند بغیریت این علم بعالم کہ زیادت است ازو برمرتبۂ ذات عالم نہ بعینیت این علم بعالم۔ پس عالم محتاج میشود علم معلومات خود را سوی غیر خود چرا کہ این علم بعالم بعینیت نیست بلکہ بغیریت است پس این غیریت بمقابلۂ عینیت است لہذا احتیاج مرتبۂ غیریت بنا بر واسطہ بعلم معلومات ضرور است۔ و عالم را دیگر علم حضوری است و صفت علم است کہ نسبت کردہ شدہ است بحضور بسبب حضور او عالم را یعنی بحضور علم در نفس عالم بعینیت آں علم بعالم در مرتبۂ ذات عالم۔ پس عالم سوی غیر خود کہ او زیادت است محتاج نمیشود برای علم معلومات خود۔ پس حاصل آنکہ عالم بعلم خود کہ حصولی است

بیان علم حصولی وعلم حضوری ✦

يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم وبعلمه الحضوري لا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم بل يعلم بمرتبة عينية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم لا كقولهم ان عالما ليحتاج الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حصولي فيعلم غيره ولا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حضوري فيعلم نفسه **م** لعلم معلوماته فعلم نفسه وغيره ايضا فى الوجهين **ش** اى ثابت فى وجه علم حصولي وعلم حضوري **م** لا يستغنى احدهما عن قسيمه ولا يلزمه شئ غيرهما لمعلومه فعلم عدم مطلق باصالته ممتنع **ش** فلا اصل للسوال المشهور اى ان علم العالم القديم عدما فى مرتبة العلم الحضوري فلزم ان العدم عينه وان لم يعلم فلزم الجهل والسوال مستبعد لان العدم المطلق لا يحكم بمعلوميته الا ان يقال الحادث مفعول علم ولان لما علم غير نفسه فهو حصولي ولما علم نفسه فهو حضوري على تعريف الحصولي والحضوري كقولهم

ترجمہ البتہ برائی علم معلوم خود محتاج شود سوی غیر خود یعنی سوی مرتبۂ غیریتِ علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبۂ غیریت واسطہ ہست درمیانِ عالم ومعلوم ۔ وعالم بعلم خود کہ حضوری است برائی علم معلوم خود محتاج نمی شود سوی غیر خود یعنی سوی مرتبۂ غیریتِ علم کہ بعالم است بلکہ میداند بمرتبۂ عینیتِ علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبۂ عینیت واسطہ ہست درمیان عالم ومعلوم ۔ مثل قولِ شان اینکہ عالم البتہ محتاج شود سوی غیر خود یعنی سوی معلومی کہ او غیر نفس او است در مرتبۂ علم حصولی پس میداند غیر خود را ۔ ونہ محتاج شود عالم برائے علم معلوم خود سوئے غیر خود یعنی سوئے معلومی کہ او غیر نفس او است در مرتبۂ علم حضوری پس میداند نفس خود را ۔ پس علم نفس عالم وعلم غیر او نیز ۔ در ہر دو وجہ کہ ثابت ہست یعنی در وجہ علم حصولی وعلم حضوری ہر یکی از ان ہر دو بی نیاز نمی شود از قسیم یعنی شریک خود ۔ ونہ لازم شود عالم را چیز غیر این ہر دو برائے معلوم خود ۔ پس علم عدم مطلق باصالت خود ممتنع ہست ۔ پس این سوال مشہور را اصلی نیست یعنی اگر داند قدیم عدم را در مرتبۂ علم حضوری بدانست پس لازم شد اینکہ عدم عین او است واگر ندانست پس جہل لازم آمد واین سوال مستبعد آمد یعنی از مضمون خود بنفاد وبعید شمردہ شد از انکہ عدم مطلق بمعلومیت خود حکم کردہ شود مگر اینکہ در سوال مذکور بجائے عدم حادث گفتہ شود بنا بر مفعول از فعل بدانست کہ ترجمہ علم آمد ۔ واز انکہ بر بنائے تعریف حصولی وحضوری ہمچو قول شان کہ ہست چون عالم غیر نفس خود بدانست پس او علم حصولی است وچون نفس خود بدانست پس او علم حضوری است ✣

فلا یرد علیہ شیٔ م وعلم نفسہ وحادث مع علم عدم منبئ علیہ منبئ المنبئ علی عدم مطلق بتعلقہ ش المجرور متعلق علم الحادث والضمیر الی الحادث م بفعل عالم وشبہ صنعہ عنہ تضمناً والتزاماً حصولیاً و حضوریاً ضروریاً معاً وفی خلافہ ش ای خلاف ما عرف لعلم حصولی و حضوری م کما ھو المشہور یلزم عینتہ غیر العالم بہ فی علم حضوری وغیرتہ عین العالم بہ فی علم حصولی والا الجہل من جہۃ فی حدیہما

ضمیمۃ مناسبۃ المحل

اعلم ان ربط خلق الذی بین خالق ومخلوق باعث العلم والحکم منہما ش ای من مخلوق الی خالقہ ومن خالق الی مخلوقہ م والا بطل العلم والحکم اعلم ان اللہ تعالیٰ علم نفسہ وتقدس وتبارک مع صفاتہ حتی الفعل الحجابی مع اثرہ وھو مفعولہ من حیثیۃ حدوثہ ش مجرور من مع مضاف الیہ یتعلق بعلم او یتعلق بمفعولہ والضمیر فی حدوثہ راجع الی مفعولہ او الی الفعل الحجابی وھما مرادان ولم یختلف معناھما باختلاف مرجع الضمیر فلیس الفعل الحجابی ومفعولہ قدیماً م ولو فی علمہ تعالیٰ ولو جود خارج من علمہ تعالیٰ

ترجمہ پس بر وے چیزے یعنی ہیچ سوال وارد نمی شود۔ ودانستن نفس خود وحادث مع علم عدم بطور حصولی وحضوری عالم را ضروری است بسبب تعلق حادث بحدوث خود بفعل عالم وبسبب شبہ صنع حادث از عالم بطور تضمن والتزام۔ وبا حادث علم عدم ازان است کہ علم عدم کہ برعدم مطلق آگہی دہندہ است از حادث بر وے آگہی است پس بنا بر تعلق حدوث حادث بفعل عالم وبسبب حصول شبہ صنع او از عالم از روئے تضمن والتزام۔ و اخبار خبر دادن حدوث حادث بر علم عدم وار دو بعدم مطلق بر دانستن نفس خود دانندہ را دانستن حادث مع متعلقاتش بتعلق فعل وصنع خود بسبب قیام حقیقی صفات بذات بطور علم حصولی وحضوری معاً ضروری است ورنہ بدون علم این ہمہ فعل وصنع بیکار ومعطل آید ومخلوق ومصنوع ممتنع آمدہ خلق وصنع او چگونہ شود کہ خلاف بداہت است۔ ودر خلاف آنچہ کہ برائے علم حصولی وحضوری تعریف کردہ شدہ چنانکہ او مشہور است عینیت غیر عالم بعالم در علم حضوری وغیریت عین عالم بعالم در علم حصولی لازم شود ورنہ جہل لازم شود از جہتے در حد ہر دو۔

ضمیمہ مناسب این محل۔ بدانکہ ہر آئینہ ربط خلق آنکہ در میان خالق ومخلوق است ہمان باعث علم وحکم است از ہر دو یعنی از مخلوق خالق واز خالق سوئے مخلوق خود ورنہ بدون ربط علم وحکم ہر دو باطل شد۔ بدانکہ ہر آئینہ خدا برتر برتر است نفس خود را کہ پاکیزہ وبرتر است مع صفات او تا فعل حجابی مع اثر او کہ مفعول او است از حیثیت حدوث وا اگرچہ در علم او تعالیٰ است واگرچہ بوجود خارج است از علم او تعالیٰ دانستن مفعول بحیثیت حدوث مفعول است کہ بفعل فاعل بوقوع آمدہ یا بحدوث فعل حجابی است کہ بسبب تعلق اثر بفعل حجابی علم فاعل بمفعول محیط آمدہ حاصل شد۔ پس فعل حجابی ومفعولش ہر دو قدیم نیستند۔ واین فعل حجابی آن فعل نیست کہ وصف فاعل است بلکہ این فعل مرتبہ حجاب است کہ بفعل فاعل کہ وصف فاعل است حدوث یافتہ۔ وبنا این فعل حجابی ہمچو اثر مخلوق است مراد آنکہ حادث غیر مخلوق است وتفصیل او در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم وحادث مخلوق مذکور آمدہ آنجا باید دید۔

[illegible] از علم او تعالیٰ است واگرچہ در علم او تعالیٰ است ودانستہ است۔ باختلاف معلومات تغیر نیابد۔

فعلمه تعالى متعلق بما هو قديم و بما هو حادث ولم يتغير باختلاف المعلومات حتى ما بلغ العلم فاعلم ان المعرفة موقوفة فى نفس عارف فلا يعرف ما فى غيرها فالمعرفة حقيقيّا بما قام بقيامه الحقيقى فى نفس عارف و مجازيا بما قام بقيامه المجازى فيها والقيام المجازى لا يتحقق الا بما قام بقيامه الحقيقى فى نفس عارف وهو شبه الذى هو وجه معرفة فاعلم ان الشبه لتكيف علم فى مرتبة مثال بكيفية معلوم لا ما يقوم فيه وعليه كصورة فى مرات وعلى غيرها فيحتاج الى وجود متقدم منه فان حصول شئ صنعا ليحتاج الى شبه متقدم منه وعلما ش عطف على صنعا اى حصول شئ علما م على وجهين بنفسه من حيث ان الشبه ليحتاج الى نفس شئ وهو مقصود و بشبهه ش عطف على بنفسه م من حيث ان معرفة شئ لتحتاج الى شبه الذى هو وجه معرفة فلا نزاع والحق انهما معا بتاخر رتبى فلا يعرف عارف غير ما هو متقدم من شبه متقدم ش من مصنوع م لصنع ومتقدم من شبه متاخر ش من معلوم م لعلم

ترجمہ پس علم او تعالی متعلق است بانچه که او قدیم است و بانچه که او حادث است و باختلاف معلومات تا آنچه که این علم در رسید تغیر نیافت و بدانکه ہر آئینہ معرفت موقوف است بنفس عارف پس نشناخته شود آنچه که در غیر او ہست پس معرفت از روی حقیقی بآن چیز است که بقیام حقیقی خود در نفس عارف قائم است۔ و بطور مجازی بانچه که قائم بقیام مجازی ہست درو یعنی در نفس عارف و قیام مجازی ثابت و متحقق نشود مگر بانچه که در نفس عارف بقیام حقیقی قائم است۔ و او شباہت آنکه او ہست وجه معرفت۔ و بدانکه ہر آئینہ شبه البته تکیف علم است یعنی چگونگی علم در مرتبه مثال بکیفیت معلوم نه آنچه که قائم شود درو و بروی ہمچو صورت در آئینه و بر غیر او پس این شبه محتاج باشد سوی وجود مقدم از وست پس ہر آئینه حاصل شدن چیزی بطور صنع البته محتاج باشد سوی شبه که از آن شی متقدم است و حصول شی بطور علم بر دو وجه است یکی بنفس شے ازین حیثیت که شبه البته احتیاج دارد سوی نفس شے که او مقصود ہست۔ دوم بشبه ازین حیثیت که معرفت شی البته احتیاج دارد سوی شبه آنکه او وجه معرفت ہست پس نیست نزاعی۔ و حق ہمین ہست که ہر آئینه علم ہر دو معًا است بتاخر رتبی یعنی پیش ماندن از روئے رتبه است نه بطور حقیقت۔ پس عارف نمی شناسد غیر آن چیز را که او متقدم است از شبه متقدم ہست او از مصنوع برای صنع این مصنوع۔ و متقدم از شبه متاخر که از معلوم ہست برای علم است

بیان علم اللہ شامل ماضی و حال و مستقبل

بیان آنکه معرفت موقوف در نفس عارف است

بیان آنکه وجوہ معرفت ۔۔۔ شبه

بیان ۔۔۔ و شبه آنہا معًا بتاخر رتبی است

فوسیلۃ معرفۃ لهما ش ای لما هو متقدم من شبہ متقدم لصنع ومتقدم من شبہ متاخر لعلم م وصف جامع ومانع والجامع ظل ذی ظل والمانع مسلوبہ وهو معرضہ وان نفی احدهما ش ای احد من وصف جامع و مانع م فالمعرفۃ ممنوعۃ فالتابعیۃ والمتبوعیۃ وهی العابدیۃ والمعبودیۃ بمعرار الوصف الجامع والمانع فهی مورثۃ التصدیق وهو حصول معرفۃ شئ کما هو وهو وهنا الاسم للمعنی ش ای حصول معرفۃ شئ کما هو هو لا لمعنی مصدری م ومحلہ القلب العنصری ومبدأہ من حد اعلی مرتبۃ حواس باطنۃ الی حد اسفلها الی مرتبۃ مثال ش الی انتهائیۃ علی اصل غیر جنس م فمن تصدیق الی تصور ش ای الی انتهاء تصور علی اصل غیر جنس م وهو حصول شبہ شئ کما هو هو لقصد ش غیر معین م وهنا الاسم للمعنی ش ای حصول شبہ شئ کما هو هو لا لمعنی مصدری م ومحلہ الدماغ و مبدأہ من حد اعلی مرتبۃ مثال الی حد اسفلها الی مرتبۃ شهود ش الی انتهائیۃ علی اصل غیر جنس م فالتصدیق والتصور هما اعتباران زائدان علی المعرفۃ بنسبتهما الی معروف

ترجمہ پس وسیلہ معرفت برائی ہر دو یعنی برائی آنچہ کہ او متقدم است از شبہ متقدم کہ برائی صنع است وہم متقدم است از شبہ متاخر کہ برائی علم است۔ وصف جامع ومانع است۔ و وصف جامع ظل ذی ظل است یعنی عکس صاحب عکس۔ و وصف مانع مسلوب ذی ظل کہ او معرض او است یعنی این مسلوب جائے ظہور ظل است۔ واگر یکے از ہر دو وصف جامع و مانع است ہم مورد تصدیق است۔ مورثۃ بفتح را بمعنی برانگیختن و فرو ختن است یعنی از ینجا تصدیق برانگیزد و بیفروزد۔ وهو یعنی تصدیق حصول معرفت چیزی است ہمچنان کہ او او ست۔ و اینجا تصدیق اسم است برای ہمعنی کہ او حصول معرفت شئ است کما ہو ہو نہ برائے معنی مصدر۔ و محل تصدیق قلب عنصری است۔ و مبدء یعنی جائے آغاز او از حد اعلی مرتبہ حواس باطنہ تا حد اسفل مرتبۂ او تا مرتبۂ مثال۔ الی تای انتهائیہ بر قاعدۂ غیر جنس است کہ در ہر دو دخول یکی بدیگری نباشد۔ و از تصدیق تا تصور کہ او حاصل شدن شبہ چیزی است ہمچنان کہ او او ست برائی قصد غیر معین۔ و حرف تا درین جملہ ہم بر قاعدۂ غیر جنس است۔ و تصور باعتبار ہمعنی کہ او حصول شبہ شئ است ہمچنانکہ او او ست ہنجا اسم است نہ برائے معنی مصدری۔ و محل او دماغ است۔ و مبدء او از حد اعلی مرتبۂ مثال تا حد اسفل او تا مرتبۂ شہود۔ حرف تا اینجا ہم بر قاعدۂ غیر جنس است پس تصدیق و تصور ہر دو اعتبار اند زائد بر معرفت بہ نسبت و باعتبار تعلق ہر دو بسوئے معروف

بیان تصدیق وتصور

بیان محل ومبدء تصدیق

بیان محل ومبدء تصور

وَالتصدیقُ یتعلّقُ بحسّیٍ وبغیرِہٖ بدلالۃٍ الیہِ وَالتصوّرُ **ش** یتعلّق **م** بحسّیٍ فقط فالمعقولُ غیرُ حسّیٍ وکدلالۃٍ ونسبۃٍ وربطٍ منہ (ای نوعٌ من المعقول) **ش** فمستنبطٌ من الکلامِ انّ الحسّیَّ مصدَّقٌ بتصورِہٖ ضرورتًا والمعقولَ مصدَّقٌ بدلالۃٍ الیہِ بحثًا فلمّا ارید علمُ شیءٍ فینبعثُ علمُہٗ من محلِ تصدیقٍ الی مرادٍ من الحسّیاتِ ویتوجّہُ من محلِ تصورٍ الیہِ ویتعلّقُ بہٖ فیحصل شبہُہٗ فی محلِ تصورٍ بقیامٍ الحقیقی فیُعلم فی محلِ تصدیقٍ توسعًا او اختصاصًا او اثباتًا او نفیًا والیٰ مرادٍ من المعقولاتِ بدلالۃٍ الیہ بحتًا وکیفیۃُ الانبعاثِ والتعلقِ والحصولِ مجھولۃٌ علی التحقیقِ فالتصدیقُ مقدّمٌ مقصودًا وقریبٌ باعلاہ ومؤخّرٌ حصولًا **ش** ای حصولَ شیءٍ **م** فی حدِ اعتبارِہٖ وَالتصوّرُ مؤخّرٌ سببًا ومقدّمٌ فی حدِ اعتبارِہٖ حصولًا سببیًا **ش** ای حصولَ شبہِ شیءٍ بسببہٖ **م** فلیس مقصودًا بذاتہٖ الّا بسببیۃٍ وَالقلبُ فی الحالِ **ش** ای حالَ التصورِ **م** لاہٍ وساہٍ وَالتصدیقُ من افعالٍ اختیاریۃٍ بخلافِ المعرفۃِ **ش** ای لیست باختیاریۃٍ **م** فیُشرَّفُ حواسٌّ ظاھرۃٌ فی عالمِ الشھودِ باقرارِہٖ والاقرارُ ماھو فی عالمِ الشھودِ من اثرِ ما ھو فی عالمِ المثالِ تصدیقًا

ترجمہ و تصدیق بحسّی و بغیر حسّی تعلق دارد بدلالت سوئے او۔ و تصور فقط بحسّی تعلق دارد۔ پس معقول غیر حسّی است و بیچ دلالت و نسبت و ربط از معقول آمده۔ پس ازین کلام مستنبط است یعنی بیرون آورده که حسّی ضرورتًا بتصور خود مصدّق یعنی تصدیق کرده شده از آنکه تعلق تصور فقط بحسّی است پس حسّی ضرورتًا باو مصدّق آمده۔ و معقول مصدّق است بدلالت سوئے خود از روی بحث یعنی تصدیق معقول صرف بدلالت آمده خالص از هر چیز از آنکه معقول غیر حسّی است۔ و چون دانستن چیزی اراده کرده شود۔ پس علم از محل تصدیق که قلب عنصری است بر انگیزد سوئے مرادی که از حسّیات است۔ و متوجه میشود از محل تصور که دماغ است سوئے مراد شئ حسّی و متعلق شود باو پس شبیه او در محل تصور بقیام حقیقی خود حاصل شود پس دانسته شود آن چیز در محل تصدیق از روئے توسع یا اختصاص یا از روئے اثبات یا نفی و چون علم دانستن چیزی از محل تصدیق سوئے مرادی که از معقولات است بر انگیزد صرف بدلالت است سوئے آن شئ از روئے بحث۔ و کیفیت انبعاث یعنی بر انگیختگی علم۔ و تعلق۔ و حصول۔ بر بنای تحقیق مجهول است پس تصدیق مقدم است از روئے مقصود و قریب است باعلاء او یعنی به برتر مرتبه مقصود است او از روئے حصول شئ در حد اعتبار خود مؤخر است۔ و تصور از روئے سبب مؤخر است۔ و در حد اعتبار خود از روئے حصول سببیت یعنی حصول شبه شئے که بسبب او است مقدم است۔ پس این تصور مقصود بذاته نیست مگر بنا بر سببیت او۔ و دل بحال یعنی در وقت تصور قلب لاهی و ساهی است یعنی غافل و بیخبر است۔ و تصدیق از افعال اختیاریه است بخلاف معرفت که اختیاریه نیست پس حواس ظاهره در عالم شهود باقرار او مشرف شوند۔

بیان اعتبار زائد تصدیق
تصدیق بر معرفت و تعلق او بحسّی و غیر حسّی بر دو وجه فقط بحسّی و تصدیق غیر حسّی بتصور و نسبت لها معقول بالتّ

بیان کیفیت علم حسّی و غیر حسّی
چگونه بر خیزد و از کجا و بیچ رو آرد از کجا بوسیله کدام و چگونه حاصل آید +

کیفیت انبعاث علم و تعلق و حصول مجهول است +

بیان آنکه بنا بر مقصود تصدیق مقدم و بنا بر حصول مؤخر است

و تصور بنا بر سبب مؤخر است و از روئے حصول مقدم است نه مقصود

فتصديقُ الذي يفيد للايمان الشرعي بقبولِ المصدَّقِ والاقرار الذي يدلُّ على صحةِ التصديقِ باتيانِ اثرِ التصديقِ وهو مصدَّقٌ حقيقةً وان لم يكن في التصديقِ مصدَّقاً لكنه دليله ظنّاً ولا يكذّب به وعالم الشهود لتكميلِ المعرفةِ والحكمةِ فالاقرارُ في حكمه كالتصديقِ في حكمه فرضاً ووجوباً واستحباباً شرعياً وعقلياً وليس اقرار اللسانِ بدليلٍ على التصديقِ الّا ظنّاً ومجازاً ولا يكذّب به ولا يزولُ التصديقُ بزوالِ الاقرار الدليل عليه ولا يزول الاقرارُ الّا بضدّه **ش** اى بانكار ما هو مقرٌّ **م** واليقينُ تحققُ علمٍ لمعلومٍ من حيث هو هو فلا يصله الشكُّ الذى يمنع تحققه فلا يزيدُ ولا ينقص في حدّه لكنه اذا كان لمعلومٍ غير الذى علم من قبلُ فيزيدُ في غيرِ حدِّ الذى حصل من قبل فهما متغايران باعتبارِ المعلومِ فالزيادةُ عليه من غيره لا في حدّه واعلم انما الايمانُ بعد زوال الكفر فان زاد او نقص الايمانُ لزم الكفرُ في الحالِ ولا يجتمعانِ - واعلم انما المصدَّقُ مغائرُ تصديقه **ش** اى ليس عين تصديقه **م** مع ربطه به لا ينقطع **ش**

ترجمه پس تصدیق آنکه مفید میشود ایمانِ شرعی را بقبولِ مصدَّق است یعنی بچیزی که تصدیق کرده شد - واقرار آنکه دلالت میکند بر صحت تصدیق باآمدنِ اثرِ تصدیق است واو درحقیقت مصدَّق است اگرچه در تصدیق مصدَّق نباشد لیکن او یعنی اقرار از روی ظن دلیل تصدیق است که باقرار کذب نکرده شود و دروغ گفته نشود - وعالم شهود برای تکمیل معرفت وحکمت ثابت آمده پس اقرار در حکمِ خود همچو تصدیق است که او از روی فرض و وجوب و استحباب که از راه شرعی وعقلی است - و اقرار زبانی دلیل بر تصدیق نیست مگر بطور ظن ومجاز یعنی اقرار زبانی دلیل ظنی است که مجازاً بر تصدیق محمول شود و باقرار دروغ و باطل گفته نشود - و بزوالِ اقرار تصدیق زائل نشود مگر زائل شود دلیل آن که تصدیق است - واقرار زائل نمیشود مگر بضدِ او یعنی بانکارِ آنچه که او مقر است یا بانکار چیزی که او را اقراری کرد - و یقین تحقق علم است برای معلوم من حیث هو هو یعنی از انطور که او اوست پس نمیرسد او را شک آنکه تحقق او را مانع باشد پس یقین در حدِ خود بیش وکم نمی شود ولکن او هرگاه برای معلوم غیر آن باشد که از پیش دانسته شد پس بیش میشود در غیر حدیکه آن از قبل حاصل شد پس باعتبار معلوم هر دو متغائرند پس زیادت بروی از غیر اوست نه در حدِ او - وبدانکه جز این نیست که ایمان بعد زوال کفر است پس اگر ایمان بیش شد یا کم کفر در حال لازم شد - وایمان وکفر هر دو مجتمع نمی شوند - وبدانکه جز این نیست که مصدَّق مغائر تصدیق خود است یعنی نیست عین تصدیق او باربطِ تصدیق بمصدَّق که منقطع نشود این ربط

بیان الیقین وتعریفه ولا یزید ولا ینقص

ای ربط التصدیق بالمصدّق لاینقطع م فالمصدّق لایتحقق دون التصدیق والتصدیق لایتحقق دون المصدّق ش فهما لازم وملزوم بینهما م ومن هنا الایمان والاسلام لم یفترقا افتراقة کلیة بینهما ش ومن هنا الالفاظ المترادفة کالایمان والعمل والتصدیق والاقرار کلها بمراد واحد م توجد العلم والمعرفة والتصدیق والیقین علی وجودهم الحاصل باطل الا علی تجدده بمثله فتشخصهم ش اعلم ان العلم علی وجوده علم معلومه وهو باطل وقس علیه المعرفة والتصدیق والیقین وان تشخص ماهیة مجردة متجدد لانه هو عین نفسها لا تشخص زائد علیها منها م علی تشخصهم الحاصل الزائد علی ماهیة منها باطل لا ش یبطل م تشخصهم علی تشخصهم الذی هو عین ماهیة اذ هو یتجدد معها الا علی العلم معرفة وعلیها تصدیق وعلیه توصیف وتکمیلهم علی بناء مفعولهم فی عالم الشهود فضلا عن حدهم ش ای زیادة تمییز من التکمیل

لان یتم الفعل علی المفعول ۱۲

ترجمہ یعنی مصدّق گو مغائر تصدیق خود است ولیکن درمیان شان ربطی است چنانکہ یکی بدیگر جدا نمی شود۔ پس مصدّق بغیر تصدیق متحقق نشود و نہ تصدیق بغیر مصدّق ثابت آید پس ہر دو درمیان ہر دو لازم و ملزوم اند۔ و ازینجا است کہ ایمان و اسلام ہر دو جدا نیا مدند چنانکہ درمیان ہر دو تفرقہ کلیہ یعنی کامل جدائی باشد۔ و ازینجا است کہ این الفاظ مترادف آمدند چون ایمان و عمل و تصدیق و اقرار کہ ہمہ آنہا بمراد واحد اند۔ پس وجود علم و معرفت و تصدیق و یقین بر وجود حاصل شان باطل است مگر بر بنائے تجدد او بمثل او۔ بدانکہ ہر آئینہ علم بر وجود خود علم معلوم خود ہست کہ او باطل است۔ و قیاس کن برین معرفت و تصدیق و یقین را۔ و بدانکہ ہر آئینہ تشخص ماہیت مجردہ متجدد ہست یعنی نو آیندہ از انکہ این تشخص او عین نفس ہست تشخص زائد بر ماہیت او نیست پس تشخص شان بر تشخص حاصل شان کہ این زائد بر ماہیت ہست از ماہیت باطل است۔ و ازین باطل نمی شود تشخص شان کہ بر تشخصی است کہ او عین ماہیت شان ہست از انکہ او با ماہیت متجدد میشود۔ پس معلوم شد کہ وجود علم و معرفت وغیرہ و تشخص شان بر وجود علم و بر تشخص زائد ہر دو حاصل شان باطل است مگر آن علم وغیرہ بر بنائے تجدد او کہ بمثل او است باطل نمی شود۔ و نہ باطل شود تشخص کہ زائد است بر تشخص ماہیت کہ این عین ماہیت است کہ با ماہیت متجدد مے شود۔ مگر بر وجود علم وجود معرفت صحیح و درست است و بر معرفت تصدیق و بر او توصیف و تکمیل شان بر بنائے مفعول شان در عالم شہود است از انکہ فعل بر مفعول تمام شود و این تکمیل شان بطور فضل و زیادت است از حد تعین شان +

بیان الوجود علی الوجود باطل

بیان التشخص علی التشخص الزائد علی الماہیۃ و عین الماہیۃ

بیان آنکہ وجود بر وجود باطل است مع کیفیت ہر دو تشخص کہ زائد بر ماہیت و عین ماہیت است +

بیان آنکہ بر وجود علم وجود معرفت و بر آن تصدیق و بر او توصیف درست و صحیح است فضلاً در حد تعین شان +

ای هذا تکمیلهم من الله عن حد تعیینهم م لانتهاء معرفة المقصودات بدلائل التی فی عالم الشهود فللاقرار درجات علی وفق ما فی عالم المثال ش ای من العلم والمعرفة والتصدیق والیقین م وهذا الکلام فی وجه لطیف فان اصبته فاستکثرت فی الخیر وان زغت فذلک مالک . فاعلم ان المؤمن من ش من تشیر الی انتزاع وتبعیض م ظل موجودات فذ بتبعیة متضمنا بها بقیامه المجازی عنها فالوجود ش ای وجود المؤمن م مشترک بها ش ای بموجودات قدیمة م وصفا وهی منشاءه فتابعیته ومتبوع له وعابدیته ومعبود له من هذه ش ای هذه الموجودات القدیمة م فالتوفیق ش الذی مصطلح الشرع الشریف م ثابت ش بتوفیق المؤمن بموجودات قدیمة م والتوفیق یتعلق بالفعل والموفق مفعول متعاقب لا متقدم اذ هو غیر معقول ولا متاخر اذ هو متباعد ممنوع ولا معه اذ هو فی ثابتین ولا احتیاج بینهما فان لا ظن ان یراد معه بمعنی متعاقب والظل یقتضی قربة ودویة وفناء کلها نظریة

ترجمه و این تکمیل درعالم شهود بدین سبب آمده که انتهاء معرفت مقصودات بدلائل است که آنها درعالم شهود اند پس برای اقرار درجها اند بر وفق آنچه که درعالم مثال است یعنی درجهای اقرار بر موافقت وسازواری آنچیز است که درعالم مثال است از علم و معرفت و تصدیق و یقین - واین کلام در وجه لطیف است پس اگر رسی او را بصواب پس در خیر بیشی گرفتی واگر کجی کردی پس برای تست آنچه برای تو هست - پس بدانکه مرآئینه مومن از ظل موجودات قدیمه است یعنی انتزاع شده از بعض عکس موجودات قدیمه آمده که بسبب قیام مجازی از ان موجودات این ظل بموجودات تضمن دارد - پس وجود مومن از روی وصف بموجودات قدیمه مشترک است که منشاء این وجود همو موجودات قدیمه است - پس تابعیت او یعنی تابع شدن او ومتبوع بلری او وعابد شدن او ومعبود برای او ازین موجودات قدیمه است - پس توفیق که در لغت دو چیز را موافق کردن است آن در شرع شریف اصطلاح آمده بتوفیق مومن بموجودات قدیمه ثابت است - وتوفیق متعلق بفعل باشد - وموفق یعنی توفیق یافته مفعول است متعاقب فعل نه متقدم از انکه تقدم مفعول از و غیر معقول است - ونه متاخر از انکه تاخر او متباعد است وبعد باهم ممنوع - ونه مع او است از انکه معقول در ثابتین است یعنی ثابت است آن در دو ثابت - ودرمیان بر دو فعل و مفعول احتیاجی نیست - پس مرآئینه من گمان میکنم اینکه اراده کرده شود با او یعنی مع او بمعنی متعاقب - وظل قربت ودوریت وفنا را در دنیا که همه ها نظریه اند

فی حدِ اعتبارِھا مع قربةٍ حقیقیةٍ غیرِ مکیفاتٍ بحسبِ حقیقةِ مقربٍ الیہِ
حال من القربة والرویة والفناء کلہا نظریة ۱۲
ومرئیٍ ومفنیٍ بہٖ وھو ذو ظلٍ فی الدنیا ش متعلق یقتضی م فیجرُّہ
الی رویةٍ حقیقیةٍ مع قربةٍ حقیقیةٍ وفناءٍ نظریٍ فی حدِ اعتبارٍ فی الجنة
ش متعلق بیجر م قال سبحانہ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
وکلُّ ذٰلک ماذُکر فی الرویةِ بحسبِ ارادةِ المعبودِ لا ممتنعًا ش فجازت رویةٌ
حقیقیةٌ فی الدنیا لانہ تعالی قادرٌ علی ان یخلقَ بصرَ الذی یراہ تعالی فی
الدنیا کما یخلقُہ فی الجنةِ لرویةٍ حقیقیةٍ وقیل فی الکلامِ کیف سوال الرسول
علی الممنوعِ ای ربِ ارنی فقیل نعم کیف علی الممنوعِ ای لیست رویةٌ حقیقیةٌ
فی الدنیا ممنوعةً بل ھی جائزةٌ بدلیلِ ربِّ ارنی م فیجوز بعدٌ نظریٌ لجوازِ
نفیِ قربةٍ نظریةٍ لا بعدٌ حقیقیٌ لوجوبِ قربةٍ حقیقیةٍ ولا فناءٌ حقیقیٌ لامتناعِ
فناءٍ فی غیرِہٖ حقیقتًا وما من قربٍ فی طاعةٍ ھو نظریٌ او اتصالیٌ یوصلُ
الی حقیقیٍ او مجازیٍ معلومٍ او مجہولٍ وقیل من متشابہاتٍ والبعدُ فی المعصیةِ

ترجمہ درحدِ اعتبار خودہا مع قربتِ حقیقیہ حال آنکہ اینہمہ کہ نظریہ اند باعتبارِ حقیقتِ مقرَّبٌ الیہ یعنی آنکہ قربت ونزدیکی
حاصل شدہ است و باعتبارِ حقیقتِ مرئی یعنی آنکہ دیدہ شدہ است و باعتبارِ حقیقتِ مفنی بہ یعنی آنکہ بدو فنا حاصل کردہ است
غیر مکیَّف اند یعنی کیفیتش معلوم نیست ۔ واو ذو ظل یعنی صاحبِ ظل است کہ از وے عکس وسایہ حاصل آمدہ و مقرب الیہ است
و مرئی و مفنی بہ در دنیا ۔ پس این ظل در جنت سوئے رویتِ حقیقیہ میکشد مع قربتِ حقیقیہ و فناءِ نظری در حدِ اعتبار این
ہمہ ۔ فرمود سبحانہ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ در سورہ قیامۃ رکوع اول ۔ یعنی رویہا باشند
دران روز ترو تازہ ۔ سوئے پروردگارِ خود نگران ۔ و اینہمہ آنچہ کہ در رویت مذکور آمدہ بحسب ارادۂ معبود است آنچنانکہ
او خواہد ۔ نہ از روئے منع کہ منع نیست ۔ پس در دنیا رویتِ حقیقیہ جائز شد از آنکہ او تعالیٰ قادر است برانیکہ پیدا فرماید بصر و
بینائی کہ او تعالیٰ را در دنیا بہ بیند چنانچہ خواہد آفرید بصر را در جنت برائے رویتِ حقیقیہ ۔ و درین کلام گفتہ شد کہ سوال
رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام چگونہ باشد بر ممنوع کہ گفت رَبِّ اَرِنِیْ یعنی ای رب مرا بنما پس گفتہ شد آری چگونہ بر ممنوع باشد
یعنی رویتِ حقیقیہ در دنیا ممنوع نیست بلکہ این رویت بدلیل رَبِّ اَرِنِیْ جائز است پس بعدِ نظری جائز باشد بسببِ جوازِ نفیِ قربتِ نظریہ
نہ بعدِ حقیقی بسبب وجوب قربتِ حقیقیہ ۔ و نہ جائز باشد فناءِ حقیقی از آنکہ فناء در غیر خود حقیقتًا ممتنع آمد ۔ و آنچہ از قرب کہ طاعۃ است آن نظری
است یا اتصالی کہ سوئے حقیقی یا مجازی معلوم یا مجہول می پیوندد ۔ و گفتہ شد کہ این قرب از متشابہات است و بعد کہ در معصیت است

بیان آنکہ رویتِ حقیقی در دنیا جائز باشد مع دلائل او +

بیان آنکہ بعدِ نظری جائز است نہ بعدِ حقیقی و نہ فنائے حقیقی ۔ و قرب در طاعت نظری است یا اتصالی وغیرہ +

هو سلبُ المذكورِ فاعلم ان غايةَ التحقيقِ فى مسئلةِ رويةٍ فى الدّنيا كما يُشرّفُ الرّائى بها انّها واقعةٌ فى عالمِ المثالِ لانّه غايةُ شبهٍ ظلًّا لا **ش** تقعُ **م** فى عالمِ الشهودِ ولو وقعتْ فى روياً او يقظةٍ وانما يكشفُ عالمُ المثالِ لبعضِ اولياءِ اللّٰهِ تعالىٰ فى يقظةٍ فلا منعَ لها فى اليقظةِ وهٰذه الرويةُ بحجابٍ منسوبٍ اليه تعالىٰ من تنزيهِه تعالىٰ او تشبيهِه تعالىٰ ولا تحصرُ بصورةٍ معينةٍ حتّى تمنعَ فى غيرِها تحدثُ بحكمتِه وقدرتِه تعالىٰ كما يشآءُ وهو الحكيمُ القديرُ كما ذُكرَ فى تقريرِه فى محلِه **ش** اى ذكرِ كيفيةِ اثباتِ مرتبةِ الحجابِ بين القديمِ والحادثِ المخلوقِ **م** وقد تأوّلَ الصّورةُ بما شاءَ اللّٰهُ تعالىٰ فههنا مسئلةُ وحدةِ الوجودِ **ش** الاضافةُ بمعنى فى **م** مصطلحةُ متصوفينَ فى عروجِ نظرِهم الى موجوداتٍ قديمةٍ من غيرِ تمايزِ مسلوباتِها لانّ تمايزَ مسلوباتِها موقوفٌ على انبائِها من حادثٍ فهما **ش** اى الحادثُ والمسلوباتُ التى مُنبّئةٌ عليها من الحادثِ **م** يفنيانِ من علمِ الذى ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قديمةٍ بقطعِ نظرٍ عن غيرِها اعتباراً من جهةٍ فلا يقابلُهما غيرُها فى العلمِ **ش**

ترجمہ او سلب مذکور است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ انتہائی تحقیق در مسئلہ رویت در دنیا چنانچہ بینندہ بدو مشرف میشود آنکہ او واقع است در عالم مثال از انکہ ایں عالم بطور ظل شبہ را غایت آمدہ۔ نہ ایں رویت در عالم شہود واقع شود اگرچہ در خواب یا در بیداری واقع شد۔ وجز ایں نیست کہ عالم مثال برائی بعض اولیاء اللہ تعالیٰ در بیداری کشف می شود پس برائی شاں در بیداری منع نیست۔ وایں رویت بحجاب ہست کہ بسوئی او تعالیٰ نسبت کردہ شدہ ہست از تنزیہ او تعالیٰ یا تشبیہ او تعالیٰ۔ وایں رویت حصر نمی یابد بصورت معیّن تا کہ منع شود در غیر صورت کہ آں صورت بحکمت و قدرت او تعالیٰ آنچنانکہ او میخواہد حادث می شود واو ہست حکیم و قدیر یعنی بسیار صاحب حکمت وصاحب قدرت چنانچہ ذکر کردہ شد در تقریر او یعنی در قرار دادن تعبیر حجاب در محل او یعنی ایں بیان در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق ہست۔ وگاہی تاویل کردہ شود صورت بانچہ کہ خواست خدا تعالیٰ۔ پس ہمیں جا ہست مسئلہ وحدۃ الوجود وایں اضافت بمعنی فی ہست یعنی وحدہ در وجود اصطلاح کردہ متصوفین ہست کہ در عروج نظر شاں سوئی موجودات قدیمہ ایں وحدۃ وجود پیش آید بسبب تمایز نماندن مسلوبات موجودات قدیمہ از انکہ تمایز مسلوبات آنہا موقوف ست بر آگہی دادہ شدن شاں از حادث۔ وہر دو یعنی حادث ومسلوبات آنکہ از حادث برینہا آگہی دادہ شدہ ہست فانی میشوند از علم آنکہ ظل از علم

بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود

بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت

بیان وحدت وجود و وحدت شہود

ای علمُ الذی ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قدیمۃٍ بقطعِ نظرٍ عن غیرِہا اعتباراً من جہۃٍ **م** لکنّ تاملٌ فی ظلِّ علمِ موجوداتٍ قدیمۃٍ بقطعِ نظرٍ عن غیرِہا انّ لا یعلمَ موجوداتٍ قدیمۃٍ بنفسہا لحدوثہ فیحتاج الی دلالۃٍ بنفسہٖ لا بغیرہٖ لکنّ لا یمھلُ الی تمایزِ نفسِہٖ فتعذّرَ فالصوفی بائنٌ عما فنی وکائنٌ فیما بقی وما ھو مع تمایزِ مسلوباتٍ وحدۃُ الشہودِ **ش** بمعنی مقابلۃٍ والاضافۃ بمعنی فی **م** لانّ مسلوباتٍ منبئۃٌ علیہا من حادثٍ فھما **ش** ای الحادثُ والمسلوباتِ التی منبئۃٌ علیہا من الحادثِ **م** یبقیانِ فی علمِ الذی ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قدیمۃٍ وغیرِہا مستجمعھما اعتباراً من جہتین فیقابلہا غیرُہا مع روابطِ التی بینہما **ش** ای موجوداتٍ قدیمۃٍ وغیرِہا من حادثٍ **م** فھھنا احوالٌ فیجدُ وحدۃَ الوجودِ الواجبِ سبحانہ دلالۃً من غیرِہٖ سبحانہ الی ما نصیبُہ من الولایۃِ الخمسۃِ فیجد کلّہ منہ سبحانہ فیجد انّہ ھو العارفُ والمعروفُ بنفسہٖ سبحانہ فینزلُ باستجماعِ العلمِ المذکورِ مع معیۃٍ وقربٍ واحاطۃٍ

ترجمہ یعنی دریں علم آنکہ از علم موجودات قدیمہ ظل است کہ او از غیر آں موجودات قطع نظر دارد و ایں ظل از روئے اعتباری است کہ از یک جہت است ۔ لیکن در ظل علم موجودات قدیمہ کہ بقطع نظر از غیر او ست تامل است یا تامل و فکر کن آنکہ ایں ظل موجودات قدیمہ را بنفس ایشاں بسبب حدوث خود نمیداند پس محتاج باشد سوئے دلالت بنفس خود نہ بغیر خود لیکن سوئے تمایز نفس خود مہلت نمی یابد بسبب سرعت فنائے خود ۔ پس متعذر آمد کہ تمایز نفس خود کند و برآگہی او مسلوبات را بمقابلہ موجودات بداند ۔ پس صوفی بائن عما فنی وکائن فیما بقی است یعنی از آنچہ کہ فانی شد بائن و جدا است و در آنچہ کہ باقی آمد کائن و شوندہ است ۔ و آنچہ کہ او مع تمایز مسلوبات است وحدت شہود است ۔ و اینجا شہود بمقابلہ وجود است ۔ و اضافت بمعنی فی یعنی وحدت شہود کہ مقابل وجود است از آنکہ مسلوبات آنکہ بر او از حادث آگہی او شدند ۔ پس ہر دو حادث و مسلوبات کہ بریں از حادث آگہی است باقی مانند در علم آنکہ از ظل است از علم موجودات قدیمہ و غیر او کہ ہر دو را ایں علم جمع آوردندہ است از روئے اعتبار کہ او را از ہر دو جہت است پس دریں علم غیر موجودات مقابل او می شود مع روابط و تعلقاتیکہ درمیان ایں ہر دو است یعنی موجودات قدیمہ و غیر او از حادث ۔ و اینجا احوال اند ۔ پس می یابد وحدت وجود واجب سبحانہ را بدلالت از غیر او سبحانہ تا آنچہ کہ نصیب او است از ولایت خمسہ ۔ و می یابد کہ سر آئینہ شان اینست کہ ہمو عارف و معروف بنفس او سبحانہ است ۔ پس نزول کند باستجماع علم کہ مذکور آمد مع معیت و قرب و احاطت

مع تجاوزِ رتبتي في حدودهم بحق اليقينِ فلا يطيقُ النطقَ في حالِه فقد صدق قولُه صلعم من عرف ربَّه فكلَّ لسانُه، فقد حق قولُه صلعم المؤمنُ مرآةُ المؤمنِ، في الوجهين شـ اي وجهِ وحدةِ الوجودِ ووجهِ وحدةِ الشهودِ مع تفاوت وجهٍ فينشعُ الاصلُ شـ اي المؤمن مرآةُ المؤمن في فروعِه حتى ماشاءَ اللهُ تعالى سنذكره ان شاءَ اللهُ تعالى فاعلم في وحدةِ الوجودِ اختلافُ الحالِ فمنه المذكورُ ومنه انْ لولم تتمايز مسلوباتٌ كالمذكورِ لابد له شـ اي لبعض الحالِ من غير المذكورِ من وجودٍ مطلقٍ متمايزٍ من تقييدِ اعتباراتٍ له وهما على ماهيةٍ واحدةٍ لا على ماهيتين ففيه شـ اي وجود مطلق انكشافُ بداهةِ وجودِ الذاتِ تعالت في مرتبةِ حقِ اليقين حتى انمحى حادثٌ من علمِ حادثٍ فلا يميَّز حاسٌ ومحسوسٌ الا الذاتُ تعالت وغيرُها معقولٌ على اعتبارِه والحقيقُ انَّ الذاتَ تعالت بحاسَّةٍ ومحسوسةٍ بل هي موجودةٌ ببداهتها مع صفاتها تنزهًا وغيرها

ترجمہ مع تجاوز رتبتی در حدود ایشاں بحق الیقین۔ پس گویائی طاقت ندارد در حال خود۔ پس البتہ راست آمد قول او صلعم من عرف ربہ فکل لسانہ یعنی ہر کہ بشناخت رب خود را پس گنگ شد زبان او۔ و البتہ محقق شد قول او صلعم المؤمن مرآۃ المؤمن یعنی مومن آئینہ مومن است۔ در ہر دو وجہ یعنی در وجہ وحدۃ الوجود و در وجہ وحدۃ شہود مع تفاوت وجہ کہ عنقریب ذکر آمدہ یعنی فانی شدن یا باقی ماندن حادث و مسلوبات از علم آنکہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر ایں موجودات یا مع غیر ایں مع تمایز مسلوبات بارو اظہر کند میان موجودات و غیر ایں از حادث ہست پس جاری شود ایں قاعدہ کہ مومن آئینہ مومن ہست در فروع او تا ہر چہ کہ خواستہ ہست خدائے تعالی۔ اگر خدائے تعالی خواہد عنقریب ذکر کنیم۔ پس بدانکہ در وحدت وجود اختلاف حال ہست۔ پس بعض ازو مذکور است۔ و ازو ہست آنکہ اگر مسلوبات مثل مذکور متمایز نشدہ۔ برائی بعض حال از غیر مذکور چارہ نیست کہ از وجود مطلق باشد کہ متمایز است ایں وجود مطلق از تقیید اعتبارات کہ برائی او ہست۔ و بیان تقیید اعتبارات در ذکر مقامات مذکورہ آمدہ۔ و ہر دو یعنی وجود مطلق مع تقیید اعتبارات ثابت بر یک ماہیت واحدہ اند نہ بر ماہیتین پس در وجود مطلق انکشاف بداہت وجود ذات برتر است در مرتبہ حق الیقین تا آنکہ حادث از علم حادث محو و پاک شود پس حاس و محسوس تمیز نکردہ شوند مگر ذات تعالی و غیر او معقول باشند باعتبار او۔ و سزاوار ہست کہ ذات تعالی حاسہ و محسوسہ نیست بلکہ او موجود ہست ببداہت خود مع صفات خود بطور تنزہ۔ و غیر او

مرجوعِ حرف ربہ فکل لسانہ الحدیث والمومن مراۃ المومن الحدیث فی ضمن الکلام

بیان اختلاف احوال فی وحدۃ الوجود

انکشاف وجود ذات او تعالی ببداہت در مرتبہ حق الیقین

حاسٌ ومحسوسٌ لکنّہ انمحی من علمہٖ فتعذّر وانتسابُ الحسِّ الیہا المنقضی فناءِ غیرِھا وھٰذہِ الحالۃُ اللاحقۃُ فی شہود قربِ الذی بمقرب من احوالِ الولایۃِ الثانیۃِ ولما انتہ الفناءُ لایبقی فی علمہ الّا اللّٰہُ تعالیٰ بلا دلالۃٍ الیہ تعالیٰ فلا اعتبار الحسُ ولکن فیہا نظرٌ ای اذا فنیت دلالۃٌ لایصِلُ الی اللّٰہ تعالیٰ تحقیقاً وما قیل اذا وصل الیہِ تعالیٰ لایحتاجُ الی دلالۃٍ لیس بحقٍ **ش** اِذْ حقّق انّ اللّٰہ تعالیٰ لایُعرفُ الا بدلالۃٍ اذ لایحیطُہ تعالیٰ علم حادثٍ فتعارض فیما قیل **م** فعلی العارفِ تعقلُ حادثٍ مخلوقٍ مستشرعِ فنائہ لوجوب الدلالۃِ **ش** الی المعروفِ الموجود بداھتًا **م** وفیہ **ش** ای وجودٍ مطلقٍ **م** انکشافُ مرتبۃِ حجابِ الذی حدث من اسمائہ وصفاتہ تعالیٰ بقدرتہ تعالیٰ وھو غیر مخلوقٍ وللحجاب اضافۃٌ مجہولۃُ الکیفِ فی حدوثہ تحقیقاً الیہ سبحانہ ویشابھہ حادثٌ مخلوقٌ تشابُہا لکونہ جامعًا بہ **ش** ای حجاب **م** ولایمیزُ حدھما بالتعذرِ فلایفھم سرُّ قوسینِ الذی رُقم فی ذکرِ کیفیۃِ السلوکِ المعنوی **ش** الذی فی معرفۃ النفس لمعرفۃ اللّٰہِ سبحانہ **م**

ترجمہ حاس ومحسوس است لکن ایں غیر از علم حادث محو شد پس متعذر آمد و معذور شد۔ وانتساب حس سوئے ذات بسبب کمی و نقصانِ فنائے غیر او ہست۔ واین حالت لاحق شود در شہود قرب کہ آں بقرب باشد ایں از احوال ولایت ثانیہ ہست۔ وہرگاہ کہ فنا تمام شود در علم او باقی نماند مگر خدائے تعالیٰ بلا دلالتے سوئے او تعالیٰ۔ پس اعتبار حس نباشد ولیکن در نظر وتامل است یعنی چوں دلالت فانی شد سوئے خدا تعالیٰ از روئے تحقیق نہ پیوندد۔ وآنچہ گفتہ شد کہ چوں وصل شد سوئے او تعالیٰ حاجت سوئے دلیلی نباشد تحقیق نیست از انکہ محقق شدہ است کہ ہر آئینہ خدا برتر شناختہ نشود مگر بدلالت زیرا کہ علم حادث احاطہ او تعالیٰ نکند پس معارضت افتاد در آنچہ گفتہ شد پس برعارف لازم آمد تعقل حادث مخلوق کہ فنائے او نیز روندہ است بسبب وجوب دلالت سوئے معروف موجود کہ از رو بداہت است۔ ودر وجود مطلق انکشاف مرتبہ حجاب ہست آں کہ از اسمائے او و صفات او تعالیٰ بقدرت او تعالیٰ حادث شدہ ایں مرتبہ حجاب غیر مخلوق است۔ وبرائے ایں حجاب نسبت و اضافت است سوئے او تعالیٰ سبحانہ کہ در حدوث خود از روئے تحقیق مجہولۃ الکیف است یعنی کیفیت حدوث ایں حجاب مجہول است وآں حادث مخلوق کہ کتنا امر است مشابہ او مانند میشود بسبب جامع شانِ حادث مخلوق بحجاب۔ وبسبب تعذر حد ہر دو تمیز نہ کردہ شود پس سر قوسین آنکہ نوشتہ شد در ذکر کیفیت سلوک معنوی کہ آں در معرفت نفس ست برائے معرفت خدائے سبحانہ مفہوم نمی شود

وفيه ش اى وجودٍ مطلقٍ م انكشافُ حقيقةٍ ش اى ماهيةٍ م الانسانية الجامعةِ لحقيقتها ش اى علتها م تضمنًا بوجوداتها والتزامًا بها ولانّه اى ش حقيقة الانسانية الجامعة لحقيقتها م فى حدها هى تعذرٌ فاعلم انّما الوجودُ وصفٌ منطبقٌ بالعينية بما قام به وهو موصوفٌ مضافٌ اليه فهو اما خاصٌ ش اى مانع الغير كوجودِ زيدٍ م فلا كلام فيه واما عامٌ ش اى لا يمنع الغير كوجودِ زيدٍ وعمرٍو م فمشتركٌ فمتحدٌ مجازيٌ فى الوصفِ ومتغايرٌ حقيقيٌ فى الماهيةِ لا عكس ش اى متحدٌ حقيقيٌ فى الوصفِ ومتغايرٌ مجازى فى الماهيةِ م اذ الاتحادُ الحقيقيُ ممتنعٌ ش كما ذكر فى كيفيةِ الاصول الخ فى وصل ذكر كيفيةِ الاشتراكِ م والوصفُ قائمٌ بالموصوفِ المتقدمِ رتبةً وهو محققُ العمومِ بتغايرِهِ الحقيقي ش اعلم انّما اذا كان وصفٌ عامًا لزم له تغايرُ ماهياتِ التى قام بها الوصفُ حقيقتًا اذ هو محققُ العمومِ الذى فى الوصفِ واذا كانت ماهيةٌ عامةٌ لزم لها تغاير اوصاف التى قامت بالماهيةِ حقيقتًا

ترجمہ و در وجودِ مطلق انکشافِ حقیقت یعنی انکشاف ماہیت انسانیت جامعیت بسبب حقیقتش یعنی علت بود او از روئے تضمن بموجودات آں علت و حقیقت و از روئے التزام بموجودات۔ و ایں حقیقتِ انسانیہ جامعہ حقیقت یا بر علتِ او در حدِ خود ہی یعنی چنانکہ باید دانستہ نمیشود از روئے تعذر۔ پس بداں کہ جز ایں نیست کہ وجود وصفی است منطبق بعینیت با نچہ کہ او بدو قائم است و او موصوفست مضاف الیہ کہ سوئے او نسبت کردہ شدہ۔ پس او یا خاص است یعنی غیر را مانع چوں وجود زید پس درو کلامی نیست۔ و یا عام است یعنی غیر را مانع نمی شود چوں وجود زید و عمرو پس ایں وجود مشترک ہست کہ در وصف متحدِ مجازی و در ماہیت متغایرِ حقیقی نہ عکس یعنی در وصف متحدِ حقیقی و در ماہیت متغایر مجازی از انکہ اتحادِ حقیقی ممتنع است چنانچہ در ذکر کیفیتِ اصول الخ در اصل ذکر کیفیت اشتراک مذکور آمدہ۔ و از انکہ وصف قائم است بموصوف متقدم کہ از روئے رتبہ ہست۔ حال آنکہ او یعنی موصوف محققِ عموم است بتغایرِ حقیقی خود۔ نہ عکس یعنی ایں نیست کہ موصوف قائم است بوصف متقدم از روئے رتبہ از انکہ ایں محال ہست۔ بدانکہ جز ایں نیست کہ چوں وصف عام باشد او را تغایر ماہیاتی کہ بدو ایں وصف حقیقتًا قائم شدہ ہست لازم شود از انکہ تغایر محقق ہست عموم را آنکہ در وصف ہست و ہرگاہ کہ ماہیت عام باشد او را تغایر اوصافیکہ بماہیتہ حقیقتًا قائم شدہ است لازم شود

اذ هو محقق العموم الذی فی الماهیة م لا عکس ش ای الموصوف فانہ بالوصف المتقدم رتبة م اذ هذا محال فاعلم ان الوصف قد یکون مصدرا بانتزاع الاوصاف منه مع شیء اخر ش وان لم یکن مع شیء اخر فلم ینتزع منه الاوصاف فلم یکن مصدرا م والوصف لا یلاحظ بالانتزاع مصدرا لا تصدق الا مع شیء اخر فلا تصدق فی القدم اذ لا یثبت فی القدم شیء اخر الا ش یصدق م الوصف ش فی القدم م فاعلم ان تمایز الاطلاق بالتقیید ش الباء للمقابلة م والتقیید بالاطلاق ش الباء للمقابلة م وهما علی ماهیة واحدة فنفس التقیید علیها بقیام حقیقی من جهة اخری لا من جهة واحدة ش لانهما لا یتحققان من جهة واحد تعلیل التاثر م فالاطلاق ما زاد علی ماهیة اذ لا ینتزع من ماهیة لکن یحکم بمقابلة التقیید والتقیید زائد علی ماهیة اذ ینتزع منها من جهة اخری فالتقیید شیء اخر منها ش وان لم یکن شیء اخر منها لا یحصل م فنسبته بانتزاع الذی فی المصدر وهو ممنوع فی القدم فبطلا ش الاطلاق والتقیید م فالله سبحانه فی ذاته وصفاته تعالت وتقدست منزه عن الاطلاق والتقیید فی مرتبة القدم واعلم ان الاطلاق والتقیید یمیزان علی ماهیة واحدة بتقابلهما لا علی ماهیتین لعدم التقابل

ترجمہ از آنکہ این تغایر محقق است عمومی را کہ در ماہیت ہست۔ پس بدانکہ ہر آئینہ وصف گاہی مصدر میباشد بسبب انتزاع اوصاف از و مع چیزی دیگر۔ واگر چیزی دیگر نباشد پس اوصاف از و انتزاع نیابند پس مصدر نشود۔ و وصف بانتزاع نگاہداشتہ لحاظ کردہ شود پس مصدر بودن او صادق نیاید مگر باشی دیگر۔ پس این مصدریت در قدم صادق نیاید از انکہ در قدم شی دیگر ثابت نمی شود مگر وصف در قدم صادق آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تمایز اطلاق بمقابلہ تقیید ثابت ہست و تمایز تقیید بمقابلہ اطلاق حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ اند متحقق نباشند پس لام برست تامل و فکر۔ پس اطلاق بر ماہیت زیادت نیست از انکہ ماہیت منتزع نشود لیکن بمقابلہ تقیید حکم کردہ شود۔ و تقیید زائد بر ماہیت ہست از انکہ از و منتزع میباشد از جہت دیگر پس تقیید از ماہیت چیزی دیگر است۔ واگر تقیید از ماہیت چیزی دیگر نباشد تقیید حاصل نشود پس این تقیید مشابہ میشود بانتزاعی کہ او در مصدریت و او در قدم ممنوع ہست پس اطلاق و تقیید ہر دو باطل آمدند۔ وخدای سبحانہ در ذات وصفات خود کہ برتر و پاک اند از اطلاق و تقیید در مرتبۂ قدم منزہ ہست۔ و بدانکہ ہر آئینہ اطلاق و تقیید بتقابل ہر دو بر ماہیت واحدہ متحقق میشوند نہ بر دو ماہیت بسبب عدم تقابل از انکہ بر ماہیتین مقابلہ نمی ماند

بیان الاطلاق والتقیید المنزل والصورۃ

بیان اطلاق و تقیید و بیان صورت ہیولی و بیان قدم و حدوث او۔

اطلاق نیست زیادت بخلاف تقیید کہ زائد بر ماہیت است۔

خدای تعالی از اطلاق و تقیید در ذات و صفات خود منزہ است

والوصف مغایرٌ فی حدہ من ماھیۃٍ فی حدھا فلا یصدق الاطلاقُ بالماھیۃ والتقییدُ بالوصف فلما کانا علی ماھیۃٍ واحدۃٍ فتغیرُ التقییدِ یلزم حدوث ماھیۃٍ یقوم بہا وعدمُہ قدمَہا ش ای عدم تغیرِ التقییدِ یلزم قدم الماھیۃ م فحینئذٍ عدمُ الحدوث او القدم او اجتماع النقیضین او وجودھما ش ای القدم والحدوث م علی حدھما فعلی ماھیتین والرابع ش ای وجودھما علی حدھما م حقٌ اذ لا یتحقق غیرہ ش ای غیر الرابع ھو القدمُ المحض و الحدوثُ المحض واجتماع النقیضین م واعلم انّ الجھۃ الاخری کانت من الصفات الثبوتیۃ فثابتۃٌ فی القدم ش فلیست حادثۃً م وان کانت من الصفات السلبیۃ فمسلوبۃ فی القدم ش فلیست قدیمۃً م فکیف معلومۃٌ الّا منبئۃٌ علیہا من حادثٍ فمعلومۃٌ فکیف الاطلاق قدمًا والتقییدُ حدوثًا وھما علی ماھیۃٍ واحدۃٍ ش فبطلا لعدم تحققھما علی ماھیۃٍ واحدۃٍ م وکالتقییدِ التنزلُ والصورۃُ علی الھیولی کما تغار فصم لجھلاءِ الحقائق لکن تقیدَ الذات باعتبار تقیید صفاتھا ھی لا غیرھا وتنزل الذات باعتبار تنزلِ صفاتہا ھی لا عینہا متعینان فی حدّ قدمًا

ترجمہ و وصف مغایر است در حد خود از ماہیت در حد ماہیت پس صادق نمیشود اطلاق بماہیت و تقیید بوصف سو ہرگاہ کہ ہر دو بر ماہیت واحدہ باشند پس تغیر تقیید لازم بود حدوث ماہیت اگر بدو تقیید قائم باشد۔ و عدم تغیر تقیید لازم بود قدم ماہیت را۔ پس دریں حال عدم حدوث یا قدم یا اجتماع نقیضین یا وجود ہر دو قدم و حدوث بر حد ہر دو درست پس بر دو ماہیت است۔ و ایں قسم چہارم در صورت مذکورہ یعنی وجود قدم و حدوث ہر دو بر حد ہر دو حق است از آنکہ غیر او یعنی غیر ایں صورت چہارم کہ او قدم محض است و حدوث محض و اجتماع نقیضین ایں ہر سہ صورت متحقق و ثابت نمی شود۔ و بدانکہ ہر آئینہ جہت دیگر اگر از صفات ثبوتیہ باشد پس ایں ثابت است در قدم پس نیست حادث۔ و اگر صفات سلبیہ باشد پس ایں در قدم مسلوب است پس نیست قدیم۔ پس ایں چگونہ دانستہ شد مگر آنکہ بر او از حادث آگہی دادہ شد پس دانستہ شد پس چگونہ است اطلاق از روی قدم و تقیید از روی حدوث حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ آمدند پس باطل شدند بسبب عدم تحقق ہر دو بر ماہیت واحدہ۔ و مثل تقیید تنزل و صورت است بر ہیولی چنانچہ برای جہلای حقایق تغار است شائز یعنی کلام و زہرہ الاشان است۔ لیکن تقیید ذات باعتبار تقیید صفات خود کہ ایں غیر او نیست۔ و تنزل ذات باعتبار تنزل صفات خود کہ ایں عین او نیست ہر دو در حد خود از روی قدم متعین و متصف رانند۔

اطلاق ماہیت و تقیید بوصف تواند شد اطلاق و تقیید بر ماہیتین نیابند و نہ قدم و حدوث بر ہر دو درست آید۔
[illegible]

وتنزل الصفات هی لاعینها الی مرتبة الحجاب حدوثاً صحیح والصورة علی الهیولی تصدق علی مرتبة الحجاب مع اصله فلا التقیید والتنزل فی ذات بحت ولا الی مرتبة سفلیة التی تحت الامر کما هو تعارف جهلاء الحقائق فظن المتعصبون علی الله ظن الجاهلیة وسبحان الله عما یصفون نحو. واما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله فیا ایها المستفهم افهم کلامنا علی اصول تعصم مما یقدح فی ایمان المحکمات فاعلم ان لو تعارضت المسئلتان فتساقطتا فما به الاعتقاد ولو تخالفتا فاعتقاد باحدی منهما فی تساویهما واجب لا بهما ولا ترجیح للمختار فما یقال للاخری وللمعتقد غیرها وجب او بقوی عن ضعیف منهما فیأول الضعیف بالقوی والقوة لتحقق وحدة الشهود بمحکمات منصوصات والضعف لتحقق وحدة الوجود التی بمتشابهات واردات والمتشابهات تأول بالمحکمات ولو ردت احدهما فردها من الشریعة

ترجمہ وتنزل صفات کہ او عین او نیست تا مرتبہ حجاب از روی حدوث درست وصحیح است۔ وصورت بر ہیولی صادق آید بر مرتبہ حجاب مع اصل او پس نیست تقیید وتنزل در ذات بحت ونہ سوی مرتبہ سفلیہ آنکہ تحت امر است چنانچہ او تعارف جہلای حقایق است فظن المتعصبون علی الله ظن الجاهلیة وسبحان الله عما یصفون۔ پس گمان کردند متعصبین یعنی یاری دہندگان وحمایت کنندگان بر خدای بر ترگمان جاہلیت ونادانی حالانکہ پاک است خدای برتر از آنچہ کہ ایشان وصف میکنند پس حق است این کلام پاک کہ در شروع سورہ آل عمران چنانچہ میفرماید او تعالی واما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله یعنی ولیکن آنانکہ در دلہای شان کجی است پس پیروی میکنند آن چیزرا کہ متشابہ شود از و بطلب فتنہ وبطلب تاویل او ونمیداند تاویل او مگر خدای برتر پس ای مستفہم باندیش کلام ما بر اصولیکہ بازمانی از آن چیز کہ قادح وآتش زنندہ باشد در ایمان محکمات۔ پس بدانکہ ہر آئینہ اگر دو مسئلہ باہم متعارض آیند پس ہر دو باہم ساقط شوند پس چیست کہ بدو اعتقاد کردہ شود۔ واگر ہر دو باہم مخالف آیند پس اعتقاد بیکی از آن ہر دو در صورت مساوی شدن ہر دو واجب است نہ بہر دو وبرای مختار ترجیح نیست پس برای دیگر چہ گفتہ شود۔ وچہ گفتہ شود برای اعتقاد کنندہ غیر آنچہ کہ واجب شد۔ یا اعتقاد واجب است بقوی از ضعیف از آن ہر دو پس ضعیف بقوی تاویل کردہ شود۔ وقوت برای تحقق وحدت شہود است بمحکمات منصوصات قرآن مجید۔ وضعف ثابت است برای تحقق وحدت وجود آن کہ بمتشابہات واردات است۔ ومتشابہات بمحکمات تاویل کردہ شوند واگر ردکردہ شود یکی ہر دو پس رد کردہ شود آنچہ از شریعت

بیان اعتقاد فی مسئلۃ وحدت الوجود

تنزل در ذات بحت ورد زعم جہلای حقایق است

بیان اعتقاد در مسئلہ وحدۃ الوجود

او من الطريقة والطريقة فصلها فكيف تثبت أخريهما لانه رَدُّها بردّها وعكس هذا وثبوتها بثبوتها وعكس هذا فاعتقاد بما هو من علم الذي ظل من علم موجودات قديمة بقطع نظر عن غيرها اعتبارًا من جهة لا يقدح في ايمان بمحكمات وبما هو لا بد له من وجود مطلق على حكم المعذور لمن تعذر باستيلاء حاله لا المتعصب تعصبًا فانه الحد وتزندق ومن ورائه ان الاختلاف في المسئلتين في كيفية ربط الحادث بالقديم بانه منتزع بقيامه الحقيقي به او بقيامه المجازي لا في القديم كما هو باسمائه وصفاته الا بشيء كما في الصفات في كيف غيريتها وعينيتها بالذات واصل الايمان في التوحيد بالقديم لا مع كيف الربط فلا نزاع في اعتقاد التوحيد اجمالا وهو مقصود فان اخطا في تفصيل الحق بطلت صحة صواب الاجمال والاختلاف بانه هو بقيام حقيقي من متشابهات نظرية لصوفي صافي حقيقي في عروج نظره الى موجودات قديمة فهو معذور وان شاء الله تعالى مغفور ومن تصنع وتعصب ونعقده الحد وتزندق بانكاره الحدوث وبقيامه المجازي بالقديم نعوذ بالله تعالى منه

ترجمه یا از طریقت است و طریقت فصل شریعت است پس چگونه خواهد شد دیگر آں هر دو را زانکه هر آئینه شان نیست که رد او برد او است و عکس ایں۔ و ثبوت او به ثبوت او است و عکس ایں۔ پس اعتقاد بآنچه که او از علمی که ظل است از علم موجودات قدیمه بقطع نظر از غیر خود از روئے اعتباری که از یکجهت است ایں اعتقاد در ایمان بمحکمات قادح نمیشود۔ و اعتقاد بآنچه او برائے او ضروری است از وجود مطلق بر حکم معذور است برائے کسیکه معذور آمد بسبب استیلائے حال خود نه برائے متعصب از روئے تعصب پس هر آئینه او الحاد کرد و زندیق شده۔ و از ورائے او هر آئینه اختلاف ثابت است۔ دریں دو مسئله که هر دو ثابت اند در کیفیت ربط حادث بقدیم باینطور که او منتزع بقیام حقیقی است بدو یا بقیام مجازی بدون اختلاف در قدیم است چنانچه او باسماء و صفات خود است مگر بچیزی چنانچه در صفات است در کیف غیریت او و عینیت او بذات۔ و اصل ایمان در توحید بقدیم است نه مع کیفیت ربط پس در اعتقاد توحید از روئے اجمال نزاعی نیست و هو مقصود است۔ و اگر در تفصیل حق خطا کرد صحت صواب اجمال باطل شد۔ و اختلاف باینکه او بقیام حقیقی است از متشابهات نظریه است برائے صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او سوئے موجودات قدیمه پس او معذور است و انشاء الله تعالیٰ مغفور و هر که تصنع و تعصب آورد یعنی خود را اینچنیں وانمود و کرد آورد بظاهر نه در اصل و اعتقاد داشت با و آن الحاد کرد و زندقه آورد یعنی او از دین برگشت و بیدین شد بسبب انکار او حدوث را که بقیام مجازی خود است بقدیم نعوذ بالله تعالیٰ منه یعنی پناه میخواهیم بخدائے تعالیٰ از وے

ويتحقق الدعوى بقيامه المجازي بالقديم بوجود المسلوبات فيه ش كما في تنبيه الذي في ذكر كيفية سلوك الذي في معرفة النفس لمعرفة الله سبحانه م فاياك وخطوات المتعصبين والكافر من ش متعلق ثابت تشير الى انتزاع وتبعيض م ظل مسلوبات منبئة عليها من موجودات حادثة تضمنا ش تميز من مصدر خبر محذوف اى ثابت متعلق به من ظل م بها ملتزما ش حال الكافر الى تضمنا م عن موجودات قديمة بقيامه المجازي عنها فالوجود مشترك بها اسما وهي منشائه فتابعيته ومتبوع له وعابديته ومعبود له من هذه ش المسلوبات م فالخذلان ش الذى مصطلح الشرع الشريف م ثابت ش بخذلان الكافر عن تضمن موجودات قديمة م والخذلان يتعلق بالفعل والمخذول مفعول متعاقب لا متقدم ش اذ هو غير معقول م ولا متاخر ش اذ هو متباعد ممنوع م ولا معه ش اذ هو في ثابتين ولا احتياج بينهما فاني لا اظن ان يراد معه بمعنى متعاقب

بیان انکا فر و غا یہ معبود اور خذلان

ترجمہ واین دعوی کہ حادث یا قدیم بقیام مجازی خود است ثابت ومتحقق میشود بوجود مسلوبات کہ دراوست چنانچہ در تنبیہ آمدہ کہ آں در ذکر کیفیۃ سلوک کہ آں در معرفت نفس برای معرفت خدائی سبحانہ ہست مذکور است پس نگہدار خودرا خاص وقدمہائی متعصبین را باخود۔ وکافر از ظل مسلوبات بطور تضمن بر وثابت است یعنی انتزاعش از بعض عکس مسلوبات بطور تضمن بمسلوبات واقع آمدہ کہ از موجودات حادثہ بر مسلوبات الٰہی دادہ می شود حالانکہ این کافر موصوف ملتزم است بواسطۂ وجود حادث از موجودات قدیمہ بقیام مجازی خود از و یعنی از موجودات قدیمہ پس این وجود کافر مشترک است در وجود بموجودات قدیمہ از روئی اسم واین مسلوبات منشاء او است یعنی وجود کافر از مسلوبات کہ جائی نشو او است منتزع آمدہ وجود یافتہ است پس مسلوبات منشاء او است وبموجودات قدیمہ در وجود بطور اسم مشترک است باطلاق اسم وجود نہ در حقیقت۔ پس تابع شدن کافر ومتبوع برائی او وعابد شدن او ومعبود برائے او ازیں مسلوبات است۔ پس خذلان یعنی گذاشتن آنکہ در شرع شریف اصطلاح آمدہ ثابت است بخذلان کافر از تضمن موجودات قدیمہ وپیوستن بمسلوبات۔ وخذلان متعلق بفعل باشد۔ ومخذول یعنی گذاشتہ شدہ مفعول متاقب است نہ متقدم از انکہ او غیر معقول است ونہ متاخر از انکہ او متباعد ممنوع است ونہ مع او از انکہ او در ثابتین است واحتیاجی درمیان این ہر دو نیست۔ پس ہر آئینہ من گمان میکنم کہ مع او یعنی با او بمعنی متعاقب مراد است یعنی پس آیندہ

بیان کافر و غا یہ معبود

وجود کافر

خذلان

م فقد احتجب من الموجودات لتضمنه بالمسلوبات قال سبحانه كلاّ انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون فما ش يقصد به التعميم م وصل وصل الى اصله تضمنه لقوته بالتضمن على الالتزام فان تغير فقد حق قوله تعالى يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده امّ الكتاب ه فهو يصل الى اصله فقد حق قوله صلعم كل شيء يرجع الى اصله وقد حق قوله صلعم كل ميسّر لما خلق له وقد حق قوله صلعم من عرف نفسه ش من حيث حدوثها وظليتها من ذي ظل باضافة تحليلية في نفسه م فقد عرف ربه ش من حيث قدمه باضافة مغايرت بين رب ومربوبه م فاقرب للموجود ربه فما ش من الموجود م علم علمه ربه قبله ش من جهة عدمه السابق م و معه وقريبه ومحيطه ش من جهة وجوده م وبعده ش

بیان حجاب کافر از موجودات بنا بر وصل و رجوع باصل خود

ترجمہ پس تحقیق کافر از موجودات محجوب شد بسبب تضمن او بمسلوبات فرمود سبحانه در سورہ تطفیف رکوع اول پارہ عم كلاّ انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون ه یعنی نہ اینچنین است ای تحقیق ہمیں است کہ ہر آئینہ ایشاں از پروردگار خود دراں روز البتہ محجوب شوند۔ پس ہر آنچہ کہ (مقصود بدو تعمیم است) پیوست پیوست سوی اصل خود کہ متضمن شدہ او را بنا بر قوت خود بسبب تضمن کہ برالتزام است از آنکہ رابطہ تضمن بر رابطہ التزام قوی است و اگر متغیر شد پس تحقیق محقق آمد قول او تعالی کہ در سورہ رعد رکوع ششم است يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده امّ الكتاب ه یعنی محو کند خدائے برتر آنچہ می خواہد و ثابت میکند و نزد او است اصل کتاب۔ پس او می پیوندد سوی اصل خود۔ پس تحقیق حق آمد قول او صلعم كل شيء يرجع الى اصله یعنی ہر چیز سوی اصل خود باز گردد۔ و تحقیق آمد قول او صلعم كل ميسّر لما خلق له یعنی ہر آسان کردہ شدہ آنچیز راست کہ برائے او پیدا شد۔ و تحقیق حق آمد قول او صلعم من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی ہر کہ شناخت نفس خود را از حیثیت حدوث و ظلیت نفس از ذی ظل باضافت تحلیلیہ کہ در لفظ نفسه واقع است بمعنی نفس خود پس او شناخت پروردگار خود را از حیثیت قدم او باضافت مغایرت کہ در لفظ ربه واقع است یعنی درمیان رب و مربوب او۔ پس اقرب برائے موجود رب اوست پس آنچہ از موجود دانستہ شد رب آں موجود کہ قبل موجود است از جہت عدم آں موجود کہ آں عدم سابق او است۔ و دانستہ شد کہ رب آں موجود با موجود است و قریب موجود و محیط موجود و ایں از جہت وجود موجود است و دانستہ شد کہ رب آں موجود بعد موجود است +

مترجمۃ عدمہ اللاحق مر بربطٍ دائرٍ بربہٖ معًا توسعًا واختصاصًا ش ای توسع العلم بجمیع القبلیۃ و المعیۃ والقربۃ والاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منھن او توسع الرب بالقبلیۃ و المعیۃ والقربۃ و الاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منھن مر فلا یجمع القبلیۃ بالمعیۃ و البعدیۃ ش للمنافات مر الا المعیۃ بالقربۃ والاحاطۃ ش لعدم المنافات مر فعلم غیرہٖ لعلمہٖ ش ای الرب مر حتی لا یعلم غیرہٖ لغیرہٖ والفقد یتبع العلم فالایمان والکفر والشرک متفرع من العبادۃ فالایمان المشروع برب الذی من موجوداتٍ قدیمۃٍ . والکفر المشروع بانکارہٖ حجۃ علی حقیقتہما والشرک متضمن بکفرٍ فقد حق قولہ تعالیٰ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ٥ فالمعنی ان الرب خاص لافرادٍ من والعمل الصالح ما ھو یصلح للرب ونسیان منھما لایزیلھما ش لان النسیان بعد تحقق العلم لایزیلہ مر بل فی الحال کامر تقدیری فاذًا مؤبد

ترجمہ ازجہت عدمیکہ لاحق موجود ہست بسبب رابطیکہ دائر است برب او معًا بطور توسع و اختصاص یعنی از روی توسع علمیکہ بجمیع اینہا است از قبلیت و معیت و قربت و احاطت و بعدیت معًا - و از روی اختصاص علم بیکے از اینہا یا از روی توسع رب بہ قبلیت و معیت و قربت و احاطت و بعدیت معًا - و یا از اختصاص رب بیکی از اینہا پس قبلیت با معیت و بعدیت بسبب منافات گرد نیاید مگر معیت با قربت و احاطت بسبب عدم منافات گرد شود - پس علم غیر رب بسبب علم رب ہست تا آنکہ غیر رب دانستہ نشود بسبب غیر رب - و فقد علم را تابع باشد - پس ایمان و کفر و شرک متفرع از عبادت است - پس ایمان مشروع کہ برب است کہ آں از موجودات قدیمہ است حجت ہست بر حقیقت او و کفر مشروع کہ بانکار ہماں رب ہست حجت است بر حقیقتا و پس ایمان و کفر مشروع ہر دو حجت است بر حقیقت ہر دو - و شرک متضمن بکفر است پس تحقیق حق آمد قول او تعالیٰ کہ در آخر سورہ کہف ہست مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ٥ یعنی پس ہر کہ اینچنیں ہست کہ لقائی رب خود را آرزومندی می‌شود پس باید کہ کار کند عمل نیک و شریک نہ کند بعبادت رب خود کسی را - پس بایں معنی ہر آئینہ رب خاص آمد برائی افراد من کہ ہر کس ہست - و عمل صالح آں چیز است کہ او برائی رب صلاحیت دارد - و نسیان از ایمان و کفر ہر دو زائل نمیکند ہر دو را از آنکہ نسیان بعد تحقیق علم است کہ او تحقق را زائل نمیکند بلکہ در حال ہمچو امر تقدیری ہست پس دراں وقت مؤبد است یعنی ایمان و کفر دراں وقت ہمچو امر تقدیری دائم است و ہمیشگی داشتہ +

بیان کہ ایمان و کفر و شرک متفرع من العبادت فالایمان المشروع والکفر المشروع حجۃ علی حقیقتہما و تفسیر الآیۃ الکریمۃ فمن کان یرجو لقاء ربہ و نسیان الکفر والایمان لایزیلھما -

بیان کہ ایمان و کفر و شرک متفرع از عبادت است و ایمان مشروع و کفر مشروع حجت بر حقیقت ہر دو ہست - و تفسیر آیۃ کریمہ فمن کان یرجو لقاء ربہ و نسیان ایمان و کفر ہر دو را زائل نمیکند

وَمَنْشَاءٌ فِی مَوْجُودَاتٍ حَادِثَةٍ هُوَ حَادِثٌ أَوَّلُ فِیهَا مَنْشَاءُ انْتِزَاعٍ لِغَیْرِهِ کُلِّهِ تَضَمُّنًا وَالْتِزَامًا مِنْهُ فَقَدْ حَقَّ قَوْلُهُ تَعَالٰی قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۔ اِعْلَمْ اَنَّ مَقْصُوْدَ الْیَاءِ الْمُضَافَةِ اِلَیْهَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی صلعم بِدَلَالَةِ الْاِضَافَةِ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ کَذَا فَیَجِبُ اِضَافَةُ الرَّحْمَةِ اِلَی الْیَاءِ تَوَافُقًا لِلْاُوْلٰی کَقَوْلِهِ تَعَالٰی یَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ الْاٰیَہ وَاعْلَمْ اَنَّ رَبْطَ خَلْقٍ بَیْنَ خَالِقٍ وَمَخْلُوْقٍ لَا یَقْتَضِیْ وَجْهًا مِنْ عُبُوْدِیَّةٍ هِیَ مُتَابَعَةٌ بَلِ الرَّبْطُ مُحَقِّقُهَا فَالْبَتَّةَ وَجْهُ عُبُوْدِیَّةٍ هِیَ مُتَابَعَةٌ رَبْطٌ ظِلِّیَّةٌ بَیْنَ ظِلٍّ وَذِیْ ظِلٍّ وَمُحَقِّقُهَا رَبْطُ خَلْقٍ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فَالظِّلُّ مَعْدُوْمٌ فَغَیْرُ مَحْکُوْمٍ فَانْظُرْ اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَغَیْرِهِ صلعم مِنْ نُّوْرِهٖ صلعم فَعَلٰی بِنَاءِ رَبْطِ ظِلِّیَّةٍ مُحَمَّدٌ صلعم عَبْدُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَغَیْرُهٗ صلعم عَبْدُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَیْضًا عَبْدُهٗ مُحَمَّدٍ صلعم وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ترجمہ ومنشاء در موجوداتِ حادثہ ہست او حادث اول ہست در موجودات حادثہ کہ اول منشاء انتزاع ہست برائے غیر حادث تمام او را از روی تضمن والتزام از حادث پس تحقیق حق آمد قول او تعالٰے در سورۂ زمر رکوع ششم قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یعنی بگوای حبیب من کہ ای بندگانِ من آنانکہ اسراف و زیادتی کردند بر نفسہای خود نومید مشوید از رحمتِ خدا ہر آئینہ خدا بخشد گناہان را تمامہ۔ بدانکہ ہر آئینہ مقصود یاء کہ مضاف الیہ عباد ہست محمد رسولِ خدا تعالٰے بدلالت اضافت کہ در رَحْمَةِ اللّٰهِ ہست یعنی رحمتِ خدا است۔ و اگر ایچنین نباشد پس اضافتِ رحمت سوئے یاء واجب شود بنا بر توافق برائی اولی ہمچو قولِ او تعالٰی در سورۂ زمر رکوع دوم یَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ یعنی ای بندگان من پس بترسید مرا۔ پس اینجا ہر دو یاء ضمیر را مرجع یکی ہست واجب بحق بنا بر توافق۔ و ہمچو قولِ او تعالٰے در سورۂ ابراہیم رکوع پنجم قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ الآیہ یعنی بگوای حبیب من برائی بندگانِ من آنان را کہ ایمان آوردند بر پا دارند نماز را و خرچ بکنند از آنچہ کہ ما رزق دادیم شان را الخ۔ و در اینجا ہم مرجع ضمیر واحد متکلم و جمع متکلم ہر دو یکی واجب شود بنا بر توافق۔ و بدانکہ ہر آئینہ ربطِ خلق کہ درمیان خالق و مخلوق ہست نمیخواہد وجہی را از عبودیت ہست کہ متابعت ہست بلکہ این ربط محقق عبودیت ہست۔ و البتہ وجہ عبودیت کہ او متابعت ہست ربطِ ظلیت ہست درمیانِ ظل و ذی ظل و محقق عبودیت ربطِ خلق است۔ و اگر ربطِ خلق نباشد پس این ظل معدوم ہست پس غیر محکوم است پس ببین کہ نورِ محمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم از نورِ خدا تعالٰی ہست و غیر او صلعم از نورِ او صلعم۔ پس بر بنائے ربطِ ظلیت محمد صلعم بندۂ خدا تعالٰے ہست و غیر او صلعم بندۂ خدا تعالٰے ہست و نیز بندۂ محمد صلعم واللہ تعالٰی اعلم بالصواب بخدائے تعالٰے دانندۂ درستی ہست

بیان منشاء فی موجودات حادثہ ہو حادث اول فیہا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا والتزاما منہ۔ وتفسیر الآیۃ الکریمۃ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ

فالعباد عامٌ من التضمن والالتزام فی الخلق مطلقاً ثم تخصیصٌ بالذین اسرفوا
علی انفسہم انساناً کما قال سبحانہ ان الانسان لفی خسرٍ ثم بلا تقنطوا من رحمۃ اللہ
مؤمناً کما قال سبحانہ یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء ثم بان اللہ یغفر الذنوب
جمیعاً ولیاً قال سبحانہ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون ٥ فالحکم
علی تفاوت التخصیص مع تفاوت التضمن والالتزام فرفع تعارضُ یغفر
الذنوب جمیعاً بمقابلۃ ما من وجہٍ فی اسراف الذی لا یغفر **ش** ہو شرکٌ
وکفرٌ **م** وخلافہ **ش** عطفٌ علی تعارض والضمیرُ الی یغفر الذنوب جمیعاً
م بمقابلۃ ما من وجہٍ فی اسراف الذی یغفر او لا علی مشیتہ تعالٰی **ش** ہو
ذنبٌ مع وجود الایمان **م** فالمؤید بہما **ش** الضمیر الی مالا یغفر والی ما یغفر
اولا علی مشیتہ تعالٰی **م** قولہ تعالٰی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما
دون ذلک لمن یشاء ح

ترجمہ — پس ایں عباد کہ در آیہ مذکور قل یا عبادی الخ آمدہ عام است از تضمن و التزام در خلق از روئے مطلق۔ باز تخصیص
بہ الذین اسرفوا علی انفسہم از روئے انسان است چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ عصر پارہ عم ان الانسان لفی خسر٥
یعنی ہر آئینہ انسان البتہ در نقصان است۔ باز تخصیص بر عباد بہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ از روئے مومن ہست چنانچہ
فرمود سبحانہ یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء در سورۂ مائدہ رکوع ششم یعنی عذاب میکند ہر کرا میخواہد و بخشد برائے
ہر کسیکہ میخواہد۔ باز تخصیص بہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً از روئے ولی ہست کہ گفت سبحانہ در سورۂ یونس رکوع ہفتم
الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون٥ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیاء خدا اند کہ ترس نیست
برایشاں و نہ ایشاں غم خواہند کرد۔ پس ایں حکم بر تفاوت تخصیص است مع تفاوت تضمن و التزام۔ پس برداشت تعارض
یغفر الذنوب جمیعاً کہ بمقابلۂ ما من وجہ است در اسراف آں کہ لا یغفر است کہ او شرک و کفر است یعنی بسبب عموم
مغفرت ذنوب کہ در یغفر الذنوب جمیعاً است بمقابلۂ عدم مغفرت کفر و شرک کہ از لا یغفر ہست در تفسیر اسراف
بسبب عموم انسان کہ بالا مذکور آمدہ دریں آیت مذکورہ تعارض پیدا می شد۔ آں تعارض بمقابلۂ تخییری کہ از یک وجہ
اسراف ہست برداشت۔ و برداشت خلاف یغفر الذنوب جمیعاً بمقابلۂ آنچہ کہ من وجہ در اسراف ہست کہ آں یغفر او لا یغفر
علی مشیتہ تعالٰی ہست یعنی بخشد یا نہ بخشد بر مشیت او تعالٰی است کہ آں ذنب است مع وجود ایمان۔ پس مؤید ہر دو یعنی آنچہ کہ لا یغفر
و آنچہ کہ یغفر یا لا علی مشیتہ تعالٰی قول او تعالٰی ہست در سورۂ نساء رکوع ہفتم ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی ہر آئینہ خدائے برتر نمی بخشد آنکہ با او شرک کردہ شود و خواہد بخشید آنچہ سوائے ایں ہست ہر کرا کہ میخواہد۔

اى من غير توبةٍ والّا لا يغفر بها الشرك وغيره وجوابُ السائلِ هل يغفر اللهُ

قتل سيد الشهداء حمزة رض بالايمان متضمنٌ فى تخصيص بلا تقنطوا

من رحمة الله ويمكن ان يقال فى جواب السائل يغفر بمعنى اسم صفت

اى غافر ه وجميعًا تميزٌ من الذنوب لا تاكيد اى ان الله تعالىٰ غافرُ

الذنوبِ من كلِ صنفٍ على قرينةِ السوالِ دون الشرك والكفر ومنشاءُ فى

مسلوباتٍ هو حادثٌ اولٌ فيهما منشاءُ انتزاعٍ لغيره كله تضمنًا ولا بد من

اولٍ فى كلِ واحدٍ من المراكز ولا يعجبك قولى اذ لا بد للخلق من اولٍ ان

يكون من موجوداتٍ او مسلوباتٍ فان كان المخلوق كله اولًا دفعةً وليس

تقدمٌ وتاخرٌ فى معينٍ فكان الشبهُ من الصّانع لكلِ واحدٍ من اولٍ فلزم

ان يساوىَ كلّ مصنوعٍ فى كلِ وصفٍ وكان وجودُ مسلوباتٍ فيهم فى خارجٍ

ممنوعًا لعدمِ منشاءِ شبهه فى صانعه وهو خلافُ بداهةٍ اوكان ثبوتُ متقدمٍ

لشبه للمسلوباتِ فى الصانع وهو خلاف حقيقة فاعلم ان الصانع يحتاج فى انتزاع

اى بالاول والثانى

ثانٍ الى اولٍ انتزاعًا وارادته وعلمه بهما معًا

ترجمہ یعنی آنچہ بجز شرک از غیر تو بہ ہست بہ بخشد خواہ نہ بخشد ورنہ بتو بہ شرک وغیرہ ہم بخشیدہ شود۔ وجواب این سائل کہ آیا

خدا قتل سید الشہداء حضرت حمزہ رض را خواہد بخشید بایمان متضمن است در تخصیص بہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ وممکن باشد کہ

گفتہ شود در جواب سائل کہ یغفر در آیۂ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا بمعنی اسم صفت یعنی غافر ست

وجمیعًا تمییز است از ذنوب نہ تاکید۔ پس مضمون عبارت از آیت مذکور چنیں آید کہ ان اللہ تعالیٰ غافر الذنوب

من کل صنفٍ علی قرینۃِ السوالِ دون الشرک والکفر ہر آئینہ خدا بخشندہ گناہان است از ہر قسم بقرینۂ

سوال نہ شرک وکفر۔ ومنشاء کہ در مسلوبات ہست او حادث اول است در وے کہ منشاء انتزاع است برائی غیر خود تمامہ

اورا از روئی تضمن۔ وچارۂ نیست از اول در ہر یک احد از مراکز۔ وترا قول من در عجب نیفگند از انکہ برائی خلق از اول چارہ

نیست اگرچہ آں اول از موجودات باشد یا از مسلوبات + پس اگر این مخلوق تمامہ دفعتًا اول است ونیست تقدم وتاخر در

معین پس شبہ از صانع برائی ہر واحد از اول ہست پس لازم شد کہ ہر مصنوع در ہر وصف مساوی باشد ووجود مسلوبات در انہا در خارج

ممنوع شود بسبب عدم منشاء شبہ او در صانع او۔ واو خلاف بداہت ہست۔ یا مسلوبات را برائی شبہ ثبوت متقدم در صانع باشد

واو خلاف حقیقت ہست پس بدانکہ ہر آئینہ صانع البتہ محتاج شود در انتزاع ثانی سوی اول بطور انتزاع وارادت وعلم صانع باول وثانی ہر دو معًا است +

بیان منشاء در مسلوبات حوادث اول است ومنشاء انتزاع غیر کل تضمنًا +

ولا بد من اول فی کل واحد من المراکز ف الاول الذی سے موجودات حادثہ ہو محمد صلعم +

بیان منشاء در مسلوبات ہست حادث اول است در وے منشاء انتزاع است

بیان آنکہ از اول در ہر احد از مراکز چارہ نیست و اولیکہ در موجودات حادث ہست او محمد است صلعم +

فتاخرتبی لغیرِ اولٍ فی ارادتہ وعلمہ فی الوجہ ش ای وجہ احتیاج الانتزاع مر لا زمانی وان لم فکیف ش ای ان لم یکن الاحتیاجُ الی اولٍ لثانٍ فثانٍ بذاتہ اول فکل واحدٍ اولٌ وھذا ابطالُ الاوّلِ خلافُ عقلٍ و بداھۃٍ فکیف یمکن مر ابطال اول واحد وھو ظل من اول واحدٍ قدیمٍ وانتزاع ش ای من جھۃِ الاتحادِ مر ثان ش یُوجَد مر باولٍ حادثٍ لا من اولٍ قدیمٍ لان المسلوبات بمقابلۃِ قدیمٍ عدمٌ مطلقٌ وبمقابلۃِ اولٍ حادثٍ منبئۃ علیہا منہ ش من جھۃ التغائر مر ثم ممکنۃٌ فی محلہا ش ای فی محل امکانہا مر فتمیز بانباہا ش المصدر مجہول والضمیر الی مسلوبات مر منہ فی علمِ واجبٍ معًا فاعلم ان اول الذی فی موجوداتٍ حادثۃٍ ھو محمد صلعم رسولنا من اللہ الرحمن الرحیم وتعتصم فی معرفۃ الرسول بحسناتہ الذاتیۃ مر ش ای ما ھو لیس بعرضٍ مر بالاصالۃ ش ای لیست بتبعٍ مر فحینئذٍ ضدہا مسلوب عنہ فھو دلیل منطبق فی حدِ مرکزیۃ علی حقیقۃِ الرسالۃ ھی منشاء تعینہ فی القدیم بموجوداتہ علی موجوداتِ القدیم وبمسلوباتہ علی مسلوباتِ القدیم

ترجمہ پس برائے غیر اول در ارادت وعلم او در وجہ احتیاجِ انتزاع تاخرِ رتبی باشد نہ زمانی۔ واگر نیست پس چگونہ است یعنی اگر احتیاج نباشد سوئے اول برائے ثانی پس ثانی بذاتہ اول است پس ہر واحد اول است۔ وایں ابطالِ اول است کہ خلافِ عقل وبداہت است پس چگونہ ممکن باشد ابطالِ اولِ واحد حالانکہ او ظل است از اولِ واحدِ قدیم۔ وانتزاعِ ثانی کہ از جہت اتحاد است یافتہ شود با اولِ حادث نہ از اولِ قدیم یافتہ شود ازانکہ ہر آئینہ مسلوبات بمقابلۂ قدیم عدمِ مطلق است و مقابلۂ اولِ حادث از حادث بر آنہا آگہی دادہ شود از جہتِ تغایر۔ باز ممکن در محلِ امکانِ خود است۔ پس تمیز یا آگہی دادہ شدنِ مسلوبات است از اول حادث در علمِ واجب معًا۔ پس بدانکہ ہر آئینہ او لیکہ در موجودات حادثہ است او محمد است صلعم رسولِ ما از خدائے رحمٰن رحیم۔ پس چنگ میزنیم در معرفتِ رسول بحسنات ذاتیۂ او یعنی آنچہ او عرض نیستند کہ آں حسنات باصالت اند یعنی بہ تبع نیستند۔ پس دریں ہنگام ضدِ حسنات از رسول مسلوب اند۔ وایں رسول دلیل است کہ منطبق است در حدِ مرکزیتِ خود بر حقیقتِ رسالت کہ آں حقیقت منشاء تعینِ رسول است در قدیم بموجوداتِ رسول بر موجوداتِ قدیم وبمسلوباتِ رسول بر مسلوباتِ قدیم ﴿

فھو علی دعواہ لا الٰہ الّا اللّٰہ انّی رسول اللّٰہ دلیل بنفسہ النفیسۃ ش خبر مع المتعلق المقدم والمؤخر ھ ولیس للمکذب الّا الجہل ختم کلامنا وفرضنا ان یات المکذبُ علی ما ادّعا بدلیلٍ فنقول لابد للخلق من مصداقٍ اولٍ فمن ش ای من ھو اولٌ ھ فلا دلیل بیدہ حقًا ویکذّب بما کذّب حتی لا یبقی الّا دعوی الاولِ فقولہ صلعم اوّل ما خلق اللّٰہ نوری وظہورہ صلعم فی عالم الشہود فی الاٰخر علی ترتیبٍ ضروریٍ من اٰدم علیہ السلام ومنشاءُ تعینہ تعین الفعل ھو موثر لاٰثار حادثۃ الی محمدٍ صلعم ومنشاءِ تعینہ تعین الذات دلیلٌ علی الترتیب الضروریِ وجودًا منہ صلعم الی اٰدم علیہ السلام فیمتنع نظیرہ مطلقًا ای خارجًا فظاھر وذھنًا لانّ کلّ ماھو ذھنی یحصل من مصداقٍ خارجٍ وفی الخارج منعہ فکیف فی الذھن فحقق کقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیٌٔ الاٰیۃ اعلم انما فصاحۃ القراٰن المجید اعجاز فثابتۃ وزیادۃ الکاف تمنعھا فباطلۃ کما ھو المشھور ش ای فصاحۃ القراٰن المجید اعجاز وزیادۃ الکافِ والزیادۃ تمنع الفصاحۃ ھ فان تدبرت فی الاٰیۃ

ترجمہ و آں رسول بر دعوی خود لا الٰہ الا اللّٰہ انی رسول اللّٰہ دلیل است بنفس نفیسہ خود۔ و نیست برائے مکذب مگر جہل پس تمام شد کلام ما۔ و بالفرض اگر مکذب بیا آنچہ کہ دعوی کرد دلیل بیارد پس بگوئیم کہ برائے خلق از مصداق اول چارہ نیست۔ پس کیست کہ او ہست اول۔ و دلیلی نیست از دی حق بدستاو۔ و تکذیب کردہ و دروغ داشتہ شود آنچہ تکذیب کرد و دروغ داشت تا آنکہ باقی نماند مگر دعوی اول پس قول او صلعم اوّل ما خلق اللّٰہ نوری یعنی اول چیز کہ آفریدہ خدا نور من است۔ و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بر ترتیب ضروری از آدم علیہ السلام کہ منشاء تعین او علیہ السلام تعین فعل است کہ موثر است برائے آثار حادثہ۔ تا محمد صلعم کہ منشاء تعین او صلعم تعین ذات است۔ ایں قول و ظہور او صلعم دلیل است بر ترتیب ضروری کہ از روی وجود است از و صلعم تا آدم علیہ السلام۔ پس منع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقا یعنی بطور خارج پس ظاہر است و از روئے ذہن از آنکہ ہر آنچہ کہ او ذہنی است حاصل میشود از مصداق خارج و حال اینکہ در خارج منع نظیر اوست پس چگونہ در ذہن نظیر او باشد۔ پس تحقیق کن مانند قول او تعالیٰ کہ در سورۃ شوری کہ رکوع دوم است لیس کمثلہ شیٔ الاٰیۃ یعنی نیست مانند او چیزے الخ۔ بدانکہ جز این نیست کہ فصاحت قرآن مجید اعجاز است پس ایں فصاحت ثابت است۔ و زیادت حرف کاف فصاحت را منع میکند پس ایں زیادت باطل است چنانچہ مشہور است یعنی فصاحت قرآن مجید اعجاز است و زیادت حرف کاف و اینکہ زیادت مانع فصاحت شود۔ پس اگر تدبر کنی در آیہ

بظهر الك انما مثل مثل وصفي انطباقا بمظهريته به سبحانه وهو محمد صلعم ممتنع ذاتا هي تشخص مانع فله سبحانه ش اى مخصّ له سبحانه او فلازم له سبحانه م بالاولوية الا ش استثناء من ممتنع م وصفا بدلالة لفظ المثل للمضاف على جامعيته بوصف المضاف اليه وشبه صنعه من موجودات قديمة واعلم ان المعرفة والايمان والاخلاص والخلوص بالله تعالى تتوقف على محمد صلعم لدلالة منه صلعم اليه سبحانه فهو سبحانه سميع بقول القائلين وبصير بحقيقة القلوب فى التصديق والنفاق نعوذ بالله تعالى منه ونسئله التوفيق وقيل ان يمكن ظهور الذات مكررا ثم وثم بعد فناء زعما فيمكن نظيره صلعم نعم بل من ظهور الفعلية الى ظهور الذات على ترتيب ضروري لا من الذات المجردة كما زعم لكنه ما اخبر به قران مجيد وخبر صادق ودينا بهما نكلامنا معهما لا بزعم مجرد فلا دليل عليه فالتوقف على ما قيل احداث فى الدين على الزعم المجرد نعوذ بالله تعالى من شرور انفسنا + ولا يجوز ظهور الانبياء من مركز تعين الذات تحت الاول لعدم التعدد والتجزى فى مرتبة الذات

ترجمہ تا ظاہر شود کہ جز این نیست کہ مثل مثل وصفی کہ از روئے انطباق باشد بمظہریت خود باو سبحانہ حالانکہ او محمد صلعم ست یعنی بمظہر بودن خود باو سبحانہ در وصف منطبق آید پس مثل این مثل وصفی بطور انطباق از روئے ذات ممتنع است کہ این ذات تشخص است مانع پس برائے او سبحانہ مخصوص است یا او سبحانہ را لازم است این امتناع باولویت۔ مگر ممتنع نیست از روئے وصف بدلالت لفظ مثل کہ مضاف است بر جامعیت خود بوصف مضاف الیہ و بدلالت شبہ صنع مثل از موجودات قدیمہ۔ و بدانکہ ہر آئینہ معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص بخدا تعالی متوقف است بر محمد صلعم بنا بر دلالت پس او سبحانہ شنوندہ است قول قائلین را و بینندہ است حقیقت دلہا را در تصدیق و نفاق نعوذ باللہ تعالی منہ ونسئلہ التوفیق یعنی پناہ میجوئیم بخدا تعالی از نفاق و میخواہیم از و توفیق۔ و گفتہ شد بطور زعم کہ ظہور ذات از روئے تکرار ثم و ثم یعنی باز و باز بعد فنا ممکن است پس نظیرش صلعم ممکن باشد۔ آرے بلکہ از ظہور فعلیہ تا ظہور ذات است بر ترتیب ضروری نہ از ذات مجردہ چنانچہ گمان کردہ لاکن شان نیست کہ قرآن مجید و خبر صادق باو خبر دادہ و دین ما بآن ہر دو است پس کلام ما با ہر دو است نہ بزعم مجرد دین نیست دلیلی برد۔ پس توقف برانچہ گفتہ شد احداث در دین است بر زعم مجرد و نعوذ باللہ تعالی من شرور انفسنا پناہ میجوئیم بخدا تعالی از بدیہائے نفسہائے خویش۔ و جائز نباشد ظہور انبیا از مرکز تعین ذات تحت اول از آنکہ تعدد و تجزی در مرتبہ ذات معدوم است

بیان دلالت ظہوری ذاتی از ظہور ذات مکرراً

بیان آنکہ معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص متوقف است بر محمد صلعم و خدا سمیع و بصیر قول قائل و حقیقۃ دلہا است در تصدیق و نفاق +

بیان آنکہ ظہور ذات مکرراً ممکن نیست

كما ظهر الانبياء من مركز تعين الصفات لوجود تعدد الصفات منشائهم وان لم يكن ظهور الانبياء من تعين الصفات على بناء استجماع المركز الاول الذاتي الصفات بعد ظهور النبي من مركز تعين الذات فتختلط المراكز و يبطل بناء الملل والترتيب الضروري واعلم ان الدلالات النظرية في البحث مضطربة على اختلاف النظر ولا يصل نظر كل ناظر الى حقيقة ثابتة فالاكتفاء بامتناع نصي اولى كما قال الله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين ه نبوتا فرتبة بدلالة لفظ النبيين مستغرقا لامعهودا اذ لا تثبت النبوة بعده نقلا ولا عقلا مخالفا النقل والحقيقة المذكورة الا زعما مجردا محدثا في الدين فتثبت مستغرقا بالدليل وبجمع الكثرة وبوجه اخر اي ان كان معهودا فكان كلا فهو مستغرق او بعضا فلا دليل عليه صراحتا ومحلا واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه نظم الاية الكريمة يقتضي خاتم النبوة ارفع الرتبة ش ثم تفسيره في ذكر كيفية

ترجمہ چنانچہ انبیاء از مرکز تعین صفات ظاہر آمدند ازانکہ منشاء صفات وجود تعدد صفات است۔ واگر ظہور انبیاء از تعین صفات بریں بنا کہ استجماع مرکز اول ذاتی صفات را بعد ظہور ایں نبی باشد کہ مرکز تعین ذات است پس مرکزہا مختلط و آمیختہ شوند و بنا ملتہا و ترتیب ضروری باطل شود۔ و بدانکہ ہر آئینہ دلالتہائی نظریہ بنابر اختلاف دریں بحث مضطرب آمدند و نظر ہر ناظر سوئی حقیقت ثابتہ واصل نمیشود و ہمیں سد پس بامتناع نصی اکتفا یعنی بسندہ کردن اولی است چنانچہ گفت خدائی برتر در سورہ احزاب رکوع پنجم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ه یعنی ولیکن رسول خداست و ختم کنندہ انبیاء۔ وایں ختم از روئی نبوة است پس از روئی رتبہ بدلالت لفظ النبیین کہ در لام استغراق است نہ معہود ازانکہ نبوة بعد او ثابت نمی شود بطور نقل نہ بطور عقل کہ مخالف نقل و حقیقت مذکورہ شود مگر بطور زعم مجرد کہ محدث در دین است یعنی در دین چیزی نو آوردہ شدہ و نو پیدا کردہ شدہ است۔ پس بدیں دلیل و بجمع کثرت لفظ نبی ایں لام استغراق ثابت می شود۔ و بوجہ دیگر یعنی اگر لام معہود باشد پس یا بطور کل باشد و او مستغرق ہست یا بطور بعض پس بروی از روئی صراحت و محل دلیلے نیست۔ چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورہ آل عمران واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه یعنی و ہرگاہ عہد گرفت خدا برترازانبیاء بر آنچہ کہ دادم شما را کتاب و حکمة باز عہد گرفت کہ شما را رسولے آید تصدیق کنندہ بآنچہ کہ باشما است تا که مدد البتہ ایماں آورید البتہ او را یاری کنید۔ پس نظم آیة کریمہ میخواہد ختم نبوة را کہ بلند ترین رتبہ ہست و تفسیرش

اخذ میثاق از انبیاء باثبات عظمة وفضل حضرة نبی الانبیاء بر غیرش صلی
علیهم الصلوٰة والسلام ھ وکما عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا
اول شافع ومشفع ولا فخر رواه الدارمی وقال صلعم فضلت علی الانبیاء
بست الی ان قال ختم بی النبیون رواه مسلم فی کتاب المساجد وفی المشکوٰة
عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم الی ان یقول انا العاقب
والعاقب الذی لیس بعده نبی متفق علیه وعن ثوبان قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الی ان قال وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی فانه صلعم خاتم
النبیین رتبة وزمانا علی اجماع اهل سنة وجماعة رضی الله تعالیٰ عنهم وقال
التفتازانی فی المقاصد قد دلت النصوص وانعقد الاجماع علی انه خاتم
النبیین لا نبی بعده وانه افضل الانبیاء انتهی ولما علمت ان نور محمد صلعم
ماخذ انتزاع غیره تضمنا والتزاما منه بحصول شبه تعلق غیره صلعم عن
موجوداته صلعم او مسلوباته صلعم بفناء مجازی بموجوداته صلعم

ترجمہ اخذ میثاق از انبیاء نوشته شد مع اثبات عظمت و فضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش برود بر ایشان صلوٰة و
سلام باد۔ و ہمچنان از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ است کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود منم قائد یعنی لشکر کش رسولان
و ہیچ فخر نیست یعنی برین رتبہ فخری ندارم و منم ختم کنندہ انبیاء و ہیچ فخر نیست و منم اول شافع و مشفع یعنی
شفاعت کنندہ و شفاعت کنانندہ و مرا فخری نیست۔ این حدیث را دارمی روایت کردہ۔ و فرمود صلعم
فضیلت دادہ شدم بر انبیاء بشش چیز تا آنکہ فرمود ختم کردہ شد بمن انبیاء۔ این حدیث را مسلم در کتاب
مساجد روایت نمود۔ و در مشکوٰة است از جبیر بن مطعم کہ گفت شنیدم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را تا آنکہ
میفرمود منم عاقب و عاقب آنکہ بعد او نبی نباشد۔ این حدیث متفق علیہ است یعنی اصحاب صحاح برو اتفاق دارند
در تحقیق۔ و از ثوبان است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود و منم ختم کنندہ انبیاء
کہ بعد من نبی نیست۔ پس ہر آئینہ او صلعم خاتم انبیاء است از روی رتبہ و زمانا بر اجماع اہل سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم و گفت
تفتازانی در مقاصد تحقیق نصوص دلالت کردہ است و اجماع منعقد شدہ است بر آنکہ او خاتم است کہ بعد او نبی نیست و او
صلعم افضل انبیاء است انتہی۔ و چون دانستہ شد اینکہ نور محمد صلعم ماخذ انتزاع غیر او صلعم است از روی تضمن و التزام از وی بحصول
شبہ تعلق غیر او صلعم از موجودات او صلعم یا از مسلوبات او صلعم بفنای مجازی بموجودات او صلعم

فلزم احاطة المركز الخ

ومرکزه فلزم احاطة المركز وقربته ومعيته لما فيه من الماخوذ مجهولة الكيف بالتنزه وهكذا كل واحد من المآخذ مركز لما فيه من الماخوذ فللآخذ تقدم رتبي وللمآخذ تاخر رتبي في المعية والقربة والاحاطة بالماخوذ فكل واحدة منها ش اى من المعية والقربة والاحاطة م كانت حقيقة ونظرية وثبتت القربة بالنص القرآني إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الآية ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا الآية ظنا على اختصاص الولاية بالمعاني ويحققها التزامها بالتولى ش كما ذكر تفسيره في ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية الخ م وليس علم غير الآخذ بالماخوذ ضروريا الا بما شاء الله تعالى لمن شرح صدره به ش اى بما شاء الله تعالى م فلما جاز علم المآخذ بالماخوذ فلا يمكن نفي علمه بكل ما منه بل هو الثابت ظنا والظن تابع الاذعان وان نفي ببعض ظنا فلا دليل عليه والى النهاية خلاف الثابت ش اى جواز علم المآخذ بالماخوذ وليس تقاطع وتداخل في بسائط

ترجمہ واین نور شریف او صلعم مرکز غیر اوست پس احاطت مرکز و قربت او و معیت او لازم آمد برائی آنچه که درست نماخوذ مجہول الکیف بالتنزہ یعنی این احاطت و قربت وغیرہ بسبب تنزہ در کیف مجہول ست ہمچنین ہر را از ماخذہا مرکز است برائی آنچہ کہ درو از ماخوذ است پس برائی آخذ تقدم رتبی ہست و برائی ماخوذ تاخر رتبی ہست در معیت و قربت و احاطت بماخوذ۔ پس ہر یک ازین معیت و قربت و احاطت از روی حقیقی ہست و از روی نظری۔ و قربت ثابت ہست بنص قرآنی کہ در سورہ مائدہ رکوع ہشتم آمدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الآیہ و ایضا در سورہ و رکوع مذکورہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا الآیہ از روی ظن بر اختصاص ولایت بسبب معانی ولایت و محقق میکند این معانی را التزام او بتولی۔ چنانچہ ذکر کردہ شد تفسیرش در ذکر کیفیت رسالت و نبوت و ولایت۔ و علم غیر آخذ بماخوذ ضروری نیست مگر بانچہ کہ خواست خدائی برتر برای کسی کہ شرح فرمود صدر او را باو یعنی بانچہ کہ خدای برتر خواستہ است۔ پس ہرگاہ کہ علم یعنی دانستن ماخذ بماخوذ جائز آمد پس نفی علم او ممکن نباشد بتمام آنچہ کہ ازوست بل او از روی ظن ثابت است وظن تابع اذعان است۔ و اگر نفی کردہ شود بہ بعض از روی ظن پس دلیلے نیست براو۔ و تا نہایت این خلاف ثابت ہست از امکان جواز علم ماخذ بماخوذ ثابت است۔ و تقاطع و تداخل نیست در بسائط

مُنزهة　موسعة　مشبهة الی ما شاء الله تعالیٰ **ش** یتعلق بکل منها
منزیہ دادہ شدہ　توسیع کردہ شدہ　تشبیہ دادہ شدہ

من منزهة وموسعة ومشبهة **م** وقد یفاض للتشخص المزائد من
منزیہ دادہ شدہ　توسیع دادہ شدہ

الماخذ فیستجمع فاعلم ان التوسع بتعدد المثال والجسم کما لبعض الاولیاء کراماتٍ

من قدرته تعالیٰ فللانبیاءِ بالاولویة اعجازًا لاینافی وحدت التشخص المزائد

فلاباس فی قولِ الذی نُسِبَ الی ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی تحت تفسیر

الاٰیة الکریمة اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الایہ سبع

ارضین **ش** معنی مثلهن **م** فی کلِ ارضٍ نبیٌّ کنبیکم و **ش** کان **م**

اٰدمُ کاٰدمکم ونوحٌ کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسیٰ کعیسیٰکم کما رواه

الحاکم فی مستدرکه ورواه غیره بطریقٍ مختلفٍ وقال ابن عباس رضـ لوحدثتکم

بتفسیرِ هذه الاٰیة لکفرتم وکفرکم بتکذیبکم بها انتهیٰ وینبغی ان یذکر

موسیٰ کموسٰکم لانه من اولی عزم فهذا المثل تمثلٌ مثالیٌّ اوجسمیٌّ

ان التوسع بتعدد المثال ۱۳

فلاباس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضـ

ترجمہ منزّہ وموسّعہ ومشبّہہ یعنی در اشیائی بسیطہ کہ تنزیہ دادہ شدہ وتوسع دادہ شدہ وتشبیہ دادہ شدہ

باینمعنی کہ مرتبۂ مثال بخشیدہ شدہ اند در وہم دریکدیگر در شدن وباہم قطع نمودن یکدیگر را نیست الی ما شاء الله

تعالیٰ یعنی تا اینچہ کہ خواست خدا تعالیٰ ہست بتمام ازانہا کہ منزّہۃ وموسّعۃ ومشبّہۃ اند۔ وگاہیہ تشکا را کردہ شود تشخص زاید از

ماخذ پس مستجمع میشود۔ پس بدانکہ ہر آیئنہ توسّع بتعدد مثال وجسم چنانچہ لبعض اولیا را بطور کرامت ہست از قدرت او تعالیٰ پس

برائی انبیا ر بطور اعجاز با ولویت ہست کہ وحدت تشخص زائد را منافی نباشد۔ پس باکی نیست در قولی کہ نسبت کردہ شدہ سوی

ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنہما در تحت تفسیر آیت کریمہ کہ در سورۂ طلاق رکوع دوم ہست اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الایہ سَبْعَ اَرَضِیْنَ **ش** مَعنی مثلهنّ **م** فِی کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ و **ش**

کَانَ **م** اٰدمُ کاٰدمکم ونوحٌ کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسیٰ کعیسیٰکم یعنی خدائی ہست

آنکہ پیدا کرد او ہفت آسمان را و از زمین مثل آنہا یعنی ہفت زمین در ہر زمینی نبی ہست ہمچو نبی شما وہست آدم ہمچو آدم شما ونوح ہمچو

نوح شما وابراہیم ہمچو ابراہیم شما وعیسیٰ ہمچو عیسیٰ شما۔ چنانچہ این حدیث را حاکم در مستدرک خود روایت کرد۔ وروایت کرد او را غیر او

وگفت ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنہما لَوْحَدَّثْتُکُمْ بِتَفْسِیْرِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ لَکَفَرْتُمْ وَکُفْرُکُمْ بِتَکْذِیْبِکُمْ بِهَا انتہیٰ یعنی اگر

بیان کنم شما را تفسیر این آیت البتہ کافر شوید شما وکفر شما بتکذیب شما باشد یاد۔ تمام شد قول حضرت ابن عباس رضـ در تفسیر آیت مذکورہ۔ وسزاوار

باشد کہ ذکر کردہ شود موسیٰ کموسٰکم یعنی موسیٰ ہمچو موسیٰ شما از انکہ او علیہ السلام از اولی العزم است۔ پس این مثل تمثل مثالی یا جسمی است

ظہر کمالُ التوسّعِ للمتمثِّلِ فلا للمتمثَّلِ وجودٌ مستقلٌ فی المماثلۃ بل ہو قائمٌ
بالمتمثِّلِ حدث منہ وینبغی ظہور المثال والجسم علی ما تحتِ مرکزیتہم باولی
عزمیتہم مکلفاً وقع او غیر مکلف لتعلقہ بہم وجوباً والخمسۃُ الممدوحۃُ
من الانبیاءِ اولی عزم محیطۃٌ ما تحتِ مرکزہا ومن سواہا من الانبیاءِ
من مرکزٍ منہا وفی السمٰوٰتِ ایضاً **ش** عطفٌ علی فی کلِ ارض **م** وان لم
تفہم وقولہ رض علی ما کشف علیہ رض **ش** کما یُشیر الیہ قولہ رض ولو حدثتکم الخ
فلو کان تفسیرہا علی حدیث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوجب علیہ رض
اظہارہُ **م** فظنیٌّ فلا یُحکم فی العقائدِ وفی القول وجہٌ اٰخر ایضاً فاعلم اَنّ
التشبیہ یصدق فی بعضِ وجہِ الذی مقصودٌ لا فی کلِ وجوہٍ **ش** فالمشبہ
لا یشبہ بالمشبہ بہ فی کُلِّ وجوہٍ الّا فی وجہٍ مقصودٍ **م** ولا یظہر وجہٌ مقصودٌ
فی القولِ بدلالۃِ الصراحۃ ولا بدلالۃِ القرینۃ فالتشبیہ مُحوّلٌ علی فہم
قائلِہ وفی الزمانِ رجلٌ **ش** ہو محمد قاسم النانوتوی **م** تکلم بوجودٍ مستقلٍ

ترجمہ کہ برائی متمثِّل کمالِ توسع ظاہر شدہ است۔ پس برائی متمثَّل ای آنکہ مثال آورد یعنی صورت مثالی را وجود مستقل نیست در مماثلت بلکہ او قائم بہ متمثِّل است یعنی بمثال گیرندہ کہ ازو حادث شدہ است۔ و سزاوار باشد ظاہر شدن مثال و جسم بر آنچہ کہ تحتِ مرکزیتِ شاں است بسبب اولی عزمیتِ شاں خواہ آں ماتحت مکلّف واقع آمدہ یا غیر مکلف بنا بر تعلق آں ماتحت با ایشاں۔ کہ از روئی وجوب است۔ و آں پنج ممدوحات انبیاء کہ اولی عزم اند محیط ما تحتِ مرکز خود اند۔ و ہر کہ سوئ ایں خمسہ ممدوحہ از انبیا یند از مرکز ہماں پنج اند۔ و در آسمانہا نیز ظہورِ مثال و جسم ہست بنا بر عطف ہمچو در ہر زمین اگرچہ نفہمیدی۔ و قول او رضی اللہ تعالیٰ عنہما بر آنچہ کہ برو رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکشوف آمد پس ظنّی است کہ در عقاید حکم کردہ نشود۔ چنانچہ سوئ او قولِ او رض اشارہ میکند وَلَوْ حَدَّثْتُکُمْ۔ الخ۔ پس اگر تفسیرش بر حدیث نبوی صلعم بودے البتہ برو رض اظہارش واجب آمدی۔ و دریں قول وجہ دیگر ہم است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ صادق آید در بعض وجہ آنکہ مقصود است نہ در ہر وجوہ۔ پس مشبہ بمشبہ بہ در ہر وجوہ مشابہ نشود مگر در وجہ مقصود۔ و دریں قول وجہ مقصود ظاہر نمیشود بدلالت صراحت و نہ بدلالت قرینہ۔ پس تشبیہ مُحوّل باشد بر فہم قائل او۔ و دریں زمان مردی است کہ او محمد قاسم نانوتوی است او کلام کردہ است

المماثلین لاُولی عزمٍ ، وغرضہ اثبات المثل لمحمدٍ نبی اللہ تعالیٰ صلعم علیٰ انہ خاتم الانبیاءِ رتبۃً لا زماناً باستدلال الآیۃ الکریمۃ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ والقولِ المذکور عن ابن عباسٍ رض فجاز وجودُ نبیٍ بعدہٖ صلعم واتبعہ قومٌ فانہ کُفِّرَ من علماءِ علّامۃٍ من مکۃِ المعظمۃِ والھندِ ورُدَّ قولہ بدلائلِ شرعیۃٍ شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیھم وجزاھم خیر الجزاءِ فاعلم انّ ضمیر جمع المؤنث فی مثلھنّ یرجع الی السمٰواتِ فوجہُ التشبیہ طباقٌ کما قال سبحانہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً الآیۃ لاوجہٌ اُخَر من اوصافٍ عرضیۃٍ کوجود النجومِ وغیرھا فانہا کما ھو ظاھرٌ وذاتیۃٍ کخلقِھا من حدیدٍ وغیرہ کما ورد فی الحدیثِ الشریفِ اِذ لا یصدق فی بداھۃ التشبیہ وصراحۃِ نصٍّ ولا یثبت (ای وجہ آخر) فی طباق الارضین خلقۃ مکلفۃً وغیر مکلفۃٍ من صراحۃٍ قرآنیۃٍ اِلّا غیر مکلفۃٍ من صراحۃٍ حدیثیۃٍ

ترجمہ مماثلین برائے اولی عزم۔ وغرض او اثبات مثل است برائے محمد نبی خدا تعالیٰ صلعم بریں بنا کہ او خاتم انبیاء است از روئے رتبہ نہ از روئے زمان باستدلال آیت کریمہ کہ در سورۂ احزاب رکوع پنجم است وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہ الآیہ وبقول مذکور از ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ پس جائز شد وجود نبی بعد او صلعم۔ و پیروی کرد اورا قومی۔ پس ہر آئینہ او تکفیر کردہ شد از علمائے علّامہ از مکہ معظمہ وہند۔ ورد کردہ شد قول او بدلائل شرعیہ کہ خدا تعالیٰ سعی شاں را مشکور فرماید و جزا دہد شاں را جزائے بہتر۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ضمیر جمع مونث در مثلھنّ راجع می شود سوی سماوات۔ پس وجہ تشبیہ طباق است چنانچہ فرمود سبحانہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً الآیہ یعنی ہفت آسمانہا طبق برطبق یعنی تہ بتہ۔ نہ وجہ دیگر از اوصاف عرضیہ چوں وجود نجوم وغیرہ کہ در وے است چنانچہ او ظاہر است۔ و نہ از اوصاف ذاتیہ چوں خلق او از حدید وغیرہ در حدیث شریف وارد آمدہ۔ از انکہ وجہ آخر بہ بداہت تشبیہ وصراحت نص صادق نیاید۔ و نہ ثابت می شود وجہ تشبیہ در طباق زمینہا خلقت مکلّفہ وغیر مکلفہ از صراحت قرآنیہ مگر غیر مکلّفہ از صراحت حدیثیہ ؛

وَمَنِ ادَّعَا بِالْمِثْلِيَّةِ بَعْدَ اِثْبَاتِ خَتْمِ الرُّتْبَةِ فَكَيْفَ اِذِ الْخَتْمُ وَصْفٌ

مَانِعٌ فَالْخَاتِمُ لَا يَشْتَرِكُ فِي الصِّفَةِ غَيْرُهُ وَاِذَا اُثْبِتَ خَتْمُ الرُّتْبَةِ

وَالْكَلَامُ فِي الظُّهُورِ فِي عَالَمِ الشُّهُودِ فَعَلَى التَّرْتِيبِ الضَّرُورِيِّ

فَكَيْفَ لَا يَثْبُتُ زَمَانًا وَفِي مَعْنَى خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَوْ فَتْحِهَا اَجْمَعُوْا

السَّلَفُ مِنْ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ عَلَى اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ تَوَافُقًا بِالْاَحَادِيثِ

الشَّرِيفَةِ وَادَّعَا بِمِثْلٍ اضافی ای الرجل المذکور ش اے جامعیۃِ المِثْلِ بِمِثْلِهٖ مَجَازًا

م وَافْتَرَقَ بِمِثْلٍ حَقِيقِيٍّ وَحَرَزَ نَفْسَهٗ عَمَّا ش ای كُفْرٍ م بِقَوْلِ

مِثْلٍ حَقِيقِيٍّ بِزَعْمِهٖ وَمَا فَهِمَ اَنَّ الْمُمَاثَلَةَ بِاِضَافَةٍ لَا

بِحَقِيقَةٍ اِذْ هِيَ ش اَيِ الْمُمَاثَلَةُ بِحَقِيقَةٍ م مُمْتَنِعَةٌ

فَكَيْفَ التَّحَرُّزُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ◆

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ

وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ

فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

ترجمہ وہر کہ دعوی کرد بمثلیت بعد اثبات ختم رتبہ پس چگونہ است۔ ازانکہ ختم وصف مانع است پس خاتم صفتی است کہ غیر او دریں صفت مشترک نمی شود۔ وہرگاہ کہ ختم رتبہ ثابت کردہ شد حال آنکہ کلام در ظہور است در عالم شہود پس بر ترتیب ضروری است پس چگونہ ازروی زمان ثابت نہ شود۔ ودر معنی خاتم النبیین بکسر تا یا بفتح تا اجماع کردند سلف از اہل سنت وجماعت برانکہ ہر آئینہ شان اینست کہ بعد او نبی نیست ازروی توافق بہ احادیث شریفہ۔ ودعوی کرد شخص مذکور بمثل اضافی یعنی جامع شدن مثل بمثل خود ازروی مجاز۔ وافتراق نمود یعنی جدا شدہ از دعوی بمثل حقیقی۔ ونگاہداشت نفس خود را از کفر بقول مثل حقیقی بزعم خود ونہ فہمید کہ مماثلت باضافت است نہ بحقیقت ازانکہ مماثلت بحقیقت ممتنع است پس چگونہ است تحرز یعنی نگاہداشتن خود از کفر والله تعالٰے اعلم بالصواب ◆ یعنی خدائے برتر داننده تر است بصواب اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به یعنی خدایا درود وسلام بفرس بر محمد کہ نبی رحمت است وبر جمال او چنانچہ تو او را دوست داری واو را خوشنودی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت فرما بواسطہ او

ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ تعظیم و ادب و حق و محبت بوصفہا ش وصف محبۃ آنست کہ نخواہد غیر محبوب را م آنحضرت صلعم بمعرفت صحیحہ نبوتش صلعم بوجہ تعالی واجب ست و بجا آوردنش از امکان بیروں لیکن تا تواند بجا آوردہ مستغفر باشد قولہ تعالی النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم ترجمہ ایں پیغمبر بہتر است بہر مومن از نفوس ایشاں بدلالت الف و لام استغراق تو افقاً با ولویۃ مطلقہ ثابتہ در ہر وجہ مقصود تفصیل معانی ولایت عامۃ الاختصاص صراحتاً و اقتضاءً التزاماً

ترجمہ

ذکر حضرت حبیب الرحمن صلعم کی تعظیم و ادب اور محبت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ یعنی ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اُسکے رسول پر جنکا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اُن سے شفاعت کے طالب ہیں۔ اور اُن کی آل اور اُن کے اصحاب اور اُنکے سارے پیروں پر درود پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعظیم اور آپ کا ادب اور آپ کا حق اور آپ کی محبت جیسا محبت کا وصف ہے کہ غیر محبوب کو یعنی محبوب کے سوا غیر کو محبت نہیں چاہتی ہے۔ آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ خالص اللہ کی وجہ میں واجب ہے۔ اور اُسکا ادا کرنا امکان سے باہر لیکن جہاں تک ہوسکے بجا لاکر استغفار پڑھتا رہے کہ فرمایا اللہ تعالی کا سورہ احزاب بارھویں رکوع میں النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم یعنی یہ پیغمبر بہتر ہے ہر مومن کے لیے اُن کے نفسوں سے۔ اس آیت سے مطلق اولویت ثابت ہے نبی صلعم کو ہر وجہ میں ہر مومن پر کسی قسم خاص اولویت اور بہتری کی قید نہیں۔ اس دلیل سے کہ الف لام استغراق کا کل مومنین کے نفسوں کو بطور توافق و موافقت اس اولویت میں مستغرق کیے ہوئے ہے۔ پس ہر وجہ تفصیل میں کہ مقصود ہو لفظ ولایت کے عام معنوں کے اعتبار سے جو لغت میں قربت تکفل خلت مالکیت تصرف اور نصرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں اس نبی کو صراحت اور صداقت طرح سے اور اقتضاء التزام یعنی لازم ہو جانے کے تقاضے سے ہر مومن کے لیے اُسکے نفس سے بہتری حاصل ہے

تفسیر قولہ تعالی النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم الآیۃ

تفسیر کریمیہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم الآیہ

ش چنانچہ در تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ ومافیہا مع مطالب اُخریٰ مذکور است **ھم** ایں دعویٰ متضمن دلیل است ای چوں ایں نبی ازما اَولیٰ است پس بما ازما اولیٰ است و از غیر ما بما اولیٰ تر است ✦

تنبیہ از بخارِ نوآنست کہ گفتند در امورِ دنیویہ بمصلحتِ خود از رسول صلعم دانا تر اند العیاذ باللہ تعالیٰ منہ بدلیلِ حدیث شریف در صحیح مسلم در کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قالہ شرعاً دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی الرأی عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ وعن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرّ بقوم یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصاً فمرّ بھم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم الحدیث

بالکسر الردی من التمر اذا یبس صار حشفاً ۱۲

ترجمہ جیسا ذکر کیفیت رسالت ونبوت وولایت واعجاز وکرامت واستدراج میں اور جو کچھ اُسمیں ہے مع اور مطالب کے اس آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ کی تفسیر میں مذکور ہے جو سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں ہے۔ اور یہ دعوےٰ قول خدا تعالیٰ متضمن دلیل ہے کے دلیل اسکے ضمن میں موجود ہے اس طرح کہ جب یہ نبی ہمسے اولیٰ ہے تو ہمسے ہمارے سے بھی اولیٰ ہے یعنی جیسے ہمکو اپنے نفس سے قربت وخلّت وتکفّل وغیرہ حاصل ہے اُن سب میں نبی کو ہمارے نفس سے اولویت حاصل ہے۔ اور ہر ہمارے ساتھ کی شے سے جسکو ہم نسبت حاصل ہے اُس نسبت میں ہمسے ہمارے نبی کو اولویت ہے۔ پس ہمارے غیر سے ہماری نسبت اولیٰ تر ہے۔ یہاں سے اثبات کا رد بھی ہے جنھوں نے کہا کہ دنیوی کاموں میں اپنی مصلحت میں رسول اللہ صلعم سے وہ زیادہ دانا ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے خیال سے یا خدا بچائے اس سے اُنکی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے اُس باب میں جسمیں اُن چیزوں کی بجا آوری واجب ہونے کا بیان ہے جسکو آپنے شرعی ہوا ارشاد کیا نہ اُن چیزوں کی جنکو دنیا کے معایش یعنی اسباب زندگی سے حضور صلعم نے علی الرأی ذکر کیا یعنی میری رائے یہ ہے۔ کہ روایت ہے ہشام سے انکو عروہ سے انکو انکے باپ انکو حضرت عائشہ سے۔ اور روایت ہے اسی حدیث کی حضرت ثابت سے انکو حضرت انس رضی سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک قوم کے پاس کہ پیوند لگاتے تھے درخت خرما کے باہم نر و مادہ میں تو فرمایا آپنے اگر نکرو گے تم تو البتہ درست ہو جائیگے۔ کہا راوی نے پھر نکلی خراب یعنی چھوارے سوکھ کر ردّی ہو گئے۔ پھر گذرے حضور صلعم اُن پاس اور کہا تمھارے باغوں کا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا آپنے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا آپنے تم تمھارے دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو یا آپنے دنیا کے کاموں سے بہتر دانا ہو۔ اور اسی قسم کی ایک حدیث دوسرے طریقہ سے دوسرے الفاظ میں ذکر کیفیۃ ۵ کے آخر میں مذکور آئی ملاحظہ ہو ✦

[illegible] امور دنیوی میں [illegible] حضور صلعم سے زیادہ [illegible] ✦

پس آں ماؤّل باشد در وجہی بعد ایں ثبوت بابد والنست در آنتم اعلم مفضل علیہ بعدم ذکرش عام است و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کثیر العلم در ہر وجہ از ہمہ عالم است ازانکہ تعلیم کردہ شد علم اولین و آخرین و ما لم یکن تعلم و دانا تر است بقرآن مجید آنکہ نیست رطب و یابس مگر دراں و اعجاز نبی غیر را در ہر وجہ متقابل است و فضل نبی بر غیرش در ہر وجہ متقابل مستثنیٰ است ازیں عموم ورنہ اعتقاد بہتر در ہر وجہے از پیغمبر لازم فضل متقابل منافی فضل کلی و اعجاز پیغمبر است پس حاصلش اینکہ شما دانا تر باید یکی از دیگرے در امر دنیا لاحق بشما فضلاً من وجہ چنانکہ گفتہ شد ناداں بکار خود ہشیار و مرخص نتواں شد دراں کہ امر فرمود صلعم قال اللہ تعالیٰ مَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط مظنون آنست کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود ازانکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃً ازانکہ متشدد مبعوث نشدہ۔

ترجمہ یعنی ثابت ہونے اولویت و بہتری کے یہ حدیث تاویل کی جاوے گی کسی وجہ میں۔ معلوم ہو کہ لفظ حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ جو اسم تفضیل ہے اس کا مفضل علیہ بسبب مذکور نہ ہونے کے عام ہے کیونکہ معلوم نہیں کس علم میں مخاطب کو کس پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ کا علم کثیر ہے ہر وجہ میں تمام عالم سے لہذا ہر وجہ میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں اسلیے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم اور مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ یعنی جو نجانتے تھے۔ وہ سب سکھلائے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے خوب جاننے والے ہیں کہ کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو اسمیں نہ ہو یعنی ہر شے کا بیان اس میں ہے تو آپ سب کے عالم ہیں۔ اور نبی کا اپنے غیر کو عاجز کرنا ہر وجہ میں متقابل ہے۔ پس نبی کی فضیلت اسکے غیر پر ہر وجہ میں متقابل ہے ورنہ پیغمبر صلعم سے بہتر کا اعتقاد ہر وجہ میں متقابل کی فضیلت کا لازم کرنے والا ہے جو منافی ہے فضل کلی اور اعجاز پیغمبر کا۔ پس حاصل آخر فقرہ حدیث کا یہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں جو تمکو لاحق ہیں آپسمیں ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وجہ میں زیادہ دانا ہو جیسا کہا گیا ہے ناداں بکار خود ہشیار یعنی ناداں بھی اپنے کام میں ہوشیار ہے۔ اور جسمیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا بجز تعمیل رخصت نہیں ہوسکتی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ یعنی نہیں ہے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جبکہ حکم جاری ہو جاوے اللہ اور اسکے رسول کا یہ کہ ان کو ان کے کام میں کچھ اختیار ہو یعنی بعد اجرائے حکم اللہ و رسول کے مومنین کو بجز تعمیل کوئی اختیار نہیں رہتا۔ گمان یہ ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا کیونکہ وہ عقائد کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ براہ رحمت تالیف فرمائے اسلیے کہ آپ سخت و شدید نہیں پیدا ہوئے ❖

وتواند شد کہ ورود ایں حدیث قبل نزولِ کریمہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ باشد واللہ
تعالیٰ اعلم بالصواب پس در حقوقِ خودش صلعم غالب باشد از حقوقِ خودتاں بہمہ گردر ہر وجہ
ازینجا است ہر قدر کہ در محبت اکمل است در محبوبیۃ افضل پس تا او صلعم در ہر وجہ از ہمہ محبوب تر نباشد
حقِ محبتِ او صلعم موفیٰ نتواند شد فرمود صلعم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ
حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ صحیح بخاری ازینجا
کہ عرض داشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّفَقَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنْ تَکُوْنَ بِنْتِیْ تَحْتَ
اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیۃ ترجمہ نباید کہ میل کنند
بنفسہائے خود یعنی حقوقِ نفوسِ خود از نفسِ او صلعم یعنی تجاوز از حقِ نفسِ او صلعم ۔ و منجملہ مقاصدِ ایں کریمہ مناسب اینجا
ہمیں است و منافعِ محبت با رسولِ مقبول صلعم از کریمہ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ

ترجمہ اور ممکن ہے کہ اس حدیث کا ورود اس آیت کریمہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کے نازل ہونے سے
پہلے ہوا ور خدائے تعالیٰ درستی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس خود تمہارے آپس کے ہر وجہ کے حقوق سے خود اپنے حقوق میں حضور صلعم
غالب ہوں گے پس یہیں سے ہے کہ جسقدر جو محبت میں کامل تر ہے محبوبیت میں افضل ہے۔ پس جب تک حضور صلعم ہر وجہ
میں سب سے محبوب تر نہوں گے آپ کی محبت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا جیسا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے
اُس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مومن ہوگا کوئی تمہارا جبتک کہ میں اُسکی جان اور اُسکے مال اور اُسکی اولاد اور اُسکے
والدین اور سب آدمیوں سے زیادہ اُسکو محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض کیا حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ محبوب ہو گئیں مجکو دنیا سے تین چیزیں ایک دیکھنا روی مبارک رسول اللہ صلعم کا۔ دوسری
خرچ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تیسری یہ کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی۔ اور فرمانا خدائے تعالیٰ کا
سورہ توبہ رکوع پندرہ میں وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ اور نچاہیے کہ میل کریں اپنے نفسوں کی طرف یعنی اپنے نفسوں کے
حقوق کی طرف حضور صلعم کے نفس سے تجاوز کر کے یعنی حضور صلعم کے نفس کے حق سے بڑھکر مطلب یہ کہ اپنی جانوں کو آپکی جان سے زیادہ
نچاہیں۔ اور اس آیت کریمہ کے منجملہ مقاصد میں سے یہاں کے مناسب یہی ہے۔ اور رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت کے فائدے اس آیت
کریمہ سے واضح ہیں جو سورہ توبہ رکوع پندرہ میں ہے ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَئُوْنَ
مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی یہ اسلیے کہ تحقیق وے
ایسے ہیں نہ انکو پیاس پہنچتی ہے اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ اپنے قدم گاہ کھندتے ہیں یعنی کہیں پاؤں پھیرتے ہیں کہ غصہ ہوں کافر یعنی کافروں
کو غصہ میں لاویں

قول حضرت صدیق علیہ حقوق حضرت صلعم علیہ محبت و ایمان بر ہمہ

تفسیر کریمہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیہ

مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ
واضح و قوله تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ترجمہ تحقیق ما فرستادیم ترا گواہ و مژدہ دہندہ
برحمت و نعمت خدائی منعم و شفاعت خود و ترسانندہ از عذاب خدائی منتقم۔

تنبیہ باید دانست مفعول ثانی **ش** اے مرسل الیہم ارسلنک کہ ہماں مفعول شاہد و مبشر و نذیر
کہ صفت مفعول مخاطب است بحذفش متوسع عموم مفعول مفید عظمت و فضلش صلعم است و کیفیت
ایں عموم اللہ تعالیٰ داناست و ہر کہ را نشس بخشیدہ شود و باید دانست کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا بسبب مفعول
مخاطب نتواند شد پس بضرورت اقتضاء لتؤمنوا متعلق بہ را لظمی مناسب مقدر است کہ از فصاحت و بلاغت
است آں اینجا است کہ فرستادیم محمد را صلعم شاہد و مبشر و نذیر بحال شما از بہر گرویدن شما بخدائی یگانہ و یکتا و برسول
او تعالیٰ ختم الانبیاء و قوت دادن شما مر او را صلعم چنانکہ طمانیت دہد باخلاص شما در حق اللہ تعالیٰ
و ہم حق رسول صلعم تعظیماً لہ صلعم **ش** بر دلالۃ توقروہ از اینجا رفع اشتباہ آنست کہ شاید آنحضرت صلعم

ترجمہ اور نہ دشمن سے کوئی چیز چھینتے ہیں مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل بیشک اللہ نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا۔ اور فرمایا
خدا تعالیٰ کا سورہ انا فتحنا رکوع اول میں اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یعنی بیشک بھیجا ہمنے تمکو گواہ اور بشارت دینے والا رحمت اور خدائے منعم
کی نعمت کا اور اپنی شفاعت کا اور ڈرانیوالا خدائے منتقم یعنی بدلا لینے والے کے عذاب سے۔ **تنبیہ** معلوم ہو کہ صیغہ ارسلنا کے
جسکا مفعول ثانی مرسل الیہ یعنی جسکی طرف رسول بھیجا۔ اور شاہد اور مبشر اور نذیر کہ ضمیر مخاطب مفعول بہ کے صفات ہیں انکا بھی وہی
مفعول ہے اپنی محذوف ہونیکے سبب مفعول کے عام ہونیکی وسعت دے رہا ہے۔ اور یہ توسع حضور صلعم کی عظمت و فضل کو
مفید ہے۔ اور کیفیت اس عموم کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جسکو اسنے اسکی سمجھ بخشی ہو۔ اور معلوم ہو کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا کا
بسبب مفعول مخاطب کے نہیں ہوسکتا ناچار اسکے خاص متعلق ہے کہ تقاضے کی ضرورت کے سبب متعلق ہے کیلیے کوئی نظم مناسب مقدر ہے جو فصاحت
و بلاغت کا سبب ہے۔ پس یہاں یہ مطلب و معنی ہوے کہ ہمنے محمد صلعم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا تمھارے
حال کے موافق تمھارے گرویدہ ہونیکے واسطے یگانہ و یکتا خدا کے ساتھ اور اسکے رسول ختم الانبیاء کے ساتھ۔ اور تمھارا
خاص حضور صلعم کو قوت دینا اسطرح کہ تمھارے اخلاص سے تسلی حاصل ہووے وہ اخلاص کہ اللہ تعالیٰ کے
حق کی بابت ہو اور رسول صلعم کے حق کی بابت بھی آپ کی تعظیم کے لحاظ سے نہ آپ کی احتیاج کے۔ اسلیے کہ توقروہ
کی دلالت تعظیم و ادب کی مقتضی ہے۔ پس یہاں سے یہ شبہ بھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

احتیاج بخلق دارند چہ آنحضرت صلعم از احتیاجِ غیر خدای عزوجل مستغنی است **شعر**

منّت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمیکنم ❊ منّت بدار اینکہ بخدمت بداشتت

و بزرگ داشتن شما مر او را صلعم بوقارِ رسالت و صفاتِ او صلعم در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق نفسِ او صلعم باید دانست رجوعِ ضمیرِ متصل در تعزروہ و توقروہ بحضرت صلعم است بدلالت وقفِ مطلق والا وقف مہل پس وصل باشد و حال آنکہ فصل ثابت است و ایں ابتلا تعزروہ و توقروہ غیر موقت است فرضا بنا بر عدم توقیت لتومنوا باستمرار معنی مصدر و مضارع معطوف علیہ و باعث توقیر یعنی رسالت و در عدم توقیت لتومنوا و توقیت تعزروہ و توقروہ حجتی بالخصوص نتواں آورد و بجا نا وردن توقیر کفر است بلزوم استخفافِ رسول معظم بوقارِ رسالت و صفاتش صلعم بخلاف تعزیر کہ لازم استخفاف نیست و تائیدی بریں بقولہ تعالیٰ است فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ پس لیکن آنانکہ گرویدند باو صلعم و قوت طمانینت دادند او را صلعم باخلاص خود ما و مدد کردند او را صلعم در حق اللہ تعالیٰ و حق نفس او صلعم

ترجمہ خلق کی احتیاج ہے دور ہو گیا کیونکہ آنحضرت صلعم غیر خدائی عزوجل کی احتیاج سے مستغنی ہیں **شعر** چاکری کرنے کا احسان مت جتنا ❊ شکر کر سلطاں نے چاکر کر لیا ❊ اور تمھارا آنحضرت صلعم کو بزرگ رکھنا آپ کی رسالت اور آپ کی صفات کے وقار و عزت کے سبب حق اللہ کی وجہ میں ہے اور آپ کے بھی حق نفس کی وجہ میں صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر متصل کا مرجع حضرت صلعم کی طرف ہے کیونکہ آگے اسکے وقف مطلق ہے جو بالکل توقف پر دلالت کر رہا ہے۔ اور اگر ضمیر کا رجوع اللہ کی طرف کیا جائے تو وصل ہوگا وقف مہل ٹھیرے گا حالانکہ وقف مطلق فصل کو ثابت کر رہا ہے پس لامحالہ رجوع ضمیر کا رسالت کی طرف ہے تا کہ فصل ثابت ہو اور اسی لیے وقف مطلق ہے۔ اور یہ ابتلا اور آزمایش تعزروہ اور توقروہ یعنی مدد اخلاص و ادب کی جو بسبب حکم فرض ہے غیر موقت ہے کہ مقید وقت نہیں اسلیے کہ لتومنوا میں بسبب معنی مصدری کے استمرار ہے اور اسکا معطوف علیہ مضارع ہے کہ وہ بھی بذات خود اور باعتبار عطف مستمر ہے۔ اور سبب توقیر جو رسالت ہے اسمیں بھی استمرار ہے لہذا یہ قبول بوجہ استمرار مقید بوقت نہیں۔ اور لتومنوا کے موقت نہ کرنے اور تعزروہ اور توقروہ کے موقت کرنے کیلیے کوئی خاص دلیل و حجت نہیں لاسکتے اور حضور صلعم کی توقیر کا بجا نہ لانا کفر ہے کیونکہ رسول معظم کی وقار رسالت اور آپکے صفات کے مقابل آپکی عدم توقیر میں استخفاف رسالت لازم ہوتا ہے بخلاف تعزیر کے کہ اسمیں استخفاف لازم نہیں۔ اور اسکی تائید اس قول اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس لیکن جو لوگ کہ آپکے ساتھ گرویدہ ہوگئے اور انھوں نے آپکو اپنے اخلاص سے تسلی دینے دلی قوت دی یعنی اپنا اخلاص ظاہر کرکے آپ کے اطمینان کو قوی کر دیا اور آپ کی امداد کی یہ سب خدا تعالیٰ کے حق کی وجہ میں اور آپ کی جان کی حق کی بابت

تطوعاً و پیروی کردند نورے را کہ فرود آوردہ شد یعنی قرآن مجید با و صلعم **ش** متعلق پیروی کردند

م انقیاداً در ہماں حق اللہ تعالیٰ وحقِ نفسِ او صلعم عموماً ہماناں آنند فلاح یابندگان **ف** باید

دانست کہ قرآن مجید متبع متبوع نتواند شد مگر باو صلعم و مفید تمیز تطوع و انقیاد عطف است ورنہ اہمال

باتحاد اتّبعوا و معہ متعلق اتبعوا است بقرب معنوی و اقتضائے فعل مفعول ثانی را نہ اُنزل چہ

صلۂ علیٰ و الیٰ را خواہد نہ مع را و الاَّ تخصیص بتبعیت نزول محقق حکم نبوت لازم تقدم رتبی باو صلعم بحکم

ثبوتِ معیتہ در ثابتین و تبع عوارض دون ما قامت بہ نتواند شد **توضیح** باید دانست نزول

متقدمِ زمانی مقابلِ نزولِ متاخرِ زمانی است پس نزولِ متقدمِ زمانی محققِ حکمِ نبوت نیست مگر

نزولِ متاخرِ زمانی پس نزولِ متاخرِ زمانی نزولِ متقدمِ رتبی است و نزولِ متاخرِ رتبی نیز

پس نزولِ متقدمِ رتبی محققِ حکم نبوت است و نزولِ متاخرِ رتبی محققِ استعدادِ نبوت پس

ایں باید دانست ثابتین بے احتیاج یک دیگر در وجہِ ثبوت در زمان معیت ہستند۔

ترجمہ براہ تطوع یعنی شوق و خوشی سے۔ اور انھوں نے اس نور کی پیروی آپ کے ساتھ کی براہ انقیاد یعنی تابعداری سے جو اتارا گیا یعنی قرآن مجید عام ہی حق کے بابت جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور آپ کی جان کا۔ یہی لوگ ہیں کہ فلاح پانے والے ہیں۔ معلوم ہو کہ قرآن مجید جو متبع ہے پیروی نہیں کیا جا سکتا مگر آنحضرت صلعم کے ساتھ۔ اور تطوع اور انقیاد کے تمیز ہونے پر عطفِ جملہ فائدہ دے رہا ہے ورنہ اتّبعوا کے اتحاد میں اہمال واقع ہوگا۔ اور معہ متعلق اتّبعوا کا ہے معنوی قربت کے سبب اور فعل اتّبعوا کے مفعول ثانی کو چاہنے کے سبب نہ اُنزل کا کیونکہ یہ فعل صلۂ علیٰ اور الیٰ کو چاہتا ہے نہ مع کو ورنہ اُنزل معہ میں تخصیص نزول کی کہ حکم نبوت کی محقق لازم تقدم رتبی ہے بحکم ثبوتِ معیتہ ثابتین میں حضور صلعم کے ساتھ خاص نہ ہو سکے گی اور بغیر ما قامت بہ تبع عوارض نہ ہو سکے گا۔ حاصل یہ کہ آیت مذکورہ فامّا الذین الخ میں اگر لفظ معہ متعلق اتّبعوا نہ کیا جائے گا تو اول یہ قباحت لازم آئیگی کہ وہ نور جسکی اتباع کا حکم ہے یعنی قرآن مجید بغیر آنحضرت صلعم کے کیسے پیروی جا سکتا ہے حالانکہ اتحاد اتباع پر جملہ کے عطف ہونے سے تطوع اور انقیاد کی تمیز ہو رہی ہے کیونکہ بغیر شوق و رضا اور تابعداری پیروی مہمل ہوگی۔ دوم اتباع کو آپکی معیت کے ساتھ معنوی قرابت ہے کیونکہ یہ مفعول ثانی کا خواہشمند ہے جو اس ہی یعنی معہ سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ نہ لفظ معہ انزل کا متعلق ہے اسلئے کہ اسکا صلہ علیٰ یا الیٰ آتا ہے نہ مع۔ سوم اگر معہ کو اتّبعوا کے متعلق نہ کرینگے تو تخصیص نزول کی حضور صلعم کے ساتھ نہ ہو سکے گی کیونکہ یہ تخصیص حکم نبوت کی محقق اور ثابت کرنیوالی ہے اور تقدم رتبی کو لازم ہے۔ اور یہ دونو ثابتین یعنی محقق حکم نبوت اور تقدم رتبی ثبوت معیت کے حکم میں ہیں یعنی اپنی وجہ ثبوت میں بغیر احتیاج ایک کے دوسرے سے خود زمان معیت میں ہیں چنانچہ اسکی تشریح توضیح لاحق میں آتی ہے۔ چہارم عوارض کا بغیر متبوع کے تابع ہونا کیسے ثابت ہوگا کیونکہ قیام عوارض بغیر ما قامت بہ یعنی جسکے ساتھ وہ قائم ہوں اسکے بدون نہیں ہو سکتا تو بغیر ما قامت بہ تبع عوارض بھی نہ ہو سکے گا۔ **توضیح** معلوم ہو کہ نزول متقدم زمانی مقابل ہے نزول متاخر زمانی کا۔ اور نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوۃ نہیں ہے بلکہ نزول متاخر زمانی محقق حکم نبوت ہے اسلئے کہ حکم نبوت نزول وحی سے ثابت ہوگا تو لامحالہ نزول متاخر ہوگا نبوت سے لیکن چونکہ حکم نبوت کا محقق نزول ہی ہے لہذا نزول کو تقدم رتبی حاصل ہے پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی ہے اور نزول متاخر رتبی بھی۔ اور نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوۃ ہے۔ اور نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوۃ۔ اسکے بعد

وتحقیقِ حکم نبوۃ باحتیاجِ نزول متقدم رتبی است وسخن درہمین است **ش** نہ درتحقیقِ استعدادِ نبوۃ کہ بجائی خود بنا بر نزول ثابت است و دراینجا نامقصود **م** پس معیتِ منزّل محقّقِ حکم نبوۃ نتواند شد مگر محققِ غیرِ اُولوالعزمی و دراینجا اولوالعزمی مراداست انتہی وازاینجا کہ سرانجام امر بفعل موقوف اتباعِ رسول است اتباعِ کتاب دون الرسول صورت نہ بندد واتباعِ کتاب استقلالاً مخالف کتاب است قال سبحانہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ وعمومِ مفعولین اُنْزِلَ در ضمنِ اتباعِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم مشیرِ اجتماعِ ملل بملتِ متبوع معہ با فائدہ فضل او است **ش** لے رسول اللہ تعالیٰ وملتش صلعم **م** ولطیفہ تلمیح دوام از معہ بقولِ قائل بتعلقِ اُنْزِلَ مشیرِ دوام نزول است وآں باطل وبتعلقِ اِتَّبَعُوا مشیرِ دوام تبع است وآں مشتمل تقریر ولیکن تلمیح دوام از معہ صحت ندارد **ش** چہ معیت در ثابتین مقتضیِ دوامِ ثبوتِ معیت نیست **م** فکیف **ش** اشارت دوام **م** ازینجا پیدا است کہ صحتِ ایمان در تطوع وانقیادِ اوامر و نواہی و مرخصات در تبعِ او است صلعم وفلاح معلّق باں وقولہ تعالیٰ

ترجمہ اور تحقیق حکم نبوۃ کی اور اسکا اثبات نزولِ متقدم رتبی کی احتیاج کی بنا پر ہے یعنی حکم نبوۃ کو اپنی تحقیق و اثبات میں نزول متقدم رتبی کی احتیاج ہے اور کلام اسی میں ہے تحقیق استعداد نبوۃ میں کلام ہے اسلیے کہ تحقیق استعداد نبوۃ بجائے خود بسبب نزول ثابت ہے کیونکہ اگر استعداد نبوۃ نہ ہوتی تو نزول وحی کیسے ہوتا اور بے استعداد بار وحی کا متحمل کیونکر ہوسکتا اور یہاں پر یہ مقصود کلام نہیں ہے پس معیت منزّل محقّق حکم نبوۃ نہیں ہوسکتی یعنی کتاب خدا کا نبی کے ساتھ ہونا نبوۃ کا محقّق نہیں ہوسکتا بلکہ حکم نبوۃ کا محقّق نزول متقدم ہوگا ہاں البتہ منزّل کا نبی کے ساتھ ہونا نبی کے غیر اولوالعزم ہونیکو ثابت کریگا حالانکہ یہاں نبی کا اولوالعزم ہونا مراد ہے پس معیت محقّق غیر اولوالعزمی ہے اور یہاں اولوالعزمی مراد ہے انتہی۔ اور چونکہ حکم کا سرانجام فعل کے ساتھ رسول کی پیروی پر موقوف ہے اور پیروی کتاب کی بغیر رسول کے صورت نہیں حاصل کرسکتی۔ اور مستقل کتاب کی پیروی مخالفِ کتاب ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورہ نساء رکوع آٹھ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحب امر کی تم میں سے اور اُنْزِلَ کے ہر دو مفعولوں کا عام ہونا رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے اتباع کے ضمن میں اشارہ کرتا ہے کہ آپکی ملت متبوعہ کے ساتھ تمام ملتوں کا اجتماع آپکے ہمراہ ہے اور اسمیں آپ کی اور آپکی ملت کی فضیلت کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ آپکی اور آپکی ملت کے تحت میں علاوہ آپکی ملت متبوعہ کے تمام ملتیں مجتمع ہیں اور آپکی نبوۃ و رسالت جامع تمام انبیاء اور رسولوں کی نبوۃ و رسالت کی ہے۔ اور لطیفہ تلمیحی دوام جو معہ سے اُنْزِلَ کے تعلق کے سبب قائل کے قول کے موافق دوام نزول کا مشیر ہے وہ باطل ہے۔ اور اتبعوا کے تعلق کے ساتھ معہ دوام تبع کا مشیر ہے اور یہ مشتملِ تقریر ہے۔ ولیکن معہ سے تلمیح دوام کی صحت نہیں ہوتی کیونکہ معیت ثابتین میں ثبوت معیت کے دوام کی مقتضی نہیں ہے یعنی معیت کا دو ثابت میں ہونا معیت کے ہمیشہ ثابت ہونیکو نہیں چاہتا تو اشارہ دوام کا کیونکر صحت پذیر ہوگا پس یہاں سے ظاہر ہے کہ ایمان کی صحت اوامر اور نواہی اور مرخصات کی بجاآوری میں خوشی کے ساتھ میں آپ کی پیروی میں ہے اور فلاح اسی کے ساتھ معلّق ہے۔ اور قول خدای تعالیٰ کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ترجمہ ای آنانکہ ایمان گزیدند پیشی مکنید پیش خدای عزوجل و رسول او تعالی صلعم در قول و فعل در مامورات و عادیات و بترسید خدای عزوجل را تحقیق اللہ تعالی شنوا و دانا است باید دانست لا تقدموا متوسع المفعول است بحذف و ہم ازینجا است کہ وقت ذکر خدای عزوجل و رسول مقبول صلعم کہ ضمیمہ این آیت کریمہ است در حکم مذکور است قول و فعل نامناسب وقت نیارد بل بمقتضای معنی بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ہیبت و محبت در گرفتہ باشد و این نہی بر مومن غیر موقت است والا بعطف رسولہ در مامورات کہ غیر موقت است چہ توان گفت۔ و قولہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمہ ای کسانیکہ بایمان گزیدند بایستی می باید بلند مسازید آوازہای خود را بر آواز پیغمبر صلعم و آواز بلند مکنید برای او صلعم گفتن سخن مقاصد یا خطاب ہمچو آواز بلند کردن بعض شما برای بعض گفتن سخن مقاصد یا خطاب کہ مختار در مساوات و مماثلت است یعنی سخن نرم با ادب و تعظیم کنید و بصفت یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ خطاب کنید برای آنکہ باطل میشود اعمال شما بسوء ادب و شما نمیدانید ✦

ترجمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی ای وہ جنھوں نے ایمان اختیار کیا خدای عزوجل اور اُسکے رسول صلعم کے سامنے قول و فعل میں جو مامورات و عادیات میں ہوں پیشی نکرو اور خدا عزوجل سے ڈرو بیشک اللہ تعالی سنتا اور جانتا ہے۔ معلوم ہو کہ لَا تُقَدِّمُوْا اپنے مفعول کے حذف ہونیکے سبب متوسع المفعول ہے۔ اور یہ بھی یہیں سے ثابت ہے کہ خدا عزوجل اور رسول مقبول کے ذکر کے وقت جو اسی آیت کا ضمیمہ ہے اور مذکور کے حکم میں ہے کوئی قول و فعل جو وقت کے مناسب نہ ہو وہ اور نہ کرے بلکہ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کے معنی کے مقتضی پر اللہ و رسول کے حضور کو مد نظر رکھکر ہیبت اور محبت کو لیے رہے۔ اور یہ بھی مومن پر غیر موقت ہے یعنی یہ ممانعت وقت کی مقید نہیں ورنہ عطف رسولہ کی نسبت امورات میں جو غیر موقت ہیں کیا کہہ سکوگے۔ اور قول خدای تعالی کا سورۂ حجرات پہلے رکوع میں ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی اے ایسے لوگو جنھوں نے جس چیز کے ساتھ کہ چاہیے ایمان اختیار کیا۔ اپنی آوازوں کو پیغمبر صلعم کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور مقصدوں یا خطاب کی باتوں کے کہنے میں حضور صلعم کے لیے آواز بلند مت کرو جیسا تمھارے بعض کا بعض کے واسطے مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے کہ مساوات و مماثلت میں اختیار کیا جاتا ہے یعنی کلام نرم ادب اور تعظیم کے ساتھ کرو اور آپ کو یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ صفت سے پکارو۔ کیونکہ بے ادبی سے تمھارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور تمھیں معلوم نہیں ہوتا ✦

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ✦

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ✦

تفسیر کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ✦

باید دانست بر قول الف ولام عہد است یا استغراق مدلّل از ثبوت متقدم برای نہی و از مشبہ بہ مقولہ بحذف متوسع و وجہ تشبیہ جہر بالقول مع المقول است و لفظ بعضکم لبعض مفید معنی مساوات و مماثلت است و حبط عمل بلزوم کفر بہ ترک تعظیم قبل نزول فرضیۃ تحرز از منہی عنہ پس بعد نزولش چہ پیش آید نعوذ باللہ تعالیٰ منہ **ش تنبیہ** ازینجا رد آنست گفتند کہ تعظیم آنحضرت صلعم ہمچو تعظیم برادر کلاں بس است و دلیلے آوردند از حدیث شریف پس آں مأوّل باشد در وجہے بعد این ثبوت چہ نیست کہ بعد نزول این کریمہ کسے خطاب باسم محمدؐ و کنیت ابو القاسم نمیکرد حضرت عباس رضؓ باوجود قرابتے خطاب بصفت یا نبی اللہ و یا رسول اللہ و یا حبیب اللہ میکرد پس چجای آنست گفتند و باید دانست کہ اخوت حقیقی با آنحضرت صلعم باطل است مگر مجازی کہ مشیر معنی مماثلت و مساوات است پس آں مأوّل باشد بوجہی ورنہ معارض شود مر نہی لا تجھروا الخ را بدانکہ بعد نزول نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ٭ کہ موقت است در مسجد نبی صلعم ہنوز منع صوت باخذ صحابہ رضؓ است بنا بر قرب نبی صلعم ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک

ترجمہ معلوم ہو کہ اس آیت میں قول پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا کیونکہ نہی کے واسطے کوئی امر ثابت متقدم کا ہونا ضروری ہے جبپر ممانعت وارد ہو لہٰذا اس ثبوت متقدم سے جو نہی کے لیے ہے قول معہود پر دلالت ہو رہی ہے۔ اور مشبہ بہ سے جسمیں قول معہود مشخص نہیں بسبب توسع کلام استغراق پر دلالت پائی جاتی ہے۔ اور مقولہ بھی حذف ہونیکے سبب متوسع ہے۔ اور وجہ تشبیہ جو جہر بالقول ہے مقولہ کے ساتھ ہے تو اسمیں بھی معیت مقولہ کے سبب توسع موجود ہے۔ اور لفظ بعضکم لبعض مساوات اور مماثلت کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے۔ اور حبط عمل یعنی عمل کا باطل ہونا ترک تعظیم سے کفر لازم ہونیکے سبب ہے تاکہ قبل نزول فرضیت منہی عنہ سے تحرز کرے اور بچے ورنہ ممانعت کی چیز و نکی فرضیت کا نزول ہو جانیکے بعد کیا ہو سکتا ہے بجز کفر دائر ہونیکے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے ٭ **تنبیہ** یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا جنھوں نے کہا کہ تعظیم آنحضرت صلعم مثل تعظیم بڑے بھائی کے کافی ہے۔ اور حدیث شریف سے دلیل لائے پس وہ حدیث اس ثبوت کلام الٰہی کے بعد کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونیکے بعد اسم محمدؐ اور کنیت ابو القاسم کے ساتھ کوئی نہ خطاب کرتا تھا نہ پکارتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود ایسی قرابت کے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ اور یا حبیب اللہ صفت کے ساتھ خطاب کرتے تھے پس کیا موقع اور گنجایش ہے ایسی بات کی جو انھوں نے کہی۔ اور معلوم ہو کہ حقیقی اخوت آنحضرت صلعم کے ساتھ باطل ہے مگر مجازی جو مماثلت اور مساوات کے معنی کی اشارت کرتی ہے پس وہ حدیث کسی وجہ کے ساتھ تاویل کیجاویگی ورنہ خاص نہی لا تجھروا کے معارض ہوگی۔ معلوم کرو کہ نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے نزول کے بعد کہ نہی موقت ہے مسجد نبی صلعم میں اب تک آواز بلند کرنیکی ممانعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختیار کرنیکی وجہ سے قربت نبی صلعم کے سبب۔ یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں ٭

ہرگاہ باوجودِ فرضیتِ موقت عمل بر معنی غیر موقت کردند در غیر موقت کہ نفسِ فرضیت ہمچناں بود چہا باید و ایں غیر موقت تائیدی آرد بر اخذ صحابہؓ و در شانِ اہلِ ادب میفرماید **قولہ تعالیٰ** اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ **ترجمہ** تحقیق کسانیکہ پست میکنند آوازہای خود را نزد پیغمبر خدای تعالیٰ صلعم یعنی نرم باادب میگویند آں گروہ آنند کہ آزمودہ است اللہ تعالیٰ ای خالص کردہ است دلہای شاں را برای تقویٰ و برای ایشاں آمرزش گناہان است و مزدی لازم العظمۃ در تقابلِ عمل یا غیر شاں ازینجا است کہ بجا آوردنِ ادب از تقویٰ است و سبب آمرزش گناہانِ غیر متوب تحتِ مشیئۃ بدانکہ بنا بر مراعات معنی عند رسول اللہ ہنوز غضِ صوت در مسجدِ نبی صلعم باخذ صحابہؓ است ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبرِ مبارک و ازینجا آدابِ زیارتِ قبرِ نبی صلعم با داب کہ سزاوار جناب برکت مآب صلعم بحیاتِ ایں عالم بود پیدا است ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ جب باوجود موقت فرضیت کے انھوں نے معنی غیر موقت پر عمل کیا تو غیر موقت میں جسکی نفس فرضیت اسی طرح ہو کیا کچھ چاہیے۔ اور یہ غیر موقت صحابہؓ کے عمل و اختیار کے تائید کر رہا ہے۔ دیکھو اہل ادب کی شان میں فرماتا ہے قول خدای تعالیٰ سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو پیغمبر خدا صلعم کے نزدیک پست کرتے ہیں یعنی نرم ادب سے بات کہتے ہیں وے وہی گروہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے واسطے آزمالیا ہے یعنی خالص کرلیا ہے۔ اور انھیں کے واسطے گناہوں کی بخشش ہے اور بدلہ ہے جو لازم عظمت ہو ان کے عمل کے مقابلہ میں یا ان کے غیر کے تقابل میں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ ادب بجا لانا پرہیزگاری و تقویٰ کی سبب ہے۔ اور سبب ہے ان گناہوں کی بخشش کا جو غیر متوب تحت مشیّت ہوں یعنی جنسے توبہ نہوئی ہو بلکہ ما تحت مشیّت خدا ہوں۔ معلوم کرو کہ عند رسول اللہ کے معنی کی مراعات یا رعایتوں کے سبب مسجد نبی صلعم میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل و اختیار کرنے سے ابتک آواز پست کرنا موجود ہے یعنی باتباع صحابہؓ اب تک آواز بلند کرنے کی مسجد نبی صلعم میں ممانعت ہے یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں۔ اور یہیں سے آداب زیارت قبر نبی صلعم کے جن آداب کے ساتھ کہ آپ کی جناب برکت مآب کو اس عالم دنیا کی زندگی میں سزاوار تھے ظاہر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ اے خدا درود و سلام بھیج محمد پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا کہ تجھے اس سے محبت ہے اور تو اس سے راضی ہے اور شفیع بنا ہمارا لیے اسکو اور اسکے سبب ہم پر رحمت کر ۔

تفسیر قولہ تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الآیۃ

تفسیر قولہ تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الآیۃ

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم با دیگر منافع

ذکر کیفیتِ [۱۷] وجوب خسرانِ دارین از ایذائے حضرت حبیبُ الرحمٰن صلعم با دیگر منافع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا ہ

نَحْمَدُ اللّٰہ ونستعینُہ ونصلّی علے رسُولہ محمّدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجْمَعِین ہ بدانکہ ایذائی حضرت حبیبُ الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم موجب خسرانِ دارین ہست قالَ اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ ترجمہ تحقیق کسانیکہ میرنجانند اللہ تعالیٰ و رسولِ او تعالیٰ صلعم دور افگند اللہ تعالےٰ ایشانرا از رحمت خود در دنیا و آخرت و مقرر کرد برائی شاں عذاب خوار کنندہ ہ این دوری و عذاب بر قدر ایذا تواند شد نہ مطلق ش ای دوری و عذاب مطلق م چہ بعض آن کفر باشد و بعض آن نہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ہ ترجمہ کسانیکہ میرنجانند مومنین و مُومنات را بانچہ بجا نہ کردہ اند پس تحقیق برداشتند بہتان و گناہ جدا کنندہ از نیک ؏

ذکر بیان ایذائی حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کہ موجب نقصان ہر دو جہان ہے مع اور فائدوں کے ہ

ترجمہ ذکر بیان [۱۸] دونو جہان کے نقصان و ٹوٹا واجب ہونے کا حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کی سبب مع اور فائدوں کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

بیان تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ الخ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات الخ

نحمدُ اللہ ونستعینہ ونُصلّی علےٰ رسُولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ معلوم کر کہ حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی ایذا دو نو جہان کے خسران یعنی ٹوٹے اور نقصان کا موجب ہے۔ فرمایا خدای تعالیٰ نے سورۂ احزاب رکوع سات میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلعم کو رنج پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اُنکو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عذاب خوار کرنیوالا مقرر کردیا ہے۔ یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہو سکتا ہے کیونکہ بعض دوری و عذاب کفر تک ہوتا ہے اور بعض نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ بھی جو آیت مذکورہ کے بعد میں ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ہ اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو ان چیزوں کی بابت جو اُنہوں نے دل سے بجد و کوشش حاصل نہیں کی ہیں، ستاتے ہیں پس یعنی اُنھوں نے بہتان باندھا اور گناہ ذمہ لیا جو نیکی سے دور کرنیوالا ہے

باید دانست ذات سبحانہ منزّہ ہست از تاذی بنفسہ پس نسبت تاذی بسبحان بواسطہ غیرہ باتحادِ مجازیش باو سبحانہ بالعرض ش مربوط لنسبت ای النسبۃ تاذی بسبحان بالعرض م باشد عموماً - پس تخصیص نمود بہ تاذیِ رسول بعطفِ تفسیری فی العوارض یعنی تاذی تعظیماً لہ ش مربوط تخصیص نمودم صلعم بفارقِ عصمۃ پس فرمود بہ تاذیِ مومنین بنابر فرق احکامِ ایذا یعنی لعنہم اللہ و اعدّ لہم وعیداً از اثماً مبیناً تنبیہاً پس ثانی تحتِ مشیئۃ تواند شد بخلاف اول بدلالۃ فرق حکم صیغہ فاعل الخ ماضی در تحقق و عدم تحقق و در مقابلۂ عصمۃ از حفظ بعطف مذکور استیناً فاً ش مربوط است بہ تاذیِ مومنین یعنی بعطفِ تفسیر استیناً فاً کہ عطف بر جملہ خواہد شد م تخصیصاً للاولیاء و تعمیماً لغیرہم بفارقِ حفظ از معونۃ و لفظِ مومنین فارق است میان انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام بفارق من وجہٍ ای از وجہِ ایمان برسالۃ بنفسِ مبارکِ خودش نہ بتوحیدِ حق سبحانہ و شامل است میانِ اولیاء و غیرہم بشمولِ عام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۝

ترجمہ معلوم ہو کہ ذات اللہ سبحانہ بنفسہ ایذا پانے سے پاک ہے پس نسبت ایذا پانے کی اللہ سبحانہ کی طرف اسکی غیر کے واسطے میں بسبب اُسکے مجازی اتحاد کے اُسی سبحانہ کے ساتھ عام طور پر عارضی واقع ہوئی ہے کیونکہ اتحاد مجازی کے سبب واسطہ غیر اُسمیں بالعموم عارض ہے لہذا یہ نسبت بالعرض ہوگی عموماً پھر بنا بر تفسیر عوارض عطف تفسیری لاکر تاذیِ رسول یعنی رسول کے ایذا پانے کی تخصیص فرمائی بغرض تعظیم حضور صلعم کیونکہ آپ کی عصمت آپ کی عظمت و شان کو علیحدہ بتلا رہی ہے اور عموم سے فارق ہے - اسکے بعد از سر نو عطف تفسیری لاکر تاذیِ مومنین کو مذکور فرمایا تاکہ فرق احکامِ ایذا معلوم ہو کیونکہ لعنہم اللہ اور اعدّ لہم میں وعید ہے کہ وہ وعید رحمت خدا سے دوری اور خواری عذاب ہے اور اثماً مبیناً میں تنبیہ ہے کیونکہ بھلائی و نیکی سے دور کرنیوالا گناہ ہوتا ہے پس بخلاف اول کے امر ثانی جسمیں تنبیہ ہے خدا کے تحت مشیئت ہونا چاہیے - کیونکہ فرق حکم صیغہ فاعل کا ماضی سے تحقق اور عدم تحقق پر دلالت کرتا ہے اسلیے کہ صیغہ ماضی لعن اور اعدّ سے تحقق حکم ثابت ہو رہا ہے کیونکہ ماضی تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے - اور اثماً مبیناً صیغہ اسم فاعل سے عدم تحقق ظاہر ہے - اور عصمت کے مقابلہ میں جو از سر نو عطف تفسیری لاکر ایذائی مومنین کا بیان ہوا اسمیں از راہِ تحفظ اولیاء اللہ کے لیے تخصیص ہے اور اُنکی غیر کے لیے تعمیم یعنی اس حکم عدم تحقق تحت مشیت میں جو ایذائی مومنین پر تنبیہاً ہے بسبب حفاظتِ خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اولیاء اللہ کے لیے اس حکم میں خصوصیت ہے بمقابلہ عام مومنین کے کہ اُنکو خدا کیطرف سے معونۃ ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقاید کا مسلم و متفق علیہ ہے کہ انبیا معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ اور عام مومنین کو خدا کی طرف سے معونت - پس حفظ خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اُنکی شان کو اس حکم ثانی میں عام مومنین سے خصوصیت کے ساتھ علیحدہ بتلا رہی ہے اور معونۃ مومنین سے فارق و جدا کر رہی ہے - اور لفظ مومنین فرق پیدا کر رہا ہے درمیان انبیاء اور اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ یہ فارق من وجہ ہے کیونکہ انبیاء کے لیے خود اُن کے نفس مبارک کی رسالۃ کا ایمان ایک وجہ فارق ہے عام مومنین کے ایمان سے نہ ایمان توحید حق سبحانہ کہ سبکو شامل ہے - اور درمیان اولیاء اللہ اور اُنکی غیر میں یعنی عام مومنین میں یہ لفظ شامل ہے کیونکہ ایمان توحید و رسالۃ میں بسبب وجہ مساوات کے اُنکو مساوی طور سے شمول عام ہے لیکن مع الفارق ثابت ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ —

از وجہ مساواتِ ایمان در توحید و رسالت **ش** **تنبیہ** ایں جملہ معطوفہ دلیل دعوی است وہم جواب سوالِ مقدر بر وجہ تخصیص رسول از تعمیم اشتراک در ایمان و ردِّ آنست کہ گفتند با رسول اللہ تعالیٰ برابر اند در اخوتِ ایمانی بدلیلِ حدیث شریف پس آں ماوّل باشد بوجہی بعد ثبوت فارق **شعر**

نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را — بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وہمچنیں شمول اولیاء اللہ تعالیٰ بفارق ثابت **م** پس ایذا ئیست قلبی لقولہ تعالیٰ **فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا** **ترجمہ** پس شاید کُشندہ نفسِ خودی بر حالِ ایشاں اگر نگروید باین حدیث یعنی قرآن مجید از روئی اندوہ ۔ ولقولہ تعالیٰ **وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا** **ترجمہ** ہر آئینہ صبر کنیم برانچہ ایذا کردید مارا **ع** و آں ترک ادب است در حق اللہ تعالیٰ و ایذا ئیست نفسی کہ معلوم عام است و آں ترک ادب است در حقِ نفس و ایں ہر دو

ترجمہ پس یہ جملہ معطوفہ آیت دلیل دعوٰی ہے اور سوال مقدر کا جواب بھی کیونکہ تخصیص رسول تعمیم اشتراک ایمانی میں ظاہر ہے اسلیے کہ رسول کو اپنے خاص نفس مبارک کی رسالۃ کا ایمان مخصوص کرنا ہے بخلاف اولیاء اللہ وغیرہ مؤمنین کے کہ انکو اپنے غیر یعنی رسول کی رسالۃ کے ایمان کی ضرورت ہے کیونکہ رسول کو ایمان رسالت میں اپنے نفس خاص پر ایمان ہونا چاہیئے اور غیر رسول کو رسول پر ۔ پس اپنے نفس خاص پر ایمان ہونے اور غیر پر ایمان لانے میں فرق بیّن ہے اور اسی سے تخصیص رسول بمقابلہ مؤمنین پیدا ہے ۔ اب یہاں سے اُن لوگوں کا بھی رد ہو گیا جنھوں نے رسول اللہ تعالیٰ صلعم کو بدلیل حدیث شریف اخوت ایمانی میں برابر مانا کیونکہ بعد اس ثبوت فارق کے جو آیت کریمہ سے مذکور ہوا وہ حدیث شریف جسپر اُنکی دلیل کا مدار ہے کسی وجہ میں تاویل کی جاویگی اسلیے کہ بعد ثبوت حکم آیت حدیث سے امر ثابت کی نفی ہو سکتی بلکہ حدیث کی کسی وجہ کے ساتھ تاویل کی جاوے گی ۔ پس یہ امر حق ہے **شعر** بنی آدم سے کیا نسبت تمھاری ذات والا کو ✤ کہ بہتر عالم و آدم سے ہو عالی نسب کیسے ✤ اور اسی طرح شمولِ عام اولیاء اللہ تعالیٰ کا مؤمنین کے ساتھ ثابت بفارق ہے کیونکہ حفظِ خدا اُنکی شان میں تخصیص کو ثابت کر رہی ہے ۔ پس ایذا یا قلبی ہے یا نفسی ہے ۔ قلبی بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے **فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا** کہ سورہ کہف اول رکوع میں ہے یعنی پس شاید کہ آپ اپنے نفس کو ہلاک کرنیوالے ہیں اُن کے حال پر اگر وہ گرویدہ نہ ہوئی اس حدیث یعنی کلام الٰہی پر از روئے غم و اندوہ کے ۔ یعنی آپکو اُنکے ایمان نہ لانے پر اسقدر غم ہوتا ہے کہ آپکے لیے اندیشہ ہلاکی ہے ۔ اور بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے **وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا** کہ سورہ ابراہیم رکوع دوم میں ہے ۔ اور البتہ ہم اُس چیز پر صبر کرینگے جو تمنے ہمکو ایذا دی ۔ اور ایذائی قلب بسبب ترک ادب کے ہے حق اللہ تعالیٰ میں یعنی ادب کا چھوڑ دینا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں ۔ دوسرے ایذائی نفس مبارک کہ معلوم عام ہے ۔ اور یہ ترک ادب ہے آپکے حق نفس کی بابت ۔ اور یہ دونو

متن اسے حق اللہ تعالیٰ وحقِ نفس **م** مشترک اند بہر اختیار و ترکِ ادب پس آدابِ زیارتِ قبور کہ ترکش مستلزمِ ایذای مقبور باشد نیز مرعی خواہد شد چنانکہ از رسول اللہ تعالیٰ وغیرش صلعم نسبتہ بزائر و مزور در حدِ خود ہا کہ بحالتِ حیات سزاوار او بود ثابت است قولاً و فعلاً چنانکہ در فتاویٰ عالمگیری است کیفیۃُ الزّیارۃِ کزیارۃِ ذلک المیتِ فی حیاتہ من القرب والبعدِ کذا فی خزانۃِ الفتاویٰ وایں اجمال را **ش** یعنی اجمال ہر اختیار و ترک را **م** تفصیلے است مختلف فیہ کہ ایں مختصر نتابد مگر اصلی میگویم **ع** اگر عاقلی یک اشارت بس است ٭ در حق اللہ تعالیٰ اختیار استحباب است عبادتاً و عادتاً و در حقِ نفس آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگرے مپسند و طریقۂ تمایز موافق نفس اینست کہ آنچہ از دیگری نہ پسندی از خود مپسند و ایں نتوانی مگر بمحبۃ آری محبۃ خود ادیبی است کہ صد ادب می آموزد و بہترین آداب بجا آوردن امر است پس اطاعتِ امر رسول صلعم در مرخصات فرض است و مفیدِ ادب و حذر ایذا، و خیر خود ہست

ترجمہ یعنی حق خدا اور حق نفس مبارک صلعم ہر اختیار اور ترک ادب میں مشترک ہیں کیونکہ جو ادب کہ رسول اللہ کی نسبت اختیار کیا جائے گا یا ترک ہوگا وہ باعتبار رسالت کے خدا کی نسبت کر ضرور ہوگا لہذا ترک و اختیار ادب رسول میں حق خدا اور حق رسول کا اشتراک لازمی ہوگا۔ پس آداب زیارت قبور بھی کہ انکا ترک مقبور کی ایذا کا مستلزم ہے رعایت کیے جائینگے کیونکہ کسی مزار مومن کے ترک ادب سے جس کا وہ حالت حیات میں مستحق تھا صاحب مزار کو ایذا ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلعم اور آپکے سوا اوروں سے زائر کے لیے اور جسکی زیارت کی جاوے دونوں کی نسبت حسب حیثیت اپنی اپنی حد میں کہ حالت زندگی میں انکے لیے سزاوار تھا قول اور فعل سے کہنا اور کرنا ثابت ہے جیسا فتاویٰ عالمگیری میں کیفیۃ الزیارت میں خزانۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے مذکور ہے کزیارۃِ ذلکَ المیتِ فی حیاتہٖ من القُرب والبُعدِ یعنی جیسے اس میت کی زیارت اسکی زندگی میں نزدیک و دور سے۔ اور اس اجمال یعنی ہر اختیار و ترک کی بڑی تفصیل ہے جسمیں اختلاف ہے کہ اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں مگر ایک قاعدہ بیان کیے دیتے ہیں **ع** عاقل کے لیے اشارہ بس ہے ٭ چنانچہ وہ اصل یہ ہے۔ کہ حق اللہ میں اختیار استحباب ہے یعنی ایسی چیز اختیار کرنا عبادت اور عادت کے طور پر جو اچھی جانی گئی ہے۔ اور حقِ نفس میں یہ قاعدہ ہے کہ جو تو اپنے لیے نہ چاہے وہ دوسرے کے واسطے مت پسند کر۔ اور اسکے تمائز کا طریقہ نفس کے موافق یہ ہے کہ جو کچھ تجھکو دوسرے سے پسند نہ آوے وہ اپنی ذات سے غیر کے لیے نہ پسند کر۔ اور یہ نہیں ممکن ہے مگر بذریعہ محبت۔ ہاں محبت خود ایسا ادیب ہے کہ سو ادب سکھلا دیتا ہے اور آداب میں سب سے بہتر بجا آوری حکم خدا ہے پھر اطاعت امر رسول اللہ صلعم فرض ہے مرخصات میں یعنی وہ امر جنکی رخصت ہے عادیات میں۔ اور یہ ادب اور ایذا سے بچنے اور اپنی بہتری اور خیر کے لیے مفید ہے

تفسیر قولہ تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینًا

لقولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ترجمہ ہرگز نیست ہر مومن و مومنہ را ہرگاہ کہ جاری کرد اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم امری را اینکہ باشد برائے شاں رخصت از امرِ شاں و ہر کہ نافرمانی کند اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ را صلعم پس بتحقیق گمراہ شد گمراہی کہ دور کنندہ از نیک است + بہر دو عطفِ نسق **ش** عطف نسق آنست کہ صحیح باشد دراں تردید **م** لفظِ رسول بر لفظ اللہ بدلالت شانِ نزولِ ایں کریمہ و فقد دال است بر تاکیدِ تحقق فعل از ماضی **تنبیہ** ازینجا ردِّ آنست کہ گفتہ شد در مرخصات عادیہ مخالفتِ امرِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم جائز است و دلیلے آوردند از حدیث شریف عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَیْرًا

تفسیر کریمہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا۔ الخ

ترجمہ بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا سورۂ احزاب رکوع پانچ میں یعنی ہرگز نہیں ہے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو جبکہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلعم نے کسی امر کو جاری کیا یہ کہ اُن کے لیے اختیار و رخصت ہووے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کی وہ گمراہ ہو گیا ایسی گمرہی میں جو نیکی سے جدا کرنیوالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ پر رسول کا ہر دو جگہ شانِ نزول کی دلالت سے عطفِ نسق ہے یعنی وہ عطف جسمیں تردید صحیح ہوتی ہے۔ اور قد فعل ماضی کے متحقق ہونیکی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد اجرائے حکمِ خدا یا حکمِ رسول مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا بجز تعمیل چارہ نہیں۔ پس جیسے حکم خدا میں اختیار باقی نہیں اور تعمیل بغیر چارہ نہیں ہوتا ایسے ہی حکم رسول میں عدم اختیار و تعمیل لابدّ منہ سے اور ہر دو حکم یکساں اور فرض ہیں۔ یہی طرح اللہ یا رسول کی نافرمانی میں گمرہی یکساں ہے خواہ کسی ایک کی ہو عقاب یہی ہے اور اسکے تحقق میں تاکید یکساں ہے۔ اسجگہ اس قول کا بھی ردّ ہو گیا جو کہا گیا کہ مرخصات عادیہ میں یعنی وہ امور عادیہ جنمیں رخصت و اختیار ہے۔ رسول اللہ صلعم کے حکم کی مخالفت جائز ہے اور یہ حدیث شریف دلیل میں لائے جو رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ کہا اُنھوں نے آئے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اور اہل مدینہ درخت خرما کے پیوند چڑھاتے تھے یعنی نرمادہ کا جوڑ دے رہے تھے۔ پس فرمایا آپ نے تم کیا کرتے ہو اُنھوں نے کہا ہم اُسکی اصلاح کرتے ہیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نہ کروگے تو بہتر ہو جاویں گے۔

تعریف عطف نسق

بیان یہ کہ مخالفت حضرت صلعم مرخصات عادیہ میں جائز نہیں +

فَتَرَکُوْہُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ پس ماول باشد بوجہے بعد ایں ثبوت باید داشت کہ رخصت در مرخصات قبل امر است نہ بعد ش ازانکہ فرمود حق سبحانہ مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ونہ فرمود لَا تَاْخُذُوْہُ مظنون برآنست کہ حضرت رحمت عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود ازانکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃً ازانکہ مشدد مبعوث نشد و تواند شد کہ ورود ایں حدیث شریف قبل نزول کریمہ مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ تو انھوں نے اسکو چھوڑ دیا پس ناقص ہوگئے درخت کہا راوی نے پھر انھوں نے یہ حضور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تو بشر ہی ہوں۔ جب میں تمکو کسی چیز کا تمھارے دین کے کام میں سے حکم کروں تو اسکو اختیار کرو اور لو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز کا بمیری رائے سے حکم کروں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور اسی طرح مشکوۃ میں ہے۔ اور یہی مضمون کی حدیث اس سے پہلے ذکر کیفیۃ تعظیم وادب الخ کے شروع میں بسند والفاظ مختلفہ مذکور ہوچکی ہے اِنْ شَاءَ فَلْیَرْجِعْ اگر خواہش ہو رجوع کرے پس یہ حدیث شریف بعد ثبوت حکم آیت شریف مذکورہ کے کسی وجہ میں تاویل کی جاوے گی۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امور مرخصات عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ اسکے بعد کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں یعنی جب حکم خدا ورسول مومنین کے لیے جاری ہوجاوے تو انکو اپنے امر میں اختیار نہیں رہتا۔ اور فرمایا رسول مقبول صلعم نے جبکہ میں تمکو کسی چیز کا اپنی رائے سے حکم کردوں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ پس فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فرمایا لَا تَاْخُذُوْہُ نہ فرمایا یعنی مت لو اسکو یا نہ اختیار کرو۔ گمان اسکا ہے کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم نے اُنپر تشدد نہ فرمایا اس سبب سے کہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگی بلکہ از روئے رحمت تالیف فرمائی اسلیے کہ خدا نے آپ کو مشدد اور سخت نہیں پیدا کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث شریف کا ورود آیت کریمہ مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ الخ کے نزول سے پہلے ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب خدا تعالیٰ ہی صواب کو بہتر سمجھتا ہے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ +

۱۵ ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام با دیگر منافع

ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علےٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۞ تعظیم و محبت ملائکہ کلہم اجمعین خصوصاً ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم السلام بانچہ باید واجب است و آں باعتقاد عصمۃ ایشاںست لقولہ تعالیٰ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ ترجمہ نافرمانی نمیکنند اللہ تعالیٰ را آنرا کہ حکم فرمود شانرا ۞ وگفتن علیہ السلام برائی مخصوصان و رحمہ اللہ تعالیٰ برائے دیگراں چنانچہ معروف است وحذر از خطاب وانتساب ناسزا لقولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ۞ ترجمہ ہر کہ دشمن شد

ترجمہ

۱۵ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم کا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مع بیان اور فائدوں کے

۱۵ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ اور صحابہ اور تابعین وغیرہم کا ہمارے نبی پر اور انپر صلوٰۃ وسلام ہو جو یہ مع بیان اور فائدوں کے ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علےٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۞

۱ تعظیم و محبت ملائکہ انکی عصمت کے سبب واجب ہے اور دشمنی انکی کفر ہے ۞

۱ تعظیم و محبت کل ملائکہ تمامہ کی خاصکر ملائکہ کرام کی جو فرشتوں میں بزرگ ہیں ہمارے نبی پر اور انپر سلام ہو جیسی اور جس چیز میں چاہیے واجب ہے۔ اور یہ انکی عصمت کے اعتقاد کے سبب ہے کہ وہ معصوم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو گناہ سے پاک رکھا ہے اور جس کام کے مامور ہیں اسکی بجا آوری میں مشغول ہیں اللہ کی نافرمانی انکا کام نہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو سورہ تحریم کے اول رکوع میں اٹھائیسویں پارہ میں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۞ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اس کام میں جس کا ان کو اللہ نے حکم فرمایا اور کرتے ہیں وہی جو حکم کیا جاتا ہے۔ اور خواص ملائکہ کے واسطے سلامتی بھیجنا الفاظ علیہ السلام کہکر اور ان کے سوا باقی ملائکہ کے لیے خدا سے رحمت طلب کرنا الفاظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہکر جیسا کہ معروف ہے۔ اور پرہیز کرنا ایسے خطاب و نسبت کرنے سے جو ان کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمانے کے سبب ہے مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ۞ یعنی جو شخص دشمن ہے

خواص ملائکہ کے لیے علیہ السلام اور باقی کیلیے رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا اور برے خطاب و نسبت کرنے سے ان کے لیے بچنا چاہیے

برائی اللہ تعالیٰ و فرشتگان او و پیغمبران او و جبریل و میکال علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پس تحقیق اللہ تعالیٰ دشمن است مر کافراں را۔ ازینجا است کہ دشمنی با ملائکہ و پیغمبران کفر است و تعظیم صحابہ و اہلِ بیت کہ ہمہ از اصحاب ہستند بوجہ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و آں باعتقادِ محفوظیت و فضلِ ایشان است بہ برکت و حرمتِ صحبتِ حضرت افضل المرسلین صلعم و حفظِ مراتبِ فضلِ ایشاں و محبت بہ نسبِ دائرہ ایشاں بحضرت صلعم و اتصاف بصفاتِ آں مظہرِ صفاتِ اللہ الجلیل الاکبر وصفاً۔ لقولہ علیہ السلام مَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ و بگفتن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ وقتِ ذکرِ اسمِ شریفِ شاں لقولہ تعالیٰ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الآیہ و استثنائِ بعض ازیں بشارت بوجہے نتواند کرد باید دانست بعد صحتِ صحابیہ و زیادت دعائی خیر

ترجمہ اللہ کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس بیشک اللہ تعالیٰ دشمن ہے خاص کافر ہی ہیں سے یہ ثابت ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کفر ہے۔ اور تعظیم و محبت صحابہ اور اہل بیت کی کہ یہ بھی سب اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہیں جو خاص اسی رسول کی وجہ کے سبب ہے جو واجب ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔ اور یہ تعظیم بسبب اعتقاد محفوظیت اور اُنکے فضل کے ہے جو حضرت افضل المرسلین صلعم کی صحبت کی برکت اور حرمت کے سبب اُنکو حاصل ہے، اور انکی فضیلت کا حفظ مراتب اور انکی محبت اُن نسبتوں کے سبب ہے جو آنحضرت صلعم اور اُن کے درمیان دائر ہیں۔ اور اُن کی اوصاف کے متصف ہو جانیکے سبب ہے اُن صفات کے ساتھ وصف میں جو خدائے جلیل و اکبر کے صفات کی مظہر کی صفتیں ہیں یعنی صحابہ اور اہل بیت کے فضل مراتب اور انکی محبت اس اعتبار سے نگاہ رکھنا چاہیے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی نسبتیں ہیں اور جسقدر رسول اللہ صلعم کے اوصاف کے ساتھ کہ آپ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں وہ اپنی صفات میں متصف ہو کر مظہر ذات و صفات رسول صلعم قرار پائے ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جسنے اُنسے محبت کی پس میری محبت کے سبب اُنسے محبت کی اور انکی تعظیم وقت ذکر انکے اسم شریف کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کہکر۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کے تیرھویں رکوع میں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الآیہ یعنی اگلے سبقت کرنیوالے جو مہاجرین اور انصار ہیں اور جنھوں نے احسان کے ساتھ انکی پیروی کی اللہ اُنسے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں آخر آیت تک۔ اس بشارت خدا سے بعض صحابہ کا استثنا کسی وجہ کے سبب نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ صحابہ مہاجرین و انصار بالعموم اس بشارت میں شامل ہیں بلکہ احسان کے ساتھ جو انکے پیرو ہیں وہ بھی بشارت میں شامل و ملحق ہیں پس بعض کیونکر اس بشارت سے علیحدہ کیے جاسکتے ہیں گو کوئی وجہ واقع ہوئی ہو جبکہ خدا کیطرف سے انکا استثنا نہیں کیا گیا تو ہمکو بھی اسی کی اطاعت واجب اور اُسکا خلاف منع ہے۔ معلوم ہو کہ بعد صحیح ہونے انکی صحابیت کے اور اُن کے حق میں دعائے خیر زیادہ ہونیکے

تعظیم و محبت صحابہ و اہل بیت بوجہ الرسول واجب ہے۔

ذکر صحابہ کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا بدلیل النص

بشارت خدا سے بعض صحابہ اور اُنکے تابعین کا استثنا نہیں ہو سکتا ہے جبکہ وہ بشارت میں شامل ہیں۔

وبشارات از قرآن مجید وحدیث شریف بی استثناء بعض تقصیص مختلف متقصصین احوالِ مشاجرات در تصحیح عقیدہ کہ از اصلِ قرآن مجید وحدیث شریف ہست نہ از غیرش دخلے ندارد وقال اللہ تعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط ترجمہ بفرما ای حبیب من این راہِ من کہ می بینید این است کہ میخوانم سوئے خدائی معبودِ واحد بر حجۃ یا بینش باطن ہستم من وہر کہ پیروی کرد مرا + یعنی این خواندنم و پیروی کردنِ پیروان از سرِ حجۃ یا بینشِ باطن است کہ از خدائی تعالیٰ است نہ از نادانشی وخود رائی ہ وقال تعالیٰ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تالیف بخشید میان دلہائے شان ہ از اینجا است کہ تجویزِ کینہ وعناد میانِ شان نتوان شد + وقال تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ترجمہ روزے کہ نہ رسوا کند اللہ تعالیٰ این نبی را صلعم وآنانکہ گرویدند باو بآنکہ بر سرِ حق ہستند وبعظمتش صلعم وقال تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ

ترجمہ اللہ قرآن مجید وحدیث شریف سے اُن کی نسبت بشارتیں ثابت ہونیکے کہ اُن بشارتوں میں کسی کی نسبت اُن میں سے کوئی استثناء نہ کیا گیا ہو۔ احوال مشاجرت کے قصے بیان کرنیوالوں کے بعض مختلف قصے عقیدہ کی تصحیح میں کچھ دخل نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اصل تصحیح عقیدہ کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ہے نہ اُسکے سوا کسی اور مختلف بیانات سے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ سورہ یوسف رکوع آخر میں۔ یعنی فرما دیجیے ای میرے حبیب یہ میری راہ کہ تم دیکھتے ہو یہ ہے کہ میں خدائے معبود یکتا کی طرف بلاتا ہوں میں حجت پر یا باطن کی بینائی پر ہوں اور جسنے میری پیروی کی یعنی یہ میرا بُلانا اور پیرو لوگونکی پیروی کرنا از سر حجت ہے یا بینائی باطن کی راہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ناسمجھی اور خود رائی سے نہیں ہے۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ آل عمران رکوع گیارہ میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ یعنی خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے درمیان تالیف بخشی ہے یعنی اُلفت پیدا کردی ہے۔ یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کے درمیان کینہ اور عناد کا جائز کرنا نہیں جانا جا سکتا بلکہ اُس کا جائز ماننا درست نہیں بلکہ انکار نص کے سبب خوف کفر ہے نعوذ باللہ منہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن اس نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ اُن لوگونکو جو حضور صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ بر سر حق ہیں۔ اور حضور صلعم کی عظمت کے خیال سے اُنکی رسوائی اللہ کو منظور نہ ہوگی اس لیے کہ آپ مقبول خدا ہیں پس بخیال عظمت ومقبولیت آپکے گرویدہ اصحاب بھی مقبول ومعظم ہونگے اور یوم قیامت رسوائی سے محفوظ رہینگے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ انا فتحنا رکوع آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ یعنی محمد صلعم پیغمبر خدائے عز وجل ہیں اور وے لوگ کہ اُن کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں

تفسیر کریمہ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ الخ

تفسیر کریمہ الّف بین قلوبہم +

تفسیر کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ

تفسیر کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ترجمہ محمد پیغمبر خدای عزوجل است و آنانکہ با او ہستند سخت ترند بر کفار ای در غلبہ بہر وجہ و مہربانند باہمدگر می بینی ایشانرا بسیار راکع و ساجد ظاہراً و باطناً میخواہند فضل از خدای عزوجل و خوشنودی۔ علامت شاں در روہای شانست از اثر انوار سجدہای مقبول + ازینجا است ہر کہ اصحاب را رضی اللہ عنہم مہربان ہمدگر و جویای فضل خدای عزوجل در اعمال نداند منکر صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وَيَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا است پس حکم منکر نزد علما حق است + ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط ترجمہ اینکہ مذکور شد مثل ایشاں در توراۃ است و مثل ایشاں در انجیل مثل کشتی است کہ بر آورد خوید خود را پس قوت داد اورا پس سخت قوی شد پس استاد بر ساق خود

ترجمہ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط کفار پر یعنی غلبہ میں ہر وجہ کے ساتھ۔ اور مہربان ہیں آپس میں۔ آپ انکو ظاہر و باطن بہت رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا دیکھتے ہو۔ وہ خدای عزوجل سے فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں انکی علامت اُن کے چہروں میں ہے مقبول سجدوں کے انوار کے اثر کی۔ یہیں سے ثابت ہے کہ جو شخص اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپس میں مہربان۔ اور خدای عزوجل کے فضل کا اعمال میں جویا اور متلاشی نہ جانے وہ صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی وے آپس میں رحیم و مہربان ہیں۔ اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی خدای عزوجل سے فضل و خوشنودی کے جویا ہیں۔ ان دونو صفتوں کا منکر ہے۔ پس منکر کا حکم ایسے شخص کی نسبت جو علماء کے نزدیک ہے حق ہے اور علمای حق ایسے شخص کو منکر جانتے ہیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط بقیہ آیت مذکورہ سورۂ فتح۔ یعنی یہ کہ مذکور ہوا اُن کی مثل توریت میں ہے اور ان کی مثل انجیل میں۔ جیسے کوئی کھیتی ہے کہ اپنے کلّوں یا سوّوں کو نکال لائی۔ پھر اس کو قوت دی۔ تو سخت مضبوط ہوگئی۔ پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی۔

ای بقوتِ بالغہ خود کہ شاد میکند آں زرع از حُسنِ ذاتی و عرضی خود زُرّاع را و ایں تمثیل در انجیل از بہرِ آنست تا بخشم آرد آں مُمثّل بہ سببِ ایشاں ای محمدٌ رسول اللہ والذین معہ کُفّار را کہ اشارت تخصیصی بہ یہود و نصاریٰ است و تعمیمی بغیر شاں + باید دانست دریں مثل زرع عبارت است از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و شطئہ از صحابہ و آزرہ از تربیت ظاہری و باطنی شاں و استغلظ از سیدنِ شاں بحدِ رسیدنی و استویٰ علیٰ سوقہ از صحت اجتہاد و زُرّاع از خدای مُدبّر الامر چنانکہ فرمود ءَانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ہ گفتند ازینجا است کہ احتیاط در آنست کہ زُرّاع جز حق سبحانہ را نباید گفت و حال آنکہ لفظ جمع است زُرّاع ھم و تشبیہ جواز ش کردہ الحاصل ایں شادی پروردگار و پیچ و تاب کُفّار بسرگرمی اختیار مرضیاتِ حق تعالیٰ بذات خود صلعم و توابع رض است پس شادمی شود سبحانہ بملاحظہ کمال ظہورِ استجماعی مقصود از عرفان در مقابلہ اضداد + وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت منہم مغفرۃً و اجرًا عظیما ہ

ترجمہ یعنی پیروں کے بل بسبب اپنی قوت بالغہ کے۔ کہ وہ کھیتی اپنے حسن ذاتی اور عرضی سے زُرّاع کو یعنی کھیتی کرنیوالونکو خوش کرتی ہے اور یہ تمثیل انجیل میں اسواسطے ہے تاکہ وہ مثل مارنے والا یعنی اللہ سبحانہ انکے سبب یعنی محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھیوں کے۔ کفّار کو غصہ میں لاوے کہ مخصوص انہیں یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اشارت تخصیصی انھیں کیطرف ہے اور تعمیمی اشارہ میں انکے سوا سب کفّار شامل ہیں معلوم ہو کہ اس مثل میں زرع یعنی کھیتی عبارت ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم سے۔ اور شطئہ یعنی اس کھیتی کے گلّے یا سوئے عبارت ہے صحابہ سے۔ اور آزرہ یعنی اُسکی قوت دینے سے مراد ہے صحابہ کی تربیت ظاہری اور باطنی۔ اور استغلظ یعنے پوری مضبوطی یہ ہے کہ انکا پہنچنے کے لائق حد تک پہنچ جانا۔ اور استویٰ علیٰ سوقہ یعنی پنڈلیوں کے بل کھڑی ہو جانا مراد اُن کا صحت اجتہاد ہے۔ اور زُرّاع یعنی کاشتکار کہ وہ خدائے مُدبّر الامر ہے جو ہر کاموں کی تدبیر کرتا ہے جیسا فرمایا سورہ واقعہ رکوع ۲ میں ءَانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ہ یعنی کیا تم اُسے اگاتے ہو یا ہم اگانیوالے ہیں۔ یہ قول انہیں سے ہے جنھوں نے کہا کہ احتیاط اسمیں ہے کہ لفظ زُرّاع بجز حق سبحانہ اور کیلیے نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہ لفظ جمع ہے اور مقام تشبیہ میں ہے۔ پس اسکے جمع ہونے اور تشبیہ میں آنے نے اس لفظ کا جواز کر دیا۔ الحاصل یہ خوشی پروردگار کی اور کفّار کا پیچ و تاب۔ خود حضور صلعم کی ذات پاک کا اور آپکے پیروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حقتعالیٰ کی رضامندیونکو سرگرمی سے اختیار کرنیکے سبب ہے۔ پس اللہ سبحانہ اپنا کمال ظہور استجماعی جو اُس معرفت کا مقصود ہے اضداد کے مقابلہ میں ملاحظہ کرکے خوش ہوتا ہے یعنی خدای پاک اپنا پورا ظہور استجماعی جس سے اُس کا پہچانا جانا مقصود ہے جب مقابلۂ اضداد میں دیکھتا ہے تو اپنے مقصود معرفت پر اپنا ظہور تام اور کمال جیسا چاہیے پورا جمعیت کی حالت میں ملاحظہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت منہم مغفرۃً و اجرًا عظیما ہ

ترجمہ وعدہ کرد اللہ تعالیٰ کسانی را کہ گرویدند بخدای عزّ و جلّ و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم و عمل شایستہ کردند یعنی حُسنِ سرانجام ماموربہ کہ از ایشان اند یعنی صحابہ **ش** تبیین است از کسانیکہ گرویدند مہ ستاری گناہان ازو در تحت مشیئتہ و مُژدِ لازمِ العظمۃ + باید دانست لفظ مِنہُم دلالت میکند بر تخصیصِ صحابہ دریں اشتراکِ تعمیمِ مومنین صالحین پس منعِ جواز نباشد غیرِ مخصّص و لفظ مَغفِرۃ مطلق است از تقییدِ توبہ موعودِ مغفرت پس ایں وعدہ در غیر متوب داخل تحت مشیئتہ باشد ع ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا + و لفظ اَجرًا عَظِیمًا بہ جزای لازم العظمۃ اعمالِ حسنہ جاں نثاری بامر رسول اللہ تعالیٰ صلعم لوجہ اللہ تعالیٰ در تقابلِ عملِ خود و غیر خود وَعَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ سَاَلتُ رَبِّی عَن اِختِلَافِ اَصحَابِی مِن بَعدِی فَاَوحَی اللّٰہُ اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصحَابَکَ عِندِی بِمَنزِلَۃِ النُّجُومِ فِی السَّمَاءِ بَعضُہَا اَقوٰی مِن بَعضٍ وَلِکُلٍّ نُورٌ

ترجمہ یعنی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو خدای عزّ و جلّ اور اُسکے رسول مقبول صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے اور جیسے کہ چاہییں اُنھوں نے عمل کیے کہ وہ ماموبہ کا یعنی حکم خدا و رسول کا اچھی طرح سرانجام کرنا ہی۔ اور یہ عاملین صالحین جو صحابہ ہیں انھیں گرویدہ لوگوں سے ہیں۔ انکے لیے اللہ نے ستاری گناہوں کا وعدہ کرلیا ہی وہ گناہ جو تحت مشیت ہیں۔ اور ایسی عوض کا جسمیں انکی عظمۃ لازم ہوتی ہو۔ معلوم ہو کہ اس اشتراک تعمیمِ مومنین صالحین ہیں جو کل مومنین صالحین کو اُنکے عموم میں شریک کیے ہوی ہے لفظ مِنہُم یعنی اُنمیں سے صحابہ کی تخصیص پر دلالت کرتا ہی کہ انکو اس لفظ سے شرکت عموم مومنین صالحین میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ پس خصوصیت غیر مخصّص کے لیے جنکو خصوصیت نہیں ہی جواز کی منع نہیں کرسکتی لہذا جائز ہے کہ عام مومنین صالحین بھی اس وعدہ مغفرت اور اجر عظیم میں شامل و شریک ہوں۔ اور لفظ مَغفِرَۃ یہاں توبہ موعود مغفرت کی تقیید سے مطلق ہے یعنی یہ مغفرت اُس قسم کی مغفرت نہیں ہے جو توبہ پر وعدہ کی گئی ہے بلکہ بے قید مطلق واقع ہوی ہے پس یہ وعدہ جو غیر متوب میں واقع ہوا یعنی بغیر توبہ وعدہ بخشش ہے یہ خدا کے تحت مشیت داخل ہوگا ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا + **ترجمہ** دیکھو فرق راہ کا کہاں سے کہاں تلک ہے + اور لفظ اَجرًا عَظِیمًا اعمال حسنہ کی ایسی جزا پر دلالت کرتے ہیں جو لازم عظمۃ ہی۔ یہ اپنے اور اپنے غیر کے عمل کے مقابلہ میں امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم پر لوجہ اللہ تعالیٰ جاں نثاری ہی جسکے ثمرہ میں یہ اجر عظیم ہی اور یہی اعمال حسنہ ہیں + اور روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے سنا میں نے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے میں نے میرے رب سے میرے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کی نسبت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری لیے وحی فرمائی اے محمد صلعم یقینی تیری اصحاب میرے نزدیک وہ منزلت رکھتے ہیں جو ستاروں کی آسمان میں ہے کہ بعض انکے بعض سے قوی تر ہیں۔ اور ہر ایک کے واسطے نور ہے +

فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ رَوَاهُ رَزِیْنٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ
ترجمہ پیغمبر مود صلعم پرسیدم از پروردگارِ خود از اختلاف اصحابِ خود بعدِ خود پس وحی فرمود اللہ تعالیٰ
طرف من ای محمد صلعم تحقیق اصحابِ تو نزدم بچناں منزلہ اند کہ نجوم در آسمان بعضِ شاں قوی تر است
از بعض و برائے ہر یک نور است پس ہر کہ اختیار کرد چیزے را از آنچہ کہ او شاں بر آنند از اختلاف با خودہا
پس آں نزدم بر ہدایت است + از اینجا صحتِ اجتہادِ شاں عیان است و اصحابِ من مانند ستارگانند
پس ہر کہ از ایشاں پیروی کرد پیدا راہ یافتید + و در تشبیہ بہ نجوم توسع اسرار است مشتاق تواند دریافت
و از اینجا ہستدی مقتدا بہ ہدایت یافتگی ثابت است + وقال صلعم اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا
مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ
اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَاْخُذَهٗ
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ **ترجمہ** لفظ مبارک اللہ مفعول بہ ترسید
یا مفعول می ستایم یا استعجاباً و تکرار لفظِ مبارک تاکید است حاصل آنکہ بترسید خدای را عز و جل

ترجمہ پس جسنے کسی چیز کو اختیار کیا اُس چیز سے کہ وہ اُسپر ہیں اُن کے آپس کے اختلاف سے پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔
یہاں سے اُنکے اجتہاد کی صحت عیاں ہے۔ پھر فرمایا حضرت عمرؓ نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب مانند
ستاروں کے ہیں پس اُنمیں سے جس کسی کے ساتھ تمنے پیروی کی تو تمنے راہ پائی۔ اور اس تشبیہ میں جو نجوم کے ساتھ واقع
ہوئی اسرار کا توسع ہے یعنی اس تمثیل میں بڑی وسعت سے بھید بھرے ہیں کہ مشتاق ہی دریافت کرسکتا ہے۔ اور یہیں سے
مقتدی کا ہدایت پانا ثابت ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے ڈرو تم اللہ سے۔ یا میں خدائے عز و جل کی ستایش و تعریف کرتا
ہوں۔ یا تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ ہرگز اُنکو میرے پیچھے نشانۂ تیر ملامت نہ بناؤ یا نہ گرفت کرو۔ پس جسنے محبت
کی اُن کے ساتھ تو میری محبت کے سبب اُسنے محبت کی اور جسنے بغض کیا اُنسے اُسنے میری کینہ کے سبب اُنسے کینہ کیا۔ اور جس نے
اُنکو ایذا دی پس تحقیق مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدائے عز و جل کو
ایذا دی پس جلد ہے یہ بات کہ خدائے عز و جل اُسکو پکڑے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ
حدیث غریب ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اس حدیث میں لفظ مبارک اللہ جو شروع میں مکرر آیا ہے مفعول
ہے فعل محذوف ڈرو کا یعنی ڈرو تم اللہ سے۔ یا مفعول ہے اَحْمَدُ کا یعنی سراہتا ہوں میں اللہ کو۔ یا تعجب کی راہ سے
واقع ہوا ہے یعنی تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ اور تکرار اس لفظ مبارک کی بغرض تاکید ہے +

و تعظیم و محبت تابعین و تبع تابعین لقوله علیه السلام عن عمر قال قال صلی الله علیه وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم فی المشکوٰۃ۔ و تعظیم علمائے ربانی کہ در صفت ایشاں کریمہ وهو یتولی الصالحین ۝ و در علامت ایشاں کریمہ والذین آمنوا وکانوا یتقون ۝ است بملاحظہ نسبتہ دائرہ و صفات تضمنی بارسول اللہ تعالیٰ صلعم و تعظیم و محبت مومنین و علمائے مجازی گو صفت ایں علما، کقوله سبحانه انما یخشی الله من عباده العلماء ط نباشد لاکن تعظیم ایشاں بعلم دین حق کہ دارند واجب و سلطان عادل بملاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم مع تفاوت درجات حکم نسبتہ منتسبان و صفات تضمنی بارسول اللہ تعالیٰ صلعم قال صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه صحیح بخاری اے از ہر آنچہ سزاوار است وقال صلعم ان من اجلال الله

ترجمہ اور تعظیم و محبت تابعین اور تبع تابعین واجب ہے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کی کرامت او عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر لوگ ہیں پھر انکی جو ان سے قریب ہیں پھر انکی جو انسے قریب ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے۔ اور تعظیم و محبت علمائے ربانی کی جنکی صفت میں یہ کریمہ ہے جو سورۃ اعراف رکوع آخر میں وھو یتولی الصالحین ۝ یعنی اور وہ متولی ہیں نیک بختوں کے اور انکی علامت پہچان میں یہ آیت کریمہ جو سورہ یونس رکوع سات میں ہے والذین آمنوا وکانوا یتقون ۝ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ متقی ہیں۔ یہ علامت تقویٰ بملاحظہ اُس نسبت دائرہ اور صفات تضمنی کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو حاصل ہیں یا بملاحظہ اُس نسبت اور صفات کے ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دائرہ و متضمن ہیں۔ اور تعظیم و محبت جملہ مومنین اور علمائی مجازی اگرچہ ان علما مجازی کی صفت شرفرما اللہ تعالیٰ کے ہو وہ رکوع چار میں سورۃ فاطر کے ہے انما یخشی الله من عباده العلماء ط یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علما ہیں۔ لیکن انکی تعظیم دین حق کے جاننے کے سبب جو انکو حاصل ہے واجب ہے اور تعظیم و محبت سلطان عادل کی ان نسبتوں کا لحاظ کرکے کہ حضرت صلعم تک دائرہ ہیں جنمیں منتسب یعنی اُس شخص کے حال کے اعتبار سے جسکو نسبت حاصل ہے حکم نسبت میں متفاوت درجہ کا لحاظ ہوگا۔ اور اُن صفات کا لحاظ کرکے جو رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے ساتھ متضمن ہیں۔ فرمایا حضور صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ محبت رکھتا ہے اپنے بھائی کے واسطے وہی جو اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے ہر اُس چیز سے کہ لائق ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ تحقیق اللہ کے اجلال اور بزرگی دینے سے

بیان وجوب تعظیم و محبۃ تابعین و تبع تابعین بنص حدیث۔

بیان وجوب تعظیم و محبۃ علمائے ربانی و وصف و علامت شان بنص قرآن

بیان وجوب تعظیم و محبت جملہ مومنین و علمائے مجازی بسبب علم دین حق کے بنص حدیث و آیۃ

بیان وجوب تعظیم و محبۃ سلطان عادل بہ نسبتوں اور صفات کے حضور صلعم کے ساتھ بنص حدیث و آیت

تعظیم بزرگاں و حافظان قرآن و حکام منصفین

اِکرامُ ذِی شَیبۃِ المُسْلِمِ وحامِلِ القرآنِ غیرِ الغالی فیہ ولا الجافی عنہ واِکرامُ السُّلطانِ المُقسِطِ ش غالی آنست کہ جہد کند در تجوید قرأت بفکر وتدبر وعمل بآنچہ درآنست وجافی پہلو تہی کنندہ است یعنی مُعرِض از تلاوت و از عمل بآں م وقال اللہ تعالیٰ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ہ فرود آور بازوی خود را برائے مومنان ۔ یعنی تعظیم کن چنانکہ از بزرگاں بخورداں می زیبد نہ چنانکہ از خورداں بہ بزرگاں پس برائے رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر مومنان حسب حال است ۔

واین امر مخصوص الغیر است کہ از روئے لطف محبت بحضرت حبیب اللہ تعالیٰ است چہ امر نسبت بآں موصوف بہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہ صحت نہ پذیرد۔

بدانکہ اشنع خصائل مخاصمہ در تفاضل از یک دیگر انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاء اللہ تعالیٰ خلافِ نص است علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در مرتبہ شریعت یا در مرتبہ طریقت

مربوط بالجملہ ۱۲ — متعلق باشنع ۱۲

ترجمہ ایک مسلم ذی شیبہ یعنی بوڑھے مسلمان کا اکرام اور بزرگی کرنا ہے اور حامل قرآن یعنی اچھا قرآن پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کا جسکے پڑھنے میں غلو نہ ہوا ایسے شخص کا جو تلاوت قرآن اور اسکے عمل سے منہ پھیرتا ہو اور اکرام و بزرگی سلطان کی کرنا جو منصف ہو۔ غالی وہ ہے جو تجوید قرأت میں بفکر و سوچے اور عمل کرے اس چیز سے جو اسمیں ہے جہد کرتا ہے یعنی کوشاں ہے تجوید قرأت میں اسطرح کہ نہ فکر و تدبر کو کام میں لاتا ہے نہ اُس چیز کا جو اس میں ہے عمل کرتا ہے۔ اور جافی خالی پہلو کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی تلاوت اور عمل کتاب سے اعراض کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حجر کے آخر رکوع میں وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ہ یعنی اپنے بازوؤنکو مومنین کے واسطے جھکا دیجئے یعنی تعظیم کیجئے جیساکہ بزرگوں سے چھوٹوں کی نسبت زیب دیتا ہے نہ ایساکہ چھوٹوں سے بڑوں کے واسطے۔ پس رسول اللہ تعالیٰ صلعم اور اور مومنین کے لیے حسب حال ہے یعنی جیسا جو جسکے لائق ہو اسکے موافق حال اُسکی تعظیم ہے۔ اور یہ امر مخصوص الغیر ہے یعنی یہ حکم تعظیم مومنین حسب آیت مذکورہ غیر کے واسطے مخصوص ہوا ہے آنحضرت صلعم کے لیے۔ البتہ خطاب بحکم حضرت حبیب الرحمن کے ساتھ لطف محبت کے طریق سے ہو اسلیے کہ یہ امر ایسی کی نسبت جسکا وصف اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہو صحت نہیں قبول کرتا۔ آیت مذکورہ سورہ ن رکوع اول میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہیں یعنی آپ کی جمیع عادات یقینی بہت بزرگ ہیں۔ معلوم کرو کہ بدترین خصائل مرتبہ شریعت یا مرتبہ طریقت میں انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دوسرے کی نسبت فضیلت دینے میں باہم جھگڑنا ہے جو خلاف نص ہے علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

بیان معنی غالی اور جافی کہ الفاظ حدیث ہیں ۔

تفسیر کریمۂ واخفض جناحک للمومنین

ف خدا تعالیٰ

بیان اس کا کہ بدترین خصائل مرتبہ شریعت یا مرتبہ طریقت میں باہم اولیاء و انبیاء کے ایکدوسرے سے فضیلت دینے میں جھگڑنا ہے اور اسکا رد کہ خلاف نص ہے

مگر آنچہ از قطعیات نصوص است از اعتقادیات است نہ برائے مخاصمت در تقابل و آنچہ از ظنیات است میلان باں گنجایش دارد نہ مخاصمت در تقابل بدانکہ فضل عنداللہ تعالیٰ مقصود است و آں مجہول مگر آنچہ از قطعیات تواں دانست حکمش مذکور شد نہ در کثرت اعمال چہ بسا است بسیار کنند و کم بردارند بسبب نقصان نیت یا برابر بسبب صحت و عدم توسع نیت و بسا است کہ کم کنند و بسیار بردارند بسبب صحت و توسع نیت و آیں از فضل رب ذو الفضل العظیم است و زیادت ثواب بہر سو محمول و مجہول است **تنبیہ**

از ینجا رد آنست کہ مظنۃ و تفاضل انبیاء و اصحاب و اولیاء

علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام شعار دین خود ساختہ اند

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ مگر جس قدر آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے وہ اعتقادیات سے ہے نہ مقابلہ میں باہم جھگڑنے کے واسطے۔ اور جو کچھ ظنیات سے ہے انہیں میلان کو گنجایش ہے نہ مقابلہ میں جھگڑنے کے لیے۔ **سمجھ لے** کہ فضیلت وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور وہ مجہول ہے اسکی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جس قدر قطعیات سے جان سکیں سو اُس کا حکم مذکور ہو گیا۔ نہ فضیلت کثرت اعمال میں ہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بہت عمل کرتے ہیں اور نقصان نیت کے سبب فائدہ کم اُٹھاتے ہیں یا برابر نفع پاتے ہیں بسبب صحت عمل کے اور نیت متوسع نہ ہونے کے۔ اور بہت ہوتا ہے کہ کم عمل کرتے ہیں اور بہت نفع پا لیتے ہیں صحت عمل اور توسع نیت کے سبب۔ اور یہ فضل رب ہے جو بڑا ہی صاحب فضل ہے۔ اور ثواب کی زیادتی ہر طرف کو محمول ہے یعنی اسکا احتمال ہر طرف میں ہے حالانکہ مجہول ہے کہ علم اس کا خدا تعالیٰ کو ہے + **تنبیہ** یہاں سے اس بات کا رد ہے جنھوں نے کہ انبیاء اور اصحاب اور اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی مظنت اور تفاضل یعنی انکی نسبت بدگمانی اور ان میں باہم فضیلت دینا اپنے دین کا شعار بنا رکھا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ +

فضل کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ فضل عنداللہ مقصود ہے اور یہ مجہول مگر جو قطعیات سے معلوم ہو وہ اعتقادیات میں ہے نہ مقابلہ مخاصمت کے لیے +

۱۹
ذکر کیفیت ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر کیفیت ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین + مستفہما دریں مجمل بتامل درآ و بشوق مفصل بسوی دیگر برآ بدانکہ باروایات متعارضہ و متخالفہ کلام مطول مستبعد فیہ در نفی ایمان والدیہ المکرمین صلعم است تا رفع تعارض و تخالف نہ شود مفسدہ عظیم بترتب حکم است اللھم انا نسئلک الحق حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

قاعدہ نصب تنازعہ موقوف بر اصلے چند است

قضیہ متنازعہ حدیث قال رسول اللہ تعالیٰ صلعم ان القبر الذی رأیتمونی اناجی قبر امنۃ بنت وھب و انی استاذنت ربی فی زیارتھا فاذن لی فاستاذنتہ فی الاستغفار فلم یاذن لی فیہ و نزل ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الایۃ

۲۰
بیان ذکر ایمان والدین رسول اللہ صلعم

ترجمہ بیان ذکر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

اے سمجھنے والے اس مجمل تحریر میں ذرا فکر سے نگاہ کر اور اگر تفصیل کا شوق ہے تو اوروں کی طرف متوجہ ہو۔ سمجھنا چاہیے کہ ایمان والدین مکرمین حضور صلعم کی نفی میں متعارض اور متخالف روایتوں کے ساتھ کلام بہت طویل مستبعد فیہ ہے یعنی جو روایتیں حضرت صلعم کی والدین کے ایمان کی نفی میں مذکور ہوئی ہیں ان میں باہم مخالفت اور معارضت واقع ہے اسی وجہ سے گفتگو دراز ہوگئی ہے کہ دیکھنے والا متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی مراد نہیں حاصل کر سکتا۔ پس جب تک یہ تعارض اور تخالف نہ اٹھے گا حکم مترتب نہو گا اور اس حکم کے حاصل ہونے میں بڑا جھگڑا رہے گا۔ اے اللہ ہم تجھ سے حق کے طلبگار ہیں۔ قضیہ متنازعہ کا حاصل اور نتیجہ چند قواعد پر موقوف ہے قضیہ متنازعہ حدیث یعنی وہ قضیہ حدیث کا جسمیں باہم جھگڑا ہے۔ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق وہ قبر کہ تم نے مجھے دیکھا کہ میں نجات مانگتا تھا آمنہ بنت وہب کی تھی کہ تحقیق میں نے میرے رب سے اسکی زیارت کی درخواست کی تھی تو مجکو اجازت ملگئی۔ پھر میں نے مغفرت مانگنے کی درخواست کی تو مجھکو اسکی اجازت نہیں ہوئی اور یہ آیت اتری جو سورہ توبہ کے چودھویں رکوع میں ہے ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ یعنی نہیں ہے نبی کیواسطے اور ان کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ مغفرت مانگیں مشرکین کے لیے آخر تک

بیان قضیہ متنازعہ حدیث

قضیہ متنازعہ کا حاصل ... موقوف ہے

فَاَخَذَنِیْ مَا یَاْخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَۃِ مِنَ الرِّقَّۃِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ ؛ و آیں روایت جامع بمطالبِ دیگر روایات درجانبِ نفیِ ایمان حسب دعویٰ مخالفین است و امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نزولِ ایں کریمہ در منعِ استغفار نسبتہ بابی طالب روایۃ فرمودہ کہ اقرب بقبول است بدلالۃِ الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا زیراکہ وقتِ استغفار حضرت صلعم برائی ابوطالب اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز قصدِ استغفار برائی سلفِ مشرکین شاں مذکور است نہ دریں محل۔ ونیز اجتماعِ امرین در وقتی مستلزمِ اشتراک ہمدگر نہ تواند شد مگر اشتباہے تواند آورد کہ بمقابلۂ وجہِ اتحاد و اختلاف رفع تواند شد ؎ دریں کلیہ اشارت است باجتماعِ منعِ استغفار برای امہ مکرمۃ آنحضرت صلعم و منعِ استغفار برائے مشرکین ؎ پس نزولِ ایں آیتِ شریفہ بمکۂ معظمہ بعد افتتاحہا مانعِ شرکت منعِ ضروری ؎ استغفار برائے ابی طالب ؎ تخصیصی نسبتہ بابی طالب دریں تعمیم منعِ ضروری ؎ استغفار برائی مشرکین ؎ باتحادِ حقیقۃ نتواند شد ؎ نزولِ ایں آیہ فاعل است

ترجمہ پس مجکو اس چیز نے آلیا کہ فرزند کو ماکے لیے رقت کی قسم سے لیتی ہے۔ اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے رُلایا۔ اور یہ روایت ان دوسری روایتوں کے مطالب کی بھی جامع ہے جو مخالفین کے دعوی کے موافق نفی ایمان کی جانب میں ہیں۔ اور امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول ابی طالب کی نسبت مغفرت مانگنے کی ممانعت میں روایت فرمایا ہے جو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی دلالت الفاظ کے اعتبار سے قبول ہونے سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ حضور صلعم کے ابوطالب کے لیے مغفرت مانگنے کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ان کے مشرکین سلف کے لیے مغفرت مانگنے کا ارادہ مذکور ہے نہ اس محل میں جبکہ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے لیے مغفرت طلب کی ہے۔ اور دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی آپس میں مستلزمِ اشتراک نہیں ہو سکتا یعنی اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ جب دو امر ایک وقت میں جمع ہوں تو دونوں امر میں شرکت لازمی ہو جاتی ہے البتہ ایک شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ وہ شبہ وجہ اتحاد اور وجہ اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے۔ تو ایسے دو امر جنکی طرف اس کلیہ میں اشارہ ہے ایک آنحضرت صلعم کی والدہ مکرمہ کے استغفار کی ممانعت ہے۔ اور دوم مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت۔ حالانکہ اس آیت شریفہ کا نزول مکہ معظمہ میں بعد فتح مکہ معظمہ کے ہوا ہے۔ پس یہ نزول آیت شریف ابوطالب کی نسبت جو منع تخصیصی ضروری استغفار کی ہے اس کا اس تعمیم منع ضروری میں جو مشرکین کے لیے استغفار کی ہے بسبب اتحاد حقیقت کے شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا۔

منع ضروری تخصیصی نسبتہ استغفار ابیطالب تعمیم ضروری میں اتحاد حقیقت کے سبب مانع شرکت نہیں ہو سکتی +

ھم بل تواند شد کہ منع ضروری تخصیصی ش یعنی النسبۃ بہ ابی طالب ھم بسببے دریں تعمیم مندرج باشد چہ آں ش اے منع ضروری تخصیصی ھم تخصیصہ حسب فرمودنِ حضرت صلعم کہ استغفا کنم تا آنکہ منع کردہ شوم ثابت نمی شود ش تنبیہ و اگر مندرج نباشد نشاید کہ ایں تعمیم متضمن شرکت ابویہ المکرمین صلعم بسبب تخالفِ حقیقت باشد ھم مگر مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم بمنع ضروری بتخالفِ حقیقت ش استثنا رباثبات از تواند شد یعنی آں نزولِ آیہ مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم تواند شد ھم بملاحظہ حاصل قضیہ متنازعہ باصولے کہ مذکور خواہد شد اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ و در عدم تسلیم روایت امام المحدثین مح تعارضِ دیگر واقع شود از مفہوم اقتضائی ایمان از اذنِ زیارت ش بنا بر آنکہ اذنِ زیارتِ مشرکین بحکم نہی لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ نتواند شد مگر برائے مومن ھم و بنا بریں روایت فَاَخَذَنِیْ مَا یَاخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَۃِ الخ مربوط فَلَمْ یَاذَنْ لِیْ فِیْہِ خواہد شد۔

ترجمہ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منع ضروری تخصیصی جو ابو طالب کی نسبت ہے کسی سبب سے اس تعمیم میں مندرج ہو گئی جو مشرکین کی نسبت منع ضروری استغفار کی ہے اسلیے کہ وہ منع ضروری تخصیصی جو ابو طالب کی نسبت ہے اپنی اس تخصیص کے سبب کہ موافق فرمانے حضور صلعم کے ہر کہ میں یہاں تک استغفار کروں گا کہ منع کر دیا جاؤں ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس تعمیم ضروری میں کہ مشرکین کے استغفار کی ضروری ممانعت ہے نزول آیت شریفہ مذکورہ ابو طالب کی نسبت تخصیصی ضروری ممانعت استغفار کا بسبب حقیقت ایک ہونیکے کہ دونو استغفار میں ممانعت ضروری ہی شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ تعمیم ضروری میں تخصیص ضروری کا بسبب اتحادِ حقیقت اندراج ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ خاص ابو طالب کی نسبت جو ضروری ممانعت ہے وہ اس عام ممانعت میں جو مشرکین کی نسبت ضروری کسی سبب سے مندرج ہو جاوے اسلیے کہ نزول آیت مذکورہ اگر اس منع ضروری تخصیصی کا اس عام میں شرکت سے مانع ہوگا اور اسکا اندراج تعمیم ضروری میں ممکن نہ ہوگا تو یہ خصوصیت ضروری ممانعت کی جو ابو طالب کی نسبت ہے اس تعمیم ضروری کے مقابلہ میں ثابت ہو گی حالانکہ خصوصیت استغفار بنسبت ابو طالب حضور صلعم کے اس فرمانے سے ثابت ہو رہی ہے کہ میں استغفار کیے جاؤں گا یہاں تک کہ منع کیا جاؤں چنانچہ سورہ توبہ رکوع دس میں آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ان کے مضمون سے ظاہر ہے۔ **تنبیہ** اور اگر تخصیص اس تعمیم میں مندرج نہ ہو گی تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہی تعمیم بسبب تخالف حقیقت کے حضور والدین مکرمین کے شرکت کی متضمن ہو کیونکہ ان دونو کی حقیقت میں تخالف ہے تو شرکت ان دونوں میں ممکن نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نزول آیت شریف حضور صلعم کی والدین مکرمین کی شرکت کا عام مشرکین کی منع ضروری ہے کہ وہ استغفار کی ضروری ممانعت ہے بسبب اختلاف حقیقت مانع ہو سکتا ہے ان اصول و قواعد کے موافق جو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ان کے حاصل قضیہ متنازعہ کو ملاحظہ کرنے سے۔ اور امام المحدثین کی روایت کے تسلیم نہ کرنے میں بسبب مفہوم اقتضاء ایمان کے کہ اذن زیارت سے حاصل ہو رہا ہے ایک اور تعارض واقع ہوتا ہے کیونکہ اذن زیارت ایمان کا

ش تنبیہ اختیار کردہ شد در قضیۂ متنازعہ استدلال از قرآن مجید و حدیث شریف متوافق در جانب اثبات ایمان تا سخن در ضعف روایۃ نماند هم کریمہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ بنا بر قرأتی حدیث انا انفسکم نسبًا وصهرًا وحسبًا لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلها نکاح + کریمہ اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ

ترجمہ آنکہ نگاہ می دارد ترا وقت قیام اے بودن تو بعالم شہود و نگاہ میداشت گردیدن ترا در ساجدان اسے از ساجدی بساجدی در عالم روح + بدانکہ دریں مراد برٰی و تقوم بمعنی مجازی است یعنی رویۃ بمعنی نگاہداشتن و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن ش تفصیل و استدلال مدعا در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ الذی یرٰک الخ تواں دریافت هم حدیث انی تقلت من صلب آدم الی خیر الارض نحو و تحالی ان ولدت + بدانکہ خیر الارض پرہیزگار انند

تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یرٰک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین

ترجمہ - تنبیہ - قضیۂ متنازعہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف متوافق سے جو اثبات ایمان کی جانب میں استدلال اختیار کیا گیا ہے تاکہ کلام ضعف روایت میں نہ رہے - کریمہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ سورہ توبہ کی آخر آیت ہے یعنی البتہ آ چکا رسول تمہارے پاس تمہارا نفیس ترلوگوں سے - یہ اس قرأت کی بنا پر ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بفتح فا صیغہ اسم تفضیل نفاست سے کہ متوافق حدیث ہے یعنی مطابق مضمون اس حدیث شریف کے ہے - یعنی میں تم میں نفیس تر ہوں از روئے نسب اور نکاح یعنی سسرال اور حسب کے میرے آباء یعنی بزرگوں میں آدم تک کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ کل ان کے نکاح والے ہیں + اور کریمہ[1] اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کہ سورۂ شعراء کے آخر کوع میں ہے - یعنی وہ جو تجھے وقت قیام نگاہ رکھتا ہے یعنی تیرے عالم شہود میں ہونے کے وقت - اور تیرا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا اور گشت کرنا نگاہ رکھتا تھا یعنی عالم روح میں ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف -

معلوم ہو کہ اس آیت میں یَرٰی اور تَقُوْمُ سے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یَرٰی رویت جس کے حقیقی معنے دیکھنا ہیں - یہاں معنی مجازی اسکے نگاہ رکھنا مراد ہیں - اور تَقُوْمُ قیام سے جس کے حقیقی معنے کھڑا ہونا ہیں - یہاں مجازی معنی ہونا یعنی موجود ہونا مراد ہیں - اس مدعا کی تفصیل اور اس کا استدلال اسی آیت کریمہ اَلَّذِیْ یَرٰىكَ الخ کی تفسیر کے ذکر کیفیت میں معلوم کرنا چاہیے - جیسا یہ حدیث کہ متوافق ہے مضمون آیت کریمہ مذکورہ سے حدیث[2] یعنی میں پھیرا گیا اور منتقل ہوا ہوں آدم علیہ السلام کی پشت سے بہتر اہل زمین کی طرف پھر اور پھر یہاں تک کہ پیدا کیا گیا میں - معلوم ہو کہ خیر الارض یعنی بہتر اہل زمین پرہیزگار لوگ ہیں -

[1] بیان آیت و حدیث متوافق سنیت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم +

[2] تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یرٰک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون در باب حق نگہداشت نور نبی صلعم بسلسلہ ساجدین +

كَمَا قَالَ سبحانه اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ الآیہ ازینجا است کہ ابوتِ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت لنسبتہ بحضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقتاً صحیح نیاید ش ورنہ بدعوی حضرت سید الصادقین صلعم متضاد باشد پس تاویل کردہ شود بمجاز م مگر مجازاً وہو المحقق والمشہور ش گویند کہ پدر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تارخ است۔ م پس دعائی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ بے تاویل دور از حقیقت یعنی والدیت لنسبتہ بحضرت آدم مستوجب المرحمۃ وحضرت حوا مستحق المغفرۃ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام وآزر ممنوع المغفرت ش دوری تاویل از حقیقت بتحقیق معنی والدین واستیجابِ رحمتہ بنسبت بحضرت آدم وتحقق مغفرۃ بحضرت حوا رض ومنعِ مغفرۃ لنسبتہ آزر واضح است م لنسبتہ بوالدین حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بدلالۃ سوقِ کلام کہ در دعائے خیر سلف وخلف است تواند شد ہمچو دعائے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

ترجمہ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ الآیہ سورہ حجرات دوسرے رکوع میں۔ یعنی بیشک تم میں زیادہ مکرم اور بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہی جو زیادہ تم میں متقی ہے۔ آخر تک۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت کی ابوت حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حقیقت میں صحیح نہیں آتی ہے یعنی آزر جسکا کفر مسلم ہے اور بخشا جانا ممنوع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس کا باپ ہونا حقیقت میں صحیح نہیں آتا ہے۔ مگر بطور مجاز کے کیونکہ حقیقی حالت میں حضرت سید الصادقین صلعم کے دعوی سے متضاد ہوگا اور باہم ایک دوسرے کے ضد ہو جاوینگے۔ پس ناچار آزر کا باپ ہونا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت معنی مجاز کی طرف تاویل کیا جاویگا۔ اور یہی محقق اور مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہیں۔ پس یہ دعا حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو سورہ ابراہیم رکوع چھ میں ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے رب ہمارے مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے بدون تاویل کے حقیقت سے دور ہے۔ یعنی والد ہونا نسبت حضرت آدم کے کہ سزاوار رحمت ہیں اور نسبت حضرت حوا کے کہ انکی مغفرت متحقق ہے علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور نسبت آزر کے جسکی مغفرت ممنوع ہے۔ اور یہ دور ہونا تاویل کا حقیقتہ سے معنی والدین کے تحقیق۔ اور حضرت آدم ع کی نسبت قبولیت رحمت کے وجوب یعنی رحمت کے ضروری ہونے۔ اور حضرت حوا رض کی نسبت تحقق مغفرت یعنی بخشش کے ثابت ومتحقق ہونے سے۔ اور آزر کی نسبت بخشش کی ممانعت سے ظاہر ہے۔ پس یہ دعا مذکورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کی نسبت کہ سوق کلام کسی دلالت سے ہے دعا خیر میں اگلوں اور پچھلوں شامل ہیں چنانچہ الفاظ لاحق دعائے مذکورہ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اسی کیطرف مشیر ہیں ویسی ہی ہو جا ہیئے جیسے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا جو سورہ نوح کے آخر رکوع میں ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے میرے رب مجکو اور میرے والدین کو بخش دے۔

بیان یہ کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرۃ کی پدریت نسبتہ ابراہیم ع حقیقت میں صحیح نہیں ہے مگر مجازاً کیونکہ حقیقی باپ تارخ ہیں اور آزر چچا کہ مشہور ومحقق ہے

ش ازیں کریمہ ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ثابت است پس
از تشبیہ اشارت است بر خیریت سلف تا والدین حضرت نوح علیہم وہم ونیز استغفار
و تبرا از حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نسبت بہ تنہا آزر منسوب بہ ابوت
مجازی است کما فی قولہ سبحانہ قال رب اغفر لابی الآیہ وتبرأ منہ الآیہ
نہ نسبت بوالدین پس جائے آنست کہ بفہمند ونیز لفظ ابوین عام است بحقیقت
ومجاز بخلاف والدین کہ مخصوص است بحقیقت چنانکہ مستعمل است در محاورہ مشہورہ
کقولہ تعالی قالوا نعبد الٰہک والٰہ آبائک الآیہ وکما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ

ترجمہ کہ اس آیت کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ثابت ہے۔ پھر اس تشبیہ سے
اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلف کے خیر ہونے کا حضرت نوح علیہ السلام کے والدین تک ہو رہا ہے۔ اور حضرت
ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا مغفرت مانگنا اور اس سے تبری کرنا یعنی بیزار ہونا بھی تنہا آذر کی نسبت میں
مجازی باپ ہونیکے سبب سے ہے۔ جیسا حق سبحانہ کے قول سورہ شعراء کے پانچویں رکوع میں ہے کہ کہا ابراہیم علیہ
السلام نے رب اغفر لابی اے میرے رب میرے باپ کو بخش دے آخر تک + اور سورہ توبہ کے رکوع چودہ[14] میں
تبرأ منہ الآیہ یعنی تبری کی اس سے آخر تک کہ یہ سب مضمون سورہ توبہ کے رکوع چودہ[14] میں کریمہ وما کان
استغفار ابراہیم لابیہ الخ سے بخوبی لائح ہے۔ نہ نسبتہ والدین ہونیکے سبب کیونکہ مغفرۃ آپ سے تبری واقع
ہوئی ہے نہ مغفرت والدین سے لہذا حضرت ابراہیم کا والدین کی نسبت تبری کرنا ثابت نہیں پس چاہیے کہ یہاں
سمجھیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مغفرت والدین کے لیے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ربنا اغفر لی ولوالدی
کہ اس دعائے خیر میں دلالۃ سوق کلام سے اگلے اور پچھلے مومنین تا قیامت شامل ہیں مثل دعا مغفرۃ والدین حضرت نوح علیہ السلام
کہ رب اغفر لی ولوالدی کے ہے ہونی چاہیے کہ اس کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیہ السلام ثابت ہے پھر
تشبیہ سے سلف کی خیریت پر نوح علیہ السلام کے والدین تک اشارہ ہے۔ اور اس دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں والدین
ہونیکی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا جو سزاوار رحمت اور مستحق مغفرت ہیں۔ اور
نیز آزر کی طرف نسبت کرنا جسکی مغفرت ممنوع ہے بدون تاویل ہی حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ والدین کے معنی کی تحقیق اور
حضرت آدم کی نسبت مستجاب رحمۃ۔ اور حضرت حوا کی نسبت تحقق مغفرۃ سے تاویل کا دور ہونا حقیقت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور سوائے اسکے مغفرۃ مانگنا اور اس سے
بیزار ہونا اور تبری کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تنہا آزر کی نسبت سے جسکو باپ ہونیکی نسبت مجازی حاصل ہے جیسا آیات رب اغفر لی الآیہ وتبرأ
منہ الآیہ ظاہر ہے نہ نسبت والدین ہونیکے سبب پس چاہیے کہ اس مقام میں سمجھیں۔ اور پھر لفظ ابوین معنی حقیقی اور مجازی دونوں کیلیے عام ہے بخلاف والدین کے حقیقی
معنی کیلیے مخصوص ہے جیسا کہ استعمال محاورہ مشہورہ میں مثل فرمانے خدا تعالی کے سورہ بقر رکوع سولہ میں قالوا نعبد الٰہک والٰہ آبائک الآیہ
اور سورہ اعراف رکوع تین میں کما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ یعنی انہوں نے کہا ہم تیرے خدا اور تیرے باپ دادا کے خدا کی پوجا کرتے ہیں الخ اور

والبتہ بمعنی مجاز رجوع بمعنی مصدر حقیقی دائر میان فاعل ومفعول نمیکند فکیف التاویل المذکور یارب ترحم دریں صورت ایں ہر دو کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ و رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وحدیث شریف اَنَا اَنْفَسُكُمْ وَاِنِّي نُقِلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ وکریمہ الَّذِي يَرَاكَ مؤید یکدیگر است حدیث سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ تَعَالٰى صلعم عَنْ اَبَوَيْهِ فَقَالَ سَئَلْتُهُمَا رَبِّي فَيُعْطِينِي فِيهِمَا وَاِنِّي لَقَائِمٌ يَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الحدیث سوال کردن حضرت صلعم نفس ابویہ المکرمین را صلعم مشیر محبت ورافت اتم وعطاہائی نامعین بالشان ویعطینی بحذف مفعول ثانی وبصلۂ فی مشیر توسع واشتراک بمابہ العطا است حدیث اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجُوْنَ حَزِيْنًا فَقَامَ بِهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا قَالَ سَئَلْتُ رَبِّي فَاَحْيٰى لِي اُمِّي فَاٰمَنَتْ بِي ثُمَّ رَدَّهَا حدیث قد رُوِيَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاٰمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ

ترجمہ اور البتہ معنی مجاز ایسے معنی مصدر حقیقی کی طرف جو فاعل ومفعول میں دائر ہیں رجوع نہیں کرتے ہیں تو تاویل مذکور کیونکر جائز ہے ۔ اے رب رحم کر۔ اس صورت میں دونو آیت کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ اور رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۔ اور حدیث شریف اَنَا اَنْفَسُكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا الخ اور اِنِّي نُقِلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ الخ اور کریمہ الَّذِي يَرَاكَ الخ آپس میں ایکدوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ حدیث یعنی پوچھے گئے رسول اللہ تعالیٰ صلعم آپکے ماباپ کی نسبت پس فرمایا آپ نے میں نے ان دونوں کے لیے میرے رب سے سوال کیا تو مجکو ان دونو کی بابت میرا رب بخشش فرما دے گا اور حال یہ ہے کہ میں بیشک ضرور قیام کرنے والا ہوں اُس دن مقام محمود میں۔

اس حدیث میں حضور صلعم کا اپنے خاص والدین مکرمین کے لیے سوال کرنا اللہ سے محبت اور پوری رافت کا اشارہ کرتا ہے اور اُن کے ساتھ غیر معین بخششوں کا ۔ اور لفظ یُعْطِینِی جسکا مفعول ثانی محذوف ہے بنا بر حذف توسع مفعول کی طرف اشارہ کر رہا ہے ۔ اور اپنے صلۂ فی سے مشیر ہے مابہ العطا کے اشتراک کا یعنی ایسی چیز کا جو بخشش کی ہے یا جسکے ساتھ بخشش ہے وہ آپکے والدین دونو کے درمیان مشترک ہے حدیث یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اُترے غمگین ہو اور جبتک خدا نے چاہا اُسکے پاس کھڑے رہے پھر خوش ہوتے لوٹے اور فرمایا میں نے میرے رب سے سوال کیا تو میرے لیے میری ما کو زندہ کیا اور مجھپر ایمان لائیں پھر اللہ نے انکو لوٹا دیا حدیث یعنی تحقیق بعض صحابہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب اور آمنہ بنت وہب

حدیث اسلام والدین رسول اللہ صلعم زندہ ہو کر دونو کا بروایت بعض اصحاب رضہ

وَالِدَیْ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اسلما لاَنَّ اللہ اَحیاھما لہ فاٰمنا

این روایات جامع مطالب دیگر روایات درجانب اثباتِ ایمان و ایمان مجدد بر نبوت حضرت صلعم است + **اصل** ۱ تقدمِ دخولِ جنت نتواند شد بمنعِ خروج مگر تقدم دخولِ نار بخروج لازم پس برفعِ تعارض مثبتِ ایمان است **اصل** ۲ بعد ثبوت اخبارِ نبوی صلعم و آثارِ قولی وفعلی وحالی والدیہ المکرمین صلعم چنانکہ معروف ومشہور است اخبارِ دخولِ نار بخروج لازم تواند شد پس ازین دخولِ نار دلیلی بر لزومِ خلود ونفیِ ایمان نتواند شد فتمّ الکلام فی اثبات المرام **اصل** ۳ بی ثبوتِ عصیانِ امرِ مرسل عذاب نمی شاید بعدمِ حجت فرمود سبحانہ کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + اگر رسولی درین عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید

ترجمہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اسلام لائے کیونکہ اللہ نے اُن دونوں کو آپ کے لیے زندہ کر دیا اور وہ دونوں ایمان لائے۔ یہ روایتیں دوسری اور ایسی روایتوں کے مطالب کی جامع ہیں جو آپ کی والدین کے اثبات ایمان اور آپ کی نبوۃ پر ایمان تازہ لانیکے ثبوت کی جانب ہیں۔ **قاعدہ** ۱ دخول جنت کا تقدم منع خروج کے سبب نہیں ہو سکتا ہے مگر تقدم دخولِ دوزخ خروج کے ساتھ لازم ہے پس رفعِ تعارض ایمان کا مثبت ہے۔ یعنی جنّت میں داخل ہو کر وہاں سے نکلنے کی منع ہونیکے سبب جنت میں داخل ہونیکی ہیشگی نہیں ہو سکتی البتہ دوزخمیں داخل ہونیکی ہیشگی وہاں سے نکلنے کے ساتھ لازم ہے۔ پس جب ہی آیت شریف مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ کا نزول حضور صلعم کے والدین مکرمین کی نسبت ۲ اتحاد حقیقت کے منع استغفار ضروری میں اشتراک دونوں کا باہم ہو سکتا ہے اور ایک کی تخصیص دوسرے کی تعمیم میں مندرج ہو سکتی ہے۔ اور آپ کی والدہ کی نسبت نازل ہونا اس آیت کا صحیح نہیں آتا۔ پس یہ رفع تعارض حضور کے والدین کے ایمان کا ثبوت دے رہا ہے اور اذن زیارت مزید براں + **قاعدہ** ۲ اخبار نبوی صلعم اور آپکے والدین مکرمین کے قولی اور فعلی اور حالی آثار جیسا معروف ومشہور ہیں ثابت ہونیکے بعد دوزخ کے دخول کی خبر خروج کے ساتھ لازم ہونی چاہییں۔ پس اس دخول نار سے لزوم خلود مع نفی ایمان کے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی یعنی یہ دوزخمیں داخل ہونا دوزخمیں ہمیشہ رہنے کو لازم نہیں کرتا اور نہ ایمان کی نفی کرتا ہے۔ پس کلام مقصود کے اثبات میں پورا ہوا اور حضور صلعم کے والدین کے ایمان کا ثبوت ہو گیا +

قاعدہ ۳ بغیر ثبوت حکم مرسل کی نافرمانی کے عذاب نہیں لائق ہوتا ہے کیونکہ حجت موجود نہیں بلکہ معدوم ہے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل رکوع دو میں کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + یعنی اور ہم نہیں عذاب کرنیوالے ہیں جبتک کہ ہم کسی رسول کو نہ بعث کرلیں گے یعنی نہ بھیج لیں گے۔ اگر اس عالم میں کوئی رسول نہ پہونچے گا تو لامحالہ ضرورت کے سبب آخرت میں پہونچے گا۔

۱ قاعدہ تقدم دخول جنت بمنع خروج نہیں ہو سکتا مگر تقدم دخول نار بخروج لازم ہے اور رفع تعارض مثبتِ ایمان +

۲ قاعدہ بعد ثبوت اخبار و آثار آپکے والدین کے اخبار دخول نار خروج کے ساتھ لازم ہونے چاہیئیں اور دخول نار لزوم خلود ونفی ایمان پر دلیل نہیں ہو سکتی

۳ قاعدہ غیر مدرک امر رسول پر عذاب نہیں اور بیان کیفیۃ ارسال رسول آخرۃ میں اسکو لیے مع نصوص آیت وحدیث۔ اور یہ بلیسی کی نسبت حالت یا اسکا اعتبار نہیں +

وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْفَتْرَتِ وَالْمَعْتُوْہِ وَالْاَصَمِّ وَالْاَبْکَمِ وَالشُّیُوْخِ الَّذِیْنَ لَمْ یُدْرِکُوا الْاِسْلَامَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا اَنْ اُدْخُلُوا النَّارَ فَیَقُوْلُوْنَ کَیْفَ نَدْخُلُھَا وَلَمْ یَاْتِنَا رَسُوْلٌ قَالَ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ دَخَلُوْھَا لَکَانَتْ عَلَیْھِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ثُمَّ یُرْسِلُ اِلَیْھِمْ اَنْ اَطِیْعُوْا فَیُطِیْعُہٗ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّطِیْعَہٗ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس غیر مُدرِک امرِ مرسل وجوبِ عذاب و اعتبارِ حالتِ یاس نباشد بخلاف مُدرِک پس حذری در احیاء و ایمان بحکمِ اعجاز وعدمِ اعتبارِ حالتِ یاس نتواند شد **اصل** - اقل مدتِ تامل در زمان فترت بست[۲۵] و پنج سال است وحال آنکہ حضرت عبداللہ ہیژدہ[۱۸] سالہ وحضرت آمنہ بست[۲۰] سالہ وفات فرمودند رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس کجا است رفعِ عذر حالتِ فترت ÷ وایں دو اصل زاہق است بدو اصل سابق÷

ترجمہ جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث یعنی جب قیامت کا دن ہوگا اہل فترت یعنی کم عقل اور دیوانہ نیم مجنون اور بہرہ اور گونگے اور ایسے بوڑھونکو جنھوں نے اسلام نہیں پایا جمع کرے گا پھر انکی طرف قاصد بھیجے گا تاکہ وے دوزخمیں داخل ہوں تو وے کہیں گے ہماری پاس تو رسول آیا ہی نہیں ہم دوزخ میں کیونکر داخل ہوسکتے ہیں فرمایا قسم خدا کی اگر وے دوزخ میں داخل ہوجاتے تو انپیر دوزخ سرد اور سلامت ہوجاتی - پھر اُن کی طرف رسول بھیجے گا کہ وے اطاعت کریں تو رسول کی وہی اطاعت کرے گا جس کسی کا ارادہ اطاعت کرنے کا تھا - فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس پڑھو اگر تم چاہو تو یہ آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ÷ یعنی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک ہم کسی رسول کو نہ بھیج لیں گے - پس امر مرسل کے غیر مدرک پر یعنی جسنے امر مرسل نہ حاصل کیا ہو اسپر عذاب واجب نہیں اور نہ اُسکی حالت یاس کا یعنی وقت موت کا اعتبار ہے بخلاف اُسکے جسنے امر مرسل حاصل کرلیا ہو پس بحکم اعجاز زندہ کرنے اور ایمان میں کوئی حذر نہیں اور عدم اعتبار حالت یاس بھی نہیں ہوسکتا ہے -

قاعدہ زمانہ فترت میں تامل کی اقل مدت پچیس[۲۵] سال ہیں - اور حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ نے اٹھارہ برس کی اور حضرت آمنہ نے بیس[۲۰] برس کی عمر میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما - پس حالت فترت کا بھی رفع عذر نہیں رہا یعنی عذر فترت قائم رہا اور یہ دونو قاعدے اول کے دونو قاعدوں کے ساتھ زاہق ہیں - یعنی چلنے والے ہیں ÷

اصل در اوائل اسلام حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام از استغفار مومنِ مقروض ممنوع بودند لما جاء فی الحدیث نفسُ المؤمنِ معلّقةٌ بدَینہ حتّی یقضی۔ ہیں منعِ استغفار دلالتی قطعی بر کفر ندارد بل دریجا جانب دیگر بمقابلِ اخبار اقرب است واین اصل جوابِ فاضل بر سوالِ فاضل است **حاصل** بملاحظۂ اصلین یقینی نا چار خبرِ نار و بکاءِ حضرت صلعم و منعِ استغفار را اول بوجہ من الوجوہ غیرِ کفر است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ وبملاحظہ اصلین زاہقین اقرب تاویلات اخبارِ نار قبل از اطلاع حال اہل فترت است چنانکہ در حالِ اطفال مشرکین فرمودہ بودند کہ با در و پدر خود شاں در آتش ہستند وبعد نزولِ کریمہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی فرمودند در جنت ہستند واخبارِ ایمان ہیں از اں ہیں منعِ استغفار ہیں احیاء والّا ارتفاعِ تعارض وتاویلِ تخالف نتواند شد و بمعنی مَاتَ ابویہ بالکفر حوالت بقائلش تواند شد **حکم** در صورتِ اختلافِ روایات

ترجمہ قاعدہ - ابتدائے اسلام میں حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مومنِ مقروض یعنی قرضدار کے استغفار کی ممانعت تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا نفس اپنے قرضہ میں معلق ہے یہانتک کہ وہ ادا ہو۔ پس استغفار کی ممانعت کوئی دلالت قطعی کفر پر نہیں رکھتی ہے بلکہ یہاں اخبار ایمان وکفر کا مقابلہ کرنے میں دوسری جانب یعنی ایمان کی اقرب ہو۔ اور یہ قاعدہ سوال فاضل پر جواب فاضل ہے۔

حاصل۔ اول کے دونو قاعدوں کے ملاحظہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خبرِ دوزخ اور حضرت صلعم کا گریہ فرمانا اور استغفار کی ممانعت۔ ناچار کسی ایسی وجہ کے ساتھ وجوہ میں سے تاویل کیے جادیں کہ نسبت کفر نہ رکھتی ہو واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ اور خدائے تعالیٰ اُسکی حقیقت سے بہتر دانا ہے۔ اور پچھلے دونو زاہق یعنی مٹنے قاعدوں کے ملاحظہ سے یہ حاصل ہوا کہ قریب تر تاویل اخبار نار کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خبر اہل فترت کے حال کی اطلاع کے پہلے کی ہے۔ جیساکہ اطفال مشرکین کے حال میں فرمایا تھا کہ وے اپنے اپنے ما باپوں کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔ اور بعد نزول کریمہ کے جو سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی نہیں بوجھ اُٹھاویگا بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ آپ نے فرمایا جنت میں ہیں۔ اور ایمان کی حدیثیں اُسکے بعد کی۔ پھر ممانعت استغفار کی۔ پھر زندہ کرنا۔ نہیں تو تعارض رفع نہ ہو سکے گا اور نہ تخالف کی تاویل ہو سکے گی۔ اور معنے مَاتَ ابویہ بالکفر اُسکے قائل کے حوالہ ہونے چاہییں جسنے کہا کہ آپکے والدین مَاتَا لکفر میں مرے

حکم خیال کرنیکا مقام ہے کہ اختلاف روایات کی صورت میں۔

قاعدہ ابتدائے اسلام میں مومن مقروض پر منع استغفار تھا بعض حدیث پس منع استغفار سے دلالت قطعی نہیں بلکہ جانب ایمان اقرب بمقابل اخبار میں دوسری جانب ہے ❊

حاصل قضیہ یہ کہ خبر دوزخ وگریہ آنحضرت صلعم و منع استغفار کسی وجہ غیر کفر میں تاویل کیے جاوینگے بنا بر ملاحظہ ہر دو اصول

اور بنا بر ہر دو اصول زاہق خبر نار قبل اطلاع حال اہل فترت سے بمثل حدیث اطفال مشرکین کے حال میں۔ پھر اخبار ایمان پھر منع استغفار پھر احیاء ❊

بیان حکم مسئلہ ایمان نسبت والدین حضور صلعم معہ تحقیق وتصحیح حنفی اور اسکے خلاف میں ارشاد رسول اللہ ...

باختیارِ جانبِ ایمان چہ جدل و اعتساف (یعنی گمراہی و تجاوز از حد کا) است و باختیارِ جانبِ کفر چہ عدل و انصاف خود بفرمایند عدل و محبت و ادبِ عظمت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم ہمیں اعتساف و انصاف را خواہد با آنکہ حکم فقہ حنفی میداند قال فی الدرّ المختار لا یفتٰی بتکفیر مسلمٍ کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذٰلک روایۃً ضعیفۃً و نیز عجب است کہ باوجود وقائع کثیرہ ارہاصات وقت تشرف صلب حضرت عبداللہ و بطنِ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وقتِ ولادت و بعدش و اخبار منامیہ انبیاء و ملائکہ علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اخبارِ احجار و اشجار و کاہنان و راہبان بظہور خاتم النبیین مسمّٰی بہ محمد و احمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم از صلبِ حضرت عبداللہ رض و بطن حضرت آمنہ رض

ترجمہ جانب ایمان کے اختیار کرنے میں کیا جدل و اعتساف ہے یعنی کیا جھگڑا ہے اور کونسی حد سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔ اور کفر کی جانب اختیار کرنے میں کونسا عدل اور انصاف حاصل ہو جاتا ہے۔ خود ہی فرمائیں کہ انصاف اور محبت اور حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی عظمت کا ادب کیا اسی اعتساف اور انصاف کا خواہاں ہے۔ باوجود اس بات کے کہ حکم فقہ حنفی جانتے ہیں کہ کہا ہے درمختار میں کہ مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا جبکہ اُس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ایک ضعیف روایت ہو۔ اور تعجب ہے کہ حضرت عبداللہ رض کی پشت مبارک اور حضرت آمنہ رض کے بطن مبارک میں نور نبی صلعم کے تشریف لانے کے وقت۔ اور اُن کی ولادت کے وقت اور اُس کے بعد باوجودیت کہ واقعات ارہاصات کے یعنی وے معجزات جو قبل ولادت اور عین ولادت اور بعد ولادت آپ سے ظہور پاسے جو ارہاصات کہلاتے ہیں۔ اور انبیاء اور ملائکہ علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخبار منامیہ یعنی باوجود انبیاء اور ملائکہ سے خواب میں آپ کے تولد کی اطلاعیں پہنچنے کے۔ اور پتھروں اور درختوں اور کاہنوں اور راہبوں کی اطلاعیں حاصل ہونے کے کہ حضرت خاتم النبیین جنکا نام پاک محمد اور احمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوگا حضرت عبداللہ رض کی پشت اور حضرت بی بی آمنہ رض کے بطن سے ظہور پائیں گے۔

کہ **ش** بیان وقائع ارہاصات واخبار ہم برحضرت عبد اللہ رض وحضرت آمنہ رض روبمو وند **ش** چنانکہ درکتب حدیث شریف ورسائل میلاد از ابن جوزی وسید جعفر برزنجی وغیرہما علماء متقدمین ومتاخرین مذکوراست ہم ایمان نیاوردند وخلقی بہ شنیدن ایمان آوردنہ تو نمی ترسند از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ باآنکہ درقصہ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب میخوانند کہ از ایذاء اقرباء ایذاء خود مبارک فرمود وایذاء خود مبارک را ایذاء خدائے تبارک **شعر**

اے چنگ فروبردہ بخون دل حافظ — فکرت مگر از غیرت قرآن خدانیست

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى جَمَالِهٖ
كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ
فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ جیسا حدیث شریف کی کتابوں میں اور میلاد کے رسالوں میں ابن جوزی اور سید جعفر برزنجی اور ان دونوں کے سوائے علماء متقدمین اور متاخرین سے مذکور ہے۔ آپؐ کے حضرت عبد اللہ رض اور آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ رض جنپر یہ تمام واقعات اور اخبارات ظہور پائے ایمان نہ لائیں۔ اور ایک مخلوق سنکر ایمان لے آئے کیسے اچنبھے کی بات ہے۔ کیا تجھے حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کا خوف نہیں اور کیا وے ایذائے محبوب خدا سے نہیں ڈرتے ہیں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ احزاب کے رکوع ستر٭ میں اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ بیشک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے عذاب سخت مقرر فرمایا۔ باوصف اسکے کہ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ آپؐ نے ایذائے اقربا کو ایذائے خود مبارک فرمایا۔ اور ایذائے ذات مبارک کو ایذائے خدائے تبارک **شعر**

خون دل حافظ سے تو ہاتھوں کو رنگیں کر چکا — غیرت قرآن حق کا تجکو اندیشہ نہیں

اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنتہ وجماعتہ

ذکر کیفیتِ آثارِ مجمع علیہا اہلِ سُنّتہ وجماعۃ رضؓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمد اللّٰہ ونستعینہٗ ونصلی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہٗ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین + از آثار مجمع علیہا اہل سنتہ وجماعۃ رض این است تخالف این متخاصم است تعظیم اللّٰہ تعالٰی ومحبتہٗ وتعظیم الرسول صلعم ومحبتہٗ وتعظیم الشیخین ومحبتہما وتعظیم الختنین ومحبتہما وتعظیم السبطین ومحبتہما والمسح علی الخفین والصلوٰۃ علی الجنازتین والصلوٰۃ عقب الامامین وحکم الایمان علی الاثنین ودخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن قال سبحانہ وجنۃٍ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ الآیہ + فیہ دلیل علی ان الجنۃ مخلوقۃ من انوار التنزیل + وفی بدء الخلق من ابن مجاہد عن ابی ہریرۃ رض قال قلت یا رسول اللّٰہ مم خلق الجنۃ قال من الماء قلت ما بناءہا قال لبنۃ من ذہب ولبنۃ من فضۃ الی اٰخر الحدیث

ذکر بیان مسائل اجماعیہ آثار اہل سنتہ وجماعت رض کہ متخالف کا متخاصم ہے +

ترجمہ۔ بیان ذکر اہل سنتہ وجماعۃ کے اجماعی آثار کا یعنی اُن مسئلوں کا جنپر سب کا اجماع ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمد اللّٰہ ونستعینہٗ ونصلی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہٗ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین ۔ اہل سنتہ جماعۃ کے آثار جنپر سب کا اجماع ہے یہ ہیں اُنکا متخالف متخاصم ہے یعنی جو اُنسے مخالفت کرے وہ خصومت کرنیوالا جھگڑالو ہے ۔ اللّٰہ تعالٰی کی تعظیم اور اُسکی محبت رسول اللّٰہ صلعم کی تعظیم اور آپکی محبت شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت ۔ مسح خفین پر یعنی دونوں پیر کے موزوں پر مسح کرنا ۔ صلوٰۃ جنازتین پر یعنی نیک اور فاسق دونوں کے جنازوں کی نماز پڑھنا ۔ صلوٰۃ عقب الامامین یعنی نیک اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا ۔ حکم الایمان علی الاثنین یعنی کبیرہ وصغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا ۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ وہ دونوں مع اُن چیزوں کے کہ اُنمیں ہیں فی الحال موجود ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وجنۃٍ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ الآیہ یعنی اور جنت جسکا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے اُن لوگوں کیلئے جو اللّٰہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لا چکے ہیں تیار ہے ۔ اور اسمیں ثبات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے ۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے اور کتاب بدء الخلق میں ابن مجاہد سے ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ کی روایت ہے کہ کہا اُنھوں نے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ جنت کس چیز سے بنائی گئی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک +

بیان تعظیم ومحبت خدا ورسول وشیخین وختنین وسبطین رضی اللّٰہ عنہم +

مسح موزوں پر نماز بعد نیک وفاسق کے پیچھے اور اُنکے جنازہ کی نماز صغیرہ وکبیرہ گنہگار پر مومن کا حکم ۔ جنت ونار فی الحال مع تمام اشیائے کے جو اُنمیں ہیں موجود ہیں بدلیل قرآن وحدیث

جنت مخلوق ہے بدلیل نص قرآنی وآثار کے

وفی الصحیح البخاری فی باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ وقال سبحانہ فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۰ قولہ اعدت للکافرین ۰ دلیل علی ان النار مخلوقۃ معدۃ لھم الآن ۔ من انوار التنزیل وفی الصحیح البخاری فی باب صفۃ النار وانھا مخلوقۃ ففی الجنۃ نعیم للمومنین بما ھو منھا لقولہ تعالٰی جنتان ۰ ذواتا افنان ۰ فیھما عینان تجریان ۰ فیھما من کل فاکھۃ زوجان ۰ جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضا کما ھو ثبت والرؤیۃ بالعین لقولہ صلعم یراہ المومنون وھم فی الجنۃ باعین رؤسھم ۔ ولقولہ تعالٰی وجوہ یومئذ ناضرۃ ۰ الی ربھا ناظرۃ ۰ والبقاء فیھا علی حیث التشخص لقولہ تعالٰی اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون ۰ وفیھا ما تشتھیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا خالدون ۰ ولیجزی اللہ احسن ما کانوا یعملون ۰

ترجمہ اور صحیح بخاری شریف کے اُس باب میں جو صفت جنت میں آیا ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانھا مخلوقۃ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۰ یعنی پس بچو آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہے ۔ کافروں کے واسطے مقرر ہے ۔ پس خدا سبحانہ کا فرمانا اعدت للکافرین یعنی کافروں کے واسطے مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آگ یعنی دوزخ کافروں کے لیے اسوقت طیار پیدا کی ہوئی ۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے ۔ اور صحیح بخاری شریف کے باب صفت نار میں ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانھا مخلوقۃ ۔ اور جنت میں مومنین کے لیے نعمتیں ہیں جو اُسی جنت کی ہیں ۔ کیونکہ فرمایا خدا تعالیٰ نے جنتان ۰ ذواتا افنان ۰ فیھما عینان تجریان ۰ فیھما من کل فاکھۃ زوجان کہ یہ تمام آیات سورہ رحمٰن کے تیسرے رکوع میں ہیں اور معنی انکے یہ ہیں ۔ یعنی وہ دو تو باغ ہیں ۔ کہ دونوں وہ گنجان شاخدار درختوں کے ہیں ۔ جن دونوں میں نہریں دو دو بہ رہی ہیں ۔ جن دونوں میں ہر میوے دو دو طرح کے ہیں ۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل نعمت ہو جاتا ہے اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے ۔ اور جنت میں رویت بالعین یعنی دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا ۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی مومنین اسوقت کہ جنت میں ہونگے خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے ۔ اور اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وجوہ یومئذ ناضرۃ ۰ الی ربھا ناظرۃ ۰ سورہ قیامۃ کے اول رکوع میں یعنی بہت سے چہرے اُسدن اپنے رب کی طرف دیکھ کر تر و تازگی پانے والے ہونگے ۔ اور جنت میں بقا یعنی موجود رہنا حیثیت تشخص کی بنا پر ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون یعنی اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جنکو نفس چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت پاتی ہیں ۔ اور تم اُسمیں ہمیشہ رہوگے ۔ اور سورہ توبہ کے رکوع پندرہ میں لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون ۰ یعنی البتہ خدا اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے بہت اچھا بدلہ دیتا ہے ۔

۱۲ دوزخ مخلوق ہے اور فی الحال مع اُن تمام اشیا کے جو اُسمیں ہیں موجود ہے

۱۳ مومنین کے لیے جنت میں نعمتیں ہیں بدلہ عمل میں اور یہ کہ عمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو

۱۴ جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہونا

۱۵ جنت میں باقی رہنا مع اُسی تشخص کے بنص آیات

لفظ وُجُوہٌ یومئذٍ ناضِرۃٌ و اِلیٰ ربِّہا ناظِرۃٌ و اُولٰئِکَ وھُم و اَنتُم دال است بر تشخص حاصل مشار الیہ و لفظ فِیہا بر ظرفیۃ و لفظ خالِدُونَ بر دوام بقاء تشخص حاصل ظرف و مظروف و لفظ ما تشتہیہ الانفُس بر خواست اختیاری نفوس بنعماء عام از جنۃ و لفظ ناظِرۃٌ و قرۃ الاعین بر رویت و لفظ اَحسَن ما کانُوا یعملُونَ بر عدم لزوم تشکل عمل فکیف لزوم تشکل الاعمال بنعمائہا الذی ثبت بظنی وھو خاص و اضطراری و محدود بالعمل بمعنی ما دونہ و ارتفاع اعتبار التشخص الحاصل معتقد من اتبع توحید الفلسفۃ و ان جزاء العمل و بقاء التشخص الحاصل ثابتان بقطعی محکم و فی النار تعذیب بما ھو منہا لقولہ تعالیٰ اُولٰئِکَ اَعتَدنَا لَھُم عَذَابًا اَلِیمًا جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل و لو کان کذا ایضًا کما ھو ثبت و البقاء فیہا علی حیثیۃ التشخص للکافر +

ترجمہ آیات مذکورہ میں الفاظ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃ۔ اور الیٰ ربّہا ناظرۃ۔ اور اولٰئک اور ھم اور انتم تشخص پر دلالت کر رہے ہیں جو حاصل مشار الیہ ہے کہ اسکی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اور فیہا ظرفیت مکانی پر۔ اور لفظ خالِدُون بقائے دائمی تشخص پر جو ظرف و مظروف کا حاصل ہے۔ اور لفظ ما تشتہیہ الانفُس نفسوں کی اختیاری خواہش پر جنت کی عام نعمتوں کی جانب۔ اور لفظ ناظرۃ اور قرۃ الاعین چشم سر سے دیکھنے پر جسکو تشخص لازمی ہے۔ اور لفظ احسَن ما کانُوا یعملُونَ عمل کے لازمی متشکل نہ ہونے پر یعنی یہ نہیں ہے کہ عمل کا نعمت کی صورت میں متشکل ہونا لازمی و ضروری ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اعمال کا نعمتوں کی صورت میں متشکل ہونا جسکا ثبوت ظنی ہے اور وہ تشکل اعمال بھی خاص ہی صورت کا ہے بسبب خصوصیت اعمال اور اضطراری ہے کہ عمل ہی متشکل ہو۔ اور عمل پر محدود ہے حسب حیثیت مقدار عمل۔ کہ وہ اپنے ماسوا کی نفی کو لازم ہی کرتا ہو۔ اور یہ اعتبار تشخص حاصل کہ معتبر ہے کیسے مرتفع ہو سکتا ہے جسکا ثبوت ظرف و مظروف اور ضمائر کا مشار الیہ ہونے سے حاصل ہے۔ اور انکا اعتقاد بھی جملہ ہے جو توحید فلسفہ کے متبع ہیں۔ حالانکہ جزائے عمل اور بقائے تشخص حاصل یہ دونوں ثابت ہیں قطعی محکم آیات سے اور دوزخ میں عذاب ہے اس چیز کا جو دوزخ کی ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں اولٰئک اعتدنا لھم عذابًا الیما یعنی یہی لوگ ہیں کہ ہمنے ان کے لیے عذاب دردناک مقرر کر رکھا ہے۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل بعذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور بقا یعنی موجود رہنا دوزخ میں کافر کے واسطے تشخص کی حیثیت کی بنا پر ہے +

بیان دلائل بقاء تشخص بحصول حظ نعمائے جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت

بیان یہ کہ عمل کا متشکل بنعمت ہونا لازم و ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بہ نص کیونکہ تشکل عمل محدود و مخصوص و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل +

لقولہ تعالیٰ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ٥ وَ نَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ ٥ ہمچناں بقاءِ تشخص حاصل مشارالیہ از لفظ اولئك وہم و نادوا و علینا و انکم و از لفظ فیہا خالدون و ماکثون دوام بقاءِ ظرف و مظروف واضح و اگر مرتفع شود اعتبارات تشخص چنانکہ گفتند چہ فرق در رویت و حجاب ثابت است فرمود سبحانہ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ٥ وفضل الانبیاء علی الاولیاء و صلوٰۃ التراویح فی لیالی رمضان المبارک عشرین رکعات وہنوز در تقابل بدعات مبتدعین آثار اہل سنۃ و جماعۃ محصور بر ہمہ کہ گفتہ شدنتواند شد

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ عَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَ تَرْضَاهُ وَ شَفِّعْهُ فِيْنَا وَ تَرَحَّمْنَا بِهٖ ٭

ترجمہ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر رکوع چار میں اُولٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ٥ یعنی یہی لوگ دوزخ والے ہیں وے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور فرمایا سورۂ زخرف کے رکوع سات میں نَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ ٥ یعنی وے پکاریں گے اے مالک کہیں فیصلہ کر چکے ہمپر تیرا رب۔ کہے گا مالک بیشک ابھی تمھیں رہنا ہے اسی طرح بقائے تشخص حاصل مشارالیہ جس کی طرف اشارہ ہے الفاظ آیات مذکورہ اولئک۔ اور ھُم۔ اور نَادَوْا۔ اور عَلَیْنَا۔ اور اِنَّکُمْ سے۔ اور لفظ فِیْهَا خَالِدُوْنَ۔ اور مَاکِثُوْنَ سے ظرف و مظروف کا بقائے دائمی واضح ہے۔ اور اگر اعتبارات تشخص اٹھا دیئے جاویں جیساکہ لوگوں نے کہا تو رویت اور حجاب میں کیا فرق ثابت رہے گا۔ کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ تطفیف پارہ عم میں كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ٥ یعنی ہرگز یہ بات نہیں بیشک وے اپنے رب سے اُسدن البتہ محجوب ہوں گے۔ اور تفضیلت انبیاء کی اولیاء پر۔ اور نماز تراویح کی رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت۔ اور ابھی تک مبتدع لوگوں کی بدعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت و جماعت کے آثار جو ایسے مسائل ہیں کہ اُن پر سب کا اجماع ہے صرف انھیں پر محصور نہیں ہو سکتے جو بیان میں آئے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور جو کچھ دوزخ میں ہو گا م عذاب سے ہے ٭

بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نرہنے میں رویت و حجاب کا فرق نرہے گا ٭

بیان تفضیلت انبیاء بر اولیاء

بیان نماز تراویح بیس رکعت

بیان یہ کہ مقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت و جماعت ایسے اور بھی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے اور حصر صرف مذکورہ بالا پر نہیں ہو سکتا ٭

۲۱
ذکر کیفیت تعظیم
ومحبت شعائر اللہ
تعالیٰ وشعائر
الرسول صلعم وغیرہ۔

ذکر کیفیت تعظیم ومحبت شعائر اللہ تعالیٰ وشعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

تعظیم ومحبت قبلتین کما قال سبحانہ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ الآیہ ومایتعلق بہما وکتب منزلہ بانچہ شاید۔ وتعظیم ومحبت دین اللہ وآن انصرام بالانتظام ش وحرمتش در دل است علی تفاوت الحال ش مربوط است بتعظیم ومحبۃ حالاً ھم فرض است یا واجب یا سنت ش اینہمہ معطوف علیہ ومعطوف خبر مبتدا است یعنی تعظیم ومحبت ھم وتعظیم مسجد بما یتعلق بہ من حقہ لقولہ تعالیٰ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ الآیہ

۲۲
ذکر بیان تعظیم ومحبت
شعائر خدا ورسول وغیرہ

ترجمہ بیان ذکر تعظیم ومحبت اُن چیزوں کا جو خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم اور بزرگان دین سے منسوب ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

۱
تعظیم ومحبت قبلتین
بدلیل کریمہ اور جو انہیں
متعلق ہیں۔

تعظیم ومحبت قبلتین یعنی کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نور رکوع پانچ میں فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ الآیہ یعنی اُن گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنیکا اور وہاں اُسکا نام پڑھنے کا آخر آیت تک۔ اور تعظیم ومحبت اُن چیزوں کی جو انھیں دونو قبلتین سے متعلق ہیں۔ اور تعظیم ومحبت خدا کی طرف سے اُتری ہوئی کتابوں کی جیسی ہونی چاہیے۔ اور تعظیم ومحبت اللہ کے دین کی اور یہ اُسکا انتظام کے ساتھ انصرام کرنا ہے اور اُسکا ادب وحرمت دل میں ہے۔ اور یہ تعظیم ومحبت حسب حال متفاوت ہوگی کیونکہ کیفیت تعظیم ومحبت باعتبار مراتب احکام دین فرض ہوگی یا واجب یا سنت پس اُسی اور کے لحاظ سے جو اُسکے دل میں باعتبار مراتب احکام دین ہے اُسی مرتبت انتظامی کے ساتھ اُسکا انصرام کریگا لہذا یہ تعظیم ومحبت دین حسب حال متفاوت ہوگی۔ اور تعظیم مسجد کی مع اُن چیزوں کے کہ حقوق مسجد سے متعلق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج کے چوتھے رکوع میں مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ الآیہ یعنی جو ادب کرے اللہ کی نامزد چیزوں کا سو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے تا آخر آیت

۲
تعظیم ومحبت کتب منزل حق۔

۳
تعظیم ومحبت دین خدا
انصرام بتفاوت مراتب۔

۴
تعظیم مسجد بحقوق متعلقہ
مسجد بنص کریمہ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ الآیہ و نہی از سوء ادب است لقولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الآیہ و از نوع تعظیم و محبت شعائر تعظیم و محبت آثار انبیاء و اولیاء و تبرک باوست صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم چنانکہ بستن حضرت یعقوبؑ پیراہن حضرت ابراہیم را تبرکاً و حفظاً بر بازوی حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام در تفاسیر تواں یافت ش در تفسیر کبیر است مرویست کہ ہرگاہ حضرت ابراہیم عم برہنہ در آتش انداختہ شد حضرت جبرئیل عم پوشانید نش قمیصی از حریر جنت و آں نقلاً بحضرت یعقوب عم رسید حضرت یعقوب عم در چیزی سخت نہادہ بگردن حضرت یوسف عم آویخت م و تعظیم آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم و تبرک باں فی المشکوٰۃ عن اسماء بنت ابی بکر اخرجت جبۃ طیالسۃ الی ان قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا ونحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا رواہ مسلم و تعظیم آثار صحابہ و آثار اولیاء و تبرک

بیان ممانعت بے ادبی شعائر و ذکر بعض اقسام تعظیم و محبت آثار انبیاء و اولیاء و تعظیم و تبرک لباس انبیاء مع دلائل

ترجمہ اور وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ الآیہ سورۂ حج رکوع چہارم میں۔ یعنی جو معظم رکھے اللہ کے آداب کو تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اُسکے رب کے نزدیک تا آخر + اور شعائر اللہ کے ساتھ بے ادبی کی ممانعت ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الآیہ یعنی بے حرمت نہ کرو اللہ کے نام لگی چیزوں کو آخر تک۔ اور اقسام تعظیم و محبت شعائر میں ایک قسم انبیاء اور اولیاء کے آثار کی تعظیم و محبت ہے اور اُنسے برکت حاصل کرنا ہے درود ہو جیو اللہ کا ہمارے نبی پر اور اُنپر۔ جیسا حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیراہن کو حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بازو پر بغرض تبرک اور حفاظت باندھنا کہ تفسیروں میں معلوم کر سکتے ہو چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے۔ روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام برہنہ آگ میں ڈالے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حریر جنت کی ایک قمیص آپکو پہنائی اور وہ منتقل ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی سخت چیز میں رکھکر حضرت یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اور آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی تعظیم اور اُس سے برکت لینا کہ مشکوٰۃ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک جبہ طیلسانی نکالا یہانتک کہ کہا بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پہنتے تھے اور ہم اسکو مریضوں کے واسطے دھوتے ہیں اور اُس سے ہم شفا پاتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور تعظیم آثار صحابہ اور آثار اولیاء کی اور اُن سے برکت لینا

تعظیم و تبرک آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم بنص حدیث

بعض تعظیم و تبرک آثار صحابہ و اولیاء پیران طریقت بدلیل عمل صحابہ و بعض کریمہ نسبت تابوت سکینہ

باآں بملاحظۂ احوال اصحاب و اولیاء خود اظہر است س ش چنانکہ داشتن حضرت خالدؓ موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلعم در کلاہ خودش و مظفر و منصور شدن ببرکت آں وہمچنیں بسا است و داشتن آثار پیران طریقت و تبرک باآں تا ایندم در سلاسل طریقت موجود و محمود است کہ بملاحظۂ کتب سیر صحابہ و اولیاءؓ معلوم تواند شد ھم وقصہ تابوتِ سکینہ بر تعظیم و تبرک بشعائر دلیلی اشہر لقوله تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ و از آں است تعظیم و محبت مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ شرفاً عظیماً لقولہ علیہ السلام المدینۃ خیرٌ من مکۃ ولقولہ علیہ السلام اللھم ان اخرجتنی من احب البقاع الیَّ فاسکنّی فی احب البقاع الیک

ترجمہ کہ احوال صحابہ اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ سے خود ظاہر تر ہے یعنی خوب اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی ٹوپی میں موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور اسکی برکت سے فتحمند اور منصور ہونا۔ اور اسی طرح بہت ہے۔ اور پیران طریقت کے آثار رکھنا اور انسے برکت لینا اسوقت تک طریقت کے سلسلوں میں موجود ہے اور محمود ہے کہ اسکو اچھا جانتے ہیں جو کتب سیر صحابہ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور قصہ تابوت سکینہ کا شعائر کی تعظیم اور انسے برکت لینا پر ایک بہت مشہور دلیل ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر کے رکوع ۳۲ میں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ یعنی اور فرمایا ان کے لیے نبی نے کہ بیشک نشانی اسکی سلطنت کی یہ ہے کہ تمھارے پاس تابوت آویگا جسمیں طمانینت رحمۃ کی ہے تمھارے رب سے اور کچھ بچی چیزیں ہیں جو اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون علیہما السلام چھوڑ گئی اسکو فرشتے اٹھاتے ہیں۔ بیشک اسمیں تمھارے لیے پوری نشانی ہے اگر تم مؤمن ہو۔ اور اسی قسم سے تعظیم شعائر میں تعظیم و محبت مدینہ منورہ کی ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت ہی بڑھکر شرف و عزت سے مشرف کرے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے مدینہ بہتر ہے مکہ سے اور اس سبب سے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے اے میرے خدا اگر تو نے مجھ کو نکالا اس جگہ سے جو سب جگہوں میں تجھے زیادہ محبوب ہے پس تو مجھ کو ایسی جگہ میں سکونت دیجیو جو تجھ کو تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے

وبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم برحسب مدعا و اختلاف فرمودند بعض
علمار بفضل مکہ معظمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال صلعم واللہِ انکِ لخیرُ
ارضِ اللہِ واحبُّ ارضِ اللہِ ولولا انی اُخرِجتُ منکِ ما خرجتُ ۔ بفہم
در مندی این فضل مدینۃ الرسول صلعم جزئی من وجہٍ است نہ کُلّی پس نیست نزاعی در فضل
ہمدگر بر قع تعارض پس فضلِ مکہ معظمہ در حدِ او است و فضلِ مدینہ منورہ در حدِ او کرمہا اللہ
تعالیٰ تکریماً و تفاضل ہمدگر بفضلِ کُلّی در تقابل نمیکند در باب انچہ درو است سق آے
تعارض و امانت طرفی از طرفین م و آنکہ مکہ معظمہ محل نور حجابی مسجود الیہ محمدٌ رسول اللہ
تعالیٰ است و حقیقتِ آں تعیّن ذاتی باعتبار فعالیۃ مبدءۃ الربوبیۃ است کہ سق بیان
صفت تعین ذاتی م علۃ وجود باجود صلعم کہ سق بیان صفت وجود باجود صلعم م
مبدء و موادِ عالم است و از مراتب الٰہیاتِ شاملہ مسجودیۃ المسجود لہ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم است

ترجمہ اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن ہینے مدعا کے موافق اختصار کرلیا۔ اور بعض علماء نے
مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا اللہ تعالیٰ اسکی عظمت کو معظم کرے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم خدا
کی بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ سے نکلتا میں
کسی دردمندی سمجھ میں مدینہ رسول صلعم کی یہ فضیلت جزئی من وجہ ہے نہ کُلّی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب جزئی
فضیلت مدینہ رسول صلعم کو حاصل ہے نہ کُلّی طور پر لہذا اس فضیلت جزئی من وجہ سے تعارض فضیلت اٹھ جائیگا
سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس کہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ
منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم رکھے۔ اور مقابلہ میں کُلّی فضیلت کے ساتھ
ایک کو دوسرے پر برتری فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین ہے اور طرفین سے ایک طرف
کی امانت۔ معلوم کر اسمیں جو کچھ ہے۔ اور یہ کہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ہے جو حضرت محمد رسول خدای تعالیٰ
صلعم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے
کہ مبالغہ فاعل ہے یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا۔ مبدء ربوبیت ہے کہ جہاں سے رب ہونیکی ابتدا ہے۔ اور یہی تعین
ذاتی علت وجود حضور صلعم کی جو عالم کا مبدء اور مواد ہے علت ہے جو سبب ظہور وجود مبارک ہے۔
اور یہی تعین ذاتی کہ علتِ وجود باجود حضور صلعم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت
میں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود لہ ہے جسکی واسطے آپ نے سجدہ کیا ہے

متن این است مربوط است از علۃ وجود باجود صلعم معطوف علیہ و از مراتب الہیات معطوف

ھ اگرچہ حقیقۃ نور محمد صلعم کہ مبدء تعین اوست صلعم اعلیٰ و افضل است از حقیقۃ نور حجابی بسبب مبدئیتش برائی حقائق الہیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات اللہ تعالیٰ است بقیام حقیقیش باللہ تعالیٰ و ایں نور حادثی از مخلوقات اللہ تعالیٰ است بقیام مجازیش باللہ تعالیٰ وکلام در نفس وجود ایں ہر دو است نہ در حقیقۃ ایں ہر دو

و استحالۂ ذات مبارک صلعم بانوار حجابی کلی آوانی است پس جزئی آنی باشد و فضل نور حجابی کعبہ معظمہ بکلیۃ آنی است متن فضل کلی راست باحاطۃ جزئی و ایں تبیین حقیقۃ جواب سوال مقدر است کہ از ایں عبارت میتواں یافت ھ و احب البقاع بودن مکہ معظمہ بخاطر عاطر حضرت محبوب رب العالمین بوجہ نور حجاب الٰہ مقصود و معبود است و احب البقاع بودن مدینہ مکرمہ بجناب رب العالمین بوجہ وجود باجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین خود فارق فی الفضل بیّن است و در فضل مدینہ مکرمہ بر مکہ معظمہ تاویل فضل جزئی تواند شد بخلاف فضل مکہ معظمہ بوصف خیر ارض اللہ و احب ارض اللہ کہ جز کلی نتواند شد

ترجمہ اگرچہ حقیقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپکے تعین کی ابتدا ہوئی۔ حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الہیات کے لیے ہے۔ ولیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے۔ اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور صلعم کا انوار حجابی کلی آوانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا۔ اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیۂ آنی کے سبب ہے۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنیکے سبب ہے۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العلمین کی خاطر عاطر میں خدا مقصود و معبود کا محل نور حجاب ہونیکے سبب ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلعم ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بیّن فضل و منزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر ہے جیسا حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہوسکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین کا وصف ہونیکے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہوسکتا

و بقطعِ نظر ازیں فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است و البتہ زمینکہ مشرف باشد بحملِ جسدِ طیبؔ صلعم اشرف جملہ روی زمین و آسمان است سوائی زمینکہ محلِ نور حجابی است و عرش عظیم کہ محلِ نورِ مسجود لہ است اگر بری بمطالب اختلاف دعوی شان و دلیلِ آں چنانکہ اختیار فرمودند و ایں دلیل در مند میرسی بہ بہتری آں کہ اختیار کردان شاءَ اللہ تعالیٰ ۔ و البتہ عنصر قلب شریف حضرت صلعم افضل است از ماہیتہ عرشِ عظیم بحکم تبع عنصر بروح در مسلویاتش و البتہ عنصر قلبی افضل است از عنصرِ غیر قلب بر تفاوت حدِ خودہا در تبع روح بفارقِ موجودات از مسلویات مخصوصۂ محمدی صلعم ۔ و قلبِ بسیط شریف حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضلٍ از عرش عظیم بانکہ تعین عرش عظیم جزئی ست بیائی مجہول مفید معنی تقلیل ہم است از نورِ محمد صلعم با حمل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد امکان خود و دران بلزوم قرار تشخص زائد خود

ترجمہ اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت صلعم کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جسنے جسد مبارک کو اٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم جو نور مسجود لہ کا محل ہے ۔ اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور انکی دلیل جو کچھ انھوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کریگا اور اس دردمند کی دلیل کو تو جو بہتری کہ اختیار کی ہے اسکو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائیگا اور بیشک عنصر قلب شریف حضرت صلعم عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلویات روح میں تابع روح ہے جیسے روح اعلیٰ کو روح تابع سے فوقیت و فضل ہے اسلیے کہ عنصر تابع روح ہے ۔ اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر غیر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپکے مخصوص مسلویات سے فرق لحاظ کریں ۔ اور قلب بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے فضیلت کے بعد بڑھکر فضیلت سے ۔ اسلیے کہ تعین عرش عظیم نور محمد صلعم کا ایک جزء قلیل ہے باوجود حمل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنے امکان کے اور ان اوقات میں بسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے ۔ کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلیے حدوث لازمی ہے اور حدوث بعد فنا تعدد آنات و زمانہ کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو حمل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے ۔ اور تشخص زائد جو ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا ہونے کے سبب قرار لازمی ہے تو آن واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا ۔

محل زمین جسد مبارک سوائے محل نور حجابی و عرش تمام روئے زمین و آسمان سے اشرف ہے

عنصر قلب شریف ماہیتہ عرش عظیم سے افضل ہے و عنصر تابع روح ہے اور اسکو مسلویات سے ہیں

[illegible]

وتعیینِ قلب بسیط شریف کُلّی سن بیای مجہول مفید معنی تعظیم ھم است با حملِ انوار قدیم در آوان
بلزوم تجدد امکانِ خود و در ان بلزوم قرار تشخصِ زائدِ خود و تشرف اتصاف کلّی در آوان فضلی
دیگر است کہ بعرش عظیم نصیبی جزئی ہم ازاں نیست و دریں تبیین حقیقۃ جواب خطاہا فکریست فکر
سلیم در قرار نسب مخصوصۃ الوجہ فی محلہ باید تا از انچہ باید برآید سن ای از انچہ باید برآمد برآید ھم
وہمچنین است تعظیم ومحبۃ دیگر آثار ش صلعم مختلف الحقایق متحد النسبۃ المختصر **شعر**

بر زمینیکہ نشانِ کفِ پای تو بود ✤ سالہا سجدہٗ صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکہ اگر شنود کہ اثری از دست صلعم گو محقق نباشد تعظیم ومحبۃ لازم است چہ نفی آں ثابت
نتواند شد وہمین است عادتِ سلفِ ما وا لّا سوءِ ادب در تعظیم ومحبت ظاہر ✤ سن در حالِ
امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است در مدینہ منورہ ہر جا کہ عمارت قدیم میدید با دب تمام می بوسید
نظر بر آنکہ شاید آں رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلعم وقتی دستے بآں رسانیدہ باشد ازینجا ظاہر است
کہ برای تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ اور تعیینِ قلب بسیط شریف ایک بڑا کُل ہے انوار قدیم کا آوان متعدد میں حامل ہونیکے سبب خود
کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آنِ واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور اتصافِ کلی کا تشرف
جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اُس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اس تبیین
یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہی فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں اُنکو اپنے اپنے
محل ہی میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیئے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیے حاصل ہووے۔ اور اسی طرح تعظیم
ومحبت ہی حضور صلعم کے اور دوسرے آثار کی جنکی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے **شعر**

جس جا نشانِ پائے مبارک ہو آپ کا ✤ برسوں ہی سجدے اہلِ بصیرت کیا کریں

یہانتک کہ اگر سُن لیوے کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہووے تعظیم ومحبت لازم ہے کیونکہ اُسکی نفی ثابت
نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ نہیں تو تعظیم ومحبت میں بے ادبی ظاہر ✤ چنانچہ امام مالک
رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال ہی میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پُرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ
چومتے تھے یہ خیال کرکے کہ شاید کبھی اُس رسولؐ خدا حبیبؐ کبریا نے اُسپر دست مبارک لگایا ہووے۔ یہاں سے ظاہر
ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے ✤

تعظیم آثار کے لیے احتمال کافی ہے صحت روایت درکار نہیں بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ✤

ھم و از حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کردہ اند فرمود صلعم مَن زَارَ قَبرِی بعد موتی فکانّما زارنی فی حیاتی و من لم یزر قبری فقد جفانی ۔ ازیں حدیث شریف شرف بالانتساب و حضور مدینہ منورہ کہ موقوف علیہ تشرف بزیارت مرقد مبارک صلعم و حذر از جفائی خاص است سق یعنی عدم حضور مدینہ منورہ و عدم تشرف بزیارت بابرکت حضرت صلعم ھم موکد است و ایں جفائی عدم حضور مشترک بہمہ تفاوت درجات خود بمقابلہ شرائف حضور است پس محکوم باشد بر مرتبۂ مستجمعہ قال سبحانہ عزیز علیہ ما عنتم الآیہ علی معنی القرینین و از تشبیہ مراتب حکم قبر و آداب استنباطی توال کرد سق تنبیہ ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تعظیم آثار و تبرک بآں شرک است و سخن ہای نازیبا نیز العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ھم اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جسنے میری قبر کی زیارت نہیں کی پس بیشک اُسنے مجھپر جفا کی ۔ اس حدیث شریف سے شرف بالانتساب کی تاکید ہے یعنی نسبت ہونیکے شرف کی تاکہ معلوم ہو کہ نسبت میں کیونکر شرف حاصل ہوتا ہے ۔ اور ایسے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی جسپر شرف حاصل ہونا موقوف ہے کہ وہ زیارت مرقد مبارک حضور صلعم ہے ۔ اور جفائے خاص سے بچنے کی تاکید ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہونا اور حضرت صلعم کی زیارت بابرکت سے شرف حاصل نہ کرنا ہے ۔ اور یہ حاضر نہ ہونے کی جفا اپنے تمام متفاوت درجوں کے ساتھ اُن شرفوں کے مقابلہ میں ہے جو حاضر ہونے میں حاصل ہوتے ہیں ۔ پس اس جفا کا مرتبۂ مستجمعہ پر حکم ہوگا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ کے آخر رکوع میں عزیز علیہ ما عنتم الآیہ دونو قرینوں کے معنے کی بنا پر ۔ یعنی بھاری ہے اُس رسول پر جو تمہارے نفسوں سے ہے یا تمہارے نفیس لوگوں سے یہ کہ تم تکلیف پاؤ ۔ اور حدیث مذکور میں جو تشبیہ ہے اُس سے حکم قبر اور آداب قبر کے استنباط کا [illegible] کرسکتے ہیں ۔ تنبیہ یہیں سے ان باتوں کا رد ہوگیا جو کہا گیا کہ آثار کی تعظیم اور اُن سے تبرک حاصل کرنا شرک ہے اور ایسے ہی اور نازیبا باتوں کا ۔ خدا تعالیٰ اُن سے پناہ دے ۔ اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ۔

تاکید شرف بالانتساب و حضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم و حذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ و عدم تشرف بزیارت بعض حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ و مراتب حکم و آداب قبر و رد اقوال مخالفین بحکم تعظیم و تبرک آثار و رد سخنان نازیبا

ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالیٰ

ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ مخلوق را از اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ چارہ نبود و این بحث مطول از جاہائے خویش بیّن است در اشتراک وصفی بصفۃ رأفۃ ورحمۃ

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ در اشتراک وصفی بتخلیق فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝ در اشتراک وصفی بترزیق وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ در اشتراک وصفی بشکر

مطلب بیان اشتراک وصفی

بیان ذکر صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وجوہ خلق خدا تعالیٰ میں کسی وجہ میں

ترجمہ۔ بیان ذکر وصفی یا اسمی اشتراک کی صحت کا اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی وجہ میں وجہوں سے جو خدا تعالیٰ کی اضافت یعنی خلق میں ہیں یعنی یہ ذکر اس بیان میں ہے کہ مخلوق خدا تعالیٰ کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک صحیح ہے خواہ اشتراک کی کسی وجہ میں ہو سکی وجہوں میں سے باعتبار اس نسبت کے جو خلق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے خدا تعالیٰ کے پیدا کرنے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ مخلوق کو اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک یعنی نام یا وصف کی شرکت ہو جانے سے کسی وجہ میں تعلق خدا کی نسبت کے وجوہ سے۔ چارہ نہیں ہے۔ اور یہ بحث مطول جو بہت دراز ہے اپنے اپنے مقاموں سے ظاہر ہے جیسا وصفی اشتراک میں صفت رأفت ورحمت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو سورہ بقر رکوع سترہ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنی بیشک اللہ آدمیوں پر بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اور یہ کلام جو سورہ توبہ کے آخر رکوع میں ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یعنی یقینی آچکا ہے تمہارا پاس رسول تمہاری جنسوں سے یا تمہارے نفیس تر لوگوں سے ایسا کہ بہت گراں ہے اس پر تم مشقت میں پڑو۔ حریص ہے تم پر یعنی تمہاری تلاش رکھتا ہے ایمان لانے کو۔ مومنین کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اور وصفی اشتراک میں صفۃ تخلیق یعنی پیدا کرنے بنانے کی نسبت یہ کلام الٰہی جل جلالہ سورہ مومنون کے اول رکوع میں ہے فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ یعنی سب سے عمدہ پیدا کرنے والوں میں اللہ ہی برکت والا۔ اور وصفی اشتراک میں صفت ترزیق یعنی روزی دینے کی بابت یہ کلام حق سبحانہ سورہ جمعہ کی آخر آیت میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ یعنی اور اللہ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور وصفی اشتراک میں صفت شکر کی نسبت خدا تعالیٰ کا فرمانا اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ الآیہ سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں ہے یعنی یہ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر

مطلب بیان اشتراک وصفی

اشتراک صفۃ رأفت ورحمت

اشتراک صفۃ تخلیق

اشتراک صفۃ ترزیق

اشتراک صفت شکر

بعطفِ نسق لیس از واشکرُوا للہ اِن کُنتُم اِیّاہ تعبُدُون ہ تخصیص عبادت مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزّوجلّ مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نبود مگر شکر مخصوص بہ سبحانہ و اگر شکر نشود در اشتراکِ شکر کہ از عبادت است شرک فی العبادۃ حقیقتًا یکریمہ ان اشکرلی ولوالدیک ثابت خواہد شد بل تساقط۔ و ازینجا البتہ از نظم واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ نیز تخصیص عبادت مطلقہ علیٰ انواعہا مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع عبادت غیر مخصوص بہ سبحانہ لغیرہ سبحانہ نشود ورنہ شکر ہم ممنوع در اشتراکِ وصفی باطاعۃ اطعن اللہ و رسولہ الآیہ

ترجمہ اس آیت میں عطف نسق ہی جسمیں تردید صحیح ہے جو عطف مذکور کا منشا ہے۔ پھر یہ آیت واشکرُوا للہ اِن کنتم اِیّاہُ تعبُدُونَ ہ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہی یعنی اور خاص اللہ کا ہی شکر کرو جبکہ تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس میں ایسی عبادت کی تخصیص ہے جو اللہ معبود کی مخصوصہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے ہی موقوفۃ النیۃ ہو۔ یہ تخصیص عبادت ایسے شکر کی مانع نہیں ہوسکتی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو مگر اس شکر کی جو مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ ہو کہ وہ شکر مخصوص غیر کیلیے ممنوع ہے۔ اسلیے کہ اگر شکر مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ مراد نہ ہوگا تو اشتراک شکر میں کہ یہ بھی عبادت ہے اس آیت کریمہ اِن اشکُرلی وَلِوالدَیکَ سے شرک فی العبادت حقیقتًا ثابت ہو جائیگا بلکہ تساقط ثابت ہوگا کہ ایک کا دونوں میں سے ساقط کرنیکا حکم دیا جائیگا یا دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کیلیے حکم سقوط پیدا کریگا جس سے دونوں کا سقوط ثابت ہوگا مطلب یہ کہ آیت شکر جو اللہ اور والدین کی نسبت ہی اگر اس میں عطف نسق مراد لیکر تردید کا صحیح ہونا تسلیم نہ کیا جائے گا تو دوسری آیت شکر سے جو خاص اللہ کے لیے ہے عبادت میں حقیقتًا اور واقعی شرک ثابت ہو جائے گا بلکہ انجام شکر مخصوص کا تساقط ثابت ہوگا کیونکہ شکر بھی منجملہ عبادت ہے پس یہ اشتراک شکر عبادت میں حقیقی شرک پیدا کرکے تخصیص شکر و عبادت کا مانع ہوگا اور یہ منع تخصیص شکر و عبادت شرک حقیقی کے سبب تخصیص شکر جو آیت ثانی سے ظاہر ہے ساقط کریگا اور تخصیص سقوط عبادت و شکر مخصوصہ کو کہ ثابت ہے ساقط کرکے آپسمیں تساقط ثابت کریگا۔ لہذا معلوم ہوگیا کہ آیۃ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ سے عبادت مخصوصہ خدائے معبود کی کہ خاص اسی کے لیے نیت موقوف کرلی گئی ہو یہ تخصیص عبادت اسی شکر کی ہے ... مانع ہی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہو نہ ایسی شکر کو جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ اگر اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص شکر مراد نہ ہوگا تو شکر خود عبادت ہے آیۃ ان اشکرلی ولوالدیک الآیہ سے اشتراک شکر میں شرک فی العبادت حقیقتًا ثابت ہوگا اور یہ شرک حقیقی فیما بین عبادت مخصوصہ کو ساقط کریگا جیسا بیان ہوا۔ پس یہاں سے البتہ اس نظم جلیل اعبُدُوا اللہ اِن کُنتم اِیّاہُ تعبدُون ہ سے بھی یعنی اور خاص اللہ کی ہی عبادت و بندگی کرو جبکہ تم خاص اسکی بندگی کرتے ہو۔ کہ یہ نظم جلیل متوافق مضمون آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہے کہ اس تخصیص عبادت مطلقہ کی بنا بر اسکے انسام کہ جو خاص خدائے معبود کی اسکے لیے خاص نیت موقوف کرکے کیگئی ہیں۔ یہ ایسی عبادت کی مانع نہ ہوگی جو غیر مخصوص اللہ سبحانہ ہو غیر اللہ سبحانہ کے لیے ورنہ شکر بھی ممنوع ہوگا۔ اور وصفی اشتراک میں صفت اطاعت کے بارہ میں اللہ کا یہ حکم سورہ احزاب رکوع چار میں ہے اطعن اللہ و رسولہ الآیہ یعنی اطاعت کرو تم اے عورتو اللہ اور اس کے رسول کی ٭

عطفِ نسق

شکر مخصوص موقوف النیت لہ سبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نہیں ہوتا مگر مانع شکر مخصوص بہ سبحانہ +

شکر بھی از قسم عبادت ہے

٭ اشتراک صفت اطاعت میں عطف نسق و تفسیر

بعطفِ نسق فی حق اللہ تعالیٰ وحق الرسول صلعم بدلالۃ شانِ نزول وَاطیعوا اللہ ورسولہ
الآیہ بعطفِ تفسیری بدلالۃ شانِ نزول در اشتراک وصفی یقنوت مَن یقنت منکن
للہ ورسولہ الآیہ بعطفِ نسق بدلالۃ شانِ نزول در اشتراکِ صفی بایمان فَآمِنوا
باللہ ورسولہ والنورِ الذی انزلناہ الآیہ در اشتراکِ وصفی بربوبیۃ فرمود سبحانہ
حکایتاً از حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام یا صاحبی السجن امّا احدکما
فیسقی ربہ خمرًا الآیہ در اشتراکِ وصفی بہ برائت اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناسِ
یومَ الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ۵ ورسولہ ط باید دانست وقف مطلق لے
بی تقیدی با اختلافِ لا مقتضی ثبوتِ متقدم میانِ لفظ مشرکین ورسولہ لازم جوازِ قیدی از قیود
بحکم وصل وفصل مفید اشارتِ عطفِ تفسیر وہم عطفِ نسق افادت

ترجمہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول صلعم کے حق کی بابت شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ثابت
ہوتا ہے۔ اور آیت سورۂ انفال رکوع چھ کی اَطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ میں۔ یعنی اے مردو اللہ
رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ شان نزول کی دلالت سے عطف تفسیری ہے۔ اور صفی اشتراک صفت
یعنی بجا آوری حکم کی نسبت یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے و مَن یقنت منکن للہ ورسولہ
الآیہ یعنی اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کریگی الخ۔ اسمیں بھی دلالت شان نزول کے اعتبار سے عطف
نسق ہے۔ اور اشتراک وصفی میں ایمان کے باب میں یہ آیہ سورۂ تغابن رکوع اول میں ہے فَآمِنوا باللہ ورسولہ
والنور الذی انزلناہ الآیہ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول اور اس نور کا جسکو ہمنے اتارا الخ۔ اور اشتراک
وصفی ربوبیت کے بارہ میں کہ حضرت حق سبحانہ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حکایت کرکے
فرمایا سورۂ یوسف رکوع پنجم میں یا صاحبی السجن امّا احدکما فیسقی ربہ خمرًا الآیہ یعنی اے میرے قیدخانہ کے ساتھیو
تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ تو اپنے رب کو شراب پلائیگا الخ۔ اور اشتراک وصفی برائت یعنی بری ہونیکے بارہ میں اللہ کا قول
سورۂ توبہ رکوع اول میں اسطرح ہے اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین
ورسولہ ط یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو خبر سنا دینا ہے اسبات کی کہ اللہ بری اور الگ ہے مشرکین سے
اور اسکا رسول۔ یہاں سمجھنا چاہیے کہ اس آیت میں لفظ رسولہ کے بعد وقف مطلق یعنی بغیر کسی قید کے وقف کا آنا اور
اسکے ساتھ ہی لفظ مشرکین وقف لا کا اختلاف بصریوں کے نزدیک یہاں آتا ہے۔ اور یہ وقف لا درمیان لفظ مشرکین اور رسولہ کے ثبوت
متقدم کا مقتضی ہے۔ یہ وقف مطلق مع اختلاف لا بحکم وصل وفصل کہ عطف تفسیر اور عطف نسق دونوں کی اشارت کو متضمن ہے
قید وغیرہ سے ہر ایک قید کے جائز ہونیکو لازم کرتا ہے۔

اشتراک صفۃ ربوبیۃ

وقف مطلق مع وقف لا مختلف فیہ کی اسرار آن با… مستقلہ من حکم وصل وفصل متضمن بعطف تفسیری و عطف نسق الخ

براءتِ تابعہ و مستقلہ **س ش** بمقابلہ تابعہ ہم میکند و عدم قبول مستقلہ انفائی عصمت
است در اشتراک وصفی بخشیدن ولو انہم رضوا ما اتاہم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا
اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون ہ در سورۂ توبہ ۱۲ و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ
وانعمت علیہ الآیہ در اشتراک وصفی برضا ، واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان
کانوا مومنین ہ در اشتراک وصفی باغنا ، و فضل وما نقموا الا ان اغناہم اللہ
و رسولہ من فضلہ ج در اشتراک وصفی بانتساب قل الانفال للہ والرسول ج

ترجمہ براءت تابعہ اور مستقلہ جو مقابلہ تابعہ میں ہے دونوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مستقلہ براءت کا نہ ماننا عصمت کی نفی کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقف مطلق میں مع اختلاف آگے براءت و علیحدگی اللہ اور اسکے رسول کی مشرکین سے خواہ براءت تابعہ ہو یا مستقلہ ہر دو قسم کی براءت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ لفظ رسولہ کے بعد جو وقف مطلق ہے وہ بیقید ہے۔ اور لفظ مشرکین کے بعد جو وقف لا ہے اسکے ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے حالانکہ نفی ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس بحکم وصل و فصل بہ عطف تفسیری اور عطف نسق دونوں کی جانب اشارت کا فائدہ دے رہا ہے۔ لہذا وقف مطلق اسی حکم و صل و فصل مذکورہ کے موافق قیود میں سے ہر قید کے جائز ہونے کو لازم کرتا ہے۔ چنانچہ در صورت وصل یعنی تسلیم وقف لا کہ مقتضی ثبوت متقدم ہے بہ تبع بریت خدا باعتبار عطف تفسیر اسکے رسول کی بریت بھی مشرکین سے حاصل ہے اور یہ براءت تابعہ ہے۔ اور در صورت فصل یعنی عدم تسلیم وقف لا باعتبار عطف نسق براءتِ خدا و رسول کی ہر ایک بالاستقلال مشرکین سے ثابت ہے والاستقلہ براءت نہ ماننے میں عصمت رسول کی نفی کرتا ہے۔ اور اشتراک وصفی بخشش کرنے میں یہ کلام الٰہی جل جلالہ سورۂ توبہ کے رکوع ہفتم میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وے راضی ہوتے جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے۔ اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ دیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اسکا رسول ہمکو اللہ ہی چاہیے۔ اور سورۂ احزاب رکوع پنجم میں وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الآیہ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ تم اسکو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تمنے بھی اسپر احسان کیا یعنی بخشش کی یہ کہہ رہے تھے آخر تک۔ اور اشتراک وصفی رضا یعنی خوشنودی کے بیان میں یہ آیت کریمہ سورۂ توبہ کے رکوع ہشتم میں ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ہ یعنی وے اگر مومن ہیں انکو اللہ اور اسکے رسول کو راضی کرنا بہت ضرور ہے۔ اور اشتراک وصفی اغنا یعنی غنی کرنے اور فضل کے باب میں یہ کلام حق سورۂ توبہ رکوع نہم میں ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج اور یہ سب عیب کرتے ہیں واسکے بدلے میں کہ اللہ اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے انکو دولتمند کر دیا۔ اور اشتراک وصفی انتساب کے بارہ میں یہ کلام الٰہی ہے جو سورۂ انفال کے ابتدا میں ہے قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج یعنی کہہ دیجیے کہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے۔

۱۰ اشتراک صفت بخشش

۱۱ اشتراک صفۃ رضا

۱۲ اشتراک صفۃ اغنا

۱۳ اشتراک صفۃ انتساب

دراشتراکِ وصفی بکفایت یا ایہا النبی حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المؤمنین ه

دراشتراکِ وصفی بتولیت وامداد واعانت فان اللّٰہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظہیرا ه ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین ه الآیہ دراشتراکِ وصفی بقضاء امر وعصیان از امر ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ه بہر وعطف نسق میان لفظ اللّٰہ ورسولہ بدلالۃ شان نزول ایں اشتراک وصفی از ایمانیات است بتفاوت مراتبِ فرضیۃ ووجوب واباحۃ پس شرک دریں اشتراک مفروض است یا واجب یا مباح واعراض از حقیقتِ آں کفر است العیاذ باللّٰہ تعالیٰ منہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم فیا ایہا الموحدون کیف کفن تم عن الشرک

ترجمہ اور[14] اشتراکِ وصفی کفایت کی بابت یہ آیت ہے سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یا ایہا النبی حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المؤمنین ه یعنی اے نبی تجکو اللہ کافی ہے اور ایمان والوں میں سے جسنے تیری پیروی کی۔ اور اشتراک[15] صفتی ولیت دربارۂ تولیت وامداد واعانت یہ کلام حق سبحانہ ہے سورۂ تحریم رکوع اول میں فان اللّٰہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظہیرا ه یعنی پس بیشک خدا ہی اسکا مولیٰ یعنی رفیق ہے اور جبرئیل اور نیکوکار مومن اور فرشتے بعد اسکے بڑی حمایتی ہیں۔ اور سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یہ آیت ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین الآیہ یعنی وہی ہے جسنے تجکو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا۔ اور اشتراک[16] صفتی قضاء امر یعنی اجرائے حکم اور عصیان از امر یعنی حکم سے نافرمانی کی نسبت میں یہ آیت ہے سورۂ احزاب کے رکوع پنجم میں ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ه یعنی نہیں ہے کسی ایماندار اور کسی ایماندار عورت کو یہ لائق کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا حکم دے تو انکو اپنے کام میں اختیار یا رخصت باقی رہے۔ اور جسنے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ صریح گمراہ ہوگیا۔ اس آیت میں دو تو جگہ بمقام اجرائے حکم اور نافرمانی حکم لفظ اللہ اور رسول کے درمیان شان نزول آیت کی دلالت کے اعتبار عطف نسق ہے۔ پس یہ اشتراک صفتی جسکا ذکر ہوا ایمانیات سے ہے جسمیں مرتبے کے تفاوت پر نظر کرنے سے کہیں اس اشتراک صفتی کا ایمان فرض ہے اور کہیں واجب اور کہیں مباح۔ پس شرک بھی اس اشتراک میں مقابلہ ایمان یا مفروض ہوگا یا واجب ہوگا یا مباح۔ اور اسکی حقیقت سے اعراض کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم حالانکہ بجز امداد اللہ کے جو نہایت برتر اور بزرگ ہے توانائی اور قوت نہیں حاصل ہے۔ فیا ایہا الموحدون کیف کفن تم عن الشرک پس اے موحدو تم خدا ہی کے ماننے والے ہو شرک سے کیسے منکر ہوگئے

[14] اشتراک صفتہ کفایت

[15] اشتراک صفتہ تولیت وامداد واعانت

[16] اشتراک صفتہ قضاء امر وعصیان از امر

بیان یہ کہ اشتراک صفتی ایمانیات سے ہے اور اعراض اُس سے کفر

متن تنبیہ ازینجا ردِ آنست کہ گفتہ شد اشتراک تعیمی شرک ہست چنانکہ سجدہ تعظیمی و طواف تعظیمی
و لفظِ بندگی و منتسبات مالی و متشابہات محضہ نیز چنانکہ خمیدن وقتِ سلام تعظیماً
باید دانست اشتراک وصفی یا اسمی لابد منہ شرک نیست البتہ اشتراکِ حادث بقدیم در
وصفِ قدم و وجہِ مخصوص شرک ہست العیاذ باللہ تعالیٰ منہ واگرچہ دریں بحث اشتراک مقاصد
اجمالاً بپایاں رسید اما تفصیل در تحقیقِ عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک مناسب نمود - باید دانست
محقق عبودیتہ خود نبودن ہست و محقق معبودیتہ خود بودن چنانکہ نزد اولوا الالباب از قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ
بحذفِ خبر متوسع مقاصد **شرح** ورنہ الست ربکم فصیح بود و زیادۃ خلافِ فصاحۃ ہم ہمیں معرفۃِ مقصودہ
عیان است **شرح** از ربط و ظلیۃ مربوب برب ہم

ترجمہ - تنبیہ یہاں اس کا بھی رد ہو گیا ہے جو کہا گیا کہ اشتراک تعیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور
مالی منتسبات یعنی جو مالی منتسب چیزیں ہیں کہ انکو نسبت دی ہے - اور متشابہات محضہ بھی یعنی وہ جنمیں صرف مشابہت ہی ہو جیسے سلام
کے وقت تعظیم کیلیے جھکنا - سمجھنا چاہیے کہ اشتراک وصفی یا اسمی ایسا کہ اس سے چارہ نہ ہو شرک نہیں ہے - البتہ اشتراک حادث کا قدیم سے وصف
قدم اور وجہ مخصوص میں شرک ہی ایسے شرک سے اللہ تعالیٰ پناہ دے - اور اگرچہ اس بحث اشتراک میں جو مقاصد تھے انکا مجمل طور پر بیان تمام ہو گیا لیکن
عبودیت اور معبودیت اور عبادت اور شرک کی تحقیق میں کچھ تفصیل مناسب معلوم ہوئی - پس معلوم ہو کہ تحقق بات عبودیت میں خود نبودن یعنی خود
نہ ہونا ہے اور معبودیت کا محقق خود بودن یعنی خود ہونا ہے جیسا کہ اولوا الالباب یعنی حضرات عقلا کے نزدیک قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سے یعنی کیا
میں تمہارا رب نہیں ہوں - یہی مقصودہ معرفت بسبب اس ربط و علاقہ کے جو مربوب کا رب کے ساتھ ہے اور بسبب ظل و سایہ ہونے پروردہ کے اسکو
اپنے پالنے والے سے ہے ظاہر و عیاں ہے کیونکہ اسمیں خبر کے حذف ہونے کے سبب مقاصد کا توسع پایا جاتا ہے ورنہ الست ربکم فصیح تھا اور زیادتی حرف باکی
فصاحت کے خلاف ہے - مطلب یہ کہ عبودیت میں محقق و اصلی بات خود نہ ہونا ہے - اور معبودیت میں محقق خود ہونا جیسا قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ
سے بڑی عقلمندوں کے نزدیک چونکہ اس میں حذف خبر کے سبب مقاصد متوسع ہیں یعنی مقصودات وسیع واقع ہوئی ہیں یہی مقصودہ
معرفت بودن اور خود نبودن کا اظہار ہے جو رب معبود کی خود ہونے اور مربوب کی حالت عبودیت میں خود نہ ہونے پر دال ہے ورنہ
بجائے بربکم کے ربکم فصیح تھا اور زیادتی ایک حرف کی بھی فصاحت کے خلاف ہے - پس حرف با قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ میں رب موجود کا مربوب
محدود کے ساتھ یعنی پالنے والے کے خود ہونیکا پروردہ کے خود نہ ہونے یعنی مقید ہونیکے ساتھ ربط و علاقہ بتلا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پروردہ اپنے پالنے (والے)
کا ظل و سایہ ہو جو اپنا آپ نہیں ہے بلکہ ذی ظل کے خود ہونے پر اسکا ہونا منحصر ہے لہذا عبودیت میں خود نہ ہونا ظاہر ہے - یا یوں سمجھو کہ اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ میں حذف خبر مقاصد متوسع خود نبودن کے جسے مقصود معرفت کا ہے ربط و ظلیت کے اعتبار سے بواسطہ حرف با رب معبود کے ساتھ کہ خود
موجود ہونا اسکا ظاہر ہے عیاں کر رہا ہے - پس رب موجود کے ساتھ کہ موجود مستقل بخود ہے اسکے مربوب غیر مستقل موجود کو جو ربط بودن و اذ
کا بواسطہ با کی موجودہ حاصل ہے جس تحت ظل خود بودن کے اسکو ربط خود نبودن کی نگاہداشت توسع مقاصد کے لیے مقصود معرفت ہے واللہ اعلم

اشتراک تعیمی شرک نہیں

اشتراک حادث کا قدیم سے وصف قدم میں یا وجہ مخصوص میں شرک ہے

تحقیق عبودیت اور معبودیت کی قول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سے +

ومراد از خود نبودن نفی خود بودن است نہ نفی بودن کہ مہمل است وکفر نعوذ باللہ تعالیٰ منہ
عبادت بجا آوردن فعل است بجہۃ عبودیت ودراں جہۃ امر شرط نیست اگرچہ باشد ونیت دراں شرط است
اطاعۃ بجا آوردن فعلی است بجہۃ امر ودراں جہۃ عبودیۃ ونیت شرط نیست اگرچہ باشد
پس اشتراک عبادت واطاعت در جہت امر تواند شد قربت بجا آوردن فعلی است
بجہت قربت بمقرب الیہ ودراں جہت امر وعبودیت واطاعت شرط نیست اگرچہ
باشد ودراں نیت شرط است پس اشتراک عبادت واطاعت وقربت در جہۃ قربت
تواند شد پس عبادت واطاعت وقربت جہتی عام بربط جامع مش کہ بخدائے پاک و
غیرش ہم یافتہ شود ہم دارد وجہتی خاص بربط مانع مش کہ بجز خدائے پاک بغیرش یافتہ
نشود دارد ہم شرک بر چند قسم است شرک فی الذات وشرک فی الصفات وشرک فی
الافعال آنست کہ واقع شود در نفس معبود از جہت خود بودن در ذات وصفات وافعال
وشرک فی العبادۃ آنست کہ واقع شود در عبادت بغیر معبود باآنکہ مشترک شود در نسبتین

تعریف عبادت کی

ترجمہ اور مراد خود نہونے سے خود ہونیکی نفی ہے نہ نفی ہونیکی کہ مہمل ہے اور کفر ہے نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اور عبادت۔
کسی فعل کا عبودیت کی غرض سے ادا کرنا ہی۔ اور اسمیں جہت امر شرط نہیں ہے گو جہت امر بھی پائی جاوی لیکن شرط نہیں البتہ
اسمیں نیت شرط ہی بخلاف اطاعت کے کہ بسبب امر کسی فعل کا ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت عبودیت اور نیت شرط نہیں ہی گو بھی

تعریف اطاعت کی۔

پائی جاویں لیکن شرط نہیں البتہ جہت امر شرط ہے۔ پس جہت امر میں عبادت اور اطاعت مشترک ہوسکتے ہیں۔ اور قربت کسی فعل

تعریف قربت کی۔

کا ادا کرنا قربت کی غرض سے ہے متقرب الیہ کے ساتھ یعنی جسکی قربت حاصل کرنی ہو۔ اور اسمیں نہ جہت امر شرط ہی نہ جہت عبودیت
اور اطاعت گو یہ بھی ہوں لیکن شرط نہیں البتہ اسمیں نیت شرط ہی۔ پس عبادت اور اطاعت اور قربت جہت قربت
میں مشترک ہوسکتے ہیں۔ لہذا عبادت اور اطاعت اور قربت ایک جہت عام رکھتی ہے جو خدائے پاک اور اسکے
غیر میں ربط کی جامع ہو۔ اور ایک جہت خاص رکھتی ہے جو طرفین میں ربط کی مانع ہو کہ خدائے پاک کے
سوا اُس کے غیر میں وہ جہت نہ پائی جاتی ہو۔

بیان اقسام شرک

شرک کی کئی قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جب ذات میں شرکت ہو دوسری شرک فی الصفات جب
صفات میں شرکت ہو تیسری شرک فی الافعال جب افعال میں شرکت ہو۔ یہ تینوں قسم کا شرک ایسا شرک
ہے کہ نفس معبود میں واقع ہوتا ہے کیونکہ خود بودن یعنی اپنے آپ ہونا ذات وصفات اور افعال میں موجود ہی چہارم
شرک فی العبادت وہ ہے کہ عبادت میں غیر معبود کے ساتھ واقع ہووے بایں عبادت دونسبتوں میں مشترک ہووے

پس اگر فرق نہ کردہ شود بہ کیفیت نیت در نسبتین وقوع شرک شود در نفس معبود وہم
وہم در نفس عبادت بمقابلۂ ایمان ورنہ نہ چنانکہ عبادت بریا فرمود صلعم اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ
و این شرک بمقابلۂ ایمان نیست نہ مزیل ایمان و شرک فی العلامۃ باختیار زنار و قشقہ
و صلیب وغیرہ کہ علامت خاص بصاحب مذہب است و این از امارات کفر است اگرچہ
باستہزا باشد بمقابلۂ ایمان و شرک فی المراسم باختیار ہمچو ریسمان رنگین در حلقہ آہنی بستہ
کہ وقت معاقدت بر ساعد بندند و در ہندی کنگنہ گویند شاید کہ رسم مجوس است حرام است
نہ شرک بمقابلۂ ایمان و شرک فی العادت باختیار عادت مخالف مذہب ہست عادتاً و آں
ظاہر است مکروہ است بمقابلۂ عادت اہل اسلام و بہ نیت مشابہت حرام و مومن را بایں
مشابہت تکفیر نکنند بنا بر مذہب اہل سنتہ و جماعۃ و اگر تخصیص نکردہ شود فعل بہ نیت حکمتی فعل مہمل گردد
من لعیہ یا بر داشت سجدہ کہ از سر عبودیت خاص برائے غیر حق تعالیٰ باشد شرک فی العبادت است

ترجمہ پس اگر دونوں نسبتوں میں کیفیت نیت پر فرق نہ کیا جائیگا تو نفس معبود میں شرک کا وقوع ہوگا اور نفس عبادت میں بھی
جبکہ مقابلہ ایمان میں ہو۔ اور اگر نسبتوں میں کیفیت نیت کا لحاظ رکھا جاوے گا تو شرک نہ واقع ہوگا کیونکہ عبادت میں نیت
شرط ہے نہ جہت، جیسا عبادت بریا، فرمایا حضور صلعم نے اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ یعنی ریا شرک ہے۔ اور یہ شرک ایمان کے
مقابلہ میں نہیں ہے اور نہ ایمان کو زائل کرنیوالا ہے۔ پانچویں شرک فی العلامت جیسے زنار اور قشقہ اور صلیب وغیرہ اختیار
کرنے سے کہ یہ علامتیں خاص صاحب مذہب کی ہیں۔ اور کفر کے نشانات سے ہیں اگرچہ استہزار اور ٹھٹھول کی راہ سے ہوں جبکہ
مقابلہ میں ایمان کے ہوں چھٹی شرک فی المراسم یہ ایسی رسمیں اختیار کرنے سے ہوتا ہے جیسے رنگین کلاوہ میں لوہے کا چھلا باندھ کر
وقت نکاح کلائی میں باندھتے ہیں جسکو اہل ہند کنگنہ کہتے ہیں۔ شاید یہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں کی رسم
ہے۔ یہ رسم حرام ہے نہ شرک ایسا جو ایمان کے مقابلہ میں ہے۔ ساتویں شرک فی العادت اور یہ مخالف
مذہب عادت کو عادت بنا کر اختیار کرنا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مکروہ ہے جبکہ عادت اہل اسلام کے
مقابلہ میں ہو۔ اور جب کہ بہ نیت مشابہت کفار ہو حرام ہے۔ اور مومن کی اس مشابہت کے سبب
اہل سنت و جماعت کے مذہب کی بنا پر تکفیر نہ کریں گے۔ اور اگر فعل نیت کے ساتھ تخصیص نہ پاوے گا
تو وہ فعل بسبب اہمال نیت رہی حکمت میں مہمل ہو جاوے گا کیونکہ نہ معلوم ہوگا کہ اس فعل کی بنا کس
حکمت پر ہوئی ہے پس بسبب عدم صحت حکمت و بنائے فعل وہ مہمل و عبث ہوگا۔ اب اسکے بعد معلوم ہونا
کہ سجدہ جو عبودیت کے خیال سے خاص غیر خدا کے واسطے ہووے یہ شرک فی العبادت ہے +

ثبوت شرک فی العبادت
بسجدۂ عبودیت ہیں
قرآن مجید سے +

فرمود سبحانہ ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لاتسجدوا للشمس ولا للقمر
واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ از لفظ للہ الذی خلقہن
ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ ظاہر است کہ مقصود فی النہی سجدۂ عبودیۃ برای غیر او تعالیٰ است و تخصیص
ایاہ تعبدون در وجہ مخصوص للہ تعالیٰ است ورنہ مشکلے لاینحل است در تعارض واشکروا للہ ان
کنتم ایاہ تعبدون ۰ وان اشکر لی ولوالدیک ۔ واسجدوا لآدم و واسجدوا للہ الذی
خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ وازہمیں کریمہ بر تفرقہ نیت دلیل میتوان گرفت و سجدۂ کہ از بندگی
خاصہ نباشد شرک فی العبادت نیست چنانکہ فرمود سبحانہ واذ قال ربک للملائکۃ انی خالق
بشرا من طین ۰ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملائکۃ
کلہم اجمعون الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۰ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد
لما خلقت بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین ۔

از غلو ۱۲

ثبوت شرک فی العبادت سجدۂ عبودیت میں قرآن مجید سے

ترجمہ چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ حم سجدہ رکوع پنجم میں ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر
لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ یعنی رات
اور دن اور سورج اور چاند خدا کی بعض نشانیاں ہیں ۔ تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اللہ کے لیے ہی سجدہ کرو جس نے
انہیں بنایا جبکہ تم اسکی ہی یعنی خاص خدا کی ہی پوجا کرتے ہو ۔ یہاں الفاظ للہ الذی خلقہن ان کنتم
ایاہ تعبدون ۰ سے ظاہر ہے کہ ممانعت میں سجدۂ عبودیت غیر خدا کے واسطے اسجگہ مقصود ہے ۔ اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالیٰ
کے لیے وجہ مخصوص ہے ورنہ تعارض میں ان آیات ذیل کے وہ مشکل پیدا ہوگی جو حل نہ ہو سکے گی چنانچہ وہ آیات یہ ہیں واشکروا للہ
ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ وان اشکر لی ولوالدیک کہ انکے مطالب کی مع معنے تصریح ہو چکی ہے اور اسجدوا لآدم یعنی سجدہ کرو
آدم کا ۔ اور واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ یعنی اور سجدہ کرو تم خاص اللہ کا جسنے انکو بنایا اگر تم خاص
خدا کی ہی عبادت کرتے ہو ۔ اور اسی آیت کریمہ یعنی آیہ ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس الخ سے تفرقہ نیت پر بھی دلیل خاص ہو سکتی ہے
اور جو سجدہ بندگی کے خیال سے خاص نہ ہو گا وہ شرک فی العبادت نہیں ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ ص رکوع پنجم میں اذ قال ربک
للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۰ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملائکۃ
کلہم اجمعون ۰ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۰ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت
بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین یعنی جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو تحقیق میں بشر کو مٹی سے بنانیوالا ہوں پھر جب میں اسکو ٹھیک کرلوں
اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے لیے ساجدین بنکر گر پڑو ۔ تو سب سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اسکو تکبر نے لیلیا اور
منکر ہو گیا ۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجکو سجدہ کرنے سے روکا اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ۔ کیا تو نے غرور کی ۔ کیا تو بڑے رتبہ والوں میں سے ہے

وفرمود حکایتاً وخرّوا له سجداً ۔ وقال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا الایۃ قال قتادۃ رضی فی قولہ وخرّوا له سجداً کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضھم لبعضٍ تفسیر کبیر ھم باید دانست اختلاف کیفیۃ سجدہ ازانکہ سجدہ بمعنی سر بر زمین نہادن وخمیدن است از لفظ فقعوا کہ بمعنی درافتید واز لفظ خرّوا کہ بمعنی بروی افتادند است مرتفع شد وقولہ تعالیٰ خرّ راکعاً واناب بیان کیفیۃ اضطراب است یا اشارت بصلوٰۃ انابت واستغفار پس معنیش چنین باشد بروی افتاد خمان یا عجز کنان وظاہر است کہ مقصود فی الکلام خرّ است ونہایۃ عجز در سجدہ است ورنہ اجتماع متخالفین یعنی خر ورکوع صورت نہ بندد واز لفظ له بتائید لما خلقت بیدی وقال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا تخصیص سجدہ برای حضرت آدم وحضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیھما الصلوٰۃ والسلام واضح تر۔

ترجمہ اور فرمایا حکایتاً وخرّوا له سجداً اس آیت میں ورفع ابویہ علی العرش وخرّوا له سجداً وقال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقاً الآیہ کہ سورہ یوسف رکوع یازدہم میں ہے یعنی اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور وے سب حضرت یوسفؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو حضرت یوسفؑ نے کہا اے میرے باپ یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے کہ تحقیق اسکو میرے ربّ نے سچ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس قول وخرّوا له سجداً کی تفسیر میں یہ فرمایا کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضھم لبعضٍ یعنی وے اسکے لیے منہ کے بل سجدہ کو گر پڑے۔ کیونکہ اسوقت لوگوں کی یہی تحیۃ تھی کہ بعض بعض کو سجدہ کرتے تھے۔ جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔ اب معلوم ہو چونکہ سجدہ کے معنی سر زمین پر رکھنا اور جھکنا ہیں تو لفظ فقعوا سے جسکے معنی گر پڑو اور لفظ خرّوا سے جسکے معنی منہ کے بل پڑ گئے کے ہیں کیفیت سجدہ کا اختلاف اٹھ گیا۔ رہا کلام الٰہی جل جلالہ خرّ راکعاً واناب سو یہ بیان ہے کیفیۃ اضطراب کا یا یہ اشارہ ہے نماز انابت واستغفار کا۔ پس اسکے معنے یہ ہونگے کہ منہ کے بل گر پڑا جھکتا یا عاجزی کرتا۔ اور یہاں مقصود کلام میں جو کچھ ہے وہ خرّ یعنی منہ کے بل گر پڑنا ہے حالانکہ انتہا عجز کی سجدہ ہی میں ہے ورنہ خر اور رکوع یعنی منہ کے بل گر پڑنا اور جھکنا ان دو متخالف کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور اس اجتماع کی صورت نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ له یعنی اسکے لیے یا اسکے آگے جو آیات مذکورہ میں فقرہ فقعوا له ساجدین اور خرّوا له سجداً میں ہے اسکی تائید میں یہ فقرہ لما خلقت بیدی یعنی اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور وقال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقاً الآیہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ یہ میرے اسی پہلے خواب کی تعبیر ہے جسمیں [illegible] سجدہ کرتے دیکھا تھا اب میرے رب نے اسکو سچ کر دکھایا کہ تم سب نے سجدہ کیا۔ انھیں آیات میں موجود ہیں جو حضرت آدم اور حضرت [illegible]

ونیز باید دانست کہ از ما اشارت بعموم منسوبات باللہ سبحانہ است چہ ما مستعمل است در غیر ذوی العقول نیز غالباً و صراحت بخصوص حضرت آدمؑ بقرینہ محلی و تخصیص خلقت بیدیّ است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الصواب و ازینجا است کہ حکم شرک فی العبادت بریں سجدۂ تحیۃ لحوق کفر کند بر حاکم و در صورت عدم ثبوت نسخ قیاس اینست کہ استکبار و انکار ازیں سجدہ بما یستحق کشد و اگر فرق نکردہ شود بہ نیت تخصیص سجدہ اینست کہ امر فرمود اللہ سبحانہ بشرک و شرک آورد حضرت یعقوب علیہ السلام و ایں متعارض خواہد شد از نہی سجدۂ عبودیۃ و عصمۃ نبی نہ موافق و نہ منسوخ از ینکہ شرک باتفاق جملہ ملل منہی عنہ است و اگر فرق کردہ شود خود ظاہر است کہ سجدہ عبودیت شرک است نہ غیر او و لیکن بعد ثبوت قطعی نسخ غیر سجدۂ عبودیت از قرآن مجید چنانکہ معمول علم اصول است وقوعش کبیرہ باشد ورنہ مباح باشد بقاعدۂ علم اصول

شرحہ اور یہ بھی معلوم رہے کہ حرف مَا جو فقرہ لما خلقت بیدیّ میں ہے گو اس سے اللہ سبحانہ کے عام منسوبات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے یعنی وہ عام اشیاء جو خدا کی طرف نسبت کی گئی ہیں۔ کیونکہ عربی میں حرف مَا اکثر غیر ذوی العقول میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن قرینۂ محلی اور تخصیص خلقت بیدیّ پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر اسکی صراحت ہے یعنی حرف مَا کا استعمال اکثر بے عقل اشیا کے لیے زبان عرب میں ہوتا ہے لہٰذا اس سے اشارہ اگرچہ ان عام اشیا کی جانب ہے جو خدا کی منسوبات میں ہیں لیکن قرینۂ محل اور خاص خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی مخلوق کی خصوصیت پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر صاف و صریح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ حرف مَا کا استعمال کبھی صاحب عقل کے لیے بھی ہوتا ہے گو اکثر اور غالب نہیں بخلاف مَن موصولہ کے کہ اسکا استعمال اسمیں اکثر اور غالب ہے۔ اور حقیقت صواب کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہو گیا کہ اس سجدۂ تحیۃ پر حکم شرک فی العبادت اسکے حاکم پر کفر کو لاحق کر دیگا۔ بلکہ اسکے منسوخ ثابت ہونیکی صورت میں قیاس یہ ہے کہ اس سجدہ سے استکبار اور انکار بما یستحق کو کھینچ لیجائیگا یعنی جو کلام الٰہی پر انکار و استکبار کا حکم ہے اسی کا وہ مستحق ٹھہرے گا۔ اور اگر تخصیص سجدہ کے ساتھ نیت میں فرق نہ کیا جاویگا تو یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ نے شرک کا حکم فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شرک ظاہر ہوا اور یہ شرک نہی و ممانعت سجدۂ عبودیت سے جو غیر کے لیے منہی عنہ ہے اور عصمت نبی سے کیونکہ نبی معصوم شرک وغیرہ سے خدا کی پناہ میں ہے متعارض ہوگا نہ موافق ہوگا اور نہ منسوخ کیونکہ نہ آیات موافق سے رفع تعارض ہو کر توافق ہو سکے گا نہ منسوخ سے اسلیے کہ شرک بالاتفاق تمام ملتوں میں منہی عنہ ہے اور اسکی ممانعت ہر ایک نبی کی ملت میں ثابت ہے۔ اور اگر تخصیص سجدہ کی نیت کے ساتھ فرق کیا جاویگا تو خود ظاہر ہے کہ سجدۂ عبودیت غیر کیلیے شرک ہے نہ اسکے سوا اور سجدہ۔ ولیکن قرآن مجید سے سجدۂ عبودیت کے سوا غیر سجدہ منسوخ قطعی ثابت ہونیکے بعد بھی جیسا کہ علم اصول کا معمول ہے سجدہ غیر کا واقع ہونا کبیرہ ہوگا ورنہ علم اصول کا قاعدہ پر مباح ہوگا جبکہ غیر سجدہ عبودیت کلام مجید سے منسوخ قطعی ثابت نہ ہوگا۔

وازکریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ نسخ ونہی سجدہ تحیۃ ثابت نمی شود بسبب وقوع اختلاف درتحقیق لفظ ومعنی مساجد چنانکہ گفتہ شدکہ مساجد جمع مسجد بکسرجیم اسم ظرف بمعنی موضع سجدہ است وایں کریمہ نازل شد تنبیہاً در منع مشابہت بایہود ونصاریٰ کہ عبادت میکنند حضرت عزیر وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام را بالوہیت درصوامع خودہا ودرمنع مشابہت بامشرکین کہ گردبیت الحرام میگفتند لبیک لا شریک لک الا شریک ھولک وگفتہ شدکہ نازل گردید برای کسانیکہ عرض کردند یارسول اللہ صلعم دریں مسجد حضور نتوانیم بسبب دوری فرمان رسید کہ ہمہ مسجد برای خدای دانا وبینا است ہرجا کہ توانید عبادت باخلاص نمایید۔ وگفتہ شدکہ نازل گشت دراباحۃ آنکہ تمام روی زمین مسجد است برای امۃ آنحضرت صلعم پس عبادت باخلاص کنید وگفتہ شدکہ مراد از مواضع سجود سجدہ است ای سجدہ مخصوص برای خدائے عزوجل است

ترجمہ اورآیت کریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا جو سورۂ جن کے اول رکوع میں ہے یعنی اور بیشک مسجدیں خدا کے ہی لیے ہیں سو تم نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو۔ اس کریمہ سے مساجد کے لفظ اور معنی کی تحقیق میں اختلاف واقع ہونیکے سبب سجدہ تحیۃ کا نسخ اور نہی یعنی منسوخ اور منع ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہی کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم صیغہ اسم ظرف کا ہی جسکے معنی موضع سجدہ کے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ مشابہت میں ممانعت کے لیے تنبیہاً نازل ہوئی ہے کہ وہ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی اپنے اپنے عبادت خانوں میں خدا مانکر عبادت کرتے تھے۔ اوران مشرکین کی مشابہت میں منع کیلیے بھی جو بیت الحرام کے گرد لبیک لا شریک لک الا شریک ھولک کہتے تھے نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس مسجد میں دوری کے سبب نہیں حاضر ہو سکتے حکم ملا کہ سب مسجدیں خدائے دانا اور بینا کے واسطے ہیں جہاں ہو سکے تم اخلاص سے عبادت کرو۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اس بات کی اباحت میں نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہے پس عبادت اخلاص سے کرو کہ خدا نے تمام روئے زمین کو تمھارے لیے مسجد بنا دیا اور عبادت کو ہر جگہ مباح کردیا جہاں چاہو اخلاص سے عبادت کرو۔ اور مساجد کی نسبت یہ بھی قول ہے کہ مواضع سجود سے مراد سجدہ ہے یعنی مراد ظرف سے مظروف ہے۔ اس صورت میں مطلب آیت یہ کہ سجدہ خدائے عزوجل کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق لفظ و معنی مساجد میں اختلاف ہونیکی وجہ

اور اسی وجہ سے سجدہ تحیۃ منسوخ نہیں ہے

و گفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ است جنسا پس تنبیہ بود خصوصیۃ اجناس سجدہ برائے خدائے عزوجل است و در این دو صورت اخیرہ بقرینہ فلا تدعو مع اللہ احدًا خصوصیۃ سجدہ عبودیت مفہوم میشود نہ سجدہ تحیۃ و اگر گرفتہ شود از مساجد اجناس سجدہ این مدلول قطعی الثبوت نیست بسبب اختلاف و قرینہ مذکورہ تا ناسخ بود مر سجدہ تحیۃ را و این اختلاف بمطالعہ تفاسیر متون یافت

اکنون سخن است در تحقیق معانی احادیث طیبہ چنانکہ ذکر کرد صاحب مشکوۃ از شرح امام محی السنۃ

مطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی خزیمۃ رضی اللہ عنہ انہ رای فیما یری النائم الخ

عن ابی خزیمۃ رضی اللہ عنہ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلعم فاخبرہ فاضطجع لہ النبی صلعم وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبہۃ النبی صلعم از لفظ صدق رؤیاک دلالۃ بر اشارت بجا آوردن این سجدہ است ظاہر است کہ درین حدیث شریف صراحۃ سجدہ عبودیت و تحیۃ نیست پس ظن آنست کہ این سجدہ تحیۃ باشد اگر سجدہ عبودیت بودی حضرت صلعم رخصتش بر پیشانی نورانی و تاویل در کلام نفرمودے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

ترجمہ اور یہ بھی قول ہے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی ہے جس کے معنے جنس سجدہ ہی پس اجناس سجدہ کی خدائے عزوجل کے لیے خاص ہونیکی تنبیہ ہے ۔ اور ان دو آخری صورتوں میں فلا تدعوا مع اللہ احدًا کے قرینہ سے سجدہ عبودیت کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے نہ سجدہ تحیۃ کی ۔ اور اگر مساجد سے اجناس سجدہ ہی مان لی جاویں تب بھی یہ مدلول اختلاف اور قرینہ مذکور کے سبب قطعی الثبوت نہیں ہے کہ اسکا ثابت ہونا قطعی مانا جاسکے تاکہ خاص سجدہ تحیۃ کے لیے ناسخ بنجا دے ۔ اور یہ اختلاف تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے

اب احادیث طیبہ کے معانی کی تحقیق میں گفتگو ہے جیسا صاحب مشکوۃ نے ذکر کیا ہے شرح امام محی السنہ سے

بیان تحقیق معانی احادیث شریف اور انکی تفسیر

تفسیر حدیث شریف ابی خزیمہ کی سجدہ جبین مبارک پر کرنیکے باب میں بنا بر تصدیق رویا

کہ حضرت ابی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے روایت کی اس بارہ میں جو سوتا ہوا آدمی خواب میں دیکھتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر انھوں نے سجدہ کیا خواب میں پھر آپ سے آکر بیان کیا تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ گئے اور فرمایا آپنے خواب کو سچ کرے پس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کرلیا ۔ اس حدیث شریف میں لفظ صدق رؤیاک سے اس سجدہ کی بجا آوری کی اشارت پر دلالت ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث شریف میں سجدہ عبودیت اور تحیۃ کی صراحت نہیں ہے ۔ پس گمان یہی ہے کہ یہ سجدہ سجدہ تحیت ہووے اگر سجدہ عبودیت ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت سجدہ کی پیشانی نورانی پر اور کلام میں تاویل نہ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

واخرج الامام احمد بن حنبل رض عن عائشة رض ان رسول الله صلعم كان في نفر من المهاجرين والانصار فجاء بعير فسجد له فقال اصحابه يا رسول الله صلعم تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال رسول الله صلعم اعبدوا ربكم واكرموا اخاكم ولو كنت آمرًا لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها +

بدانکہ نظر بتعلق جواب با سوال ضرورتًا جواب از سوال خاص مجمل بضمن عموم عبادت خصوص معبود وعموم اکرام ومکرم مساوی المنزلت تفصیلاً بفصاحت کلام وبلاغت مرام است حاصل آنست کہ ہرچہ از جنس عبادت بدنی ومالی برائے معبود است برائے اکرام مساوی جائز است

ترجمہ اور حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہ حدیث نکالی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں مہاجرین اور انصار کے تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اسنے آپکو سجدہ کیا تو آپ کے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم آپکو سجدہ کرنیکے زیادہ لائق ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائیوں کی تکریم اور عزت کرو۔ اور اگر میں کسی کو کسی کے واسطے سجدہ کرنیکا حکم کرنیوالا ہوتا تو البتہ میں عورتوں کو ان کے شوہروں کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا + یہاں سمجھنا چاہیے کہ جواب کو سوال کے ساتھ جو تعلق ہے اسپر نظر کرنے سے یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ سوال خاص کا جواب مجمل جسکے ضمن میں عموم عبادت اور خصوص معبود اور عموم اکرام اور مکرم مساوی المنزلت بطور تفصیل ہے پوری فصاحت کلام اور بلاغت مرام ہے۔ یعنی سوال وجواب کے تعلق میں جو ان کے درمیان ہے غور کریں کیونکہ مفہوم مطلب کیلیے انکے آپس کے تعلق میں غور ونظر کرنا ضروری ہے اور ضرور کئی امر معلوم ہونگے۔ ایک یہ کہ سوال خصوصیت سجدہ کی بابت ہے۔ دوسرے اسکا جواب مجمل ہے۔ تیسرے اس مجمل جواب کے ضمن میں عموم عبادت کا بیان ہے۔ چوتھے خصوص معبود کا اظہار ہے۔ پانچویں عموم اکرام کا حکم ہے۔ چھٹے ہمرتبہ لوگ بھی جو عموم اکرام میں شامل ہوکر مکرم سمجھے جاتے ہیں انکا بھی عموم ہے ساتویں اس حکم اکرام کی تفصیل مراتب ہے۔ آٹھویں باوجود مجمل کلام کے اسقدر مطالب من التفصیل کہ ہنوز بیان سے باہر ہیں اس کلام کا اپنے مقاصد میں فصیح وبلیغ ہونا بخوبی ظاہر ہے اور فصاحت یہ کہ بیان عام فہم حاوی مطالب ہو۔ اور بلاغت یہ کہ قلیل الفاظ میں کثیر معانی ہوں۔ حاصل یہ کہ جو کچھ بدنی اور مالی عبادت کی جنس سے بہ نیت عبودیت معبود کیواسطے ہو وہی بصورت اکرام بتفاوت نیت برابر شخص کے اکرام کے لیے جائز ہے پس برتر کے لیے زیادہ مناسب ہے اور سجدہ بھی ایک قسم اسی کی ہے مطلب یہ کہ سوال خاص عبادت سجدہ کا جواب عام عبادت میں ہے اور مادہ خصوص معبود کا اظہار کرنا پھر اکرام مساوی کا حکم اسی پر عطف کرکے ظاہر اولویت کا بقیہ ہے۔ [illegible] یا انکا مفہوم یہ کہ جو کچھ بدنی ومالی کہ معبود کیلیے امر ہے بہ نیت عبودیت وہی مساوی کے اکرام کے جائز ہے بہ نیت تحیت وکرامت پس اعلی کے اکرام کیلیے بدرجہ اولی ہے حالانکہ سجدہ بھی عبادت ہے تو ثبوت عبادت خاص عموم عبادت کے لیے کیسے مانع ہوگا +

مطلب تفسیر حدیث شریف اخرج الامام احمد عن عائشة رض ان رسول الله صلعم كان في نفر من المهاجرين - الخ +

تفسیر حدیث دوم مع رد وقدح بتعظیم وادعای حضرت عائشہ رض سے سجدہ شتر میں اور سوال صحابہ اور جواب آنحضرت صلعم مع ثبوت سجدۂ تحیت پر لائق استنباط حدیث +

پس برائے اعلیٰ اولیٰ است وسجدہ ہم نوعی از انست از ینجا است کہ سجدہ وقیام بربطِ یدین و
ذوالخنار و نذرانہ از ہرچہ باشد و ذبیحہ اکراماً روا است وبقطعِ تعلقِ مذکور جواب از سوال تواند
شد و نیز اصلی دیگر برائی استدلال برجوازِ قیام بربطِ یدین ذوالخنار و ذبیحہ اکراماً ثابت حق
چنانکہ فقہاء جواز آنہمہ فرمودہ اند ھم وظاہر است کہ امر ثابت است نہ نہی مگر اشارتاً از عموم
عبادت بغیرِ معبود کہ آں مراد است بجائی خود و مانع نشود سجدۂ تحیۃ ثابت مذکور را و اگر
فرعموم شود سجدۂ تحیۃ معارض شود ثابت مذکور را فکیف الزعم + وخصوص اکرام باخوت حقیقی
معارض نشود عموم ثابت قرآنی وحدیثی را کہ باکرامِ غیر عام واقع است قال سبحانہ واخفض
جناحک للمؤمنین الآیہ وقال صلعم ان من اجلال اللہ اکرام ذی شیبۃِ المسلم
پس عمومِ اکرام باخوت مجازی است ای بمعنی مساوی واخوتِ حقیقی باحضرت سرور انبیاء صلعم ثابت نیست

ترجمہ پس یہاں سے یہ مسئلہ حاصل ہو گیا کہ سجدہ- اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا- اور سلام کیلیے جھکنا- اور نذر کا کرنا جس
چیز کی ہو- اور قربانی اکرام مکرم کے لیے جائز ہے- اور اگر اس تعلق سے جو سوال وجواب کی نسبت مذکور ہے قطع نظر کیجاوے
تو یہ جواب سوال خاص کا کیسے ہوگا بلکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ قطع تعلق مذکور کرنے پر سوال خاص سجدہ کا یہ جواب ہو سکے سوائے
اسکے ایک اصل اور قاعدہ اور بھی اکرم وتعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے- اور جھکنے- اور قربانی کرنیکے جواز پر
دلیل اختیار کرنے کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء نے ان سبکو جائز فرمایا ہے- اور وہ ظاہر ہے اسطرح کہ حدیث مسطورہ
میں جواب سوال میں جو امر ہے وہ ثابت ہے نہی یعنی کرنیکا حکم ہے ممانعت نہیں ہے مگر عموم عبادت سے اشارتاً غیر معبود
کے لیے بھی ثبوت ہے کہ وہ بجائے خود مراد ہے اور سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا مانع نہیں ہوتا ہے کیونکہ سوال ثابت کا
جواب ثابت میں بغیر نفی نہی واقع ہوا ہے- پس اثبات عبادت معبود مخصوص تعمیم عبادت غیر مخصوص کا نافی ومانع
نہیں- اور حکم ثبوتِ اکرام ہر قسم کی تعظیم ومکرمت کو شامل ہے اور سجدۂ تحیۃ بھی تعظیمی اور اکرامی ہے تو بطور تکریم
مکرم کے لیے جائز ہے اور امر ثابت مذکور کا کسی طرح مانع نہیں کیونکہ عموم عبادت میں تحت اکرام داخل ہے پس
خصوص عبادت کو کسی طرح مانع اور اسکا معارض نہیں ہے- اب یہ زعم کہ سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا معارض ہوتا
ہے کیسا زعم ہے- حالانکہ خصوص اکرام بھی حقیقی اخوت کے ساتھ اس حدیث کے الفاظ اکرموا اخاکم سے ثابت نہیں ہے
اسلیے کہ وہ معارض ہوتا ہے عموم امر کا جسکا ثبوت قرآن اور حدیث سے اکرام غیر کے لیے عام واقع ہوا ہے جیسا فرمایا
تو سبحانہ نے واخفض جناحک للمؤمنین الآیہ کہ سورۂ حجر کے رکوع ششم میں ہے یعنی اور جھکا دیجیے اپنے بازو کو
مومنین کیواسطے یعنی انکا [illegible] عاجزی [illegible] خردوں کے لیے زیبا ہے- اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

ومجازی منہی عنہ بکفر است لقولہ تعالیٰ ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم
لبعض ان تحبط اعمالکم الآیہ واز لو کنت امراً الخ نفی آمریۃ مخصوصہ باین سجدہ بافادۂ
استمرار ش باقتضاء ربط باحدہم ثابت است نہ نفی سجدہ بلکہ ثبوت باستحسان این
سجدہ واولویتش برای والدین واستادین و رسول اللہ صلعم بمقابلہ زن وشو
است چہ ماموریہ نتواند شد مگر سجدہ تحیۃ و نہ نفی آمریۃ عامہ مستمرہ چہ آنحضرت صلعم آمر و
ناہی است عموماً و استمراراً ش بدلالۃ عموم لفظ آمر و ربط باحدہم وفی المواہب اللدنیہ
عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال دخل رسول اللہ صلعم ومعہ ابوبکر و عمر و رجل

ترجمہ اور مجازی اخوت منہی عنہ بکفر ہے یعنی بسبب کفر کے قرآن مجید سے اسکی نہی و ممانعت ثابت لہذا ممنوع ہے
اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط
اعمالکم الآیہ یعنی اور نہ پکارو زور سے آپکو وقت گفتگو جیسا بعض تمہاری بعضکو زور سے پکارتے ہیں کہ تمہاری اعمال
ایسی صورت میں اکارت ہوجاینگے آخر آیۃ تک۔ اور فقرہ حدیث لو کنت امراً الخ سے اسی سجدہ کی آمریت مخصوصہ
کی نفی ثابت ہے جسمیں ربط احد کے اقتضاء سے فائدہ استمرار ہے نہ نفی ہر سجدہ کی بلکہ اس سجدۂ تحیۃ کے مستحسن ہونیکا ثبوت ہے
اور جورو خاوند کے مقابلہ میں والدین اور استاددین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسکی اولویت ثابت ہے
کیونکہ ماموریہ نہیں ہوسکتا ہی سوائے سجدۂ تحیۃ کے۔ اور نہ آمریت عامہ مستمرہ کی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم عموماً اور
استمراراً آمر و ناہی ہیں جیسا امر کے لفظ کا عموم اور اسکا احد کے ساتھ ربط دلالۃ کرتا ہے۔ یعنی فقرہ حدیث لو کنت
امراً الخ میں خاوند کے لیے بیوی کو سجدہ کرنیکے ساتھ ہر ایک کو ہر ایک کے لیے سجدہ کی آمریت کی یعنی حکم کرنیکی شرط لگانے
جسمیں استمرار کا فائدہ ہی ہی مخصوص آمریت کی نفی کا ثبوت ہے یعنی اس خاص درجہ میں سجدہ کیلیے خاص حکم کرنیکی نفی ہی۔ نفی سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی بلکہ اس سجدہ کے مستحسن ہونیکی نسبت ثبوت ہے اسلیے کہ نفی نزنب انتر ثبوت ذہنی ثابت کی
ہوتی ہی پس ثابت کا نفی سے متقدم ہونا ضروری ہی۔ اور خاوند بی بی کے مقابلہ میں ماں باپ اور [illegible] استاد اور رسول اللہ صلعم
کے لیے اسکی اولویت ہی کیونکہ ثبوت متقدم میں ماموریہ نہیں ہوسکتا ہے مگر سجدۂ تحیۃ پس اسی کا حکم کیا جاسکتا ہی اور یہی مراد
ہوسکتا ہی اور اسی ثبوت کے عوارض میں سے کسی عارض کی نفی ہوسکتی ہے نہ عین ثابت کی لہذا [illegible] صلعم [illegible] ہی نہ عام سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم ہمیشہ کے لیے عام طور پر حکم کرنے [illegible] جیسا لفظ
امر کا عام ہونا اور پھر اسکے ساتھ لفظ احد کا ربط دلالت کرتا ہے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے [illegible] حضرت ابوبکر اور

من الانصار وفی الحائط غنم فسجدت له صلعم فقال ابوبکر یا رسول الله صلعم نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم فقال رسول الله صلعم لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا لله تعالیٰ - باید دانست که بر لفظ سجود الف و لام عہد ذہنی تواند شد اعنی سجدہ کہ غنم بجا آوردہ و آں جز تعظیمی نتواند شد ازینجا است از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم نہ الف و لام استغراق کہ مشتمل سجدۂ عبودیت تواند شد و آں برائے غیر اللہ تعالیٰ جائز نیست و لفظ ینبغی در محل جواز مستعمل است نہ وجوب پس حاصل ایں است کہ ایں سجدہ ش کہ سخن در آنست م سزاوار نیست کسی را برائے کسے لکن سزاوار است برائے اللہ جل شانہ بجواز نفی ش در مستدرک منہ م و اثبات ش در مستدرک م و دریں صورت الّا بنا بر استدراک است نہ تحصیر ش چہ جواز مانع تحصیر است

ترجمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور اس احاطہ میں ایک بکری تھی پس اُسنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا - اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو اس سجدہ کرنیکے اس بکری سے زیادہ حقدار ہیں اسوقت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے فرمایا کسیکو کسی کا سجدہ کرنا نہیں زیبا ہے لیکن خدائے برتر کے لیئے یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ سجود پر فقرہ نحن احق بالسجود الخ میں الف و لام عہد ذہنی کا ہوسکتا ہے کہ مراد اس سے وہی سجدہ ہے جو بکری نے ادا کیا اور وہ سوائے تعظیمی کے اور نہیں ہوسکتا - اسی بنا پر قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم یعنی بکری کی نسبت دیگر خود کو زیادہ حقدار سجدہ بیان کیا تاکہ معلوم ہو کہ مراد وہی سجدہ ہے جو بکری نے کیا جسمیں غایت تعظیم مقصود تھی - نہ الف و لام استغراق کا لفظ مذکور پر ہے جو سجدۂ عبودیت کو مشتمل ہوسکتا ہے کیونکہ غیر خدا کے لیے ایسا سجدہ جائز نہیں ہے - اور لفظ ینبغی اور لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہوتا ہے نہ وجوب میں پس فقرہ لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا الله تعالےٰ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ سجدہ جس میں کلام ہے کسیکو کسی کے واسطے زیبا نہیں ہے لیکن زیبا ہے اللہ جل شانہ کے واسطے مستدرک منہ میں جواز نفی کے ساتھ اور مستدرک میں اثبات کے ساتھ - کیونکہ جملہ مستدرک منہ سے نفی جواز نفی سے مفہوم اثبات مستدرک حاصل ہوا ہے اُسکے لفظ لا ینبغی میں نفی جواز کے اعتبار سے کسیکو کسی کے لیے سجدہ سزاوار نہوا جائز ہے اور جملہ مستدرک الا لله تعالیٰ اس میں اسی اعتبار سے اُسی کا اثبات بوجہ استدراک واجب ہے پس جملہ سابق کا یہ مفہوم حاصل ہے اور اس صورت میں حرف الّا استدراک کے لیے ہے نہ تحصیر کے لیے کیونکہ جواز اثبات و نفی جس کا لا ینبغی مقتضی ہے وہ مانع تحصیر ہے لہذا حرف الّا بمعنے حصر و استثناء یہاں نہیں مراد ہوسکتا بجز جواز اور استدراک کے ❊

بیان لفظ ینبغی و لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہے وجوب میں نہیں ❊

م ونیز باید دانست کہ آں یسجد ہم عام نتواند شد کہ عموم سجدۂ عبودیت را ہم مشتمل تواند شد و آں در تحت لاینبغی نتواند شد کہ منفی بہ ش برائے غیر اللہ تعالیٰ م و مثبت بہ ش برائے اللہ تعالیٰ م بوجوب است پس سخن در سجدہ جائز تواند شد کہ سجدۂ تعظیم است نہ ش سخن در سجدہ م واجب کہ سجدہ عبودیت است پس ازیں حدیث شریف اولویۃ سجدۂ تعظیم ہم برای خدائے عزوجل کہ شامل عبادت است تواں فہمید نہ نفی سجدۂ تحیۃ کہ معارض شود مر ثابت را و دریں حدیث شریف ای ما رواہ ابو داؤد عن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلعم کل احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلعم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا +

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ آں یسجد سے سجدہ بھی عام مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ عموم سجدۂ عبودیت کو بھی شامل ہو سکے گا۔ اور سجدۂ عبودیت لا ینبغی کے تحت میں نہیں ہو سکتا اسلیے کہ یہ منفی بہ غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور مثبت بہ خدا تعالیٰ کے لیے مرتبہ وجوب میں ہے یعنی سجدہ عبودیت کی نفی غیر خدا کے واسطے اور اسکا اثبات خدا کے لیے واجب ضروری ہے۔ لہذا گفتگو سجدۂ جائز میں ہو سکتی ہے جو سجدۂ تعظیمی ہے نہ سجدۂ واجب میں جو سجدۂ عبودیت ہے کہ اسمیں کلام کی گنجائش نہیں۔ پس اس حدیث شریف سے اولویت سجدۂ تعظیم کی خدائے عزوجل کے لیے بھی کہ شامل عبادت ہے سمجھی جا سکتی ہے نہ نفی سجدۂ تحیۃ کی اس سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ نفی میں خاص ثابت کے ساتھ معارضت پیدا ہو جاوے گی +

اور اس حدیث شریف میں یعنی جسکو ابو داؤد نے حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ کہا حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے حاکم کے لیے اُسکے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا اُس وقت میں نے اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ سب آپ کے لیے سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے مرزبان کے لیے اُس کے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا پس آپ زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تو نے معلوم کر لیا جبکہ تو میری قبر پر گذر کیا ہے تو کیا اس کا سجدہ کرے اُس پر میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا مت کرو +

مطالعہ مبحث حدیث شریف ابو داؤد عن قیس ... قال اتیت الحیرۃ ...

تفسیر حدیث ... حضرت قیس رضی اللہ عنہ ...

پاس ... رسول اللہ صلعم کا آپ ... سجدہ ...

ایں شرط و جزا مبنی بر جوازش است ورنہ در صورت تخالف شرط و جزا **ش** ای قیل بلی بمقابلہ لا وقیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا **م** مبنی بر عدم جواز ثابت خواہد شد و در صورت صحۃ منع از شرط **ش** بحمل استفہام بمراد منع و باید دانست کہ حمل استفہام بمراد جواز ہم تواند شد **م** صحۃ منع از جزا معارض با ثابت اعنی صدق رؤیاک وغیر آں است و ایں منع تمام **ش** بجمع مخاطب **م** سجدہ تحیۃ مخصوص بتوقفش بر شرط و بتقابلش با ثابت **ش** ای صدق رؤیاک وغیر آں **م** ضعفاً بعموم مفعول نہی بسجدہ **ش** متعلق بعموم **م** مشروط **ش** یعنی تواند شد کہ ایں نہی از سجدہ مشروط باشد پس حاصل چنین است کہ اگر ہستی کہ سجدہ کنی قبر مرا بمعرفت سویت عظمتم در حیات و ممات سجدہ کنی تو وہر کہ عارف باشد و اگر نئی مکن تو وہر کہ نباشد **م**

ترجمہ یہ شرط و جزا اسکے جواز پر مبنی یعنی خبر دی رہی ہیں ورنہ شرط و جزا کے مخالف ہونیکی صورت میں جبکہ مقابلہ لا میں بلی کہا جاوے۔ اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ تو اس شرط و جزا کا ابنا یعنی آگہی عدم جواز پر ثابت ہوگی۔ یعنی بطور استفہام حاضری مزار کی شرط پر اسمیں سجدہ کی قید لگانا اسکے جواز کی خبر دی رہا ہی۔ ورنہ جملہ شرطیہ میں درصورت خلاف بجائے ناکے ہاں اور بجائے مت کرو کے کرو کہا جائے تو یہ شرط و جزا نہ جائز ہونے پر خبر دینی والے ثابت ہونگے۔ مطلب یہ کہ اسطرح کہنا کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر میرے مزار پر گذرے کیا ہی تو کہ اسکا سجدہ کر کر مع اس جواب کے کہ نہیں تو حکم ہو امت کرو۔ اسمیں اگر حاضر مزار ہونے پر سجدہ کرنیکا جواز نہ مانا جائیگا تو اسکے خلاف میں یہ عبارت کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر تو میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہو کہ کرو تو یہ شرط و جزا دونوں نہ جائز ہونے پر آگہی دینے والے ثابت ہونگے۔ حالانکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حمل استفہام یعنی کلام کا استعمال استفہام پر جو بطور سوال ہو محمول کرنا مراد کے جائز ہونے پر بھی ہو سکتا ہی۔ اور شرط سے ممانعت کے صحیح ہونیکی صورت میں جبکہ شرط ممانعت کی مراد پر استفہام کے ساتھ محمول ہو حالانکہ حمل استفہام مراد جواز پر بھی ہو سکتا ہے۔ جزا سے صحیح ہونا ممانعت کا ثابت کے ساتھ معارض ہوگا یعنی جبکہ حاضری مزار کے جواز کے منع کو لا تفعلوا فرمانے پر صحیح مان لیا جاوے تو سجدہ کے جواز کی ممانعت کا صحیح ہونا اقوال ثابت کے معارض ہوگا جیسے صدق رؤیاک وغیرہ مذکور ہوئے۔ اور یہ منع عام کا لا تفعلوا جمع مخاطب کے ساتھ سجدہ تحیۃ کا کہ اسکا توقف شرط پر ہونیکے سبب منع مخصوص ہی اور اسکا مقابلہ ثابت کے ساتھ ہونیکے سبب یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے کہ مذکور ہو چکے ہیں مع توقف شرط ضعف کی صورت میں ہی تو یہ منع عام مخصوص ضعیف مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یا نہی سجدہ مشروط سے ہے یعنی ہو سکتا ہی کہ یہ نہی سجدہ مشروط کی ہو۔ پس حاصل اسطرح ہی کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری مساوی عظمتہ کی معرفت کے ساتھ حالت زندگی اور موت میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کرے اور جبکہ تجھے یہ معرفت نہیں ہی تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہ ہو۔

یا نہی مفید اثبات ش ای توانند شد کہ نہی نفی مفید اثبات باشد پس حاصلش چنین است آنکہ گفتی کہ سجدہ نکنم قبر را چنین مکن تو و ہر کہ با تفرقہ است در عظمتم بحالت حیات و ممات ھ بحذف ش متعلق عموم ھ و جواز ش عام ش بجمع مخاطب ھ در تخالف شرط و جزا ش ای قیل بلٰی بمقابلہ لا و قیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ھ و توافقش ثابت ش اے صدق رؤیاک وغیر آں ھ قوتاً ثابت است پس این منع مخصوص بعرض دیگر ش یعنی شرط ھ نہ بذاتش ضعیف معارض نشود مر عموم ثابت قوی را بلکہ از اشارت شرط و مفعول نہی در جانب نفی سجدہ قبر مبارک ہم ثابت پس برائے حضرت اکرم و مکرم صلعم در حالت حیات بالاولویۃ ثابت

ترجمہ یا یہ منع عام مخصوص بصورت ضعف ایسی نہی ہی جو مفید اثبات کی ہی بسبب حذف کے مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یعنی ہوسکتا ہی کہ یہ نہی نفی کی ہووے جو اثبات کو مفید ہو پس اسکا حاصل یہ ہی کہ وہ جو تو نے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہووے کیونکہ میری عظمت بحالت حیات و ممات میں تفرقہ ہوتا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کا جواز عام جمع مخاطب کے سبب شرط و جزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ لا کے مقابلہ میں بلٰی اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ اور انکے متوافق ہونیمیں امر ثابت کے یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے ساتھ از روئے قوت ثابت ہے۔ پس یہ منع مخصوص جو غیر کے یعنی شرط کے عارض ہونیکے سبب ضعیف ہے نہ اپنی ذات میں خاص عموم ثابت قوی کا معارض نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بسبب اشارت شرط اور مفعول نہی کے کہ جو نفی کی جانب میں ہی سجدہ قبر مبارک کا بھی ثابت ہے۔ پس حالت حیات میں حضرت اکرم مکرم صلعم کیلیے اولویت کے ساتھ ثابت ہے۔ حاصل مطلب تقریر مذکور کا جو اس حدیث شریف میں اُسکے آخر شرطیہ فقرہ سجدۂ قبر مبارک کی نسبت ہے یہ ہی کہ اسمیں شرط و جزا سجدۂ تحیۃ کے جواز پر گواہی دیرہی ہی کیونکہ حضور صلعم کا یہ فرمانا کہ کیا تونے معلوم کرلیا کہ اگر تو میری قبر پر گذر کرے کیا تو ایسا ہی کہ اسکا سجدہ کرے جسکے جواب میں کہا گیا نہیں تو فرمایا مت کرو۔ ابتدا میں شرط بصورت استفہام مجہول ہوا ہی۔ اور اس قسم کے سوال سے مراد کا جائز ہونا بھی مقصود ہوتا ہے پس یہاں جواز مقصود میں کلام ہوا ہی۔ اسلیئے اگر محل استفہام مراد منع پر شرط صحت منع سجدۂ تحیۃ کے لیے مان لیا جاوے یعنی شرط زیارت قبر کی صورت میں سجدہ قبر کی ممانعت سوال مذکور سے صحیح سمجھی جاوے تو اسکی جزا سے سجدہ مذکور کی ممانعت کا صحیح ہونا امر ثابت صدق رؤیاک وغیرہ کے معارض واقع ہوگا۔ اور یہ منع جو لا تفعلوا یعنی مت کرو جمع مخاطب ہے اپنی ذات میں عام ہے شرط زیارت قبر پر جو غیر حیثیت ہے متوقف ہونیکے سبب مخصوص ہوگیا ہی مگر بحالت ضعف۔ اور پھر امر ثابت مذکور سے مقابل ہونیکے سبب ضعیف مخصوص ہے پس ممکن ہی کہ یہ منع مخصوص مفعول نہی لا تفعلوا کے عام ہونیکے سبب نہی سجدہ مشروط سے ہووے جسکا ماحصل اسطرح ہی کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری ساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت حیات و ممات میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کرے تو اور جو تجھ جیسی یہ معرفت نہیں ہی تو تو نکر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہو یا ہوسکتا ہی کہ یہ نہی اس نہی سے ہی جو مفید اثبات ہے یعنی نفی کی نہی ہی جسکا حاصل اثبات ہی جو حذف سے مفعول کے عام ہونیکے سبب یہ بھی اسی عموم میں شامل ہے پس حاصل اسکا اسطرح ہی کہ وہ جو تونے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہووے کیونکہ میری عظمت حالت حیات و ممات میں تفرقہ ہوتا ہی۔ اور اگر یہ سبب تسلیم نہ کیا جاوے تو شرط و جزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ بلٰی بمعنے ہاں بمقابلہ لا بمعنے نہیں اور افعلوا بمعنے کرو بمقابلہ لا تفعلوا بمعنے مت کرو کہا جائیگا۔ تو اسوقت شرط و جزا سجدہ تحیۃ کے عدم جواز پر گواہی دیتے ہونگی جسکا حکم امر ثابت سے متوافق ہوجائیگا کیونکہ افعلوا امر ثابت کا مقتضی ہی حالانکہ حکم نامہ صدق رؤیاک وغیرہ میں سجدۂ تحیۃ کا حضرت نبی اکرم صلعم کی حالت حیات کیلیئے ہی۔ اور اس صورت میں جبکہ جمع مخاطب افعلوا سے بذاتہ اسکا جواز عام ثابت ہے اور امر ثابت سے اسکا تواتر ہم نوا عموم قوۃ ثابت ہو ۔۔۔۔۔۔ مخصوص

وعن صہیب ان معاذاً لما قدم من الیمن سجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال الیہود تسجد لعظمائھا وعلمائھا ورایت النصاری تسجد لقسیسیہا وبطارقتہا قلت ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ السلام کذبوا علی انبیاءھم۔ تفسیر کبیر۔ ظاہر است کہ سجدہ حضرت معاذ رض تحیۃ بودہ وسکوت حضرت صلعم براں وفرمود کہ دروغ گفتند بر انبیائی خود چہ از کریمہ ما کان لبشر الخ ظاہر است وحکم شرک نفرمود۔ ازانجا کہ آنحضرت صلعم منعوت بہ اوتیت بجوامع الکلم است ایں کلام بلاغت نظام کہ دریں بحث مذکور شد حکمتہ ہست بنا بر موافقت مفہوم کریمہ ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ہ

ترجمہ اور یہ حدیث پنجم کہ روایت ہی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن سے آئے خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے سجدہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا ای معاذ یہ کیا ہے عرض کیا یہود اپنے بزرگوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور میں نے نصاریٰ کو دیکھا ہے کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہی انھوں نے کہا سنت تحیۃ انبیاء ہے تو آپ نے فرمایا انھوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ کہا۔ یہ حدیث تفسیر کبیر سے نقل کیگئی۔ ظاہر ہے کہ سجدہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تحیۃ کا تھا کہ خود انھوں نے قول یہود و نصاریٰ نقل کرکے حضور سرور عالم صلعم میں عرض کیا۔ اور حضرت صلعم کا اسپر سکوت بھی ظاہر ہے کہ بعد وقوع فعل سوال فرمایا کہ یہ کیا ہے وقت وقوع فعل کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے انبیاء پر انھوں نے جھوٹ کہا اسلیے کہ آیت کریمہ ما کان لبشر الخ سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب یعنی اسکے مذکور ہونگے۔ اور اس سجدے کے لیے حکم شرک نہ فرمایا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کہ آپ کی نعت و تعریف خود آپ کے فرمانیکے مطابق اوتیت بجوامع الکلم ہے یعنی مجکو کلماتِ جوامع جو جامع سے بھی بڑھ کر ہیں دیے گئے ہیں یہ کلام بلاغت نظام کہ اس بحث سجدہ میں اوپر کی حدیث مذکور ہوا حکمت پر مبنی ہے اس آیت کریمہ کے مفہوم کی موافقت پر کہ سورۂ آل عمران کے آٹھویں رکوع میں ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ یعنی بشر کو نہیں زیبا ہے جبکہ اللہ اسکو کتاب اور حکم اور نبوۃ عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ میری بندگی کرنے لگو و لیکن کتاب الٰہی کی تعلیم اور اسکی تلاوت کرکے ربانی اور خدا پرست بنجاؤ +

مع اشارت اباحت سجدۂ تحیۃ و اولویتہ علیٰ تفاوت الدرجات بموافقت کریمہ فقعوا
لہ ساجدین ہ و باید دانست در صورت تفرض باطل ثبوت دعویٰ متخالفین رفع
تعارض با کریمہ و حدیث شریف مشکل تر خواہد بود تم الکلام فی اثبات المرام۔ نیں بعد
سخن است درانچہ فقہاء فرمودند کما فی فتاوی الھندیۃ من سجد السلطان
علی وجہ التحیۃ وقبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یاثم لارتکابہ الکبیرۃ
ھو المختار + قال ابو جعفر رحمہ فان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ
النیۃ فقد کفر کذا فی جواھر الاخلاطی ولو قال للمسلم اسجد للملک والا
قتلناک قالوا ان امرہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن
اکرہ علی ان یکفر وکان الصبر افضل وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم
لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد کذا فی فتاوی قاضی خان +

مطلب درانچہ فقہاء رحمہم اللہ فرمودہ اند +

ترجمہ ساتھ ہی اس کے حدیث مذکور میں آپ کا کلام بلاغت نظام سجدۂ تحیۃ کے مباح ہونے
کا اشارہ کر رہا ہے اور تفاوت درجوں کی بنا پر اُس کی اَولویت کو اس آیت کریمہ کے موافق بتلا رہا ہے کہ
فقعوا لہ ساجدین ہ جس کے معنے ہی ذکر میں بیان فرق سجدہ عبودیت اور سجدۂ تحیۃ کے تحت میں پوری
آیت کے ساتھ مرقوم ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ متخالفین کے ثبوت دعوئے باطل کو مان لینے کی
صورت میں جو تعارض آیات کریمہ اور حدیث شریف کے ساتھ ہوگا اُس کا رفع کرنا اور دور کرنا بہت دشوار ہوگا
یہاں اثبات مقصود میں کلام تمام ہو گیا +

اب اس کے بعد گفتگو اس میں ہے جو فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا چنانچہ فتاوے ہندیہ[1] میں ہے جس نے
سلطان کو تحیۃ کی وجہ میں سجدہ کیا یا اُس کے سامنے زمین بوسی کی کافر نہ ہوگا ولیکن گناہ کبیرہ کرنیکے
سبب گنہگار ہوگا۔ اور یہی مختار ہے۔ ابو جعفر[2] رحمہ اللہ نے کہا۔ اور اگر کسی نے سلطان
کو سجدہ عبادت کی نیت سے کیا یا اُس کو نیت یاد نہ آئی تو تحقیق اُس نے کفر کیا۔ جیسا کتاب جواہر
اخلاطی میں ہے۔ اور[3] اگر کہا کسی مسلمان کو کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے کہا فقہا
نے کہ اگر اُس کو اس سجدہ سے عبادت کے لیے حکم کیا ہے تو اُسکو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کوئی
کفر کرنے پر مجبور کیا جاوے اُس حال میں صبر افضل ہے۔ اور اگر تحیۃ و تعظیم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم
کیا ہے نہ عبادت کے لیے تو اُسکو سجدہ کرنا افضل ہے جیسا فتاوے قاضی خان میں ہے +

بیان اس کا کہ سجدۂ تحیۃ و مجبوری میں بقول فقہا

رو سے اقوال

وتقبیلُ الارضِ بین یدی العلماء والزهادِ فعل الجهالِ والفاعل والراضی اثمان کذا فی الغرائب تجوز الخدمة لغیر الله تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناءِ ولا یجوز السجود الا لله تعالیٰ کذا فی الغرائب باید دانست مختار ہمین است کہ سجدۂ تحیۃ کفر نیست فلا نزاع فیہ ولکن کبیرہ پس انتظار صحت وثبوت اصلی برآنست وبر قول ابو جعفر رح البتہ سجدہ بہ نیتِ عبادت کفر است نہ بنیت تحیۃ ورنہ معارض شود امر مختار را ولیکن بدون نیت مخالف انما الاعمال بالنیات است پس دلیلی بر کفر بودنش می باید وقرضنا بوسیدن زمین پیش علماء وزہاد از افعال جہال است ولیکن بر گنہگاری فاعل وراضی دلیلے باید چہ بسا است از افعالِ جہال کہ معصیۃ نباشد واستادن وخمیدن ودست بر دست گرفتن کہ اینہم از ارکان عبادت است جائز است باشد کہ بفارق نیت باشد ورنہ بنیتِ عبادت کفر است ولیکن بر استثنار سجدہ از جواز دلیلی باید آورد اکنون منکر سجدہ تحیۃ را مجال تکفیر فاعلش نماندہ

ترجمہ اور زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے روبرو جاہلوں کا فعل ہے۔ اور اسکا کرنے والا اور پسند کرنیوالا گنہگار ہے چنانچہ کتاب غرائب میں ہی۔ جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کی خدمت کھڑے رہکر اور دو نو ہاتھ باندھکر اور جھک کر۔ اور سجدہ بجز خدائے برتر کے نہیں جائز ہے جیسا غرائب میں ہے +

اب سمجھنا چاہیے کہ مختار یہی ہے کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے پس اسمیں تو جھگڑا نہ رہا ولیکن اسکا گناہ کبیرہ ہونا سو اسکے صحیح ہونے کا اور اسپر کوئی قاعدہ کے ثابت ہونے کا انتظار ہے یعنی صحت گناہ کبیرہ کی اور اسکے کبیرہ ہونے پر کوئی اصل کا ثبوت کہ اسکا انتظار ہے۔ اور ابو جعفر رحمہ اللہ کے قول کی بنا پر البتہ سجدہ عبادت کی نیت سے کفر ہے نہ تحیۃ کی نیت سے۔ ورنہ امر مختار کا معارض ہوگا۔ ولیکن بغیر نیت یہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے مخالف ہے کیونکہ اعمال نیت پر مبنی ہیں پس احکام اعمال بھی نیت پر مترتب ہونگے۔ لہذا اسکے کفر ہونے پر کوئی دلیل چاہیے اور ہمنے مانا کہ عالموں اور زاہدوں کے آگے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے ولیکن اسکے کرنیوالے اور اس سے خوش ہونیوالے کی گنہگاری پر کوئی دلیل چاہیے کیونکہ جاہلوں کے بہت سے افعال ایسے ہیں جو معصیت نہیں ہوتے ہیں۔ اور کھڑا ہونا اور جھکنا اور ہاتھ پر ہاتھ باندھنا کہ یہ بھی ارکان عبادت میں سے ہیں جائز ہیں لیکن لائق ہے کہ فارق نیت کے ساتھ ہوویں ورنہ عبادت کی نیت سے کفر ہیں ولیکن جواز میں سے سجدہ کے استثنار پر کوئی دلیل لانی چاہیے۔ اب سجدۂ تحیۃ کے منکر کو اسکے فاعل کی تکفیر کی مجال نہ رہی +

زمین بوسی علماء کے آگے جاہلوں کا فعل ہے اور اسکا فاعل اور اس سے راضی ہونیوالا گنہگار ہے۔ از غرائب

سوائے سجدہ ہر قسم کی تعظیم بطور خدمت غیر کے لیے جائز ہے عبارت غرائب +

حاصل وہ مختار یہ کہ سجدہ تحیۃ کفر نہیں ہے اور اسکے گناہ کبیرہ ثابت ہونے پر کوئی اصل سے دلیل ہونا چاہیے۔

حکم کفر سجدہ پر بغیر نیت کے مقتضی دلیل ہے اور مخالف حدیث انما الاعمال الخ

چوں ارکان عبادت فارق نیت سے غیر کے لیے جائز اور بہ نیت عبادت کفر +

وجانب کبیرہ منظور فیہ ہست تا دلیلی واجب التسلیم موافق اصولِ فقہ نیارد ونیافتنِ
مباحات در افعال صحابہ رض دلیلی بر حرمت نایافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتی
واجب الاداء گردد وبسا واجب الترک پس سخن در نفس امر است نہ در اداء ترک وہرچہ
آوردہ شد بر اثبات کافی است حاصل اینہمہ کہ گفتہ شد ایں ہست کہ امر بسجدہ تحیۃ نیاید
ونہ بر ساجد تکفیر وتفسیق از آنکہ امر ونہی صریحی دراں یافتہ نشد بلکہ جواز یا لاشارت یافتہ
شد پس مباح باشد ونیز باید دانست کہ ابورافع قرظی وسید نجرانی گفتند ای محمد میخواہید
کہ پرستیم شمارا واختیار سازیم شمارا ربِ خود پس فرمود معاذ اللہ آنکہ پرستم غیر خدائے
خدای تعالیٰ را وآنکہ امر کنم بغیر عبادت اللہ سبحانہ پس نہ مبعوث کردمرا اللہ تعالیٰ بایں
ونہ امر فرمود بایں پس نازل شد ایں کریمہ مَا کَانَ لِبَشَرٍ الخ اینچنیں در تفسیر کبیر مذکور است
می تواند شد کہ صحابہ کرام وغیرہم رض سجدہ تحیۃ اعلاناً نیاوردہ باشند تا نگویند کہ حضرت صلعم
می پرستانند خود را باخفاء وآں معلوم نیست

ترجمہ رہی جانب کبیرہ وہ منظور فیہ ہے کہ ہنوز اسمیں عذر وحجت باقی ہے جبتک کوئی دلیل واجب التسلیم اصول فقہ کے مطابق نہ لادیں۔ اور مباحات کا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ملنا نایافتہ چیز کے حرام ہونے پر کچھ دلیل نہیں ہوسکتا ہے بلکہ بہت سی مباحات کسی وقت میں واجب الادا ہوجاتے ہیں یعنی ادا کرنا انکا واجب سمجھا جاتا ہے اور بہت سی واجب الترک کہ ان مباحات کا ترک واجب سمجھا جاتا ہے پس کلام نفس امر میں ہے نہ ادا وترک میں۔ اور جسقدر کہ اثبات پر بیان کیا گیا کافی ہے۔ حاصل اس سب کا جو کچھ کہا گیا ہے یہ ہے کہ سجدہ تحیۃ کا حکم نہ دینا چاہیے نہ ایسا سجدہ کرنیوالے پر تکفیر وتفسیق کا حکم جاری کرنا چاہیے یہ کہ اسکو کافر وفاسق بنایا جاوے کیونکہ صریحی اور صاف صاف نہ اسمیں حکم ہے اور نہ ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ اشارتاً جواز پایا جاتا ہے پس مباح ہوگا۔ اور بھی سمجھنے کی بات ہے کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے جو ابورافع قرظی اور سید نجرانی نے شان نزول آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ الخ کی نسبت کہا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی پرستش کریں اور آپ کو ہم اپنا رب مان لیں تو فرمایا آپ نے مَعَاذَ اللہ یہ کہ میں غیر خدائے تعالیٰ کی پرستش کروں اور یہ کہ خدائے سبحانہ کی عبادت کا غیر کے لیے حکم کروں پس مجھکو اللہ تعالیٰ نے اسکے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ ایسی بات کا حکم کیا پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی مَا کَانَ لِبَشَرٍ الخ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلان کے طور پر سجدہ تحیۃ نہ ادا کرتے ہوں تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کو پُجاتے ہیں۔ مگر پوشیدہ طور پر اور یہ نہیں معلوم ہے کہ ایسا ہو +

مباحات کا ثبوت اثر سے نہ ہونا دلیل حرام نہیں بلکہ کسی وقت کبھی واجب الادا ہوجاتی ہیں اور کبھی واجب الترک

واگر در اسرار درائی یابی کہ سجدہ تحیتہ در ضمنِ خود موصل بسجدہ عبادت بہ اللہ تعالیٰ است مر عارف باللہ تعالیٰ را چنانکہ سجدہ تحیتہ ملائکہ برائے حضرت آدم عم بنا بر مقصدے کہ از لِمَا خلقت بیدیَّ و نفخت فیہ من روحی و انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط ظاہر است سش موصل الی اللہ تعالیٰ است عم و ابلیس لعین از خودی در استکبار ماندہ محروم از معرفت وسعادت شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا ۔ و سجدہ تحیتہ حضرت یعقوب برائے حضرت یوسف علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام بنا بر مقصدیست کہ در کریمہ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ ط و اعلم من اللہ ما لا تعلمون ۝ ای مالی فی حب یوسف عم مستتر است سش موصل الی اللہ تعالیٰ است عم چنانکہ در ضمن سجدہ طرف قبلہ سجدہ طرف نور حجابی است و در ضمنش سجدہ برائے اللہ سبحانہ است و در ضمن مسح و تقبیل حجر اسود و مصافحہ و تقبیل ید اللہ تعالیٰ پس باید دانست اگر سجدہ تحیتہ موصل الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ ۔ اگر تو اسرار میں در آئے یعنی انہیں غور و فکر کرے تو پائیگا کہ سجدہ تحیتہ اپنے ضمن میں خاص عارف باللہ تعالیٰ کو کہ معرفت خدا ہیں وہ مخصوص ہو سجدہ عبادت کی طرف جو خالص خدائے برتر کے لیے ہے موصل یعنی ملا نیوالا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کیواسطے سجدہ تحیتہ ملائکہ کا ۔ اُس مقصد کی بنا پر جو لِمَا خلقت بیدیّ ۔ اور نفخت فیہ من روحی اور انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف موصل ہے ۔ معنی آیات مذکورہ یہ ہیں یعنی اُسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا سجدہ کا کون مانع ہوا ۔ میں نے اُسمیں میری کچھ روح پھونکدی میں تحقیق زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ اور ابلیس لعین خودی سے غرور و استکبار میں رہگیا معرفت اور سعادت سے محروم ہوگیا ۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا یعنی ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے ہم خدائے برتر کی پناہ مانگتے ہیں ۔ اور سجدہ تحیتہ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اُسی مراد کی بنا پر ہے کہ اس آیت کریمہ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ ط و اعلم من اللہ ما لا تعلمون ۝ میں کہ سورہ یوسف کے دسویں رکوع میں ہے ۔ پوشیدہ ہے ای مالی فی حب یوسف عم یہ موصل اللہ کیطرف ہے جیسا ترجمہ کریمہ میں ملاحظہ ہو ۔ یعنی میں تو اپنے احوال اور غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں نہ غیر سے ۔ مراد یہ جو کچھ حب یوسف میں مجھپر اللہ سے غم و حال وارد ہے اور جس بپتا میں گرفتار ہوں میں ہی جانتا ہوں تمھیں کیا معلوم تم جانتے ہی نہیں ۔ اور یہ موصل اللہ کیطرف اسی طرح ہے جیسا کہ سمت قبلہ سجدہ کرنیکے ضمن میں سجدہ نور حجابی کی طرف ہے اور اُسکے ضمن میں سجدہ اللہ سبحانہ کیواسطے ہے ۔ اور حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے ضمن میں خدا ہی تعالیٰ کے ید مبارک کا مصافحہ اور چومنا ہے ۔ پس سمجھنا چاہیے کہ اگر سجدہ تحیتہ موصل خدائے تعالیٰ کی طرف

نباشد اثم است چنانکہ قیام لقولہ صلعم لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضًا **ش** شرح ایں حدیث شریف در ذکر کیفیۃ زیارت القبور در ذکر قیام مرقوم است **ھم** و تواند شد کہ قول فقہا رح در حرمۃ سجدۂ تحیۃ بریں مراد باشد زیں پس اینکہ با اعتقاد جوازش ترک عملش بوجہ غیر کہ جواز سجدۂ تحیۃ نداند و بر ساجد حکم کفر کند یا گمان سجدۂ عبودیۃ بردہ روا فہمد و نیز اختلاف اولی تر است کما ہو معمول العلماء و حکم کفر و شرک بر عامل بیم کفر بر حاکم بسبب اختلاف مدعا دارد و آنچہ از قول فقہا رح یافتہ می شود شاید کہ برائے حفظ نادان باشد اکنوں سخن است در کیفیۃ طواف قال سبحانہ ولیطوفوا بالبیت العتیق و قال سبحانہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما و من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم الآیۃ

مطلب در کیفیۃ طواف و تفسیر کریمہ ولیطوفوا الخ و ان الصفا والمروۃ الخ

ترجمہ نہ ہوگا گناہ ہے جیسا کہ قیام بنا بر فرمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تم مت کھڑے ہو جیسا کہ عجمی لوگ کہ بعض اُنکے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح ذکر کیفیۃ قبور کے ذکر قیام میں مرقوم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ فقہا رحمہم اللہ کا قول سجدۂ تحیۃ کے حرام ہونے میں یہی مراد پر ہو۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ باوجود اعتقاد سجدۂ تحیۃ کے جائز ہونے کے اسکا ترک عمل اولیٰ تر ہے یعنی بہت مناسب اسوجہسے کہ غیر جو سجدۂ تحیۃ کا جواز نہیں جانتا ہو ایسا نہ ہو کہ اس سجدہ کرنے والے پر وہ حکم کفر لگا دیوے یا وہ اسپر سجدۂ عبودیت کا گمان لیجا کر اسکو غیر کے لیے روا سمجھے۔ اور پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہونیکے سبب بھی باوجود اس کے اعتقاد جواز کے اس عمل کا ترک بہت مناسب ہے چنانچہ یہی معمول علماء کا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کے کرنیوالے پر کفر و شرک کا حکم دینا اُسکے حکم کرنیوالے پر مدعا کے اختلاف کے سبب کفر کا اندیشہ رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ فقہاء رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شاید وہ نادان کی حفاظت کے لیے ہی ہو۔ اب گفتگو ہے کیفیۃ طواف میں فرمایا حق سبحانہ نے سورہ حج کے رکوع چار میں وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ یعنی چاہیے کہ ذکر اللہ کا طواف بواسطہ بیت عتیق کے کریں۔ اور فرمایا خدائے سبحانہ نے سورۂ بقر کے انیسویں[19] رکوع میں اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ یعنی یہ کہ تحقیق صفا اور مروہ اللہ کے شعائر یعنی نشانیوں میں سے ہیں پس جسنے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ ادا کیا تو اُسپر گناہ نہیں ہے یہ اُن دونوں کیوسطے سے اللہ کا طواف کرے اور جسنے شوق سے کچھ نیکی کی تو بیشک اللہ شاکر یعنی قدر دان ہے

اِطَّوُّف بروزن اِفْعَلَّ گردگردیدن بخاصیتہ باب مفید تاکید فعل است وبہما شامل مفعولیتہ است نہ مفعول فیہ بمعنی بینہما بدلالتہ شمول بالبیت العتیق بمفعولیتہ نہ مفعول باید دانست لغتہ طواف درینجمل جز بمعنی موضوع **ش** اے گرد گردیدن **م** نتواند شد پس ایں طواف اگر از تعبّد للہ تعالیٰ است برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت است پس طواف بیت عتیق **ش** کہ غیر اللہ تعالیٰ است **م** ہم شرک فی العبادت است وحال اینکہ اللہ تعالیٰ امر بشرک نمیفرماید واگر از تعبّد للہ تعالیٰ نیست برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت نہ ولیکن امر طواف عبث است وحال آنکہ اللہ تعالیٰ امر بعبث نمیفرماید پس باید دانست **اصل** بار تعدیہ برائے حصول مفعول است **ش** چنانکہ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ **م** وبار تخصیص برائے تخصیص مفعولی از مفعولین **ش** چنانکہ عطیتُ زیدًا بالدرھم **م** پس فعل متعدی بمفعولی بنابر تعدیہ و تخصیص اصلی بار تعدیہ وتخصیص را نخواہد ازیں اصل است کہ لغت طواف **ش** کہ متعدی بمفعولی است

ترجمہ اس آیت شریف میں لفظ یَطَّوَّف جسکا مصدر اِطَّوُّف بروزن اِفْعَلَّ کہ اسکے معنی گرد پھرنے کے ہیں بسبب خاصیت باب تاکید فعل کو مفید ہے اور لفظ بِهِمَا مفعول فیہ بمعنی بینہما یعنی درمیان دونو کے نہیں ہے۔ بلکہ شامل مفعولیت ہی جیسے حرف با کے سبب بیت العتیق کے ساتھ اسکا مفعولیت کو شامل ہوتا دلالت کرتا ہے نہ خاص مفعول بنجانے کو۔ اور سمجھنا چاہیے کہ لغت طواف کے اس محل میں سوائے معنی موضوع یعنی گرد پھرنے کے اور نہیں ہو سکتے۔ پس اگر یہ طواف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بندگی اور عبادت ہونے میں ہی ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اسکا ہونا شرک فی العبادت ہی یعنی یہ طواف اگر خالص خدا کی ہی بندگی ہے تو غیر کے لیے شرک فی العبادت ہی خدا کا ہی طواف ہونا چاہیے نہ غیر کا۔ پس طواف خانہ کعبہ بھی کہ بظاہر غیر اللہ کا، شرک فی العبادت ہی۔ وحالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم نہیں فرماتا ہی۔ اور اگر یہ طواف خالص خدا کی ہی عبادت نہیں ہے تو غیر خدا کے لیے یہ طواف شرک فی العبادت نہیں ہی۔ ولیکن طواف کا حکم عبث ہی۔ اور حال یہ ہی کہ خدائے برتر عبث کا حکم نہیں فرماتا ہی۔ اب ایک قاعدہ سمجھنا چاہیے۔ اصل حرف با تعدیہ کا مفعول کے حاصل ہونیکے لیے ہی جیسا ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ خدا انکا نور لے گیا۔ اور حرف با تخصیص کا دو میں سے ایک مفعول کے خاص کرنیکے لیے آتا ہی جیسا کہ عطیتُ زیدًا بالدرھم میں نے زید کو درہم دیے۔ یعنی دینے میں تخصیص درہم کی تھی۔ پس فعل متعدی بیک مفعول چونکہ اصل میں متعدی اور مخصّص ہوتا ہی اپنے اصلی تعدیہ اور تخصیص کی بنا پر بائے تعدیہ اور تخصیص کی غرض نہیں رکھتا اور نہ اسکو اسکی خواہش ہوتی ہی۔ اسی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر لغت طواف جو متعدی بیک مفعول ہے،

م بار تعدیہ فعل وتخصیص مفعول را نخواہد اصلاً پس صلۂ علیٰ در یطوفون علیہم وصلۂ با در لیطوفوا بالبیت العتیق معنی متفاوت دارد۔ مدخول صلۂ علیٰ بصحۃ مفعولیتش مفعول غیرش نخواہد وصلۂ با بعدم ضرورت تعدیہ فعل وتخصیص مفعول وعدم صحۃ تبعیض مفعول مقتضیٔ اخراجِ مدخول از مفعولیۃ ومفعول غیرش بضرورت است پس مفعول مقتضا بدلالۃ قرینہ اللہ سبحانہ است وصلۂ با مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطۂ مدخول کہ شامل است مر مفعولیۃ را نہ فاعلیۃ را ش تنبیہ است از اینکہ در ینمعنی مدخولش شامل فاعلیۃ ہم تواند شد چنانکہ کتبتُ بالقلم م نسبۃ بمفعول مقتضیٰ است ش برین تقدیر نظم شریف ولیطوفوا اللہ بالبیتِ العتیق خواہد شد

ترجمہ یہ بار تعدیۂ فعل اور بار تخصیص مفعول کو ہرگز نہیں چاہتا ہے کیونکہ اسکے متعدی ومخصص اصلی ہونیکے سبب بار تعدیہ وتخصیص سے بے نیاز ہے۔ پس یطوفون علیہم میں صلہ حرف علیٰ کا اور لیطوفوا بالبیتِ العتیق میں صلہ حرف با کا معنی متفاوت رکھتا ہے۔ کیونکہ صلہ حرف علیٰ کا جسپر داخل ہوتا ہے جبکہ اس مدخول کا مفعول ہونا صحیح ہو تو وہ اپنا غیر مفعول۔ نہیں چاہتا ہے۔ اور صلہ حرف با کا جبکہ فعل کے متعدی کرنے اور مفعول کے خاص کرنیکی اسکو ضرورت نہ ہو۔ اور نہ اسکو صحت تبعیض مفعول کی ضرورت واقع ہو تو وہ اپنے مدخول کو مفعولیت سے خارج کرنے کا اور اپنے غیر مفعول کا بالضرور تقاضا کرتا ہے یعنی جبکہ صلہ حرف با کو نہ فعل کے متعدی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ مفعول کے خاص کرنیکی نہ اسکو کسی بعض مفعول کے صحت کی تو وہ اپنے مدخول کا مفعول ہونے سے خارج ہونا پسند کرتا ہے اور بضرورت اپنے غیر مفعول کی خواہش کرتا ہے۔ پس باعتبار دلالت قرینۂ حال شعائر اللہ مفعول مقتضیٰ یعنی وہ مفعول جس کی خواہش اور تقاضا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ ہے۔ اور صلۂ با ایسے معنی کو مفید ہے جو فعل کو مفعول کی نسبت واقع کرنے کے سبب کا بواسطۂ مدخول مقتضی ہو وہ مدخول کہ خاص مفعولیت کو شامل ہو نہ فاعلیت کو۔ یہ تنبیہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اس معنی میں صلہ با کا مدخول شامل فاعلیت بھی ہو سکتا ہے جیسا کتبتُ بالقلم لکھا مینے قلم سے۔ یعنی حرف با بواسطۂ مدخول کہ جو مفعولیت کو ہی شامل ہے اپنے فعل کو جسکا یہ صلہ ہے مفعول کی نسبت واقع کرنے کے لیے سبب کا خواستگار ہے نہ وہ مدخول جو فاعلیت کو شامل ہو جیسا کتبتُ بالقلم کہ اس میں حرف با کا مدخول قلم ہے جو خاص فاعل متکلم ہی کو شامل ہے۔

صلہ بار متعدی بہ مفعول کا مقتضی غیر مفعول بضرورت ہے اور مدخول کو مفعولیت سے خارج کرتا ہے

م پس ایں طواف تعبداً للہ سبحانہ ماموربہ است وہمچنیں س ش بہ تقدیر ان یطوف اللہ بھما م طواف صفا ومروہ تعبداً للہ سبحانہ غیر ماموربہ از مباحات وطواف متغایر سعی است ش کما قیل فی الدلائل الشافعیۃ انہ دفع الجناح عن الطواف بھما لا عن الطواف بینھما وعندنا الاول غیر واجب وانما الثانی ھو الواجب انتہی تفسیر کبیر وایں بتقدیر ان لا یطوف بھما است م پس ایں کریمہ دلالت نمیکند بر سعی میان صفا ومروہ لاکن ایں سعی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کما ثبت انہ علیہ السلام سعی لما دنا من الصفا فی حجتہ وقال ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ابدؤا بما بدأ اللہ بہ فبدأ بالصفا فرقی علیہ حتی راء البیت الحدیث امر من اللہ تعالیٰ باشد کما روی عن النبی صلعم انہ قال ان اللہ کتب السعی فاسعوا الحدیث

ترجمہ پس یہ طواف اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے ہی جس کا حکم کیا گیا ہے۔ اسی طرح موافق تقدیر مذکور کے اس نظم شریف ان یطوف اللہ بھما کی تقدیر کی بنا پر۔ یعنی اللہ کا طواف کرنا ان دونوں کے واسطے ہے۔ طواف صفا اور مروہ کا اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے غیر ماموربہ جس کا حکم نہیں کیا گیا مباحات سے ہے۔ اور طواف متغایر ہوتا ہے سعی سے۔ جیسا کہ دلائل شافعیہ میں کہا گیا کہ گناہ اٹھا دیے جاتے ہیں یعنی دور ہوتے ہیں طواف سے بواسطہ ان دونوں کے نہ طواف سے درمیان ان دونوں کے۔ اور ہمارے نزدیک اول غیر واجب ہے۔ اور دوسرا تو واجب ہی ہے۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر کی + اور یہ مضمون تقدیر ان لا یطوف اللہ بھما کی صورت میں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ درمیان صفا و مروہ سعی کرنے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ سعی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ سے ثابت ہے موافق اس حدیث کے کہ بیشک حضور علیہ السلام نے سعی فرمائی جب قریب ہوئے صفا سے اپنے حج میں اور فرمائی یہ آیت کہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ یعنی صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔ شروع کرو تم اس سے جس سے اللہ نے ابتدا کی یعنی کلام الٰہی کی ابتدا لفظ صفا سے ہے۔ پھر اپنی سعی کو شروع کیا مقام صفا سے اور چڑھے اس پر یہاں تک کہ خانہ کعبہ دیکھ لیا۔ آخر حدیث تک۔ پس یہ سعی آپ کی اللہ کے حکم سے ہوگی جیسا یہ حدیث نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سعی کو فرض کر دیا پس تم سعی کرو تا آخر حدیث

تسہیلاً وتبرکا برائے امت بنا بر فعل حضرت ہاجر رض کما ھو المشہور **ش** الحکمۃ فی شرع ھذا السعی الحکایۃ المشھورۃ وھی ان ھاجر ام اسمعیل ع حین ضاق بھا الامر فی عطشھا وعطش ابنھا اسمعیل علیہ السلام اغاثھما اللہ تعالی الی ان قال ثم جعل افعالھما طاعۃ لجمیع المکلفین الی یوم القیامۃ واثارھما قدوۃ للخلائق اجمعین انتہی تفسیر کبیر۔ وازینجا تبرک فعل وآثار صلحاء روا ست ونیز اختیار سنتہ صلحاء از تطوع اولی **م** باید دانست مدخول علیہ لاجناح در حکم وجوب وغیرہ ہمچناں تواند شد کہ پیش از دخولش بود واگر ثابت نشود حکمی از پیش مباح باشد پس دخولش تامل فیہ **ف** ازیں اصل اشارت است بآنکہ حکم طواف صفا ومروہ پیش از دخول لاجناح ثابت نیست مگر پس دخول کہ مباح باشد **م** وازمن تطوع خیرا زیادت در عمل ثابت نشود بسبب عدم ثبوت حکم عمل پیش از دخول لا جناح برائے استدلال باثبات

ترجمہ پس یہ حکم امت کی آسانی کے لیے ہے اور برکت حاصل کرنے کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی بنا پر جیسا کہ مشہور ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے اسطرح نقل کیا۔ یعنی جو کچھ حکمت اس سعی کے اجرا میں ہے وہ حکایت مشہورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ماحضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جب انکا اپنی اور اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیاس سے حال تنگ ہوا۔ اللہ تعالی نے ان دونوں کی فریادرسی کی۔ یہانتک کہ کہا۔ پھر ان دونوں کے افعال تمام مکلفین کے واسطے قیامت تک طاعت بنا دیے گئے۔ اور ان کے آثار مخلوق کے لیے پیشوا ہو گئے۔ انتہی۔ اور یہیں سے صلحا یعنی نیکوں کے فعل وآثار سے برکت لینا روا ہے۔ اور نیکوں کی سنت کا اختیار کرنا بھی شوق وتطوع کی راہ سے بہ نسبت نوافل اولی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لا جناح کا مدخول علیہ یعنی جسپر لاجناح کا لفظ داخل ہو کر گناہ کی قید سے اسکو تخفیف ہوئی ہے حکم واجب وغیرہ واجب ہونے میں ویسا ہی اسکو ہونا چاہیے جو قبل دخول اس قید کے اسپر حکم تھا۔ اور اگر کوئی حکم پہلے سے ثابت نہ ہوگا تو اسکے دخول کے بعد مباح رہے گا اسمیں تامل وغور کر۔ اس قاعدہ سے اسبات کا اشارہ کہ حکم طواف صفا ومروہ کا لاجناح داخل ہونے سے پہلے ثابت نہیں ہے مگر بعد لاجناح داخل ہونیکے لہذا یہ طواف مباح ہوگا۔ اور کریمہ مذکورہ کے فقرہ من تطوع خیرا سے یعنی جس نے شوق سے کچھ نیکی کی۔ زیادت عمل میں ثابت نہیں ہوتی ہے بسبب عدم ثبوت عمل کے لاجناح اسپر داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ جبتک لاجناح کی قید عمل پر عائد نہ ہوگی عمل ثابت نہ ہوگا پس زیادت عمل میں کیسے ثابت ہوگی جبکہ حکم عمل اسپر صادق نہ ہو۔

بیان حکمت سعی کہ اسمٰعیل ع ... ہاجرہ ... سعی

فعل وآثار صلحا سے تبرک جائز ہے اور اختیار انکی سنتہ کا تطوع سے اولی ہے

بیان مدخول علیہ لاجناح کا حکم ... بعض قاعدہ ثابت

سعی باین کریمہ بنا بر فعل وقول رسول اللہ تعالیٰ صلعم باشد چہ بنا فتہ شد طواف گرسعی بجایش و اگر بار تبعیض گرفتہ شود من در بہما بصحۃ مفعولیتش ھم طواف ہم بشمول سعی مودی تواند شد واللہ تعالیٰ اعلم باید دانست شعائر مراد است از چیزیکہ آگہی دہد از مقصود کما قال سبحانہ والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ الآیہ پس انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیائہ تعالیٰ خیر الشعائر اند لما قال صلعم اذا رُؤُا ذکر اللہ الحدیث وقال سبحانہ من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب الآیہ وقال سبحانہ من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ الآیۃ پس تعظیم شان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر التقویٰ و خیر است پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالیٰ ایں است چنانچہ تعظیم تابوتِ سکینہ کہ می برد بتعظیم اللہ سبحانہ بہ نیتِ تانی

ترجمہ اور سعی کے ثابت کرتے ہیں اس آیۃ کریمہ سے دلیل اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ آپکے قول و فعل سے طواف بنایا گیا مگر بجائے طواف سعی کا اثبات ہوا۔ لہذا سعی کا ثبوت اس آیہ کریمہ سے حضور صلعم کے قول و فعل کی بنا پر ہوا کہ آپنے بجائے طواف سعی فرمائی نہ اصل آیت سے کیونکہ بجز طواف اسمیں لفظ سعی مذکور نہیں۔ اور اگر بہما میں اُسکے مفعول ہونیکی صحت پر حرف یا تبعیض کا مانا جاوے تو طواف بھی شمول سعی ہیں ادا کیا جاسکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ معلوم ہو کہ شعائر مراد اُن چیزوں سے ہے جو مقصود کی آگہی یا اطلاع دیتے ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الآیہ یعنی اور مکہ کی قربانی کے اونٹوں کو ہمنے تمھارے لیے اللہ کی نشانیوں میں بنا دیا۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ خیر الشعائر یعنی بہتر و عمدہ نشانیاں ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی جب وہ دیکھے جاویں یا نظر آویں خدا یاد آجاوے تا آخر حدیث۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ الآیہ یعنی جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم شعائر تقوی القلوب سے ہے یعنی دلوں کی پرہیزگاری سے ہے یا یہ کہ پرہیزگار دل کہ متقی لوگ ہیں شعائر اللہ ہیں یعنی داخل بیان شعائر اللہ ہیں۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ الآیہ یعنی جو کوئی خدا کی محترم اور حرمت دی ہوئی چیز ونکی تعظیم کریگا تو وہ اُسکے لیے اُسکے رب کے نزدیک اچھی چیز ہے یا وہ اُسکو واسطے بھلائی ہے اُسکے رب کے نزدیک۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کہ محترم و حرمات خدا اور خیر الشعائر ہیں خیر التقویٰ اور خیر ہے یعنی اچھی پرہیزگاری اور بھلائی ہے۔ پس جو شعائر غیر خدا کے ہیں انکی تعظیم غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے جیسا تعظیم تابوت سکینہ کہ نیت کرنیوالیکی نیت سے خدا سبحانہ کی تعظیم کو پہنچا دیتی ہے یہ نیت کرنیوالے کی نیت پر ہے۔

ورنہ **س ق** اے اگر نباشد تعظیم غیر اللہ تعالیٰ بہ نیت تعظیم اللہ تعالیٰ **م** تعظیم غیر اللہ تعالیٰ غیر تعظیم مخصوص اللہ تعالیٰ شرک نتواند شد باید دانست کہ بیتِ عتیق مطوّف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بنور حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ کہ دراوست و صفا و مروہ مطوّف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بقدوم حضرت ہاجرہ کہ بروبود و ظاہر است کہ شعائر اللہ تعالیٰ غیر اللہ تعالیٰ ہستند پس طواف غیر اللہ تعالیٰ تعظیماً برائی تعظیم اللہ تعالیٰ از عبادت اللہ تعالیٰ است ماموربہ باشد ہمچو طواف ببیتِ عتیق یا غیر ماموربہا ہمچو طواف صفا و مروہ ازآنجا کہ جسد انبیاء اللہ تعالیٰ و بعض اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ محل قلب محل انوار حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ است اشرف از صفا و مروہ است طوافش ہمچو طواف ببیتِ عتیق است اجراً و طواف قبر شاں کہ محل جسدِ شاں است ہمچو طوافِ صفا و مروہ تطوعاً خیراً +

ترجمہ ورنہ تعظیم غیر خدا کی جبکہ خدا کی تعظیم کی نیت سے نہ ہو۔ غیر خدائے تعالیٰ کی تعظیم ایسی جو تعظیم مخصوص خدا کے غیر ہو شرک نہ ہونی چاہیے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ مرقومہ میں بیتِ عتیق مطوّف ہے یعنی طواف کیا جاتا ہے اس سبب سے کہ نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کے سبب جو اس میں ہے شعائر خدا میں شامل ہے یعنی بیت عتیق چونکہ اس میں خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کا نور حجابی ہے اس سبب سے خدا کے شعائر میں داخل ہو کر طواف کیا جاتا ہے لہذا بیتِ عتیق مطوّف ہے۔ اور صفا اور مروہ مطوّف ہیں اس سبب سے کہ خدائے تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے اسلیے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدوم اُس پر تھے یعنی صفا و مروہ کا شعائر اللہ میں سے ہونا ببرکت قدوم حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو اُس پر تھے لہذا تبرکاً مطوّف ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ شعائر خدائے تعالیٰ جو کچھ ہیں وہ غیر خدائے تعالیٰ ہیں۔ پس غیر خدائے تعالیٰ کا طواف تعظیم کے طور پر خدائے تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے خدائے تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے وہ یا ماموربہ ہو گا جسکے کرنیکا حکم ہے جیسے طواف بیت عتیق یا غیر ماموربہ ہو گا جسکے کرنیکا حکم نہیں ہے جیسے صفا و مروہ کا طواف۔ چونکہ جسم شریف انبیائے خدا اور بعض اولیائے اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا کہ محل قلب ہی اور قلب محل ہے نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کا پس صفا اور مروہ سے اشرف ہے لہذا طواف جسد شریف مثل طواف بیت عتیق کے اجر میں ہے اور انکا طوافِ قبر بنیت اجر انکا محل جسد ہے مثل طواف صفا و مروہ کے ہے تطوع خیر میں کہ حصول خیر کی غرض سے از راہ شوق

اصل باید دانست ثبوت شئ بشئ لزوم نفی ماورایش نکند تا نفی صریحش نباشد ورنہ قیاس کہ از اصول اربعہ اہل سنت وجماعت مجمع علیہ است باطل باشد **مش** و آن باطل نتواند شد باجماع **م** پس اگر نہی صریح واجب التسلیم بریں مدعا آوردہ شود ازاں گزیر نیست ورنہ قیاس اجواز اینچنیں طواف بر مشروعیۃ طواف بیت عتیق است چنانکہ جواز بوسہ ہر معظم از مشروعیۃ بوسہ حجر اسود است **مش** کما فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور الخ قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضھم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من ادمی وغیرہ **م** واز ینجا است کہ بعض فقہاء ایں طواف را در آداب زیارت قبور نہادہ اند چنانکہ در فتاوی مجمع البرکات نقلاً از مطالب المؤمنین آوردہ است ویقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک و ان کان قبر عبدٍ صالحٍ ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات انتہی

ترجمہ قاعدہ معلوم ہو کہ ایک شئ کا ایک شئ سے ثابت ہونا اُسکے ماورا کی یعنی جو اُسکے سوا ہیں نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف طور پر اُسکی نفی نہ ہو چکی ہو۔ ورنہ قیاس کہ اہل سنت وجماعت کے اصول اربعہ میں سے ہے اور سب کا اسپر اجماع ہی باطل ہو جائیگا۔ حالانکہ قیاس بسبب اجماع باطل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ممانعت صریحہ جس کا ماننا واجب ہے اس مدعا پر لائی جائے تو اُس سے چارہ نہ ہوگا ورنہ ایسے طواف کے جائز ہونیکا قیاس بیت عتیق کے طواف کی مشروعیت پر ہی جیسا ہر معظم کے بوسہ کا جائز ہونا حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونیکے قیاس پر ہے۔ چنانچہ کتاب در منظم کی کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہا ہے حافظ ابن حجر نے کہ بعض علماء نے ہر ایک آدمی اور غیر آدمی کے بوسہ کا جواز جو مستحق تعظیم ہے حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونے سے لیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض فقہا نے اس طواف کو زیارت قبور کے آداب میں رکھا ہے جیسا فتاوی مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے نقل کرکے بیان کیا ہے یعنی اور میت کے چہرہ کے پاس کھڑا ہووے اور اپنا دہنا ہاتھ اُسکی تربت پر رکھے اور کہے۔ اے میرے اللہ اسکو بخشدے کیونکہ وہ یقینی اب تیری طرف محتاج ہو گیا۔ اور اگر بندۂ نیک بخت کی قبر ہو اور اسکو اُسکے گرد طواف کرنا ممکن ہے یہ تین بار کرے بس ہو گیا +

ازینجا ست کہ طواف برائے احیاء صالحین اولی بود کش فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ وبین الافراط والتفریط امور مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ واختلفت فیہا الاقوال کالطواف حول القبر الشریف وتقبیل سدتہ العلیۃ وضع الخد علیہ ومس جدرانہ والتمرغ علی اعتابہ ونحوہا فالمشددون من العلماء حرموہا وکرہوہا سدًا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المحرم والمحققون منہم اباحوہا او استحبوہا تبرکًا بجنابہ المعظم انتہی انظر الی اخر ما فیہ فی البحث ھم اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ یہیں سے ظاہر ہے کہ زندہ نیک بختوں کے لیے طواف اولی ہوگا۔ اور درّ منظم میں کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی اور افراط اور تفریط میں بہت امور مشتبہ ہیں جس میں دلیلیں متعارض ہیں اور باہم پیش آئی ہیں اور اقوال اس میں مختلف ہیں جیسے طواف قبر شریف کے گرد۔ اور آپ کے آستانہ عالی کا چومنا۔ اور اس پر رخسارہ رکھنا یا ملنا۔ اور آپ کی دیواروں کا مس کرنا۔ اور آپ کی چوکھٹ یا آستانہ پر لوٹنا اور ایسے اور امور۔ پس جو سخت علما ہیں انھوں نے تو اسکو حرام کیا اور مکروہ بتلایا تاکہ ان ذرائع کا سدّباب ہوجائے جو محرمات کو پہنچاتے ہیں۔ اور جو نرم علما ہیں انھوں نے اسکو مباح کیا اور مستحب ٹھہرایا ہے برکت حاصل کرنے کی بنا پر آپ کی جناب معظم سے بس تمام ہوا۔ اب اس بحث کی بابت جو کچھ اس کتاب یعنی درّ منظم کے آخر میں ہے تو خود دیکھ لے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان اختلاف علماء از مشددون ومحققون کا تحریم وکراہت میں اور اباحت واستحباب میں طواف قبر شریف۔ تقبیل آستانہ علیہ۔ اور اسپر رخسارہ ملنا۔ دیوار کا مس کرنا۔ آستانہ پر لوٹنا وغیرہ اور حکم تحریم وکراہت بغرض احتیاط سدّباب حرمت وکراہت ہے

۲۳
ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع +

۲۳ ذکر کیفیۃ جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وتخصیص منتسب بہ جائز است بریں نیت کہ ایں حیوان یا غیر حیوان برائی فلانست انتسابا یا نذرا یا ایں نماز وروزہ برائی فلانست

۲۴
ذکر بیان جواز انتساب کا غیر خدا کے لیے لوجہ اللہ اور فضیلت تخصیص موہوب بہ اور موہوب لہ کی اور تخصیص وقت کی - اور نفع عمل غیر عامل کو پہنچانا مع اور فائدوں کے +

ترجمہ

۲۴ بیان ذکر اس بات کا کہ جائز ہے خدا کی وجہ میں غیر خدا کے واسطے کسی چیز کا منسوب کرنا اور موہوب بہ کی یعنی جو بخشش کریں یا بخشیں اور موہوب لہ کی یعنی جسکو بخشیں تخصیص کی فضیلت اور وقت کی تخصیص اور غیر عامل کو عمل کا نفع پہنچانا مع دیگر فوائد کے +

مطلب یہ کہ نذر ونیاز میں کسی چیز کا کسی کے واسطے لوجہ اللہ نسبت کرنا جائز ہے - اور یہ کہ نذر ونیاز خاص چیز کی کرنا - اور وہ خاص شخص کو دینا - اور اُسکو خاص وقت میں کرنا بھی جائز ہے - اور اس قسم کی نذر ونیاز کی فضیلت بھی ثابت ہے - اور اسی طرح کوئی عمل کرکے کسی غیر کو کہ وہ اُسکا عامل نہ ہو نفع پہنچانا اور بخشنا بھی جائز ہے - اور سوا اس کے اور بھی کئی فائدے اسکے اسی کے متعلق ہیں بحث میں کورہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین لوجہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا غیر خدا کے واسطے نسبت کرنا - اور منتسب بہ کو بھی یعنی جو چیز نسبت کی - اس طرح نیت کرکے خاص کرنا کہ یہ حیوان یا غیر حیوان یعنی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز ہو فلاں کی نذر کا ہے یا فلاں کے واسطے

بیان جواز انتساب کا

انتساباً و ہمچنیں گفتن پس در صورت نبودن ہیچ انتساب و نذر مختص باللہ سبحانہ شرک نیست و نہ منتسب بہ و منذور بہ حرام بقول سعد بن عبادہؓ فانہ قال یا رسول اللہ اِنَّ اُمَّ سعدٍ ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماءُ فحفر بیرًا وقال ھذہٖ لِاُمِّ سعدٍ رواہ ابوداؤد والنسائیؒ فی المشکوٰۃ از ینجاست کہ آب ہم با چیزے داشتن بہتر است و روی الطبرانی و دارقطنی اَنَّ رجلاً سال النبیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان لی اَبَوانِ اَبَرُّھما حال حیوتھما فکیف لی بِبِرِّھما بعد موتھما فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنَّ مِنَ البِرِّ اَن تُصَلِّیَ لھما مع صلوٰتِکَ واَنْ تصومَ لھما مع صومک الحدیث فایُّ الصدقۃ افضل قال الماءُ مفیدِ فضل مطلق است و ان تصلّے لھما وان تصوم لھما مفیدِ فضلِ تخصیص منتسب بہ بحسب حال منتسب الیہ است۔

ترجمہ منسوب ہی یا یہ نماز و روزہ فلاں کیواسطے منسوب ہے اور اسی قسم کا اور کہنا جائز ہی۔ پس یہ نذر اور نسبت چونکہ اُس نذر و نسبت کی جیسی نہیں ہوتی جو مختص اللہ سبحانہ کی ہوتی ہی لہذا اس صورت میں شرک نہیں ہی۔ اور نہ منتسب بہ اور منذور بہ یعنی جو چیز نسبت پائی اور نذر کی گئی ہی حرام ہی۔ بنا بر قول حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کہ کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ای اللہ کے رسول سعد کی ما بیشک مرگئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا آپنے پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنُواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ما کیواسطے ہی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی جو مشکوٰۃ میں ہی۔ اور یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیاز کی چیزوں کے ساتھ پانی رکھنا بھی بسبب اُسکی افضلیت کے بہتر ہی۔ اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ یہ کہ تحقیق ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس کہا میرا باپ تھے کہ اُنکی زندگی میں دونو کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا اب اُنکی موت کے بعد میرے لیے اُن دونو کے ساتھ نیکی کیونکر ہی یعنی میں اُنکے ساتھ نیکی کیونکر کروں۔ تو فرمایا اُسکو حضور نے آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو جیو کہ اب نیکی اُنکے ساتھ یہ ہی کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اُن دونو کیلیے بھی نماز پڑھی اور اپنے روزہ کے ساتھ اُن دونو کیواسطے بھی روزہ رکھے۔ آخر تک حدیث کے۔ پس حدیث اول کے الفاظ فای الصدقۃ افضل قال الماءُ یعنی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ پانیکی مطلق فضیلت کو مفید ہیں۔ کیونکہ انسے پانیکی فضیلت بلا قید مطلق ثابت ہوئی لہذا ہر قسم کی نیاز کے ساتھ پانی کا رکھنا بہتر ہوگا۔ اسلیے کہ ہر قسم کے صدقات و ہدایہ میں فرمان رسول کریم سے اسکو افضلیت حاصل ہی پس ہر قسم کے صدقات کے ساتھ افضل شے کا ہونا اولیٰ ہوگا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ ان تصلی لھما وان تصوم لھما سے یعنی اُن دونو کے واسطے تیرا نماز پڑھنا اور نیز دونو کیلیے روزہ رکھنا منتسب الیہ کے حال کے موافق منتسب بہ کے خاص کرنیکی فضیلت کا فائدہ بھی حاصل ہے۔ مطلب یہ کہ دوسری حدیث کے الفاظ مذکورہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو چیز جس کے حال کے مناسب و مرغوب ہو ایسے شخص کے واسطے اُس چیز کا نذر و نیاز و صدقات و ہدایہ میں خاص کرنا فضیلت رکھتا ہے ✽

پانی کے ساتھ صدقات کی فضیلت

نماز و روزہ کا مردوں کو ثواب پہنچانا

واین نیت وکلام در انتساب لغیر الله تعالیٰ که غیر انتساب مختص باسه تعالیٰ است بر محاوره است باختصار مستعمل کلام بنا بر شهرت نسبت مختص باسه تعالیٰ واظهار نسبة مجهوله لغیر اسه تعالیٰ همچو انتساب فی قوله تعالیٰ مَن عمل صالحًا فلنفسه • وبدانکه انتساب نذر لغیر اسه تعالیٰ بر مقصدی لابدّ منه مشروع ومروج است قال الله تعالیٰ یا ایها الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدّموا بین یدی نجوٰکم صدقة ذٰلك خیر لکم واطهر فان لم تجدوا فان الله غفورٌ رحیم الآیه وقال سبحانه خُذ من اموالهم صدقةً الآیه اینجا صدقه بمعنی هدیهٔ خاص از بهر تعظیم وتکریم رسول الله تعالیٰ است صلعم چه غیرش برائے حضرت نبی معظم ومکرم صلعم ممنوع است لعظمة صلعم

ترجمہ اور اس طرح نیت وکلام کرکے غیر خدا کی طرف اُسکو نسبت کرنا جو بغیر نسبت کیے خدا کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے محاورہ کلام ہے کہ اس طرح کے استعمال سے کلام مختصر ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کے ساتھ جو نسبت خاص ہے وہ محاورہ کلام میں اختصار کلام کی غرض سے بسبب شہرت اظہار نہیں پاتی ہے نہ اُسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے بخلاف نسبت غیر خدا کے کہ وہ نسبت مجہولہ ہے اُسکے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے جیسا خود کلام الٰہی میں کہ نہایت فصیح اور ابلغ الکلام ہے اس قسم کی نسبت کا بخوبی اظہار ہے دیکھو قول اسہ تعالیٰ کا سورہ حٰمٓ سجدہ رکوع چھ میں مَن عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یعنی جسنے عمل کیا نیک تو اُسی کے نفس کے واسطے ہے۔ حال آنکہ عمل نیک وہی ہے جو اسہ کیواسطے ہو نہ اپنے نفس کے واسطے پس اسہ سبحانہ کا عامل کیواسطے عمل کا مخصوص فرمانا اور اپنی نسبت خاصہ کا اظہار نفرمانا بسبب شہرت اور اختصار کلام کے ہے اور یہی اصل فصاحت وبلاغت ہے۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ حسب الحکم مضمون آیات ذیل یہ نذر ونسبت کرنا غیر خدا کے واسطے ناچار مراد خاص پر مشروع ہوا ہے اور شرعًا جائز رکھا گیا اور رواج پایا ہے کیونکہ فرمایا اسہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کے رکوع دوسرے میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہو تم جب سرگوشی یا عرض حاجت ومناجات کرو تم رسول سے تو پہلے تمھارے عرض کرنیکے صدقہ یعنی ہدیہ پیش کش کرو۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اور بہت پاکیزہ طریق ہے۔ پھر اگر نہ پاؤ ایسی چیز کہ لائق ہدیہ ہو تو بیشک اسہ غفور رحیم ہے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ رکوع تیرہ میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّهُمْ وَاللهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی لیجیے یا قبول کیجیے اے حبیب اُنکے مال سے جو آپکے لیے بطور ہدیہ خاص کے بوجہ اسکے ہے اور اپنی عالی ہمتی اور بزرگی رتبہ کے خیال سے اُنکی منت ہدیہ کے شرم کے سبب اعراض نہ کیجیے کیونکہ ممکن ہے کہ بعوض اُنکے ہدیہ کے اُنکو ظاہر کو آپ جیسا چاہیے خوب پاک کر دوگے اور جیسا چاہیے اُنکے باطن کو بھی بخوبی پاک کر دوگے اور آپکا احسان اُنپر بڑھیا سے بڑھیا ہوگا اور اُنپر رحمت کیجیے۔ بیشک آپکی رحمت اُنکے لیے آرام ہے بسبب آپکی رافت اور نزول رحمت کے بر اضطرار سے۔ اور حال یہ ہے کہ اسہ تعالیٰ شنوا اور دانا ہے۔ یہاں مراد صدقہ سے خاص ہدیہ ہے بسبب تعظیم وتکریم رسول اللہ صلی اسہ علیہ وسلم کے اسلیے کہ بوجہ عظمت وبزرگی حضور صلعم کے سوائے ہدیہ کے اور قسم کا صدقہ نبی معظم اور مکرم کے لیے ممنوع ہے

واستدامة ہدیہ باستدامة مناجات بجناب رسول اللہ تعالیٰ صلعم بقائی حیات وتصرف دائمش صلعم است **ش** اثبات حیات وتصرف دائمی حضرت حیات النبی صلعم بافضلیت حیات درہمیں مکتوب ازجاہا واضح است اگر ببنی وفہمی میتوانی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **م** ازینجا است کہ ہدیہ مخصوص برای معظم ومکرم تعظیماً وتکریماً اولی است پس ہرکہ حکم کرد ایں انتساب وندر را بشرک چنان است کہ تقدیم کرد بنفس خود در ترتب کفر وشرک درمقابلہ ہروجہ ثابت **ش** کفر درمقابلہ وجہ ثابت یعنی نصوص قرآن مجید وحدیث شریف چنانکہ مذکور شد بوجہ انکارش وانتسابش بشرک وشرک درمقابلۂ صحۃ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ بر مقصدی لابد منہ بآنکہ خود عائل او است ازینجا ردّ آنست گفتند کہ گفتن اینکہ نماز وروزہ برائی فلان است وایں چیز برائی فلان شرک است **م** ونیز فضل تخصیص موہوب وموہوبہ

ترجمہ اور آپ کی بقائی حیات اور تصرف دائمی کے سبب ہدیہ اور عرض حاجت ومناجات کی ہمیشگی بھی اسی آیت سے ثابت ہے۔ پس بسبب تعمیم مومن اور تعمیم وقت کے ہر مومن ہر وقت وزمانہ میں آپ کی حضور میں ہدیہ پیش کرکے یا حالت عذر میں بغیر ہدیہ مناجات عرض کرسکتا ہے۔ اور آپ بسبب بقائے حیات اور تصرف دائمی اس کے حاجات میں لوجہ اللہ امداد فرماکے اسکے لیے موجب رحمت اور باعث تسکین ہوسکتی ہیں۔ حضرت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت مع فضیلت حیات اور آپ کا دائمی تصرف اسی کتاب میں کئی جگہ واضح طور پر ہے اگر دیکھو گے اور سمجھو گے تو ممکن ہی واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرتا ہی جسکو چاہتا ہی سیدھے راستہ پر۔ یہ آیت سورہ توبہ کے رکوع چھٹے میں ہی۔ اور اس آیت سی یہ بھی ثابت ہوا کہ معظم ومکرم کی تعظیم وتکریم کیلیو وہ ہدیہ جو انکی لیے خاص ہو اولیٰ ہے پھر جس نے اس نذر اور نسبت کرنیکو شرک کا حکم دیا تو ہر وجہ ثابت کے مقابلہ میں گویا اسنے اپنی ہی نفس پر کفر وشرک کے مترتب ہونیمیں یعنی ثابت کرنے میں تقدیم کی۔ اور کفر مقابلۂ وجہ ثابت سی یہ مطلب ہے کہ جسنے ان آیات قرآن مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں جو نذر وانتساب کے ثبوت میں مذکور ہوچکی ہیں نذر ونسبت کرنے سی انکار کیا انکو شرک کہا تو بوجہ انکار آیات وحدیث اور اُن کے احکام کو شرک کہنے کے سبب۔ کفر پہلے اُسکی ذات خاص پر مترتب وثابت ہوگا۔ کیونکہ غیر خدا کی طرف نسبت کرنا جب مقصد خاص شرعیہ پر آیات وغیرہ مذکورہ سی صحیح ثابت ہوا تو اس صحت کے مقابلہ کرنے میں شرک لازمی ہوگا کہ اُس سے چارہ نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ خود سی ہوگا عائل ہوگا۔ سا ب جنھوں نے کہا کہ اسطرح کہنا کہ یہ نماز وروزہ فلاں کے لیے ہے اور یہ چیز فلاں کیلیے ہی۔ شرک ہے انکی اقوال کا رد بھی یہیں سے ہوگیا۔ اور موہوب لہ اور موہوبہ کہ یعنی جسکے نام بخشا اور جس چیز کو بخشا۔ خاص کرنیکی فضیلت بھی

ازینجا است کہ ذبح میکرد صلعم گوسپند برائی اصابت ثواب بحضرت خدیجہ رض و بزبان احیاء
خدیجہ رض می بخشید اخرج البخاری ومسلم وترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا
الی ان قالت ربما ذبح الشاۃ ثم یقطّعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ
الحدیث پس دریں ورائی ثواب سرور روح حضرت خدیجہ رض ہم ملحوظ بود کہ درحالتِ حیاتِ
خود ہم بایشاں می بخشید و روزی نان باریک گندم از آتش سخت شدہ بر سفرہ حضرت
سیّد عالم صلعم بود فرمودند برائی خدیجہ بخشند کہ او می پسندید و ایتاءِ ذی القربی مقدم و
مفید تر باستحقاق رحم دلیلے دیگر بر فضل تخصیص موہوب لہ است قال سبحانہ اٰتِ
ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ **ش تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ
گفتہ شد تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ بدعت است وتعیین زمانی سنت مستحبہ است
کما فی التفسیر الکبیر

ترجمہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ثواب پہنچانے کو بکری ذبح فرماتے
تھے اور بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو خاص بخشش فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہیں یہانتک کہ فرمایا بی بی صدیقہ رض نے ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا
اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث یعنی اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے
تھے پھر جوڑ جوڑ اسکے جدا کرتے اور وے بی بی خدیجہ رض کی چاہنے والیوں کے لیے بھیجتے تا آخر حدیث۔ اسلیے
کہ انہیں علاوہ خوشنودی روح حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کو اسکا بھی لحاظ رہتا کہ حضرت بی
بی صاحبہ اپنی حالت حیات میں بھی انھیں بخشش کیا کرتی تھیں۔ اور ایک روز گیہوں کی باریک روٹی
آگ سے خوب سکی ہوئی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر تھی آپ نے فرمایا کہ خدیجہ کیلیے
اسے بخشدیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی روٹی پسند کیا کرتی تھیں۔ اور ذوی القربی کو دینا باعتبار ان کے
استحقاق رحم کے زیادہ مقدم اور مفید ہے۔ پس موہوب لہ کے خاص کرنے کی فضیلت پر یہ ایک اور
دلیل ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل کے رکوع تیسرے میں اٰتِ ذا القربی حقہ و
المسکین وابن السبیل الآیہ یعنی آپ اول قرابتی کو اسکا حق دیجیے پھر مسکین کو اور مسافر کو آخر تک
تنبیہ یہاں پر اب اس کا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا موہوب بہ اور موہوب لہ کا خاص کرنا بدعت ہے
اور تعیین زمانی یعنی نذر و نیاز اور زیارت اور ایصال ثواب مقرر وقت پر کرنا سنت مستحبہ ہے
جیسا تفسیر کبیر میں ہے ✦

انّہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء رأس کل حول فیقول سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون انتہی ازینجا ایصال ثواب سالانہ ہم ظاہر است پس قریب را زیارت قبر اولی است و متعذر زیارت را ایصال ثواب و حاضری سال بسال بر مقابر کہ عرس عبارت از انست ہم ازینجا است و در مشکوۃ شریف است از محمد بن النعمان برفع حدیث قال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب براً الحدیث وقال اللہ تعالی واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیہ و در روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعای خیر کردن وطعام فرستادن سنت است ازانکہ حضرت رحمۃ عالم صلعم بروز سوم بخانۂ آل جعفر رضی ابن ابی طالب تشریف فرمود و فرزندان جعفر را دلداری نمود و دعای خیر کرد مر ایشان را وطعام فرستاد مدارج النبوت و در کتاب فتاوی ازجندی مؤلف ملا علی قاری روایت است۔

ترجمہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کے مزارات پر ہر برس کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور اسطرح انکو مخاطب کر کے فرماتے کہ سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی تم پر سلامتی ہو جو بسبب اسکے کہ تمنے صبر کیا اور اچھا ہوا آخرت ٹھکانہ۔ اور چاروں خلیفہ بھی بعد آپ کے ایسا ہی کرتے رہے انتہی یعنی تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر۔ یہیں سے سالانہ ثواب پہنچانا بھی ظاہر ہے۔ پس قریب کیلیے زیارت قبر کی اولی ہے۔ اور جو زیارت کو عذر کے سبب نہ جاسکے اُسکو ثواب پہنچانا۔ اور سال بسال مقابر پر حاضر ہونا کہ یہی مراد عرس سے ہے یہیں سے ثابت ہوتا ہے۔ اور مشکوۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان سے ایک حدیث مرفوع ہے۔ کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونو میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اُس کے گناہ بخشدیے جاوینگے اور وہ نیکوکار لکھدیا جاویگا آخر حدیث تک۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیۃ اور یاد کرو اللہ کو کئی دن میں گنتی کے آخر آیت تک۔ اور تیجہ کے روز اہل میت کے گھر جانا اور دعائے خیر کرنا۔ اور کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اسلیے کہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم تیجہ کے دن آل جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادوں کی دلداری کی اور دعائے خیر خاص اُن کے لیے فرمائی اور کھانا بھیجا۔ اور کتاب فتاوی ازجندی میں جو ملا علی قاری صاحب کی تالیف کی ہوئی روایت ہے؛

كان اليومُ الثالثُ عن وفاتِ ابراهيم بنِ محمدٍ صلى الله عليه وسلّم جاءَ ابو ذرٍّ عندَ النبيّ صلى الله عليه وسلم معه لبنُ الناقة وخبزُ الشعيرِ فوضعها عند النبي صلى الله عليه وسلم فقرءِ النبي عليه السلام الفاتحةُ مرّةً وَ سورةَ الاخلاص ثلاث مراتٍ وقرءِ اللهم صل على محمد انت لها اهل وهو لها اهلٌ فرفع يديه ومسح وجهه فامر بابي ذرٍ ان يقسّمها وقال النبي صلى الله عليه وسلم ثوابُ هذه الاطعمة لابني ابراهيم الحديث

س ق[۲۶] با اختلاف بعض الفاظ در ہدیۃ الحرمین ویرین روایت از اوزجندی بست و شش مہر از اکابر علماء حرم شریف یعنی مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً شمردم ازینجا است کہ روز سوم و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع یدین و مسح یرو و تقسیم و اطعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سُنت است و قال اللہ تعالیٰ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ه الآیہ

ترجمہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے[۳] تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنکے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی تھی پس اُسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ ایکبار۔ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھا اور یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ پڑھی۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونو ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اسکو تقسیم کردے۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کے لیے ہے تا آخر حدیث۔ اور یہی حدیث ہدیۃ الحرمین میں بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اسی روایت اوزجندی پر (حضرت مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں) کہ میں نے چھبیس[۲۶] مہریں بڑے بڑے علمائے حرم شریف یعنی مکہ معظمہ کی اللہ تعالیٰ اسکی شرافت اور عظمت کو زیادہ کرے۔ شمار کی ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا۔ اور دونو ہاتھ اُٹھانا۔ اور اُن کا منہ پر پھیرنا۔ اور کھانے کا تقسیم کرنا۔ اور کھلانا۔ اور ہر قسم کی عبادت مالی و بدنی کا ثواب پہنچانا سب سُنت ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج رکوع دہم میں وافعلوا الخير لعلكم تفلحون الآیہ یعنی اور خیر کرو شاید تمکو فلاح ملے

بعموم زمان و مخیّر و مخیّر لہ و خیر و فلاح مخیّر و مخیّر لہ **ش** باید دانست کہ عموم خیر شامل است عبادت مالی و بدنی و روحی را و عموم مفعول شامل است نفس خود و غیر خود را از احیاء و اموات چہ اصابت خیر بہر دو ثابت **م** پس تعیین روز دہم و بستم وغیرہ برائی خیر کہ شامل عموم است حسن است و آخرج انس بن مالک رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ الاولیٰ عسیرۃ علی المیۃ فتصدقوا لہ و ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیّت سبعۃ ایام وقیل اربعین فان المیت یتشوّق الیٰ بیتہ الحدیث باید دانست تصدّقوا عام است از روی مخاطب و صدقہ و متصدَّق لہ و زمان بدلالۃ عموم میّت و اربعین اولیٰ است از سبعہ و زیادت برین ممنوع نیست کہ از تطوّع است

ترجمہ اس آیت شریف سے عموم زمان اور عموم مخیّر و مخیّر لہ اور عموم خیر و فلاح مخیر و مخیّر لہ یعنی جو کچھ خیرات کریں اور جس کے لیے خیرات کریں اور خیرات کرنیوالے کا عام ہونا ہر وقت میں ثابت ہے۔ اور معلوم ہو کہ عموم خیر عبادت مالی و بدنی اور روحی کو شامل ہے۔ اور مفعول کا عموم شامل ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو خواہ زندے ہوں یا خواہ مُردے کیونکہ خیر کا پہنچانا دونوں کے واسطے ثابت ہے۔ مطلب یہ کہ اس آیت شریف میں خیر کیلیے قید وقت نہ ہونے سے بسبب عام ہونے وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا۔ اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنیوالا جسکے لیے خیرات کی جاوے انکی بھی بغیر قید بالعموم ثابت ہونے سے یہ بھی سب عام ہوئی لہذا ہر قسم کی خیرات خواہ مالی ہو یا جسم سے یا روح سے ہر شخص کیواسطے خواہ کوئی ہو آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتیٰ ہر وقت میں سبکو شامل ہے کیونکہ عموم زمان و مخیِر و مخیَّر لہ اور عموم خیر و فلاح اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور اس خیر کے ثمرہ اور فلاح میں بھی وہی عموم موجود ہے پس میّت کیواسطے دسویں بیسویں وغیرہ کی تعیین یعنی ان تاریخوں کو مقرر کرکے انمیں خیر کرنا بسبب اسکے کہ اسی عموم میں یہ بھی شامل ہیں حسن ہے اور اچھا فعل ہے اور حدیث کے موافق ہے جیسا حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلی رات میّت پر سخت دشوار ہے پس اُسکے لیے صدقہ دو اور لائق ہے کہ میّت کے لیے صدقہ کی مواظبت کرو یعنی صدقہ برابر جاری رکھو سات دن اور کہا گیا چالیس دن کیونکہ میّت اپنے گھر کیطرف مشتاق ہوتی ہے تا آخر حدیث۔ معلوم ہو کہ اس حدیث شریف میں لفظ تَصَدَّقُوا یعنی صدقہ دو عام ہے اس راہ سے کہ مخاطب عام ہے کیونکہ مفعول اول اسکا بوجہ توسع مذکور نہیں ہوا۔ اور مفعول ثانی یعنی میّت کے عام ہونے کے سبب صدقہ اور جسکے لیے صدقہ دیں اور اُسکا وقت بھی عام ہوا کیونکہ فعل تَصَدَّقُوا کا متعدی بمفاعیل ہے انکا مذکور نہونا بغرض توسع ہر ایک کے عموم پر دلیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ہر میّت کے لیے ہر قسم کا صدقہ ہر وقت دینا درست ہے۔ اور بہ نسبت سات کے چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولیٰ ہے۔ اور اسپر زیادہ کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تطوع ہے یعنی شوق عبادت زائدہ

ہر قسم کی خیرات ہر وقت کرنا درست ہے

تیجا، دسواں، چالیسواں، ششماہی وغیرہ اچھا فعل ہے

ش ہے بینی کہ زیادت عبادت نافلہ بر فرض و واجب از تطوع است و قال سبحانہ فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ **م** ازینجا است کہ چہل روز متصل تصدق کردہ باشد از ہرچہ تواند **ش** از عبادت مالی و بدنی و روحی ہمانا کہ موافق کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون است **م** و مواظبت ترک روزی از اربعین نخواہد پس بروز سوم و دہم و بستم و چہلم بازیادت صدقہ نیز کہ در ضمن اربعین است و ششماہی و سالانہ نیز کہ در ضمن عموم تصدق است و نیست درینہا مگر زیادت صدقہ ثواب کہ مراد است و زیادت ممنوع نیست کہ در معنی تطوع خیر است و درین تعیین حکمتی است کہ بمقتضای من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا چلۂ دیگر حاصل میشود و نیز حکمتی دیگر ہم باشد واللہ تعالی اعلم **ش** در ریاض المقاصد ہست کہ در جامع الفقہ از مجموع الروایات است اما اگر کسی از ملک خود طعام مسکین و خلق رامی خوراند بی شبہ حلال است زیراکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ عنہ سوم روز و دہم روز و بستم روز و چہلم روز و ششماہی و سالانہ طعام دادہ و صحابہ نیز

ترجمہ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ سوائے فرض اور واجب کے نفل عبادت کی زیادتی تطوع میں شامل ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقر کے تیئسویں رکوع میں فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ یعنی پھر جو شوق ہی نیکی کرے تو وہ نیکی اسکے لیے بہتر ہے۔ پس شوق خیر کا زیادتی کے ساتھ اولی ہوگا خیر کے کم ہوتے سے کہ ہمیں کرنیوالا کا نفع ہے لہذا صدقہ چالیس دن کا بہ نسبت سات دن کے بہتر اور اولی ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برابر چالیس روز تک مالی و بدنی و روحی عبادت میں جس چیز سے ہوسکے میت کے لیے تصدق اور خیرات کرتا رہے کہ بعینہ یہ آیت کریمہ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ کے حکم کے موافق ہے۔ اور لگاتار چالیس میں سے ایکدن بھی ترک نہ کرے۔ پس تیجہ اور دسواں و بیسواں و چہلم بھی اسی چالیس دن کے ضمن میں ہیں کہ انہیں اور زیادہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور ششماہی اور سالانہ کہ یہ بھی عموم تصدق کے ضمن میں آگیا پس ان سب میں بجز ثواب زیادہ ہونیکے کہ اصل مراد یہی ہے اور کیا ہے اور ایسی زیادتی جس کا مطلب تطوع خیر یعنی شوق خیر ہو ممنوع نہیں۔ اور اس تعیین و تخصیص میں ایک حکمت ہے کہ موافق حکم اس آیت کریمہ کے کہ سورۂ انعام کے رکوع بیس میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا یعنی جنے ایک نیکی کی تو اسکے لیے اس جیسی دس اور ہونگی۔ ایک چلہ اور حاصل ہوجاتا ہے۔ اور سوائے اسکے اور بھی کوئی حکمت ہو واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ اور ریاض المقاصد میں مذکور ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے نقل کرکے اسطرح لکھا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ملک سے کھانا کرکے اور مخلوق کو کھلائے بے شبہ حلال ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روح پر تیجہ اور دسویں اور بیسویں اور چہلم کے روز اور چھ ماہی اور برسی کا کھانا دیا۔ اور صحابہ رض نے بھی

تیجہ و چہلم وغیرہ کا تطوع میں شامل ہونا — بعض عبادت و خیرات کے ایام کی تعیین و زیادت کا جواز

ہمچنیں کردند وہرکہ ازیں منکر باشد او از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم منکر باشد انتہیٰ ازینجا است کہ سوم وغیرہ سُنّت است ھ وتخصیص صدقہ برائے اموات لشب جمعہ وعیدین وشب برأت ازینجا است کہ درجامع الروایات فارسی از دستور القضات حدیثاً عنہ صلعم نقل کردہ کہ ارواح مومنان می آیند درشب جمعہ پس استادہ شوند بخانۂ فانی پس ندا میکنند ہریکے بآواز حزیں یا اھلی و اولادی و اقربائی بمہربانی کنید برمن چیزے صدقہ ش فی دستور القضات من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم ثم ینادی کل واحد منہم بصوت حزین یا اھلی و اولادی و اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا وقلۃ حیلتنا فی قبر ضیق وسجن وثیق وغم طویل وبغیر شدید وقد کان ھذا المال الذی فی اید یکم فی ایدینا لو ینفق فی طاعۃ اللہ تعالیٰ لم یسئل منہ شیئاً وانتم تاکلون وتشربون ونحن نحاسب ونعذب فان اعطفوا رضوا بالصدقۃ ودعوا لھم بالبرکۃ

ترجمہ اسی طرح کیا۔ جو شخص اسکا منکر ہوگا پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر ہوگا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ تیجہ وغیرہ سُنّت ہے۔ اور صدقہ اموات کے واسطے خاص جمعہ کی رات اور عیدین کی راتوں اور شب برات میں کرنا یہاں سے ہے جو کتاب جامع الروایات فارسی میں کتاب دستور القضات سے بطور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں جمعہ کی رات میں آتی ہیں اور فانی گھر میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میری اہل اور اولاد اور میرے قرابتیو مجھپر صدقہ کرو۔ جیسا دستور القضات میں فتاوی نسفیہ سے اسطرح منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک انمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میرے اہل یعنی گھر والو اور میری اولاد یعنی بچو اور میرے قرابتیو یعنی رشتہ دارو ہمپر صدقہ سے مہربانی کرو اور ہمکو یاد کرو اور ہمیں نہ بھولو اور ہماری غربت اور حیلہ اور اسباب کی قلت کی حالت میں ہمپر رحم کرو کہ ہم تنگئے قبر اور سخت قید میں اور بڑے غم اور سخت محتاجگی میں ہیں حالانکہ یہ مال جو تمھاری قبضہ میں ہے ہمارے قبضہ میں تھا۔ اگر خدا کی بندگی میں خرچ کیا جاتا تو ہم اسکی بابت کچھ پوچھے نہیں جاتے اور تم کھاتے پیتے ہو اور ہمپر حساب اور عذاب ہے پھر اگر وہ مہربانی کرکے خرچ کرتے ہیں تو صدقہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور انکے لیے دعائے برکت کرتے ہیں +

والا فیرجعون منھم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین اللھم اقنطھم من الرحمۃ کما اقنطوا من الدعاء والصدقۃ ٭ وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء ولیلۃ نصف من شعبان یاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتھم فیقولون ھکذا ام واز شرح امالی حدیثاً عنہ صلعم کہ ارواح مسلمان دہ سال ہر روز و دہ سال در شبہائے جمعہ و دہ سال در شبہائے عیدین می آیند و بروایتی بعد سی سال تا قیامت در شب برأت و ہر شب جمعہ می آیند وھو الصحیح و باید دانست تخصیص امری است کہ اگر گذاشتہ شود تخصیصی دیگر ناگزیر است تا آنکہ عدم تخصیص ہم تخصیص است و در تحرز از تخصیص امر وافعلوا الخیر متروک مطلق شود والبتہ توقف اصابت ثواب در تخصیص و عدم اصابتش در غیرش باطل است و ہمچنیں جائز است مصافحہ و معانقہ بروز جمعہ و عیدین کہ دریں زمان مروج است

ترجمہ نہیں تو اُن کے پاس سے غمگین روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک اُنمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے ای اللہ انکو رحمۃ سے نا اُمید کر جیسا انھوں نے مجھے دعاء اور صدقہ سے نا اُمید کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرماتے تھے جب عید کا دن یا جمعہ کا دن یا عاشورہ کا دن ہوتا ہی یا نصف شعبان کی رات یعنی شب برات ہوتی ہے تو مردونکی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ایسا ایسا یعنی جیسا اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔
اور جامع الروایات میں ایک اور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرح امالی سے نقل کی ہے کہ مسلمان روحیں دس برس تک ہر روز اور دس برس جمعہ کی راتوں میں اور دس برس عیدین کی راتوں میں آتی ہیں اور ایک روایت میں ہی کہ تیس برس کے بعد قیامت تک شب برات میں اور ہر جمعہ کی رات میں آتی رہتی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ تخصیص ایسی بات ہی کہ اگر چھوڑ دی جاوی تو ایک دوسری تخصیص سے چارہ نہ ہوگا یہاں تک کہ عدم تخصیص بھی تخصیص ہے۔ اور تخصیص سے بچنے میں وَافْعَلُوا الْخَیْرَ یعنی خیر کرنے کا حکم بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ ثواب کا پہنچانا صرف تخصیص میں موقوف ہو اور غیر تخصیص میں ثواب نہ پہنچا سکتے ہوں البتہ باطل ہی اور ایسی ہی مصافحہ اور معانقہ یعنی ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جمعہ اور عیدین کے دن جیسا اسوقت میں رواج ہے جائز ہے ٭

نہ توقف نیل ثواب بہ تخصیص جمعہ و عیدین بہ نفی جوازش بروزِ دیگر و نیز آمدن اقربا و احبا بخانہ اہل ماتم بنا بر ادائی حق العبد لازم اجتماع ناگزیر است و سبب زیادت اسباب مغفرت بکلمہ و کلام شریف و اطعام و اطعمہ لطیف خصوصًا بروز سوم کہ روز اتمام ماتم است و نفس اجتماع غیر ممنوع و لوجہہ تعالیٰ عین مشروع و نفی این ثابت نتواند شد پس اجتماع موجب خیر در حق زندہ و مردہ تواند شد **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص زمانی و اجتماع بدعت است **ہم** پس تخصیص تاریخ رحلت صلحا برائے ایصال ثواب بایشاں اولیٰ است چہ آں روز رحمۃ در حق ایشان است وہم در حق متعلقات شاں چنانکہ وقت ولادت سعید سعد است لنفسہ وہم لغیرہ چہ نمیدانی کہ وقت ولادت باسعادت و کرامۃ و رحمۃ حضرت رحمۃ للعالمین مکرم ترین اوقات بکرامۃ کلی بوجہ سببیت وجود خیرات کلہا است و ہمچنین وقت مواصلت بحکم آنکہ فرمود صلعم

ترجمہ نہ یہ کہ اُسکا ثواب پانا جمعہ اور عیدین کی تخصیص پر موقوف ہو اور دوسرے دنوں میں اُسکے جواز کی نفی ہو یعنی اور دنوں میں مصافحہ اور معانقہ کرنے سے ثواب نہ ملتا ہو سو ایسا نہیں ہے۔ اور قرابتیوں اور دوستوں کا پُرسا کے لیے اہل ماتم اور میت والوں کے گھر حق العبد کے ادا کرنیکی غرض سے آنا بھی ناچار لازمی جمع ہونا ہے۔ اور اس اجتماع سے اور بھی اسباب مغفرت کے پیدا ہو جاتے ہیں بسبب ذکر کلمہ اور کلام شریف کے اور لطیف کھانوں کے کھلانے سے خصوصًا تیجہ کے دن کہ اتمام ماتم یعنی ماتم کے ختم کرنیکا دن ہے۔ اور نفس اجتماع یعنی جس کا نام جمع ہونا ہو کوئی منع نہیں کہ اُسکو ممنوع قرار دیں بلکہ غیر ممنوع ہے جب نفس اجتماع غیر ممنوع ہے تو لوجہ اللہ یعنی خدا کی وجہ میں عین مشروع ہوگا یعنی بالکل موافق شرع کے کہا جائیگا۔ اور اس ثابت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ پس اجتماع زندہ و مردہ دونوں کے حق میں خیر کا سبب ہو سکتا ہے **تنبیہ** یہیں سے اسکا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا کہ وقت کی تخصیص اور اجتماع بدعۃ ہے۔ پس صلحاء کی تاریخ رحلت کو اُن کے ایصال ثواب کے واسطے خاص کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ روز انکے حق میں رحمت ہے اور اُن کے متعلقات کے حق میں بھی جیسا نیکبخت کے پیدا ہونے کا دن خاص اُسکے نفس کے لیے بھی اچھا ہے اور اُسکے غیر کے لیے بھی اچھا اسلیے کہ ولادت سعید سعد ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا وقت سعادت اور کرامت اور رحمت میں کرامتہ کے سبب تمام وقتوں سے مکرم ترین ہے کیونکہ وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سراسر سبب خیرات ہے اسی طرح وقت وصال شریف بھی ہمہ وجوہ خیر و بہتر ہے موافق حکم اس حدیث شریف کے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

جواز اجتماع ... (حاشیہ) [illegible]

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم ۔ و الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

پس نسبتہ بخواص منفی از عموم ش اے منع عام م یا نسبتہ بعوام منفی از خصوص ش

ای منع مخصوص برائے عوام م دریں تخصیص اگر پیش آرند فہو المقبول و الّا لامحذور

فی المراد ش در مجموع الروایات ست اذا اراد ان یتخذ الولیمۃ یتجہد بادراک

یوم موتہ و یحتاط فی الساعۃ التی نقل روحہ فیہا لان الارواح الاموات

یاتون فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعۃ ینبغی ان یطعم الطعام

و یشرب الشراب فی تلک الساعۃ فانہ بذلک یفرح روحہ و ان فیہ

تاثیرا بلیغا ھکذا فی خزانۃ الجلالی و جمع الجوامع عن جلال الدین السیوطی

و قد ذکر بعض المتاخرین من المشائخ المغرب الیوم الذی وصلوا فیہ الی جناب

العزۃ و حظائر القدس یرجی فیہ من الخیر و البرکۃ و الکرامۃ و النورانیۃ

اکثر و اوفر من سائر الایام

ترجمہ حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم یعنی جیسی میری حیات تمھارے لیے خیر ہے ایسی میری موت بھی تمھارے حق میں بہتر ہے

اور فرمایا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے

پس اسی تخصیص میں خواص کی نسبت کہ کوئی خاص منع کہ منع عام سے ہو۔ یا عوام کی نسبت کہ اسی خصوص سے کوئی منع ایسا ہو

کہ وہ عوام کے لیے مخصوص ہو اگر پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ فلاں وجہ میں خواص کے لیے تو منع نہیں آیا بلکہ عام کے لیے منع

آیا ہے تاکہ منع عموم سے منع خاص خواص کے لیے ثابت ہو۔ یا یہ کہ عوام کے لیے تو اسی خصوص سے منع مخصوص ہے اور خواص

کے لیے نہیں ہے تاکہ خصوص سے منع مخصوص عوام کے لیے ثابت ہو۔ تو وہی مقبول ہے حالانکہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جیسا خواص کے

لیے منع تخصیص خاص نہیں عوام کے لیے بھی کوئی منع مخصوص نہیں اگر بیان کریں گے تو وہ مان لیا جائے گا نہیں تو اصل مراد کی اقبال

میں کیا اندیشہ ہے۔ جیسا مجموع الروایات میں ہے کہ۔ جب کوئی آدمی موتی کے ولیمہ مہیا کرنے کا ارادہ کرے تو اُسکی موت کا دن

پانیکی کوشش کرے اور جسوقت میں اُسکی روح نے نقل کی ہے اُس گھڑی کے لیے احتیاط کی جاوے کیونکہ اموات کی روحیں ہر برس

اُسی ساعت میں اُسی جگہ آتی ہیں۔ چاہیے کہ اُسی ساعت میں کھانا کھلائے اور اُسی ساعت میں پانی پلائے اسلیے کہ اس سے میّت کی روح

کو فرحت ہوتی ہے اور بیشک سہیں میت کے حسب حال پوری پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب خزانۂ جلالی میں ہے اور کتاب جمع الجوامع

میں جو حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ملک مغرب کے بعض متاخرین مشائخ سے مذکور ہے

کہ وہ دن جس میں اولیاء اللہ اور صالحین کی روحیں جناب عزت اور حظائر قدس کی طرف واصل ہوئی ہیں اور پہنچگئی ہیں اسی

خاص دن میں اور تمام دنوں سے زیادہ کثرت اور بہت ہی بہتایت سے خیر و برکت اور انورانیت کی اُمید کی جاتی ہے *

وھکذا فی سراج الہدایۃ لمولٰنا سید جلال الدین البخاری وفی حاشیۃ المظہری من ہدایۃ الحرمین ھ پس سفر برائی حضورِ مجالس اعراس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ بنابر منافعِ زیارتِ قبر و تبرک تاریخ رحلت و لقاءِ دیگر صلحاء احسن خواہد شد بجوازِ عمومِ وقت ثابت صحف۔ پس منعِ وقتِ مخصوص مستلزم جوازِ وقت مخصوص است فکیف المنع۔ ونہی فی قولہ صلعم لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ترجمہ نہ بندید کجاوہائے شتران مگر سوئے سہ مسجد یعنی مسجد حرام و مسجد نبی صلعم و مسجد اقصیٰ + مفید تاکید و تخصیص سفر دراز بہ نیل ثواب مخصوص ایں سہ باستثناء انہی از مساجد غیر ایں سہ است زیرا کہ دریں استثناء مفرغ دلالتی بر منقطع نتواند شد مگر بر متصل از نفسِ مستثنیٰ +

ترجمہ اور اسی طرح کتاب سراج الہدایہ میں ہے جو حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی ہے۔ اور حاشیہ مظہری میں بھی ہدیۃ الحرمین سے اسطرح مذکور ہے۔ پس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ کی مجالس عرسوں میں حاضر ہونیکے واسطے سفر کرنا اس غرض سے کہ انکی قبر کی زیارت اور تاریخ رحلت کی برکت حاصل ہو اور وہاں اور صلحاء اور نیک بخت لوگوں کی ملاقات اور زیارت کی منافع اور فائدے حاصل ہوں بسبب جواز عموم وقت کے کہ یہ جواز ثابت ہے اچھا اور نیک فعل ہوگا کیونکہ عموم وقت کا جواز جواز ثابت میں ہے اور اس جواز کا ثبوت مذکور ہو چکا ہے کہ ہر وقت میں خیر کرنا اور خیر سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست ہے تو اس عموم وقت کا جواز ثابت ہوتے ہوئے منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقتِ مخصوص ہوتا ہے یعنی جس وقت مخصوص کی ممانعت کی جائیگی بسبب جواز عموم وقت کے وہی وقت مخصوص جواز کو لازم ہوگا پس ایک ہی خاص وقت میں منع و جواز دونوں مجتمع ہوں یہ اجتماع ضدین کیسے ہو سکتا ہے لہذا عموم وقت کے جواز کے ساتھ جو ثابت ہو چکا ہے منع وقت مخصوص کا کیسے ممکن ہے پس منع کیونکر ہے۔ اب ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کے اس قول میں لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی نہ باندھو اونٹو کے کجاوے مگر تین مسجد وں کی طرف یعنی مسجد حرام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ۔ یہ ممانعت خاص ان تین مساجد کے سوا غیر مساجد کی طرف کو ثواب پانیکی غرض سے سفر دراز کرنیکی ہے۔ کیونکہ یہ ممانعت بطور استثناء کے تاکید وحصر کا فائدہ دیتی ہے جو استثناء کا اصلی مقصود ہے اسلیے کہ اس استثناء میں بسبب مذکور نہ ہونے مستثنیٰ منہ کے کہ مفرغ ہے یعنی ذکر سے فارغ ہے کوئی دلالت اسکے منقطع ہونے پر نہیں ہو سکتی تا ہر قسم کے سفر کی نہی واقع ہو بجز متصل ہونیکے نفس مستثنیٰ سے کہ موجود ہے اسلیے کہ حصر و تحقق موجود و اثبات میں ہوتا ہے نفی میں جو ثابت ہے بالکل منقطع و غیر موجود ہو پس مساجد کہ مستثنیٰ متصل و موجود ہی اسی کا تین میں حصر ہو کر اسی تین کے سفر کی بغرض حصول ثواب تاکید اور باقی مساجد کے سفر کی ان تین کے سوا بسبب حصر نہی و ممانعت ہوئی اور یہی اتصال کی شرط ہے کہ طرفین یعنی مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہوں

لہ متعلقہ صد ۱۳۷ ۳۱ حدیث شریف میں سوا تین مساجد مذکورہ کے اور مسجدوں کے لیے بغرض نیل ثواب سفر دراز کرنیکی ممانعت ہے نہ ہر سفر کی +

مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الخ

جواز زیارت قبور اولیاء کا و ماہ وی ... اور اس ... سفر ...

ثبوت جواز عموم اور منع مخصوص ... اجتماع ضدین لا حق +

بیان تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد +

ازانجا کہ سفر بضرورتِ حج وزیارتِ نبی صلعم وتحصیل علم دین ظاہر وباطن وجہاد وزیارت استاد ومرشد طریقت ووالدین گو در عالمِ برزخ باشند ودیگر مصالح عادیہ بتفاوتِ مراتب ثابت ومحمود ہست کما قال سبحانہ اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ بعموم السیاحۃ بالخیر س تفسیر معنی سائحون واطمینان از مشوشاتِ اختلاف از تفسیر کبیر تواں یافت م پس نہی باستثناءِ منقطع راست نیاید فیا ربِّ مَالِھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ اَنْ یَفْقَھُوْ حَدِیْثًا س فی العینی من احسن محامل ھذا الحدیث بان یکون المراد منہ حکم المساجد فقط وانہ لا تشد الرحال الی مسجد من المساجد غیر ھذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب العلم وفی التجارۃ وزیارۃ الصالحین والمشاھدۃ وزیارت الاخوان ونحو ذلک فلیس فی النہی انتہی من ھدیۃ الحرمین م ونیز ایصال نفع اعمال از فرض وواجب وسنت مالی وبدنی ودعائی برای غیر عامل اگرچہ از گزشتہ باشد

ترجمہ کیونکہ ضرورت حج اور زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحصیل علم دین ظاہر وباطن اور جہاد اور زیارت استاد اور مرشد طریقت اور والدین اگرچہ عالم برزخ یعنی قبروں میں ہوں اور اور مصالح عادیہ یعنی ضروری کاموں کی غرض سے سفر کرنا حسب ترتیب تفاوتِ مراتب ثابت اور محمود ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ ای السائرون یعنی سیاحت کرنیوالے مراد یہ کہ عام طور پر سیر وسفر کرنیوالے کہ خیر کے لیے ہوں کیونکہ یہاں سیاحت عام ہے جبکہ خیر کی وجہ میں ہو۔ اور معنی سائحون کی تفسیر اور اسکے اختلافی جھگڑوں سے اطمینان حاصل کرنا ہو تو تفسیر کبیر دیکھیے۔ پس حدیث مذکورہ میں استثناءِ منقطع سے نہی وممانعت صحیح نہیں آتی فیا ربِّ مَالِھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ اَنْ یَفْقَھُوْ حَدِیْثًا یعنی پس اے میرے رب اس قوم کو کیا ہوگیا ہے کہ حدیث سمجھنے کی بھی فہم نہیں رکھتی۔ چنانچہ شرح عینی میں اس حدیث کو بہت عمدہ معنی پر محمول کیا ہے کہ ہدیۃ الحرمین سے منقول ہے یہ کہ مراد حدیث سے فقط حکم مساجد ہی اور وہ یہ ہے کہ تم اونٹوں کے کجاوے مسجد ہیں سے کسی مسجد کی طرف نہ باندھو سوائے ان تین کے۔ ولیکن مسجدوں کی علاوہ دوسرے مقاصد کے لیے کجاوے اونٹوں کے کس کر سفر کرنا طلب علم میں اور تجارت میں اور زیارت صالحین اور مشاہد یعنی زیارت قبور کے لیے اور زیارت برادرانِ دین اور ایسے ہی اور کاموں کی غرض سے پس یہ مقاصد اس نہی میں نہیں ہیں جسکی حدیث میں ممانعت ہی۔ اور ایسی ہی نفع اعمال کا کہ فرض وواجب اور سنت ونفل مالی وبدنی کسی قسم کے ہوں ایسی غیر عامل کو پہنچانا کہ جاہے وہ گذرا ہوا ہو

یا موجود یا آیندہ می شود کما فی قولہ تعالیٰ حکایتا عن نوح علی نبینا وعلیہ السلام رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط از مومنین و مومنات امتہ مرحومہ مراد است وَامَرَ اِلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِہٖ صلعم مع اشتراک مع غیرہ صلعم وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثابت است وبفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم عید الاضحیٰ فلما انصرف اُتی بکبش فذبحہ فقال بسم اللہ اللہ اکبر اللھم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی ش مِنْ اُمَّتِی عام است از گزشتہ و موجود و آیندہ کہ از امتش ہستند صلعم

ترجمہ یا موجود ہو یا ہنوز موجود نہ ہوا ہو بلکہ آیندہ آنیوالا ہو پہنچتا ہے اور ایصال دعا بھی کہ وہ غیر عامل کے لیے غیر عامل کو پہنچتی ہے یعنی ہر قسم کی عبادت مشروعہ کا ثواب کسی ایسے کو کہ اُس نے نہ کی ہو مردہ زندہ آیندہ ہر ایک کے لیے پہنچانے سے پہنچتا ہے۔ اور دعا بھی کہ ایسے شخص کے متعلق ہو پہنچتی ہے۔ جیسا خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت سورۂ نوح کے آخر میں حکایت کر کے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط یعنی اے رب مجھکو اور میرے ماباپ کو اور جو کوئی مومن میرے گھر میں داخل ہو اُسکو اور سب مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو بخشدے۔ مومنین اور مومنات سے یہاں امتہ مرحومہ محمدیہ کے مومن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ اور سورۂ محمد کے دوسرے رکوع میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حکم کر کے اور آپکی ہمراہ آپ کے سوا اوروں کو شریک کر کے اس قسم کی دعا کرنیکو ایصال غیر عامل کے لیے حکمًا ثابت کر دیا خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ یا آیندہ چنانچہ فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی اے حبیب ہمارے آپ مغفرت طلب کیجیے خاص اپنے ذنب کیواسطے اور مومنین اور مومنات کے گناہ کے لیے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے کہ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت جابر رضؓ نے میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الضحیٰ کی پھر جب لوٹے نماز سے رسول کریمؐ۔ ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے اُسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے ہے جسنے میری اُمۃ میں سے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس حدیث میں مِنْ اُمَّتِی کا لفظ تمام اُمت کو شامل ہے اسلیے کہ عام ہے یعنی میری اُمۃ سے آپکی اُمۃ گذشتہ اور موجود اور آیندہ سب مراد ہے

وآز احیاء باموات بہ نماز جنازہ کہ فرض کفایہ است و آز اموات باحیاء بہمہ گر لقولہ علیہ السلام من دخل المقابر ثم قرء فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ماقرءت من کلامک لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء الی اللہ تعالیٰ ؞ لفظ کانوا دلالت میکند بر تحقق فعل در زمان حال و مستقبل از شفعاء والا شفاعت در زمان ماضی لامعنی لہا است وآیں اشفاع عام الوجوہ مخصص بالوجہ دلالۃ لفظی از حدیث شریف نتواند شد بل نظر بتائیدات مثبت مدعا اشفاع عام الوجوہ را توسع از اہل عالم روح وشہود وبرزخ وآخرت بہمہ گر باخلاف عالم تواند شد

ترجمہ اور زندوں سے مُردوں کو اعمال کا نفع حاصل کرنا جیسا نماز جنازہ میں کہ فرض کفایہ ہے جس میں عامل کا عمل غیر عامل کے لیے کفایت کرتا ہے ظاہر ہے اور مُردوں سے زندوں کو اُن کے آپس میں حضور علیہ السلام کے فرمانیکے سبب سے یعنی جو کوئی گورستان میں داخل ہوا پھر اُسنے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قل ہو اللہ احد اور سورۂ الھکم التکاثر پھر کہا تحقیق میںنے جو کچھ تیرے کلام سے پڑھا اسکا ثواب میں نے اس گورستان کے تمام مومنین اور مومنات کے لیے کردیا تو وہ سب اہل مقابر اللہ تعالیٰ کی طرف اُس پڑھنے والے کے لیے شفیع ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں لفظ کانُوا جو ماضی ہے تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے اور لفظ شفعاء سے وقوع اس فعل کا زمانۂ حال و استقبال دونوں کے لیے دلیل ہے ورنہ شفاعت زمانہ ماضی میں ایسی بات ہے جسکے لیے کچھ معنیٰ نہیں یعنی ایک بےمعنی بات ہے۔ اور یہ شفاعت کرنا کہ ہر وجہ میں عام ہے اس حدیث شریف کے کسی لفظ کی دلالت سے کسی وجہ میں خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُن تائیدوں پر نظر کرکے جو مدعا ثابت کر رہی ہیں اس اشفاع عام الوجوہ کو توسع ہو سکتا ہے ہر ایک کے لیے آپس میں عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ اور عالم آخرت کے رہنے والوں سے باوصف ان کے خلاف عالم ہونے کے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کانُوا شُفَعَاء سے یعنی شفیع ہوں گے ایک تو تحقق شفاعت پر زمانہ موجود کے لوگوں اور آنے والوں کے لیے دلالت ہوتی ہے۔ دوسرے جبکہ اس سے ہر طرح کی عام شفاعت کرنا پایا جا رہا ہے تو اس کا کسی خاص وجہ کی شفاعت کے لیے بغیر دلیل مخصوص کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث کا کوئی لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ جب ہم ہماری مدعا کی ثابت کرنیوالی تائیدات کو دیکھتے ہیں تو ہمکو ہر عالم والوں کے لیے کہ عالم روح ہو یا شہود عالم برزخ ہو یا آخرۃ انہیں ہر ہر ایک کو ہر ایک کیلیے آپس میں باوصف خلاف ہونے عالم کے شفاعۃ کا توسع ثابت ہو سکتا ہے

تنبیہ از ینجا است جواز خواندنِ قرآن مجید بر قبور و شعور مقبور بزائر و باید دانست کہ انفاع و انتفاع ہمدگر از عالمِ شہود و آخرت و برزخ کہ مشترک بعالم شہود و آخرت است مصرح مذکور است و انتفاع عالم شہود از عالمِ روح از روح مبارک صلعم و بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رض بملاحظۂ کتب سیر انبیاء و اولیاء عیاں خواہد شد چنانکہ استعانت و توسلِ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بروح مبارک صلعم و توسلِ حضرت آدم عم بروح مبارک صلعم و دلیلی بر نفیِ افادتِ اختیاری حاصل نتواند شد مگر بر اثباتِ افادتِ اختیاری و اضطراری و اگر باشد فلا عذر فیہ واللہُ تعالیٰ اعلمُ و از اموات باموات لقولہ علیہ السلام اذا مات لاحدکم المیتُ فاحسِنوا کفنہ و عجّلوا انجازَ وصیتہ واعمقوا لہ فی قبرہ وجنّبوہ جارَ السوء قیل یا رسول اللہ ھل ینفع الجارُ الصالحُ فی الاٰخرۃ قال ھل ینفع فی الدنیا

ترجمہ تنبیہ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اور صاحب قبر کا اسکی زیارت کرنے والے سے آگاہ ہونے کا جواز بھی ثابت ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ نفع پہنچانا اور نفع اٹھانا آپس میں عالم شہود و آخرت سے اور عالم برزخ سے جو عالم شہود و آخرت دونوں سے مشترک ہے یہ تو صراحتہ سے مذکور ہے۔ رہا نفع پانا عالم شہود کا عالم روح سے خاصکر روح مبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم سے یہ کتب سیر انبیا اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ مدد لینا اور وسیلہ کرنا انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور وسیلہ اختیار کرنا آدم علیہ السلام کا روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس اختیاری فائدہ پہنچانے کی نفی پر کوئی دلیل نہیں حاصل ہوسکتی یعنی یہ کہ کوئی کسیکو اپنے اختیار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہو اسپر کوئی دلیل نہیں بلکہ اسکے اختیاری اور اضطراری فائدہ پہنچانے کے اثبات پر دلائل مل سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی دلیل ہو تو اس میں عذر نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور خدائے برتر ہی بہتر جانتا ہے۔ اور اعمال کا نفع مردوں سے مردوں کو پہنچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی جاوے تو اسکو کفن اچھا دو اور اسکی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور اسکی قبر گہری کھود دو اور برے پڑوسی سے اسے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا پڑوسی نیکبخت آخرۃ میں نفع دیتا ہے فرمایا کیا دنیا میں نفع دیتا ہے

تفسیر کریمہ کل نفس بما کسبت رہینۃ وان لیس للانسان الا ما سعی

قالوا نعم قال کذلک ینفع فی الاخرۃ ۔ و مفہوم کل نفس بما کسبت رہینۃ و
وان لیس للانسان الا ما سعی ۔ و ما مثل ہذا در حالت تعمیم نسبتہ بمومن و کافر معارضتہ
بآں **ش** ای بآنچہ مذکور شد از اصابۃ ثواب بعمل غیر **ھ** نمیکند چہ این سخن در وجہ استحقاق
جزا لعمل سیئہ است عدلاً کہ نفی عفو و مغفرت و جزای بہتر از عمل حسنہ مثبت بہ فضلا بدلالۃ
یغفر لمن یشاء و من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا نتواند کرد نہ لعمل غیر **ش** ای
سخن نہ لعمل غیر است **ھ** و نفی بعض منع ثبوت بعض نمیکند ہمچو عکس این **ش** اے
چنانکہ اثبات بعض نفی بعض نمیاند و عطف این جملہ بر جملہ است بطور دلیل دعوی ہم

علہ دلیل اول یعنی کہ نفی عفو و مغفرت مثبت بہ الخ **ھ**

بیان تفسیر کریمہ کل نفس بما کسبت رہینۃ وان لیس للانسان الا ما سعی

ترجمہ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا ایسا ہی آخرۃ میں نفع دیتا ہے ۔ اور مفہوم آیات کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ
رَہِیْنَۃٌ جو سورۂ مدثر کے رکوع دوسرے میں ہے ۔ یعنی ہر نفس بسبب اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا گرو ہے ۔ اور کریمہ
اَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی جو سورۂ نجم کے آخر رکوع میں ہے ۔ یعنی ۔ یہ کہ نہیں ہے انسان کے واسطے مگر
وہی جو اُس نے سعی کی ۔ اور ایسی ہی اور آیتیں جنکا مفہوم حالت تعمیم میں مومن اور کافر کی نسبت ہوتا ہو وہ
اُن ثبوتوں کی معارضت نہیں کرتا ہے جو غیر کے عمل سے ثواب پہنچانیکے بارہ میں مذکور ہو چکے ہیں ۔ پس یہ اور اسی
قسم کی آیات اُن ثبوتوں کی عارض اور مانع اور حارج نہیں ۔ اسلیے کہ یہ کلام یعنی مفہوم آیات مذکورہ اس استحقاق جزا کی وجہ میں
ہے جو بُرے عمل کی نسبت براہ عدل ہے پس یہ وجہ استحقاق کہ عامل کے عمل بد کی جزا بنا بر عدل ہے یہ اُس عفو و مغفرت اور
جزائے بہتر نیک عمل کی جو مثبت بہ بنا بر فضل ہے نفی نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عمل بد کا بدلہ جیسا عدل پر ہے اسی طرح عفو و مغفرت
اور بدلہ نیک عمل کا بہتر ملنا بہ خدا کے فضل سے ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے اور اسپر یہ آیتیں دلالت کر رہی ہیں یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ
کہ سورۂ بقر کے آخر میں ہے یعنی جسے چاہتا ہے وہ بخشتا ہے ۔ اور سورۂ قصص کے آخر رکوع میں یہ کریمہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ
فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا یعنی جو کوئی نیکی لایا پس اُس نیکی کا عوض اسکے لیے اُس سے بہتر ہے ۔ اور یہ کلام یعنی مفہوم آیات کسب و سعی
عمل غیر کی وجہ میں نہیں ہے جو اصابت ثواب کی نسبت مانع و معارض ہو حالانکہ مفہوم آیات مذکورہ بنا بر عدل ہی عمل بد کی استحقاق
جزا میں ۔ اور ثواب کا ملنا اور عفو و مغفرت وغیرہ از راہ فضل ہے پس جو کلام بنا بر عدل استحقاق جزائے بد میں ہو وہ عمل غیر کے
اصابت ثواب وغیرہ کے جو فضل حق کی وجہ میں ہے کیسے نفی کر سکتا ہے ۔ اور نفی بعض کی بعض کے ثبوت کا منع نہیں کرتی اسی طرح
اسکا عکس یعنی اثبات بعض کا بعض کی نفی نہیں کرتا ہے ۔ حاصل یہ کہ وجہ استحقاق سزا کہ عمل بد کے سبب براہ عدل آیات مذکورہ کسب و سعی
سے ثابت ہے اسمیں اسی بعض وجہ استحقاق سزا کا ثبوت ہے ۔ یہ ثبوت بعض اُس عفو و مغفرت وغیرہ ثواب عمل غیر کی نفی نہیں کر سکتا کہ اسکا اثبات
براہ فضل دوسری آیات مابعد سے ہو رہا ہے جیسا مصنف کتاب رحمہ اللہ کا اسکے دلیل دعوی کو بطور عطف جملہ بر جملہ کرکے بیان کرنا ظاہر کر رہا ہے اور نیز یہ کاف

بدانکہ مَا سَعٰی و مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحۃ نفس عمل است و تحقق در نیت صحتی است کہ موقوف جزای اُخروی بآنست و آں مقصود ما موصولہ است کہ متغایر و متاخر نیت صحۃ نفس عمل است بدلالۃ مفعولیۃ ما موصولہ مر فعل بعد خویش را یعنی لوجہ اللہ تعالیٰ یا لغیرہ تعالیٰ پس ہر عمل رجوع میکند بنفس عامل در وجہ استحقاق جزای اُخروی نہ استحقاق بایراد غیر جزای مذکور کہ خارج از بحث مقصود است۔ اکنوں کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ را در تفسیر کریمہ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ الآیہ مخصوص مومنین بسوق کلام سابق و لاحق وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا را در تفسیر کریمہ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَكُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ

بیان نیت صحیحہ ۱۲

بیان نیت صحیحہ مع متعلقاتش ۱۲

ترجمہ اور معلوم ہو کہ آیات مذکورہ میں لفظ مَا سَعٰی اور مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحت نفس عمل ہے یعنی مراد سعی و کسب سے وہ عمل ہے جو نفس عمل کی صحت کی نیت کے ساتھ ہو یعنی ایسی نیت سے عمل کیا ہو کہ اُس سے عمل کی صحت ہوتی ہو۔ اور کلام جس نیت میں واقع ہوا ہے اُس سے نفس عمل کی صحت مراد نہیں ہے بلکہ وہ صحت مراد ہے جس پر آخرت کا بدلہ موقوف ہو۔ اور یہی مَا موصولہ کا مقصود ہے جو مَا کَسَبَتْ اور مَا سَعٰی میں آیا ہے۔ اور یہ نیت صحت جزائے اُخروی اُس نیت سے متغایر اور متاخر ہے جو نیت صحت عمل کی ہے اس دلیل سے کہ مَا موصولہ خاص اپنے مابعد فعل کا مفعول ہوتا ہے خواہ وہ فعل خدا کی وجہ میں ہو یا غیر خدا کی وجہ میں۔ پس ہر عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے اسی وجہ میں استحقاق جزائے اُخروی ہے نہ اُس استحقاق میں جو جزائے مذکور کے غیر مراد ہو کہ یہ امر بحث مقصود سے خارج ہے کیونکہ آیات کسب وسعی میں عامل کے اُسی عمل کا بیان ہے جسمیں استحقاق جزائے اُخروی ہے پس یہی عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرے گا نہ وہ جو اس جزائے مذکور کے علاوہ کہ غیر ارادہ کیا جاتا ہے حالانکہ باعتبار شانِ نزول یہ آیات مخصوص کفار کے لیے ہیں جیسا عنقریب بیان ہوگا۔ اب آیت کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیت کریمہ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ الآیہ کی تفسیر میں جو سورہ طور کے اول رکوع میں ہے کہنا چاہیے کہ باعتبار سوق کلام سابق ولاحق مخصوص مومنین کے لیے ہے اور آیۃ کریمہ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا کو جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیۃ کریمہ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کہ سورہ نجم کے دوم رکوع میں ہے اور كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ کہ سورہ مدثر کے دوم رکوع میں ہے

مخصوص کا قرین نظم عبارت سابق و لاحق تواں گفت نہ اینکہ ش این نفی در مقابلۂ ثبوت معنی ما عمل است م جزائے عملی بغیر عامل نہ تواند رسید کہ دلالۃ لفظی ازینہا ندارد و حالانکہ جزاء امری متاخر از عمل بفعل معطی ذو القوۃ المتین است کہ اورا مانع حقیقی تخصیصاً بانتقال جزائے اعمال مطلق از حسنات و سیئات در صورت حقوق عباد کہ بقولہ علیہ السلام مصرح است فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ رواہ البخاری یا ش تردید است بر حقوق عباد م بقصد عامل بغیر ش ش از غیر خود یعنی غیر عامل م در حسنات اگرچہ از فرض عین باشد تا مستحب از مالی باشد تا بدنی نتواند شد ش فاعلش مانع حقیقی م

ترجمہ ان دونوں کی تفسیر میں کہ مخصوص کا قرینہ کے لیے باعتبار اُسکی نظم عبارت سابق و لاحق کے یہ کہنا چاہیے۔ نہ یہ کہ ما سعیٰ و ما کسبت فقط بمعنی ما عمل ہے یعنی جو کچھ ما عمل کے معنی سے ثابت ہو اُسپر خیال کرکے بدلا کسی عمل کا غیر عامل کو پہنچتا ہی نہیں سو ایسا نہیں ہو کیونکہ ان آیات کے کسی لفظ سے اس مطلب پر دلالت نہیں حاصل ہوتی۔ اور حال آنکہ ہر کام کا بدلہ کہ عمل سے متاخر ہوتا ہے یہ خدائے معطی ذو القوۃ المتین کے فعل سے ہو کہ عامل سے غیر عامل کی طرف جزائے اعمال پہنچانے میں اُسکے لیے کوئی حقیقی مانع نہیں ہو سکتا جسپر بطور تخصیص جزائے اعمال مطلق کے منتقل ہونے سے دلالت ہو رہی ہے کہ حقوق عباد کی صورت میں وہ اعمال روز جزا خواہ نیکیوں سے ہوں یا بدیوں سے باہم منتقل ہونگے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے بصراحت معلوم ہو رہا ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ فرمایا۔ اگر اُسکے لیے عمل نیک ہونگے تو لے لیے جاوینگے اُس ہی اُسکے مظلمہ یعنی ظلم کے بدلہ کی مقدار پر۔ اور اگر نہیں ہیں اُسکی نیکیاں تو اُسکے ساتھی کی بدیوں سے لیکر وہ اُسپر لادہ دیجاوینگی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یا عامل کے قصد کی صورت میں اپنے غیر کے ساتھ جو عامل نہ ہو فقط حسنات میں جزائے اعمال کے منتقل ہونے سے اگرچہ وہ عمل فرض عین سے لیکر مستحب تک ہو کہ وہی مالی سے لیکر بدنی تک ہو بطور تخصیص دلالت ہو رہی ہے۔ پس اس تخصیصی انتقال جزائے اعمال کے لیے کوئی مانع حقیقی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جزا ہر کام کی متاخر عمل سے بفعل خدائے معطی صاحب قوت متین ہے

نوٹ: (حاشیہ) [illegible]

واز ان تصلی لھما و ان تصوم لھما دالّا نہ بر تعمیم از فرض و نفل است نہ بر تخصیص وقیاس باید کرد دیگر عبادات را بر نماز کہ مستجمع عبادات است و اگر تفصیلی زیادہ تر باید رجوع بکتب مفصلہ اہل سنۃ وجماعۃ لازم ش فی ذخیرۃ العقبیٰ الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنۃ والجماعۃ عن الصلوٰۃ والصوم والحج والصدقۃ والتلاوۃ وغیرھا من جمیع انواع البرّ وتصل الی المیت وینفعہ وقالت المعتزلۃ لیس لہ شیٔ من ذلک انتھیٰ وکذا فی البحر الرائق وغیرہ م والبتہ سقوط عمل از ذمہ غیر عامل در واجب لنفسہ بجزای عمل غیر نتواند شد پس نفعیکہ از عمل غیر رسد ایں استحقاقش باستحقاق عمل عامل است کہ می بخشد اورا کہ معلق بتقدیر وقضا است نہ بتبدیل تقدیر وقضا

ترجمہ اور ان تصلی لھما اور ان تصوم لھما سے فرض و نفل کی تعمیم پر دلالت ہے نہ تخصیص پر - باقی اور عبادات کو نماز پر قیاس کرلینا چاہیے کہ یہ سب عبادات کی جامع ہے - اور اگر اس سے کچھ تفصیل زیادہ چاہیئے تو اہل سنت وجماعت کی مفصلہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے جیسا ذخیرۃ العقبیٰ میں مذکور ہے - کہ ہر انسان کو اپنے عمل کا ثواب اپنی غیر کے واسطے کردینا اہل سنت وجماعۃ کے نزدیک ثابت ہے نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تلاوۃ وغیرہ سے تمام اقسام کی نیکی کا اور یہ ثواب میت کی طرف پہنچتا ہے اور اسکو نفع دیتا ہے - بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں میت کے لیے اس سے کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایصال ثواب و نفع میت کو کچھ نہیں ہوتا - تمام ہوا قول صاحب ذخیرۂ عقبیٰ کا - اور اسی طرح بحر الرائق وغیرہ کتابوں میں ہے +

والبتہ وہ عمل جو اس کے نفس پر واجب ہی غیر کے عمل کے بدلہ سے وہ عمل غیر عامل کے ذمہ سے چھوٹ نہیں سکتا اور نہ ساقط ہوسکتا ہے - پس جو نفع کہ عمل غیر سے پہنچتا ہے یہ استحقاق اسکو عمل عامل کے استحقاق سے بسبب اس کے بخشدینے کے حاصل ہوا ہے اسلیے کہ یہ فعل تقدیر وقضا سے معلق ہے نہ تقدیر وقضا کا کیا بدل جاتا ہے - کیونکہ تقدیر وقضا کا بدلنا فاعل حقیقی حضرت حق کا کام ہے ہاں فاعل حقیقی کے فعل تقدیر وقضا پر بندہ اپنے فعل کو معلق کرسکتا ہے پس محل اشتباہ اس مسئلہ میں یہی ہے اور فہم کی کجی کا یہی موقع ہے فہیم کو چاہیے کہ یہاں نظر کو زیغ سے بچائے اور اپنے اور خالق کے فعل کو بجائے خود نگاہ رکھے اللھم احفظنی من سوء الفھم

از انجا کہ نزول کریمہ کُلُّ نَفْسٍ الخ مخصوص در شان کفار است بدلالۃ نظم ماقبل نہ مومنین بدلالۃ استثناء مابعد ای اِلَّا اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ ۔ فائدہ نفی اصابۃ نفع عمل غیر مخصوص بش صفۃ اصابۃ مع متعلقاتش ھم مومنین ازیں کریمہ نتواند شد و نہ تعارض و ہمچنیں کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ الخ بدلالۃ دیگر از نظم و شان نزول و ضرورت رفع تعارض و از ملائکہ بانسان لقولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ و از انسان بملائکہ شرکت بصلوٰۃ مع النبی صلعم اشہر است بلکہ ایں انفاع و انتفاع بعمل غیر در دیگر اشیاء نیز تواند شد چنانکہ از تسبیح سبزہ برگور بصاحب گور عن ابن عباس رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ اِلَّا فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَتَنَزَّہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ

ترجمہ اور چونکہ آیت کریمہ کل نفس بما کسبت رھینۃ کا شان نزول کفار کے حق میں مخصوص ہے کہ نظم ماقبل کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے نہ مومنین کے حق میں کیونکہ استثناء مابعد یعنی اِلَّا اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ اس پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ یہ خاص مومنین کے حق میں غیر کے عمل کا نفع پہنچانے کی نفی کرتی ہے اور نہ ان آیات کی جن سے مومنین کے حق میں عمل غیر کے نفع پہنچانے کا ثبوت ہوتا ہے معارض ہوتی ہے اسی طرح کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کو اس کے نظم اور شان نزول وغیرہ کی دلالت اور اس کے رفع تعارض کی ضرورت پر نظر کر کے خیال کر لینا چاہیے۔ اور ملائکہ سے انسان کو نفع اعمال اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے جیسا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کہ سورۂ شوریٰ کے اول رکوع میں ہے یعنی اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان کے لیے جو زمین پر ہیں مغفرت مانگتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ بیشک اللہ وہی غفور رحیم ہے۔ اور انسان سے ملائکہ کو نفع اعمال یہ شرکت درود میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور تر ہے۔ بلکہ عمل غیر سے نفع دینا اور لینا اور چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا سبزہ گور کی تسبیح سے صاحب گور کو نفع کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے اور فرمایا کہ یہ دونوں صاحب قبر البتہ عذاب میں ہیں اور یہ دونوں معذب نہیں ہیں مگر کبیرہ میں یعنی ایسے امر میں جس سے بچنا ان پر شاق اور دشوار نہ تھا اور بڑا معلوم ہوتا تھا اللہ بھی کہا گیا کہ بسبب امر کبیر معذب ہیں جو علت عذاب ہے اس صورت میں حرف فی تعلیلی ہے۔ لیکن ایک ان میں اپنے پیشاب سے پاکی

از ملائکہ بانسان

از انسان بملائکہ

از تسبیح سبزہ برگور بصاحب گور
و تفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلعم مر علی قبرین الخ
ای امر کان ان یشق و یکبر علیھما الاحتراز عنہ و قیل فی التعلیل ۱۲

بیان نفع اعمال ملائکہ کا انسان کو

بیان نفع اعمال انسان کا ملائکہ کو

بیان نفع تسبیح سبزہ گور کا صاحب گور کو

ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا باثنین فجعل علی قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم فعلت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا رواہ فی المشکوٰۃ باختلاف اللفظ متفق علیہ ایں فعل حضرت صلعم مخصوص باعجاز نتواند شد بدلالۃ تحویل تخفیف بہ مالم ییبسا نہ بفعل حضرت صلعم و در فتاوی ہندیہ است وضع الورد و الریاحین علی القبور حسن و نیز ایں انفاع و انتفاع اختیاری وہم اضطراری تواند شد کہ حقیقتش اہل ادراک حقائق خفیہ تواند دریافت

ش تنبیہ ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد نفع اعمال بغیر عامل نمیرسد پس از احیاء نفعی باموات نتواند شد

اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اسکو چیر کر دو حصہ کیا اور ہر ایک کی قبر پر رکھدیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوویں۔ اور یہی حدیث باختلاف لفظ مشکوٰۃ میں ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ گلاب اور خوشبودار پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔ اور اس قسم کا نفع دینا اور لینا اختیاری اور اضطراری بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حقیقت پوشیدہ حقیقتوں کے ادراک کرنیوالے ہی جان سکتے ہیں۔

تنبیہ یہاں اس بات کا رد بھی ہو گیا جو کہا گیا کہ اعمال کا نفع غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے پس زندوں سے اموات کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

اے خدا درود و سلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور ان کے جمال پر جیسا تو ان کو چاہتا ہے اور ان کو پسند کرتا ہے اور ان کو ہم میں سفارشی کر دے اور انکے وسیلہ سے ہم پر رحم کر۔

مطلب تحقیق معنی کریمہ ما اُہلّ بہ لغیر اللہ وما اُہلّ لغیر اللہ بہٖ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً در تحقیق معنے کریمہ ما اُہلّ بہٖ لغیر اللہ - وما اُہلّ لغیر اللہ بہٖ **مقدمہ** بدانکہ اہلال بمعنی برداشتن آواز مطلق است بذاتہ کہ اصلش رفع صوت است صراح و مقید است بعوارضہ باعموم تقیید بعوارض دالہ بر مدلول و متعدی بمفعولین است وگاہی مقتصر شود بمفعولی بر مقصود سے وگاہی مفعول مخصص شود بباء و ہماں تقیید بعوارض مہلہ است چنانکہ ہماں تقیید قول بعوارض خودش مقولہ ہمچو اُہلّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ واہلّ المعتمر صراح بالتلبیۃ علی قرینۃ المحل تلبیہ و تسمیہ مہلہ است و ذبیحہ احد المفعولین بصلہ علی و اہلّ المولود اذا ولد و اہلّ الرجل اذا رأی الہلال **سش**

بیان تحقیق معنی کریمہ ما اہلّ بہ لغیر اللہ وما اہلّ لغیر اللہ بہٖ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

معنی لغوی اہلال اور اسکا اطلاق و تقیید و تعدیہ وغیرہ - و معنی مہلہ و مقولہ وغیرہ مع امثال

حامداً و مصلیاً و مسلماً - آیت کریمہ ما اُہلّ بہٖ لغیر اللہ جو سورۂ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے اور سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں جو یہ آیت کریمہ ما اُہلّ لغیر اللہ بہٖ ہے - ان دونوں کے معنی کی تحقیق میں یہ بحث ہے - **مقدمہ** معلوم ہو کہ اہلال کے ذاتی معنی مطلق آواز بلند کرنیکے ہیں کیونکہ اصل اسکی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا ہے جیسا لغت صراح میں ہے - پس اہلال اس معنی کے اعتبار سے اپنی ذات میں مطلق یعنی بے قید ہے - اور اپنے عوارض کے سبب مقید ہے مگر یہ تقیید بسبب عوارض کے کہ سب مدلول کی طرف دالہ یعنی رہنما ہیں عام ہے - اور مصدر اہلال متعدی بدو مفعول ہے - مگر کبھی خاص مقصود پر ایک مفعول کے ساتھ کوتاہ ہو جاتا ہے یعنی ایک ہی مفعول پر بس کر جاتا ہے - اور کبھی مفعول حرف باء کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے - اور یہی عوارض کے ساتھ مقید ہو جانا مہلہ ہے اسی طرح جیسا قول کا اپنے عوارض کے ساتھ مقید ہونے کا نام مقولہ ہے - پس مہلہ ان الفاظ کو کہتے ہیں جنکے ساتھ آواز بلند کیجاوے جیسے اُہلّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ یعنی قربانی پر بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کی گئی اور اُہلّ المعتمر صراح میں ہے یعنی عمرہ حاصل کرنیوالے نے لبیک کہکر پکارا - یہاں قرینۂ محل کے سبب بالتلبیۃ آخر میں مقدر ہے پس ہر دو مثال میں تسمیہ اور تلبیہ مہلہ ہیں کہ بصلہ باء خاص ہو کر رفع صوت انہیں سے ہوا ہے اور مثال اول میں ذبیحہ بصلہ علی جسپر رفع صوت بالتسمیہ واقع ہوا ہے اُہلّ کا مفعول ثانی ہے - اور یہی طرح

و توان گفت اهل التسمیة بالذبیحة والذبیحة بالتسمیة واهل المعتمر بالتلبیة لله والتلبیة لله و قال عمروًا بان یضرب بکرًا او بعمرٍو ان یضرب بکرًا م پس ازین مقدمہ آسانی در فہم معنی ہر دو آیت کریمہ مذکورہ خواہد شد ان شاء الله تعالیٰ **تصریح** باید دانست مفسرین و فقہاء اہل سنة وجماعة رحمہم اللہ اہلال را بخصوص محل مقید بذبح فرمودہ اند کہ از مطالعہ کتب تفسیر و فقہ توان دریافت **ش** فی مدارک التنزیل ای ذبح للاصنام فذکر علیه غیر اسم الله واصل الاهلال رفع الصوت ای رفع به الصوت للصنم وذلک قول اهل الجاهلیة باسم اللات والعزّی وفی انوار التنزیل ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم وفی حاشیته معنی یرفع الصوت للصنم ان یذکر اسمه عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیهقی وغیرهما +

ترجمہ اور مثال مذکورہ کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں اهل التسمیة بالذبیحة اور اهل الذبیحة بالتسمیة اور اهل المعتمر بالتلبیة لله اور اهل المعتمر التلبیة لله۔ اور ایسے ہی یہ مثال کہ قال عمروًا بان یضرب بکرًا یا۔ قال بعمرٍو ان یضرب بکرًا نصب وجر دونوں حالتوں میں۔ یعنی عمرو سے یا عمرو کو بکر کے مارنیکو کہا پس جیسے مثال آخر سے مقولہ کا حال معلوم ہوا کہ ان یضرب بکرًا ہے اسی طرح اول کی مثال سے معلوم ہوا کہ مہلّٰہ تسمیہ اور تلبیہ ہے بحالت نصب وجر۔ اور نیز یہ کہ مہلّٰہ حرف با کے ساتھ کبھی مخصوص ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پس اس مقدمہ سے دونوں آیۃ کریمہ مذکورہ کے معنے سمجھنے میں آسانی ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ **تصریح** سمجھنا چاہیے کہ مفسرین اور فقہاء اہل سنة وجماعة نے خصوص محل کی دلالۃ سے اہلال کو ذبح کے ساتھ مقید فرمایا ہے یعنی محل خاص ہونیکی مناسبت سے اہلال کو ذبح کے معنے کے ساتھ مقید کر دیا ہے کہ تفسیر و فقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ مدارک التنزیل میں ہے ای ذبح للاصنام فذکر علیه غیر اسم الله واصل الاهلال رفع الصوت ای رفع به الصوت للصنم وذلک قول اهل الجاهلیة باسم اللات والعزّی یعنی ذبح کیا جاوے بتوں کے واسطے پس ذکر کیا جاوے ذبیحہ پر غیر نام خدا کا۔ اور اصل اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی بت کیواسطے آواز ساتھ اسی اہلال کے بلند کی جاوے۔ اور یہ جاہلیت کا قول ہے کہ لات وعزی بتوں کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم وفی حاشیته معنی یرفع الصوت للصنم ان یذکر اسمه عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیهقی وغیرهما یعنی بلند کی جاوے ساتھ اسکے آواز وقت ذبح ہونے کے بت کے واسطے اور حاشیہ میں بت کیواسطے آواز بلند کیے جانیکے یہ معنی ہیں کہ بت کا نام

بیان تقیید اہلال بذبح بدلالۃ خصوص محل

ومعنی ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ نودی علیہ بغیر اسم اللہ واقام للصنم مقام لغیر اللہ بدلیل قولہ تعالیٰ ما ذبح علی النصب تنبیہاً علیٰ ان المقصود بالخطاب ھم المشرکون لانھم کانوا یستحلون ھذہ الامور ولیس المراد ح شاید کہ المراد خبر مقدم باضمار قبل الذکر باشد وتخصیص الغیر بہ اسم موخر وعلیٰ ما ذھب الیہ الخ متعلق تخصیص والّا استقامت معنی عبارت لفہم نمی آید واللہ تعالیٰ اعلم بما قصد المحشی

ش تخصیص الغیر بہ علیٰ ما ذھب الیہ عطاء ومکحول والحسن والشعبی وسعید بن المسیب حیث اباحوا ذبیحۃ النصرانی اذا سمّی علیہا باسم المسیح لانہ خلاف مذھب الائمۃ الثلث مالک وابی حنیفۃ والشافعی رح فانھم اتفقوا علیٰ حرمتہا عملاً بظاہر النص + ازیں عبارت ظاہر است کہ دریںجا تقیید اہلال بذبح است تا آنکہ نزد آئمہ ثلاثہ شرح وآنچہ بر شرح وحاشیہ در تخصیص صنم بمقابلہ عموم غیر اللہ ومقصودیت خطاب بمشرکین۔

ترجمہ اور معنی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے یہ ہیں کہ پکارا جاوے ذبیحہ پر غیر نام اللہ کا یعنی بت کا کیونکہ لغیر اللہ کی جگہ للصنم قائم کیا تاکہ غیر اللہ سے بت مراد ہو موافق دلیل قول خدائے تعالیٰ کے کہ سورہ مائدہ کے اول رکوع میں ہے مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ یعنی جو ذبح کیا جاوے بت پر۔ اس آگہی کی غرض سے کہ مقصود خطاب سے وہی مشرکین ہیں کیونکہ وہ ان امور کو حلال جانتے تھے کہ بجائے نام خدا کے بتوں کے نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت میں غیر کا خاص کرنا ذبیحہ غیر خدا کے واسطے اس بنا پر مراد نہیں ہے جسکی طرف عطا اور مکحول اور حسن اور شعبی اور سعید بن مسیب گئے ہیں اس طرح کہ انھوں نے ذبیحہ نصرانی کا جبکہ اسپر مسیح کا نام لیا جاوے مباح کیا ہے۔ اسلیے کہ یہ تینوں اماموں کے مذہب کے خلاف ہے یعنی حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ کے کیونکہ انھوں نے ظاہر آیت پر عمل کرکے اسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چاہیے کہ شرح کے اس فقرہ ولیس المراد تخصیص الغیر بہ علیٰ ما ذھب الیہ الخ میں لفظ مراد خبر مقدم ہو جسمیں ضمیر قبل ذکر کے ہو اور اسکا اسم تخصیص الغیر بہ مؤخر ہو۔ اور علیٰ ما ذھب الیہ آخر تک متعلق تخصیص ہو۔ ورنہ عبارت کے معنی کا اقامت پانا اور ٹھیک ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے اس چیز کو جو محشی کا مقصود ہے۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ یہاں اہلال کا تقید ذبح کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ ان تینوں اماموں کے نزدیک بھی اور جو کچھ شرح اور حاشیہ پر تخصیص صنم کے باب میں کہ بمقابلہ عموم غیر اللہ ہو۔ اور مشرکین کے ساتھ خطاب کی مقصودیت میں ہے

ولیس المراد الخ وارد تواند شد سخن کردہ نمی شود کہ بر لبیب ظاہر تواند شد وشاید کہ عبارت محشی مضطرب شد یا متغیر از ناسخ ہم پس تجرد بہ ترک تقیید اہلال بذبح بی دلالۃ راجحہ نزیبد چہ اعتزال از جماعۃ است پس اہلال بتقیید ذبح بتقیید مہلہ است بر چہار وجہ تواند شد اہلال برای اللہ سبحانہ یا برای غیر او سبحانہ و باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ و ازیں چہار پنج وجہ دیگر بر آید اہلال برائے اللہ سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا برائے غیر او سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ پس اہلال للہ تعالیٰ باسم اللہ تعالیٰ بہ نیت صحت زکوٰۃ در حکم حلۃ است و اہلال للہ تعالیٰ باسم غیرہ تعالیٰ و اہلال لغیرہ تعالیٰ باسمہ تعالیٰ یا باسم غیرہ تعالیٰ و باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ بر وجہ عطف باشد یا شرکت بہ نیت صحۃ زکوٰۃ در حکم حرمت است موافق مقصود ہر دو کریمہ

ترجمہ۔ اور فقرہ ولیس المراد الخ کی نسبت اعتراض وارد ہو سکتے ہیں انھیں کلام کرنیکی ضرورت نہیں کہ لبیب وعقلمند پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور شاید کہ عبارت محشی کی مضطرب ہو گئی ہو یا ناسخ یعنی کاتب سے تغیر واقع ہو گیا ہو۔ پس اہلال کا تقیید جو ذبح کے ساتھ ہے اُسکو چھوڑ کر تنہا ہونا بغیر کسی دلالت راجحہ کے نہیں لائق ہے کیونکہ ایک جماعۃ سے علحدگی ہوتی ہے۔ پس اہلال ذبح کے تقیید کے ساتھ کہ اسمیں مہلہ کا بھی تقیید ہو چار وجہ پر ہو سکتا ہے **ایک** اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے۔ **دوسرا** غیر حق سبحانہ کے واسطے۔ **تیسرا** اللہ سبحانہ کے نام سے **چوتھا** غیر حق سبحانہ کے نام سے۔ اور ان **چار** سے **پانچ** وجہیں اور نکلتی ہیں۔ **ایک** اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے اسی کے نام سے **دوسرے** اللہ سبحانہ کے واسطے اُسکے غیر کے نام سے **تیسرے** غیر حق سبحانہ کے واسطے اللہ کے نام سے **چوتھے** غیر حق سبحانہ کے واسطے اُسی غیر کے نام سے **پانچویں** اللہ تعالیٰ کے نام سے اُس کے غیر کے نام کے ساتھ۔ پس اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے جو اسی کے نام سے ہو صحت ذبح کی نیت سے وہ حلال کے حکم میں ہے۔ اور اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اُسکے غیر کے نام سے ہو۔ اور اہلال غیر خدا کے واسطے کہ خدا کے نام سے ہو یا غیر خدا کے نام سے ہو۔ اور خدا کے نام سے غیر خدا کے نام کے ساتھ ہو عطف کی وجہ پر ہو یا شرکت کی وجہ پر ذبح کے صحیح ہونے کی نیت سے۔ ان چاروں صورتوں میں حکم حرام میں ہے موافق مقصود ہر دو آیت کریمہ کے +

بیان وجوہ و اقسام اہلال بہ نیت خدا و غیر خدا بنام خدا و بنام غیر خدا تفصیل حکم حلۃ و حرمۃ کی اُن پر

سٓ شٓ فی الهداية والثانية ان يذكر موصولاً على وجه العطف والشركة بان يقول بسم الله واسم فلان او يقول بسم الله وفلان او بسم الله ومحمد رسول الله بكسر الدال فتحرم الذبيحة لانه اهل به لغير الله قٓ هكذا فی الدر المختار باختلاف اللفظ ازیں عبارت ظاہر است کہ اہلال درین محل مراد بوقت ذبح است ھم پس در کریمہ ما اھل بہ لغیر اللہ عموم مہلہ است باسم سبحانہ یا باسم غیر اللہ سبحانہ از فاعل عام از مومن و کافر بتوسع فعل مجہول برائی فاعل عام بافادہ نسبت از صلہ لام پس حاصل آنست ہر جانوریکہ آواز برداشتہ شود بایں یا براو بوقت ذبح از مومن یا کافر باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر اللہ سبحانہ بنا بر تقرب غیر خدای عز وجل بجو تقرب مخصوص اللہ سبحانہ و در کریمہ ما اھل لغیر اللہ بہ خصوص مہلہ است برجوع ضمیر مجرور باسم اللہ سبحانہ تقربش از فاعل عام از مومن و کافر بتوسع مذکور بافادہ مسطور پس حاصل آنست ہر جانوریکہ آواز بردا شتہ شود وقت ذبح از مومن یا کافر بنا بر تقرب غیر خدای بجو تقرب مخصوص اللہ سبحانہ باسم اللہ سبحانہ و تواند شد کہ ضمیر راجع بما موصولہ باشد و لیکن خلاف فصاحت باشد بعد ش بی تحقیق فائدہ بلا غت مرام

ترجمہ کہ ہدایہ میں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ذکر کیا جاوے ملا کر عطف کی وجہ پر ہو خواہ شرکت کی سطرح کہ کہے بسم اللہ واسم فلان یہ صورت عطف ہی۔ یا کہے بسم اللہ وفلان یا بسم اللہ ومحمد رسول اللہ کہ اسمیں لفظ محمد کی دال کی زیر ہو۔ اور یہ دونو مثالیں صورت شرکت کی ہیں۔ پس ذبیحہ حرام ہوگا کیونکہ وہ ذبح ہوا ہے ان الفاظ مذکورہ سے غیر اللہ کے لیے۔ اور ایسے ہی در مختار میں ہے اختلاف لفظ کے ساتھ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلال اس محل میں مراد بوقت ذبح ہے یعنی وہ اہلال مراد ہے جو ذبح کے وقت ہو۔ پس آیت کریمہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں مہلہ کا عموم ہے کہ اللہ کے نام سے ہو یا اُسکے غیر کے نام سے۔ اور وہ مہلہ جس فاعل سے ہو وہ بھی عام ہے مومن ہو خواہ کافر کیونکہ فعل مجہول بسبب فاعل غیر معلوم کے فاعل کے عام ہونیکے لیے متوسع ہی مع فائدہ دینے نسبت کے صلہ لام سے یعنی صلہ لام سے فائدہ نسبت بھی اسی عموم فاعل کو حاصل ہو رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو کوئی جانور کہ اُسکے ساتھ یا اُسپر ذبح کیوقت مومن یا کافر سے اللہ سبحانہ کے نام سے یا غیر حق سبحانہ کے نام سے آواز بلند کی جاوے اللہ سبحانہ کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے + اور آیۃ کریمہ ما اھل لغیر اللہ بہ کہ سورہ مائدہ کے اول رکوع میں ہی۔ اسمیں مہلہ کا خصوص ہی۔ کیونکہ ضمیر مجرور بہ کی بسبب قریب ہونے اسم اللہ کی اسکی طرف راجع ہے۔ اور یہی مہلہ مخصوص جس فاعل سے ہو وہ بسبب توسع مذکور کے مع افادہ مسطورہ کے اسی طرح عام ہی مومن ہو خواہ کافر۔ پس حاصل یہ ہوا کہ ہر کوئی جانور کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیا جاوے یعنی پکارا جاوے مومن سے خواہ کافر سے خدا کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے خدا کے نام سے + اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر بہ کی ما موصولہ کی طرف

حاشیہ: ہدایہ کے کلام سے مقصود کا افادہ بلاغت کا حاصل ہونا ہی کہ اسکی خصوصیت ثابت ہو [illegible]

حاصل معنی کریمہ کہ اہلال برای غیر اللہ بوقت ذبح باسم اللہ یا غیر اللہ ... مقتضای افادہ لام +

حاصل معنی کریمہ کہ اہلال بوقت ذبح برای غیر اللہ باسم اللہ بخصوص ... افادہ لام +

رجوع ضمیر بما موصولہ ... مفید حرمت ... خلاف فصاحت بلاغت مرام +

پس دریںصورت ہم صلۂ بار باشارتِ تخصیص مذکور بمعنی علیٰ است باقتضائی مفعولِ صلۂ علیٰ را پس معنیش نودی علیہ باشد و دریں تحقیق زیادتی درتقریر در مندباستفادۂ معنی النسبتہ از صلۂ لام است و بس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وآں مضر دعویٰ متفق علیہ نیست بل بجائے خود ثابت است **مش** یعنی انتساب لغیر اللہ تعالیٰ بنا بر تقربش ہمچو تقرب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن حرام است نعوذ باللہ سبحانہ منہ **ھم** فتمّ الکلام ببلاغۃ المرام ولیکن نظر بامحار خطرات مالایعنی فضولی کردہ می شود بدانکہ اہمال ضمیر متصل نتواند شد بفائدۂ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلۂ با **مش** ازینجا پیدا می شود کہ اگر فائدہ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلۂ بار مراد نہ شود اہمال ضمیر متصل لازم گردد **ھم** و نیز بدانکہ بر حرمت موقوفِ انتساب کہ **مش** بیان انتساب **ھم** امری منوی است ولا التی از لفظ اُھِلَّ نداشتہ شد چہ نہ گفتہ شد اُھِلَّ بہٖ بمعنی نُسِبَ مگر بمعنی مذکور واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ پس اس صورت میں صلہ باء بھی بسبب اشارہ تخصیص مذکور کے بمعنی علیٰ ہے کیونکہ مفعول صلۂ علیٰ کو چاہتا ہے۔ پس معنی اُسکے نُودِیَ عَلَیہ ہوتے ہیں یعنی پکارا جاوے اُسپر۔ اور اس تحقیق میں زیادتی در دمند کی تقریر میں صلہ لام سے معنی نسبت کا فائدہ اُٹھانے میں ہے اور بس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ الخ یہ امر دعوئے متفق علیہ کو مضر نہیں ہے لیکن بجائے خود ثابت ہے کیونکہ مثل تقرب مخصوص خدا کے غیر خدا کی طرف اُسکی قربت حاصل کرنے کی بنا پر مومن سے نسبت ہونا حرام ہے نعوذ باللہ سبحانہ منہ پس یہ کلام اپنی بلاغت مقصود کے ساتھ پورا ہوگیا ولیکن مالایعنی خطروں کے مٹانے کا خیال کرکے فضولی کی جاتی ہے معلوم ہو کہ ضمیر متصل سے مفعول کو تخصیص کا فائدہ حاصل ہے اسلیے کہ بذریعہ صلۂ یاء مفعول ضمیر سے متصل ہے لہذا ضمیر متصل مہمل نہیں ہوسکتی اور اہمال ضمیر متصل لازم نہیں آتا۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فائدہ تخصیص مفعول کا جو ضمیر متصل سے بذریعہ صلۂ یاء حاصل ہے مراد نہ ہوگا تو ضمیر متصل کا اہمال لازم آئے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ انتساب جسپر حرام ہونا ٹھہرا رکھا ہے وہ ایک امر منوی ہے جو نیت سے متعلق ہے اُسپر لفظ اُھِلَّ سے کوئی دلالت نہیں جانی جاتی کیونکہ اُھِلَّ بہٖ نُسِبَ یعنی نسبت کیا گیا کے معنے میں نہیں کہا گیا مگر معنے مذکور یعنی ذبح میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

بوجہ افادہ النسبتہ کا صلہ لام سے

اتصال ضمیر مفید تخصیص ہے اور لزوم اہمال ضمیر ہے

نفی بعض ملحتا ہے اور نفی بھی بنا پر نسبت اغیر ثابت ہے

ش پس مرتفع شد زعم حرمت بمعنی نسبت از لفظ اُهِلَّ بہ بنفی تقیید اہلال بوقت
ذبح م واستفادۂ معنی تعمیم از صراحتِ مَا موصولہ مبطلِ تخصیص ذبیحہ است وحال
آنکہ سخن در تعلیم حلت وحرمتِ حیوانات مخصوص بذبح ش باشارۂ تخصیص مفعول
بضمیرِ متصل بصلہ بآء وصراحۃ استثناء لاحق م است بخصوصِ نظم صراحتاً پس
تعمیم لغت بمقابلۂ خصوصِ نظم نتوان گرفت نمی بینی کہ در ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ عموم
مَا موصولہ را در مقابلۂ خصوصِ نظم مصرح گنجایش نیست ش پس مرتفع شد
زعم تعمیم کہ از صراحت مَا موصولہ تواند شد م وتسمیۃ باللہ شرط ذبح ومزکی
مذکی غیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم ہم مزکی شود در حدِ خود نہ بہر خوردن
ش چنانکہ در فقہ مذکور است پس مرتفع شد زعم آنکہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ اگرچہ
از ماکول اللحم باشد در حکم نجس العین است کہ پاک نمیگردد بہ تسمیہ وتکبیر م معنی مَا
ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ترجمہ جانوری کہ ذبح کردہ شود از ذابح عام از مومن وکافر برائے اصنام
نزدِ اصنام

ترجمہ: پس اب جو زعم حرمت کا نسبت کے معنی کے سبب لفظ اُهِلَّ بہ سے بغیر تقیید اہلال کے ذبح کے وقت کے ساتھ
تھا وہ بھی نہ رہا یعنی جن لوگوں نے اہلال کو ذبح کے وقت کے ساتھ مقید ہونیکی نفی کر کے یا مقید ہونے سے انکار کر کے اور
اُهِلَّ بہ کو نسبت کے معنی میں لیکر حرمت کا زعم کیا تھا وہ بھی اُٹھا دیا گیا۔ اور معنی تعمیم کا استفادہ جو مَا موصولہ
سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے ذبیحہ کی تخصیص کو باطل کر رہا ہے حالانکہ کلام باعتبار خصوص نظم یا نظم کی خصوصیت
کے سبب اُن حیوانات کے حلال وحرام ہونیکی تعلیم میں ہے جو ذبح کے لیے مخصوص ہیں جسپر مفعول کی تخصیص سے اشارۃً
ہو رہا ہے کہ صلۂ بآء کے سبب ضمیر کے متصل ہونے سے یہ تخصیص ثابت ہے۔ اور پھر استثناء لاحق کی صراحۃ سے اسپر
صراحت ہے۔ پس تعمیم لغت خصوص نظم کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیجا سکتی۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ کریمہ مَا ذُبِحَ
عَلَى النُّصُبِ میں مَا موصولہ کے عموم کو نظم مصرح کے خصوص کے مقابلہ میں جو خاص ہونے پر صراحۃ کر رہی ہے
اُس عموم کی گنجایش نہیں ہے + تو زعم تعمیم کا جو مَا موصولہ کی صراحۃ سے ہو سکتا تھا جاتا رہا۔ اور اللہ کا
نام لینا ذبح کی شرط ہے اور غیر نجس العین ذبیحہ کے پاک کرنیکی یہانتک کہ غیر ماکول اللحم بھی یعنی جس گوشت کا کھانا
ممنوع ہے اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے نہ کھانیکے لیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھ گیا کہ غیر خدا کی
طرف نسبت کیا گیا اگرچہ ماکول اللحم ہو نجس العین کے حکم میں ہے کہ تسمیہ اور تکبیر سے بھی پاک نہیں ہوتا معنی کریمہ
مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ یہ ہیں۔ کہ وہ جانور جو عام ذبح کرنیوالے مومن اور

عموم ذابح از مومن و کافر بنا بر اشارت فعل مجہول بتوسع فاعل است ش
فی حاشیۃ انوار التنزیل قولہ وما ذبح علی النصب لعدم ذبحہ ذبحا شرعیا
ان کان الذابح کافرا او لموافقۃ الکفار ان کان مسلما م و ترک صلۂ لام
بر بنائی شہرت انتساب لغیر اللہ تعالیٰ است ش فی انوار التنزیل وعلی
بمعنی اللام او علیٰ اصلہا بتقدیر انتہیٰ ولم یذکر التقدیر م واختیار صلۂ
علیٰ بر اشارت کراہت تعیین مکان ذبح پیش اصنام بدلالۃ علیٰ بر ظرفیۃ استعلاء
مجازی بنا بر رفع مشابہت کفار سوائی حرمۃ انتسابی کہ مستفاد از صلۂ لام متروک
است نہ ش بر اشارت کراہت م مکان عام سوائی نزد اصنام نمی بینی تعیین
ذبح بہ منا از شعار اسلام است و غیر آں چنانکہ در صحیح نسائی است ان رسول اللہ
صلعم کان یذبح و ینحر بالمصلی + و غیر آں ناگزیر است ش پس مرتفع شد
زعم آنکہ تعیین مکان ذبح سبب حرمۃ و کراہت است م و باید دانست کہ مذبوح
علی النصب وما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ در وجہ انتساب

ترجمہ اسمیں ذابح کا عموم مومن ہو خواہ کافر فعل مجہول کے اشارہ کی بنا پر ہے جسمیں فاعل کا توسع ہے۔ چنانچہ حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے یعنی فرمانا اللہ تعالیٰ کا۔ جو چیز بتوں پر ذبح کی جاوے۔ یہ بسبب اسکے ذبح ذبح شرعی ہو نیکے ہے جبکہ ذابح کافر ہو اور اگر مسلمان ہو کفار کی موافقت کے سبب ہے۔ پس وہ ذبح خواہ کسی سے ہو ذبح شرعی نہیں لہذا حرام ہے۔ اور اس آیت میں ترک صلۂ لام غیر خدا کے انتساب کے شہرت کی بنا پر ہے۔ جیسا انوار التنزیل میں ہے۔ اور علی بمعنی لام ہے یا اپنی اصل پر ہے کسی تقدیر کے ساتھ۔ آخر ہوا کلام صاحب تفسیر کا۔ حال یہ ہے کہ مفسر نے تقدیر کو ذکر نہیں کیا۔ اور صلہ علیٰ کا اختیار کرنا تعیین مکان ذبح کی کراہت پر کہ بتوں کے سامنے ہو اشارہ کر رہا ہے یعنی یہ کہ بتوں کے سامنے ذبح کی جگہ مقرر کرنا کراہت میں ہے اور صلۂ علیٰ کے اختیار کرنے سے اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ علیٰ ظرفیت پر دلالت کرتا ہے جسمیں استعلاء مجازی ہے اور یہ اس بنا پر کہ کفار کی مشابہت نہ ہو نہ بسبب حرمت انتسابی کے جو صلۂ لام سے مستفاد ہے کہ وہ متروک ہے۔ نہ اشارہ کراہت عام مکان کا ہے سوائے بتوں کے نزدیکی کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ذبح کی تعیین منا میں شعار اسلام سے ہے اور سوائے اسکے اور مکان۔ جیسا صحیح نسائی میں ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح یا نحر یعنی اونٹ قربانی عیدگاہ میں کرتے تھے۔ اور اسکے سوا کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھا دیا گیا کہ تعیین مکان ذبح یعنی ذبح کیلیے جگہ مقرر کرنا حرمۃ و کراہۃ کا سبب ہے۔ اور معلوم ہو کہ معنی کے اعتبار سے مذبوح علی النصب۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ۔ اور ما اہل لغیر اللہ بہ

توافق و تفارق ہر سہ کریمہ ما ذبح علی النصب و ما اہل بہ لغیر اللہ و ما اہل لغیر اللہ بہ

متحد است معناً پس اگر ذبح بدون التسمیہ مراد نباشد فائدہ تخصیص مَا ذُبِحَ عَلَی
النُّصُبِ از مَا اُهِلَّ بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ نتواند شد و باتحاد
تکرار بے فائدہ خواہد شد یا اہمال عطف وخود ظاہر است کہ از لفظ ذبح دلالتی بر معنی
تسمیہ نیست چنانکہ از اُهِلَّ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل والاولی ان
یفرق بان ہذا یشتمل ما لم یسم احد عند ذبحہ ھ و بتقریر دردمند زیادت
اشارت مکانی از صلہ علی است وبس واللہ تعالیٰ اعلم وکیفیۃ اشارت مکانی مخالف
مذہب اہل سنت وجماعت نباشد و از انجا کہ سخن در حرمت وحلت بر علت موت است اِلَّا
مَا ذَکَّیْتُمْ متعلق از مابعد مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ است ش فی حاشیۃ انوار
التنزیل قولہ من ذلک اشارۃ الی ما ذکرہ فی قولہ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وما بعدھا فیکون
الاستثناء راجعا الی الجمیع ھ ومعنی ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ترجمہ خوردن اینہمہ حرمات کار بد است

ترجمہ انتساب کی وجہ میں متحد ہیں یعنی بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ اور غیر خدا کے لیے بغیر تسمیہ ذبح کیا ہوا۔ یہ سب
ذبیحے باعتبار معنی نسبت ہونیکی وجہ میں ایک سی ہیں۔ پس اگر بدون تسمیہ کے ذبح ہونا مراد نہ ہوگا تو مَا ذُبِحَ
عَلَی النُّصُبِ سے بتوں پر ذبح ہونیکی تخصیص کا جو فائدہ حاصل ہے وہ مَا اُهِلَّ بِہ لِغَیْرِ اللّٰہ اور مَا
اہل لغیر اللہ بہ سے کہ یہ بھی غیر خدا کے واسطے بت کی طرح ذبح ہوتا ہے حاصل نہیں ہوسکتا ہے
اور بسبب اتحاد معنی کے تکرار بیفائدہ ہوگی اور عطف مہمل ہوجائیگا۔ اور آیت اول میں خود ظاہر ہے کہ لفظ ذبح
سے تسمیہ کے معنی پر کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جیسا کہ اُهِلَّ سے ہے۔ چنانچہ حاشیہ انوار التنزیل میں ہے
کہ مناسب تر یہ ہے کہ یوں فرق کیا جاوے کہ یہ شامل ہے اس چیز کو کہ کوئی تسمیہ نہیں کیا گیا اسکے ذبح کے وقت
اور دردمند کی تقریر میں بھی صلہ علی سے یہی اشارت مکانی کی زیادتی ہے اور بس واللہ تعالیٰ اعلم
اور کیفیت اشارت مکانی اہل سنت وجماعت رحمہم اللہ کے مخالف مذہب نہیں ہوتی ہے۔ اور چونکہ کلام حرمت
وحلت میں علت موت پر ہے تو اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ یعنی مگر جو تمنے ذبح کیا۔ کہ جزو آیت مذکورہ ہے۔ یہ استثنا
متعلق ہے مابعد مَا اہل لغیر اللہ بہ سے۔ جیسا حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ ذٰلِکَ سے (جو قول
صاحب تفسیر ہے) اس چیز کی طرف اشارہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے اور وہ وَالْمُنْخَنِقَۃُ
اور اسکا مابعد ہے۔ پس اس صورت میں استثنا سب کی طرف راجع ہوگا۔ اور معنی ذٰلِکُمْ فِسْقٌ کے یہ بھی جزو ہے
آیت مذکورہ کا۔ یہ ہیں کہ ان سب حرام کی ہوئی چیزوں کا کھانا برا کام ہے +

معنی ذلکم فسق بلحاظ خطاب
مومنین مع افادت حرمت
واشارت معنی ذلکم

وآیں حکم بر تخصیص مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب است کہ از مَیْتَۃ تا اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ
است وفسق بمعنی کار بد است بدلیل خطاب بمومنان چہ مومن بعمل حرام کافر نمی شود و
خطاب واشعار بمومنین از حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ واضح شد چہ حلت وحرمت شرعی بمومنان است
نہ بکافران هم بخلاف کافران کہ فسق منسوب بکافر در ضمن کفر او است شد پس مرتفع شد
زعم آنکہ عامل وآکلش کافر گفتہ شود هم پیدا کہ در کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا
سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ
وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ مشروع نکردانید اللہ تعالیٰ از بحیرہ وسائبہ ووصیلہ و
حام حلت یا حرمت را ولکن آنانکہ کفر کردند افترا میکنند بر اللہ تعالیٰ دروغ را یا نچہ اختیار کردہ اند
حرمت واکثر آنان نمی فہمند + ای افترا را کہ از سابقین شان آمدہ یا عذاب وعقاب افترا +

تفسیر ما جعل اللہ من بحیرۃ اِلاٰیۃ

ترجمہ۔ اور یہ حکم مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب کی تخصیص پر ہے یعنی ایسی چیزوں کی تخصیص پر ہے جنکی
تصریح ہو چکی ہے اور اُنکی طرف اشارہ کیا گیا ہی اور وہی ازروئے حس کے قریب ہیں کیونکہ لفظ ذٰلِکَ اسم اشارہ ہی حسی قریب کا۔ کہ یہ سب
مَیْتَۃ سے لیکر اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ تک آیۃ کریمہ مذکورہ میں بالتصریح مذکور ہیں۔ اور فسق کے معنی اسجگہ بُری کام کے ہیں۔ اس
دلیل سے کہ خطاب آیۃ کریمہ میں مومنین کی طرف ہی کیونکہ مومن عمل حرام سے کافر نہیں ہوتا ہی۔ اور یہ خطاب اور آگہی مومنین کی طرف حُرِّمَتْ
عَلَیْکُمْ سے ظاہر ہے۔ کیونکہ شرعی حِلّت وحُرمت مومنوں کے واسطے ہے نہ کافروں کے لیے بخلاف کافروں کے کہ فسق
جو کافر کے ساتھ منسوب ہی وہ اُسکے کفر کے ضمن میں ہی۔ پس یہ زعم اُٹھا دیا گیا کہ اُسکا کرنیوالا اور کھانیوالا کافر کہا جاوے +
معلوم ہو کہ آیت کریمہ جو سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا
وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ترجمہ
یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام میں سے کسیکو حلال یا حرام ہونیکے لیے مشروع نہیں کیا یعنی اللہ
کی طرف سے اُسکی شرع کے موافق حلال یا حرام ہونیکی قید ان چیزوں کے ساتھ نہیں لگی ہے۔ ولیکن جنھوں نے کفر کیا وہی اللہ پر
جھوٹ کا بہتان لگاتے ہیں ایسی چیز سے کہ حرام ہونا اُنھوں نے اختیار کر رکھا ہی۔ اور اُن میں اکثر نہیں سمجھتے ہیں اس بہتان کو
کہ ہی قسم کے بہتان اُنکے اگلوں سے بھی ہو چکے ہیں یا اس بہتان کے عذاب وعقاب سے نا فہم ہیں۔ وصیلۃ بروزن فعیلۃ وصل سے نکلا ہی جسکے
معنے جوڑ بدا ربنانے والا ہیں۔ یہ اصطلاح میں اُس بکری کو کہتے ہیں جو سات بار بچہ مادہ جنکر آٹھویں بار نر و مادہ دو بچے توام جنے۔ اور حام کہ در اصل
حامی تھا مصدر حمایت سے جسکے معنی بچایا ہیں اصطلاح میں۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے لائق سواری کے جنکر آیندہ سواری سے آزاد کر دی گئی ہو
زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کو آزاد کر کے اُنکا ذبیحہ اور گوشت حرام جانتے تھے کہ اسلام میں حسب الحکم کریمہ مذکورہ یہ حرمت ممنوع ہو گئی کہ کفار کا اللہ پر
یہ افتراء کذب تھا۔ اور بحیرہ بروزن فعیلہ بحر سے نکلا ہی معنی کان پھاڑنا۔ یعنی وہ اونٹنی جو کان پھاڑ کر آزاد کر دیجاوے کہ زمانہ جاہلیت میں اُسکو حرام جانتے تھے

تفسیر آیۃ کریمہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ
ولا وصیلۃ ولا حام ۱۲ +

باید دانست کہ سائبہ ماخوذ است از سیب بفتح اول وسکون ثانی بمعنی رفتن پس
سائبہ رونده است و در اصطلاح ناقہ است کہ گذاشتہ شود مرفوعۃ الانتفاع بہا بر
مراد نص مجید پس حیواں رونده غیر ناقہ راهم بریں قیاس سائبہ میتواں گفت چنانکہ
دریں دیار ہند کافراں بزعم خیر نفس خود یا غیر خود گاواں را مرفوع الانتفاع میگزارند
و حرمتش افترائے صریح کافران است **ش** تخصیص سخن در سائبہ از انست کہ سخن
در حرمتش رفتہ **م** ازینجا کہ سخن حرمۃ در ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ است سائبہ شامل
فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ تو اند شد **ش** ازینجا رد آنست کہ سائبہ را حرام
گفتند وحیوانی را کہ بنام بزرگان مخصوص گردد در حکم سائبہ گرفتند **م** **تنبیہ** اگر
نیکو بنگری غالباً جز ایمان وصوم وصلوٰۃ وما یتعلق بہم ہمہ افعال ظاہر وباطن لوجہ
اللہ تعالیٰ معلق لغیرہ تعالیٰ است چنانکہ دادن چیزی بکسی لوجہ تعالیٰ و اضحیہ
حضرت نبی الرحمۃ صلعم از برائے امت و اضحیہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ سائبہ سیب سے نکلا ہے جس میں سین پر زبر اور یا کا جزم ہے معنی اسکے چلنے کے
ہیں تو سائبہ کے معنی چلنے والا ہوے۔ اور اصطلاح میں اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مرفوعۃ الانتفاع بہا چھوڑ دی
جاتی ہے یعنی اس غرض سے کہ اُس سے کسی قسم کا نفع نہ لیا جاوے بلکہ اُس سے نفع حاصل کرنا موقوف اور
مرفوع سمجھا جاوے کہ آیت مجید اسی مراد پر ہے۔ پس ہر جانور چلنے والے کو بھی جو اونٹنی کے علاوہ ہیا
اسی قیاس پر سائبہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اس ملک ہندوستان میں کافر لوگ اپنے نفس کی یا غیر کی طرح
خیر وخیرات کا گمان کر کے گائے بیلوں کو مرفوع الانتفاع چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سانڈ کہلاتے ہیں۔ اور
اُسکا حرام ہونا صریح کافروں کا بہتان وافترا ہے۔ اور سائبہ میں خاص کلام کرنا سو وجہ یہ ہے کہ کلام اسی کی
حرمت میں واقع ہوا ہے حالانکہ اُسکی حرمت کا فروں کی طرف سے محض افترا ہے۔ اور چونکہ کریمہ ما اہل بہ
لغیر اللہ اور ما اہل لغیر اللہ بہ میں حرمت کی گفتگو ہے پس سائبہ کا کریمہ فکلوا مما ذکر اسم
اللہ علیہ کے شامل ہونا چاہیے جو سورۂ انعام کے چودھویں رکوع میں ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کھاؤ اُس چیز
کو جسپر اللہ کا نام لیا جاوے۔ پس سائبہ ماکولات میں ہو سکتا ہے۔ اب یہاں پر انکا رد بھی ہو گیا جنھوں نے سائبہ
کو حرام کہا۔ اور اُس جانور کو جو بزرگوں کے نام سے مخصوص ہوتا ہے حکم سائبہ میں لیلیا **تنبیہ** اگر غور سے دیکھے
تو تمام افعال ظاہر و باطن کے جو خدا تعالیٰ کی وجہ سے ہوں سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے اور جو کچھ انکے متعلق ہے

سائبہ اور نیز وہ جانور کہ
مرفوع الانتفاع بغرض خیر
چھوڑے جاتے ہیں مثل
سائبہ حرام نہیں ہیں کہ
انکی حرمت افترا صریح
کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور
کہ مخصوص بنام بزرگان ہوں
حرام نہیں وہ حکم سائبہ میں ہیں

و امّتہ از بہر حضرت نبی الرحمۃ صلعم و غیرہ صلعم کہ تا ایں دم است فی المشکوٰۃ عن حنش قال رایتُ علیّاً یُضحّی بکبشین فقلتُ لہ ما ھذا فقال انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصانی ان اُضحّی عنہ فانا اُضحّی عنہ سن این مسئلہ در کتب اہل سنۃ و جماعۃ مکتوب و معروف است و دریں تنبیہ اہتمام آنست کہ انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ از حسنات است یا ابطال ادعاء آنکہ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ مطلقاً حرام است و جزائے عمل لغیر عامل نمیرسد ھم و گفتہ شد کہ حرمۃ سائبہ بسبب عدم خروج از ملک مسیّب است بسبب عدم مقبوضیتش از جانبی دیگر انتہی و حال آنکہ خارج میشود بمجرد اخراجش بدانکہ خروج بذاتہ شئی از ملک مخرج مشروط بقبض قابض غیرش نیست مگر بعرض قصد شرط پس خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

ترجمہ اور اُمت کا حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کے غیر کے واسطے کا اس وقت تک جاری ہے۔ کہ مشکوٰۃ میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھونکو ذبح کرتے تھے تو میں نے آپ سے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ اہل سنۃ وجماعۃ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ اور اس تنبیہ میں اس بات کا اہتمام ہے کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا حسنات سے ہے جس میں اس دعوی کرنے کا ابطال بھی ہے کہ غیر خدا کی طرف منسوب ہونا مطلق حرام ہے یعنی مطلق غیر خدا کی طرف نسبت ہونے سے حرام ہونیکا دعوٰے باطل ہے۔ اور نیز یہ دعوی بھی باطل ہے کہ عمل کا بدلہ غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ سائبہ کا حرام ہونا سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے خارج نہ ہونیکے سبب سے ہے کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے اسپر قبضہ کیا جانا نہیں پایا جاتا لہذا ملک غیر پر تصرف حرام ہے حالانکہ مُسیّب یعنی سائبہ چھوڑنے والے کے اپنی ملک سے اُسکو خارج کرتے ہی سائبہ اُسکی مِلک سے خارج ہو جاتا ہے۔ معلوم ہو کہ کسی چیز کا خارج کرنیوالے کی مِلک سے بذاتہ نکل جانا اُسکے غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط نہیں ہے مگر قصدِ شرط عارض ہونے سے مطلب یہ کہ مالک کو اپنی ملک سے کسی چیز کے خارج کرنے پر اُس چیز کے بذاتہ اُسکی ملک سے نکل جانیکے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ جبتک غیر اُسپر قابض نہو تب تک اصل وہ چیز مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ مالک کے خارج کرتے ہی خروج شئی ثابت ہو جاتا ہے مگر جبکہ مالک نے اپنے ارادہ میں دوسرے کے قبضہ کی شرط پر اسکو اپنی ملک سے خارج کیا ہو سو وقت اُس شئی کے خروج کیلیے شرط قبضہ عارض ہو جائیگی اور وہ شئے مالک کی ملک سے نکلنے کیلیے کسی غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط ہوگی۔ پس ایسا خروج مشروط بقبض الحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

خروج شئی از ملک غیر قابض بقبض مشروط نیست مگر در صورت عارض شدن قصد شرط

مشروط بقبض است در حال یا در استقبال صوری یا معنوی

حسب الشرط صحیح است اما اینجا کہ حقیقۃ قبض از روح متصرف بتعریف متصرف حقیقی است بر قبض معنوی مانعی حقیقتاً نتواند شد و آنجا کہ جزای اضحیہ بنفسہا است لقولہ علیہ السلام سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم + نہ بغیرہا در صورت عدم خروج از ملک فعل اختیار اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از بہر اُمت بر خلاف حقیقت خواہد بود العیاذ باللہ تعالیٰ من سوء الفہم والاعتقاد +

و ازینجا است کہ نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ تعالیٰ و تصرف بمصارف لوجہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است و حساب بر ذمہ نائب پس ہوشیاری در کار لازم او باشد و نیز بدانکہ انتساب لغیرہ تعالیٰ ہمچو انتساب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان

ترجمہ حسب الشرط صحیح ہے یعنی جس کا خارج ہونا قبض کے ساتھ مشروط ہو خواہ وہ قبضہ کی شرط اُسی وقت کے لیے ہو یا آیندہ کے لیے اور وہ خروج ظاہر کا ہو یا باطن کا جیسی شرط ہو اُسی کے موافق وہ خروج مشروط صحیح ہے۔ کیونکہ حقیقت قبض کی مصرف کی روح سے ہے مصرف حقیقی کی تعریف کے سبب کہ اس قبض معنوی پر کوئی مانع حقیقتاً نہیں ہو سکتا ہے یعنی اصل میں قبض مصرف کی روح کا ہے اور یہ تعریف مصرف حقیقی ہی یعنی کسی حقیقی پھیر لینے والے کو اپنے ارادہ کا پھیر لینا ہے اور یہی حقیقت قبضہ کی ہی جو ایک امر معنوی ہی اس معنوی قبضہ پر کوئی منع کرنیوالا حقیقت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کا بدلہ نفس قربانی سی ہے نہ اُسکے غیر سے اسلیے کہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے کہ اپنی قربانیوں کو تم موٹا کرو کیونکہ وے پل صراط پر تمھاری سواریاں ہیں۔ پس در صورت ملک سی خارج نہ ہونیکے حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کیواسطے قربانی کرنیکا اختیاری فعل حقیقت کے خلاف ہوگا خدا کی پناہ بری سمجھ اور اعتقاد سے + اور یہیں سی یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس منذور بہ کا منذور لہ غیر اللہ کے واسطے نذر کرنا۔ اور مصارف لوجہ اللہ تعالیٰ میں منذور لہ کی طرف سی بضرورت نائب بنکر تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور حساب نائب کے ذمہ۔ پس کام میں ہوشیار رہنا اُسکو لازم ہی یعنی خاص کسی چیز نذر مانی ہوئی کو خدا کے سوا جسکے لیے نذر مانی ہو نذر کرنا۔ اور اُس نذر کو ایسے کاموں میں کہ خدا کی وجہ میں ہوں کسی دوسرے شخص کا اُس شخص کی طرف سی جسکی نذر مانی ہو نائب بنکر خرچ کرنا بہ تصرف مصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہی یعنی ضرورت کی صورتیں۔ نائب کو حساب صحیح رکھنا اور کام میں ہوشیار رہنا لازم ہی اور اسکی بھگتان نائب کے ذمہ ہی۔ اور یہ بھی معلوم رہی کہ انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سی بوجہ دلالۃ اسکی ایمان کے نہیں ہو سکتا یعنی جیسا خاص خدا کے لیے نذر وغیرہ میں چیزیں منسوب ہوتی ہیں بعینہ اُسیطرح اُسی اعتقاد سے غیر خدا کی طرف کسی چیز کا منسوب کرنا مومن سے نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ ایمان مومن کو ایسے اعتقادات کیطرف جس سی شرک پیدا ہو رہنمائی نہیں کرتا اور نہ ایسے امر کا مقتضی ہوتا ہی کیونکہ ثبوت ایمان مومن کا اسکی نفی پر دلالت کرتا ہے +

پس فعل مومن را کہ صحتش بر نیت است و آں امریست مخفی و ندانی چو سنت
م منسوب بہ بدی نتوانکرد اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ مگر آنکہ کہ آشکارا گردد حنفی را
موافق حکم اہل سنۃ وجماعت حنفی ہدایتش لازم است نہ تکفیر و دریں ہر دو کریمہ سخن
صریح از حرمۃ حیوانات است نہ از منتسات عامہ پس سخن صراحۃ حرمۃ منتسات عام
از مومن و غیر مومن از یہانمی سزد بل تواند شد کہ افترا باشد و البتہ منتسبات لغیرہ
تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ از حیوان و غیر آں از مومن نوری بر نوری دارد بسبب نسبتین
بر تفاوت حال منتسب الیہ و خیرے بر خیری ادائے الحق العبد والحق سبحانہ
و منتسات لغیرہ تعالیٰ دون وجہہ تعالیٰ از حیوان و غیر آں ظلمتی دارد بسبب حرمۃ
اسراف یا شرک باللہ تعالیٰ و سائبہ منذورتا بہا بنا بر تقرب ہمچو تقرب مخصوص
اللہ تعالیٰ از شرک باللہ تعالیٰ است و آنکہ بنا بر تقرب نیست از اسراف است

ترجمہ پس مومن کے فعل کو جس کی صحت نیت پر موقوف ہی اور نیت ایک پوشیدہ امر ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ وہ کیونکر ہے برائی کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیئے کیونکہ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ یعنی بے شک بعض گمان گناہ ہے۔ مگر جبکہ ظاہر ہو جاوے تو حنفی کو موافق حکم اہل سنت وجماعت حنفیہ کے اس کی ہدایت لازم ہے نہ اس کا کافر بنانا یعنی ایسے شخص کو جسکی نیت میں فتور معلوم ہو مذہب حنفی کے موافق حنفی کو اس کی ہدایت کرنا لازم ہے۔ اس کی تکفیر کرنا اور اسکو کافر بنانا نہ چاہیے۔ اور ان دونو آیات کریمہ میں کلام کا حرمۃ حیوانات کی نسبت ہونا ظاہر ہے یعنی جاندار کے حرام ہونے پر ان آیات میں گفتگو کی گئی ہے کہ ظاہر ہے نہ عام منتسبات کی نسبتہ۔ پس ان آیات سے عام منتسبات کی خواہ مومن سے ہوں یا غیر مومن سے صاف صاف حرام ہونے کی گفتگو کرنا نہیں زیب دیتا ہی بلکہ ہو سکتا ہی کہ افترا ہو۔ ہاں البتہ مومن سے جاندار یا غیر جاندار کا غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہوتا ہے بسبب دونسبتوں کے نور پر نور ہے منتسب الیہ کے تفاوت حال پر یعنی جس کی طرف وہ شے منسوب ہے اس شخص کی صلاحیت اور تقویٰ کے حال کے اعتبار پر زیادتی نور ہے۔ اور نیکی پر نیکی ہے بسبب ادا ہونے حق العبد اور حق اللہ کے۔ اور جو چیزیں کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب نہ ہوں خواہ حیوان ہوں خواہ اور کچھ وہ بسبب حرمت اسراف یا شرک باللہ کے بہت ظلمۃ رکھتی ہیں۔ اور سائبہ نذر کیا ہوا بتوں کا مانند تقرب خاص خدا کے جو نکی قربت حاصل کرنیکی غرض سے شرک باللہ میں ہے یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ اور جو تقرب کی بنا پر نہیں ہے وہ اسراف میں ہے

پس حق تقوی اللہ تعالیٰ آنست کہ از منتسبات لغیرہ تعالیٰ کہ لوجہہ تعالیٰ نباشد پرہیزد تا آنکہ از آب پاک از دستِ غافل **ش** پرہیز دم کہ فعلش لغیر اللہ تعالیٰ بود از ینجا است کہ فعلِ خود ہم وقتِ غفلت لغیر اللہ تعالیٰ است و بی شبہ ظلمت منتسبات لغیر اللہ تعالیٰ را جز صاحب دل نتواند دریافت و ہمچنین است ظلمۃ حرمۃ کسبی اشیاء مکسوب **ش تنبیہ** از ینجا ردّ قولی است کہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ عموماً از حیوان وغیر آن حرام است بدلیل کریمہ مَآ اُهِلَّ الخ و منتسب مشرک است بدلیل کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ **م** واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ٭ اللّٰھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس حق تقویٰ خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ جو چیزیں غیر خدا کی طرف منسوب ہوں اور خدا کی وجہ میں نہ ہوں خدا سے ڈر کر ان سے پرہیز کرے یہانتک کہ پاک پانی سے بھی اگر غافل کے ہاتھ کا ہو پرہیز کرے کیونکہ اس کا فعل غیر خدا کے واسطے ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا فعل بھی غفلت کے وقت غیر خدا کے لیے ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ غیر خدا کی طرف نسبت کی ہوئی چیزوں میں ظلمت ہوتی ہے لیکن بجز صاحب دل دوسرا اسکو نہیں جان سکتا۔ اور اسی طرح جو چیزیں کسب کردہ ہیں یعنی اپنی محنت وسعی پر بھروسہ کرکے حاصل کی ہیں اور خالص بخشش خدا کی نہیں ہیں انکی ظلمت حرمت کسبی کو بھی ایسا ہی خیال کرنا چاہیے یعنی انکی ظلمت حرمت کسبی صاحب دل کے سوا اور نہیں معلوم کر سکتا **تنبیہ** اب یہاں پر ان لوگوں کا قول بھی رد ہو گیا جنکے نزدیک غیر خدا کی طرف منسوب کی ہوئی چیز عام ایسی کہ وہ جاندار سے ہو خواہ بیجان سے آیت کریمہ مَآ اُهِلَّ الخ کی دلیل سے حرام ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اس آیت میں کلام صراحتاً جاندار اشیاء کی حرمت میں واقع ہوا ہے بالخصوص مومن کی نسبت ایمان کی دلالۃ سے اسکا حرام ہونا بھی نہیں ثابت ہوا بلکہ افترا ہو سکتا ہے۔ دوم انکا یہ کہنا بھی رد ہو گیا کہ نسبت کرنیوالا کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ کی دلیل سے مشرک ہے حالانکہ فسق برا کام ہے۔ پھر مومن حرام فعل سے بھی کافر نہیں ہوتا انتہا یہ کہ گنہگار کہا جاوے۔ پس مشرک کریمہ مذکورہ سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اسکی طرف رجوع و انجام کرنا ہے۔ اے رب ہمارے اگر ہمسے بھول ہوئی ہو یا ہمنے خطا کی ہو تو ہمسے مواخذہ نفرمائیو۔ اے اللہ درود وسلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمۃ ہیں اور آپکے جمال حسن پر جیسی انسے محبت ہے اور جیسے تو انکو پسند کرتا ہے اور انکو ہمارے حق میں شفیع کر اور انکے طفیل ہم پر رحمۃ نازل کر برحمتک یا ارحم الراحمین

منسب لغیر اللہ کریمہ مآ اھل الخ سے حرام اور منتسب ذٰلکم فسق سے مشرک نہیں اللھم اغفرلنا

آمین یا اللہ جلشانہ یا رب العالمین ٭

ذکر کیفیۃ وفضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۴]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ و اصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان وقت الولادۃ مع السعادۃ والکرامۃ والرحمۃ لحضرۃ رحمۃ للعالمین اکرم الاوقات بکرامۃ کلیۃ لانہ مظہر زمانی لمظاہر الحسنات کلہا وسبب حصولہا فیومہا ولیلہا ش نقل عن بعض الشافعیۃ ان افضل اللیالی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ردّ المحتار باب الاحرام م وشہرہا وعامہا کذا واعلموا ان ہذا وقت ینتظر الیہ الانبیاء والملائکۃ وما ہو اہل بالانتظار فسروا بظہورہ صلعم

ترجمہ ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۵]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین می ستائیم خدائے را ویاری می خواہیم از و درود می فرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلعم ۔ واورا شفیع میگردانیم ۔ ودرود می فرستیم برآل او و اصحاب او وبر پیروان او تمامہ ۔ بدانکہ ہر آئینہ وقت ولادت حضرت رحمت عالمیاں کہ باسعادت وکرامت ورحمت است بکرامت کلیہ مکرم ترین ہمہ اوقات است ۔ ازانکہ وقت ولادت شریف مظہر ہمہ حسنات را مظہر زمانی است یعنی آں زمان محل ظہور منظہر جمیع حسنات است ۔ وسبب حصول حسنات است پس روز ولادت وشب ولادت وماہ ولادت وسال ولادت شریف ہمچنان است کہ وقت ولادت شریف یعنی از ہمہ روزہا وشبہا وماہہا وسالہا گرامی تر است چنانچہ منقول است ۔ کہ از بعض شافعیہ کہ افضل شبہا شب پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم است ۔ از ردّ المحتار باب الاحرام ۔ وبدانید کہ ہر آئینہ این وقتی است کہ انبیاء وملائکہ اورا انتظار میکشیدند وانچہ او اہل است بانتظار ۔ پس شادی نمودند بظہورش صلعم ۔

ذکر کیفیت وفضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وقت ولادت آنحضرت اکرم الاوقات است بکرامت کلیہ وہم روز وشب ولیلۃ وماہ

ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلعم

وقت وروز وماہ وسال ولادت آنحضرت ... گرامی تر است ... شب پیدائش ...

علی ما اتمہ اللہ تعالی رحمتہ التی توقفت علی شہودہ صلعم کما قال اللہ
تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین خصوصاً بظہورہ وعموماً بوجودہ
صلعم وقولہ صلعم للسائل عن صوم یوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ
اشارۃ الی شرف الیوم وتعظیمہ بالتعبد فیہ والسرور فیہ بولادتہ صلعم
شکراً للہ الرحمن باظہارہ ایاہ رحمۃ للعالمین واوصی النبی صلعم بلالاً
بصوم یوم الاثنین وقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی (ای الوحی) وفیہ ہاجرت و
فیہ اموت الحدیث فالتعیین لما ینبغی فیہ ظاہر فمن یعظمہ باتیان
الحسنات ویفرح بولادتہ صلعم فیہ فیشکر بنعمائہ سبحانہ ومن لا فلا
وقد تقرر من یفرح بنعمۃ المنعم لیفرح بہ ومن یفرح بشخص لیفرح بہ
فلیس الامر ممنوعاً الی الیوم الاخر فقال علمائنا شکر اللہ سعیہم ذکر
ولادتہ صلعم باجتماع الناس فی یوم معین بدعۃ حسنۃ بالاجماع

ترجمہ - برآنکہ خدائے برتر رحمت خود را اتمام کرد کہ متوقف بر شہود او صلعم بود چنانچہ فرمود خدائے برتر در آخر سورہ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائی عالمیان - واین فرستادن رحمت خصوصاً بظہور او ست صلعم وعموماً بوجود او صلعم - و فرمودن او صلعم برائے پرسندہ از روزہ روز دوشنبہ - این روزے است کہ درو آفریدہ شدم - اشارت ہست سوئے شرف این روز و تعظیمش بہ پرستیدن و عبادت کردن ہست درو و بشاد شدن درو بولادتش صلعم بمنت پذیری خدائی رحمن بظاہر نمودنش مر او را رحمت برائی ہمہ عالمیان - و وصیت فرمود نبی صلعم حضرت بلال را رضی اللہ عنہ بروزہ داشتن یوم دوشنبہ و فرمود آفریدہ شدم درو - و نزول وحی شد بر من درو - وہجرت کردم درو - و بمیرم درو الحدیث - پس تعیین برائی آنچہ کہ زیبا است درو ظاہر است پس ہر کہ گرامی و بزرگ دارد آن روز را یا آوردن حسنات - و شاد شود بہ پیدائش او صلعم درو پس او شکر بجا آرد بہ نعمتہائے او سبحانہ - و ہر کہ چنان نکند پس او شکری بجا نیاورد - و مقرر شدہ است ہر کہ شاد شود بہ نعمت منعم البتہ شاد شود او بآنکس - و ہر کہ شاد شود بشخصی ہر آئینہ شاد شود آن شخص او را پس این امر تا روز آخر ممنوع نیست - و گفت علمائی ما خدائی برتر سعی شان را مشکور دارد - کہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است +

ولا اصل له فی الشرع الشریف للحیثیة المجموعیة وفی القرون الثلثة المنیفة وبعضهم استخرجوه قیاساً کما ذکر المتاخرون واخذوا به فقد اقتصرت عبارات المعتبر من کتاب سبیل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد قال انما احدثه ملك عادل عالم وقصد به التقرب الی الله تعالی وحضر عنده فیه العلماء والصلحاء من غیر نکیر منه وارتضاه ابن دحیة وصنف له من اجله کتاباً فهؤلاء علماء متدینون رضوه واقروه ولم ینکروه انتهی وفی الباعث علی انکار البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن یندب الیه ویشکر فاعله ویثنی علیه وفی الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبی صلعم فرحا بمولده الولائم فمن عمل ذلك الشیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس الله سره ویوسف الحجازی وقال رأیت النبی صلعم ودار الیّ وقال لاضربنك وکان بیده قضیب فقلت لای شیء یا رسول الله فقال حتی لا تبطل المولد ولا السنن

ترجمہ و در شرع شریف برای او باین حیثیت مجموعیه اصلی نیست و نه در قرون ثلاثه منیفه یعنی در زمان صحابه و تابعین وغیره که عهد بزرگ است یافته نشد۔ و بعض شان از روی قیاس او را بر آورده اند چنانچه متاخرین ذکر کرده اند و باو بر گرفتند۔ پس هر آئینه من بر چیدم عباراتی که درین مسئله تعبیر کرده شده اند که از کتاب سبیل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد است۔ گفت جز این نیست که او را پادشاہے عادل و عالم که ملک اربل بود بنا نموده وبه و اراده نزدیکی سوی خدای برتر کرده۔ و درین امر پیش او علماء و صلحا بی انکار از و حاضر آمدند۔ و او را ابو الخطاب ابن دحیه کلی پسندیده۔ و ازین رو برای شاه کتابی تصنیف کرده که نامش التنویر فی مولد البشیر والنذیر است۔ پس این همه علمائی با دیانت باو رضی شدند و او اقرار نمودند و از و انکار نه کردند انتهی۔ و در کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث است که گفت همچنین هر آئینه کار نیک است که از محاسن و نکوییها بر شمرده شود۔ و فاعلش شکر کرده شود۔ و برو ستایش و ثنا کرده آید۔ و در کتاب در منظم است که تحقیق محبان و دوستداران نبی صلی الله علیه وسلم بنا بر شادی مولدش صلعم دعوتها ترتیب داده معمول نموده۔ پس کسیکه این کار کرد و عمل نمود شیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل است قدس الله سره و یوسف حجازی که گفت نبی صلی الله علیه وسلم را دیدم و بمن متوجه شد و فرمود البته ضرور خواهم زد ترا و در دست مبارکش صلعم شاخ درخت بود پس گفتم یا رسول الله بچه سبب پس فرمود تا آنکه مولد را باطل نکنی یعنی فرو نگزاری و نه سنتها را فرو گزاری +

بیان کیفیت بنائے میلاد شریف

میلاد ... فاعلش ...

بیان معمول اهل ترتیب میلاد و سزا ... و تهدید ... بزرگ ...

ویقول الشیخ ابو یوسف موسیٰ الزرھونی رایت النبیؐ صلعم فی النوم فذکرت لہ مایقولہ الفقھاء فی عمل الولائم فی المولد فقال صلعم من فرح بنا فرحنا بہ انتہیٰ وفی قول زید والمحب مع احبابہ ویقول المنصور البشار رایت النبیؐ صلعم فی المنام یقول لی قل لہ لا یبطلہ یعنی المولد وما علیک ممن اکل وممن یاکل انتہیٰ وقال الحافظ وقد ظھر لی تخریجہ علی اصل ثابت فی الصحیحین من ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیھود یصومون یوم عاشوراء فسألھم فقالوا ھذا یوم اغرق اللہ فیہ فرعون ونجی موسیٰ فنحن نصوم شکراً للہ تعالیٰ فقال انا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ فیستفاد منہ فعل ذلک شکراً للہ تعالیٰ علی مامن بہ فی یوم معین من اسداء نعمۃ ودفع نقمۃ ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم فی کل سنۃ والشکر للہ تعالیٰ یحصل بانواع العبادات والسجود والقیام والصدقۃ والتلاوۃ

ترجمہ ومیگوید شیخ ابو یوسف موسیٰ زرھونی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم و باو صلعم ذکر کردم آنچہ اورا فقہاء میگویند در عمل دعوتہا در بیانِ مولدِ مبارک ۔ پس فرمود صلعم ہر کہ شاد شد بما شاد شدیم باو انتہیٰ ۔ و در قولے زیادہ کردہ شد ایں کہ دوست دارندہ با دوستانِ خود است ۔ ومنصور بشار میگوید کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ میفرماید مرا ۔ بگو اورا کہ باطل نکند اورا یعنی مولد را فرو نگزارد و کردہ باشد ۔ ونیست بر تو از کسیکہ خورد و از کسیکہ نخورد انتہیٰ ۔ وگفت حافظ کہ این تخریج برائی من ظاہر شدہ است تخریج او یعنی برآوردنِ او بر اصلے کہ ثابت ہست کہ در صحیحین است از ینکہ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ در آمد پس یہود را یافت کہ روزہ روز عاشورہ میدارند ۔ پس پرسید آنہارا پس گفتند ایں روزی است کہ خدائی برتر دریں روز فرعون را غرق کردہ وموسیٰ علیہ السلام را نجات دادہ ۔ پس ما روزہ میداریم بنا بر شکر برائی خدائے برتر ۔ پس فرمود صلعم ما سزاوار تریم از شما بموسیٰ پس روزہ داشت صلعم آں روز را وامر فرمود بروزہ ہائی او ۔ پس ازو مستفاد میشود و فائدہ حاصل آید کہ اینچنیں فعل بنا بر شکر برائی خدائی برتر است بر آنچہ کہ منت نہاد باو دریں روزِ معین از ایجادِ نعمت و دفع نقمت یعنی عذاب ۔ و باز گردیدہ شود ایں فعل در نظیرِ ہمیں روز از ہر سال تا آنکہ عادت گیر دو معتاد شود + وشکر برائے خدائی برتر حاصل آید بہ اقسامِ عبادات وسجدہا وقیام وصدقہ وتلاوت

وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ فی ذلک الیوم
وقال شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ عندی ان اصل عمل المولد الذی
ھو اجتماع الناس وقرءۃ ما تیسر من القرآن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی
مبدءِ امر النبی صلعم وما وقع فی مولدہ من الآیات والمعجزات ثم یمد لہم سماطاً یاکلون
وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلک من البدع الحسنۃ التی یثاب علیھا
صاحبھا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلعم واظہار الفرح والاستبشار
بمولدہ الشریف قال وقد ظہر لی تخریجہ علی اصل اٰخر غیر الذی ذکرہ الحافظ
وھو ما رواہ البیہقی عن انسؓ ان النبی صلعم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع
انہ ورد ان جدہ عبد المطلب عق عنہ فی سابع ولادتہ صلعم والعقیقۃ
لا تعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان ھذا فعلہ صلعم اظہاراً للشکر علی
ایجاد اللہ تعالیٰ ایاہ رحمۃ للعالمین وتشریفاً منہ صلعم کما کان یصلی علی

ترجمہ۔ وکدام نعمت گرامی تر است ازیں نعمتی کہ ایں نبی کریم نبیِ رحمت است دریں روز آشکار شد
وگفت شیخ ما رحمہ اللہ تعالیٰ در فتاوائی خود کہ نزد من است آنکہ اصل عملِ مولد کہ او اجتماع وگرد آمدن آدمیان
است وخواندن از قرآن آنچہ آسان باشد وخواندنِ روایتِ اخبار کہ در مبدء امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وارد شدہ یعنی در امر پیدائش وتخلقت نورِ نبی صلعم مذکور آمدہ وآنچہ در جائی پیدائش او صلعم از آیات ومعجزات
واقع شدہ۔ باز گسترانیدہ شود ودراز گردد برائے شاں سفرہ کہ بخورند ازاں وباز گردند بغیر زیادتی
براں ایں ہمہ از بدعتِ حسنہ است کہ صاحب وعامل آنہا بر ہمہ ثواب ومزد دادہ شود ازینکہ درویست
از تعظیم قدرِ نبی صلعم واظہار شادی است وشادشدن است بمولد شریف نبی صلعم۔ گفت
وتحقیق ظاہر شد برائے من تخریج او یعنی بر آوردنِ ایں عمل بر اصلے دیگر غیر آنکہ اورا حافظ
بیان کردہ۔ واو آنچہ بیہقی اورا از انس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ ہر آئینہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم از نفس مبارکِ خود بعد نبوت قربانی کرد وعقیقہ فرمود با آنکہ تحقیق وارد شدہ
کہ جدش عبد المطلب در روز ہفتم ولادتِ شریف از وصلعم قربانی عقیقہ کردہ۔ وعقیقہ بار دیگر
باز نہ گردد۔ پس حمل شود ایں بر آنکہ ایں فعلِ او صلعم اظہار است برائی شکر بر ایجاد خدائی برتر
کہ پیدا کرد مر اورا رحمتِ عالمیان واز روئے تشریف است از وصلعم چنانکہ بر

نفسہ کذلک فیستحب لنا ایضا اظہار الشکر بمولدہ و اطعام الطعام ونحو

ذلک من وجوہ القربات والمبرات انتہی وفی شرح سنن ابن ماجۃ الصواب

انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا انتہی ومن

المواہب اللدنیۃ فقد رؤی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک

فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی

ہاتین ماء واشار براس اصبعیہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عندما

بشرتنی بولادۃ النبی صلعم وبارضاعہا لہ وفی معراج المسلمین عن ابن عباس

بن عبد المطلب قال کنت مواخیا لابی لہب ومصاحبا لہ فلما مات وقد

اخبر اللہ تعالی عنہ ما اخبر فحزنت علیہ وہمنی امرہ فسالت اللہ حولا

ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرایت نارا تلہب فسالتہ من حالہ فقال لی

النار فی العذاب فلا یخفف عنی العذاب الا لیلۃ الاثنین من کل اللیالی و

الایام فانہ یرفع العذاب عنی قلت وکیف ذلک فقال ولد فی تلک اللیلۃ محمد صلعم

ترجمہ نفس مبارک خود درود وصلوٰۃ میخواند ہمچناں پس مستحب است برای ما نیز اظہار شکر بمولد او صلعم و طعام

خورانیدن ومثل ایں کہ از وجوہ قربات ومبرات است یعنی از اسباب نزدیکیہا ونکوئیہا است بحضرت حق انتہی

ودر شرح سنن ابن ماجہ است کہ صواب آنست کہ او از بدعت حسنہ مندوبہ است یعنی کار نو است نیک از محاسن

وخوبیہای شمار کردہ شدہ ہرگاہ کہ از منکرات کہ شرع از و باز داشتہ خالی باشد۔ واز مواہب لدنیہ است کہ تحقیق

ابولہب بعد موت خود در خواب دیدہ شد پس گفتہ شد او را چہ حال است ترا پس گفت او در آتش است مگر آنکہ

تحقیق ہر شب دوشنبہ از من عذاب سبک کردہ شود یعنی تخفیف عذاب شود۔ ومی مکم از میان ایں ہر دو انگشتان

من آب را۔ وایما کرد بسر ہر دو انگشتان خود۔ وہر آئینہ ایں تخفیف بآزاد کردن من است ثویبہ را وقتیکہ مرا خوشخبری

داد او بولادت نبی صلعم وبشیر دادن او نبی صلعم را۔ ودر معراج المسلمین است از ابن عباس بن عبد المطلب

گفت من مواخی ومصاحب ابو لہب بودم یعنی با او برادری وصحبت میداشتم پس ہرگاہ کہ او مرد وتحقیق خدای برتر او

آگہی داد بآں خبر کہ بود پس حزن کردم بر او واہم او ومرا در اندوہ آورد۔ پس خواستم از خدا تا یکسال کہ مرا بنماید در خواب ہم او را۔ گفت پس دیدم آتش را

کہ زبانہ میزند وشعلہای انگیزد پس پرسیدم او را از حال او پس گفت کہ سوئی آتش است در عذاب یعنی حال آتش و عذاب کہ در و مبتلا بود بیان کرد وبگہ

ایں عذاب از من سبک نمیشود مگر شب دوشنبہ از ہر شبہا وروزہا پس ہر آئینہ آں عذاب دراں شب از من دور گردد۔ گفتم چگونہ است پس گفت زائیدہ شد در شب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تخفیف عذاب ابولہب بولادت حضور صلعم
ابولہب از حدیث ابن عباس رضی

فجاءتنی امتہ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بمولدہ واعتقتہا فرحا فاثابنی اللہ
بان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ اثنین لذلک انتہی قال ابن الجوزی
فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القران بذمہ جوزی فی النار بفرحتہ
لیلۃ مولد النبی صلعم فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام بسرہ بمولدہ
ویبذل ما اتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلعم لعمری انما یکون جزائہ من اللہ
الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنت النعیم ولا زال اھل الاسلام یحتفلون
بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات
ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرءۃ مولدہ الکریم ویظھر
علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک
العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر
مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ عناد ولقد اطنب
ابن الحاج فی المدخل فی انکار ما احدثہ الناس من البدع والاھواء والتغنی

ترجمہ کنیزک پیش من آمدہ مرا مژدہ داد بولادت او صلعم۔ پس شاد شدم بہ پیدایش او صلعم و آزاد کردم او را پس مرا مزد داد خدائے برتر آنکہ دور کرد از من عذاب در ہر شب دوشنبہ بسبب ایں انتہی۔ گفت ابن جوزی پس ہرگاہ کہ ایں ابولہب کافر بود آنکہ قرآن بذم اوای بہ گفتن او فرود آمدہ در آتش آب دادہ شد بشادی شب پیدایش او صلعم۔ پس چہ حال مسلم موحد است از امت او صلعم کہ بہ پیدایش او صلعم شادی کند و انچہ کہ برسد سوی او قدرتش یعنی ہرچہ بتواند در محبتش صلعم صرف نماید۔ بجان من جزاے نیست کہ باشد جزای او از خدای کریم آنکہ داخل کند او را بفضل عمیم خود در جنات نعیم۔ و ہنوز زائل نشدہ دائم و قائم است کہ اہل اسلام بماہ پیدایش حضور علیہ السلام محافل و مجالس ترتیب میدہند۔ و دعوتہامی آرند۔ و در شبہائی او اقسام صدقات قسمت میکنند۔ و شادیہا وانمایند۔ و در نکوئیہا زیادت کنند۔ و بخواندن مولد نبی کریم اہتمام و اشتغال میدارند کہ از برکات او بر آنہا ہر فضل عام ظاہر آید۔ و از انچہ آزمایش کردہ شد از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان ہست و درین سال و مژدہ دہندہ بہ نزدیک ہست بہ برآمدن ہر حاجت و مراد۔ پس رحم کرد خدای بر آن مردی را کہ او شبہای ماہ مولد مبارک او صلعم را عیدہا گرفتہ بر کسیکہ در دل او عناد ہست این سخن تر و گران تر باعث و علت بود۔ و البتہ تحقیق ابن الحاج در مدخل سخن را دراز کردہ در انکار انچہ کہ آدمیان او را احداث کردہ و پیدا نمودہ اند از بدعت و خواہشات نفسانی و سرائیدن

باقی میلاد را بشارت بدخول جنت و عموم فضل +

بیان اینکہ تا ابد دوام اجماع است بر میلاد +

خواص میلاد در رفع حاجات +

بیان منہیات کہ در میلاد نباید +

بِالالات المحرمۃِ عند عملِ المولدِ الشریف فاللہ تعالیٰ یثیبہ علیٰ قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل انتہیٰ وھٰکذا من العلماء الصلحاء فیقول الحزین واللہ ولی التوفیق البدعۃ کلھا سیئۃ لقولہ صلعم کل بدعۃ ضلالۃ فالکلام یمنع تخصیص ش ھو وجہ زائد علی وجہ متحد الذی بہ العموم م البعض من العام ش ھو مشترک فی وجہ متحد م بہا ش متعلق بالتخصیص اے بوجہ الذی م یعارض بالضد ما ش ای وجہ الذی م بہ العموم فلا یسع التاویل فلزم التساقط ولان افادات الکل التاکید والحصر وھو یمنعان الاستدراک والاستثناء والتخصیص وقد لا یفید ش الکل التاکید والحصر م فہو ثابت بالاستثناءِ والاستدراک والتخصیص فالفرق ش ظاہر م بینھما ش ای کل للتاکید والحصر وکل لغیرھما بالاستثناء وغیرہ المذکور م فان التخصیص لا یزیل اشتراک ش ای وجہ متحد م الذی بہ العموم

ترجمہ بالات ومزامیر محرمہ کہ شرع اوراحترام داشتہ وقت عمل مولد شریف ۔ پس خدائے برتر او را ثواب دہد بر قصد او کہ جمیل و نیک ہست ۔ و ببرد ما را براہ سنت ۔ پس ہر آئینہ او بس است ما را و نیکو است وکیل انتہیٰ ۔ و ہمچنان است از علماء کہ نیک بختان اند و صاحب صلاح اند ۔ اکنوں میگوید ایں اندوہگیں ۔ و خدائے یار صاحب توفیق است ۔ کہ بدعۃ تمام خود گناہ است بنا بر قولِ او صلعم کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنی ہر بدعۃ گمراہی است ۔ پس ایں کلام شریف باز دارد تخصیص بعض را از عام یعنی از عام تخصیص بعض را منع میکند ۔ و تخصیص وجہی است زائد بر وجہ متحد آنکہ با عموم است ۔ و عام آنکہ او مشترک است در وجہ متحد ۔ و ایں منع تخصیص بعض از عام در کلام حدیث ازیں وجہ است کہ او یعنی وجہ تخصیص معارض بضد گردد آن وجہ را کہ باو عموم است ۔ پس ایں معارضت کہ بضد است تاویل را گنجائش ندارد پس تساقط لازم شد ۔ و آنکہ لفظ کل تاکید و حصر را نفع می دہد ۔ و ہر دو یعنی تاکید و حصر استدراک و استثناء و تخصیص را منع میکنند ۔ و گاہے لفظ کل حصر و تاکید را مفید نہ شود پس او باستثناء و استدراک و تخصیص ثابت است ۔ پس فرق میان ہر دو ظاہر است یعنی کل برائے تاکید و حصر ۔ و کل برائے غیر ایں ہر دو یعنی با استثناء و استدراک و تخصیص مذکورہ ۔ پس ہر آئینہ تخصیص اشتراک را کہ وجہ متحد است آنکہ با عموم است زائل نمیکند +

بیان آنکہ بدعۃ ہمہ گناہ است و گمراہی

تعریف عام و تخصیص

لفظ کل چوں مفید حصر و تاکید است منع استدراک استثناء و تخصیص ست و ہر گاہ نہ باشد چنیں است و بیان فرق کل دریں

والعموم والخصوص لا یعتبران الا فی العوارض فلا یجتمعان فی التعارض
ش الکلام المحقق تفسیر و دلیل علی دعوی منع التخصیص بوجہ الذی
یعارض بالضد وجہ الذی بہ العموم م فکیف تخصیصها ش ای البدعۃ
من العام م وتحسینها ش استدلوا علی صحۃ بدعۃ حسنۃ بقول عمر رضہ
فیما قیل فی اثبات التراویح ان رسول اللہ تعالی صلعم صلی التراویح بجماعۃ
فترک جماعتها من خوف نزول فرضیتها علی امتہ صلعم فیصلونها فی بیوتهم
منفردین فلما زال سبب ترکها هو خوف نزول فرضیتها اعاد جماعتها عمر رضہ
فقیل هذہ بدعۃ فقال عمر رضہ نعمت البدعۃ م فقول عمر رضہ نعمت البدعۃ
جوابا فیما قیل بدعۃ لا یدل علی انها بدعۃ عندہ رضہ اذ کانت صلاها رسول
اللہ تعالی صلعم بجماعۃ بل اعادۃ ش والاعادۃ لیست ببدعۃ م فهی
ش ای البدعۃ م احداث مفسد فی الدین وما لیس بمفسد لیس ببدعۃ
فتسمیۃ ما لیس بمفسد بالبدعۃ الحسنۃ مسامحۃ اللفظ مجازا علی عالم بوجہ عدم والکتاب

ترجمہ عموم وخصوص تغیر کردہ شوند مگر در عوارض پس در تعارض مجتمع نشوند۔ واین کلام محقق
حدیث شریف تفسیر و دلیل است بر این دعوی کہ تخصیص بدو وجہ ممنوع است کہ آن وجہ وجہی را کہ با و عموم ثابت
معارض بضد باشد۔ پس چگونہ تخصیص بدعت بود از عام او و چگونہ تحسین بدعت باشد از ضلالت تا آنکہ بدعۃ
حسنہ گفتہ آید۔ و حال اینکہ بر صحت بدعت حسنہ دلیل آوردہ اند از قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ در آنچہ
کہ گفتہ شدہ است در اثبات تراویح و آن اینست کہ رسول خدای تعالی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آئینہ نماز تراویح بجماعۃ
خواند۔ پس جماعتش ترک فرمود از خوف نزول فرضیتش بر امتش صلعم۔ پس مردمان در خانہای خود تنہا تنہا
میخواندند۔ و ہرگاہ سبب ترک جماعۃ کہ آن خوف نزول فرضیت تراویح بود۔ دور شد عمر رضی اللہ عنہ جماعتش باز گردانید
پس گفتہ شد این بدعۃ است۔ پس فرمود عمر رضی اللہ عنہ نیکو است این بدعۃ۔ پس قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ
یعنی نیکو است این بدعۃ۔ بطور جواب بآنچہ گفتہ شد بدعۃ است دلیل نشود بر آنکہ او بدعت باشد نزدش رضی اللہ عنہ
چرا کہ رسول خدای تعالی صلی اللہ علیہ وسلم او را با جماعۃ خواندہ است پس بدعۃ نیست بلکہ اعادہ است۔ و اعادہ بدعۃ
نبود۔ پس او یعنی بدعۃ احداث است کہ چیزی نو آوردن است در دین بطور فساد کنندہ تا ازان در دین رخنہ و فساد افتد
وآنچہ مفسد نیست بدعۃ نیست پس چیزی را کہ مفسد نیست بدعۃ حسنہ نام نہادن مسامحت لفظ است از آنکہ بطور مجاز
این تسمیہ آوردہ است بر آنچہ کہ در کتاب

بیان المقصود لقول عمر رضہ نعمت البدعۃ

عموم وخصوص در عوارض عارض شود و در تعارض مجتمع نشوند

بیان مراد قول عمر رضہ نعمت البدعۃ جماعت تراویح اعادہ است نہ بدعۃ

تعریف بدعۃ و مسامحت بہ تسمیہ حسنہ

فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر و تفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

والسنة صراحتًا واقتضاءً فاعلم قال الله تعالى وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ
اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہ فذکرہ صلعم فرض مؤبد على انہ صلعم نعمت الله تعالى
برسالتہ على قرينة ما لحق وبتوقف النزول وتحصيل ذكر الكتاب والحكمة
على الرسول وكيف استثناؤہ صلعم من نعمة الله تعالى وقد قال الله تعالى
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ
والتحذير على مخالفة الامر والتنبيه على النفاق بما لحق يؤكدہ ش فی انوار التنزيل
نعمت الله التى من جملتها الهداية وبعثة محمد عليه السلام وفى مدارك التنزيل
نعمت الله بالاسلام وبنبوة محمد صلى الله عليه وسلم وقال الله تعالى وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہ الآیة

ذکر او صلعم فرض مؤید است واو صلعم نعمت خدا است

ترجمه وسنت از روی صراحت و اقتضا ترو شان یافته شد یعنی استعمال این لفظ بجو تیر انداختن بہت ذاریکی کہ معنی نمست است
ہمین مجاز است چہ بدعت حسنہ بر چیز ناه نہادہ کہ در کتاب و سنت تر و شان بطور صراحت و اقتضا یافتہ شد۔ پس بدانکہ فرمود خدای
برتر در سورۂ بقر رکوع بست و ہم وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ
بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہ و یاد کنید نعمت خدای برتر کہ بر شما است و آنچہ کہ فرود
آورد بر شما از کتاب و حکمت کہ پند مید ہد بآن شما را۔ و بترسید خدای را و بدانید آنکہ ہر آئینہ خدا بہر چیز بسیار دانا است۔ پس ذکر او صلی اللہ
علیہ وسلم فرض مؤبد است یعنی فرض است دائمی برانکہ او صلعم نعمت خدای برتر است برسالتش صلعم بنا بر قرینہ چیزیکہ لاحق شدہ است
از ادای پند و تعلیم۔ و بتوقف نزول بر او صلعم۔ و تحصیل ذکر کتاب و حکمت بر رسول یعنی آموختنش بر رسول صلعم موقوف آمدہ۔ و استثنای
او صلعم از نعمت خدای برتر چگونہ میشود و حالانکہ تحقیق فرمودہ است خدای برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ ہر آئینہ تحقیق منت نہاد خدای برتر بر
مومنین بانکہ برانگیخت یا فرستاد درمیان شان رسول را از نفسہای شان کہ میخواند بر ایشان آیات او تعالی و صاف کند دلہای شان
و کتاب و حکمت می آموزد ایشان را۔ اگرچہ بودند پیش ازین در گمراہی ظاہر۔ و آن تحذیر یعنی ترسانیدن کہ در کریمۂ اولی است بر مخالفت امر است و این تنبیہ و آگہی در کریمۂ ثانی
کہ بر نفاق است بانچہ لاحق شدہ مؤکد بضبطی میکند او را۔ کہ در انوار التنزیل است کہ نعمت خدا آنکہ از جملہ او ہدایت است و بعثت یعنی فرستادن محمد صلعم۔ و در مدارک
التنزیل است کہ نعمت خدا باسلام است و بنبوۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ و فرمود خدای برتر در سورۂ شرح وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ الآیہ و بلند کردیم ما خاص برای تو ذکر تو

فان ذکر فضائلہ وشمائلہ صلعم عموماً کان وسیلۃ التقرب الی اللہ تعالی اذ ھو رسول
اللہ تعالی ونبی الانبیاء فاعجازہ منہا ش ای من فضائلہ وشمائلہ صلعم
م فکان فی المجالس الانبیاء واصحابہم واصحابہ صلعم وفی الملائکۃ کما قال
اللہ تعالی اِنَّ اللہَ وملائکتہ یصلّون علی النبیّ یا ایہا الذین اٰمنوا صلّوا
علیہ وسلّموا تسلیما ہ والصلوۃ علی النبی شاملۃ لذکرہ صلعم واختلف العلماء
فی انہا فرض او واجب وما فی ولادتہ صلعم اعظم الاعجاز لانہ لا یشتبہ
بالعقلیات والنقلیات والسحریات قال فی التنویر فی مولد البشیر النذیر
عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کان یحدّث ذات یوم فی بیتہ وقایع
ولادتہ بقوم فیستبشرون ویحمدون واذا جاء النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال
حلّت لکم شفاعتی الحدیث وفیہ عن ابی الدرداء رض مرّ مع النبی صلعم الی
بیت عامر الانصاری یعلّم وقائع ولادتہ لابنائہ وعشیرتہ ویقول ھذا الیوم

ترجمہ پس ہر آئینہ ذکر فضائل وشمائل او صلعم بالعموم وسیلۂ تقرب بود بسوئ خدائے برتر ازانکہ او رسول خدائ
برتر است ونبی انبیاء است ۔ پس اعجاز او صلعم ہم ازیں فضائل وشمائل او است صلعم ۔ پس این ذکر فضائل
وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء واصحاب شان واصحاب او صلعم بود ۔ وہم در مجالس ملائکہ چنانکہ فرمود خدائے
برتر در سورۂ احزاب رکوع ہفتم اِنَّ اللہَ وملائکتہ یصلّون علی النبیّ یا ایہا الذین اٰمنوا
صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما ہ یعنی ہر آئینہ خدائ برتر وفرشتگانِ او درودی فرستند بر نبی ۔ اے
آنانکہ گرویدہ اند بفرستید درود برا و وسلام کہ حق تسلیم است یا ببارید کہ سپردنی با است ۔ وصلوٰۃ بر نبی
شامل است ذکر او را صلعم ۔ وعلماء اختلاف کردند دران کہ صلوٰۃ بر نبی صلعم فرض است یا واجب ۔ وآنچہ در ولادت
او است صلعم گرامی ترین اعجاز است ازانکہ او بعقلیات ونقلیات وسحریات مشتبہ نمی شود ۔ گفت
در کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر از ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہ روزے او
در خانہ خود واقعات ولادت شریف او صلعم از قومی بیان می کرد وایشان شادمی شدند وحمد میگفتند کہ
ناگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث ۔ ودر روایت
از ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کہ او با نبی صلعم سوئی خانہ عامر انصاری رضی اللہ عنہ گذشت کہ او واقعات
ولادت شریف او صلعم بپسران وخویشان خود را آموخت ومی گفت ہمیں روز ۔

هذا اليوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله فتح عليك ابواب الرحمة والملائكة يستغفرون الحديث فانه ثابت فكيف يكون بدعة حسنة لوجوده في القرون الاولى شش فاستدلال الخ على انه ليس ببدعة حسنة كما قال فذكر ولادته صلعم الخ م فذكر ولادته صلعم على الحيثية المروجة احسن على اصل الشرع فاصله بقوله صلعم تعامل الصالحين حق الحديث والتعامل الذي لا يوجد في الكتاب والسنة صريحا واقتضاء فالقياس والاجماع تعامل يوجد في الاشارة والاستنباط او باستحسانه وقوله صلعم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها + وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ولا تجتمع امتي على الضلالة + فاعلم انه ليس الحسن الا وهو في الكتاب والسنة صراحتا واقتضاء او اشارتا

ترجمہ ہمیں روز - پس فرمود نبی صلعم ہر آئینہ خدا بر تو در ہائے رحمت بکشاد و فرشتگان آمرزش میخواہند ترا تا آخر حدیث - پس ہر آئینہ کہ او ثابت است پس بدعت حسنہ چگونہ شود ازانکہ در قرون اولی یعنی در زمانہ صحابہ وغیرہ یافتہ می شود کہ وجود او از حدیث ثابت آمدہ کہ گفتہ شد - و اختیار دلیلے دیگر زاں کہ او بدعۃ حسنہ نیست ایں قول است چنانکہ گفت - پس ذکر ولادتش صلعم بریں حیثیت مروجہ نیکوتر است کہ بر اصل شرع است - پس اصل او بقول او صلعم است کہ تعامل الصالحین حق الحدیث یعنی تعامل صلحا حق است تا آخر حدیث - و تعامل عملے است آنکہ در کتاب و سنۃ بطور صراحت و بطور اقتضا یافتہ نہ شود - پس قیاس و اجماع تعامل است کہ یافتہ می شود در اشارات و استنباط - یا تعامل استحسان او است یعنی بہ نیک پنداشتنش بعمل آوردہ شد - و بقول او صلعم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها یعنی ہر کہ روش گرفت در اسلام شیوۂ نیک پس برائے او ہست اجر آں سنت حسن و اجر آنکس کہ عمل کرد باں طریق نیکو - وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن + یعنی چیزے کہ مسلمانان او را نیک دیدند پس او نزد خدا نیک ہست ولا تجتمع امتي على الضلالة + یعنی امت من بر گمرہی گرد نخواہد آمد - پس بدانکہ ہر آئینہ کیفیت نیست کہ حسن نیست مگر و او در کتاب و سنۃ ہست بطور صراحۃ و بطور اقتضاء یا بطور اشارت یعنی حسن ہمو است کہ او از کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضاء یا بطور اشارت بر آید

بقوله سبحانه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ ولا رطب ولا یابس الا فی امام مبین ہ ای ما هو مقصود فی الباب او قیاسا والقیاس علی الحسن حسن فوقع فی ضمن الاکمال مما سبق و لحق من الرضاء ووقع الاکمال حتی القیاس فی الرضاء علی الاحادیث الشریفة المرویة ۔ فالضلالة هی الفساد فی الدین فهی بدعة ما وجدت فی الاصول الاربعة المسلمة فالاصل سش لذکره صلعم علی الحیثیة المروجة من حیث اجماع الصلحاء علی الاستنباط القیاس لقوله صلعم ظاهر فمنکره منکر الاجماع الذی صح وان قیل کل للتاکید والحصر ومعناه کل ما احدث مفسدا فی الدین فهو بدعة سیئة فیقابله کل ما احدث مصلحا فی الدین فهو بدعة

ترجمہ بقول او سبحانہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ کہ در سورۂ مائدہ بر کوع اول است ۔ یعنی امروز برای شما دین شما کامل نمودم و تمام کردم بر شما نعمت من و پسندیدم برای شما اسلام را از روی دین ۔ و کریمہ لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ہ کہ در سورۂ انعام بر کوع ہفتم است ۔ یعنی نیست تر و نہ خشک مگر در امام مبین یعنی در لوح محفوظ است ۔ یعنی آنچہ کہ او مقصود درین باب است ۔ یا بطور قیاس برآید ۔ و قیاس بر حسن حسن است پس واقع شد قیاس در ضمن اکمال کہ او تمام کردن دین است یعنی قیاس در ضمن اکمال دین در آمد از آنچہ کہ سابق شد و لاحق آمد از رضا و واقع شد اکمال تا قیاس کہ در رضا است بر احادیث شریفہ مرویہ ۔ مراد آنکہ حسن آنست کہ او در کتاب و سنت است خواہ بنص از و یافتہ شود خواہ باقتضا یا باشارت بقول او سبحانہ کہ اکمال دین برائے شما و اتمام نعمت بر شما امروز کہ زمان این نبی امی است بہ انجا میدہم و پسندیدم برائے شما انقیاد را برای اکمال دین و اتمام نعمت خود کہ رضائے من است ۔ پس ہر گاہ ولادت شریف حضور صلعم کہ نعمت خدا است برائے اسلام و اکمال دین ازین کریمہ کتاب اشارتاً یافتہ شد ۔ و آنچہ کہ او مقصود است درین باب است کہ ہمہ رطب و یابس درین کتاب است و ہر چہ ہست یا احصا است درین امام مبین کہ لوح محفوظ است پس اشارت یا احصاء مقصود ہم درین باب است یا بطور قیاس از کتاب و سنت برآید و آن اینکہ قیاس بر حسن حسن است پس قیاس در ضمن اکمال دین واقع شدہ چہ قیاس از آنچہ کہ سابق آمد و لاحق شد از رضا حق است برائے اکمال دین ۔ و اکمال تا قیاس واقع شدہ چہ قیاس کہ در رضائے حق است بر احادیث شریفہ مرویہ در تحت حسن است پس قیاس بر حسن حسن آمد در ضمن اکمال دین از رضاء ۔ و اکمال تا قیاس است کہ در رضاء بر احادیث شریفہ ۔ پس ضلالت کہ او فساد است در دین پس او بدعت است کہ او در اصول اربعہ مسلمہ کہ کتاب و سنت و قیاس و اجماع است نیافتہ شدہ و اصل کہ از حیثیت اجماع صلحا بر استنباط قیاس برائے ذکر او صلعم برین حیثیت مروجہ است و بقول او صلعم ظاہر است پس منکر او انکار خواہد کرد اجماع را کہ صحت یافتہ است ۔ و اگر گفتہ شود کہ لفظ کل برای تاکید و حصر است ۔ معنی حدیث آنکہ ہر آنچہ کہ نو آوردہ شد بطور فساد آرندہ در دین پس او بدعت سیئہ است ۔ پس مقابل او خواہد شد ہر آنچہ کہ ... کنندہ در دین پس او بدعت

قیاس بر حسن حسن است و ضمن اکمال آمد

در رضا و اکمال تا قیاس است در رضا

بر احادیث شریفہ مرویہ

تذکرہ میلاد بقول او صلعم

حسنةٌ والاحاديثُ الشريفةُ المرويةُ فى بحثِ البدعة اصلٌ لها على قولهم فبقول الحزين انما هو فى القياسِ والاجماع على اصلِ الاحاديثِ الشريفةِ المرويةِ على قولهِ ش اي الحزين م ولم يقل صلعم بدعةٌ حسنة بل قال صلعم سنةً حسنةً وما راٰه المسلمون حسنًا فيحصلُ من القولِ ما ليس بمفسدٍ فى الدين ليس ببدعة بل حسنٌ فى حدِّهٖ وان كان تعاملُ الصالحين الخ وما راٰه المسلمون الخ وما مثلهما بدعةٌ حسنةٌ وما خذُ قولهم العامُ مخصوصُ البعض يعارضُ بالضدِّ كلَ بدعةٍ ضلالةٌ لتعارضُ بالضدِّ التخصيص بالحسنة عمومَ الضلالةِ الذى لا يُزيلُه التخصيصُ ش فلا يسع التاويلُ فلزم التساقطُ م فهذا ما هو المذكور ش اى تسميةُ ما ليس بمفسدٍ بالبدعةِ الحسنةِ مساهمتُ اللفظِ مجازًا على ما لم يوجد عندهم فى الكتابِ والسنةِ صراحتًا واقتضاءً ا م وما وقع فى المنامِ للثقاتِ دليلٌ الى صحةِ العملِ حسنًا من اصلِ الذى فى المنامِ وانه ش اى الحزين م اخذٌ به لنفسه عليه لا امرٌ به لغيره

ترجمه حسنه است۔ واحادیثِ شریفه که در بحثِ بدعت روایت کرده شد اصل اند برای بدعتِ حسنه بر قولِ شاں۔ پس خواهد گفت ابن حزین که او که در قیاس واجماع بر اصلِ احادیثِ شریفه مرویه است جز ایں نیست که بر قولِ ابن حزین است۔ که نه گفت او صلعم بدعتِ حسنه بلکه فرمود صلعم سنتِ حسنه۔ وآنچه که مسلمانان او را حسن دیدند۔ پس بجز سنتِ حسنه وحسن چیزی از لفظِ بدعت نفرمود۔ پس ازیں قول حاصل میشود آنچه که نیست مفسد در دین۔ بدعت نیست۔ بلکه در حدِ خود حسن است۔ واگر تعاملُ الصالحین الخ وما راٰه المسلمون الخ وآنچه مثلِ ایں هر دو حدیث بدعتِ حسنه است۔ وماخذِ قولِ شاں هست العامُ مخصوصُ البعض یعنی ایں عام مخصوص بعض است که بعض از و خاص کرده شده است۔ پس ایں همه قول ودعویٰ حدیث کلُّ بدعةٍ ضلالةٌ را معارض بضد خواهد شد۔ ازینکه تخصیص با حسنه عمومِ ضلاله را معارض بضد است چنانکه آں عموم را ایں تخصیص زائل نمیکند۔ پس تاویل در و نمی گنجد پس تساقط لازم آمد پس ایں آنچیز است که او ذکر کرده شد یعنی آنچه که مفسد نیست ببدعتِ حسنه نام نهادن مساهمتِ لفظ است از روئے مجاز بر آنچه که نزدِ شاں در کتاب وسنت بطور صراحت وبطور اقتضاء یافته نشد۔ وآنچه واقع شده در خوابهائے ثقات دلیل است او سوئے صحتِ عمل که ایں عمل حسن است از اصل آنکه او در خوابها است یعنی اصل بر ایں صحتِ عمل که حسن است آں حدیثی است از و صلعم که بشارت را خواب فرمود۔ وهر آئینه ابن حزین بر آنچه که دو عش بخواب هست برائے نفسِ خود باو دلیل گیرنده وآخذ است نه برائے غیرِ خود یا و امر کننده

وانه ش ای الحزین م رءٰ النبی صلعم فی المنام فی لیلۃٍ من الشھر الربیع الاوّلِ جاء صلعم فی دارِ امرءۃٍ وھی تحتفل لذکرِ میلادِ صلعم فعرض لم یا رسول اللّٰہ صلعم فقال صلعم مَنْ طلبنی جئتُہ فالکلامُ الشریفُ عامٌ ولکن یفھم بہ فی الوقتِ مَنِ احتفل لذکری کانہ طلبنی وله ش ای الحزین م علی صحۃ الروایۃ من عالمِ المثالِ والعملِ بھا دلیلٌ یا ایھا العارفُ اِن رایتہ صلعم فقد رایتہ صلعم حقًا وان لم تعرفہ صلعم فیا اسفًا علیک + وقولہ سبحانہ فَاِنْ تنازعتم فی شیءٍ فردُّوہ الی اللّٰہِ والرسولِ اِن کنتم تؤمنون باللّٰہِ والیومِ الاٰخرِ ذٰلک خیرٌ واحسنُ تاویلًا ہ دلیلٌ علٰی صحۃ امرہ صلعم لنا من عالمِ المثال اِن کنّا نعرفہ صلعم والعمل بہ ش ای بامرہ صلعم م ایضًا والّا فالردُّ عبثٌ والخیریۃُ والحسنُ مجھولٌ فاعلم ان لفظ الحدیث فی المنامِ لا یبطلہ

ترجمہ وہر آئینہ این حزین نبی صلعم را در شبے از ماہ ربیع الاول بخواب دید کہ او صلعم بخانۂ زنے بیامد کہ برائی ذکر میلاد نبی صلعم او محفل می کرد پس عرض نمود این حزین چرا یا رسول اللہ یعنی تشریف آوری حضور بچہ سبب است۔ پس فرمود صلعم مَنْ طَلَبَنِیْ جِئْتُہٗ یعنی ہر کہ مرا خواند بیایدم او را۔ تپس این کلام شریف عام است ولیکن باو دانستہ میشود کہ دریں وقت است یعنی وقت محفل میلاد۔ مراد آنکہ۔ ہر کہ برائی ذکر من محفل ساخت گویا او مرا طلب کرد۔ و این حزین را دلیل است بر صحت روایت کہ از عالم مثال ہست و عمل آں روایت کہ عنقریب گفتہ می شود۔ اے آنکہ عارف ہست اگر تو صلعم را دیدی پس تحقیق راست دیدی تو صلعم را و اگر نشناختی او صلعم را پس اے افسوس بر تو + و قول او سبحانہ کہ در سورۂ نسا ربرکوع ہشتم آمدہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ہ یعنی پس اگر شما در چیزے باہم خصومت نمودید پس باز گردانید او را سوئی خدا و رسول اگر شما ہستید کہ گرویدہ اید بخدا و روز آخرت یعنی اگر شما بخدا و روز آخرت ایمان آوردہ اید۔ کہ این از روئی تاویل بہتر و نکو تر است۔ دلیل است بر صحت امر او صلعم برائے ما از عالم مثال اگر ہستیم کہ شناسیم ما او را صلعم + و دلیل است ہم برائے ما بر عمل بامر او صلعم ورنہ پس این رد یعنی باز گردانیدن بسوئی خدا و رسول عبث است و خیریت و حسن یعنی خوبی و نکوئی مجہول + تپس بدانکہ لفظ حدیث کہ در منام منصور لشار فرمود صلعم لَا یُبْطِلُہٗ اے بگو او را کہ عمل مولد باطل نہ کند

نہیٌ عن ابطالِ عملِ الذی تقدّم النہیَ وھو ثبوتٌ متقدمٌ والنہیُ یُشیرالی وجوبِ ما عمِل فیقولُ الحزین ذکرُ ولادتہ صلعم بعدَ اداءِ الفرضِ المطلقِ مستحبٌ فمن لزِمہ طائعًا فعلیہِ انْ لایبطلہ ویؤیّدہ قولُہ سبحانہ لاتُبطِلوا اَعمالَکم الآیہ فالاختیارُ بعدَ الاختیارِ لازمٌ ویظنُّ ماامرَہ صلعم لتسہیلہ لِلضُّعفاءِ براَفتِہٖ صلعم ولوامرَلوجب فاعلم انّ معرفۃَ تشخصِہ صلعم فریضۃٌ والمعرفۃُ بالوصفِ المانعِ المطلقِ فلمّا عرفَ بوصفٍ ادّاھا فما بعدھا علیٰ حالہ فمبدءُ المعرفۃِ مِن تشخصِہ ای ھوھو صلعم فی عالمِ الشہودِ من ولادتِہ تشخّصُ تشخصہ وبابائہ صلعم بالاولویۃِ والتوسّعُ زمانًا ومکانًا للمستعرفِ فاداءُ الفرضِ المطلقِ اَولیٰ بالاَولیٰ فلیس ترکہ اِلّا تارکَ الاولویۃِ

ترجمہ - ایں نہی از ابطال عملی است کہ نہی را مقدم آمدہ - و او ثبوت متقدم است - و نہی اشارہ میکند بوجوب چیزے کہ عمل کرد - یعنی ایں نہی کہ در خواب صلحا است از و صلعم ایں منع است از گذاشتن عمل نہ از عمل کہ پیش از منع بعمل آمدہ پس ابطالِ عمل ثبوت متقدم شدہ از اں نہی کہ منع است بر ترتبِ اثر ثبوتِ ذہنی گذاشتن عمل واین منع گذاشتن عمل اشارت میکند سوئی وجوب انچہ کہ بعمل آمد یعنی وجوب عمل مولد و برقرار داشتن او - پس میگوید ایں حزیں کہ ذکر ولادتِ او صلعم بعد ادائی فرضِ مطلق مستحب است - پس ہر کہ لازم گرفت او را در حالیکہ فرمانبردار است و بجا آورندہ امر پس لازم است بر و کہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد - و تائید میکند او را قولِ او سبحانہ کہ در سورہ محمد رکوع چہارم است لَاتُبطِلُوٓا اَعمَالَکُم الآیہ یعنی شما اعمال خود را باطل نکنید - پس اختیار بعد اختیار لازم است - و گمان میشود کہ ہر آئینہ حضور صلعم بنا بر تسہیل او برائی ضعفائی اُمتہ براَفتِ خود او را امر نفرمود - و اگر امر فرمودے ہر آئینہ واجب شدی - پس بدانکہ معرفتِ تشخص او صلعم فریضہ است - و معرفت می شود بوصف کہ مانع مطلق باشد پس ہر گاہ شناخت بوصف بگزارد آں فریضہ را پس انچہ بعد فریضہ است بر حالِ خود است - پس مبدءِ معرفتِ تشخص او صلعم ای چنانکہ او او است در عالمِ شہود از ولادت او است کہ ایں ولادت متشخص میکند تشخص او را ہمچناں معرفتِ او صلعم بہ پدران او است صلعم باولویت و توسع از روئی زمان و مکان برائی ہر مستعرف یعنی خواہندۂ شناخت - ای ابتدا معرفتِ تشخص او صلعم در عالم شہود از ولادت شریف است کہ تشخص او را متشخص میکند و بہ پدرانِ او است صلعم ایں معرفت بسبب اولویت - کہ در ولادتش و پدرانش صلعم بود و بسبب توسع است برائی ہر خواہندۂ معرفت در ہر زمان و مکان پس ہر خواہندۂ معرفت را ایں معرفتِ تشخص او صلعم کہ باولویۃ و توسع است بزمان و مکان بالعموم ہمیں قدر بس است و بالخصوص بعد ازیں خواص را ابتدائی تخصیص است پس ادائی فرض مطلق باولیٰ اولیٰ است - و نیست ترک او مگر ترکِ اولویت؎

وَالاعراضُ عنه بعدَ اداءِ الفرضِ المطلقِ ينبغي للمؤمنِ وقبلَ اداۂه كفرٌ فلا بُدَّ لنا ان نعرفَه صلعم ذاتاً وصفاتاً باذكارٍ سمعاً وتقليداً فذِكرُ الذي يدلُّ على تشخصِه صلعم امتيازاً عن غيرِه صلعم فرضٌ علينا وما هو الّا ذكرُ ولادتِه وآبائه صلعم يشتملهما كما في العقائدِ ذكرُ آبائه لمعرفةِ تشخصِه حملَ الرسالةِ من غيرِه صلعم فما بعدَه على حالِه والتعظيمُ له صلعم في وقتٍ ينبغي له في حضورِه وغيبتِه صلعم بما ادّبنا اللهُ تعالى به كلُّه فرضٌ مؤيَّدٌ قال اللهُ تعالى تُوَقِّرُوْهُ ط ش في الآيةِ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط م توقيرًا لرسالتِه ولاوصافِه من هيئتِه وشمائلِه صلعم عامًّا لانحاءِ معطوفًا على لتؤمنوا ش اشارةٌ الى التابيدِ

ترجمہ و بعد ادائے فرض مطلق ازو گردانیدن اعراض بجز مطلق است کہ اولی الاجزا است یعنی ازو گردانیدن از جزئی است کہ مطلق است کہ از ہمہ اجزاء سزاوار تر است۔ وآں نمی زیبد مومن را۔ وقبل ادائے فرض مطلق ازو گردانیدن کفر است۔ پس مارا ضروری است کہ بشناسیم اورا صلعم از روئے ذات وصفات یاذکار او صلعم شنیدہ وتقلید کردہ۔ پس ذکرے کہ رہنما شود بر تشخص او صلعم۔ از غیر او صلعم امتیاز دارد بر ما فرض است ونیست او مگر ذکری کہ ولادت شریف وپدران او صلعم ہر دو را شامل بود چنانچہ در عقاید است کہ ذکر پدران او صلعم برائے معرفت تشخص او است از غیر او صلعم کہ آں تشخص رسالہ را بر داشتہ وحامل شدہ است۔ پس چیزے کہ بعد ایں ذکر است بر حال خود است۔ وتعظیم برائے او صلعم در وقتی کہ تعظیم را شاید وزیبد در حضور او وغیب او صلعم بانچہ کہ خدائے بر تر مارا باو ادب دادہ وآموختہ است بتمامہ فرض مویداست کہ فرمود خدائے بر تر تُوَقِّرُوْهُ ط یعنی بزرگ دارید اورا۔ دریں آیت کریمہ کہ در سورہ فتح در رکوع اول ہست اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط یعنی ما فرستادیم ترا گواہ ومژدہ دہندہ وترسانندہ از بہر گرویدن شما بخدا وبرسول او وقوت دادن شما مر اورا باخلاص کہ طمانیت دہ باشد وبزرگ داشتن شما مر اورا بوقار رسالت وصفات او صلعم در حق خدا وہم در حق نفس او۔ کہ توقیر او صلعم بنا بر رسالتش واوصافش از ہیئت وشمائل او است صلعم بوقار خود عام الانحاء است یعنی از روئے اقسام توقیر او صلعم عموم دارد۔ واینکہ عطف او بر لتؤمنوا یعنی بر ایمان آوردن ہست اشارہ سوئے تابید میکند تا دانستہ شود کہ ایں توقیر برائے دوام است

والتعظیم لہ صلعم بما ادبنا اللہ تعالیٰ

قبل ادائے فرض مطلق اعراض از ذکر او کفر است و بعد ادائے او اعراض مطلق کہ اولی الاجزا است نمی زیبد

مطلق صلعم توقیر او صلعم فرض است بعد از تعظیم او صلعم

م وعدم تقييد الزمان على معنى مصدرية وتقييد الزمان على معنى مضارعية يفيد
للاستمرار وباعث التوقير رسالة وهى مويدة واين الدليل على عدم توقيت
لتومنوا وتوقيت تعزروه وتوقروه خصوصًا ٭ واعلم ان خلاف التوقير
يلزم كفرًا للاستخفاف بخلاف التعزير ش اى خلاف التعزير لايلزم كفرًا
لعدم الاستخفاف م ولما ثبت تعظيمه صلعم فى وقت حضوره صلعم فما هو
بممنوع فى غير وقت حضوره صلعم الا تعلم ان لا يرفع الصوت فى مسجد النبى صلعم
الى الان على نزول يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى الاية
وهو موقت فما هو فرض موقت فى حضوره صلعم فى عالم الشهود مستحب
فى غيبه صلعم من عالم الشهود وحضوره صلعم من عالم البرزخ على انه صلعم
حى وسميع وبصير وعليم مع توسع صفاته عادتًا واعجازًا الان كما كان صلعم

ترجمه ازینکه بنا بر عطف مذکور این لفظ توقروه که بمعنی مصدر است که در و قید زمان نیست - و بر بنائے اصل معنی مضارع این لفظ برائی معنی استمرار مفید است - و باعث این توقیر موصوف رسالت بوده است که او موید است - و کجا است دلیلی بر نبودن توقیت لتومنوا و بر توقیت تعزروه و توقروه از روی خصوص - یعنی دلیلی نیست بریں که لتومنوا را قید زمان نباشد تا در هر زمان برو صلعم ایمان آورده شود - و تعزروه و توقروه مخصوص بقید زمان باشد تا تعظیم و تکریم او صلعم مخصوص مقید بزمان شود حالانکه عطف و بنائی لفظ و رسالت همه برائی دوام و استمرار مفید آمده مشیر بر او است ٭ و بدانکه هر آئینه خلاف توقیر بسبب استخفاف کفر درو لازم می شود بخلاف تعزیر که درو کفر لازم نباید بسبب عدم استخفاف - و هرگاه که وقت حضور او صلعم تعظیمش ثابت است پس او در غیر وقت حضور او صلعم ممنوع نیست - آیا نمیدانی که تا اینده در مسجد نبی صلعم آواز بلند نه کرده شود بر نزول این آیت کریمه که در سوره حجرات است يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیه اے آنانکه ایمان آورده اید آواز هائے خود را بلند مکنید بر آواز نبی صلعم - حالانکه او موقت است - پس آنچه که او فرض موقت است در حضور او صلعم در عالم شهود - او مستحب است در غیب او صلعم از عالم شهود - و حضور او صلعم از عالم برزخ بر اینکه او صلعم هر آئینه زنده است و شنونده - و بینا است و دانا با توسع صفاتش بطور عادت و اعجاز است الآن کما کان یعنی هنوز همچنان است که بود صلعم ٭

اما القیام لہ صلعم

علی اخذ اصحابہ صلعم الی الآن و اما القیام لہ صلعم فاعلم قال سبحنہ
و قوموا للہ قانتین ۝ و لیعجبک استدلالی بالقول الکریم و غلیک النظر الی
ذکر کیفیۃ تفسیر قولہ سبحانہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی و
قوموا للہ قانتین ۝ فعلیک القبول او الجواب بالانصاف فاعلم ان القیام
ان کان لتعظیمہ صلعم لوقارہ برسالتہ صلعم فانہ عبادۃ للہ سبحانہ فکان
فی حضورہ و غیبہ صلعم عبادۃ للہ سبحانہ کالتوجہ الی بیت اللہ سبحانہ
و تعظیمہ فی حضورہ و غیبہ فاللہ سبحانہ ناظر الی من عظم بیتہ و رسولہ
سبحانہ صلعم و من ورائہ ذکرہ المذکور فی حکم المذکور علی قولہ سبحانہ
لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ الآیہ کما سنذکرہ لاحقا و ان کان لتعظیمہ
صلعم لوقارہ لنفسہ صلعم لا لرسالتہ صلعم فانہ لیس عبادۃ للہ سبحانہ فلیس
مقصودا لکنہ من الاخلاق السنیۃ الرضیۃ ش فان کان فکان سنیا و رضیا

بیان قیام برای او صلعم از نص کریمہ

ترجمہ - بنا بر اختیار اصحاب او صلعم تا ایندم - و لیکن قیام برای او صلعم پس بدانکہ فرمود سبحانہ و قوموا للہ قانتین ۝ در سورہ بقرہ رکوع سی و یکم - یعنی و برخیزید برائے خدا تابعداری کنندہ - و ہر آئینہ ترا دلیل گرفتن من باین قول کریم بعجب خواہد افگند - پس بر تو لازم است نظر کردن بسوی ذکر کیفیت تفسیر قول او سبحانہ کہ در سورہ بقرہ است رکوع سی و یکم حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطی و قوموا للہ قانتین ۝ یعنی حفاظت کنید بر نمازہا و نماز میانہ و برخیزید برا خدا تابعداری کنندہ - پس لازم شود بر تو پذیرفتن یا جواب با انصاف - پس بدانکہ ہر آئینہ قیام اگر ہست برائی تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برسالت او صلعم پس ہر آئینہ او عبادت است برائی خدائی سبحانہ پس باشد در حضور او و غیب او صلعم بطور عبادت برائی حق سبحانہ چوں توجہ سوئی بیت اللہ سبحانہ و تعظیم او در حضورش و غیبش - پس خدائی سبحانہ ناظر است سوئی کسی کہ تعظیم کرد خانۂ او و رسول او سبحانہ را صلعم - و از ورای او آنکہ ذکر کردہ در حکم مذکور است بر قول او سبحانہ کہ در سورہ حجرات ہست لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ الآیہ چنانچہ عنقریب بیان خواہیم کرد او را در لاحق - و اگر ہست قیام برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برائی نفس او صلعم نہ برائی رسالت او صلعم پس ہر آئینہ او نیست عبادت برائی خدای سبحانہ پس نیست مقصود - لاکن این از اخلاق سنیہ رضیہ ہست یعنی بلند پایہ و خوش و پسندیدہ و اگر ہست مقصود نیست او خلق خوش و پسندیدہ

اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه م والقيام لله سبحانه عبادت لله سبحنه كما فى الصلوٰة فقام له صلعم اصحابه صلعم كما فى المشكوٰة عن ابى هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلعم يجلس معنا فى المسجد ويحدثنا فاذا قام قمنا قياما حتى نراه قد دخل بعض بيوت ازواجه + وقامت فاطمة له صلعم كما فى المشكوٰة عن عائشة رض قالت ما رايت احدا كان اشبه سمتا وهديا ودلا وفى رواية حديثا وكلاما برسول الله صلعم من فاطمة كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها فى مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته فى مجلسها + وما هو برواية فى المشكوٰة عن انس رض قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلعم وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك + لا يدل الى ان لا يجوز القيام بل يدل

ترجمہ اللّٰهم وفقنا لما تحبه وترضاه خدایا مارا توفیق ده برای چیزی که تو او را دوست داری و او را پسند می کنی۔ و قیام برای خدای سبحانه عبادت است برای خدای سبحانه چنانچه در نماز۔ پس قیام کرده برای او صلعم اصحاب او صلعم چنانچه در مشکوٰة است از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ گفت که رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم با ما می نشستند در مسجد و با ما حدیث می کردند پس ہرگاه که برمی خاستند او صلعم برمی خاستیم ما۔ و می قیام تا آنکه می دیدیم که در آمدند بعض خانہ ازواج خود را۔ و قیام کرده فاطمه رضی اللہ عنہا برای او صلی اللہ علیہ وسلم چنانچه در مشکوٰة است از عائشہ رضی اللہ عنہا گفت که ندیدم کسی را که باشد مانند تر از روی روش و سیرت و سکینت و وقار در ہیئت و شکل و شمائل وغیرہ۔ و در روایتی است از روی حدیث و کلام برسول خدا صلعم از فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ہرگاه که او در می آمد بر او صلی اللہ علیہ وسلم قیام می کرد صلی اللہ علیہ وسلم بسوی او و میگرفت دستش و می بوسید او را و می نشاند او را در نشست خود و ہرگاه که او صلی اللہ علیہ وسلم در می آمد بر او رضی اللہ عنہا برمی خاست رض بسوی او صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفت دست او صلی اللہ علیہ وسلم و می بوسید او را و می نشاند صلعم را در نشست خود + و آنچه بروایتی در مشکوٰة است از انس رضی اللہ عنہ که گفت نبود شخصی محبوب تر ایشان را از رسول خدا صلعم حالانکه چون می دیدند او را برنمی خاستند از آنکه میدانستند این را از کراہت او صلعم۔ ازین دلالت نمی شود بسوی آنکه قیام جائز نباشد بلکه دلالت شود

الیٰ جوازہ بلفظ من کراھیتہ صلعم لذلک ولکن لم یقوموا ببعض وجہ کراھتہ صلعم لذلک ھولم یذکر وجہ الکراھۃ قیامھم لہ صلعم فاللہ سبحانہ اعلم بہ لا للکراھۃ المطلقۃ لانھا معارضۃ للثابت المذکور ش بحدیث قیام اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم وقیام صلعم لھا رض م وماھو بروایۃ فی المشکوٰۃ عن ابی امامۃ رض قال خرج رسول اللہ صلعم متکیا علیٰ عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا۔ فالنھی مخصوص فی تشبیہ کیفیۃ القیام لتحصیل اعراض الدنیا والا فکان فی نفس القیام فلا حاجۃ فی منعہ الی التشبیہ فما کان لتحصیل ثواب الاخرۃ لیس فی النھی وھو الثابت المذکور ش ای نفس القیام بحدیث قیام اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم وقیام صلعم لھا رض م والنھی ش الالف واللام للجنس م یأول بوجہ مقابلۃ الثابت لا الثابت بمقابلتہ کما یاول قولہ صلعم لا تفضلونی علیٰ یونس ابن متیٰ۔ فرجع الکلام الی الثابت فما ھو ممنوع فی غیر وقت حضورہ صلعم لتعظیم لہ صلعم۔

ترجمہ۔ سوئے جوازش بالفاظی کہ گفت از کراہت او صلعم این را۔ ولیکن صحابہ کہ برنمی خاستند برای او صلعم بعض وجہ کراہت او است صلعم این قیام را کہ آں وجہ ذکر کردہ نشدہ۔ یا وجہ کراہت قیام شان است او را صلعم۔ پس خدای سبحانہ داناتر است باو۔ نہ بسبب کراہت مطلقہ از انکہ او معارض میشود ثابت مذکور را کہ بحدیث قیام اصحاب او و فاطمہ رض برائے او صلعم۔ وقیام او صلعم برای فاطمہ رض ثابت ہست۔ وآنچہ او بروایت در مشکوٰۃ ہست از ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔ گفت برآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کردہ بر عصا۔ پس ما برخاستیم او را پس فرمود قیام مکنید چنانچہ قیام کردند عجمیاں کہ بزرگ دارند بعض شاں بعض را۔ پس این نہی مخصوص است در تشبیہ کیفیت قیام برائے حاصل کردن اعراض از دنیا وگرنہ پس این نہی در نفس قیام بودے و در ینصورت حاجت نیست در منعش بسوئے تشبیہ۔ پس آنچہ کہ ہست برائی تحصیل ثواب آخرت در نہی نیست حالانکہ او ثابت ہست کہ مذکور شدہ یعنی نفس قیام بحدیث قیام اصحابش وفاطمہ رض برائے او صلعم۔ وقیامش صلعم برائے او رض۔ ونہی تاویل کردہ شود بمقابلہ ثابت بودنے ثابت بمقابلہ او چنانچہ تاویل کردہ شود قول او صلعم لا تفضلونی علیٰ یونس ابن متیٰ یعنی نہ گرامی دارید مرا بر یونس پیغمبر۔ پس این کلام کہ در نہی قیام است بگردد سوئے ثابت۔ پس نیست او ممنوع در غیر وقت حضور او صلعم برائے تعظیم او صلعم +

کما ھو ثبت من اخذ صلحاء امتہ صلعم فترکہ بالکسل حرمان من ثواب الصواب والاعراض عنہ بلا حجۃ یلزم الاستخفاف وھو کفر واما السکوت عما یلیق فی مجلس ذکرہ صلعم فعلی نزول یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ط فنبہ ش ای من ما ھو بممنوع فی غیر وقت حضورہ صلعم تعظیما لہ صلعم کما ھو ثبت من اخذ صلحاء امتہ صلعم م وھھنا الذکر بمعنی المذکور علی تابید النہی ش وعلیک النظر فی معنی الایۃ وما سبقت الی ذکر کیفیۃ النبی صلعم وقال ابراھیم النخعی واجب علی کل مومن متی ذکرہ اوذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ من ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لوکان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ انتھی فاذا قیل قوموا للتعظیم صلعم وقامت الجماعۃ تعظیما لہ صلعم

ترجمہ۔ چنانچہ او از اختیار صلحائی امت او صلعم ثابت شد۔ پس ترکش از سستی حرمان ہست از مزد صواب۔ و از وے رو گردانیدن بلا حجۃ و دلیل استخفاف را لازم کند و او کفر است۔ لیکن سکوت یعنی خاموش ماندن از آنچہ کہ زیبد در مجلس ذکر او صلعم پس بر بنائی نزول این آیت کریمہ است یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ط کہ در سورۂ حجرات ہست۔ یعنی ای آنانکہ ایمان آوردید پیشی مکنید پیش خدا و رسول او و بترسید خدا را۔ پس از وست یعنی از آنچہ کہ او ممنوع نیست در غیر وقت حضور او صلعم برائی تعظیم او صلعم چنانچہ او ثابت شدہ از اختیار صلحائی امت او صلعم و اینجا ذکر بمعنی مذکور است بنا بر تابید نہی یعنی این نہی از منع تقدیم یعنی پیشی نمودن کہ درین آیت ہست موید است۔ پس در ہر وقت مجلس حضور و غیر حضور پیشی کردن و آواز بلند نمودن بنابر تعظیم او صلعم ممنوع آمد و سکوت لازم لہذا ہر چہ از تعظیم و ادب و سکوت و وقار و اخلاص برائی تعظیم او صلعم کردہ آید ہمہ درست آمد و از صلحائی امت عمل بر وی یافتہ شد و ثابت گردید۔ و در معنی این آیۃ کریمہ و آیاتی کہ در ذکر کیفیۃ تعظیم النبی صلعم کہ سابق مذکور آمد بر تو نظر و فکر کردن ضروری ہست یا اید کہ لازم گشتی ہر شود دیگر بیان بدین سو۔ و گفت ابراہیم نخعی کہ بر ہر مومن واجب ہست وقتی کہ او ذکرش صلعم کند یا نزدش ذکرش صلعم کردہ شود اینکہ با خضوع و خشوع ماند یعنی فروتنی کند۔ و بہ ہیبت و وقار بنشیند و از حرکت خود ساکن ماند۔ و از ہیبت و اجلال او صلعم بر آن قدر کہ اگر پیش او صلعم بودے نفسش بخود در گرفتے۔ گیرندہ باشد۔ و ادب کند بآنچہ خدائی برتر او ما را ادب آموختہ ہست انتہی۔ پس ہر گاہ کہ گفتہ شود برخیزید برائے تعظیم او صلعم و ہمہ جماعت برائے تعظیم او صلعم برخاست

ولو فی غیر وقت حضورہ صلعم فلا یقتضی الایمان بہ صلعم و بتعظیمہ صلعم لمؤمن ان لا یقوم فمن ترکہ کاسلا او معرضا فقد ذکر حکمہا نعوذ باللہ سبحانہ من السوء وقال عثمان بن حسن الشافعی قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ + انتہی وقال عبداللہ بن عبدالرحمن السراج اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ صلعم عند قرءۃ المولد الشریف فتوارثہ الائمۃ الاعلام من غیر نکیر ولہذا کان مستحسنا ویکفی فیہ اثر عبداللہ بن مسعود رض ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن + انتہی ولما کان توارث عامۃ المسلمین علی غیر مفسد فی الشرع معتبرا عند الفقہاء کما ذکر فی کتب الفقہ من الہدایۃ وغیرہا فکیف کان توارث العلماء الصلحاء علی حسن فی الشرع غیر معتبر فتقیید الیوم والشہر لذلک الذکر باجتماع الناس والتعظیم للذاکر تعظیما لذکر المذکور المعظم اولی

ترجمہ اگرچہ در غیر وقت حضور او صلعم است پس نخواہد ایمان باو صلعم و تعظیم او صلعم برائی مومن کہ نہ برپا خیزد و قیام نکند۔ پس ہرکہ از روی سستی یا بطور اعراض و روگردانیدن او را ترک کرد پس حکمش ہر آئینہ ذکر کردہ شد پناہ میخواہیم بخدائی پاک از بدیہائی نفس۔ و گفت عثمان بن حسن شافعی کہ امت محمدیہ از اہل سنت و جماعۃ بتحقیق مجتمع شدہ است بر استحسان قیام مذکور یعنی برنیکو داشتن او و ہمین اجماع امت ہست براو۔ و فرمود صلعم کہ امت من بر ضلالہ جمع نخواہد شد۔ پس چگونہ ممنوع آمد و گفتہ شود کہ منع ہست۔ تمام شد وگفت عبداللہ بن عبدالرحمن السراج لیکن قیام وقتیکہ بیاید ذکر ولادت او صلعم در وقت خواندن مولد شریف پس آئمہ اعلام او را بغیر انکار و نکیر بر خود گرفتہ اند و عمل نمودند و ہمین توارث است۔ و ازین است کہ مستحسن شد۔ و کافی شود در وی اثر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَہُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ یعنی آنچہ او را مسلمانان نیکو دیدند پس او نزد خدا نیک است + انتہی۔ و ہرگاہ کہ توارث عامۃ مسلمین بر چیزے کہ در شرع غیر مفسد است یعنی از وی در دین فساد نیاید معتبر است نزد فقہاء چنانکہ در کتب فقہ از ہدایہ وغیرہا مذکور است پس توارث علماء کہ صلحاء اند بر حسنے کہ در شرع ہست چگونہ غیر معتبر شود۔ پس تقیید یعنی قید نہادن روز و ماہ برائے این ذکر بجمع آوردن آدمیان و تعظیم ذاکر بسبب تعظیم ذکر مذکور معظم اولیٰ است

فقہاء کرام بالصالحین توارث نزدیک اجماعست
قیام بر حضرت مجلس صلوۃ
لازم نفس مسئلہ

بیان تقیید یوم و ماہ بذکر و تعظیم ذاکر و قیاس برادو برکت تذکرہ ذاکر بر رفع گناہ +

فالاشارۃ الی تقیید الیوم من تقیید صوم یوم الاثنین والقیاس لہ علی یوم عاشوراء والاجتماع بالطلب وفضیلتہ من الجماعۃ فی الصلوٰۃ بالاذان وقولہ صلعم ید اللّٰہ علی الجماعۃ رد فی النزھۃ جاء فی الخبر ان العبد یاتی الی مجلس الذکر بذنوب کالجبال فیقوم من المجلس ولیس علیہ شئ فلذلک سماہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم روضۃ من ریاض الجنۃ + والتعظیم والترفیع لذکرہ صلعم من التخطیب فی الجمعۃ والعیدین بذکر اللّٰہ تعالیٰ ورسولہ تعالیٰ وآلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ صلعم والسلطان المقسط ومن نصبہ صلعم منبرا فی المسجد لحسان رضی اللّٰہ عنہ وھو ذاکر فخرہ صلعم قائما علیہ کما فی المشکوٰۃ فثبت حسن الترفیع والقیام تعظیما فی حالۃ ذکر المعظم عموما وکذا الذکر وھو عام الاوقات فی حدہ کما ذکر ففی وقت المعین بالوجہ الحسن احسن فان لم یعین فکان العمل

ترجمہ: پس اشارت سوئی تقیید روز از تقیید روزہ یوم دوشنبہ است۔ وقیاس این تقیید بر یوم عاشوراء است۔ وبرای گرد آوردن بطلب وبرای فضیلت اجتماع قیاس از جماعۃ است کہ در نماز باذان است یعنی برای ذکر شریف مردمان را طلب کردہ نشنیدن ذکر شریف جمع آوردن وفضیلت این اجتماع مجلس بر قیاس فضیلت نماز با جماعۃ است وباذان۔ وبقولش صلعم کہ دست خدا بر جماعۃ است۔ واین در مشکوٰۃ است ودر کتاب نزہۃ است کہ در خبر آمدہ ہر آئنہ بندہ سوئی مجلس ذکر می آید گناہانش ہمچو کوہہا در کثرت وگرانی پس از مجلس بر خیزد در آنحالت کہ بر وچیزی نیست یعنی از برکت ذکر وذاکرین بر وہیچ گناہ نماند وپس از گرانی سبک برخیزد۔ پس بنا برین نبی صلعم او را نام نہادہ روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی باغی است از باغہای جنت + وقیاس برای تعظیم وترفیع برائے ذاکر او صلعم یعنی ذاکر ذکر شریف را گرامی داشتن وبلند نشاندن قیاس او از خطبہ خواندن در جمعہ وعیدین ہست بذکر خدای برتر ورسول او تعالیٰ۔ وبذکر آل واصحاب وپیروان او صلعم۔ وبذکر سلطان عادل۔ واز منبر نہادن او صلعم است در مسجد شریف برای حسان رضی اللہ عنہ کہ او ایستادہ بروز ذکر فخر وبزرگی او صلعم میکرد چنانچہ در مشکوٰۃ است پس ثابت شد خوبی ترفیع وقیام یعنی بلند کردن وبرخاستن کہ بطور تعظیم است در حالت ذکر معظم بالعموم ثابت شد۔ وہمچنین است ذکر کہ او در حد خود عام الاوقات ہست یعنی برای ذکر در ذکر کردن وقتی معین نیست بلکہ شامل ہمہ اوقات ہست چنانچہ ذکر کردہ شد در تفسیر کریمہ فاذکروا نعمۃ اللّٰہ الخ پس در وقت معین بوجہ نیکو یا شد ذکر کردن حسن ونیکوتر بود۔ واگر معین نہ کردہ شود پس عمل باو دشوار شود +

تکلیفاً لا یطاق او الترک بہ تفویتاً لا یلاق وھذا دلیل اٰخر الی القیام المعمول والذکر المشغول ومثلاً انما خلق الجن والانس للعبادۃ العامۃ فی کل وقتٍ والصلوۃ افضل العبادات مع ذٰلک تعینت فی الاوقات الخمسۃ فان ادیت بشروطٍ مصححۃٍ تکفی لکل وقتٍ من اللیل والنھار لنیل الحسنات واذھاب السیئات فاعلم ان ذکر ولادتہ صلعم ھٰھنا مقصود للفرح والسرور بہ صلعم ویشکر اللہ تعالٰی علٰی ان بعث الینا رسولاً رحمۃً للعٰلمین شفیعاً للمذنبین وللبرکت فی الایمان بذکر اعجازہ صلعم ولنزول رحمۃ الرحمٰن بہ صلعم فی الدنیا والاٰخرۃ وما ھو الا المشروع الثابت عبادتاً للہ تعالٰی یا ربّ صل علٰی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلٰی اٰلہ کما تحبّ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ فیا ایھا القاصر الا ترٰی الیک بسرور ولیدک الذی یمکن انہ کان لک ضرًّا والٰی ابی لھب علٰی واسطۃ الصلب فکیف لا تسر بہٖ وھو شفیعک انبیک صلعم

ترجمہ تکلیفی بباید کہ لا یطاق باشد یعنی تحمل تکلیف او از طاقت بیروں شود۔ یا از بے تعیین وقت بترک او عادت گردد کہ ایں فوت کردنش لا یلاق باشد یعنی بعادت ترک فوت عمل شود ایں لایق نباشد۔ وایں دلیل دیگر است سوی قیام معمول و ذکر مشغول۔ ومثلاً جز ایں نیست کہ جن والنس خلق شدہ است برای عبادت عامہ در ہر وقت و نماز افضل عبادات است باوجود ایں در پنج وقت معین شد۔ پس اگر بشروطی کہ صحت کنندہ اوست گذاردہ شود کافی خواہد شد برای ہر وقت از شب و روز برای حصول حسنات وبردن سیئات۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ذکر ولادت او صلعم کہ اینجا مقصود است برای فرحت وشادی باو صلعم وبشکر خدای برتر است بر اینکہ فرستاد سوی ما رسول را کہ رحمت عالمیان است وشفیع گنہگاران۔ وبرای برکت در ایمان بذکر اعجاز او صلعم۔ وبرای نزول رحمت رحمان بدو صلعم در دنیا وآخرت ونیست او مگر مشروع کہ ثابت است از روی عبادۃ برای خدای برتر یا ربّ صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبّہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ای رب من رحمۃ بفرست بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر آل او چنانکہ دوست میداری او را وخوشنود شوی او را وشفیع کن او را در میان ما یاں ورحمت کن ما را باو۔ پس اے قاصر آیا تو نجو دمی بینی بسرور و شادی پسر خود آنکہ ممکن باشد کہ ہر آئینہ او نقصان رساں وگزندہ تراشود۔ و می بینی بابی لہب بواسطہ صلب از سرور پیدایش نبی صلعم او را۔ پس چگونہ شاد نشوی باو صلعم حالانکہ او ست شفیع تو انیس تو

بیان آنکہ ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول رحمت و عبادت مشروع و ثابت است بعض کیفیت +

عَلٰی واسطۃ القلبِ فکیف لا تندم وقال اللہ تعالٰی قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ

فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ٥ ش من یشاء یرجع لاستدراکِ

معنی الاٰیۃِ الکریمۃِ الٰی ذکرِ کیفیۃِ الاخلاقِ م ھیھات ھیھات مَا رَضِیتَ

باللہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبالقراٰن امامًا وبمحمدٍ نبیًّا صلعم ونسیتَ الاٰخرۃَ وَ

نسیتَ الشفاعۃَ وقلتَ انا مومنٌ فیا ایھا المومنُ کیف قلتَ لانذکرُ ولادۃَ

الرسولِ الشفیعِ الاولٰی بالمومنین من انفسِھم وما فی الوقتِ من معجزاتہ

صلعم لانہ بدعۃٌ سیئۃٌ وانہ فرضٌ علینا فبعد ادائِہٖ مستحبٌ یا ایھا المرءُ

اَفی صدرِکَ القلبُ ام الحجرُ الصلبُ کیف لا یخضع ولا یخشع ولا یعظم للنبی

الامی نبیِّ الرحمۃِ وھو خیرُ خلقِ اللّٰہِ کلِّھم عند ذکرِہٖ صلعم فحقٌّ ما قالَ

قائلٌ رحمہ اللہ تعالٰی **شعر** عند ھبوبِ الناشراتِ علی الحمی ٭ تمیل

غصونُ البان لا الحجرُ الصلدُ ٭ فما فعلت الا جرحتَ قلوبنا ونسیتَ الجزاءَ

ترجمہ بر واسطۂ قلب - پس چگونہ شرمسار نشوی کہ فرمود خدائی برتر در سورۂ یونس رکوع ششم قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَلْیَفْرَحُوْا ط ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ٥ یعنی بفرما ای حبیب من بفضلِ خدائی پاک کہ مشرف کردنش در دینِ ہمچو تست صلعم کہ جائی حصولِ جملہ حسنات وخیرات وبرکاتِ کاملہ مخصوص است در تقابلِ دیگران بغیر استحقاق - وبرحمتِ او تعالٰی کہ حضرت رحمتِ عالمیان است صلعم وبایں قرآن مجید - پس باید کہ شاد شوند باینہمہ نوازشہائے حق تعالٰی کہ رسانید بایشاں - آں فرح با اینہمہ عطیات بہتر است از آنچہ کہ می اندوزند از اعراض واسبابِ عیش دنیا وآخرت - ہر کہ خواہد استدراکِ معنیِ ایں آیت کریمہ را رجوع کند سوئے ذکر کیفیتہ اخلاق - ہیہات ہیہات تو خدائی را برب بودنش نہ پسندیدی و اسلام را دین و قرآن را امام ومحمد صلعم را نبی - و فراموشیدی آخرۃ را - و فراموشیدی شفاعت را - وگفتی من مومنم - پس ای مومن چگونہ گفتی کہ ولادتِ رسولِ شفیع کہ اولٰی ہست بمومنین از نفسہائے شاں - وآنچہ دراں وقت از اعجازِ اوست صلعم ذکر نہ کردہ شود از انکہ او بدعتِ سیئہ ہست حالانکہ حالانکہ نفسِ او فرض است برما پس ادائش مستحب - ای مرد آیا در سینہ ات دل ہست یا سنگِ سخت - چگونہ فروتنی نخواہد کرد و ہیبت نگیرد و بزرگی نکند نبی امی را وقتِ ذکرش صلعم کہ نبی رحمت است حالانکہ او بہتر خلق خدا است از ہمہ خلق پس حق است آنچہ گوئندہ گفت رحمۃ کند خدائی برتر او را **شعر** ہنگام بادہائی وزیدن بہ مرغزار ٭ از شاخہای بان چمد نہ کہ سنگ سخت ٭ پس نکردی تو مگر زخم دادی دلہائے ما را و فراموش کردی جزا را ٭

تنبیہ۔ یقص الحزین قصتہ ولا تنفع الا من تاب وآمن وعمل صالحا انہ ترک التعیین لایصال الثواب شہرا وسنۃ تبین لہ واختار التعمیم شہرا وشہرا اکثارا للثواب بالھدیۃ فیہ لا انکارا للتعیین فرأی فی المنام یقول لہ شیخہ من السلسلۃ المجددیۃ المجددیۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابہا استفسرت حالک عن رسول اللہ تعالی صلعم فقال صلعم انہ توھب توھبا قلیلا ورجع عن طریقی رجوعا قلیلا فقط فتفکر فی حالہ واستغفر وما فھم وقسی قلبہ ولا ینفعہ استغفارہ ثم رأی فی المنام شخصہ دخل نعشہ فی مرقدہ صلعم وھو صلعم فیہ وانہ فی یمینہ صلعم ووجھہ الی وجھہ صلعم وکان ظھرہ الی الکعبۃ الشریفۃ وانہ مسرور بحالہ فخطر فی قلبہ ان یتوجہ الی الکعبۃ الشریفۃ وان یکون ظھرہ الی النبی صلعم ظاھرا ولکن یکون قلبہ متوجھا الی النبی صلعم فظھر الیہ صلعم وعلیہ اتبع الشریعۃ فقط فاستفسر تاویلہ عن شیخہ من السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابہا فقال صلی اللہ تعالی اذنب او یذنب فلیستغفر ولیستعذ ولا ینفعہ استغفارہ الی الآن فہذا قبر

ترجمہ۔ تنبیہ۔ این حزین قصۂ خود میکند کہ نفع دہد مگر کسی را کہ رجوع کرد و گروید و عمل نیکو آورد۔ کہ او تعیین را بگذاشت برائے ایصال ثواب از روئے ماہ و سال کہ مقرر شدہ است او را و تعمیم را اختیار کرد ماہ بماہ برائے کثرت ثواب بہدیہ درو نہ بطور انکار تعیین پس در خواب دید کہ میگوید او را شیخ او کہ از سلسلۂ مجددیہ یعنی بزرگ۔ گفتہ شدہ مجددیہ است خوشنود شد خدائے برتر از اصحاب شان۔ من از رسول خدائے صلعم حال تو پرسیدم پس فرمود صلعم کہ او وہابی شدہ است تو ہب قلیل و برگشت از راہ من قدر برگشتن پس بیاندیش در حال خود و استغفار کن۔ و نہ فہمید او و قلبش سخت گشت و استغفارش سود مند نیامد او را۔ باز در خواب دید کہ نعشش در مرقد او صلعم در آمد و او صلعم در او ہست و آنکہ در جانب راست او صلعم ہست در و او سوئے روئے او صلعم است۔ پس پشتش سوئے کعبہ شریف شدہ الا آنکہ ہر آئینہ او مسرور ہست بحال خود پس خطرہ آمد در دلش اینکہ بگردد سوئے کعبہ شریفہ اگرچہ پشتش بظاہر سوئے او صلعم باشد و لیکن دلش سوئے او صلعم متوجہ باشد پس پشت کرد او سوئے او صلعم و در دست او را کہ پیروی کرد او شریعت را فقط۔ پس پرسید تاویلش از شیخ خود کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ ہست خدائے برتر خوشنود شد از اصحاب شان۔ پس فرمود صلی اللہ تعالی کہ او گناہ کرد یا خواہد کرد پس باید کہ استغفار کند و پناہ جوید۔ و استغفارش تا ایندم او را فائدہ نکرد پس ہذا یا ایست [illegible] قبر

قصہ از حزین از راہ تقلید برای زیارت

شیخ شیخ من السلسلۃ المجددۃ المجددیۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا وجلس مراقبًا فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قدمًا فجلس مراقبًا فقال رض انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قدمًا فجلس مراقبًا وما بقی الی ظہرہ مجلس فقال رض انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع الی دارہ فاشتاق قلبہ الی خدمۃ شیخہ من السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا فحضر وعرض ان المسئلۃ بعمل علیہا علی ما ذکرہا فی صدر القصۃ فقال سلمہ اللہ تعالیٰ استغفر وتب لان العمل من الطریقۃ الوہابیۃ فاستغفر وتاب فصح قلبہ الان صحۃ تامۃ بلا مشقۃ فما للذین انکروا التعیین وہو سنۃ مستحبۃ واتلفوا حق العباد من غیر عذر فیا رب انا نعوذ بک بنبیک ارسل رحمۃ للعلمین من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک ونشہد ان محمدًا عبدک ورسولک اللہم وانت حامدہ وہو محمودک فکیف احمدہ فادعوک عجزًا وافتقارًا ان تصلی علیہ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ ونستشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ شیخ شیخ خود از سلسلۂ مجددہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا۔ ونشست بطور مراقب پس فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس قلبش وحشت گرفت وبرخاست وباز پس آمد یک قدم ومراقب بنشست باز گفت رض تو وہابی ہستی باز دلش وحشت گرفت وبرخاستہ یک قدم باز پس آمد ومراقب نشست کہ پس پشتش جائی نشست نماند باز فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس دلش وحشت گرفتہ برخاست وسوی خانۂ خود برگشت۔ باز دلش سوی خدمت شیخ خود کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ است رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا مشتاق گردید وپیش آمد وہر آئینہ آں مسئلہ کہ بروعمل میکرد ہمبراں طریق کہ در صدر قصہ اورا ذکر کردہ بیان نمود۔ پس فرمود سلمہ اللہ تعالیٰ کہ استغفار کن ورجوع کن از آنکہ ایں عمل از طریقۂ وہابیہ ہست۔ پس استغفار کرد او وتوبہ آورد۔ پس قلبش دراں دم صحت یافت بصحت کلی بلا تکلیف۔ پس چیست آناں را کہ انکار کردند تعیین را حالانکہ او سنت مستحبہ است وتلف حق نمودند بندگاں را بغیر عذر۔ پس اے رب من ہر آئینہ پناہ میخواہیم بتو بحق نبی تو کہ رحمت فرستادہ شد برائی عالمیان از بدیہائی نفسہای ما یاں واز گناہان عملہائی ما یاں۔ ہر کہ را خدا راہ نماید پس نیست گمراہ کنندہ اورا وہر کہ گمراہ کند اورا پس نیست اورا راہ نمایندہ۔ وما گواہی میدہیم آنکہ نیست چیزی معبود مگر تو کہ یکتائی۔ نیست شریکی برای تو۔ وگواہی میدہیم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ تو ورسول تست۔ خدایا وتو حامد او است واو محمود تو۔ پس چگونہ حمد کنم اورا۔ پس بعجز وافتقار میخوانم ترا کہ تو رحمت فرستی برای او وبر جمال او چنانکہ تو اورا دوست داری ومی پسندی اورا وشفیع گردانی اورا میان ما ویا ومارا رحمت کنی ❁

ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمۃ مع مطالب اخری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ اعلم ان فی تحقیق زیارۃ القبور کانت علی مشقۃ لعدم تیسیر اسبابہ فانتظرت الی ان یسرہ اللہ تعالی فاذا المکتوب المسمی بالدر المنظم فی اثبات القیام تجاہ القبر المکرم صلی اللہ علی صاحبہ و سلم سرنی بتیسیر مقصدی رحم اللہ تعالی لمؤلفہ و بارک فی معاشہ و معادہ فنقلتہ بعینہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود القائم علی کل نفس من الخلق ادنی و اعلی۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد المخصوص بالمقام المحمود والشفاعۃ الکبری و علی آلہ و اصحابہ

ترجمہ

ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمۃ است صلعم با مطالب دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ بدانکہ ہر آئینہ در تحقیق زیارت قبور بسبب میسر نبودن اسبابش بر من مشقتی بود۔ پس انتظار کشیدم تا کہ آسان کند او را خدای برتر کہ ناگاہ مکتوبی مسمی بہ در المنظم در اثبات قیام پیش قبر مکرم رحمت خدا بر صاحبش و سلام باد۔ با آسان نمودنش مقصدم مرا خوشنود ساخت۔ رحم کند خدای برتر مؤلف او را و در معاش و معاد او برکت دہد۔ پس بعینہ او را نقل کردم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستایش تمام خدای راست کہ بادشاہ معبود قائم است بر ہر نفس از خلق ادنی و اعلی۔ و درود و سلام بر سردار ما محمد صلعم کہ بمقام محمود و شفاعت کبری مخصوص است۔ و بر آل و اصحابش

البائتین لربھم سجداً وقیاماً وعلی اتباعھم القانتین لمولاھم خشعاً وصیاماً اولٰئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلاماً خالدین فیھا حسنت مستقراً ومقاماً۔ وبعد فیقول الفقیر الی رحمۃ مولاہ الغنی محمد مظھر العمری النقشبندی الاحمدی تغمدہ اللہ برحمتہ وغفرانہ واسکنہ فسیح جنانہ۔ انہ قدم علینا بالمدینۃ المنورۃ فی سنۃ ۱۲۹۶ الف ومائتین وستۃ وتسعین فاضل من اھل الھند ممن جذبھم اللہ تعالی الی الحرمین الشریفین وشرفھم بزیارۃ روضۃ حبیبہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وزادھم تقرباً لدیہ، وھو المولوی عبد العزیز لازال عابداً لربہ ومعزاً لدینہ وسألنا عن قیام الزائر فی مواجھتہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع یمینہ علی یسارہ کھیئۃ الصلوۃ حین التسلیم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل ھو جائز ام لا فاجبنہ بما فی کتب اصحاب المناسک من المتون والشروح من اٰداب زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھذا کلام بلادلیل لیس فیہ شفاء لعلیل مع ورود الاحادیث فی النھی عن التعظیم والقیام مثل ما تفعلہ الاعاجم

ترجمہ کہ شب زندہ دارانند سجدہ و قیام کناں پروردگارِ خود شاں را۔ و بر پیروان شاں کہ فروتنانند و نمازبر ترساں و روزہ داران مولائی خود شاں را۔ ہماناں نند کہ بدل دادہ شدند غرفہا ای بالاخانہا بآنچہ کہ صبر کردند و ملاقات کردہ شوند درانہا بتحیۃ و سلامتی۔ ہمیشہ مانندگانند درانہا کہ خوش است ایں از روی قرارگاہ و قیام گاہ۔ و بعد ازیں پس میگوید آنکہ محتاج سوئی رحمۃ مولائی خود است کہ غنی است محمد مظہر عمری نقشبندی احمدی۔ بپوشد او را خدای برتر برحمۃ و بخشایش خود۔ و آباد کند او را بفراخ باغہای خود۔ ہر آئینہ آنکہ بیامد برما بمدینہ منورہ در ۱۲۹۶ء یک ہزار و دو صد و نود و شش ہجری فاضلے از اہل ہند از اں کساں کہ خدائی برتر بکشید شاں را سوئی حرمین شریفین و بزیارت روضہ حبیب خود سید کونین کہ رحمۃ خدا و سلامش بروباد مشرف کند و بیفزاید شاں را تقرب نزد او صلی اللہ علیہ وسلم۔ و او مولوی عبد العزیز است ہمیشہ باد او پرودگار خود را پرستندہ و عزت دہندہ دین خود را۔ و او مارا پرسید از قیام زائر در مواجہ او صلی اللہ علیہ وسلم و نہادن دست راست خود برچپ ہمچو ہیئت نماز ہنگام سلام خواندن برو صلی اللہ علیہ وسلم ای رو برو ۱۲ کہ آیا او جائز است یا نہ۔ پس من او را جواب دادم بآنچہ در کتابہائی مناسک است از متون و شرحہا از آداب زیارۃ او صلی اللہ علیہ وسلم پس او گفت کہ ایں کلام بلادلیل است کہ در و علیل را شفا نیست با آنکہ احادیث در نہی از تعظیم و قیام ہمچو آنچہ کہ عجمیاں او را کنند وارد شدہ اند۔

والمسئلة مشتبهة علىّ ولابد من التفصيل والتحقيق وكان الوقت اذ ذاك
ضيقا فوعدته بالتحرير فاقول وبالله احول قد تقرر وتحقق بالبرهان المحقق ان
حضور الزائر قبالة قبره الكريم والتسليم والصلوة عليه والتوسل بجاهه
العظيم والاستمداد والاستشفاع بجنابه الفخيم بل وباصحابه واهل بيته
واوليائه اجمعين صلى الله عليه وعليهم وسلم من افضل الطاعات واجل العبادات
وارجى المثوبات واعظم القربات عند رب العلمين جل جلاله وعم نواله
قال العلامة القسطلانى فى المواهب اللدنية ومن اعتقد غير هذا فقد انخلع
من ربقة الاسلام وخالف الله ورسوله وجماعة العلماء الاعلام انتهى قال
جل ذكره ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقال صلى الله عليه وسلم من جاءنى
زائرا لا يعمله الا زيارتى كان حقا علىّ ان اكون له شفيعا يوم القيامة

ترجمه و درین مسئله برمن مشتبه آمده چاره نیست از تفصیل وتحقیق - وآن وقت تنگ بود چنانکه باید تحریر
او را وعده نمودم - پس میگویم وتحویل بخدای سبحانه میکنم - هر آئینه بدلائل محققه قرار یافته وثابت شده که
هر آئینه حاضر شدن زائر پیش قبر کریم او صلعم - وسلام خواندن وصلوٰة گفتن بروی - ووسیله گرفتن بمرتبه
عظیم او - ودرخواستن وشفاعت طلبیدن بگرامی جناب او بلکه باصحاب واہل بیت واولیای او
کرحمت باد از خدای برتر براو وبرایشان وسلام باد - از افضل ترین طاعات وبزرگ ترین عبادات ہست و
واثق ترین ثوابها وگرامی ترین نزدیکیهاست نزد پروردگار عالمیان که بزرگیش بزرگ ہست وبخششهای او عام
ہست - گفته علامهٔ قسطلانی در مواهب اللدنیه وهرکه اعتقاد آورد غیر ازین پس تحقیق از حلقهٔ اسلام برآمد
آمد ومخالفت کرده خدا ورسول او وجماعت علمای اعلام را انتهی - فرمود باری که ذکرش بلند است
در سورهٔ نساء رکوع نہم ولو انہم اذ ظلموا انفسهم جاءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم
الرسول لوجدوا الله توابا رحیما یعنی وچون هر آئینه ایشان وقتیکه ظلم کردند نفسهای خود را آمدندی نزد تو
پس مغفرت خواه شدندی از خدا - ومغفرت خواستی برای ایشان این رسول هر آئینه یافتندی خدا را رجوع
کننده ترحم ومهربان نزد - وفرمود صلی الله علیه وسلم هرکه آمد نزد من زیارت کنان که نه عمل کند او را کاری مگر زیارت من یعنی
بخصوص خالص زیارت مرا قصد کرده برمن لازم است که بوده باشم او را روز قیامت شفیع باشم

آیۂ کریمہ برای حضوری حضور اقدس

احادیث زیارۃ مزار اقدس (اوّل)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر وعن حاطب رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات فی احد الحرمین بعث من الآمنین وعن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من زارنی محتسبا الی المدینة کان فی جواری رواهما الحافظ البیهقی کذا فی المواهب اللدنیة ہ فی هذا الباب سبعة عشر حدیثا عن سیدنا عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وانس بن مالك وابی هریرة وغیرهم باسانید متعددة والفاظ متقاربة بروایة الدارقطنی والطبرانی والبیهقی وابن خزیمة وابن عساکر والبزار وابی داود الطیالسی وابی بکر بن المقری وابن عدی وابی جعفر العقیلی وابی الفتح الازدی وابن ابی الدنیا وغیرهم ساقها السید السمهودی فی الوفاء والعلامة ابن حجر فی الجوهر المنظم والشیخ محمد عابد السندی فی طوالع حاشیة در المختار قال الحافظ السخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی هو عند ابی الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرهما عن ابن عمر رضی اللہ عنهما صحیح

ترجمہ ایں حدیث را طبرانی در معجم کبیر بیروں آوردہ۔ واز حاطب ہست رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ ہر کہ مرا زیارت کرد پس موت من پس گویا کہ او زیارت کرد مرا در زندگی من وہر کہ مُرد در یکے از ہر دو حرم برانگیختہ شد از امن یافتگان۔ واز انس است رضی اللہ عنہ گفت کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ زیارت کرد مرا بامید ثواب خدائی کریم بسوئی مدینہ باشد او در ہمسائگانم۔ روایت کردہ ہر دو را حافظ بیہقی۔ ہمچنین ہست در مواہب لدنیہ۔ ودریں باب ہفدہ حدیث اند از سیدنا عمر ابن خطاب۔ وعبد اللہ ابن مسعود۔ وعبد اللہ ابن عمر۔ وعبد اللہ ابن عباس۔ وانس ابن مالک۔ وابو ہریرہ وغیر شاں رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ باسناد ہائی متعددہ والفاظ متقاربہ یعنی الفاظیکہ در لفظ ومعنی باہم قربت دارند۔ بروایت دار قطنی۔ وطبرانی۔ وبیہقی۔ وابن خذیمہ۔ وابن عساکر۔ وبزار۔ وابو داود طیالسی۔ وابو بکر ابن مقری۔ وابن عدی۔ وابو جعفر عقیلی۔ وابو الفتح ازدی۔ وابن ابی الدنیا وغیر شاں کہ او را راندہ وبیان کردہ ہست سید سمہودی در وفا۔ وعلامہ ابن حجر در جوہر منظم وشیخ محمد عابد سندی در طوالع الانوار حاشیۂ در مختار۔ گفت حافظ سخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت له شفاعتی یعنی ہر کہ زیارت کرد قبر مرا واجب شد او را شفاعت من۔ اینکہ او نزد ابو شیخ وابن ابی الدنیا وغیر ایں ہر دو از ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح است ✦

دوم

سوم

دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان واختلاف واتفاق علماء کرام محدثین بر ضعف وصحت حدیث

وابن خزیمۃ اشار الی تضعیفہ والطبرانی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی
وضعفوہ ولفظھم کان کمن رآنی فی حیاتی وقال الذہبی طرقہا کلہا لینۃ
لکن یتقوی بعضہا ببعض لانہ ما فی رواتہا متہم بکذب وقال ومن اجود الاحادیث
اسنادا حدیث حاطب واخرجہ ابن عساکر وغیرہ الی آخر ما فی المقاصد الحسنۃ و
قد علم بالضرورۃ ان القربات والطاعات خالصۃ للہ عز وجل لیس فیہا شرکۃ
للمخلوق اصلا لکن فی بعضہا بمقتضی الحکمۃ والمصلحۃ یلزم توسط مخلوق والتوجہ
الیہ واستقبالہ من غیر ان یکون ہو مقصودا حقیقیا فانہ لا مقصود ولا معبود
فی الحقیقۃ الا اللہ عز وجل وہو سبحانہ من کمال کرمہ وسع لعبادہ فی اداء الطاعات
والعبادات والاذکار والقربات وقدرہا بحالات وہیئات من القیام والقعود و
الرکوع والسجود واستقبال القبلۃ وغیرہا فقال اللہ تعالی فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا
اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم وقال تعالی الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی
جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض

وقد علم بالضرورۃ ان القربات والطاعات خالصۃ للہ عز وجل الخ

ترجمہ وابن خزیمہ اشارہ کردہ سوئے تضعیف او۔ وطبرانی۔ وابن عدی۔ ودارقطنی۔ وبیہقی ہم واو شاں را ضعیف نمودند۔ ولفظ شاں ہست کان کمن رآنی فی حیاتی یعنی ہست ہمچو کسیکہ مرا دید در حیات من۔ وگفت ذہبی طریقہای او ہمہ نرم اند لیکن بعض شاں ببعض قوت می یابند از آنکہ ہر آئینہ او آنچہ کہ در راویان او ہست متہم از دروغ۔ وگفت واز جید ترین احادیث از روئے اسناد حدیث حاطب ہست کہ او را ابن عساکر وغیرش بر آوردہ تا آخر آنچہ در مقاصد حسنہ ہست۔ وہر آئینہ بضرورت دانستہ شدہ کہ قربات وطاعات خالص برائے خدائے عز وجل است وبرائے مخلوق ہرگز درو شرکت نیست لیکن در بعض آنہا حسب تقاضائے حکمت ومصلحت لازم شود واسطہ شدن مخلوق۔ وتوجہ سوئے او واستقبال او یعنی رو آوردن باو از غیر آنکہ او مقصود حقیقی باشد پس ہر آئینہ او در حقیقت مقصود ومعبود نیست مگر خدائے عز وجل + واو سبحانہ از کمال کرم خود در ادائے طاعات وعبادات واذکار وقربات برائے بندگان خود فراخی دادہ۔ واندازہ کردہ آنہا را بحالتہا وہیئتہا از قیام وقعود ورکوع وسجود ورو آوردن بقبلہ وغیرہ۔ پس فرمود خدا برتر در سورۂ نساء رکوع پانزدہم فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یعنی پس چوں بگزارید نماز را پس یاد کنید خدا را ایستادہ ونشستہ وبر پہلوہای خود تاں۔ وفرمود او تعالی در سورۂ آل عمران رکوع بستم الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی آنانکہ یاد میکنند خدائے را ایستادہ ونشستہ وبر پہلوہای خود شاں ومی اندیشند در پیدایش آسمانہا وزمین +

بیان اینکہ دانستن ضروری است کہ طاعات وقربات خاص برائے خدائے عز وجل است ولیکن بمقتضائے حکمت ومصلحت در بعض شاں واسطہ شدن مخلوق لازم آید وتوجہ واستقبال او کردہ شود۔ بنصوص کریمہ

وقال تعالیٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ ۝ وبیّن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الکرام
وعلماءہ العظام ما یلیق فی کل طاعۃٍ وعبادۃٍ وذکرٍ وفکرٍ من القیام والقعود
وتفصیلہ فی کتب الفقہ موجود وخصّت ھذہ القربۃ بالقیام والوقوف بالاحادیث
والآثار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین
والسلف الصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ اما الاحادیث فی وقوفہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی قبور المؤمنین فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مرّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام
علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر اخرجہ الامام الحافظ
الترمذی فی سننہ وعن ابی موھبۃ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انبھنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جوف اللیل فقال انی امرت ان استغفر لاھل
البقیع فانطلق معی فانطلقت معہ فلما وقف بین اظھرھم قال السلام علیکم یا اھل
المقابر لیھن لکم ما اصبحتم فیہ الیٰ ان قال ثم استغفر لھم طویلاً وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا

ترجمہ وفرمود تعالیٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ ۝ برخیزید برای خدا فروتنی کنندگان ۔ ونبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب
کرامش وعلمای بزرگ اعظمش آنچہ در ہر طاعت وعبادت وذکر وفکر از قیام وقعود سزاوار است بیان کردہ است ۔ تفصیلش
درکتب فقہ موجود است ۔ وایں قربت مخصوص است بقیام ووقوف بعض احادیث وآثار از نبی صلی اللہ علیہ وسلم واز صحابہ وتابعین
وآئمہ مجتہدین وسلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ لیکن حدیثہا کہ در وقوف او صلی اللہ علیہ وسلم
برگورہای مومنین اند ۔ پس از ابن عباس است رضی اللہ عنہما گفت گذشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بگورستان
مدینہ پس پیش آمد برایشان بروی مبارک خود وفرمود السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم
انتم سلفنا ونحن بالاثر یعنی سلامتی باشد بر شما ای اہل گورہا بخشد خدای بر ترما را وشما را شما پیشینگان ما ہستید
ما بایشان رسیدنی این حدیث را امام حافظ ترمذی در سنن خود بر آوردہ ۔ واز ابی موھبہ کہ مولای رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غلام
او صلی اللہ علیہ وسلم گفت بیدار کرد مرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از جوف اللیل یعنی درمیان شب پس فرمود ہر آئینہ من امر کردہ شدم کہ برای اہل بقیع
مغفرت خواہم پس برو با من پس رفتم با او صلی اللہ علیہ وسلم پس چون بایستاد درمیان بلندی ایشان فرمود السلام علیکم یا اھل
المقابر لیھن لکم ما اصبحتم فیہ یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا آنچہ پر دہ دار شدید برای شما چون ہست کہ بامداد
کردید شما در وی تا آنکہ گفت پس مغفرت خواست برای ایشان دیر و دراز ۔ واز عائشہ رضی اللہ عنہا

اما الاحادیث فی وقوفہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبور المؤمنین

قالت الا اخبرکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنی وقلنا بلی قالت لما کانت لیلتی انقلب الی ان قالت حتی جاء البقیع فرفع یدیہ ثلاث مرات واطال القیام ثم انحرف الحدیث وعنہا ایضا رضی اللہ عنہا قالت قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فلبس ثیابہ ثم خرج فامرت جاریتی بریرۃ فتبعتہ حتی جاء البقیع فوقف فما ادناہ ما شاء اللہ ان یقف ثم رجع الحدیث اخرج الاحادیث الثلثۃ الحافظ الحجۃ ابو یزید عمر بن شبۃ فی اخبار المدینۃ الشریفۃ وقال حدثنا ابو داؤد قال اخبرنا مبارک قال حدثنا الحسن قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بقیع الغرقد فقام فقال السلام علیکم یا اھل القبور الحدیث وبسند اٰخر عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام علی اھل البقیع فقال السلام علیکم یا اھل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث واما الوقوف علی قبر سید المرسلین وافضل الاولین والاٰخرین شفیع المذنبین والرحمۃ للعٰلمین محبوب رب السمٰوٰت والارضین واول شافع واول مشفع یوم الدین علیہ اتم صلوٰۃ المصلین واکمل تسلیمات المسلمین

ترجمہ کہ گفت آگاہ شوید خبر دہم شما را از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از من وگفتیم آری گفت چوں شب من بود واگردید او صلعم تا آنکہ گفت کہ تا بہ بقیع آمد پس ہر دو دست برداشت سہ بار و دراز کرد استادن باز برگشت تا آخر حدیث۔ واز وست نیز رضی اللہ عنہا گفت برخاست نبی صلی اللہ علیہ وسلم شبی ولباس خود پوشید باز برآمد پس کنیزک خود بریرہ را امر کردم کہ او پس او گرفت تا آنکہ او صلعم بہ بقیع برآمد پس بایستاد وکمی نہ کرد او را آنچہ خدا خواست بایستادن باز برگردید الحدیث۔ ایں ہر سہ حدیث از حافظ الحجۃ ابو یزید عمر بن شبہ در اخبار مدینہ شریفہ برآوردہ۔ وگفت حدیث کرد ما را ابو داؤد وگفت خبر داد ما را مبارک گفت حدیث کرد ما را حسن گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر بقیع غرقد آمد پس بایستاد وگفت السلام علیکم یا اھل القبور الحدیث۔ وبسند از وآنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بر اہل بقیع بایستاد وگفت السلام علیکم یا اھل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا از مومنان ومسلمانان اگر بدانید شما تا آخر حدیث۔ ولیکن استادن بر قبر سید مرسلان وافضل پیشینیان وپسینیان شفیع گنہگاران ورحمت برای عالمیان محبوب پروردگار آسمانیان وزمینیان۔ واول شفاعت کنندگان واول شفاعت کنانندگان روز دین بروتمام ترین درود درود خوانندگان وکامل ترین تسلیمہای سلام فرستندگان تا ہمیشہ از ہمیشہ باد ✝

واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلعم

بیان وقوف قبر نبی صلعم

الی ابدِ الابدی فقد رُوِی فی احادیثٍ کثیرۃٍ و آثارٍ جمّۃٍ کیف لا وھو سیّدُ الفیور و منبعُ النورِ و مھبطُ التجلیاتِ الالٰھیۃ و موردُ الفیوضاتِ القدسیّۃِ وھو محفوفٌ بالملائکۃ المقرّبین والمحضرُ للانبیاء والمرسلین وھو الموصلُ الی اعلی الدرجاتِ والمفضی الی اقربِ المثوباتِ + قال کعبُ الاحبار ما من یومٍ یطلع الا نزل سبعون الفًا من الملائکۃ حتی یحفّوا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذلک حتّی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفًا من الملائکۃ یزفّونہ اخرجہ الدارمی فی مسندہٖ و ما احسن ما قال الامام البوصیری فی البردۃ

ھو الحبیبُ الذی ترجی شفاعتُہ	لکلِّ ھولٍ من الاھوال مقتحمِ
فاق النبیّین فی خَلقٍ و فی خُلقٍ	ولم یدانوہ فی علمٍ ولا کرمِ
وکلُّھم من رسولِ اللہِ ملتمسٌ	غرفًا من البحر او رشفًا من الدیمِ
وواقفون لدیہ عند حدّھم	من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکمِ

ترجمہ تا ہمیشہ از ہمیشہ با دلیل تحقیق روایت کردہ شد در احادیث کثیرہ و آثار جمّہ یعنی انبوہ و چگونہ نباشد کہ او سید فیور و منبع یعنی چشمۂ نور و مہبط یعنی جای فرود آمدن تجلیات خداوندی - و مورد یعنی جای وارد شدن فیوضہای قدسیہ است - و او محفوف یعنی گرد گرفتہ شدہ است بملائکہ مقربین و محضر یعنی حاضر آمدن برای انبیاء و مرسلین است - و او موصل یعنی رسانندہ است سوی برترین درجہا - مفضی یعنی در یابندہ سوی نزدیک ترین مثوبات است + گفت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ نیست از روزی کہ در خشد مگر نازل شود ہفتاد ہزار از ملائکہ تا آنکہ گرد گیرند قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم را کہ بزنند بازوہای خود و درود فرستند بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ ہرگاہ شام کنند بالا روند و مثل شان فرود آیند و ہمچنان کنند تا آنکہ چون زمین از وصلعم بشگافد برآید در میان ہفتاد ہزار از ملائکہ کہ روان و رقصان باشند او صلعم را - دارمی اورا در مسند خود برآوردہ - و چہ خوب تراست آنچہ امام بوصیری در بردہ گفتہ

او حبیبی کہ باو چشم شفاعت دارند	بہر ہر ترس ز اہوال سبب بیباکی
ہست فائق زہمہ انبیاء در سیرت و صورت	در علم و کرم نیست باو ہیچ قریبی
زان مظہر حق ملتمس اند ابھی ہمہ سرور	چون جرعہ ز بحرے و یک قطرہ ز ابری
استادہ نزد او در حد مراتبہا	چون نقطہ از علمی یا شکلہ از حکمی

وعن عبد الله بن دينار قال رأيت عبد الله بن عمرؓ يقف على قبر النبي صلى الله عليه وسلم فيصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى ابي بكرٍ وعمرٍ رواه محدث دار الهجرة الامام مالك في الموطا وعن ابن عون قال سأل رجلٌ نافعًا هل كان ابن عمرؓ يسلّم على القبر فقال نعم لقد رأيته مائة مرةٍ او اكثر من مائةٍ كان يأتي القبر فيقوم عنده فيقول السّلام على النبي السّلام على ابي بكرٍ السلام على ابي وقال يحيى في اخبار المدينة له حدّثنا هارون بن موسى الفروي قال سمعت جدّي ابا علقمة يسأل كيف كان الناس يسلّمون على النبي صلى الله عليه وسلم قبل ان يدخل البيت في المسجد فقال كان يقف الناس على باب البيت يسلّمون عليه وكان الباب ليس عليه غلقٌ حتى توفّيت عائشةُ رضي الله عنها وايضًا روى يحيى الحسيني في كتاب عن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن ابيه عن جدّه رضي الله عنهم انه كان اذا جاء يسلّم على النبي صلى الله عليه وسلم وقف عند الاسطوانة التي تلي الروضة ثم يسلّم ثم يقول ههنا رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال المطري وغيره وهذا موقف السلف

ترجمہ - واز عبد اللہ بن دینار است کہ گفت دیدم عبد اللہ ابن عمر را رضی اللہ عنہما کہ می ایستاد بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و درود می خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما - این حدیث را محدث دار الہجرۃ امام مالک رحمۃ اللہ در موطا روایت کردہ - و از ابن عون است کہ گفت پرسید مردی نافع را کہ آیا ابن عمرؓ بر قبر شریف سلام میکرد گفت آری البتہ تحقیق دیدہ ام او را صد بار یا از صد بیشتر کہ می آمد مزار اقدس را و نزدش می ایستاد و می گفت السلام علی النبی - السلام علی ابی بکرؓ السلام علی ابیؓ - و گفت یحیی در اخبار مدینہ رسول صلعم کہ حدیث کرد ما را ہارون بن موسی الفروی گفت شنیدم از جد خود ابا علقمہ پرسیدہ می شد کہ مردمان بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل در آمدن بیت در مسجد چگونہ سلام میفرستادند پس گفت آنکہ مردمان بر در بیت می استادند و بر و سلام میکردند و در بستہ نمی شد بر در تا آنکہ وفات یافت عائشہ رضی اللہ عنہا - و نیز روایت کرد یحیی حسینی در کتاب خود از جعفر بن محمد بن علی بن حسین از پدر خود از جد او رضی اللہ عنہم آنکہ او ہرگاہ می آمد کہ سلام کند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم استادہ می شد نزد ستونیکہ نزدیک می شود روضہ را باز سلام می کرد باز می گفت اینجا است سر مبارک صلی اللہ علیہ وسلم - و گفت مطری و غیر او کہ این است جای استادن پیشینیان +

قبل ادخال الحجرۃ فی المسجد وروی ابن زبالۃ عن سلمۃ ابن وردان قال رایت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی فیقوم امامہ انتہی نقل ہذہ الاخبار کلہا السید السمہودی فی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی وخرج سیدنا عمر رضی اللہ عنہ الی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا معاذ بن جبل قائم یبکی عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک یا معاذ الحدیث اخرجہ الحافظ البزار فی مسندہ نقلہ مولانا عابد السندی فی حاشیتہ علی الدر المختار وروی یحیی ابن الحسن العلوی عن ابن ابی فدیک قال سمعت بعض من ادرکت یقول بلغنا ان من وقف عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صلی اللہ علی سیدنا محمد وسلم وفی روایۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ یقولہا سبعین مرۃ ناداہ ملک صلی اللہ علیک یا فلان لم یسقط لک الیوم حاجۃ کذا فی السیرۃ الشامیۃ واما استقبال قبرہ الشریف الذی ہو قبلۃ الارواح والاشباح من العلویین

ترجمہ پیش از داخل کردن حجرۂ شریف در مسجد۔ و روایت کرد ابن زبالہ از سلمہ ابن وردان گفت کہ دیدم انس ابن مالک رضی اللہ عنہما ہرگاہ سلام میفرستاد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می آمد پس می استاد پیش او انتہی۔ این ہمہ اخبار را سید سمہودی در وفاء الوفا باخبار دار المصطفی نقل کردہ است۔ و برآمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوی منبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس ناگاہ دید معاذ ابن جبل رض استادہ میگریید نزد قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت چہ می گریاند ترا ای معاذ الحدیث۔ این حدیث را حافظ بزار در مسند خود برآوردہ کہ مولانا عابد سندی در حاشیہ خود بر در مختار او نقل کردہ۔ و روایت کرد یحیی بن حسن علوی از پسر ابی فدیک گفت شنیدم از بعض کسے کہ دریافتم او را میگفت کہ رسید ما را آنکہ کسی بایستاد نزد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صلی اللہ علی سیدنا محمد و در روایتی است صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہ میگوید او را ہفتاد بار ندا کرد او را فرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃ یعنی رحمت کرد خدا بر تو اے فلان امروز ہیچ حاجتے برای تو نیفتاد و ساقط نشد۔ ہمچنین است در سیرۃ شامیہ۔ ولیکن استقبال یعنی رو آوردن قبر شریف او را صلعم آنکہ او قبلۂ ارواح و اشباح یعنی کالبدہا از علویان

والسفلیین بل الخلائق اجمعین واستدبار القبلۃ فقد روی سراج الامۃ وامام الائمۃ الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسندہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال من السنۃ ان یاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ من قبل القبلۃ ویجعل ظہرک الی القبلۃ وتستقبل القبر الشریف بوجھک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نقلہ عنہ محقق الحقیقۃ الکمال ابن الہمام وکذا تبعہ فی النقل السید السمہودی فی الوفا وروی الامام ابو حنیفۃ رح عن ایوب السختیانی انہ دنا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستدبرا القبلۃ متوجہا الی التربۃ ثم سلم علیہ وصلی ثم غلب البکاء حتی کاد ان یغشی علیہ اخرجہ الحافظ طلحۃ بن محمد فی مسند الامام ابو حنیفۃ رح بسندہ عنہ اوردہ العلامۃ محمد بن محمود الخوارزمی فی جامع المسانید وقال المحدث مجد الدین الفیروزابادی اللغوی روینا عن الامام الجلیل ابی عبد الرحمن عن عبد اللہ ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفۃ رح یقول قدم ایوب السختیانی وانا بالمدینۃ فقلت لانظرن ما یصنع فجعل ظہرہ مما یلی القبلۃ ووجہہ مما یلی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی غیر متباک فقام مقام رجل فقیہ نقلہ السید

ترجمہ و سفلیان بلکہ جملہ خلقہای خلاست۔ و پشت دادن قبلہ را۔ پس تحقیق روایت کرد سراج امۃ و امام امامان امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ در مسند خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ گفت از سنت است آنکہ بیائی قبر رسول خدا را صلی اللہ علیہ یعنی رحمت خدا بادبر او از سمت قبلہ و بکنی پشت خود سوی قبلہ و آوری قبر شریف را بروی خود باز بگوئی السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ و برکاتہ نقل کرد او را از و محقق حقیقت کمال ابن ہمام۔ و ہمچنین پیروی کرد او را در نقل سید سمہودی در وفا۔ و روایت کرد امام ابو حنیفہ رح از ایوب سختیانی آنکہ او نزدیک شد از قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پشت دہندہ قبلہ را و رو آرندہ سوی تربت مبارک۔ پس بروی سلام کرد و درود فرستاد باز گریہ او را غلبہ کرد تا آنکہ نزدیک شد کہ بیہوش شود بر خود۔ اورا حافظ طلحہ بن محمد آوردہ کہ در مسند امام ابو حنیفہ رح است بسند از و۔ و علامہ محمد بن محمود خوارزمی در جامع مسانید او را وارد کردہ۔ و گفت محدث مجد الدین فیروزابادی اللغوی کہ روایت کردہ شدہ ایم از امام جلیل ابو عبد الرحمن از عبد اللہ ابن مبارک کہ گفت شنیدم ابو حنیفہ رح را کہ میگوید۔ بیامد ایوب سختیانی و من بمدینہ پس گفتم ہر آئینہ ضرور خواہم دید آنچہ او میکند۔ پس بکرد او پشت خود از آنچہ کہ او نزدیک است قبلہ را۔ و روآورد و از آنچہ کہ او نزدیک است روی مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را۔ و گریہ کرد غیر تکلف کنندہ۔ پس بایستاد بجای مرد فقیہ۔ نقل کردہ او را سید

السمهودی فی الوفاء روی ابن وهب عن مالکؒ انه قال اذا سلّم علی النبی صلی
الله علیه وسلم یقف للدعاء ووجّهه الی القبر الشریف لا الی القبلة وعن ابن
حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکًا فی مسجد رسول الله صلی الله علیه
وسلم فقال مالکؓ یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتك فی هذا المسجد فانّ الله ادّب
قومًا فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ الأیه ومدح قومًا فقال انّ
الذین یغضّون اصواتهم عند رسول الله الأیه وذمّ قومًا فقال انّ الذین
ینادونك من وراء الحجرات الأیه وانّ حرمته میتًا کحرمته حیًّا فاستکان لها ابو
جعفر فقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله صلی
الله علیه وسلم فقال ولم تصرف وجهك عنه وهو وسیلتك ووسیلة ابیك
ادم علیه السلام الی الله تعالی یوم القیمة بل استقبله واستشفع به فیشفّعه
اخرجه الحافظ القاضی عیاض فی الشفاء بتعظیم حقوق المصطفی بسند جید
وقد اتفق العلماء علی انه علیه الصلوة والسلام حیّ فی قبره الشریف یعلم بزائره

ترجمہ سید سمہودی در وفا روایت کرد ابن وہب از مالکؒ آنکہ او گفت ہرگاہ سلام میکرد او بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایستادے
برائے دعا وروی خود سوئے قبر شریف داشتی نہ سوئے قبلہ۔ وازابن حمیدؒ است کہ گفت مناظرہ کرد ابو جعفر امیر المومنین
با مالک رضی اللہ عنہ در مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس گفت مالکؓ اے امیر المومنین آواز خود دریں مسجد بلند مکن۔
پس بتحقیق خدائے برتر ادب کردہ است قومی را۔ و فرمود در سورۂ حجرات لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ الآیہ یعنی
بلند مکنید آواز خود ہا برآواز نبی الخ۔ وتعریف کرد قومی را و گفت انّ الذین یغضّون اصواتهم عند رسول الله
الآیہ در سورۂ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ پست کنند آوازہائے خود شاں نزد رسول خدا الخ۔ و ذم کرد قومی را و گفت انّ الذین
ینادونك من وراء الحجرات الآیہ در سورۂ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ ترا آواز میدہند از بیرون حجرہ الخ۔ حال آنکہ حرمت
او صلعم در حال موت ہمچو حرمت او ست در حیات۔ پس پست کرد آواز را ابو جعفر و گفت اے ابا عبد اللہ بقبلہ رو آرم و دعا کنم یا
رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم رو آرم۔ پس گفت مالک رضی اللہ عنہ و چرا بگردانی روی خود از وصلعم کہ او وسیلۂ تست
و وسیلۂ پدر تو آدم علیہ السلام سوئے خدائے برتر روز قیامت بلکہ روئے باو آر و ازو شفاعت خواہ پس او شفیع گرداند
او را۔ برآوردہ او را حافظ قاضی عیاض در شفا بتعظیم حقوق مصطفیٰ بسند جید و تازہ۔ وتحقیق اتفاق کردہ
علما برآنکہ او علیہ الصلوۃ والسلام زندہ است در قبر شریف خود۔ میداند زائر خود را

فليستقبله الزائر وليستدبر الكعبة وقد سن استدبار الخطيب الكعبة للسامعين
واستحب العلماء استدبار القوم الكعبة عند استقبال المدرس ولو بالمسجد الحرام
فلاجله عليه الصلوة والسلام اولى واحرى قاله مولانا الشيخ عابد السندي ثم
المدني في حاشية الدر المختار واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة
ففي الشفاء قال بعضهم رايت انس ابن مالك اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم
فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم انصرف قلت كذا علقه الحافظ وقد اورده الحافظ السخاوي في القول البديع
في الصلوة على الحبيب الشفيع ولفظه اخرج ابن ابي الدنيا ومن طريقه البيهقي في
الشعب من حديث عبد الله بن مسيب بن عبد الله بن ابي امامة رضي الله عنه قال رايت انس بن
مالك رضي الله عنه اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه حتى ظننا انه
افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم انصرف ومعناه ان سيدنا انس بن
مالك رضي الله عنهما رفع يديه من الركبتين الى قريب الصدر ووضع اليمين على اليسار

ترجمه پس باید که زائر رو آورد و باید که کعبه را پشت دهد۔ وتحقیق مسنون است خطیب را پشت دادن کعبه
برای سامعین۔ وعلما مستحب داشته اند پشت دادن قوم کعبه را وقت استقبال مدرس اگرچه در مسجد حرام باشد
پس بهر او علیه الصلوة والسلام اولی واحری است یعنی مناسب تر وسزاوار تر است۔ گفته است او را
مولانا شیخ عابد سندی ثم المدنی در حاشیه درمختار۔ ولیکن در زیارت دست راست بر چپ نهادن چنانچه
در نماز پس در شفاء است۔ گفت بعض شان که دیدم انس ابن مالک را رض که بیامد قبر نبی صلی الله علیه وسلم
را و ایستاد پس برداشت هر دو دست تا آنکه گمان کردم تحقیق او نماز را گشاد۔ پس سلام کرد بر نبی صلی الله علیه
وسلم باز برگشت۔ گفتم همچنین است۔ تعلیق کرد او را حافظ۔ وتحقیق بیان کرده او را حافظ سخاوی در کتاب
قول البدیع فی الصلوة علی الحبیب الشفیع۔ وابن ابی الدنیا لفظش بر آورده۔ واز طریق او بیهقی در شعب از حدیث
عبد الله ابن مسیب رض بن عبد الله بن ابی امامه رضی الله عنه گفت دیدم انس ابن مالک رضی الله عنه که بیامد قبر نبی صلی
الله علیه وسلم را پس بایستاد وهر دو دست خود برداشت تا آنکه گمان کردیم که او افتتاح نماز کرده است پس
سلام داد بر نبی صلی الله علیه وسلم باز برگشت۔ ومعنی او آنکه سیدنا انس ابن مالک رضی الله عنهما هر
دست خود از هر دو زانو تا قریب سینه برداشت وراست را بر چپ

واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة

فوق السرۃ او تحتہا فظن الرائی انہ افتتح الصلوٰۃ والا فالرفع بطریق الدعاء لیس
محل للاشتباہ والظن فتامل وبالوقوف علی ہیئۃ الصلوٰۃ عمل جمہور المسلمین
المتقدمین والمتاخرین السابقین واللاحقین من الحنفیۃ والشافعیۃ والمالکیۃ
والحنبلیۃ وقد صرح بذلک فی کتب المناسک وقال الکرمانی عمدۃ العلماء
الحنفیۃ ویضع یمینہ علی شمالہ کما فی الصلوٰۃ وکذلک السید السمہودی فی
الوفا والعلامۃ الشیخ محمد بن یوسف الشامی فی سیرۃ النبویۃ وامام الشافعیۃ
العلامۃ ابن الحجر الہیثمی فی الجوہر المنظم وراس الحنفیۃ الملا رحمۃ اللہ السندی
وتبعہ الملا علی القاری وغیرہم من المتاخرین اصحاب الشروح والفتاوی کالشارح
الدہلوی الشیخ عبد الحق والشیخ محمد عابد السندی فثبت ان ہذا الوقوف والقیام
انما ہو فی الحقیقۃ للہ عزوجل کالقیام والوقوف بعرفۃ ومزدلفۃ والمشاعر العظام
للدعاء والابتہال الی اللہ الملک العلام غیر ان ہناک استقبال وتوجہ الی الکعبۃ
الشریفۃ التی ہی بیتہ وحرمہ وفی ہذا استقبال وتوجہ الی سید الانبیاء والمرسلین
وافضل الخلائق اجمعین الذی ہو حبیبہ وخلیلہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم

ترجمہ بالائے ناف یا زیر ناف بنہا د پس بینندہ گمان کرد کہ تحقیق او نماز شروع کردہ ورنہ پس برداشتن بطریق دعا
محل اشتباہ وظن نیست پس باندیش وبا ایستادن بر ہیئت نماز عمل جمہور مسلمانان پیشینیان ومتاخرین سابقین ولاحقین
ہست از حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ۔ وتحقیق تصریح کردہ شد ایں در کتب مناسک۔ وگفت کرمانی کہ عمدہ
علمائے حنفیہ ہست وبنہد او دست راست خود را بر چپ خود ہمچو در نماز۔ وہمچناں سید سمہودی در وفا۔ وعلامہ شیخ محمد بن
یوسف شامی در سیرت نبویہ۔ وامام شافعیہ علامہ ابن حجر ہیثمی در جوہر منظم۔ وسر حنفیہ ملا رحمت اللہ سندی گفتہ۔ وپیروی
کردہ او ملا علی قاری وغیر ایشاں از متاخرین اصحاب شارحین وفتاوی ہمچو شارح دہلوی شیخ عبد الحق وشیخ
محمد عابد سندی۔ پس ثابت شد کہ تحقیق ایں وقوف وقیام جز ایں نیست کہ او در حقیقت برائے خدائے عزوجل است
ہمچو قیام ووقوف برائے عرفہ ومزدلفہ ومشاعر عظام است برائے دعا وزاری کردن سوئے خدائے ملک
علام بے آنکہ اینجا استقبال وتوجہ است سوئے کعبہ شریفہ کہ او بیت وحرم او ہست + ودر اینکہ
استقبال وتوجہ سوئے سید انبیاء ومرسلین وافضل الخلائق است بتمامہ آنکہ او حبیب او ست وخلیل
او صلے اللہ علیہ وسلم

فتامل فی الفرق والتفاوت بینہما تفہم ان ہذا الفضل بتجلی ظل صحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ہی افضل مراتب القرب اذ ہو مناجات ومحادثۃ معہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد روی ابو داؤد من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام وعند ابن ابی شیبۃ من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ ذکرہ القاضی عیاض فی الشفاء وعن سلیمان بن سحیم وہو التابعی قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت یا رسول اللہ ہؤلاء الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم کذا فی المواہب اللدنیۃ ولاجل ذلک زاد اہل العلم والعرفان والمتشرفین بمراتب القرب والاحسان فی التادب فی الزیارۃ الشریفۃ ونبہوا علیہ واکدوا علی تمام الخضوع والخشوع کمال التاکید وبینوا ما فیہ من السنن والاداب والمستحبات قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالی فی الاحیاء

ترجمہ پس در فرق وتفاوت درمیان ہر دو بیاندیش - دریاب کہ ہر آئینہ این فضل بہ تجلی عکس صحبت اوست صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او فضل مراتب قرب ہست از آنکہ او مناجات ہست وباہم حدیث کردن با او صلی اللہ علیہ وسلم پس بتحقیق روایت کرد ابو داؤد از حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ او صلی اللہ علیہ وسلم فرمود نیست ہیچ اسلام فرستندہ کہ برمن سلام میدہد مگر خدائی برتر برمن روح مرا رد کردہ ہست تا کہ سلام را برو رد کنم - ونزد ابن ابی شیبہ است از حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بطور مرفوع کہ ہر کہ درود خواند برمن نزد گور من می شنوم اورا - وہر کہ درود خواند برمن از دوری وفصل - برسانم اورا - ذکر کردہ اورا قاضی عیاض در شفا - واز سلیمان بن سحیم است کہ او تابعی است گفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم در خواب پس گفتم یا رسول اللہ ایشان کہ بتو می آیند وبر تو سلام میرسانند آیا سلام شان می فہمی فرمود آرے - ورد می کنم بر ایشان ہمچنان در مواہب لدنیہ است - وبنابرین اہل علم وعرفان وشرف یافتگان بمراتب قرب واحسان بادب داشتن در زیارت شریفہ افزونی کردند - وبرو تنبیہ نمودند وآگہی دادند تاکید بہر تمام تر بر تمام خضوع وخشوع فرمودند - وہرچہ درو از سنتہا وآداب ومستحبات ہست درمیان آوردند گفت امام غزالی رحمہ اللہ تعالے در احیاء

فی التادب فی الزیارۃ الشریفۃ

احادیث وآثار در سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وسلام رسانیدن او صلی اللہ علیہ وسلم وبعلم وی صلی اللہ علیہ وسلم واوروح

تاکید ہا در زیارت شریفہ نمودن تمام تر خضوع وخشوع

وظیفہ سالک بقصد زیارت وسلام بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب وی رضی اللہ عنہم

واعلم انه صلی الله علیه وسلم عالم بحضورك وقیامك وبزیارتك وانه یبلغه سلامك وصلوتك فتمثل صورته الکریمة فی خیالك واحضر عظیم رتبته فی قلبك وینبغی ان تقف بین یدیه کما وصفنا وتزوره میتا کما کنت تزوره حیا انتهی کذا فی الوفا وقال فی السیرة الشامیة ولینظر الزائر فی حال وقوفه الی اسفل ما یستقبله من جدار الحجرة الشریفة ملتزما للحیاء والادب التام فی ظاهره وباطنه انتهی و قال العلامة الشیخ رحمة الله السندی فی لباب المناسك فی الزیارة ثم قصد ای الزائر التوجه الی القبر المقدس وفرغ القلب من کل شیء من امور الدنیا واقبل بکلیته لما هو بصدده لیصلح قلبه للاستمداد منه صلی الله علیه وسلم وحرام علی قلب شغل بقاذورات الدنیا من الشهوات والارادات ان یصل الیه من ذلك شیء بل ربما یخشی علیه من نوع مقت واعراض والعیاذ بالله تعالی من ذلك فلیجتهد من ذلك التفریغ ما امکنه ولیلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلی الله علیه وسلم وعطفه ورافته ان یسامحه فیما عجز عن ازالته من قلبه

ترجمہ و بدانکه هر آئینه او صلعم عالم و داناست بحضور تو و قیام تو و بزیارت تو- و هر آئینه آنکه سلام تو و درود تو او را برسد- پس نقش کن صورت کریم او در خیال خود- و حاضر کن رتبۂ عظیم او در قلب خود- و می زیبد آنکه استاده شوی توپیش او صلعم چنانکه وصف کردیم- و زیارت کنی او را در حالت ممات همچنانکه زیارت میکردی در حالت حیات انتهی همچنان است در کتاب وفا- و گفت در سیرت شامیه و باید که زائر در حال وقوف خود نظر داشتن سوی زیرین آنچه کرو برو شود او را از دیوار حجرۂ شریف لازم گیرد برای حیا و ادب کامل در ظاهر و باطن خود انتهی- و گفت علامه شیخ رحمت الله سندی در کتاب لباب المناسک در زیارت- باز قصد کرد او یعنی زائر رو آوردن را سوی قبر مقدس و دل را فارغ کرد از هر چیز از امور دنیا- و روی آورد بتمامه برای آنچه که او در پئے اوست تا که دلش اصلاح یابد برای یاری گرفتن از و صلی الله علیه وسلم- و حرام است بر دلی که شغل گرفته است به پلیدیهای دنیا از خواهشات و ارادات آنکه به پیوندد سوئے او- از یں چیزی بلکه بسا است که برو خوف میشود از قسم مقت و اعراض یعنی از قبیل دشمنی و روگردانی برو اندیشه باشد و العیاذ بالله تعالی من ذلك یعنی پناه بخدای برتر از یں- پس باید که بکوشد آنچه بتواند از یں فراغ حاصل کردن- و باید که نگاهدارد با یں استمداد را از وسعت عفو او صلعم الله علیه وسلم و عطوفت او و رافت او تا که آسانی دهد او را ایں استمداد در آنچه که عاجز است او از دور کردن او از دل خود *

زاد مولانا الشیخ محمد عابد ولیتیقن انه یمد کلاً من الزائرین بما یناسب ما هو علیه
وانه خلیفة الله الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء وفوضت الیه خزائن کرمه
ولا یصل الی الله تعالی احد الا من طریقه انتهی قال ثم توجه مع رعایة غایة الادب
فقام تجاه الوجه الشریف متواضعاً خاشعاً مع الذلة والانکسار والخشیة والوقار
غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب واضعاً یمینه علی شماله مستقبلاً للوجه
الکریم مستدبر القبلة تجاه مسمار الفضة علی نحو اربعة اذرع لا اقل من الساریة
عند راسه الکریم ناظراً الی الارض والی اسفل ما یستقبله من الحجرة الشریفة محترزاً
عن الاشتغال النظر بما هو هنالك من الزینة متمثلاً صورته الکریمة فی خیالك
مستشعراً بانه علیه الصلوة والسلام عالم بحضورك وقیامك وسلامك مستحضراً عظمته
وجلالته وشرفه وقدره صلی الله علیه وسلم ثم قال مسلماً مقتصداً من غیر رفع صوت
ولا اخفاء بحضور وحیاء السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علیك

ترجمہ مولانا شیخ محمد عابد اینچنین افزوده - و باید که یقین کند که هر آئنه او صلعم یاری میکند همه را از زائرین بانچه که
مناسب می شود آنچیزرا که او بر وهست - و هر آئنه او خلیفه اعظم است از خدا - بخشد هر کرا که میخواهد و بازدارد کسی را
که می خواهد که خزینهای کرم او تعالی سوی او سپرده شده - و نه پیوندد کسی سوی خدای برتر مگر از طریق او انتهی - گفت
باز رو آورد با نگاهداشت غایت ادب پس بایستاد در روی شریف فروتنی کنان و ترسان با ذلت و انکسار
و ترس و وقار ای با هستگی کار چشم فرو هشته جوارح باز داشته ای اعضا را جمع آورده با دل فارغ دست راست
خود بر چپ خود نهاده روی کریم را پیش گرفته ای قبله نموده - و قبله را پشت داده - مقابله میخ نقره که تقریباً
بچو چهار ذرعه است نه کمتر از ستون نیکه نزد سر کریم او است صلی الله علیه وسلم - و نگران سوی زمین یا سوی
فروتر آنچه که او را دیده شود از حجره شریف - کناره کشان از اشتغال نظر بانچه که او آنجا است از زینت
نقش کنان صورت کریم او در دل خود - داننده و آگاه در دل خود با نکه او علیه الصلوة والسلام
بحضور تو وقیام تو وسلام تو عالم و دانا است - و عظمت و جلالت و قدر او صلی الله علیه وسلم در دل
موجود و حاضر داشته بود باز گفت سلام گویان در میانه روی را نگاه از غیر بلند کردن آواز و نه پست کردن یعنی
باوسطة و از بحضور و حیاء السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

طریق سلام بحضور سرور عالم صلی الله علیه وسلم

یعنی سلامتی باد بر تو اے نبی و رحمت خدا و برکتهائے او باد

یا رسول اللہِ اَلسلامُ علیکَ یا حبیبَ اللہِ اَلسلامُ علیکَ یا خلیلَ اللہِ اَلسلامُ علیکَ یا خیرَ خلقِ اللہِ السلامُ علیکَ یا صفوۃَ اللہِ السلامُ علیکَ یا خِیرۃَ اللہِ اَلسلامُ علیکَ یا سیدَ المرسلین اَلسلامُ علیکَ یا امامَ المتقین اَلسلامُ علیکَ یا مَن ارسلَہ اللہُ رحمۃً للعٰلمین اَلسلامُ علیکَ یا شفیعَ المذنبین اَلسلامُ علیکَ یا مُبشّرَ المحسنین اَلسلامُ علیکَ یا خاتمَ النبیّین اَلسلامُ علیکَ وعلیٰ جمیعِ الانبیاءِ والمرسلین والملائکۃِ المقربین اَلسلامُ علیکَ وعلیٰ اٰلِکَ واھلِ بیتکَ واصحابکَ اجمعین وسائرِ عبادِ اللہِ الصالحین جزاکَ اللہُ عنّا افضلَ واکملَ ماجزیٰ بہٖ رسولًا عن امتہٖ ونبیًا عن قومہٖ وصلی اللہُ وسلمَ علیکَ ازکیٰ واعلیٰ وانمیٰ صلوٰۃٍ صلّاھا علیٰ احدٍ من خلقہٖ اشھدُ ان لا الٰہ الا اللہُ وحدہٗ واشھدُ انکَ عبدہٗ ورسولہٗ وخیرتہٗ من خلقہٖ واشھدُ انکَ قد بلّغتَ الرسالۃَ وادّیتَ الامانۃَ ونصحتَ الامۃَ واقمتَ الحجۃَ وجاھدتَ فی اللہِ حقَّ جہادہٖ وعبدتَ ربَّکَ حتیٰ یاتاکَ الیقین الیٰ ان قال ثم یطلب الشفاعۃ

ترجمہ السلامُ علیکَ یا رسولَ اللہ یعنی سلامتی باد بر تو ای رسول خدا اَلسلامُ علیکَ یا حبیبَ اللہ یعنی سلام بر تو ای حبیب خدا اَلسلامُ علیکَ یا خلیلَ اللہ یعنی سلام بر تو ای دوست خدا السلامُ علیکَ یا خیرَ خلقِ اللہِ یعنی سلام بر توای بہتر خلق خدا۔ السلامُ علیکَ یا صفوۃَ اللہ یعنی سلام بر توای برگزیدۂ خدا السلامُ علیکَ یا خِیرۃَ اللہِ یعنی سلام بر توای پسندیدۂ خدا السلامُ علیکَ یا سیدَ المرسلین یعنی سلام بر توای سردار رسولان السلامُ علیکَ یا امامَ المتقین یعنی سلام بر توای امام پرہیزگاران السلامُ علیکَ یا مَن ارسلَہ اللہ تعالیٰ رحمۃً للعٰلمین یعنی سلام بر توای آنکہ فرستاد او را خدای برتر رحمت برای عالمیان السلام علیکَ یا شفیعَ المذنبین یعنی سلام بر تو ای شفیع گنہگاران۔ السّلامُ علیکَ یا مُبشّرَ المحسنین یعنی سلام بر توای مژدہ دہندۂ احسان کنندگان۔ السلامُ علیکَ یا خاتمَ النبیّین یعنی سلام بر توای ختم کنندۂ انبیاء السّلامُ علیکَ وعلیٰ جمیعِ الانبیاءِ والمرسلین والملائکۃِ المقربین یعنی سلام بر تو و بر ہمہ انبیاء و رسولان و فرشتہائی قرب یافتگان السّلامُ علیکَ وعلیٰ واھلِ بیتکَ واصحابکَ اجمعین وسائرِ عبادِ اللہِ الصالحین جزاکَ اللہ عنا افضلَ واکملَ ما جُزِیَ بہٖ رسولًا عن اُمتہٖ ونبیًا عن قومہٖ وصلی اللہ وسلم علیکَ ازکیٰ واعلیٰ وانمیٰ صلوٰۃً صلّاھا علیٰ احدٍ من خلقہٖ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ واشھد انکَ عبدہٗ ورسولہٗ وخیرتہٗ من خلقہٖ واشھد انکَ قد بلّغتَ الرسالۃَ وادّیتَ الامانۃَ ونصحتَ الامۃَ واقمتَ الحجۃَ وجاھدتَ فی اللہِ حقَّ جہادہٖ وعبدتَ ربکَ حتیٰ اتاکَ الیقین یعنی سلام بر تو و بر آلِ تو و اہل بیت تو۔

فیقول یارسول اللہ اسألك الشفاعة ثلاثا قال شارحه الملا علی القاری لانه اقل مراتب الالحاح ولا یبعد ان یکون اشارة الی طلبها فی المقامات الثلثة من الدنیا والبرزخ والاخرة قال فی اللباب ثم یتاخر الی صوب یمینه قدر ذراع فیسلم علی خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنه فیقول السلام علیك یا خلیفة رسول اللہ السلام علیك یا صفی رسول اللہ السلام علیك یا صاحب رسول اللہ السلام علیك یا وزیر رسول اللہ السلام یا ثانی رسول اللہ فی الغار ورفیقه فی الاسفار وامینه علی الاسرار السلام علیك یا علم المهاجرین والانصار السلام علیك یا من اعتقه اللہ من النار السلام علیك ورحمة اللہ وبرکاته جزاك اللہ عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضی اللہ عنك احسن الرضاء ثم یتاخر الی یمینه قدر ذراع فیقول السلام علیك یا امیر المؤمنین عمر الفاروق

فی الادب فی زیارۃ ابی بکر الصدیق رض

فی الادب فی زیارۃ عمر الفاروق رض

ترجمہ پس بگوید یا رسول اللہ اسألك الشفاعة یعنی ای رسول خدا از تو شفاعة میخواہم ۔ سہ بار ۔ گفت شارح او ملا علی قاری رحمہ اللہ زانکہ او کمتر مرتبہای زاری است ۔ ودور نباشد کہ او اشارۃ شود بسوی طلب شفاعة در سہ مقامات کہ از دنیا و برزخ وآخرۃ است ۔ گفت در لباب باز پس آید بسوی جانب راست و باندازہ یک گز پس سلام دہد بر خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پس بگوید السلام علیك یا خلیفة رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای خلیفہ رسول خدا السلام علیك یا صفی رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای برگزیدہ رسول خدا السلام علیك یا صاحب رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای یار رسول خدا السلام علیك یا وزیر رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای وزیر رسول خدا السلام علیك یا ثانی رسول اللہ فی الغار ورفیقه فی الاسفار وامینه علی الاسرار یعنی سلام بر تو ای دوم رسول خدا در غار و ہمراہ او در سفرہا و امین او در سرہا السلام علیك یا علم المهاجرین والانصار یعنی سلام بر تو ای رایت ہجرت کنندگان و یاری دہندگان السلام علیك یا من اعتقه اللہ من النار یعنی سلام بر تو ای آنکہ آزاد کرد او را خدای تعالیٰ از آتش السلام علیك ورحمة اللہ وبرکاته جزاك اللہ عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضی اللہ عنك احسن الرضاء یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتہائے او بدل داد ترا خدائے برتر از رسول خود و از اسلام و اہل اسلام بہتر جزا ۔ و خوشنود شد خدائے برتر از تو خوب تر خوشنودی ۔ باز پس آید سوئے راست او قدر یک گز پس بگوید السلام علیك یا امیر المؤمنین عمر الفاروق یعنی سلام بر تو اے سردار مومناں حضرت عمر فاروق رض

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

السلام علیك یا من کمّل الله به اربعین السلام علیك یا من استجاب الله فیه دعوة خاتم النبیین السلام علیك یا من اظهر الله به الدین السلام علیك یا من اعزّ الله به الدین السلام علیك یا من نطق بالصواب ووافق قوله محکم الکتاب السلام علیك یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شهیدًا جزاك الله عن نبیه وخلیفته وامته خیرًا السلام علیك ورحمة الله وبرکاته ثم یرجع قدر نصف ذراع فیقف بین الصدیق والفاروق فیقول السلام علیکما یا صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان قال ثم یرجع الی حیال وجه النبی صلی الله علیه وسلم ویقف عند القبر الاقدس علی قدر رمح او اقلّ فیحمد الله تعالی ویثنی علیه ویمجّده ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویستشفع به الی ربه ویدعو رافعًا یدیه لنفسه ولوالدیه واشیاخه ولمن شاء من اقاربه واخوانه

ترجمہ السلام علیك یا من کمّل الله به اربعین یعنی سلام بر تو ای آنکہ کامل کرد با وخدای برتر عدد چہل را از مومنین السلام علیك یا من استجاب الله فیه دعوة خاتم النبیین یعنی سلام بر تو ای آنکہ قبول فرمود خدای برتر در حق او دعوت خاتم انبیا را السلام علیك یا من اظهر الله به الدین یعنی سلام بر تو ای آنکہ پشت داد خدای برتر باو دین را السلام علیك یا من اعزّ الله به الدین یعنی سلام بر تو ای آنکہ عزت داد خدای برتر باو دین را۔ السلام علیك یا من نطق بالصواب ووافق قوله محکم الکتاب یعنی سلام بر تو ای آنکہ گویا شد بصواب وموافقت کرد قول او کتاب مضبوط را۔ السلام علیك یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شهیدًا جزاك الله عن نبیه وخلیفته وامته خیرًا یعنی سلام بر تو ای آنکہ زندگی کرد ستودہ و بیرون شد از دنیا شہادت کنان۔ بدل داد ترا خدای برتر از نبی خود وخلیفۂ او وامت او بہتر السلام علیك ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر تو ورحمت خدا وبرکتہای او + باز برگردد قدر نیم گز پس بایستد درمیان حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما پس بگوید السلام علیکما یا صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی سلام بر شما ای ہر دو یاران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ گفت۔ باز برگردد سوی قرب روئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم وبایستد نزد قبر اقدس بر قدر یک نیزہ یا کمتر۔ پس حمد گوید خدای برتر را وثنا خواند براو وتمجید گوید او را ودرود خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وشفاعت خواہد باو سوی پروردگار خود ودعا خواہد در حالیکہ دست بر داشتہ برائی نفس خود ووالدین خود را وشیوخ خود را وبرای ہر کسے کہ خواہد از نزدیکان خود وبرادران خود

ولمن اوصاہ وسائر المسلمین الی ان قال وحسن ان یقول اللهم انك
قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الآية
جئناك ظالمين لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا
بسائر طلباتنا ويحشرنا في زمرة عباده الصالحين الى اخره قال شارحه الملا علي
القاري عليه رحمة ربه الباري واما ما اعتاده الناس من الاتيان خلف الحجرة الشريفة
لزيارة فاطمة الزهراء رضي الله عنها فلا باس به لانه قد قيل ان هناك قبرها و
هو الاظهر انتهى۔ ثم ان طال به القيام يجلس ليكثر من الصلوة والتسليم عليه
والاولى ان يجلس مفترشا او متوركا او جاثيا على ركبتيه فان ذلك اليق بالادب
معه صلى الله عليه وسلم من التربيع ونحوه ذكر العلامة ابن حجر المكي في الجوهر
المنظم وقال الشيخ رحمه الله السندي في لباب المناسك فصل في زيارة

فی الباب فی زیارۃ اہل البقیع
وشہداء احد رضی

ترجمہ ؛ برای کسی کہ وصیت کرد او را بہ مسلمانان را تا آنکہ گفت۔ ونیکو است کہ گوید۔ اللهم انك قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الآيه جئناك ظالمين لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا بسائر طلباتنا ويحشرنا في زمرة عباده الصالحين الى اخره يعنی خدایا بتحقیق تو فرمودی و تو راست ترین گویندگانی ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك تا آخر آیت کہ در سورۂ نساء رکوع نہم است۔ یعنی و چون البتہ ایشان وقتیکہ ظلم نمودند نفسہای خود را۔ آمدند بتو پس مغفرت خواہ شدند از خدا و مغفرت خواست برای شان این رسول البتہ یافتند شان خدا را رجوع آرندہ ترحم رسان تر۔ آمدیم بتو ستمگاران برای نفسہای خود مغفرت خواہان از گناہان خود پس شفاعت کن ما را و بخواہ او را آنکہ منت نہد بر ما بہمہ خواستہای ما و حشر کند ما را در گروہ نیک بندگان خود تا آخر او۔ گفت شارح او ملا علی قاری بر و باد رحمت پروردگار او کہ پیدا کنندہ است۔ ولیکن آنچہ او را آدمیان عادت گرفتہ اند از آمدن پس حجرۂ روشن برای زیارت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا پس باکے نیست باو از آنکہ ہر آئینہ آنکہ تحقیق گفتہ شد کہ البتہ اینجا قبر او است و او ظاہر تر است انتہی۔ باز اگر دراز شود بوی قیام بنشیند تا کہ زیادہ کند از درود و سلام گفتن باو۔ و مناسب تر آنکہ بنشیند مفترش ای دو ذراع خود را در زمین گسترندہ یا متورک ای بر یکطرف سرین نشیند و طرف سرین چپ بر پای راست گزارندہ۔ یا جاثی ای بر ہر دو زانوی خود ای بہر دو زانو نشیند۔ پس بتحقیق این سزاوار تر است بادب با او صلی اللہ علیہ وسلم از تربیع یعنی از چہار زانو نشستن و مثل او کہ علامہ ابن حجر مکی در جوہر منظم بیان کردہ۔ و گفت شیخ رحمہ اللہ سندی در لباب المناسک در فصل زیارت

بیان آداب زیارت اہل بقیع و شہداء احد رضی اللہ عنہم

اهل البقيع يستحبُّ ان يخرج كل يومٍ الى البقيع بعد زيارة النبيّ صلى الله عليه وسلم وصاحبيه فيزور القبور التى به خصوصًا يوم الجمعة وقد قيل انّه مات بالمدينة من الصحابة نحو عشرة الاف غير انّ غالبهم لا يعرف وبعض لايعرف عينًا او جهةً بالبقيع مشهدُ عثمان رضى الله عنه ومشهدُ ابراهيم ابن النبى صلى الله عليه وسلم ومشهد عباس عم النبى صلى الله عليه وسلم ومشهد ازواج النبى صلى الله عليه وسلم ومشهدٌ قيل فيه ثلاثٌ من اولاد النبى صلى الله عليه وسلم فيسلّم على هؤلاء كلهم الى ان قال وبقيت ثلاث مشاهد ليست بالبقيع احدها مشهدُ مالك ابن سنان غربى المدينة داخل السور وثانيها مشهدُ النفس الزكية محمد بن عبد الله بن الحسن بن على الشامى المدينة وثالثها مشهدُ سيد الشهداء حمزة عم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضى عنهم فيستحبُّ ان يزوره ويزور شهداء احدٍ كلهم والجبل ۔ والاولى يوم الخميس ويبدء بمسجد حمزة فيسلّم عليه بخشوعٍ وخضوعٍ مع مراعات غاية الادب والاجلال التام الى اخر ما قال فيه نقلته عنه مختصرًا وقال الفاضل المحقّق الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى فى كتاب جذب القلوب الى ديار المحبوب تكميل فى زيارة اهل البيت نقل فى كتاب فصل الخطاب

ترجمہ ۔ اہل بقیع کہ مستحب است برآمدن ہر روز سوی بقیع بعد زیارت نبی رحمت خدا برا و۔ و ہر دو یاران او و زیارت کند گورہا را کہ آنجا بر وی است خصوصًا روز جمعہ۔ و بتحقیق گفتہ شد ہر آئینہ کہ او کہ مُرد در مدینہ از صحابہ نحو دہ ہزار اند بجز آنکہ اکثر ایشان دانستہ نمیشوند از آنکہ دانستہ شود بچشم یا بجہت در بقیع مشہد حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ۔ و مشہد حضرت ابراہیم صاحبزادۂ نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہد حضرت عباس عم نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہد ازواج نبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشہدی است کہ گفتہ شد در او سہ کس اند از اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس سلام گوید بر اینہا ہمہ ایشان۔ تا آنکہ گفت۔ و باقی ماند سہ مشاہد کہ نیست در بقیع یکی از آن مشہد مالک بن سنان است غربی مدینہ اندرون شہر پناہ۔ و دوم از آن مشہد نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی شامی المدنی است۔ و سوم از آن مشہد سید الشہداء حمزہ عم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و رضی عنہم۔ پس مستحب است آنکہ زیارت کند او را و زیارت کند جمیع شہدای احد را و کوہ را۔ و مناسب تر روز پنجشنبہ است۔ و ابتدا کند از مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ۔ پس سلام دہد بر او بخشوع و خضوع با رعایت نہایت ادب و اجلال تام تا آخر آنچہ کہ در و گفت است از و نقل مختصر گرفتم۔ و گفت فاضل محقق شیخ عبد الحق

عن الامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ وعن سائر اھل بیت النبوۃ انہ قال من زار واحدًا من الائمۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل للرضاء رضی اللہ عنہ علمنی قولًا بلیغًا کاملًا اذا انا زرت واحدًا منکم فقال اذا صرت الی الباب فقف واشھد شھادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورایت القبر فقف وقل اللہ اکبر ثلثین مرۃ ثم امش قلیلًا وعلیک السکینۃ والوقار وقارب بین خطاک ثم قف فکبر اللہ ثلثین مرۃ ثم ادن من القبر وکبر اللہ اربعین مرۃ تمام مائۃ مرۃ ثم قل السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحکم ومعدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمٰن وسلالۃ خاتم النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی ائمۃ الھدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنھی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ترجمہ از امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واز تمام اہل بیت نبوۃ آنکہ گفتہ ہر کہ زیارۃ کرد یکی را از ائمہ ہست ہمچو کسی کہ زیارت کرد رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم۔ وگفتہ شد برای حضرت رضاء رضی اللہ عنہ کہ مرا بیاموز سخنی کہ بلیغ وکامل شد ہر گاہ کہ من زیارۃ کنم یکی از شما۔ پس فرمود چون برسی تا باب پس بایست وبہ ہر دو شہادت گواہی دہ حالانکہ تو شستہ باشی از غسل ووضو وچون درون درائی وببینی قبر را پس بایست وسی بار تکبیر یعنی اللہ اکبر بگو۔ باز قدری پیش شو ودر حالیکہ برتو سکینت ووقار لازم است۔ درمیان ہر دو قدم خود باہم قربت کن۔ باز بایست وسی بار تکبیر بخوان۔ باز نزدیک شو از قبر وچہل مرتبہ تکبیر خوان کہ تمام صد مرتبہ باز بگو السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحکم ومعدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمٰن وسلالۃ خاتم النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام برشما ای اہل بیت رسالہ۔ وجای آمد وشد فرشتگان۔ وجای نزول وحی۔ وگنجینہ داران علم۔ ومنتہای حکمتہا۔ وکان رحمت۔ وبنیادہای کرم۔ وکشندگان امتہا۔ وعنصرہای نیکوکاران۔ وستونہای خیر کنندگان۔ ودرہای ایمان۔ وامانت داران رحمن۔ ونبیرگان خاتم انبیاء۔ فرزندان برگزیدہ رسولان۔ ودرود خدا بر وباد وسلام۔ رحمت خدا وبرکتہای او۔ السلام علی ائمۃ الھدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنھی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام بر امامان رہنمای۔ وچراغہای تاریکیہا ونشانہای پرہیزگاری۔ وصاحب زیرکیہا وخردہا۔ ورحمت خدا وبرکتہای او۔

السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السلام علی الدعاۃ الی اللہ عز وجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عز وجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی وقال المحدث المذکور فیہ ایضا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی ان قبر الامام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق اعظم لقبول الدعاء واجابتہ انتہی نقلا من کتاب جذب القلوب فی ہذا الذی ذکرناہ من کیفیۃ الزیارۃ الشریفۃ والاستشفاع والاستمداد من الحضرۃ النبویۃ

ترجمہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام بر جاہای رحمت خدا۔ ومسکنہای برکت خدا۔ وکانہای حکمت خدا۔ ونگہبانان راز خدا۔ وبردارندگان کتاب خدا۔ ووارثان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورحمت خدا وبرکتہای او۔ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عز وجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عز وجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی۔ یعنی سلام برخوانندگان سوی خدای غالب وبزرگ۔ وراہ نمایان بر پسندیدہای خدا۔ وظاہر کنندگان امر خدا ونہی اورا۔ وخلوص آرندگان در توحید خدا۔ ورحمت خدا وبرکتہای او۔ ہر آئینہ من سپارش خواہ سوی خدایم عز وجل بشما وپیش گاہ شما پیشرو طلب من است وارادت من وخواست من وحاجت من است۔ گواہی میدہم کہ تحقیق من مومنم بہ پوشیدگی شما وآشکارہ شدن شما۔ والبتہ من بری میشوم سوی خدای برتر از خصم سردار ما محمد وال سردار ما محمد از جن وانس ورحمت خدا باد بر سردار ما محمد صلعم وال او کہ بوی خوش دارانند وپاکانند وسلام باو وبر وسلام کردن انتہی۔ وگفت محدث مذکور در وہم کہ گفت امام شافعی رحمت خدای برتر اورا باد۔ ہر آئینہ قبر حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ برائے قبول دعا واجابتش تریاق اعظم است انتہی۔ این از کتاب جذب القلوب نقل کردہ۔ واین کہ آن اورا بیان کردیم از کیفیت زیارت شریفہ وشفاعت وباری خواستن از حضرت نبویہ

النبویۃ والتربۃ المصطفویۃ علیٰ صاحبھا الف الف الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ هو المختار عند العلماء المحققین قدیماً وحدیثاً والمعمول عند الاولیاء والصالحین سلفاً وخلفاً من غیر نکیر منکر ولا ردّ رادٍّ فهو کالاجماع السکوتی عند جمیع ارباب المذاهب والتعبید عن الافراط والتفریط المحرّمین المذمومین بالاتفاق عندهم قد صرّحوا بهما فی کتبهم ونبّهوا علیهما فی زبرهم۔ اما الافراط فافراط الزائر فی التعظیم بحیث یشابه عبادۃ القبر الاعطر من الصلوٰۃ الیه او السجود او الرکوع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰهم لا تجعل قبری وثناً یعبد اشتدّ غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد اخرجه الامام مالک وغیره وقال صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد اخرجه الشیخان عن عائشۃ رضی اللہ عنها واما التفریط فتفریط الزائر فی الاحترام حتیٰ یبلغ الیٰ استخفاف الدنایا الاقدس من استدباره ومدّ الرجل الیه والقاء البزاق والنخام والاذی لدیه ورفع الصوت والخصام واللهو واللعب عنده والنداء باسمه الشریف بغیر تعظیم ووضع

ترجمہ نبویہ وتربت مصطفویہ بر صاحبہا و ہزار در ہزار درود وسلام وتحیۃ باد۔ او مختار است نزد علمای محققین کہ پیشین اند ونو۔ ومعمول است نزد اولیاء وصلحای پیشین وپسین بغیر نکیر منکر یعنی کسے بر وانکار فاحش نہ کرد۔ ونہ رد کرد کسے رد کنندہ۔ پس او مانند اجماع سکوتی است نزد ہمہ ارباب مذاہب۔ وتبعید است از افراط وتفریط یعنی از زیادتی وکمی کہ ہر دو حرام کردہ شدہ وذم کردہ شدہ اند باتفاق نزد شان کہ تحقیق ایشان تصریح کردہ اند ہر دو در کتابہای خود وآگاہ کردہ اند بریں ہر دو در صحیفہای خود۔ لیکن افراط پس افراط زائر در تعظیم باینطور است کہ مشابہ شود عبادت قبر اعطر را از نماز سوی او یا سجدہ یا رکوع۔ فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدایا مگردان قبر مرا بتی کہ عبادت کردہ میشود از آنکہ سخت شدہ است غضب خدای بر آن قومی کہ اختیار کردند گورہای انبیای خود را مسجدہا۔ برآوردہ است او را امام مالک وغیر او رضی اللہ عنہم۔ وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرد خدا یہود ونصاری را کہ گورہای انبیای خود را مساجد گرفتہ۔ برآوردہ او را شیخان یعنی صاحب بخاری ومسلم از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ ولیکن تفریط پس تفریط زائر در احترام است تا آنکہ برسد او سوی سبک شمردن بی بی بجیر مبنی قبر اقدس الخ دادن او وپای دراز کردن سوی او وآب دہن وبینی وچیزی آزار دہندہ انداختن نزد او وبلند کردن آواز وخصومت داشتن ولہو بازی کردن نزد او وندا کردن باسم شریف او صلعم بغیر تعظیم وتمہید ان،

تفسیر الافراط والتفریط المحرمین المذمومین وبیان الافراط

بیان الافراط لیکن بیان افراط در تعظیم

وبیان التفریط

بیان تفریط در تعظیم

النعلین الملوثین قربۃ وامثال ذٰلک من المستقذرات والمنکرات قال اللّٰہ تعالٰی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذٰلکم کان عند اللّٰہ عظیما ۔ وقال جل ذکرہ ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنہم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لہم عذابا مہینا ۔ وبین الافراط والتفریط امور مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ واختلفت فیہا الاقوال کالطواف حول القبر الشریف وتقبیل سدتہ العلیۃ ووضع الخد علیہ ومس جدرانہ والتمرغ علی اعتابہا ونحو ذٰلک فالمتشددون من العلماء حرموہا او کرہوہا سدا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المحرم لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ الترمذی وابوداؤد وغیرہم والمخففون منہم اباحوہا او استحبوہا تبرکا بجناب المعظم قال اللّٰہ تعالٰی ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب وقال سبحانہ ومن یعظم حرمات اللّٰہ فہو خیر لہ عند ربہ والصواب عند المحققین منہم انہا

ترجمہ ۔ نعلین آلودہ قربت و امثال ایں از گندگی آلودہا و منکرات ۔ فرمود خدای برتر در سورۂ احزاب رکوع ہفتم وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذٰلکم کان عند اللّٰہ عظیما ۔ نیست شما را کہ ایذا رسید رسول خدا را و نہ اینکہ نکاح کنید از ازواج او را از پس او ہمیشہ تحقیق اینہا ہستند نزد خدای برتر بسیار بزرگ داشتہ شدہ ۔ و فرمود آنکہ ذکر او بزرگ ست در سورۂ احزاب رکوع ہفتم ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنہم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لہم عذابا مہینا ۔ ہر آئنہ آنانکہ ایذا دہند خدا را و رسول او را لعنت کرد ایشان را خدا در دنیا و آخرت و مقرر کردہ برای شان عذاب خوار کنندہ ۔ و در میان افراط و تفریط امور مشتبہ اند کہ معارض شدہ اند در و دلیلہا و مختلف آمدہ اند در وقولہا ہمچو طواف گرد قبر شریف و بوسیدن آستانۂ علیۂ او صلعم و رخسارہ نہادن بر او و سودن و مس کردن دیوارہای او و بخاک غلطیدن بر آستانہای او و مثل او ۔ پس سخت گیرندگان از علماء او را حرام کردہ اند یا مکروہ داشتہ اند برای بازداشت باب ذرائع فراخ روندگان و زودی کنندگان تا ایشان سوی محرم یعنی آنچہ حرام کردہ شدہ ست نرسند زانکہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرمودہ است آنچہ کثیرش مستی آورد پس قلیل او حرام ست ۔ برآوردہ او را ترمذی و ابوداؤد و غیر شان ۔ و فراخ روندگان و سبکی کنندگان از ایشان اند او را مباح داشتہ اند و مستحب شمردہ اند از راہ برکت گرفتن بجناب معظم او ۔ فرمود خدای برتر در سورۂ حج رکوع چہارم ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب یعنی و ہر کہ تعظیم کند شعائر یعنی نشانہای خدا را پس آن تعظیم از پرہیزگاری دلہا است ۔ و فرمود سبحانہ در سورۂ حج رکوع چہارم ومن یعظم حرمات اللّٰہ فہو خیر لہ عند ربہ یعنی و ہر کہ

بین الافراط والتفریط امور مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ *

بیان آنکہ میان افراط و تفریط امور مشتبہ ہستند کہ معارض شدہ اند در و دلیلہا *

وصل بر محققین از علمای اہل سنت کہ بر مقتضای ادلہ شرعیہ درین امور جواز ...

تختلف باختلاف الناس والاحوال والاوقات فلا یمنع منها من لا یملک نفسہ من غلبۃ الوجد والحب وقت الامن من الشیوع والتقلید العام ویمنع منها من یملک نفسہ حین الخوف مما ذکر قال السید السمہودی فی الوفا قال الحافظ ابو عبداللہ بن محمد بن موسی بن نعمان فی کتابہ مصباح الظلام ان الحافظ ابا سعید السمعانی ذکر فیما روینا عنہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحثی من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللہ قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ سبحانہ واوعینا عنک وکان فیما انزل علیک ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وجئتک لتستغفر لی فنودی من القبر انہ غفر لک انتہی وقال العلامۃ تاج الدین السبکی فی الرد علی ابن تیمیۃ فی مسئلۃ الزیارۃ ان عدم التمسح بالقبر لیس مما قام الاجماع علیہ

ترجمہ مختلف باشد باعتبار اختلاف آدمیان واحوال واوقات۔ پس منع نشود ازینہا آنکس را کہ اختیار ندارد بر نفس خود از غلبہ وجد وحب وقت امن از شیوع وتقلید عام یعنی وقتیکہ از شائع شدن واز پیروی کردن عوام بیخوف ومامون باشد۔ وباز داشتہ شود از آنکس کہ اختیار دارد بر نفس خود ہنگام ترس از آنچہ کہ ذکر کردہ شد گفت سید سمہودی در وفا کہ گفت حافظ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان در کتاب خود مصباح الظلام آنکہ حافظ ابو سعید سمعانی بیان کرد در آنچہ کہ ما ازو روایت کردیم۔ از علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہ فرمود پیش آمد برما اعرابی پس آنچہ کہ دفن کردیم ما رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم بسہ روز ہا یعنی پس سہ روز از دفن او صلعم۔ پس بیانداخت او نفس خود را بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واز تراب او بسرش خاک زد وگفت ای رسول خدا تو گفتی پس قول تو شنیدیم ولو یاد کردی از خدای سبحانہ وما یاد گرفتیم از تو وہست در آنچہ کہ نازل کردہ شد بر تو در سورۂ نساء رکوع نہم وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۵ یعنی وچون ہر آئینہ ایشان وقتی کہ ستم کردند بر نفسہای خود۔ آمدند بتو پس مغفرت خواستند بخدا وایں رسول برائی شان مغفرت خواست ہر آئینہ یافتند شان خدائے را بسیار متوجہ ومہربان۔ وآمدم بتو تا مغفرت خواہی برائے من پس ندا دادہ شد از قبر مبارک کہ ہر آئینہ او تعالیٰ بر تو بخشید نزا انتہی + وگفت علامہ تاج الدین سبکی در رد ابن تیمیہ در مسئلہ زیارت آنکہ عدم تمسح بقبر یعنی قبر را بدست نہ سودن ومس نہ کردن از آنچہ کہ بر وی اجماع قائم شدہ نیست

السلف انما منعوا من ذلک لمصلحۃ وقطع الناس عن ذلک المودی الی التمکین منہ الی مفاسد من العوام لا تحصر کما ھو ظاہر۔ قال العز بن جماعۃ وفی کتاب العلل والسوالات لعبد اللہ بن الامام احمد عن ابیہ روایۃ ابی علی بن الصواف عنہ قال عبد اللہ سألت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویتبرک بمسہ وتقبیلہ ویفعل بالقبر الشریف مثل ذلک رجاء ثواب اللہ عزوجل قال لا بأس۔ وروی ابن عساکر بسند جید ان بلالا رضی اللہ عنہ لما قدم من الشام لزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی القبر الشریف فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجھہ علیہ وفی تحفۃ ابن عساکر من طریق طاہر بن یحیی الحسینی قال حدثنی ابی عن جدی عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فوقفت علی قبرہ واخذت قبضۃ من تراب القبر ووضعت علی عینیہا وبکت وانشأت تقول۔

ترجمہ سلف کہ ازیں منع کردہ اند خرابی نیست کہ بنابر مصلحت باز داشتن آدمیان است ازیں مودی یعنی از بر رسانیدہ شدہ۔ کہ از و تمکین یعنی جا گرفتن است سوئی مفاسد از عوام کہ در حصر نیاید یعنی شمار نہ شوند۔ چنانچہ او او ظاہر است۔ گفت عز بن جماعہ و در کتاب علل والسوالات کہ عبد اللہ بن امام احمد را است از پدر او کہ روایت ابی علی بن صواف است ازو کہ گفت عبد اللہ پرسیدم پدر خود را ازاں مردی کہ مس میکند منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را و برکت میگیرد بمس او و بوسیدن او و ہمچنیں بقبر شریف میکند باامید ثواب خدائی عزوجل گفت باکے نیست باو۔ و روایت کرد ابن عساکر بسند تازہ ہر آئنہ بلال رضی اللہ عنہ ہرگاہ کہ پیش آمد از شام برائی زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیامد قبر شریف را پس گریاں شد نزد او و روی خود برو در خاک می مالید۔ و در تحفہ ابن عساکر است از طریق طاہر بن یحیی حسینی گفت حدیث کرد مرا پدر من از جد من از جعفر بن محمد از پدر خود از علی رضی اللہ عنہ گفت چوں قبر کردہ شد یا دفن کردہ شد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیامد فاطمہ رضی اللہ عنہا و بایستاد بر قبر شریف او و بگرفت مشتے از خاک مزار شریف و بر ہر دو چشمان خود نہاد و بگریست۔ وایں شعرہا از خود گفتن گرفت

ماذا علیّ من شمّ تربۃ احمد ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انہا صبّت علی الایام صرن لیالیا

وذکر الخطیب بن جملۃ انّ ابن عمر رضی اللہ عنہما کان یدہ الیمنیٰ علی القبر الشریف وانّ بلالاً وضع خدّیہ علیہ ایضاً رضی اللہ عنہ ثم قال ولا شکّ انّ الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذٰلک والمقصود من ذٰلک کلہ الاحترام والتعظیم والناس تختلف مراتبہم فی ذٰلک کما کانت تختلف فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فاُناس حین یرونہ لا یملکون انفسہم بل یبادرون الیہ واُناس فیہم اناۃ یتاخرون والکلّ محل خیر قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضہم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من آدمی وغیرہ فاما

ماذا علیّ من شمّ تربۃ احمد ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انہا صبّت علی الایام صرن لیالیا

کہ ترجمہ اش بنظم اینست

این ہرچہ ہست برمن از بوئی خاک احمد ابو بیند او رہا ہا خوشبوئی اینچنینہا
نازل شدہ مصائب برمن کہ گر ہمہ او بر روزہا بیفتند گردند ہمچو شبہا

وذکر کرد خطیب بن جملہ کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما دست راست خود بر قبر شریف می نہاد۔ و تحقیق بلال رضی اللہ عنہ نیز ہر دو رخسارہ خود بر او نہادہ۔ باز گفت و شک نیست کہ ہر آئینہ استغراق در محبت حمل شود بر اذن دریں کار۔ و مقصود از ینہمہ احترام و تعظیم است۔ و آدمیان مختلف میباشند مراتب شاں چنانکہ اختلاف می کردند در حیات او صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آدمیان اند وقتے کہ می بینند او را اختیار نمی دارند نفسہائے خود را بلکہ مبادرت و زودی می کنند سوئے او۔ و آدمیان اند کہ در ایشاں وقار و آہستگی است درنگ می کنند و ہمہ بجائے خیر اند۔ گفت حافظ ابن حجر کہ بعض شاں از مشروعیۃ بوسہ دادن حجر اسود استنباط کردہ اند جواز بوسہ دادن ہر آنکس کہ سزاوار است تعظیم را از آدمی و غیر او

ولیکن

تقبیلُ یدِ الآدمیِ فسبق فی الادب واما غیرہ فنُقِل عن الامامِ احمد انه سُئِل عن تقبیلِ منبرِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ الشریف فلم یَرَ بِه باسًا نقل ذلك عنه ابنه عبد اللہ کما تقدّم ونُقل عن ابن ابی الصیف الیمنی احد علماءِ مکۃ من الشافعیۃِ جوازُ تقبیلِ المصحفِ واجزاءِ الحدیثِ وقبورِ الصالحین انتہی کلامُ الحافظِ ونقل الطیبُ الناشری عن المحبِ الطبری انه یجوزُ تقبیلُ القبرِ ومَسُّه وقال علیه عملُ العلماء الصّالحین وانشد +

لو رأینا لسلمٰی اَثَرًا　　لسجدنا الفَ الفٍ للاثرِ

وقال الاخر

امرُّ علی الدیارِ دیارِ لیلٰی　　اُقبّلُ ذا الجدارِ والجدارا

وما حبُ الدیارِ شغفن قلبی　　ولکن حبُ من سکن الدیارا

ترجمہ بوسہ دادنِ دستِ آدمی پس سابق گذشت در بحث آدمی۔ ولیکن غیر او پس نقل کردہ شد از امام احمد کہ ہر آئینہ او پرسیدہ شد از بوسہ دادنِ منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر شریف او پس او باو باکے ندید۔ نقل کرد ایں از و پسر او عبد اللہ چنانچہ پیش ازیں بیامدہ ومنقول است از ابن ضیف یمنی کہ یکے از علماے مکہ است از شافعیہ۔ جواز بوسہ دادنِ مصحف وجزوہاے حدیث وگورہاے نکوکاران۔ تمام شد کلام حافظ۔

ونقل کرد طیب ناشری از محب طبری ہر آئینہ آنکہ جائز می شود بوسہ دادنِ گور وسودنِ او گفت وبرو است عمل علماے صالحین وخواند ایں شعر

لو رأینا لسلمٰی اَثَرًا　　لسجدنا الفَ الفٍ للاثرِ

ترجمہ

گر ز محبوب نشانے قدمے بینیم　　سجدہا بہر نشاں بجید وبعید آریم

وگفت دیگر کسے

امرُّ علی الدیارِ دیارِ لیلٰی　　اُقبّلُ ذا الجدارِ والجدارا

وما حبُّ الدیارِ شغفن قلبی　　ولکن حبُّ من سکن الدیارا

میگذریم بر دیار یعنی خانہ گویا دیار لیلی　　می بوسم ہر دیوار وصاحب دیوار را　　نگرفت ایں دلم را حب دیار ہرگز　　لیکن کسیکہ ساکن شد ایں دیار را

ونقل بعضہم عن ابی حیثمۃ عن مصعب بن عبد اللہ عن اسمٰعیل بن یعقوب
التیمی قال کان ابن المنکدر یجلس مع اصحابہ قال وکان یصیبہ الصمات
وکان یقوم کما ہو ویضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یرجع فعوتب
فی ذلک فقال انہ یصیبنی خطرۃ فاذا وجدت ذلک استشفیت بقبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وکان یاتی موضعا من المسجد فی الصحن فیتمرغ ویضطجع
فقیل لہ فی ذلک فقال انی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الموضع اراہ
فقال فی النوم انتہی نقلا من الوفا قال فی المواہب للہ در القائل

فاح الصعید بجسمہ فکانہ ... روض نعیم بعرفہ المتارج
ماجسمہ مما یغیر الثری ... والروح منہ کالصباح الابلج

وللہ در الابوصیری رحمہ اللہ تعالی قال حیث

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمہ ... طوبی لمنتشق منہ وملتثم

ترجمہ ونقل کرد بعض شاں از ابی حیثمہ از مصعب بن عبد اللہ از اسمٰعیل بن یعقوب تیمی کہ گفت بود ابن منکدر رضی
کہ می نشست با اصحاب خود۔ گفت و اورا در میرسید خاموشی پس برمی خاست چنانکہ او ہست و می نہاد رخسار خود بر قبر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باز برمی گشت پس عتاب کردہ شد پس دریافتم دریں پس گفت ہر آئینہ آنکہ مرا خطرہ میرسد پس
چوں ایں را می یابم شفا می طلبم بقبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و می آمد بموضعی از مسجد در صحن پس می غلطید بر خاک
و بر پہلو می خفت۔ پس گفتہ شد اورا دریں۔ پس گفت ہر آئینہ من دیدہ ام نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دریں جائے
کہ می بینم او ایں گفت در خواب۔ آخر شد ایں کہ نقل است از وفا۔ گفت در مواہب خدا ہر راست خوبی گویندہ

فاح الصعید بجسمہ فکانہ ... روض نعیم بعرفہ المتارج
ماجسمہ مما یغیرہ الثری ... والروح منہ کالصباح الابلج

ترجمہ

دمیدہ خاک بوی خوش ز جسم او کہ گوئیا ... معطر مرغزاری ہست ہر سو بوئی خوش دادہ
چناں جسمی کہ خاک او را تغیر کے دہد گاہے ... چناں روحی کزو چوں صبح صادق نور پاشیدہ

و خدای راست خوبی ابو صیری رحمہ اللہ تعالی کہ گفت اینجا

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمہ ... طوبی لمنتشق منہ وملتثم

بیت: خوشبو ہیچو خاکے کہ استخوانش ضم شدہ ... فرخدہ بادا بہر گویندہ و بوسندہ از و

ولا ریب عند من له ادنی تعلق بشریعۃ الاسلام ان قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ بل افضلها واذا کان القبر کما ذکرناہ وقد حوی جسمه الشریف علیه الصلوۃ والسلام الذی هو اطیب الطیب فلا مریۃ انه لا طیب یعدل تراب قبرہ المقدس واذا عرفت ما حررناہ فی الجواب وفهمت ما حققناہ فی الخطاب لا یبقی لك شبهۃ فی هذا القیام العظیم بهذہ الکیفیۃ عند النبی الکریم علیه افضل الصلوۃ والتسلیم لانه لا مناسبۃ بینه وبین القیام الذی ورد فیه النهی فی بعض الاحادیث النبویۃ لان ذلك من اخس الاخلاق الدنیویۃ انما قصد به عرض هذا الادنی وهذا من اشرف الادب الدینیۃ حیث ارید به وجه ربه الاعلی فاستمع لما ینقل لك من کلام شراح الحدیث المعول علیه فی القدیم والحدیث قال شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری تحت حدیث قوموا الی سیدکم قال ابن بطال فی هذا الحدیث امر الامام الاعظم باکرام الکبیر من المسلمین ومشروعیۃ اکرام اهل الفضل فی المجلس الامام والقیام فیه لغیرہ من

ترجمہ: وشک نیست نزد کسی را کہ اورا ادنی تعلق بشریعت اسلام باشد تحقیق آنکہ قبر شریف او صلی اللہ علیہ وسلم مرغزاری است از باغہای بہشت بلکہ افضل از وہاست۔ وہرگاہ این قبر شریف چنانکہ اورا ذکر کردیم ہست حالانکہ تحقیق جا گرفتہ است جسم شریف او۔ بر وصلوۃ وسلام باد۔ آنکہ او خوشبوترین خوشبوہاست پس ہیچ گمان وشکی نیست کہ ہر آئینہ آنکہ نیست خوشبوئی کہ برابر شود خاک گور مقدس اور اصلی اللہ علیہ وسلم وچون بشناختی آنچہ در جواب تحریر کردیم وفہمیدی آنچہ در خطاب تحقیق کردیم ترا شبہی نخواہد ماند درین قیام عظیم بدین کیفیت نزد نبی کریم برو بزرگترین صلوۃ وتسلیم باد۔ بتحقیق آنکہ مناسبت نیست درمیان او ودرمیان قیامیکہ در وہی وارد شدہ در بعض احادیث نبویہ از انکہ این از زبون ترین اخلاق دنیوی است۔ کہ جز این نیست کہ قصد کردہ شد بدو پیش کش این ادنی۔ واین از شریف ترین ادب دینی است چون باو ارادہ کردہ شود وجہ ربہ الاعلی یعنی روی پروردگار خود کہ برتر از ہمہ است۔ پس گوشدار بانچہ کہ نقل کردہ شود برائی تو از کلام شارحان حدیث کہ برو اعتماد وناز کردہ شد در قدیم وحدیث یعنی در عہد پیشین وتو ودر کلام قدیم وجدید۔ گفت شیخ الاسلام حافظ ابن عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری زیر حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سردار شما۔ کہ گفت ابن بطال درین حدیث کہ حکم کرد امام اعظم رح بہ بزرگی کردن بزرگ از مسلمانان۔ وبمشروعیت اکرام اہل فضل یعنی جاری داشتن بزرگی بزرگان در مجلس خود۔ وقیام در وبرائے غیر خود از

اصحابہ واکرام الناس بالقیام الی الکبیر منہم واجاب الطبری عن حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا بانہ حدیث ضعیف مضطرب السند فیہ من لا یعرف وحدیث من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاما الحدیث اجاب عنہ الطبری بان ہذا الخبر انما فیہ نہی من یقام لہ عن السرور بذلک لا نہی من یقوم لہ اکراما لہ واجاب عنہ ابن قتیبۃ ایضا بان معناہ من اراد ان یقوم الرجال علی راسہ کما تقام بین یدی ملوک الاعاجم ولیس المراد بہ نہی الرجل عن القیام لاخیہ اذا سلم علیہ + واحتج ابن بطال لجواز القیام بما اخرجہ النسائی من طریق عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای فاطمۃ ابنتہ قد اقبلت رحب بہا ثم قام لہا فقبلہا ثم اخذ بیدہا حتی یجلسہا فی مکانہ قلت حدیث عائشۃ ہذا اخرجہ ایضا ابوداود والترمذی وحسنہ وصححہ الحاکم وابن حبان واصلہ فی الصحیح کما مضی فی المناقب

ترجمہ: اصحاب خود۔ واکرام آدمیان بقیام سوئی کبیر از ایشان یعنی گرامی داشتن مردمان قیام نمودہ بزرگان خود را و جواب داد طبری نسبت حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا یعنی نہ برخیزید ہمچنانکہ عجمیان برخیزند کہ تعظیم میکنند بعض شان بعض را۔ بتحقیق کہ این حدیث ضعیف است بسند مضطرب کہ در وکسی است کہ شناختہ نمی شود وحدیث من احب ان یتمثل الرجال قیاما الحدیث یعنی کسیکہ بپسندد اینکہ مردمان بخدمتش ایستادہ شوند قیام کنان تا آخر حدیث طبری از و جواب داد کہ بتحقیق این حدیث جز این نیست کہ در و نہی است آنکس را کہ قیام کردہ شود برای او بخوشنودی او باین قیام۔ نہ نہی است آنکس را کہ قیام میکنند او را برای اکرام او۔ وجواب داد از و ابن قتیبہ نیز باینطور کہ معنیش آنکہ ہر آنکس کہ می خواہد برخاستن مردمان بر سر خود چنانکہ پیش شاہان عجم استادہ میشوند۔ ومراد نیست از و نہی آن مرد از قیام کہ برادر خود را است یا قیام برای کسیکہ برو سلام کرد +

وحجت گرفت ابن بطال جواز قیام را بانچہ نسائی او را آوردہ از طریق عائشہ بنت طلحہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کہ گفت حضرت عائشہ رض ہرگاہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رض دختر خود را میدیدند کہ او پیش آمد با و مرحبا میگفت باز برمی خاست برای او و بوسہ میداد او را۔ باز دست او میگرفت تا آنکہ بنشانیدی او را جای خود۔ گفتم حدیث عائشہ رض اینست برآوردہ است او را نیز ابوداؤد و ترمذی و او را حسن شمردہ و حاکم و ابن حبان او را حدیث صحیح گفتہ۔ واصل او در صحیح است چنانچہ گذشت در مناقب

جواب طبری از حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم

از حدیث من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاما

جواب ابن قتیبہ

حجت ابن بطال بر جواز قیام از حدیث حضرت عائشہ رض

وفی الوفاتِ النبویۃِ الی اٰخر ما قالہ الحافظ و قال العلامۃُ الشیخ محمد طاہر الفتنی فی مجمعِ البحار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار و حدیث قوموا الی سیّدِکم فیہ استحبابُ القیام عند دخول الافضل و ھو غیرُ القیامِ المنہی لان ذلک بمعنی الوقوف و ھذا بمعنی النہوض و لیس ھو القیامُ الذی یتعاھدہ الاعاجمُ تعظیماً و انما کان سعدٌ وجعاً لما رُمیَ فی اکحلہ فامرھم بالقیام لیعینوہ علی النزول من الحمارِ لئلا یہیج عرقُہ بالاضطراب و لو اراد التعظیم لقال قوموا لسیدکم و فیہ نظرٌ لانّ الی افخم کانہ قیل قوموا و اذھبوا الیہ تلقیاً و کرامۃً یشعر بہ وصفُہ السیادۃ و احتجّ بہ الجماھیر لاکرام اھلِ الفضلِ بالقیام اذا اقبلوا قال القاضی و لیس ھو من القیام المنہی عنہ انما ھو فیمن یقومون علیہ و ھو جالسٌ و یمثلون قیاماً طولَ جلوسہ و حدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضہم بعضاً ای یعظم لاجل مالہ و منصبہ بل لا یعظم لصلاح و علمہ

بخدمتہ استادہ می شوند

ترجمہ و در وفاتِ نبویہ تا آخر آنچہ کہ اورا حافظ گفت۔ و گفت علامہ شیخ محمد طاہر فتنی در مجمع بحار در غرائب تنزیل و لطائفِ اخبار۔ و حدیث قوموا الی سیّدِکم یعنی برخیزید سوی سیدِ شما۔ در و استحباب قیام است وقت در آمدنِ افضل۔ و این غیر است از قیام منہی از انکہ او بمعنی وقوف یعنی استادن ہست۔ و این بمعنی نہوض یعنی برخاستن۔ و آن آن قیامی نیست کہ عجمیان برای تعظیم مقرر کردہ اند۔ و جز این نیست کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دردمند بود از انکہ در رگ او اکحل از ہفت اندام تیرے رسیدہ بود پس حکم کرد او صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بقیام تا اورا یاری دہند در فرود آمدن از حمار مدد کنند کہ باضطراب رگ او کشادہ نہ شود و اگر ارادہ کردے تعظیم را ہر آئینہ گفتی قوموا لسیّدکم برخیزید برای سید خود۔ و در و نظری است از انکہ الی افخم است یعنی برای بزرگی ہست۔ گویا کہ او گفتہ شد قوموا و اذھبوا الیہ تلقیاً و کرامۃً یعنی برخیزید و بروید سوی او بنا بر ملاقات و بزرگی کہ باو آگہی شود بوصف سیادت یعنی تا سرداری او دانستہ شود۔ و حجت گرفتہ اند باو ہمہ جمہور برای اکرام اہلِ فضل بقیام وقتیکہ پیش بیایند آن اہل فضل۔ گفت قاضی کہ او از قیام منہی عنہ نیست از انکہ این قیام منہی عنہ در حق کسی است کہ ہمہ بروی استادہ باشند و او نشستہ و تا درازی نشستِ او ہمہ بخدمت برپا ایستادہ می باشند۔ و حدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضہم بعضاً ای یعظم لاجل مالہ و منصبہ بل لا یعظم لصلاح و علمہ یعنی نہ برخیزید شما ہمچو عجمیان کہ بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی تعظیم میکنند بسبب مال و منصب او بلکہ تعظیم نمیکنند برای صلاح او

بينهم مثل القيام والاعتذار والثناء فانها وان كانت من حقوق الصحبة لكن
في ضمنها نوع من الاجنبية والتكلف فاذا تم الاتحاد يطوى بساط التكلف بالكلية
فلا يسلك به الا مسلك نفسه لان هذه الآداب الظاهرة عنوان الآداب الباطنة
فاذا صفت القلوب بالمحبة استغنت عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام
وتركه يختلف بحسب الازمان والاشخاص والاحوال وقال الملا على المذكور فيه
ايضا في حديث من سره ان يتمثل له الرجال قياما الحديث قيل هذا الوعيد لمن
سلك فيه طريق التكبر بقرينة السرور بالمثول واما اذا لم يطلب ذلك وقاموا من
تلقاء انفسهم طلبا للثواب او لارادة التواضع فلا باس به وقد روى البيهقي في شعب
الايمان عن الخطابي في معنى الحديث هو ان يامرهم بذلك ويلزمهم اياه على مذهب
الكبر والنخوة قال وفي حديث سعد دلالة على ان قيام المرء بين يدي الرئيس
الفاضل والوالي العادل او المتعلم للمعلم مستحب غير مكروه وقال البيهقي هذا القيام
يكون في هذا المقام على وجه البر والاكرام كما كان قيام الانصار لسعد وقيام طلحة

ترجمہ کہ درمیان شان اند چون قیام و عذرخواہی وثنا - پس ہر آئینہ اینہا اگرچہ از حقوقِ صحبت اند لیکن در ضمنِ شان نوعی از اجنبیت و تکلف است - پس چون اتحاد درست شد بساط تکلف بتمامہ پیچیدہ میشود وطی گردد - وباو سلوک نکردہ شود بارہ مگر فتہ شود مگر راہ نفس او زانکہ این آدابِ ظاہرہ عنوان آداب باطنہ اند وچون دلہا بمحبت صاف شدند مستغنی شدند از تکلفِ اظہارِ آنچہ کہ درو ست - وحاصل اینکہ قیام وترک او بحسب زمانہا واشخاص واحوال مختلف میباشد - گفت ملا علی مذکور نیز درو - درباب حدیث من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاما الحدیث یعنی ہر آنکہ شاد کند او را آنکہ مردمان برای او - قیام کردہ بخدمت ایستادہ باشند - کہ گفتہ شد این وعید است برای کسیکہ رہ گرفت در وی راہ تکبر بقرینۂ السرور بالمثول یعنی شاد شدن بہر کمر بستگی خود - ولیکن ہرگاہ او نخواست این وقیام کردند ایشان بملاقی شدنِ نفسہای خود طلب ثواب را یا بنا بر ارادۂ تواضع پس باکے نیست او - وتحقیق روایت کردہ است بیہقی در شعب ایمان از خطابی در معنی این حدیث - او کہ امر کند باین ایشان را و ملازم کند ایشان را مر خود را بر مذہب کبر ونخوت - گفت و در حدیث سعد رضی اللہ عنہ دلالت است بر اینکہ قیام مرد پیش رئیس فاضل و والئ عادل وقیام متعلم برای معلم مستحب است غیر مکروہ - وگفت بیہقی این قیام درین مقام بر وجہ نکوئی واکرام باشد چنانکہ قیام انصار رضی اللہ عنہم برای حضرت سعد رضی اللہ عنہ - وقیامِ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

لکعب بن مالک و لا ینبغی الذی یقام له ان یرید ذلک من صاحبه حتی ان لم یفعل حقد علیه او شکاه او عاتبه و قال الملا علی المذکور فیه ایضا فی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا ای لماله و منصبه و انما ینبغی التعظیم للعلم و الصلاح ذکره ابن ملک و قال شارح من علمائنا ایضا اذا کان القیام و التعظیم لله فحسن انتهی

تکمیل الجواب فی الاستشفاع بعالی الجناب قال السید السمهودی فی الوفاء اعلم ان الاستغاثة والتشفع بالنبی صلی الله علیه و سلم و بجاهه و بقربه الی ربه تعالی من فعل الانبیاء و المرسلین و سیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقه صلی الله علیه و سلم و بعد خلقه فی حیاته الدنیویة و مدة البرزخ و عرصات القیمة الحال الاول و رد فیه آثار عن الانبیاء صلوات الله علیهم و لنقتصر علی ما رواه جماعة منهم الحاکم و صحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا آدم و کیف عرفت محمدا و لم اخلقه

ترجمه برای کعب ابن مالک رضی الله عنهما بود - و نمی زیبد کسی را که قیام کرده شود برای او آنکه خواهد از صاحب خود این را تا آنکه اگر نه کند او - کینه کند بر او یا او را شکایت کند یا بر و خشم گیرد + و گفت ملا علی مذکور در و نیز در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا ای لماله و منصبه یعنی نه برخیزید چنانکه برخیزند عجمیان که بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی بنابر مال و منصب او - و جز این نیست که سزاوار باشد و می زیبد تعظیم برای علم و صلاح که ابن ملک او را ذکر کرد - و گفت شارحی از علمای ما نیز هرگاه که قیام و تعظیم خدا را باشد ای لوجه الله پس حسن و نیک است انتهی - **تکمیل جواب** در شفاعت خواستن بعالی جناب - گفت سید سمهودی در وفا - بدانکه هر آئینه مدد و شفاعت خواستن به نبی صلی الله علیه و سلم و بمرتبهٔ او و قرب او سوی پروردگار او تعالی از فعل انبیاء و مرسلین و از سیر نکوکاران هنس واقع است در حال قبل پیدائش او صلی الله علیه و سلم و بعد پیدائش او صلعم در حیات دنیوی او و در زمان مدت برزخ و در میدانهای قیامت - حال اول یعنی قبل پیدائش وارد شده است در و آثار از انبیاء صلوات الله علیهم - و هر آئینه ما کوتاه میکنیم بر آنچه که روایت کرده است او را جماعه از جمله حاکم است که او اسناد او صحیح کرده از عمر بن خطاب رضی الله عنه که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه و سلم که چون آدم علیه السلام خطا ورزید گفت اے پروردگار من از تو می خواهم بحق محمد صلی الله علیه و سلم برائے آنچه که تو بخشی مرا - پس فرمود خدائے برتر اے آدم چگونه شناختی محمد را حال آنکه او را نیافریدم

تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم

استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث حضرت عمر رضی الله عنه

تفسیر الآیة [illegible] ما قال البیضاوی تحت قوله تعالی فتلقی آدم من ربه کلمات

قال یارب لانك خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال الله تعالی صدقت یا ادم انه لاحب الخلق الیّ اذا سالتنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه رواه الطبرانی وزاد وهو اخر الانبیاء من ذریتك الی اخر ما قال **تنبیه** واما اعتاده الناس و صار متعارفا بینهم لاسیما فی الحرمین الشریفین من القیام عند ذکر الولادة الشریفة النبویة فی قرءة کیفیة مولد الذات المصطفویة صلی الله علیه وسلم وشرف ومجد وعظم فهو بدعة حسنة لانه داخل تحت قواعد الشرع و اصوله ولیس فیه مخالفة للسنة ولا مفسدة وبینوا لدخوله فیها وجوهات فقیل لتعظیمه صلی الله علیه وسلم عند ذلك وقیل لتعظیم روحانیته صلی الله علیه وسلم حینئذ وقیل لتصور انتقاله من عالم الارواح الی عالم الاشباح او تخیل

ترجمہ گفت اے رب ازینکہ ہرآئینہ تو پیدا کردی مرا بدست خود و دمیدی درمن از روح خود بلند کردم سر خود۔ پس دیدم بر قوائم عرش نوشتہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس دانستم کہ ہرآئینہ تو نسبت نکردی سوی نام خود مگر کہ محبوب ترین خلق کہ ہست سوی تو۔ پس فرمود خدای برتر راست گفتی ای آدم کہ ہرآئینہ او محبوب ترین خلق است سوی من۔ ہرگاہ کہ تو خواستی مرا بحق او پس تحقیق بخشیدم ترا و اگر محمد نبودی ترا نیافریدمی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ۔ روایت کرد او را طبرانی و بیفزود وانیکہ او آخر انبیاء است از اولادِ تو۔ تا آخر آنچہ کہ گفت ❊

تنبیہ واما آنچہ آدمیان او را عادت گرفتہ اند و درمیان شان مشہور و متعارف شدہ خصوصًا در حرمین شریفین از قیام ذکر ولادت شریف نبوی در خواندن بیان مولد ذات مصطفوی رحمت باد و خدای برتر براو و سلام باد و شرف و بزرگی و عظمت باد۔ پس او بدعتِ حسنہ است از آنکہ داخل تحت قواعد شرع و اصول است۔ و در و مخالفت از سنت نیست۔ و نہ او مفسدت و بیان کردہ اند برای دخول او در سنت وجوہات ❊ پس گفتہ شد کہ برای تعظیم او است صلی اللہ علیہ وسلم درین وقت یعنی قیامی کہ وقت ذکر ولادت شریف کردہ میشود بنا بر تعظیم او صلعم است و گفتہ شد کہ بنا بر حاضر آمدن روحانیت او است صلی اللہ علیہ وسلم درین وقت و گفتہ شد کہ بنا بر تصویر انتقال او است صلعم از عالم ارواح سوی عالم اشباح اے عالم اجسام۔ یا تخیل

ذکر ولادت الشریفہ ❊

واما اعتادہ الناس من القیام وغیرہ

بیان انکہ قیام در ذکر ولادت شریف بوجہ حسنہ است موافق

اصول شرع مخالف سنت نیست مفسدہ در دخول او در سنت

بروزہ الشریف من بطن امہ المنیف وقیل غیر ذلک ولا یخفی ما فیہا من الانظار والابحاث والذی یفہمہ ہذا الفقیر ان اصلہ ہو شکر الحق تعالی علی نعمۃ ایجادہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقتہ وبعثتہ التی ہی من اعظم نعم تعالی علی العلمین واکبر منتہ سبحانہ علی کافۃ المؤمنین کیف لا وہی نعمۃ لولاہا ماخلق اللہ الخلق وما اظہر الربوبیۃ وماخلق الافلاک والجنۃ والنار نطقت بہا الصحف والتوراۃ والانجیل وبشر بہا الخلیل والکلیم وروح اللہ والانبیاء والرسل جیلا بعد جیل صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم عموما وعلی افضلہم خصوصا قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ وقال سبحانہ وما ارسلنا وقال صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا

ترجمہ بروز شریفا واز شکم مادر منیف خود یعنی بسبب جمال بستہ شدن ظہور شریفا وصلعم از شکم مادر بزرگ خود ۔ وگفتہ شد غیر ازیں ۔ وپوشیدہ نمی باشد آنچہ در وے ہست از نظرہا وبحثہا ۔ وآنکہ می فہمد او را ایں فقیر آنکہ ہر آئینہ اصلش او شکر خدائی برتر است بر نعمت ایجاد او صلی اللہ علیہ وسلم وپیدایش او وبرانگیختن او برسالت آنکہ او بزرگترین نعمتہائی او تعالی است بر عالمیان وبلندترین منت ہائی او سبحانہ ہست بر گروہ مومنان ۔ چگونہ نیست حالانکہ او نعمتی است کہ اگر او نبودی خدائی برتر خلق را پیدا نفرمودے وربوبیت را ظاہر نہ فرمودے ۔ ونہ آسمانہا وجنت ودوزخ پیدا کردی کہ ناطق آمدہ اند باو صحیفہا وتورات وانجیل وبشارت دادہ اند بدو خلیل وکلیم وروح اللہ وانبیاء ورسولان گروہ بعد گروہ درودہائی خدائی برتر وتسلیمہائی او برایشان عموما وبر افضل ایشان خصوصا ۔ فرمود خدائی برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ یعنی ہر آئینہ بتحقیق منت نہاد خدا بر مومنان اذانکہ فرستاد درمیان شان رسولے از جنس شان کہ میخواند برایشان آیات او وصاف می کند شان را ومی آموزد ایشان را کتاب وحکمت اگرچہ پیش ازیں البتہ در گمراہی بودند ظاہر باجبر اکنندہ از حق ۔ وفرمود سبحانہ در سورۂ انبیاء رکوع ہفتم وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۝ ونہ فرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان ۔ وفرمود

اتانی جبرئیلُ فقال یا محمد لولاك ما خلقتُ الجنة ولولاك ما خلقت النار و
فی روایةِ ابن عساکر لولاك ما خلقتُ الدنیا کذا عزاہ الیھما الملا علی القاری فیا لھا
من نعمةٍ ویجب علی کل الخلق شکرُھا والشکرُ علی النعمة یستلزم ذکرھا وذکرھا
فی الملاءِ خیرٌ من ذکرھا فی النفسِ لاجلِ ذلك وضع المحبّون العاشقون اھلُ
السُّنةِ والجماعة لذلك الذکر کیفیةً مخصوصةً من اجتماعھم واستحضارِ
قلوبھم لذلك الشکر وتوجّھِھم الیه بالکلیة وذکرھم کیفیة حملہ صلّی الله
علیه وسلّم الذی ھو صبحُ طلوعِ شمسِ وجودہِ الشریفِ وما ظھر فی اثناء ذلك
الحمل المنیفِ من الآیاتِ الباھراتِ والخوارقِ والمعجزاتِ وکیفیةِ وضعه
صلّی الله علیه وسلّم وطلوعِ شمسِ وجودہ المسعود وبروزہ من عالم الغیب الی
عالمِ الشھود وقدومه من عالمِ الارواح الی عالم الاشباح وحضورِ الملائکة
الکرام وآسیة ومریم بنتِ عمران وحضورِ حورِ الجنان وھتوفِ الھواتف واخمادِ النیران
وھدمِ ایوان کسریٰ وغیضِ معینٍ فی سماوة وغیضِ بحیرة ساوة واستبشارِ الانسِ
والجن والوحوشِ والطیرِ والملائکةِ واھلِ البرِ والبحرِ والدنیا والآخرةِ

ترجمہ که جبرئیل نزدِ من آمد وگفت ای محمد اگر تو نمی بودے جنت را پیدا کردمی واگر تو نمی بودے دوزخ را پیدا نکردمی. ودر روایتِ
ابن عساکر است اگر تو نمی بودے من دنیا را پیدا نکردمی. ہمچنان نسبت کرد او را ملا علی قاری سوی ہر دو. پس اے کہ برای نعمتہا
این چنین از نعمتی است واجب است بر ہمہ خلق شکرِ این نعمت. وشکر بر نعمت ذکرِ نعمت را مستلزم است. وذکرِ نعمت
آشکارا بہتر است از ذکرِ نعمت در نفس. بنا برین محبان وعاشقان اہلِ سنت وجماعت این ذکر را کیفیتے مخصوصہ وضع
کردہ وبنا نہادہ اند از اجتماعِ خود شان وحاضر آوردنِ دلہای خود برای این شکر ومتوجہ شدنِ خود تمام سوی او
وبیان کردنِ شان کیفیتِ حملِ او صلی الله علیه وسلم آنکه او صبحِ درخشیدنِ آفتابِ وجودِ شریفِ او است. وآنچه در اثنای
این حملِ بزرگ از نشانہای روشن وخوارق ومعجزات ظاہر شدہ. وکیفیتِ وضعِ او صلی الله علیه وسلم یعنی زادنِ مادرش او را صلعم
ودرخشیدنِ آفتابِ وجودِ مسعودِ او صلعم. وبیرون آمدنش صلعم از عالمِ غیب سوی عالمِ شہود. وپیش آمدنش صلعم از عالمِ
ارواح سوی عالمِ اجساد. وحاضر شدنِ ملائکہ کرام. وآسیہ. ومریم بنتِ عمران. وحاضر شدنِ حوران جنتہا. وندا دادنِ منادیانِ
غیب. وسرد شدنِ آتش. ودر افتادنِ طاقہای کسریٰ. وروان شدنِ چشمہ در سماوہ. وپنہان شدنِ دریای ساوہ.
ومژدہ رسانیِ انس وجن ووحشیان وپرندگان وفرشتگان وساکنان بر وبحر ودنیا وآخرت

بیان آنکه میلاد در لغت ... [illegible]

بقدومه صلی اللہ علیہ وسلم ویسمون مجموع ذلک بالمولد الشریف فیتلونہ لیسروا بکمال السرور والحبور ویشکروا اللہ علی حصول ہذہ النعمۃ العظمی والدولۃ القصوی ومن تمام ذلک الشکر اطعام الطعام عقب ذلک المولد المنیف وہذا القیام ما ہو الا شکر الحق تعالی علی ہذہ النعمۃ السنیۃ وقد کان یحق القیام لاداء الشکر من شروع ذکر المولد الشریف الی انتہائہ لان الشکر یلزم بمجرد ذکر النعمۃ وحیث کان فی ذلک حرج وتکلیف اکتفی بالقیام الشکری عند ذکر الجزء الاعظم من میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی ہو وضعہ المنیف وحین ظہور بدر وجودہ الشریف وتخصیص اداء الشکر بالقیام مدلل بدلیل عادۃ العرب العرباء وبدلیل حدیث قیامہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الختم للشکر والدعاء وحدیث براءۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا وبدلیل قیام المصلی وحمدہ وشکرہ علی التوفیق لاداء العبودیۃ للملک المعبود فی الرکوع والسجود الا تری ان من فاتہ القیام مع الامام وادرک الرکوع ادرک الرکعۃ ومن فاتہ الرکوع فاتتہ الرکعۃ ۔ اما عادۃ العرب ففی تاریخ الخمیس قال فی المنتقی روی ان آمنۃ لما ولدتہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ آمدو تشریف آوری او صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ومجموع ایں بمولد شریف نام می نہند ۔ پس میخوانند اورا تا خوشنود شوند بکمال سرور ۔ وشادی میکنند ہر چہ بیشتر توانند کرد ۔ وشکر بجا آرند برائی خدای برتر بر حصول ایں نعمت عظمی ودولت قصوی یعنی منتہا ۔ واز تمام ایں شکر پس ایں مولد بزرگ طعام خورانیدن است ۔ وایں قیام نیست او مگر شکر خدای برتر بریں نعمت روشن ۔ وتحقیق سزاوار می بود ایں قیام ادای شکر را از ابتدای ذکر مولد شریف تا انتہای او از انکہ شکر لازم می شود بمجرد ذکر نعمت ۔ وہر جا کہ دریں حرج وتکلیف بود بقیام شکری بس کردہ شود وقت ذکر جزو اعظم از میلاد او صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او از وضع منیف واست یعنی بر آمدن او صلی اللہ علیہ وسلم از شکم بزرگ مادرش ۔ ووقت ظہور بدر وجود شریف واست صلعم کہ مراد از وقت تولد است ۔ وادای شکر بقیام خاص کردن مدلل است بدلیل عادت عرب عربا یعنی عرب خالص وبدلیل حدیث قیام او صلی اللہ علیہ وسلم بعد ختم قرآن مجید برای شکر ودعا ۔ وحدیث براءت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۔ وبدلیل قیام مصلی وحمد وشکر او بر توفیق بنا برای بندگی بملک معبود در رکوع وسجود ۔ آیا نمی بینی کہ ہر آئینہ کسیکہ از وی قیام فوت شد با امام و در گرفت رکوع را در گرفت رکعت را وکسیکہ از و رکوع فوت شد فوت شد از و رکعت لیکن عادت عرب پس در تاریخ خمیس است گفت در منتقی روایت کردہ شدہ کہ ہر آئینہ حضرت آمنہ چون بزائید او صلی اللہ علیہ وسلم را

دا... (حاشیہ غیر واضح)

ارسلت الی عبد المطلب وجاءه البشیر وهو جالس فی الحجر معه ولده ورجال من قومه فاخبره ان امنة ولدت غلاما فسر بذلك عبد المطلب وقام هو ومن كان معه ودخل علیها فاخبرته بكل ما رأت وما قیل لها وما امرت به فاخذه عبد المطلب فادخله جوف الكعبة وقام عندها یدعو الله ویشكره علی ما اعطاه الی اخر ما قال واما حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم للشكر والدعاء ففی النشر فی قرءة العشر للحافظ الجزری رحمه الله بروایة عن ابی هریرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ختم القرآن دعا قائما قال وكذا رواه ابو الفرج بن جوزی فی كتاب الوفا بروایة من ابی جعفر قال كان علی بن الحسین رضی الله عنهما یذكر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه كان اذا ختم القرآن حمد الله بمحامد وهو قائم ثم یقول الحدیث قال واخرجه البیهقی فی شعب الایمان انتهی واما حدیث براءة عائشة رض ففی صحیح البخاری عن عروة عن عائشة رضی الله عنهما فی حدیث الافك قالت فوالله ما رام

ترجمه فرستاد خبر رسانی سوئی عبد المطلب این مژده دهنده بیامد نزد او - واو نشسته بود در حجر یعنی اندرون حطیم جانب دیوار شمالی کعبه با او پسر او بود و مردمان از قوم او - پس آگهی داد او را که هر آئنه حضرت آمنه پسر زائیده پس شاد شد عبد المطلب ازین و برخاست او وکسیکه با او بود - و درآمد نزد آمنه - پس خبر داد او را آمنه همه آنچه او دید وآنچه او را گفته شد - وآنچه با و حکم کرده شد - پس برگرفت عبد المطلب او را صلعم پس درآورد او را درون کعبه یعنی اندرون کعبه و استاد نزد کعبه که بخواند و دعا کند خدای را و شکر کند او را برانچه که عطا کرده او را تا آخر آنچه گفت ولیکن حدیث قیام او صلی الله علیه وسلم بعد ختم برای شکر و دعا پس در کتاب نشر فی قراءت العشر است که برای حافظ جزری است رحمه الله بروایت از ابو هریره رضی الله عنه گفت بودند رسول خدا صلی الله علیه وسلم هرگاه قرآن ختم میکرد استاده دعا میخواند - گفت و همچنین روایت کرد او را ابو الفرج بن جوزی در کتاب الوفا و بروایت است از ابو جعفر که گفت بود علی بن حسین رضی الله عنهما ذکر میکرد از نبی صلی الله علیه وسلم که هر آئنه او صلعم چون ختم قرآن میکرد حمد میکرد خدای را به محامد در حالیکه او صلعم بر پا بودی باز میگفتی تا آخر حدیث - گفت و برآورده او را بیهقی در شعب ایمان انتهی - ولیکن حدیث برائت حضرت عائشه رضی الله عنها پس در صحیح بخاری است از عروه از عائشه رضی الله عنها در حدیث افک بالکسر یعنی دروغ بستن برای او رضی الله عنها پس قسم خدائے را که قصد نکرد او صلعم یا دو تا

روایت قیام آنحضرت صلعم بعد ختم قرآن دعا

از صحیح مسلم بروایت ابو هریره

قیام آنحضرت از حدیث برائت صدیقه رض بروایت عروه بسند بخاری +

رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا خرج احدٌ من اهل البیت حتی اُنزل علیه فاخذه ما کان یاخذه من البرحاء حتی انه لیتحدر منه مثل الجمان من العرق وهو فی یوم شاتٍ من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت فلما سُرّی عن رسول الله صلعم وسری عنه وهو یضحک فکانت اول کلمةٍ تکلّم بها یا عائشة اما الله فقد برءكِ فقالت اُمّی قومی الیه فقلت والله لا اقوم الیه ولا احمدُ الّا الله عزوجل الحدیث۔ قال القسطلانی قومی الیهِ صلی الله علیه وسلم لاجل ما بشّرکِ به ای اشکریه علی ذلك بالقیام الیه وکان القیامُ الیه صلی الله عُلیه وسلم هو الاکملُ والافضلُ لها فی ذلك المقام لاداءِ حقه وشکره علیه افضلُ الصلوة والسلام ولکن غلبها الحال المنزل علیها من الحقِّ المتعال وحملها علی الاقول علی الخلق والجلالِ فکیف لایجب القیام من یجب علیه شکره عند تذکّر ما انعم علیه بواسطته من النِعَم الظاهرةِ والباطنةِ والدنیویةِ والاخرویةِ فافهمه فانه هو الاصلُ عند اولی الالباب وان اردتَ

ترجمہ رسول خدا صلی الله علیه وسلم ونه بیرون آمد کسی از اہل بیت تا آنکہ وحی نازل کردہ شد بر او صلی الله علیه وسلم پس در گرفت او را چیزے کہ در میگرفت از شدت تپ تا آنکہ ہر آئینہ از وصلعم ہچو مروارید از عرق می چکید حالانکہ او در روز سرما بود از بار قولے کہ آن برو فرود می آمد۔ گفت حضرت صدیقہ رضی الله عنہا پس ہرگاه کہ کشف کردہ شد از رسول خدا صلی الله علیه وسلم آنچہ کہ او را لاحق آمد و او صلعم از و افاقہ گرفت یعنی بخود در آمد در حالیکہ او صلعم تبسم می فرمود اے بشگفت آمد پس بشد اول کلمہ کہ بدو کلام فرمود یَا عَائِشَةُ اَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّءَكِ یعنی اے عائشہ لیکن خدای برتر پس تحقیق ترا بری فرمود۔ پس مادرین گفت مرا برخیز سوی او صلعم۔ پس گفتم من قسم خدای را نخواہم برخاست سوی او و نہ حمد کنم مگر خدای عزوجل را تا آخر حدیث + گفت قسطلانی کہ قول مادر حضرت صدیقہ رضی الله عنہا برخیز سوی او صلی الله علیه وسلم از بہر آنچہ کہ ترا بشارت داد با نمعنی است کہ شکر کن او را بریں شردہ سوئے او ایستادہ۔ حالانکہ ایں قیام درین مقام سوئے او صلی الله علیه وسلم بود کہ او اکمل و افضل برائے او ست رضی الله عنہا بنا برادائی حق او و شکر او علیه افضل الصلوٰۃ والسلام۔ ولیکن حضرت صدیقہ رضی الله عنہا را در ایں حال حالی غلبہ کرد کہ از حق متعال برو فرود آمدہ و نزول کردہ۔ و او برداشت و حمل نمود او را رضی الله عنہا بر ناز و کرشمہ ہا بر بنائی خلق و بر جلال۔ پس چگونہ واجب نشود قیام کسی را کہ واجب شود بر او شکر او صلی الله علیه وسلم وقت یاد آوردن آنچہ کہ انعام کرد بر او بواسطۂ او صلعم از نعمتہائے ظاہرہ و باطنہ و دنیوی و اخروی۔ پس

بیان آنکہ وجوب شکر قیام ہنگام ذکر ولادت شریف وجہ ثبوت اقوال علماء متقدمین برو تا ابیدم عمل برآں +

النقل من الکتاب فقال العلامۃ الشیخ علی ابن برھان الدین الحلبی فی کتابہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المشہور بالسیرۃ الحلبیۃ جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوٰۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ مقتدی الائمۃ دیناً وورعاً الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد بالقول الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ وشرفہ وعظمہ صلی اللہ علیہ وسلم

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ‏ علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنہض الاشراف عند سماعہ ‏ قیاماً صفوفاً او جثیاً علی رکب

محقق ۱۲

ترجمہ واگر تو می خواہی نقل از کتاب پس گفت علامہ شیخ علی برہان الدین حلبی در کتاب خود کہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون است مشہور بہ سیرت حلبیہ کہ بسیار از آدمیان عادت گرفتہ اند کہ ہرگاہ کہ ذکر وضع یعنی ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم گویا شند آنکہ برمی خیزند بنا بر تعظیم برای او صلی اللہ علیہ وسلم - واین قیام بدعت حسنہ است از انکہ ہر آئینہ آنکہ ہر بدعۃ مذموم نیست وتحقیق گفت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ در گرد آمدن آدمیان برای نماز تراویح نعمت البدعۃ یعنی نیکو است این بدعۃ - وتحقیق یافتہ شد این قیام وقت ذکر اسم او صلی اللہ علیہ وسلم از عالم امۃ وپیشوایان امامان کہ از راہ دین وپرہیزگاری است از حضرت امام تقی الدین السبکی - وپیروی کرد او را برین عمل مشائخ اسلام در زمانہ خود - پس تحقیق حکایت کرد بعض شان کہ ہر آئینہ امام سبکی رض نزدش جمع کثیر از علمای عصر او جمع آمدند پس خوانندہ شعر گفتن آغاز کرد بقول صرصری خدائے برتر او را رحم کند در مدح او وشرف او وعظمت او صلی اللہ علیہ وسلم **اشعار**

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ‏ علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنہض الاشراف عند سماعہ ‏ قیاماً صفوفاً او جثیاً علی رکب

محقق ۱۲

یعنی مدح مصطفی را صلی اللہ علیہ وسلم بہ نوشتن بسیار از کتب قلیل است بحرف سیم نوشتہ - وبرآیند بہ ہنگام شنیدن او برخاستن اشراف بصورت قیام صف [illegible] برزانو ایستادہ کار [illegible] اندک است کہ بنظم [illegible] گفتہ آمد **اشعار**

کہ مدح مصطفیٰ را نیکوتریں نگارے ‏ از زر نوشت بر سیم ہم کمترین کارے

اشراف دو شنیدہ برخاستند صف ہا ‏ برزانوی او یا ایستادہ چوں بہارے

فعند ذٰلِکَ قام الامامُ السُبکی رحمہُ اللہ تعالیٰ وجمیعُ من بالمجلِس فحصل
انس کثیرٌ بذالک المجلِس ویکفی ذٰلک فی الاقتداءِ وقد قال ابن حجرِ
الهیثمی رحمہ اللہ والحاصلُ اِن البدعۃ الحسنۃ متفقٌ علی ندبھا وعملُ
المولدِ واجتماعُ الناس لہ کذٰلک ای بدعۃ حسنۃ ومِن ثَمَّ قال الامامُ
ابوشامہ شیخ الامام النووی رحمہما اللہ تعالیٰ ومِن احسنِ ما ابتدع فی
زماننا ما یفعل کل عامٍ فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من
الصدقاتِ والمعروفِ واظہارِ الزینۃ والسرورِ فانَّ ذٰلک مع ما فیہ من
الاحسان للفقراء مشعرٌ بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمہ فی قلب
فاعل ذٰلک وشکرٍ للہ تعالیٰ علی ما منَّ بہ من ایجادِ رسولِہ صلی اللہ علیہ
وسلم الذی ارسلہ رحمۃً للعالمین ھذا کلامہ قال السخاوی
لم یفعلہ احدٌ من السلفِ فی القرون الثلٰثۃ وانما حدث بعدُ ثم لا
یزال اھل الاسلام من سائرِ الاقطارِ والمدُنِ الکبار یعملون المولدَ

ترجمہ پس امام سبکی رحمہ اللہ در ہمیں وقت برخاست وہمہ آناں کہ در مجلس بودند۔ پس انس بسیار ازیں مجلس
حاصل شد۔ وبس میشود ایں در اقتداء۔ وتحقیق گفت ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ۔ وحاصل اینکہ بدعۃ حسنہ بر استحسان
خود اتفاق کردہ شد۔ وعمل مولد۔ وبرائے او اجتماع آدمیان ہمچنیں است یعنی بدعۃ حسنہ است۔
وازینجا گفت امام ابوشامہ شیخ امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ از نیکوترین آنچہ کہ نو آوردہ شد در
زمانۂ ما چیزے است کہ کردہ شود ہر سال دریں روز کہ روز مولد او صلی اللہ علیہ وسلم را موافق
است از صدقہا واحسان واظہار زینت وسرور پس ہر آئینہ ایں با چیزے کہ فقرا را در و
از احسان ہست مُشعر است بہ محبت او صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم او در دلِ فاعل ایں۔
واز شکر است برائے خدائے برتر بر آنچہ منت نہاد باو از ایجادِ رسولِ خود صلی اللہ علیہ وسلم
آنکہ فرستاد او را رحمت برائے عالمیان۔ انیست کلام او۔
گفت سخاوی کہ نکرد او را کسے از سلف در قرون ثلاثہ وجز ایں نیست کہ بنا نہادہ شد بعد چنانچہ ایں
پس جاری شدہ ہمیشہ شد کہ اہل اسلام از ہمہ کرانہا ودر شہرہائے بزرگ عملِ مولد شریف می کنند۔

قول ابوشامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد وفوائد آں

ویتصدّقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کلُّ فضلٍ عمیمٍ قال ابن الجوزی من خواصہ انّہ امانٌ فی ذٰلک العام وبشریٰ عاجلۃٌ بنیل البغیۃ والمرام واوّل مَن احدثہ من الملوک صاحب اربل وصنّف لہ ابنُ دحیۃ رحمہ اللہ کتاباً فی المولد سمّاہ التنویر بمولد البشیر النذیر فاجازہ بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ ابنِ حجر اصلاً من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ انتہیٰ مختصراً وھذا اٰخر ما اوردناہ فی الجواب بعون الملک الوھاب من الاحادیث الصحیحۃ والنقول الصریحۃ والبراھین الباھرۃ والحجج الظاھرۃ والتحقیقات الدقیقۃ والتدقیقات الانیقۃ ویرحم اللہ المصنّف المتامل البصیر الناقد الذی اذا عرف الحق اذعن لہ وقبلہ ولم یعاند فقد ظہر الحق واستنار ظہور الشمس فی رابعۃ النہار +

ترجمہ در شبہای او باقسام صدقہا خیرات کنند۔ و بخواندن مولد کریم او اہتمام نمایند۔ و بر آنان از برکات او ہر فضل عمیم ظاہر شود۔ گفت ابن جوزی از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان ہست دریں سال و مژدہ دہندہ بہ نزدیک است بہ بر آمدن ہر حاجت و مراد۔ و اول کسیکہ او را ایجاد نہاد از شاہان صاحب اربل است و تصنیف کرد ابن دحیہ رحمہ اللہ او را کتابی در مولد کہ او را نام کرد التنویر بمولد البشیر النذیر پس شاہ موصوف ہزار دینار او را عطا کرد۔ و تحقیق حافظ ابن حجر او را اصلی از سنت استخراج کردہ۔ و ہمچنان حافظ سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ این مختصر بیست کہ بانجام رسید۔ و این آخر است آنچہ او را در جواب وارد کردیم بعون ملک وہاب از احادیث صحیحہ و نقول صریحہ و برہان ہای روشن و حجتہای ظاہرہ و تحقیقہائے باریک و دقیقہ ہائے بر رگ تر۔ و رحم کند خدائے برتر انصاف کنندہ و تامل کنندہ و بینا و ناقد را یعنی سرہ کنندہ را آنکہ ہرگاہ او شناخت حق را گردن نہاد او را و پذیرفت او را و نستیزید۔ پس تحقیق حق ظاہر شدہ و روشنی گسترد ظہور آفتاب در چہارم روز +

بیان بنائی مولد و تصنیف کتاب درو +

حافظ ابن حجر و سیوطی او را از سنت اصلی بر آوردہ۔

اختتام از مصنف رسالہ در لطف و دعا از خدا

وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ
الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ٭ فَقَدْ تَمَّ الْمَكْتُوْبُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ نُوْرِكَ
وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَ
تَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا
وَتَرَحَّمْنَا

۱

ترجمہ و خدائے برتر حق میگوید۔ و او است کہ راہ راست می نماید۔ و او بس است
ارا و نیکو است وکیل۔ و آخر خواست ما آنکہ ہمہ حمد مر خدائے را است کہ پروردہ عالمیان
است۔ و رحمت کرد خدائے برتر و سلام فرستاد بر سرورِ ما کہ نام پاکش محمد است
سردار انبیاء است و رسولان و شفیع گنہگاران کہ رحمت فرستادہ
شدہ است بہر عالمیان۔ و بر آل و اصحاب او۔ و ہر کہ پیروی کرد
شان را باحسان تا روز دین۔ پس تحقیق تمام شد
این مکتوب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ نُوْرِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ
كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

خدایا رحمت و سلام بفرست بر محمد نبی صلعم کہ نور تست و بر انوار او چنانکہ تو او را دوست
می داری و باو خوشنود شوی و شفیع کن او را درمیانِ ما و رحمت کن
ما را با وے

از مصنف کتاب تذکرة الحق

ذکر کیفیتِ دعا و اجابتش با مطالب دیگر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدُ اللّٰہ و نستعینہٗ و نصلّی علیٰ رسولہٖ محمدٍ و نستشفعہٗ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و اتباعہٖ اجمعین ۔ از انجا کہ در جانبی مسلوبات مخصوصۂ محمدی صلعم لازم مومن است و در جانبی موجوداتِ ممکنہ چہ مسلوبات مخصوصہ در مقابلہ امتیازِ موجودات آرد پس دعا لازم تضرع و خشوع و خضوع مستلزم عجزِ حقیقی کہ میرساند تا مجیب الدعوات بمعرفتِ تنوع افعالی با یجادِ تنوعِ حاجات و قضائی آنہا خلاصۂ عبادت است قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدعاء ھو العبادۃ ۔ الدعاء مخ العبادۃ فی المشکوٰۃ و چون برسد نظرِ داعی تا افعال رضا با فعالِ حق سبحانہ لازم مومن خواہد شد

ترجمہ ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدُ اللّٰہ و نستعینہ و نصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و اتباعہٖ اجمعین ۔ چونکہ ایک جانب میں وہ مسلوبات جو مخصوصۂ محمدی صلعم ہیں مومن کو لازم ہیں اور ایک جانب میں موجوداتِ ممکنہ کیونکہ مقابلہ میں مسلوبات مخصوصہ کے موجودات کا امتیاز حاصل ہوتا ہے پس جس دعا میں تضرع اور خشوع اور خضوع یعنی رونا گڑگڑانا اور عاجزی کرنا لازم ہو عجزِ حقیقی اسمیں ضرور لازم ہو جائیگا ۔ ایسی دعا طرح طرح کی حاجتوں کی ایجاد یعنی پیدا کرنے اور قضا یعنی پورا کرنیکے سبب موجد و مقتضی یعنی پیدا کرنے والے اور پورا کرنیوالے کے قسم قسم کے افعال کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور یہ معرفت مجیب الدعوات یعنی دعاؤں کے قبول کرنیوالے تک پہنچا دیتی ہے پس یہ دعا خلاصۂ عبادت ہے ۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ دعا ہی عبادت ہے ۔ اور دعا خلاصہ عبادت ہے ۔ اور جب دعا کرنیوالے کی نظر افعال تک پہنچ جائیگی تو مومن کو حق سبحانہ کے افعال پر راضی رہنا لازم ہو جائیگا

پس دعائیکہ خلاصۂ عبادت است بمقصود خشوع و خضوع و اظہار ذُل و افتقار مع الرضا است وتا تماثرِ اثرِ فعلِ دعا، افضل است وچوں برگزرد سکوت ازیں افضل ہم و دریں محل دعا، باذن اطاعت است وخلاف اینہمہ ہوائی نفس است کہ می برد بمفہوم افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ زیں پس سخن است در کیفیتِ اجابتِ دعوات قال صلی اللہ علیہ وسلم اِعلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَستَجِیبُ دُعَاءً مِن قَلبٍ غافِلٍ وَلَاہٍ فی المشکوٰۃ وفیہ عن سلمان الفارسی رض قال قال رسولُ اللہ تعالٰی صلعم لا یرد القضاءَ الّا الدُّعاءُ الحدیث رواہ الترمذی

بایدد انست قضا دائر است میانِ قاضی و مُقضِیِ مراد و دعا، دائر است میانِ داعی و مدعوِ مراد پس او سبحانہ قاضی است باعتبارے و مدعو است باعتبارے

ترجمہ پس دعا خلاصۂ عبادت ہے مراد اُس دعا سے ہے جسمیں خشوع وخضوع اور ذلت اور محتاجگی کا اظہار مع رضا ہو یعنی جس دعا میں ڈرنا عاجزی کرنا اور ذلت اور محتاجگی کا ظاہر کرنا افعال خدا پر خوشنودی کے ساتھ ہو وہی دعا خلاصۂ عبادت ہے۔ اور جب تک فاعل کے فعل کے اثر کا تماثر ہے دعا اسوقت تک افضل ہے یعنی دعا مانگنا فضیلت میں داخل ہے۔ اور جب دعا مانگتے وا بیۂ فعل کے اثر کا تماثر نہ ہے اور اس حالت سے گذر جائے تو اسکو سکوت افضل ہے چاہیے کہ طلب دعا میں خاموشی اختیار کرے۔ اور اس محل میں دعا باذن اطاعت ہے یعنی اس محل میں دعا مانگنا صرف بجا آوری حکم اطاعت کے لیے ہے۔ اور خلاف ان سب کا ہوائے نفس ہے جو اس آیت کے مفہوم کی طرف لیجاتا ہے کہ سورۂ جاثیہ کے رکوع تیسرے میں ہے افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یعنی کیا آپنے اسکو دیکھا جسنے ہوائے نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یا جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا ہے۔ اب اسکے بعد کلام دعاؤں کے قبول ہونیکی کیفیت میں ہے + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو کہ بیشک خدا اُس دعا کو نہیں قبول کرتا ہے جو غافل اور لہو کرنیوالے دل سے ہو۔ کہ مشکوٰۃ میں ہے اور اسی میں بروایت ترمذی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا اُنھوں نے فرمایا رسولِ خدائی برتر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی ہے قضاء کو مگر دعا تا آخر حدیث۔

یہاں سمجھنا چاہیئے کہ قضا دائر ہے درمیان قاضی کے اور مقضیِ مراد کے یعنی جاری کرنا کام کا دائر ہوتا ہے جاری کرنے والے اور اُسکے درمیان میں جس کا جاری کیا جانا مقصود ہے۔ اور دعا دائر ہے درمیان داعی اور مدعوِ مراد کے یعنی دعا کرنے والے کے اور اُس کے جس کا دعا کیا جانا مراد ہے یا مراد جو دعا سے ہے۔ پس حق سبحانہ ایک اعتبار سے قاضی یعنی جاری کرنے والا یا پورا کرنے والا دعا کا ہے اور ایک اعتبار سے مدعو ہے یعنی اُس سے دعا کی گئی ہے +

پس معنی آنکہ میگرداند او سبحانہ کہ بمراد مدعواست قضا را کہ بمراد مقتضی است بدعای
داعی سبب را ذکر فرمود صلعم بلاغت المرام و فصاحت الکلام پس او سبحانہ راد است
برائے فعل خود نہ غیرش از آنکہ ممانع و منازع نیست مر فعل او سبحانہ را پس قضا و ردش
از فعل او سبحانہ معلوم او سبحانہ است باید دانست قضا بمعنی اجراء است لقولہ تعالیٰ
وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وگاہے تجرید کردہ می شود بمعنے
مضاف الیہ خود پس محکوم می شود بآں بالعرض پس بمعنی اجراء در یجا حجابی حادث
است بدلیل ردش بتعلیق دعاء در مرتبۂ مبرم ممنوع التغیر و تقیید قضاء امر بزمان

ترجمہ پس معنی یہ ہوئے کہ پھیر دیتا ہے حق سبحانہ جس سے مراد مدعو ہے قضا کو جس سے مراد مقتضی ہے
داعی کی دعا سے یعنی حق سبحانہ جو مدعو مراد داعی ہے داعی کی دعا سے قضا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا
ہے۔ اسجگہ حضور صلعم نے بجائے مسبب سبب کو ذکر فرمایا کہ بلاغت مرام و فصاحت کلام ہے کیونکہ دعا
سبب ہے مدعو مراد کے لیے کہ وہ مسبب ہے یعنی بجائے مدعو مراد کہ مسبب ہے دعا کو جو سبب ہے ذکر کرنا کلام کو
مختصر کرکے معنی کثیر میں بیان کرنا اسطرح کہ عام فہم ہو یہی فصاحت و بلاغت ہے۔ اب معنی حدیث دوم یہ ہوئے
کہ حکم اجرائے خدا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے کوئی نہیں پھیرتا ہے مگر پکارنے والے کی پکار سے کہ مراد اسکی پکار کر
وہی خدا ہے اسی کو اُسنے پکارا ہے اپنے حکم کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ پس وہی خدائے پاک اپنے
فعل کا رد کرنیوالا اور پھیرنیوالا ہے نہ کوئی غیر کیونکہ خاص فعل خدائے پاک کے لیے ممانع اور منازع نہیں ہے
تاکہ خدائے پاک کے فعل کو کوئی روکے یا اسمیں جھگڑے۔ پس قضائی فعل اور رد فعل حق سبحانہ کا فعل ہے جو حق
سبحانہ کا معلوم ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ قضا کے معنی جاری کرنیکے ہیں کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ بقر رکوع ۱۴۔ مریم
رکوع ۲۔ مومن رکوع ۷ میں وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ۝ یعنی اور جب کسی امر کو جاری کرتا ہے
تو یہی اسکو کہتا ہے ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے۔ اور کبھی یہی لفظ قضا اپنے مضاف الیہ کے معنی میں مجرد
و تنہا کردیا جاتا ہے۔ پس اسی مضاف الیہ کا سبب عارض ہوجانیکے محکوم ہوجاتا ہے پس قضا معنی اجرا میں
یہاں پر مرتبۂ حادث ہی ایک حجاب حادث ہے اس دلیل سے کہ اس کا رد دعا سے متعلق کرنیکے سبب مرتبہ
مبرم میں ممنوع التغیر ہے یعنی ایسے مضبوط مرتبہ میں ہے جس کا بدلنا نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث
مذکور میں استثنا حصر و تاکید کا نفع دیکر اس کے تغیر کا مانع ہے۔ اور اس دلیل سے کہ قضائے
امر آیت مذکورہ میں مقید بزمان ہے جو بسبب اِذَا کے حدوث وقت کا مقتضی ہے۔

باید دانست قضا و قدر از صفاتِ اضافیہ متعلق بصفاتِ حقیقیہ او سبحانہ بمعنے مخصوص خود است نہ آنکہ قضا مرتبہ اجمال معلوم است و قدر مرتبہ تفصیل معلوم از آنکہ علم قدیم اجمال و تفصیل را بکمال بسیطِ خودش نتابد و الا جہل در جہتی لازم است و الا اجمال و تفصیل باطل و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و فرمود سبحانہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ؕ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ ترجمہ و محقق الوقوع است کہ بہر زمانی سوال کنند ترا بندگان من بر کیفِ مایجوز فی المضافات و آن چنان است کہ سوال از من پس تحقیق نزدیکم بذاتِ خودش این قید بذاتِ تحقیق در خلافِ آنست کہ گفتہ شد نزدیک است بصفاتِ خود نہ بذات تحقیقِ این در ذکر کیفیۃ المعیۃ و القربۃ و الاحاطۃ مذکور است هم برائے اجابۃ چنانکہ قبول میکنم دعاسے داعی را ہر گاہ کہ خواند مرا

ترجمہ سمجھنا چاہیئے قضا و قدر خدای سبحانہ کی اُن اضافیہ صفتوں سے ہیں جو حق سبحانہ کی حقیقیہ صفات سے متعلق ہیں یہ اپنے مخصوص معنی میں ہیں یعنی اُن کے وہی معنی ہیں جنکے واسطے یہ صفات مخصوص ہیں نہ یہ کہ قضا اجمال معلوم کا مرتبہ ہے اور قدر تفصیل معلوم کا مرتبہ اس سبب سے کہ علم قدیم اپنے علم کے کمال بسط کے سبب اجمال و تفصیل کی طرف نہیں پھرتا ہے نہ اسکو چاہتا ہے ورنہ اجمال و تفصیل کی صورت میں ایک جہت میں جہل لازمی ہوگا نہیں تو بسبب کمال بسط اجمال و تفصیل باطل ہے تاکہ جہل لازم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر رکوع ۲۳ میں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ یعنی اور محقق الوقوع ہے یا بالتحقیق ایسا واقع ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں میرے بندے مایجوز فی المضافات کے کیف پر یعنی اُس حالت پر جو مخلوقات میں جائز ہے مجھ سے سوال کریں گے اور وہ اس طرح ہے کہ سوال مجھ سے ہے۔ پس یقینی میں نزدیک ہوں اپنی ذات کے ساتھ = یہ قید ذات کی۔ تحقیق ہے اس بات کے خلاف میں کہ کہا گیا اپنی صفات کے ساتھ نزدیک ہے نہ ذات کے ساتھ۔ اس کی تحقیق کیفیۃ معیۃ اور قربت اور احاطت کے بیان میں مذکور ہے = قبولیت کے لیے جیسا کہ قبول کرتا ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جبکہ مجھے پکارتا ہے

ہرگاہ چنین است پس باید کہ جواب خواہند بقبول مسئول بہ یا جواب دہند بقبول مخبر بہ کہ ش کاف بیانِ قبولِ قضاءِ مسئول م خاص برائی من است در طورِ دعا کہ مسالت با رسول صلعم واقع شود یا برائی من ای رضاءِ من یا قربت یا اجابت خصوصًا یا عمومًا بی تردید و باید کہ ایمان آرند بمن درین مسالت با رسول صلعم و استجابۃ کہ منتج نتائج رضاء وغیرہ خصوصًا یا عمومًا است پس شفقتًا و رحمۃ بحوالہ اختیار اضافی عباد فرمود امید است ش امید میکنیم یا کنند م کہ ایشاں براہ شوند بقبول این دعا ش ای مسالت با رسولِ کریم صلعم و اجابت از و سبحانہ و مسلّم است کہ ایمان

ترجمہ جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ مسئول بہ یعنی جسکا سوال ہے اسکی قبولیت کی نسبت جواب کے خواہاں ہوں یا مخبر بہ یعنی جسکی خبر دی گئی ہے اسکے قبول کی نسبت جواب دیں کہ مسئول کے اجرا کی مقبولیت خاص میرے لیئے ہے اس طور کی دعا میں کہ رسول صلعم کے ساتھ مسئلت واقع ہووے۔ یا میری واسطے ہے یعنی میری خوشنودی یا میری قربت یا قبولیت کے لیئے جو خاصکر ہو یا عام کر بے تردید۔ اور چاہیئے کہ ایمان لادیں مجھپر اس سوال کرنے میں کہ رسول صلعم کے ساتھ ہے اور استجابت میں جو رضا وغیرہ خصوصًا یا عمومًا کے نتیجوں کی منتج ہے۔ پھر براہ شفقت و رحمت بحوالہ اختیار اضافی عباد یعنی بندوں کے اضافی اختیار کے حوالہ پر فرمایا امید ہے یعنی میں امید کرتا ہوں یا کے امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے قبول کی راہ پالینگے یا راستہ پر لگ رہینگے یعنی یہ دعا جو رسول کریم صلعم سے مسئلت یعنی سوال کرنیکا اور خدائے سبحانہ سے اجابت یعنی قبولیت کا ہے مطلب یہ کہ یقینی ایسا ہونا ہے کہ میرے بندے ہر زمانہ میں اسی حالت و کیفیت پر جو مخلوق میں رائج و جاری ہے تجھسے سوال کرینگے اور تجھسے سوال کرنا گویا مجھی سے سوال کرنا ہے پس میں یقینی ایسے سوال کرنیکو قبول کرنیکے لیئے اپنی ذات سے نزدیک ہوں یعنی اپنی ذات سے قبول کرتا ہوں کیونکہ تجھسے سوال کرنا گویا مجھسے سوال کرنا ہے پس اسکا جلد قبول کرنا بھی میری ذات سے ہے کہ اسکی اجابت کیلیئے بھی مع ذات قریب ہوں۔ اسیطرح جیسا پکارنیوالا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اسکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب ایسی بات ہے تو انھیں چاہیئے کہ اس چیز کی قبولیت کی بابت جسکا انھوں نے سوال کیا ہے جواب مانگیں کہ اس قسم کی مانگ و دعا کے اجرا اور پورا کرنیکی مقبولیت جسمیں رسول صلعم کے واسطے سے سوال ہوا ہو میرے لیئے خاص ہے یا اسمیں میری خوشنودی یا قربت یا اجابت خاص یا عام طور پر بے تردید اور بغیر بدگی ہوئی ہے۔ یا وہ خود اس چیز کے قبول ہونیکا جسکی خبر دیگئی ہے جواب دیدیں کہ میں اس قسم کی مانگ و دعا کی جلد اجابت کیلیئے مع ذات قریب ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اسطرح کی دعا کی اجابت کیلیئے جسمیں رسول صلعم کے واسطہ سے سوال ہو مثل پکارنیوالے کی پکار کے جو مجھی کو پکارتا ہو میں اپنی ذات سے قریب ہوں جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ وہ چیز کی قبولیت کی بابت انکا سوال ہے جواب کے طالب ہوں کہ اسکا پورا کرنا خاص میرا کام ہے یا اسمیں میری رضا و قربت و اجابت بالخصوص یا بالعموم بے تردید ہے یا چاہیئے کہ وہ آپ اس سوال کے مقبول ہونیکا یہ جواب دیدیں کہ میں اسکی اجابت کے لیئے بذات خود قریب ہوں۔ اور انھیں چاہیئے کہ اسطرح سے مجھسے سوال کرنیمیں جسکی مانگ رسول صلعم کے ساتھ ہوئی ہو۔ اور اس قبولیت کے چاہنے میں جسمیں میری خوشنودی وغیرہ کے خاص یا عام نتیجے حاصل ہوتے ہیں مجھپر ایمان لاویں اور یقین کریں۔ پھر براہ شفقت و رحمت کی راہ سے بندوں کے اضافی اختیار کا حوالہ دیکر انکی نسبت فرمایا میں امید کرتا ہوں یا وہ اپنے لیئے امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے

مطلب و خلاصہ از مترجم

صفتِ اختیاریہ عبد است پس ترجی مشیرِ شفقۃ و رحمۃ لو اند شد نہ مشیر احتیاج کہ عدم احتیاج خود ظاہر تر است ہم بایدد انست اِذَا مخصوص است بشرط عام الزمان و محقق الوقوع پس مقتضی است بر اباحتِ سوال مذکور الکیف دواماً و حذفِ مفعول ثانی مشیر توسعش ہست و عبادِ باضافۃ عام است بمظہریۃ تضمنی و التزامی بموجودات قدیمہ بنا بر عمومِ لفظ و خاص است بمظہریۃ تضمنی بموجودات قدیمہ بنا بر خصوصِ محل سے مسالت یا رسول کریم صلعم و استعارت مفید مبالغہ مشبہ و قرب ذاتی مسلّمِ اہل تحقیق و حذفِ مفعول قریب بتوسعش مشیرِ تفاوت مراتبِ قرب بر وفقِ تفاوت مراتبِ مفعول پس قرب بعبد سائل از رسول کریم صلعم

ترجمہ بندہ کی اختیاری صفت ہے۔ پس بعد ایمان لعلّ کے لفظ سے رجاء و امیدواری دینا یا دلانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ سب امیدواری براہ شفقت و رحمت ہے نہ بیا اشارہ بغرض احتیاج ہے کیونکہ عدم احتیاج خود ظاہر تر ہے۔ اسلیے کہ بندہ کا ایمان اسکی صفت اختیاری ہونیکے سبب احتیاج کا نہ ہونا اچھی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ اور انی قریبٌ کے معنی ہیں قربت ذاتی کی قید جیسا ترجمہ کریمہ میں مذکور ہوا ہے تاکہ ہے کہ قربت ذاتی کا تحقق و ثبوت ہو جائے بخلاف اسکے جو کہا گیا ہے کہ اپنی صفات سے قریب ہے نہ ذات سے اسکی تحقیق و تردید تو کیفیت معیت و قربت و احاطت میں مذکور ہے وہاں دیکھنے سے ذات مع الصفات قریب ہونیکا حال بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیے کہ لفظ اِذَا ایسی شرط کے ساتھ مخصوص ہے جسمیں زمانہ عام ہو اور اس شرط کا واقع ہونا محقق اور یقینی ہو چکا ہو۔ پس آیت کریمہ میں اِذَا مذکور الکیف سوال کے ہمیشہ مباح رہنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اور سَالَکَ فعل کے دوسرے مفعول کا حذف ہونا اس مفعول کے متوسع ہونیکا اشارہ کرتا ہے۔ اور لفظ عباد جو متکلم حقیقی قدیم کی طرف مضاف ہے عموم لفظ کی بنا پر عام ہے کہ بندے خواہ موجودات قدیمہ کے تضمنی مظہر ہوں خواہ التزامی۔ اور یہی لفظ خصوص محل کی بنا پر کہ رسول کریم صلعم کے ساتھ مسالت ہے خاص ہے کہ وہی بندے موجودات قدیمہ کے خاص مظہر تضمنی ہوں نہ التزامی۔ اور یہ استعارہ کہ رسول کریم صلعم سے سوال کرنا گویا خدا سے مسالت ہے مبالغہ مشبہ کو مفید ہے یعنی رسول صلعم سے سوال کرنے اور مانگنے میں مبالغہ کرنے کے لیے مفید ہے۔ اور قرب ذاتی جل جلالہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے جو اسکو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور لفظ قریب کے مفعول کا حذف ہونا مفعول کے متوسع ہونیکے سبب مفعول کے تفاوت مراتب کی موافقت پر مراتب قرب کے متفاوت ہونیکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس قرب خدا ایسے بندے سے جو رسول کریم صلعم سے سائل ہے

بمقتضائی مفعول مخصوص محل از متشابہات است و بمقتضائی عموم لفظ از
محکمات و نیز باید دانست این کریمہ باشارت از معنی فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب
و بمعنی فلیجیبوا رازی دیگر دارد از تقاع جہل است از تشابہ صفت بہ تثبیت و
توصیف صفت اضافی رسول اللہ تعالیٰ صلعم با چنیں فضائل کہ ہست و نفی
استقلال از صفتش صلعم چنانکہ در کریمہ قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا الآیۃ
است با اخبار پیشین اعجازًا در ینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب است و ضمائر
امر غائب و اسم لعل راجع بعباد بمراد مخصوص المحل یا اثبات فضیلت صفات
اضافی رسول کریم است صلعم با چنیں فضائل کہ ہست در مقابلہ منکرین با اخبار
پیشین اعجازًا و در ینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی فلیجیبوا یا رجوع ضمائر امر غائب

ترجمہ بتقاضائے مفعول مخصوص محل متشابہات میں سے ہے یعنی وہ بندہ جو رسول کریم صلعم
کے حضور میں سائل ہے یہ سئلت چونکہ مخصوص محل مفعول کی خواہاں ہے لہذا یہ مفعول بندہ
مخصوص ہوگا اسکے ساتھ جو قرب خدا ہوگا وہ متشابہات سی سمجھا جائے گا۔ اور عموم لفظ عباد
چونکہ مفعول کا خواہاں ہے لہذا عام بندہ کے ساتھ خدا کی قربت محکمات سے شمار ہوگی موافق حکم
قرآنی۔ اور نیز یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِی کے معنی کی اشارت پر کہ بمعنی
خاصہ طلب جواب ہو۔ اور یہ کہ بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنی میں ہو ایک
راز جداگانہ کو شامل ہے کہ وہ تشابہ صفت کی نسبت جہل کا اٹھجانا ہے جو رسول خدائے
برتر کی صفت اضافی کے ثابت کرنے اور وصف کرنے میں ہوتا تھا ایسے فضائل کے ساتھ
کہ ہیں یعنی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی صفت اضافی کو ان فضائل کے ساتھ جو یہاں ہیں ثابت
کرنے اور انکا وصف کرنے میں جو جہل صفت کے متشابہ ہونیکی نسبت اسجگہ ہوتا تھا وہ اب نہ رہا
اور آنحضرت صلعم کی صفت سی استقلال کی نفی بھی ہوگئی جیسا اس آیت کریمہ میں مع اخبار
پیشین اعجازًا ہے یعنی بطور معجزہ پہلے سے خبر دینے کی اطلاع ہے۔ جو سورۂ اعراف رکوع تئیس ۲۳
میں ہے قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا الآیہ یعنی آپ کہدیجیئے کہ میں اپنے اختیار سی خاص اپنی
جان کے بھلے برے کا یا نفع نقصان کا بطور استقلال کہ خاصہ الوہیت ہے مالک نہیں ہوں (تفسیر اس آیت
کی بحث ذکر ثبوت شفاعت میں ہے جو عنقریب ذکر ہوگی) اس صورت میں فلیستجیبوا بمعنے خاصہ طلب ہے اور ضمیر امر غائب کی

و اسم لعل بسوئی عباد بمراد عموم لفظ غیر مخصوص المحل است تدبر واجب ست نہ پراگندہ مغزی و بہر صورت جواب سائل از فرب صفت مذکور شان نزول است یا زیادت مطالب دیگر تعلیم طریقہ احسن دعا و مبالغہ اجابت بدلالت ترجی و استعارت۔

ترکیب نحوی اذا سالک عبادی مشبہ عنی بتقدیر کانہ سال عنی مشبہ بہ استعارتاً مع عن مفید تجاوز پس مشبہ و مشبہ بہ شرط محقق الوقوع عام الزمان بخاصیۃ اذا است فانی قریب مع تقدیر بالاجابت متعلق قریب جملہ مستانفہ عنہا مشبہ اجیب الخ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعار بتقدیر حرف تشبیہ ای کما اجیب الخ مشبہ بہ پس ایں مجموع جزاء شرط اذا سالک الخ است جملہ خبریہ و ایں سر استیناف و تشبیہ از فصل مطلق تواں دریافت

ترجمہ اور اسم لعل کا راجع عباد کی طرف ہے مخصوص المحل مراد پر جا بیٹا اور پر مذکور ہوا۔ یا رسول کریم صلعم کی صفات اضافی کی فضیلت کا اثبات ہے ایسے فضائل کے ساتھ کہ یہاں ہیں منکرین کے مقابلہ میں جسمیں بطور اعجاز پیشین گوئی کی اطلاع ہے۔ اور اس صورت میں کہ فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنے میں ہے کہ اسمیں ضمائر امر غائب اور اسم لعل کا رجوع ان عباد کی طرف ہے جو بنا بر مراد عموم لفظ مخصوص المحل نہیں ہیں یہاں تدبر اور سوچنا واجب ہے نہ پراگندہ مغزی۔ اور بہر صورت یہ جواب ہے سائل کا قرب مذکور شان نزول سے مع زیادتی دوسرے مطالب کے جسمیں دعا کے بہت اچھے طریقہ کی تعلیم ہے اور بدلالت ترجی اور استعارہ کے قبولیت کا مبالغہ ہے۔ **ترکیب نحوی** آیت مذکورہ۔ اذا سالک عبادی مشبہ عنی کا جو مشبہ ہے جسکی تقدیر یہ ہے کانہ سال عنی کہ بطور استعارہ مع عن مفید تجاوز ہے۔ پس مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوا کہ اس شرط کا عام زمانہ یعنی ہر زمانہ میں واقع ہونا لفظ اذا کی خاصیت پر محقق ہے فانی قریب کہ اسمیں بالاجابۃ مقدر ہے جو اسی قریب کا متعلق ہے۔ یہ اسم و خبر مع متعلق ملکر ایک جملہ مستانفہ کہ اس سے بنا ہے مشبہ ہوا جس کا مشبہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ہے کہ یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ ہے جسمیں حرف تشبیہ مقدر ہے یعنی اصل یوں ہے کما اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ مشبہ بہ ہے اسی جملہ مستانفہ مشبہ کا یعنی فانی قریب بالاجابۃ کا۔ اب یہ دونو جملے مستانفہ کہ مشبہ و مشبہ بہ ہیں ملکر جزا ہوئے شرط مقدم اذا سالک عبادی عنی کے جو مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوئے تھے۔ اب یہ مجموعہ شرط و جزا ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اس استینافی جملوں اور تشبیہ کا بھید فصل مطلق یعنی وقف مطلق سے جس کا اشارہ حرف ط سے ہورہا ہے معلوم کرنا چاہیے

والأوصل توصیفاً یا عطف جزائی با اہمال شرط متاخرمی باید فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی جملہ معطوفہ جزائے شرط محذوف ای اذا کان الامر کذا و موید این مدعا کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما است و اعینونی یا عباد اللہ و نیز باید دانست در صورت اختیار عن حکایتاً طوالت بحذف بیدلالت قل لابد منہ جزائی بسبب عدم استقامت معنے این جزائش ای فانی قریب بریں شرط ای اذا سالک م آیتش مربوط است بطوالت م و حذف بی مقصود و تاویل باشارت بلطف خاص رب بعباد بمقابلہ وساطت بارسول نامحمود و ہم شرط و تعمیم اذا بی معنی بود بل کلام ہمچو یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو مستقیم المعنی شود

ترجمہ ورنہ توصیف کی حالت میں وصل یا جزا کی حالت میں عطف چاہیئے باوجود اہمال شرط متاخر کے کیونکہ شرط کا آخر میں آنا مہمل ٹھہرتا ہے۔ اور فلیستجیبوا لی اور ولیؤمنوا بی دونو جملے معطوفہ جزا ہیں شرط محذوف لعینی اذا کان الامر کذا کی۔ اور اس مدعا کی مؤید یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ نساء رکوع نہم میں ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اور اگر وہ تحقیق جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کریں آئیں آپ کے پاس پھر وہ آپ کے واسطے سے اللہ سے مغفرت کے خواہاں ہوں اور یہ رسول انکے لیے مغفرت مانگیں البتہ وے اللہ کو رجوع کرنیوالا مہربان پائینگے۔ اور یہ حدیث ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد اور اعانت کرو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ حرف عن کے معنی بطور حکایت اختیار کرنیکی صورت میں طوالت ہے حذف کے ساتھ بے دلالت قل کہ جزا کیلیے اس قل سے چارہ نہیں ہے بسبب استقامۃ معنی ہونے اس جزا یعنی فانی قریب کے اس شرط یعنی اذا سالک پر۔ مطلب یہ کہ اذا سالک عنی میں حرف عن بجائے معنی تجاوز حکایتاً اختیار کیا جاوے تو بغیر دلالت قل کے حذف میں طوالت ہوگی حالانکہ جزا کے لیے اس لفظ قل سے چارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دلالۃ قل کے اس جزا یعنی فانی قریب کے معنی اس شرط یعنی اذا سالک پر مستقیم نہ ہونگے۔ اور حذف بے مقصود ہوگا اور تاویل نامحمود ہوگی کیونکہ بندوں کی طرف پروردگار کے لطف خاص سے جو اشارہ ہے وہ اس وساطت کے مقابلہ میں ہوگا جو رسول کیساتھ ہے اور یہ تاویل تعریف کے قابل نہیں۔ اور شرط بھی اور اذا کی تعمیم بھی بے معنی ہو جائیگی۔ بلکہ کلام مانند ان آیات کریمہ کے مستقیم المعنی ہو جائیگا جیسا کریمہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع دس میں ہے یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں روح کی بابت کہدیجیے کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور کریمہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کہ سورۂ بقرہ کے ستائیسویں رکوع میں ہے۔ یعنی وے آپسے پوچھتے ہیں کہ کس قدر خرچ کریں کہدیجیے کہ عفو یعنی زائد حاجت سے +

تائید مدعا از آیت و حدیث +

بیان رفع دخل دیگر معانی کا +

واگر اِذا گمان بُردہ شود بماضی بر حسب سوال تجریداً جزاء بلفظ قُلْ بنا بر سلب اتصالِ زمانی در جزاء شرطِ باِذَا لغو است ش اے شرطیکہ باِذَا است تحقق وقوعِ جزاء باتصالِ زمان خواہد کہ شرط را تاثیر در جزاء است و حال آنکہ شرط محقق الوقوع مفید الزمان بالماضی است پس استقامۃ معنی بجزاء بلفظِ قُلْ چو تواند شد ھم و نیز ش عطف است بر جملہ بنا بر دلیل لغویت ھم صحت جزاء بشرطِ ممکن الوقوع بجعلِ جاعل است پس ما وقع شرط نبود مگر بوقت جعل جاعل بحذف اُذکُر بشرطِ اِذَا و اِن تحَقَّقَ ش صیغہ ماضی ھم بشرطِ اِنْ ش ای وقت جعلِ جاعل وقتِ شرط است نہ وقتِ وقوع بحذف اُذکُر بشرطِ اِذَا وحذفِ اِن تحَقَّقَ بشرطِ اِنْ ھم کہ دریجا مستقیم المعنی نیست تخالفِ نظم وشانِ نزول در تعیینِ فاعل ش ای در نظم صیغہ جمع فاعلِ سَالک است و در سوالِ مذکور شان نزول تفرد سائل ھم فہم سخن بر لبیب است

ترجمہ اور اگر اِذَا سَالَکَ میں فعل ماضی ہونیکے سبب سوال کی موافقت پر اِذَا زمان ماضی میں گمان کرلیا جاوے اس حالت میں جزا کا حرف لفظ قُلْ سے مجرد کرنا بسبب اتصال زمانی سلب ہونیکے جزا میں کیونکہ اتصال زمانہ کا جزا میں مسلوب ہے۔ شرطِ اِذَا کے ساتھ لغو ہے۔ یعنی جو شرطِ اِذَا کے ساتھ ہے وہ اپنی جزا کو زمانہ متصل میں متحقق یقینی واقع ہونیکو چاہتی ہے اسلیئے کہ شرط کی تاثیر جزا میں ہے۔ اور حالانکہ شرط جو زمانہ ماضی کے ساتھ مفید ہے اُسکا واقع ہونا محقق ہے پس جزا میں معنی کا مستقیم ہونا لفظ قُل کے ساتھ کیسے ہوسکے گا۔ پھر شرط کا لغو ہونا یہاں اس بنا پر بھی ہے کہ جزا کی صحت جعل جاعل سے ہے جبکہ شرط ممکن الوقوع ہو یعنی واقع ہونا اُس کا ممکن ہو۔ پس ما وقع یعنی جو کچھ واقع ہوا شرط نہ ہوگا مگر جعل جاعل کے وقت یعنی کرنے والے کے کرنے کے وقت کہ وہی شرط کا وقت ہے نہ واقع ہونے کا وقت جس میں اِذَا کی شرط کی صورت میں لفظ اُذکُر یعنی یاد کر حذف ہوگا۔ اور اِنْ سے شرط ہونے کی صورت میں اِنْ تحَقَّقَ کا حذف مانا جائے گا اس لیئے کہ یہاں نظم اور شان نزول کے باہم فاعل کی تعیین میں متخالف ہونے کے سبب معنی مستقیم نہیں ہیں کیونکہ نظم میں سَالَکَ کا فاعل صیغہ جمع ہے اور شان نزول کے سوال مذکور میں سائل کا تفرد ہے۔ یہاں کلام کو سمجھنا عقلمند کا کام ہے۔

و اگر گمان بردہ شود بمستقبل خلاف زمانِ سوال مذکور است لیکن آنکہ جواب سائل از قرب دریں ضمن متصور گردد و جزا ممکن الوقوع متتابع و مخصوص الزمان باشد ش اشارت است باستقامتِ معنیٰ قُل بمقابلہ شرط مستقبل مخصوص الزمان بوجود عالم شہود ہم ولیکن تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل مروی نیست۔ و اگر باشد مقولہ قُل اِنَّہٗ است ولیکن اِنّیْ مشیر بر تخصیص اظہار رحمت بقرب و اجابت تواند شد و ہنوز حذفِ قُل و استقامتِ معنیٰ تعمیم اِذَا بمفہوم شرط و جزاء بہ قُل ہمچنان منظور فیہ است و اگر گمان بردہ شود بعمومِ زمان اہمال سوال قرب در زمان عام بتحصیل حاصل بشہرت تحقق قرب حق تعالیٰ از کتاب ش اللہ تعالیٰ و کتاب الرسول صلعم ہم است و اہمالِ جواب بعدم اہلیت استماع بعض سائل ش است ہم یا عدم جواب بہ بعض سائل مخالف امر ش است۔ و ایں تردید است بر اہمالِ جواب ہم باوجود شمول سائل بعموم عباد

ترجمہ اور اگر اِذَا زمان کے مستقبل کے ساتھ گمان کرلیا جاوے تو یہ خلاف زمانِ سوال مذکور ہے لیکن یہ کہ سائل کا جواب قرب کی نسبت اسی ضمن میں متصور ہوگا اور جزا ممکن الوقوع متتابع اور مخصوص الزمان ہوجائیگی۔ کیونکہ شرط مستقبل کے مقابلہ میں کہ عالم شہود میں ہونیکے سبب زمانہ مخصوص میں ہے قُل کے معنے کے استقامت پر اس سے اشارہ ہورہا ہے یعنی جزا کے ممکن الوقوع اور مخصوص الزمان ہونے کا شرط کی تبع میں۔ ولیکن شرط کے زمانہ مستقبل میں واقع ہونے کا تحقق مروی نہیں ہے۔ اور اگر تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل ہووے تو مقولہ قُل کا اِنَّہٗ ہے ولیکن لفظ اِنّیْ قرب و اجابت کے ساتھ رحمت ظاہر کرنے کی تخصیص پر مشیر ہوسکتا ہے۔ اور ابھی تک حذفِ قُل اور اِذَا کی معنی تعمیم کی استقامت مفہوم شرط میں اور مفہوم جزا کا قُل کے ساتھ اسی طرح منظور فیہ ہے۔ و اگر گمان کرلیا جاوے عموم زمان کا تو قرب کا سوال زمانِ عام میں تحصیل حاصل کے سبب مہمل ہوگا اسلیئے کہ قرب حقتعالیٰ کا تحقق کتاب اللہ اور کتاب الرسول صلعم سے مشہور ہے۔ اور یہ جواب کا اہمال بعض سائل کے اہلیت استماع نہونیکے سبب ہے۔ یا جواب کا نہ ہونا بعض سائل کی نسبت مخالف امر ہی باوجود شامل ہونے سائل کے عموم عباد میں۔ اور یہ اہمالِ جواب پر تردید ہے +

وفصل مطلق مانع توصیف وعطف فلیستجیبوا بمعنی فَلْیَجِیْبُوْا بجزائی شرط ای اِذَا اَدْعُوْہم او دَعَوْتُہم منافی ایمان وطاعت ماسبق حاصل عباد است چہ امر بر غیر حاصل تواند شد وہمچنیں ولیومنوا نیز ونیز ایمان بر ایمانِ حاصل باطل است ومعنی تاکید را شرط مانع چہ تاکید بر معدوم باطل وتاویل لعل بالیقد عدم وقوعش بر فعل مانع وافادتِ معنی تقلیل فائدہ فلیستجیبوا ولیومنوا را ناقص میکند والبتہ تاویلش بمعنی راجین حاضرین یا غائبین نیکوتر است بموافقت اصلش کہ بمعنی تمنی است ونیز باید دانست کہ ایں کریمہ دلیلِ دعوی استغاثہ از رسول کریم صلعم تواند شد ونیز دعا بتوسل مقیمانِ عالمِ روح وعالمِ شہود وعالم برزخ عموماً از انبیاء واولیاء وملائکہ علی نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام فرمود صلعم توسّلوا بی الی ربّکم۔ وآں خواستِ شفاعت از وست صلعم یا خواست از حق تعالیٰ بجرامتی کہ بجال اوست صلعم

ترجمہ اور فصل مطلق یعنی وقفِ مطلق توصیف اور عطف کا مانع ہے۔ اور جزا فلیستجیبوا بمعنے فَلْیَجِیْبُوْا مع اس شرط یعنی اِذَا اَدْعُوْھُمْ اَوْ دَعَوْتُھُمْ کے یعنی جبکہ میں انکو بلاؤں یا میں نے انکو بلایا۔ نفی کرنے والی ہے ایسے ایمان وطاعت کی جو پہلے سے بندونکو حاصل ہوا اسلیے کہ امر غیر حاصل پر ہو سکتا ہے نہ حاصل پر۔ اور اسی طرح وَلْیُؤْمِنُوْا بھی۔ اور نیز ایمان ایمانِ حاصل پر باطل ہے۔ اور معنی تاکید کے لیئے شرط مانع ہے اسلیئے کہ تاکید معدوم پر باطل ہے۔ اور لعلّ کی تاویل کو قد کے ساتھ اُس کا فعل پر نہ واقع ہونا مانع ہے۔ اور معنی تقلیل کا فائدہ دینا فَلْیَسْتَجِیْبُوا وَلْیُؤْمِنُوْا کے فائدہ کو ناقص کرتا ہے۔ اور البتہ لعلّ کی تاویل راجین حاضرین یا غائبین یعنی حاضر یا غائب امیدواروں کے معنی میں بسبب موافقت اپنی اصل کے کہ لعلّ کے معنی تمنا کے ہیں بہت اچھی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ آیتِ کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم استغاثت اور مدد مانگنے کے دعوی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ کے رہنے والوں کی توسل سے دعا مانگنے کے دعوی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے عام ہے کہ وہ انبیاء ہوں خواہ اولیاء ہوں خواہ ملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسّلوا بی الی ربّکم یعنی تم رب کی طرف مجکو وسیلہ پکڑو۔ اور یہ حضور صلعم سے طلب شفاعت ہے یا حق تعالیٰ سے مانگ ہے اس کرامت کے طفیل میں جو حضور صلعم کے حال میں

چنانکہ در حدیث شریف از حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور
است یا رب اسئالک بحق محمدٍ ان تغفر لی وانہ آنحضرت صلعم اللّٰھم انا
نسئلک بحق السائلین علیک ان تقبلنی فی ھٰذہ الغداۃ والعشیۃ
وان تجیرنی من النار وچوں در لحد حضرت فاطمہ بنت اسد درآمد صلعم دعا کرد صلعم اللّٰہ الذی یحیی
ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک
والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین باید دانست ہرچہ کند او سبحانہ از نفع وضرر وخیر وشر ہمہ راجع بحکمت معلوم آن او سبحانہ
نہ بوجوب وحق وغرض کہ مستلزم جبر واضطرار باشد سبحان اللہ عن ذالک
البتہ بمقتضائی کرم ورحم او سبحانہ وکرامتی کہ بحال بعض عباد است حقی غیر واجب
کہ شائبہ از وجوب دارد برا او است سبحانہ کما قال سبحانہ حقًا علینا ننجی
المؤمنین ٥ وکان حقًا علینا نصر المؤمنین ٥ **ش** تنبیہ از نیجا رد قولی است

ترجمہ جیسا حدیث شریف میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مذکور ہے یا رب انا
اسئالک بحق محمدٍ ان تغفر لی یعنی اے میرے رب میں تجھسے بحق محمد سائل ہوں کہ تو مجھے بخشدے
اور خود آنحضرت صلعم سے اسطرح اللّٰھم انا نسئلک بحق السائلین علیک ان تقبلنی
فی ھٰذہ الغداۃ والعشیۃ وان تجیرنی من النار یعنی اے میرے خدا ہم تجھسے سائل
ہیں بواسطہ اس حق کے کہ مانگنے والوں کا تجھپر ہے کہ مجھکو اس صبح وشام میں قبول کرنے اور یہ کہ مجھکو
آگ سے نجات دے۔ اور جبکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی لحد میں حضور صلعم اُترے تو آپنے یہ دعا کی اللّٰہ
الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا
مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین یعنی اللہ جو جِلاتا ہے اور مارتا ہے
اور وہ زندہ ہے نہیں مرتا ہے اے خدا تو بخشدے خاص میری ما فاطمہ بنت اسد کو اور اُسپر اُسکے داخل ہونیکی جگہ کو
چوڑا کردے تیرے نبی کے حق کے سبب اور مجھسے پہلے انبیاء کے حق کے بیشک تو ہی بڑا مہربان ہے مہربانوں میں
سمجھنا چاہیے جو کچھ حق سبحانہ نفع اور نقصان بھلائی اور بُرائی سے کرتا ہے سب اُسی حق سبحانہ کی حکمت معلوم کیطرف
راجع ہے نہ یہ حق سبحانہ پر واجب ہے کہ ایسا کرے اور اُسپر حق ہے کہ اسکے نہ ہو گیا ہو اور کسی غرض سے کیا ہو جس سے جبر واضطرار
لازم ہوتا ہو۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ البتہ حق سبحانہ کے کرم ورحم کے نقاضے سے اور اُس کرامت کی خواہش سے جو بعض
بندوں کے حال کے موافق ہے ایک غیر واجب حق جسمیں واجب ہونے کا شبہ ہوتا ہے حق سبحانہ پر ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے
سورہ یونس رکوع گیارہ میں حقًا علینا ننجی المؤمنین یعنی ہمپر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دینگے۔ اور سورہ روم
رکوع پانچ میں کان حقًا علینا نصر المؤمنین یعنی ہمپر حق ہو گیا ہے مومنین کا مدد کرنا۔ **تنبیہ** یہیں سے ان قول کا رد ہے

کہ گفتند بحقِ فلان گفتن ممنوع است چہ بر خدائے عزوجل حقی از کسی نباشد اسے وائی دلیلے آوردند بریں از عدم وجوب امری بر حق سبحانہ و نظر نکردند بر قرآن مجید و حدیث شریف ھم زیں پس سخن است در ترتب اثر دعا باجابتِ حق سبحانہ وآں بالحال است حسب مراد تخصیصًا باعجاز ش ای بے اشتراک غیر اعجاز ھم وتعمیمًا غالبًا بکرامت ش اے باشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ھم وشذوذًا بمعونت یا بالمستقبل تخصیصًا غالبًا بکرامت و معونت وشذوذًا باعجاز غالبًا بحکمت معلومہ یا ماول است بہ بدل تخصیصًا غالبًا بمعونت وشذوذًا بکرامت وآں نیز بالحال است یا بالمستقبل الی الآخرۃ ونیز بدلی است بما فات۔

ترجمہ جنھوں نے کہا کہ بحق فلاں کہنا منع ہے اسلیئے کہ خدائے عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے آہ افسوس انھوں نے اسپر وہ دلیل اختیار کی جو حق سبحانہ پر کسی امر کے واجب نہ ہونیکی نسبت ہی اور قرآن مجید اور حدیث شریف پر انھوں نے نظر نہ کی۔ اس کے بعد کلام ہے دعا کے ترتب اثر میں خدا کے مقبول ہونے پر۔ اور وہ موافق مراد بالحال یعنی اسی وقت ہے بطور خصوصیت اعجاز سے جسمیں غیر معجزہ کا اشتراک نہ ہو۔ اور بطور عموم اکثر کرامت سی جسمیں اشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہو۔ اور بطور شاذ و نادر معونت سے۔ یا موقوف مراد بالمستقبل یعنی آیندہ ہی بطور خصوصیت اکثر کرامت اور معونت سی۔ اور بطور شاذ و نادر اعجاز سے اکثر حکمت معلومہ کے موافق۔ یا ماوّل ہے بدل سے بطور خصوصیت اکثر معونت سی اور بطور شاذ و نادر کرامت سے۔ اور وہ بالحال بھی ہے یا بالمستقبل آخرت تک۔ اور وہ بدل بھی ہے ما فات سے۔ یعنی دعا خدا کی جناب میں مقبول ہوکر حسب مراد خواہ اسی وقت اسکا اثر مترتب ہو جاوے اعجاز کے سبب خصوصیت کی راہ سے کسی پیغمبر کے اظہار معجزہ کے لیے کہ غیر اعجاز کا اسمیں اشتراک نہ ہو کیونکہ معجزہ سے بمقابلۂ پیغمبر غیر کا عاجز کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا پیغمبر کے لیے اسکی خصوصیت ہی۔ اور خواہ یہ دعائے مقبول کسی ولی کی اظہار ولایت کے لیئے عام طور پر اکثر بذریعہ کرامت مترتب ہوکر اسمیں اشتراک غیر ہے یعنی اعجاز و معونت ہردو مشترک ہیں۔ اور خواہ نادر طور پر مومن متقی کے لیئے بسبب معونت ترتب فی الحال ہو۔ یا حسب مراد دعائے مقبول کا ترتب اثر آیندہ ہو غالبًا بطور خصوصیت بسبب کرامۃ و معونت۔ اور بصورت نادر بذریعہ اعجاز اکثر حکمت معلومہ کے موافق۔ یا دعا مقبول ہوکر بدل کے ساتھ تاویل کردی جاوے غالبًا بطور خصوصیت بسبب معونت و بصورت نادر بذریعہ کرامۃ اور اس اجابت دعا کا ترتب اثر بالحال یا بالمستقبل آخرۃ تک بھی ہی۔ اور یہ افات کا بدل بھی بنجاتی ہے

در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ +

بدانکہ دعا مضمونِ عبادت است و مضمونِ خواست نیز در دنیا و ہم در آخرت پس با
تخصیص مفعول بہ ش اعنی بتان یا اللہ تعالیٰ م موافق محل نزول حکم کردہ شود
ای انچہ دریں عالم از کفار نسبت بہ بتان است استعانۃً باشد یا عبادۃً ضلال است
بصلۂ فی اشارۃً بمفعول فیہ جزئی یعنی نیست عبادت و خواستہ کافر مگر در جنسِ ضلال
اسے گمراہی و بطالت یا بجائی رسیدنی نارسیدہ یا گم شدنی اسے نیست و نابود شوندہ
عند اللہ تعالیٰ احترازاً سخن در ردّ و قبولِ دعا است۔ و آنچہ در آخرت است
از اللہ سبحانہٗ است استعاذۃً و آنہم گم شدنی است اجابۃً پس تعارض رفت
زیں پس باید دانست انکارِ اجابتِ دعا کفر است بانکارِ نصوص قطعیہ العیاذُ
باللہ تعالیٰ منہ ٭ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ ٭ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
علیٰ محمّدٍ نبیّ الرّحمۃِ وعلیٰ اٰلہٖ کما تحبّہٗ وترضاہ وشفّعہ فینا وارحمنا بہ

ترجمہ معلوم ہو کہ دعا مضمونِ عبادت ہے اور مضمونِ خواست وطلب بھی یعنی دعا ایسی چیز ہے جسکے ضمن میں عبادت اور طلب دونو موجود ہیں خواہ دعا بغرضِ عبادت ہو یا لطلب۔ خواہ وہ مطلب دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ پس باعتبار تخصیص مفعول بہ کہ مراد اس سے بت ہوں یا خدائے برتر محل نزول کے موافق اسمیں حکم کیا جاوے گا یعنی کفار سے بتوں کی نسبت جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ بطور استعانت ہو یا بطور عبادت ضلال ہے کیونکہ صلۂ فی جزئی مفعول فیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی نہیں ہے کسی کافر کی عبادت اور خواستگاری مگر جنس ضلال میں یعنی گمرہی اور بطالت میں یعنی بجائے رسیدنی نارسیدہ ہیں یعنی بجائے پہنچنے والے کے نہ پہنچے ہوئے ہیں یا گم شدہ ہونے میں یعنی نیست ونابود ہونیوالی خدائے برتر کے نزدیک از روئے احتراز کے۔ نہ گفتگو دعا کے رد و قبول میں ہے۔ اور جو کچھ کفار سے آخرت میں ہے وہ بطور استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کے طور پر حق سبحانہ سے ہے۔ اور وہ بھی اجابتاً گم شدنی ہے یعنی کفار آخرت میں جو کچھ خدا سے پناہ کے طالب ہوں گے وہ بھی براہ مقبولیت گم شدنی ہے پس تعارض جاتا رہا۔ اسکے بعد سمجھنا چاہئیے کہ مقبولیت دعا کا انکار کفر ہے بسبب انکار نصوص قطعیہ کے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحبہ وترضاہ یعنی اے خدا ہمیں توفیق دے اسکی جو تجھے محبوب ہے اور جس سے تو راضی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علیٰ محمّدٍ نبیّ الرّحمۃ وعلیٰ اٰلہٖ کما تحبّہٗ وترضاہ وشفّعہ فینا وارحمنا بہٖ

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا وحدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدُ اللہَ ونستعینہ ونصلّی علٰی رسولہ محمّدٍ ونستشفعہ وعلٰی آلہٖ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود صلعم لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا ترجمہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا سنگ بت + باید دانست اخذ افادت میکند بر معنی ممنوع الجواز بس اتخاذ نیز کما فی قولہ تعالٰی خُذُوْا ما اٰتٰکم الرَّسُوْلُ الآیہ پس استفادہ تاکید نہی باز است ش اے باصل اخذ است نہ بعرض حرف تاکید ھم و استفادہ ثبوت متقدم باقتضائے نہی

تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا بیان لفظ اخذ و اتخاذ مفید معنی جواز و تاکید ہے بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم ہے +

ترجمہ ذکر بیان تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قبری وَثَنًا. و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا + ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدُ اللہَ ونستعینہ ونصلّی علٰی رسولہ محمّدٍ ونستشفعہ وعلٰی آلہٖ واصحابہ واتباعہ اجمعین + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی ہرگز مت اختیار کرو میری قبر کو سنگِ بُت ۔ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اخذ ایسے معنی کو مفید ہے جس میں جواز منع ہے ۔ پس اتخاذ بھی اپنی اصل پر کہ فرع اخذ ہے اسی طرح حکم منع جواز پر ہے جیسا خدائے تعالیٰ کے قول میں خُذُوْا ما اٰتٰکم الرَّسُوْلُ الآیہ دیکھو سورۂ حشر وغیرہ میں یعنی لے لو اور اختیار کرو جو اس رسول نے تمہیں دیا آخر تک ۔ پس لَا تَتَّخِذُوا کی نہی سے تاکید کا فائدہ حاصل کرنا اس کے اصل مادہ کی بنا پر ہے کہ لفظ اخذ ہے جو جواز کا مانع ہے اور اختیار کا موکد نہ حرف تاکید کے عارض ہونے کے سبب ۔ اور ثبوت متقدم کا استفادہ نہی کے اقتضا سے ہے کیونکہ نہی ثابت کے عوارض سے ہوتی ہے کہ وہ ثابت اس سے پہلے ہو اور نہی بغیر اسکے نہیں ہو سکتی ۔ پس ثبوت متقدم کا فائدہ اسی نہی کی خواہش سے حاصل ہو رہا ہے +

ولطافت اختیار لفظ وثن بحذف حرف تشبیہ بدلیل امتناع مفعولیت ثانیہ تابعہ مر اسم غیر صفت را مفید توسعہ وجوہ تشبیہ در عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ وعوارض عارضیہ البعد بہ تشبیہ وثن وتاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است **ش** عطف تاکید بر توسعہ است وبا بر تعلیل بر اتصال متعلق مفید یا تاکید **م** ومقصود تشبیہ از عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ است **ش** تا از عوارض عارضیہ البعد بہ تشبیہ **م** پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا حجر محض یا غیر نافع ومکروہ ہمچو وثن بل اثرے دارد از مقبور صلعم کما قال صلعم من زار قبری کنت لہ شفیعاً وشہیداً ، وایں حدیث شریف **ش** اے لاتتخذوا قبری وثنا **م** متضمن دو اعجاز است بدلالت بالاشارت بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم وقتیکہ وجود یابد ہمچو وثن باقتضائے نہی مر ثبوت متقدم را کہ انطباق پذیرفتہ

ترجمہ اور لفظ وثن کے اختیار کرنے کی لطافت مع حذف حرف تشبیہ کے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا مفعول ثانی ہونا کہ تابع ہے منع ہے۔ مفید توسع ہے وجوہ تشبیہ کے عوارض ذاتیہ میں جو اقرب بہ تشبیہ ہیں اور عوارض عارضیہ میں جو البعد بہ تشبیہ ہیں۔ اور مفید تاکید ہے منہی عنہ کے لیے بسبب متصل ہونے مفعول بہ کے۔ یعنی لفظ وثن کا حرف تشبیہ حذف کرکے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا تابع ہوکر مفعول ثانی ہونا منع ہے۔ اختیار کرنے میں یہ خوبی ہے کہ اس میں وجوہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ ہے اس کے عوارض ذاتیہ میں جو وثن کی تشبیہ میں قریب تر ہیں اور عوارض عارضیہ میں کہ تشبیہ وثن میں بعید تر ہیں۔ اور مفعول بہ سے اسکے متصل ہونیکے سبب منہی عنہ کی تاکید کا نفع ہے تاکہ جسکی ممانعت ہے اسکے اختیار نہ کرنے کی تاکید سمجھیں۔ اور مقصود عوارض ذاتیہ کی تشبیہ ہے جو تشبیہ میں قریب تر ہیں نہ عوارض عارضیہ کی کہ تشبیہ میں بعید تر ہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ ہرگز میری قبر کو محض پتھر یا غیر نافع اور مکروہ بت کی طرح مت اختیار کرو بلکہ آپ کے مقبور ہونیکے سبب بہت کچھ اثر رکھتی ہے جیسا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری قبر کی زیارت کی میں اسکے لیے شفیع اور گواہ ہونگا۔ اور یہ حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا دو اعجاز کی متضمن ہے ایک تو بالاشارت دلالۃ سے اسطرح کہ نہی خاص ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس اس نہی سے جو حضور صلعم کی قبر مبارک کو جسوقت کہ وہ وجود پاوے بت کیطرح اختیار کرنیکی پیشین گوئی کا اعجاز کہ یہ اپنے محل پر منطبق ہوچکا

حاصل معنی حدیث

البتہ دریں زمان کسانند کہ قبر شریف حضرت صلعم را وثن گفتند بمعنی غیر نافع
ش اعجاز یست بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم غیر نافع و دومی گفتن
لفظ وثن م ونیز بعد تحقیق حقیقتِ عابدیت و معبودیت ش تحقیق حقیقۃ
عابدیت و معبودیت از جائی تحقیقش در ذکر کیفیت العلم والمعرفت واضح است
ودریجا اشارت است بابطال آنکہ وجہ تشبیہ بمعبودیت الوثن پوشانیدن ردا و
غلاف بر قبر و ریختن گل و صندل براں گرفتہ اند ای وائی بریں فہم ولاحول
ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم م وعبادت ش تحقیق عبادت در ذکر کیفیۃ
صحت اشتراکِ وصفی باللہ سبحانہ مذکور است م محمول میتواند شد کہ معبودیت
مخصوصۃ الوثن کہ از عوارض عارضیہ ابعد بہ تشبیہ است مقصود باشد چنانکہ
از حدیث شریف لاحق دانستہ می شود باہماں اعجاز اگر انطباق پذیرفتہ باشد
ورنہ بعدم ثبوت متقدم ہمی بجائی ترسد و معدوم حکمی بمقابلۂ موجودِ حقیقی اعتباری نگیرد

ترجمہ البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے قبر شریف حضور صلعم کو وثن بمعنی غیر نافع کہا ہے
پس قبر مبارک حضرت صلعم کو غیر نافع خیال کرنے کی پیشین گوئی یہ ایک اعجاز ہے۔ اور دوسرا لفظ وثن
یعنی بت کہنا یہ دوسرا اعجاز ہے۔ اور بعد تحقیق حقیقت عابدیت اور معبودیت کے کہ انکی حقیقت کی
تحقیق ذکر کیفیت العلم والمعرفت میں انکی تحقیق کے موقع پر واضح ہے۔ وہاں دیکھو۔ اور یہاں
اشارہ ہے اس بات کے ابطال کا جنھوں نے معبودیت وثن کے ساتھ قبر پر چادر و غلاف اڑھانے
اور پھول اور صندل اسپر چڑھانے کو وجہ تشبیہ میں اختیار کرلیا ہے یعنی یہ باطل ہے کہ چادر پھول وغیرہ
قبروں پر چڑھانے میں اس کی ایک قسم کی مشابہت بت کے ساتھ معبود ہونے کی ہوتی ہے اور یہ چیزیں
وجہ تشبیہ میں داخل ہیں لہٰذا ان چیزوں کا وجہ تشبیہ میں اختیار کرنا خیال باطل ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر
لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی کچھ قدرت وقوت نہیں ہے مگر خدائی برتر و بزرگ
کی مدد سے۔ اور بعد تحقیق عبادت کے کہ اسکی تحقیق ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی باللہ سبحانہ میں مذکور ہے وہاں
دیکھو۔ ان تینوں کی تحقیقات کے بعد یہ بھی گمان کیا جاسکتا ہے کہ وثن سے وہی معبودیت مقصود ہو جو بت
کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ وثن کے عوارض عارضیہ میں سے بہت ہی بعید تشبیہ ہے اگر اسی اعجاز کے ساتھ جیسا حدیث شریف لاحق سے سمجھا جاتا ہے انطباق
پایا ہو ورنہ ثبوت متقدم نہونیکے سبب یہی محل نہ واقع ہوگی۔ اور موجود حقیقی کے مقابلہ میں موجود حکمی کچھ اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

چادر و غلاف و گل و صندل وغیرہ قبر پر چڑھانا بھی تشبیہ
اور ان کی تشبیہ کی خصوصیت کی معبودیت سے نہیں ہے

ش انطباقِ ثبوتِ متقدم موجود حقیقی است و عدم ثبوتِ متقدم معدوم حکمی است بعدم سابق بخلاف عدم لاحق کہ معدوم حقیقی است م وقولہ صلعم اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ ش اخرجہ الامام مالک وغیرہ م مؤید ایں احتمال آخر نتواند شد چہ دریں محل ثبوت متقدم بفعل عباد مقصود نیست بلکہ محترز عنہ است بدلالتِ خطاب مگر بفعل مخاطب پس دانا ہئے آں ش اے ثبوتِ متقدم بفعل مخاطب م رسول اوست صلعم واعجاز است بہ پیشین گوئی بدلالت بالاشارت باقتضائے نہی مر ثبوت متقدم را کہ بعد وجود قبر شریف مترقب انطباق است بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا ش کہ مقصود اینجا ثبوتِ متقدم بفعل عباد است

ترجمہ کیونکہ ثبوت متقدم کا منطبق ہونا موجود حقیقی ہے اور عدم ثبوت متقدم یعنی متقدم کا ثبوت نہ ہونا بسبب عدم سابق کے کہ اسکے پہلے نہ ہوتا ہے معدوم حکمی ہے بخلاف عدم لاحق کے کہ یہ معدوم حقیقی ہے حالانکہ قول حضور صلعم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ۔ یعنی اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنا یو کہ پوجی جاوے اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہی جنہوں نے اپنی نبیوں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں۔ اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ پس یہ قول اس احتمال آخر کا مؤید یعنی مددگار نہیں ہوسکتا اسلیے کہ اس محل میں ثبوت متقدم فعل عباد سے مقصود نہیں ہے بلکہ بدلالت خطاب محترز عنہ ہے یعنی ثبوت متقدم کا فعل عباد سے بچا ہوا ہونا دلالت خطاب کے سبب معلوم ہوتا ہے مگر مخاطب کے فعل سے متقدم کے ثبوت کا گمان و احتمال ہے پس اس ثبوت متقدم کا جاننے والا جسکا احتمال فعل مخاطب پر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے البتہ وہی اسکے دانا ہیں اور یہ قول حضور صلعم کا اعجاز ہے نسبت پیشین گوئی کے دلالۃ بالاشارہ سے بسبب نہی کے جو ثبوت متقدم کی مقتضی ہے یعنی یہ معجزہ پیشین گوئی کا اس قول حضور صلعم سے اسطرح سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ جس چیز سے منع یعنی نہی کرتے ہیں وہ آپ پہلے اُس چیز کے ثابت ہونیکو چاہتی ہے جسکی یہ نہی ہے۔ پس یہ قاعدہ اپنے ثابت متقدم کی طرف اشارہ کرتا ہی جس سے دلالت ہورہی ہے کہ بعد وجود قبر شریف کے اسکے منطبق ہونیکی اُمید ہی یعنی امید ہے کہ یہ پیشینگوئی جو اس نہی کے اشارہ سے اسکے ثبوت متقدم کی طرف ہورہی ہے مطابقت پاجاوے۔ بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا کے کہ یہاں ثبوت متقدم مقصود ہے فعل عباد سے

م ونیز لفظ یُعْبَد مدلّل بعوارض عارضیہ فارق است میان مقصود حدیثین در وجہ تشبیہ بعوارض ذاتیہ وعوارض عارضیہ باید دانست کہ از اصل اخذ پیدا است کہ مسجد جز قبر انبیاء عم را جائز نمید اشتند والّا فضل عبادت در جوار صلحاء رض ثابت است یا پیش سجدہ میگرفتندش نہ بمعبودیت مخصوصۃ الوثن چہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نیست تامل کنی دریابی والبتہ درینوقت کسانند کہ پیرا بخدائش می پرستند پس چہ اعتقاد باشد برسولِ اللہ تعالیٰ صلعم تواند شد کہ گور رہم بدین اعتقاد در باطن خود پرستیدہ باشند از ینجا تواند شد کہ بنا بر راز نہاں عرض نمود صلعم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ امید است کہ این راز نہاں ببرکت دعاء حضرت صلعم وحرمتِ قبر شریف عیاں نشود چہ معبودانِ اصنام نار باشند صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمدٍ فی القبور واِشْتَدَّ جملہ خبریہ بنا بر تحذیر است از ینکہ چہ حال باشد

در گرفتن قبر مانند وثن

ترجمہ اور لفظ یعبد بھی جس سے عوارض عارضیہ پر دلالت ہو رہی ہے وجہ تشبیہ میں عوارض ذاتیہ اور عوارض عارضیہ کے سبب دو نو حدیثوں کے مقصود کے درمیان فارق ہے کیونکہ ان دو نو حدیثوں کے مقصود میں وجہ تشبیہ سے کہ اول میں عوارض ذاتیہ ہیں اور حدیث آخر میں عارضیہ الی الخمر لعید بھی ہے فرق پیدا ہو رہا ہے لہذا یہ لفظ بھی دو نو حدیث کے مقصود میں فارق ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اخذ کے قاعدہ سے ظاہر ہے کہ وہ سوائے قبر انبیاء علیہم السلام کے مسجد جائز نہیں رکھتے تھے ورنہ جوار صلحاء رض میں عبادت کی فضیلت ثابت ہے۔ یا وے سجدہ کے سامنے قبر انبیاء عم کو لے لیتے تھے نہ بطور معبودیت مخصوصہ بت کے اسلیئے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نہیں ہے فکر کریگا تو تو پاوے گا۔ اور البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جو پیر کو اسکی خدائی کے ساتھ پوجتے ہیں پس کیا اعتقاد ہوگا خدائے تعالیٰ کے رسول صلعم پر ممکن ہے کہ گور کو بھی اسی اعتقاد سے اپنے دل میں پوجتے ہونگے یہیں سے ہو سکتا ہے کہ حضور صلعم نے بسبب از نہاں کے عرض کیا جناب الٰہی میں اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے۔ امید ہے کہ یہ از نہاں حضور صلعم کی دعا کی برکت اور قبر شریف کی حرمت کے سبب ظاہر نہو اسلیئے کہ معبودانِ اصنام یعنی بت والے معبود آگ میں ہینگی صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمدٍ فی القبور یعنی اللہ تعالیٰ قبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رحمت کرے۔ اور اِشْتَدَّ جملہ خبریہ بنا بر تحذیر ہے یعنی

ش: دعائیہ مخالف شانِ رحمت م دریں حدیث شریف ہم دعا است وہم تحذیر
وہم تحذر نہ آنکہ ادب وزیارت وتعظیمِ قبرِ مرا مکنید بآنکہ زیارت وادب وتعظیم قبر و
مقبور ثابت است باید دانست ترک ہر سوءِ ادب ادب است پس نہی از ادب بعدم
ترکِ سوءِ ادب بنہایتِ کفر رساند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تفسیر لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا

بِسْمِ اللہِ الْمَعْبُوْدِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمَحْمُوْدِ فرمود صلعم لَا تَتَّخِذُوْا
قَبْرِیْ عِیْدًا ترجمہ زنہار اختیار مکنید قبرِ مرا عید + باید دانست اخذ واتخاذ مفید است
کما فی قولہ تعالیٰ خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ الآیہ پس نہی نیز و وجہ تشبیہ عرض بعرض قائم
بغیر مشبہ ومشبہ بہ ش اے قبر شریف وعید م یعنی ش اے عرض بعرض م زیارتِ زائر
ولقائی مومنین بزینت وسرور بروز عید کہ در سالے از دو بار بیش نباشد یعنی کمتر

ترجمہ: جملہ دعائیہ کہ مخالف شانِ رحمت ہی۔ اس حدیث شریف میں دعا بھی ہے اور تحذیر بھی یعنی ڈرانا
اور تحذّر یعنی پرہیز کرنا بھی۔ نہ یہ کہ ادب اور زیارت اور تعظیم میری قبر کی مت کرو اس سبب سی کہ زیارت اور ادب
اور تعظیم قبر اور مقبور دونو کے لیے ثابت ہی۔ سمجھنا چاہیے ہر بے ادبی کا ترک یعنی چھوڑنا ادب ہے پس ممانعت
ادب سی بعدم ترک سوءِ ادب یعنی بے ادبی ترک نہ ہونیکے سبب انتہائے کفر کو پہنچا دیگی واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب یعنی اور صواب و درستی کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے +

تفسیر لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا

بِسْمِ اللہِ المعبود وَالصَّلٰوۃ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمَحْمُوْدِ یعنی خدائے معبود کے نام سی شروع کرتا ہوں
اور اُسکے رسول محمود پر رحمت ہو جیو۔ فرمایا حضور صلعم نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی زنہار مت اختیار کرو
میری قبر کو عید۔ سمجھنا چاہیے کہ اخذ اور اتخاذ مقصود کے منع جواز کا فائدہ دیتا ہے جیسا خدائی برتر کے کلام میں خُذُوْا
مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ تا آخر کہ سورہ بقر کے رکوع آٹھ میں ہی۔ یعنی جو ہمنے تمھیں دیا مضبوطی سے پکڑو۔ پس اسکی نہی بھی
مقصود کے منع جواز کو مفید ہے۔ اور وجہ تشبیہ اسمیں عرض کی عرض کے ساتھ ہی جو قائم بغیر ہے یعنی
مشبہ کے ساتھ جو قبر شریف ہی اور مشبہ بہ کہ عید ہے۔ پس مراد وجہ تشبیہ عرض بعرض سے زیارت زائر اور لقائی
مومنین ہی جو زینت وسرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہی کہ سال میں دو بار سے زیادہ نہیں ہوتی بہت کم ہے +

نہ بعرض ذاتیہ کہ استقامتِ معنی نیارد ش عرض ذاتیہ عید تعیین عبادت از عباد و تعیینِ مراحم از رحمٰن دراں روز است م و حذفِ حرف تشبیہ باستفادہ توسعہ وجوہِ تشبیہ و تاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است ش عطف تاکید بر توسعہ و تعلق باء تعلیل بر اتصال باستفادہ م پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید زیارتِ قبرم را ہمچو لقائی مؤمنین بزینت و سرور روز عیدین کہ کمتر است پس نہی مشیر است بر تاکیدِ حضور بیشتر غیر مقید بزینت و سرور اے بہر حالیکہ باشید یا رب ع در رہش از سر قدم وز ہر دو دیدہ پا کنم ۞ نہ آنکہ بہجوم و زینت و سرور میائید یا آنکہ ہجوم ناگزیر است و زینت از ادب و تعظیم لوجہ اللہ تعالیٰ ثابت قال سبحانہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ ترجمہ ای اولاد آدم اختیار کنید زینتِ خود از لباس وغیر آں نزدیکِ ہر مسجد ۞ باید دانست لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز است و لفظ زینت عام است بمعنی زینت بلباس و صلاحِ ظاہر و باطن و تاویل زینت

ترجمہ: وجہ تشبیہ عرض ذاتیہ میں ہے کہ اس سے استقامت معنی یہاں نہیں حاصل ہوتے کیونکہ عید کے عرض ذاتیہ بندوں سے عبادت کی تعیین اور رحمٰن سے تعیینِ مراحم یعنی خدا کی طرف سے رحمتوں کا اس روز میں معین کرنا ہے۔ اور حرف تشبیہ کے حذف سے وجوہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ حاصل ہے اور مفعول بہ منہی متصل ہونے کے سبب تاکید کا فائدہ۔ پس حاصل یہ کہ میری قبر کی زیارت کو ایسا ہرگز مت اختیار کرو جیسا مومنین کی لقا روز زیارت زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے جو کمتر ہے۔ پس نہی وممانعت اشارہ کر رہی ہے بیشتر حاضر ہونے کی تاکید پر غیر مقید زینت و سرور کے ساتھ یعنی جس حال میں کہ تم ہو اے میرے رب ع اسکی رہ میں سر کے بل ہو دو تو آنکھیں پا کروں ۞ نہ یہ کہ ہجوم کر کے زینت و سرور سے مت آؤ باوجودیکہ ہجوم سے چارہ نہیں ہے۔ اور زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعالیٰ تعظیم ثابت ہے، فرمایا حق سبحانہ نے سورہ اعراف رکوع تین میں یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد تا آخر یعنی اے اولاد آدم اپنی زینت اختیار کرو لباس وغیرہ سے ہر مسجد کے نزدیک۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز ہے یعنی مختار کہ زینت ہے اسکے اختیار کو مفید ہے اور اسکا جواز منع کیا گیا ہے مطلب یہ کہ ہر مسجد کے متصل زینت کا اختیار کرنا واجب مختار ہے اور بسبب اختیار وجوب اسکا جواز منع ہے۔

بمعنی سرائر اخلاص نہ غیر آں بنظم عبارت و شانِ نزول کہ در منع برہنگی وقت طواف حرمِ محترم کعبہ است راست نیاید + و مسجد بکسرِ جیم بمعنی ظرف است و بدلالت التزامی بمعنی سجدہ ہم پس مسجد شامل امر زینت است و سجدہ ہم باولویت و این از فصاحت و بلاغتِ نظم شریف است و ظاہر است کہ حضور بحضرت صلعم واجب است و افضل از حضورِ مسجد در ہر وجہ و سرورِ حضور مقتضائی قدر ایمان برسول است صلعم کما فی المشکوٰۃ فی جوابِ السّائِل الذی قال انّی اَحْبَبْتُ اللہَ و رسولَہ قال صلعم انتَ مَعَ اَحْبَبْتَ قال انسؓ رضؓ فما رایتُ المسلمین فرحوا بشیءٍ بعد الاسلام فرحہم بہا فکیف نہی الھجوم والزینتِ والسرور لحضورہ صلعم ای بالمعیۃ ۱۲ و نیز باید دانست حضور بحضرت صلعم کہ بر ہر واحد واجب است لازم ہجوم و نہی ہجوم بر نفس واحد نتواند شد مگر مع الغیر پس لازم نہی حضور واجب بحضرت صلعم بر ہر واحد است و ہمچنیں ترک ہر زینت کہ نکند زینت ہست تا آنکہ بہایت کار بہ برہنگی منہی عنہ رسد و تاویل آنچہ از حسن بن حسن و امام زین العابدین

ترجمہ اور یہ معنی ہیں سرائر اخلاص کے یعنی وے بھید جو متعلق اخلاص ہوں نہ اسکے سوا اور یہ معنی بسبب نظم عبارت اور شان نزول کے کیونکہ شان نزول اس آیت کا برہنگی کی ممانعت میں ہر وقت طواف حرم محترمِ کعبہ کہ بغیر اس معنی کے شان نزول راست نہ آئے گا۔ اور لفظ مسجد بکسر جیم بمعنی ظرف ہے۔ اور باعتبار دلالت التزامی بمعنی سجدہ بھی۔ پس مسجد امر زینت کو شامل ہے اور سجدہ بھی اولویت کے ساتھ اسی امر کو شامل ہے۔ اور یہ نظم شریف کی فصاحت و بلاغت میں سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا واجب ہے اور حضور مسجد سے ہر وجہ میں افضل ہے اور حاضر ہونیکی خوشی کا اندازہ رسول صلعم پر ایمان کے اندازہ کے موافق ہے۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک سائل کے جواب میں جسنے کہا یقینی میں نے اللہ اور اسکے رسول سے محبت کی فرمایا حضور صلعم نے تو اسی کے ساتھ ہے جسے تو نے دوست کیا۔ فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے میں نے مسلمانوں کو نہیں دیکھا کہ بعد اسلام کسی چیز سے وے خوش ہوئے ہوں ایسے کہ خوشی ہوئی انکو آپکی معیت ہمراہی کے سبب پس کیسے ہوسکتی ہے ممانعت ہجوم اور زینت اور سرور کی حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونیکے لیے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جبکہ ہر واحد پر واجب ہے ہجوم کو لازمی ہے۔ اور ہجوم کی ممانعت نفس واحد پر نہیں ہوسکتی مگر غیر کے ساتھ۔ پس حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جو واجب ہے اسکی نہی ہر واحد پر لازم ہے۔ لہٰذا یہ وجوب حضور ہر واحد اور نہی حضور ہر واحد دو نقیضیں کیسے مجتمع ہوسکتی ہیں۔ اور اسیطرح ترک ہر زینت کہ ترک زینت ہے یہانتک کہ انتہائی کار برہنگی کو پہنچے گا جسکی ممانعت ہو چکی ہے۔ اور تاویل اس چیز کی کہ حضرت

حسن ابن حسن اور حضرت امام زین العابدین

تحقیق معنی مسجد جو کریمہ میں ہے ۲

حضور بحضرت صلعم افضل ہے حضور مسجد سے ہر وجہ سے

اور ہر واحد پر حضور واجب ہے ہجوم کو لازم ۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہم در منع مکث بر مزار با برکت و انوار رحمۃ للعالمین صلعم
با روایت این حدیث شریف نہ در منع وقوف موصوف لازم حضور مروی است از کتب اہل
سنت وجماعت باید دریافت چہ وقوف حضرات ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ
تعالیٰ علی النبی الامی وعلیہم اجمعین بجوار مزار رحمت آثار صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خود ثابت است فکیف المنع عن الوقوف لازم الحضور
الثابت ودریں حدیث شریف ہم اعجاز یست بہ پیشین گوئی سستی مردمان
بزیارت مزار با برکت لازم السعادت بدلالت بالاشارت
باقتضائی نہی مرثبوت متقدم را یا ایہا الناس افلا تعقلون
اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
بحالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہ

ترجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار بابرکت و
انوار پر کھڑے ہونے کی ممانعت ہیں ہے وہ مع روایت اس حدیث شریف کے اُس وقوف کے منع
میں نہیں ہے جو حاضر ہونیکو لازم ہے اور جو مروی ہے کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں سے معلوم
کرنا چاہیئے اسلیئے کہ حضرات آئمہ اہل بیت صلوٰت اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و
علیہم اجمعین کا وقوف ۔ خدائی برتر کی رحمتیں نبی اُمی پر اور اُن سب پر ہو جیو ۔ مزار
رحمت آثار صلعم کے جوار میں خود ثابت ہے ۔ پس اُس وقوف کا کیسے منع ہوسکتا ہے جو لازم حضور
ہے اور ثابت ہے ۔ اور اس حدیث شریف میں ایک اعجاز پیشین گوئی بھی ہے جو لوگوں کی
سستی کی نسبت ہے زیارت مزار بابرکت لازم السعادت کے لیئے کہ سعادت اُسکو لازم ہے ۔
اس اعجاز کی طرف اشارتاً اس مضمون سے دلالت ہو رہی ہے کہ نہی ثبوت متقدم کو بالخصوص چاہتی ہے
لہٰذا یہی سستی زیارت میں ہی جو مثل عید کے ہے حالانکہ صحابہ وتابعین وغیرہم کے زمان قرب میں یہ حضور سے تھا
جسکی رفع سستی کی تاکید ہی اور زبان حال کی سستی پر پیشین گوئی کا معجزہ ہی یا ایہا الناس افلا تعقلون اے لوگو کیا اب بھی
تم نہ سمجھو گے اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ *

۲۵ ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

باید دانست نوشتن قرآن مجید از انجاست کفر است خفیفہ باشد یا غلیظہ قلیل باشد یا کثیر و دم مسفوح ہم درین است ش در تخصیص دم مسفوح کار افتادہ است ہم چہ اہانتش ظاہر کما فی شرح العقائد فی بحث والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر ولا نزاع فی ان المعاصی ما جعلہ الشارع امارۃ للتکذیب و علم کونہ کذلک بالادلۃ الشرعیۃ

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب +

ترجمہ ذکر بیان اسبات کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا منع ہے اور اس کا جلانا بھی منع اور دوسرے مطالب ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ سمجھنا چاہیئے کہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا کفر ہے خواہ نجاست خفیفہ ہو خواہ غلیظہ تھوڑی ہو یا بہت اور خون جاری بھی اسی میں ہے۔ اور اسکی خصوصیت کی وجہ ہے کہ دم مسفوح کے احکام نامکمل ہیں اسی وجہ سے ہم کو تخصیص لکھنا پڑا۔ اور یہ حکم اس لئے کہ اس سے اہانت کلام الٰہی کی ظاہر ہے جیسا کتاب شرح عقائد کہ اس کی ایک باب میں جسکا ترجمہ یہ ہے + اور گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہیں خارج کرتا نہ کفر میں اس کو داخل کرتا ہے۔ اور اس میں جھگڑا نہیں ہے کہ بے شک وہ گناہ جنکو شارع نے تکذیب یعنی جھٹلانے کے لیئے امارت اور نشانی مقرر کر دیا اور شرعی دلیلوں سے بھی ان کا اسی طرح ہونا معلوم ہوگیا +

ذکر بیان اسکا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا اور جلانا منع ہے اور مطالب

قرآن مجید نجاست سے لکھنا کفر ہے اور دم مسفوح سے بھی کہ اہانت ہے +

کسجود الصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمات الکفر ونحو ذالک مما ثبت بالادلة انه کفر انتہی فالقائہا علیہ کذالک العیاذ باللہ تعالیٰ منه وقطع نظر از قرآنیت کفری دیگر است بانکارش واگر قرآن مجید نیست پس پس قطع نظر معنی ندارد واز بحث خارج است وبدانکہ قطع نظر در عوارض از یکی بدیگر است نہ در ذات مگر نوشتن متشابہات بقرآن مجید بعض آں کفر است ہمچو اسماء الٰہی جلت الٰہ وجلّت ورسول اللہ تعالیٰ صلعم وبعض آں نہ مگر از قباحات سوء ادب خالی نیست ودر نوشتن ہمچو نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تردد علاج لہ است اگر باقرار قرآنیت نوشت یا بقطع نظر ازاں کفر است واگر متشابہات آن مجید است بضمیمہ متکلم کفر است پس از سوء ادب چہ محل سخن است حیرت از انانکہ بے اکراہ جوازش فرمودند وحسرت برانکہ بہوائی نفس اصرارش نمودند اینجا کہ سخن در خلاف از بعض فقہاء بنا بر منافع خلق بقطع نظر از قرآنیت یا بے قطع نظر ازاں نکوہیدہ است

ترجمہ جیسے بت کا سجدہ اور مصحف شریف کا گندگیوں میں ڈالنا اور کلمات کفر کا بولنا اور مثل اسی کے ہر [illegible] چیزیں جو دلیلوں سے ثابت ہو گئیں تحقیق وہ کفر ہیں۔ تمام ہوا مضمون کتاب۔ پس سیطرح گندگیوں کا [illegible] الٰہی پر ڈالنا بھی ہے۔ خدائے برتر اس سے پناہ میں رکھے۔ اور قطع نظر کرنا قرآن ہونے سے اسکے ایک [illegible] کفر ہے اسکے انکار کے سبب۔ اور اگر [illegible] محمد نہیں ہے تو قطع نظر کرکے کچھ معنی نہیں کہ خارج از بحث ہے۔ اور معلوم ہو کہ قطع نظر یعنی نظر کا قطع

عرض کیطرف نظر کرنا نہ ذات میں۔ مگر جو چیزیں کہ قرآن مجید سے متشابہ ہیں یا وہ الفاظ نعت بہت [illegible] بعض کا نجاست یا دم مسفوح سے لکھنا کفر ہے جیسا خدائے برتر و بزرگ کے اسمائے مبارک۔ اور رسول خدائے برتر صلعم [illegible] ہات کا لکھنا کفر نہیں ہے لیکن بے ادبی کی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر لکھنے میں [illegible] قرآن مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے یعنی ہم قرآن [illegible] ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ وہ تردد ہے جسکا علاج نہیں کیونکہ اگر اسکو ہونے قرآن مجید [illegible] اس سے قطع نظر کرکے لکھا ہے ہر حال میں کفر ہے۔ اور اگر متشابہات قرآن مجید سے سمجھ کر [illegible] دم مسفوح سے لکھا ہے تو بھی کفر ہے پس بے ادبی کی نسبت کیا گنجائش و محل کلام ہے حیرت ہے ان سمجھوالوں پر کہ بے اکراہ و کراہت مسئلہ جواز فرما دیا۔ اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے ہوائے نفس سے [illegible] اس موقع

کہ محمول بر خطائی اجتہادی تواند شد در تکفیر مجوزین احتراز واجب و تاویل دم بغیر مسفوح

تواند شد نہ در انجاس دیگر و البتہ سوختن از امارات اہانت و اعراض بالقطع نیست پس

تا تحقیق علت حکمی نتوان کرد چہ حکم بر علت است آری سوختن باہانت و اعراض کفر

و بے مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن و آن فعل حضرت ذی النورین رضی

اللہ تعالی عنہ کہ بضرورت مصلحت دین کہ مقصود از بعث رسول صلعم بود استدلال برائے

ہوائے نفس نتواند شد فاتقوا اللہ العظیم یا اولی الالباب بدانکہ تبرک و توسل بکلام

و اسماء طیبات و تبرک و استعانت از اللہ تعالی و انبیاء و اولیاء صلی اللہ تعالی

و علیہم از روئے تعظیم مقتضائے دین و عقل است نہ از روئے بے حرمتی نعوذ با

تعالی من الشرور و اللہ تعالی اعلم و الیہ المرجع اللھم صل

علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ

و ترحمنا

ترجمہ وہ خطائے اجتہادی پر محمول ہو سکتی ہے اسلئے اسکے جواز کا حکم کرنیوالوں کی تکفیر میں احتراز واجب ہے اور دم

کی غیر مسفوح کے ساتھ ہو سکتی ہے نہ اور نجاستوں میں کہ وہ نہیں تاویل کی جا سکتیں۔ اور البتہ قرآن مجید کا جلانا قط

اور اعراض کے امارات یعنی نشانیوں سے نہیں ہے۔ پس جب تک جلانے کی علت کی تحقیق نہ ہولے کوئی حکم نہ کرنا چاہئے

حکم علت پر ہی ہے۔ البتہ اہانت اور اعراض سے اسکا جلانا کفر ہے۔ اور بغیر مصلحت شرعی کے ایسا کرنا بے ادبی

اور شرعی مصلحت سے مستحسن یعنی نیک کام ہے۔ اور فعل حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مصلحت

ضرورت کے سبب کہ مقصود بعث رسول صلعم سے تھا بغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہو سکتا ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کی ضرورت پر

مقصود اسکا بعث رسول سے تھا۔ پس اے حضرات عقل خدائے بزرگ سے ڈرو۔

بلکہ و توسل بہ

سمائے طیبات سے برکت حاصل کرنا اور وسیلہ پکڑنا اور خدائے برتر اور اسکے نبیوں

واسمائے طیبات و بہ انبیاء

اور اسکے ولیوں سے برکت لینا اور مدد مانگنا صلی اللہ تعالی علی نبینا و علیہم از روئے

و اولیاء براہ تعظیم مقتضائے

وعقل کا مقتضی ہے نہ بیحرمتی کے طریق سے نعوذ باللہ من الشرور و اللہ تعالی اعلم و الیہ

عقل نہ از راہ بیحرمتی خدا کی

خدا کی پناہ مانگتے ہیں برائیوں سے۔ اور خدائے برتر دانا ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے اللھم صل علی

پناہ

و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

خدائی لشکر کا ایک رسالہ

اقلیم دل پر نفس و شیطان نے لام باندھا ہی۔ حرص و طمع کی پلٹنیں، غرور تکبر کے رسالے، حسد و عناد کے ہتیار سنبھالے سائنس کم فلسفہ کی رسد رسانی کے بھروسے پر ایمانی سرحدیں گھسے چلے آتے ہیں اور نفوس مطمئنہ اطمینان کے قصر روحانی کے دریچوں میں فرق کر آلی کر رہے ہیں تو کیا دشمن فتحیاب ہونگے؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جنود یزدانی حرکت میں آئے ہیں قدوسی فوجیں ضرب نفی اثبات کے حربے اٹھائے نعرہ ھُو لگاتی اُمڈی چلی آتی ہیں۔ اب تپے ہیں گرجیں گی گولے گولیاں برسیں گی۔ خون کی کیچڑ میں پاؤں پھسلیں گے۔ نفس خودی کے تاجدار سپاہ الٰہی کی ٹھوکروں سے پامال ہونگے۔ اگر کوئی اس پیشین گوئی کا ظہور دیکھنا چاہے تو خدائی لشکر کے ہراول رسالہ نظام المشائخ دہلی کو منگا کر دیکھے۔ جو ہر قمری مہینے کی چھٹی تاریخ کو سید محمد مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب شہزادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رح کی سرپرستی و نگرانی اور مُلا محمد لال وحیدی کی اڈیٹری میں ۲۰ صفحوں پر درویش پریس دہلی سے شائع ہوتا ہی۔ گویا ۴۰ صفے لیکر ہر ماہ میں ایک بار الحاد و بیدینی کے کمپ پر چھاپا ملتا ہی۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کی یلغاروں کی ہندوستان میں ہوم ہی۔ یہ وہ رسالہ ہی جو علوم روحانی کو انگریزی سنسکرت اور عربی چھاونیوں سے بلوا کر اپنے اردو کے خیمے میں جمع کر رہا ہی۔ یہی وہ رسالہ ہی جس نے ہزاروں انگریزی تعلیم یافتوں کو جو مرکز تصوف سے ہٹ گئے تھے پھر دائرہ وحدت پر سمیٹ لیا ہی۔ یہی وہ رسالہ ہی جسکی خصوصیات حد شمار سے باہر ہیں۔ اور جس نے دور جدید اور دور قدیم کے مضمون نگاروں کو ایک میدان میں طبع آزمائی کا موقع دیا ہی۔ صوفیانہ رزم بزم کے جلوے دیکھنے ہوں سیکڑوں برس گزشتہ کے نامور بزرگوں کی محفلوں کا کیف مشاہدہ کرنا ہو۔ علوم جدیدہ کو علوم قدیمہ کے پاؤں پر گرتا دیکھنا ہو تو رسالہ نظام المشائخ طلب کیجیے۔ راحت دل آپ

سو تو اس رسالہ

کیف

کو پڑھیے جسمیں تسکین، سوز، اور حیات جسمانی و روحانی کا عظیم الشان ذخیرہ مہیا کیا جا

کے تبادلہ میں یہ رسالہ کام آتا ہی۔ بزرگ اپنے خردوں کو، پیر مریدوں کو اسی کا انعام دیتے ہیں

کیخدمتیں یہی رسالہ نذر ہوتا ہی۔ شریف مستورات کے مطالعہ کیلئے بھی اسکی مانگ ہی۔ لہذا آپکو

رسالہ کا خیر مقدم کرکے غازیان دین کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا لینا چاہیے۔ قیمت سالانہ مع

[illegible] المشتہر منیجر نظام المشائخ